من بکی او ابکی او تباکی وجبت له الجنۃ

الحمد للہ کہ کتاب مستطاب از تالیفات سید الذاکرین سند المحدثین نخبۃ الزائرین
الفاضل الجلیل الورع النبیل السید مداد علی الحسینی الواسطی دام اللہ اظلال العالیہ و بارک فی ایامہ اللیالیہ

یعنی

بحر المصائب

سنہ ۱۹۲۹ء

حسب فرمائش جناب حاجی خواجہ شریف حسین صاحب کربلائی مشہدی کیرانوی
کاظم بک ڈپو دہلی گنبد نالہ گلی باغ بھکاری نے اپنے اہتمام بلیغ سے
جید برقی پریس بازار بلیماران دہلی میں ۱۳۴۸ھ طبع کرایا

قیمت دو روپے

أُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ

بحمد اللہ تعالیٰ وحسن تائیدہ کہ کتاب مستطاب مسمّٰی بہ

بحر المصائب

مشتمل بر فضائل و مصائب سید شباب اہل الجنۃ قتیل السیوف
والاسنۃ الذی جعل اللہ الشفاء فی تربتہ والائمۃ من ذریتہ
وقرن الدعاء بالاجابۃ تحت قبتہ بکت علیہ السموات العلی
وناحت علیہ الوحوش فی الفلا مولٰنا ومولی الکونین
سیدنا ابی عبد اللہ الحسین روحی لہ الفدا علیہ
الاف التحیۃ والثنا کہ از تالیفات سید الذاکرین سید المحدثین
نخبۃ الزائرین الفاضل الجلیل الورع المبین جناب السید امداد علی الحسینی
الواسطی ادام اللہ ظلال معالیہ وبارک فی ایامہ ولیالیہ ست و روایات
آن ماخوذ از کتب احادیث و تواریخ معتبرہ و خواندنش باعث ثواب
و اجر بے حساب ست در اوائل ۱۳۴۵ ہجری طبع شد

حسب فرمائش

عالیجناب حاجی خواجہ شریف حسین صاحب مشہدی کربلائی متوطن کرانہ ضلع مظفر نگر

(باہتمام کاظم بک ڈپو۔ دہلی۔ گندہ نالہ گلی باغ بھکاری)

در حبیب برقی پریس دہلی محلہ بلیماران لقالب طبع درآمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی جعلنا من الباکین علیٰ مصاب سید الشہداء والصدیقین والصلوٰۃ علیٰ سید المرسلین وخاتم النبیین وآلہ الطیبین الطاہرین پس حمد الٰہی ونعت جناب رسالت پناہی کے مخفی نہ رہے۔ کہ قبل اسکے چار باب کتاب بحر المصائب کے کہ مشتمل اوپر فضایل اور وفات سید کائنات اور جناب مریم کبرائے فاطمہ زہرا اور شہادت سید الاوصیا علی مرتضیٰ اور جناب حسنؑ مجتبیٰ صلوات اللہ علیہم مادامت الارض والسماء کے ہیں۔ بتائید ایزدی حیز طبع میں آچکی تھی۔ لاکن پانچواں باب اس کتاب مستطاب کا کہ منضمن ہے اوپر فضائل اور مصائب جناب خامس آل عبا علیہا التحیۃ والثنا بسبب نامساعدت زمانۂ غدار اور کجروی فلک کجرفتار کے اب تک نہ چھپ سکا تھا. بالفعل بتوجہ ایمہ معصومین و اعانت معین السادات والمومنین حامی دین مبین قماس بحار العلوم العقلیہ غواص لآلی الفنون النقلیہ مشعر المعارف والاحکام منہل الجود والانعام السیدین السندین الجلیلین النبیلین ابنی الحاج السید العالم الغطریف الحبر العریف ذی المناقب والمفاخر اکمل الاوائل والاواخر سمی ابی الحسنین الملقب بارسطو جاہ السید رجب علی خاں زاد اقبالہ و اجلالہ بالاشراق و العشی اعنی حاجی الحرمین الشریفین سیدنا ومولانا السید شریف حسن ومولانا السید شریف حسین لازالت شموس اقبالہما ساطعۃ ب دوام النشاتین کے وہ باب بھی قالب طبع میں درآیا۔ پس یہ خادم ذاکرین السید امداد علی عفی عنہ خدمت باسعادت مومنین میں ملتمس ہے کہ بعد ذکر مصائب جناب سید الشہدا علیہ آلاف التحیۃ والثنا مجالس

عزامین کمترین کو بدعائے مغفرت یاد فرمائیں اور بوقت مطالعہ اس کتاب کے قلم عفو حرف سہو ودر خطا پر
جاری کریں پس یہ باب پانچواں بحر المصائب کا مرتب ہے اور یہ ایک مقدمہ اور ایک مقصد اور خاتمہ کے اور
مقدمہ مشتمل ہے دو فصلوں کے فصل اول متضمن ہے بیان تاریخ اور روز ولادت باسعادت امام
کونین حضرت ابو عبداللہ الحسینؑ پر اور اسمیں تین مجلسیں ہیں **مجلس اول** فِی بِحَارِ الْاَنْوَارِ عَنِ الْمَنَاقِبِ
اِنَّہٗ وُلِدَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِالْمَدِیْنَۃِ یَوْمَ الْخَمِیْسِ اَوْ یَوْمَ الثُّلَثَاءِ لِخَمْسٍ خَلَوْنَ مِنْ شَعْبَانَ عَامَ الْخَنْدَقِ
سَنَۃَ اَرْبَعٍ مِنْ ہِجْرَۃِ النَّبِیِّ الْاَکْرَمِ بَعْدَ اَخِیْہِ الْحَسَنِ علیہ السلام بِعَشَرَۃِ اَشْہُرٍ وَ
عِشْرِیْنَ یَوْمًا کتاب بحار الانوار میں مناقب شہر آشوب سے منقول ہے کہ شاہزادہ کونین جناب امام حسینؑ
بروز پنجشنبہ یا بروز سہ شنبہ پانچویں تاریخ ماہ شعبان کو کہ اُس روز چار سال ہجرت نبوی سے گذرے تھے
مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور جناب امام حسنؑ دس مہینے اور بیس روز اُن حضرت سے بڑے تھے وَ فِی
عِلَلِ الشَّرَائِعِ وَالْاَمَالِیْ عَنْ عَلِیِّ ابْنِ الْحُسَیْنِ اَنَّہٗ لَمَّا وُلِدَ الْحُسَیْنُ ہَبَطَ جِبْرَئِیْلُ بِاَمْرِ اللّٰہِ
الْجَلِیْلِ عَلٰی مُحَمَّدٍ فَہَنَّاہُ مِنَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ در کتاب علل الشرائع اور کتاب امالی میں جناب سید الساجدینؑ سے منقول ہے
کہ جسوقت جناب امام حسینؑ پیدا ہوئے اُسی وقت جبرئیل بحکم رب جلیل خدمت بابرکت جناب رسالتمآبؐ میں
حاضر ہوئے اور پیدا ہونے حسینؑ کی اُن حضرت کو مبارکباد دی ثُمَّ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ سَمِّہٖ بِاِبْنِ
ہَارُوْنَ فَاِنَّ عَلِیًّا مِنْکَ بِمَنْزِلَۃِ ہَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اور جبرئیل نے بعد مبارکباد کے
عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ جناب احدیت نے بعد تحفہ و سلام کے ارشاد فرمایا ہے کہ نام اس مولود مسعود کا وہ
نام رکھو کہ جو نام تھا فرزند ہارون کا اس لئے کہ آپکے بھائی علیؑ کو آپ سے وہی نسبت ہے کہ جو ہارون کو
موسیٰ سے تھی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مَا اسْمُہٗ قَالَ شَبَّرُ وَفِی الْاِنْجِیْلِ طَابَ فَقَالَ لِسَانِیْ عَرَبِیٌّ قَالَ
سَمِّہِ الْحُسَیْنَ فَسَمَّاہُ بِہٖ فَاسْمُہٗ فِی الْعَرَبِیِّ الْحُسَیْنُ وَفِی التَّوْرٰىۃِ شَبِیْرُ وَفِی الْاِنْجِیْلِ طَابَ
جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ اے اخی جبرئیل نام فرزند ہارون کا کیا تھا جبرئیل نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ
نام فرزند ہارون کا شبیر تھا حضرت نے فرمایا کہ یہ زبان عبرانی ہے اور زبان ہماری عربی ہے جبرئیل نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ اگر آپ کو نام اس شاہزادے کا اپنی زبان میں رکھنا مقصود ہے تو حسینؑ نام

رکھیے کہ حسینؑ ہم معنی شبیر کا ہے پس جناب رسولِ خداؐ نے اسم مبارک اپنے فرزند کا حسینؑ رکھا اور توریت میں نام اُن حضرت کا شبیر ہے اور انجیل میں اُن حضرت کو طاب کہتے ہیں یعنی پاک و پاکیزہ اور حسین اور خوبصورت وَکُنْیَتُہٗ اَبُوْعَبْدُ اللّٰہِ وَاَلْقَابُہٗ کَثِیْرَۃٌ مِنْھَا الرَّشِیْدُ وَ الزَّکِیُّ وَ الْمُبَارَکُ وَالتَّابِعُ لِمَرْضَاتِ اللّٰہِ وَالطَّیِّبُ وَالسَّیِّدُ وَالْوَفِیُّ وَاَشْھَرُھَا الزَّکِیُّ؏

ولادت با سعادت حسینؑ

اور کنیت اُس امام عالی مقام کی ابو عبد اللہؑ ہے اور لقب اُن حضرت کے بہت ہیں ایک اُنھیں سے یہ ہے کہ اُس جناب کو رشید اور زکی اور مبارک اور تابع لمرضات اللہ اور طیب اور سید اور وفی یعنی وفا کنندہ اپنے وعدہ اور عہد پر لیکن ان سب میں لقب اُس شاہزادے کا زکی بہت مشہور ہے وَ اَمَّا اَعْلَاھَا رُتْبَۃً مَا لَقَّبَہٗ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَقَالَ لَہٗ وَ لِاَخِیْہِ اَنْتُمَا سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ لیکن وہ لقب کہ جو اُن سب القاب میں رتبۃً زیادہ ہے وہ لقب ہے کہ جس لقب سے جناب رسالتمآبؐ نے اُس امام کونین کو اور اُنکے بھائی امام حسنؑ کو ملقب کیا اور فرمایا اَنْتُمَا سَیِّدَا شَبَابِ اَہْلِ الْجَنَّۃِ یعنی تم دونوں فرزند دلبند میرے سردار ہو جوانان اہل بہشت کے وَفِی الْمُنْتَخَبِ اَنَّہٗ لَمَّا اَرَادَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اَنْ یَنْعَمَ الْحُسَیْنَ لِمُحَمَّدٍ (صلعم) اَوْحٰی اِلٰی لُعْبَا اَنِ اھْبَطِیْ اِلٰی فَاطِمَۃَ فَافْعَلِیْ مَا یَنْبَغِیْ فِی الْوِلَادَۃِ

حدیث آمدن لعبا بخدمت جناب فاطمہ زہرا

کتاب منتخب میں ابن عباس سے منقول ہے کہ جب جناب احدیت نے چاہا کہ اپنے حبیب محمد مصطفےٰؐ کو فرزند ارجمند یعنی حسینؑ عطا فرمائے اور وقت وضع حمل بھی قریب پہونچا اُس وقت لعبا کو حکم ہوا کہ جلد خدمت با شوکت جناب فاطمہ زہرا بنت محمد مصطفےٰؐ میں حاضر ہو اور جو خدمات کہ بوقت وضع حمل کے قابلہ سے متعلق ہوتی ہیں وہ سب بجالا وَھِیَ حَوْرَآءُ مِنَ الْجَنَّۃِ وَلَھَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ وَصَائِفَ وَسَبْعُوْنَ اَلْفَ قَصْرٍ وَسَبْعُوْنَ اَلْفَ غُرْفَۃٍ مُکَلَّلَۃٍ بِاَنْوَاعِ الْجَوَاھِرِ وَ قَصْرُھَا اَعْلٰی مِنْھَا وَیُضِیْٓءُ مِنْ نُوْرِ وَجْھِھَا الْجِنَانُ اور لعبا وہ حور بہشتی ہے کہ ستر ہزار حوریں اُسکی پرستار اور خدمت گذار اور ستر ہزار قصر کہ اُنمیں ستر ہزار غرفہائے مکلل اور مرصع بانواع و اقسام جواہر ہیں اُسے مرحمت ہوئے ہیں اور ایک قصر خاص کہ جو تمام قصور جنت سے بلند تر ہے لعبا کو واسطے رہنے کے عطا ہوا ہے اور خداوند احسن الخالقین نے اُس حوریہ کو ایسا حسن و جمال عنایت کیا ہے کہ نور جمال لعبا سے تمام جنتیں روشن اور منور ہو جاتی

ہیں فَجَاءَتْ لُعْبَا اِلیٰ فَاطِمَۃَ وَسَلَّمَتْ عَلَیْھَا فَلَحِقَتْ لَھَا الْحَیَاءُ وَمَا تَدْرِیْ بِاَیِّ شَیْءٍ تَفْرُش
لَھَا پس لعبا بحکم خدا خدمت باسعادت خاتون قیامت میں حاضر ہوئی اور بکمال تعظیم تسلیم بجالائی جنید
کہ اُن معصومہ نے جواب سلام دیا لیکن بسبب نہ ہونے فرش کے کہ جو لائق بیٹھنے لعبا کے ہو نہایت متردد
اور شرمگین ہوئیں اور سوائے ایک جلد گوسفند کے کہ اُسپر دن کو اونٹ اُن حضرت کا دانہ کہاتا تھا اور
شب کو خود وہ معصومہؑ اور جناب امیر المومنینؑ استراحت فرماتے تھے اور کچھ قسم فرش سے نہ پایا۔
فَبَیْنَا کَذَالِکَ اِذْ ھَبَطَتِ الْحَوْرَآءُ مَعَ دَرْنُوْکٍ مِنْ دَرَانِیْکِ الْجَنَّۃِ فَجَلَسَتْ عَلَیْہِ لُعْبَا وَوَصَائِفُھَا
منقول ہے کہ جناب سیدہؑ اسی تردد میں تھیں کہ ناگاہ ایک حور بہشتی مع فرش جنت حاضر ہوئی اور اُسکو دولتسرا
مین بچھادیا پس لعبا مع اپنی کنیزوں کے اُس فرش پر بیٹھی حَتّٰی وُلِدَ الْحُسَیْنُ (علیہ السلام) صُبَیْحَۃَ یَوْمِ
الْجُمُعَۃِ فَاَخَذَتْہُ لُعْبَا وَقَبَّلَتْہُ وَلَفَّتْہُ بِمِنْدِیْلٍ مِنَ الْجَنَّۃِ وَقَالَتْ لَہٗ بَارَکَ اللّٰہُ فِیْ وَلَادَتِکَ
پس بروز جمعہ بوقت صبح نور جمال عدیم المثال امام حسینؑ سے تمام عالم نورانی ہوا اور لعبا نے اُسیوقت اُس
آفتاب طلعت معدن امامت کو اپنی گود میں لیا اور بہت پیار کیا اور ایک پارچہ سفید بہشتی میں لپیٹ کر
کہاکہ اے مولود مسعود حق سبحانہ تعالیٰ یہ ولادت باسعادت مبارک کرے واسطے آپکے فَاَمَرَ اللّٰہُ الْجَلِیْلُ
لِجِبْرِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ اَنْ یُّھَنُّوْا مُحَمَّدًا بِوِلَادَۃِ الْحُسَیْنِ ابن عباس کہتے ہیں کہ
جب وہ پارۂ جگر رسولخداؐ اور گوشوارۂ عرش معلےٰ زینت دہ آغوش فاطمہؑ زہرا ہوا اُسی وقت جبرئیل و میکائیل
اور اسرافیل کو حکم رب جلیل پہونچا کہ تم سب مع افواج ملائکہ خدمت بابرکت ہمارے حبیب محمد مصطفےٰ میں
حاضر ہو اور پیدا ہونے حسینؑ کے ہماری طرف سے مبارکباد دو فَھَبَطُوْا جَمِیْعًا وَھَنَّاہُ کُلٌّ مِّنْھُمْ
بِوِلَادَۃِ اِبْنِہٖ سَبْعَۃَ اَیَّامٍ بِلَیَالِیْھَا فَعَرَجُوْا مَعَ لُعْبَا فِی الثَّامِنِ اِلَی السَّمَآءِ پس حسب الحکم
جبرئیل اور میکائیل مع قبائل ملائکہ کے کہ تعداد اُن کی سو کرور حدیث سے ثابت ہوتی ہے بکمال فرحت و سرور
خدمت جناب رسالتمآبؐ میں حاضر ہوئے اور ہر ایک نے جانب پروردگار عالم سے پیدا ہونے حسینؑ کے مبارکباد
دی اور سات شبانہ روز وہ سب فرشتے مع حوران بہشتی اور لعبا کے در دولت جناب رسالتؐ پر واسطے مبارکباد
کے حاضر رہے جبکہ آٹھواں روز ہوا سب فرشتے مع لعبا رسولخداؐ سے رخصت ہو کر آسمان پر پرواز کر گئے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَمَّا عَرَجْتُ لَعِبَا اِلَی السَّمَاءِ فَتَحَزَّتْ عَلٰی حُوْرِ الْجَنَّۃِ بِاَنَّہٗ مِنْ مِثْلِیْ وَ
اَنَا خَادِمَۃُ الْحُسَیْنِ ابْنِ رَسُوْلِ الثَّقَلَیْنِ وَقَابِلَتُہٗ ابن عباس کہتے ہیں کہ بعد رخصت ہونے اُن ملائکہ
کے جناب رسولخدا نے فرمایا کہ جسوقت سے لعبا بالائے آسمان گئی ہے تمام حوران بہشتی سے بفخر و مباہات یہ کہتی ہیں
کہ تم میں سے کوئی مثل اور نظیر میرا نہیں ہے اس لیے کہ میں خادمہ اور قابلہ ہوں حسینؑ فرزند رسول الثقلینؐ
کی وَفِی الْکَافِیْ لَمَّا اَنَّہٗ لَمَّا وُلِدَ الْحُسَیْنُ ھَبَطَ جَبْرَئِیْلُ عَلَی الرَّسُوْلِ النَّبِیْلِ یَوْمَ السَّابِعِ یُسَمِّیْہِ
وَیُکَنِّیْہِ وَیَحْلِقُ رَاْسَہٗ وَیَعُقُّ عَنْہُ کَبْشًا وَیَثْقُبُ اُذُنَہٗ درکتاب کافی میں منقول ہے کہ جب شاہزادہ کونین
فرزند رسول الثقلینؐ یعنی امام حسینؑ پیدا ہوئے ساتویں روز اُسکے جبرئیل خدمت بابرکت رسول جلیل میں
حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ رسولؐ حق سبحانہ تعالیٰ نے بعد تحفہ سلام کے ولادت باسعادت حسینؑ کے
مبارک باد دی ہے اور فرمایا ہے کہ آج ساتواں روز تولد ہے آج ہی نام اور کنیت اس مولود مسعود
کی قرار دو اور آج موئے سر اقدس اپنے فرزند کے اتروا ؤ اور عقیقہ کرو اور کانمیں اس کان امامت
کے گوشوارہ ڈالو فَفَعَلَ ذٰلِکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَثَقَبَ اُذُنَہٗ وَتَرَکَ لَہٗ ذُوَابَتَیْنِ فِیْ وَسْطِ
الرَّاْسِ وَحَلَقَ رَاْسَہٗ وَوَزَنَ شَعْرَہٗ فَتَصَدَّقَ بِوَزْنِہٖ فَصَارَتِ الْعَقِیْقَۃُ وَالتَّصَدُّقُ بِزِنَۃِ
الشَّعْرِ مُسْتَمِرَّۃً پس جناب رسالتمآبؐ نے حسب ارشاد جناب احدیت کے نام اپنے فرزند کا حسینؑ رکھا
اور کنیت ابوعبداللہ قرار دی اور کان میں اُس ماہ رو کے بُندا ڈالا اور عقیقہ کیا اور وسط سر میں اُس
شاہزادے کے دو گیسو رکھے اور باقی بال سر اطہر کے اتروائے اور بوزن موئے سر چاندی تصدق کی اور
اُسی روز سے عقیقہ اور تصدق کرنا چاندی کا بوزن موئے سر ہر مولود کے مسنون ہوا فَھٰذَا مَحَلُّ بُکَاءٍ
وَعَوِیْلٍ اَنَّ مَنِ الَّذِیْ یُحِبُّہُ اللّٰہُ الْجَلِیْلُ وَرَسُوْلُہُ النَّبِیْلُ وَھَنَّاءَ بِوِلَادَتِہٖ جَبْرَئِیْلُ
وَمِیْکَائِیْلُ وَاِسْرَافِیْلُ ۔ بَقِیَ فَرْدًا یَسْتَغِیْثُ بِکُلِّھِمْ فَھَلْ فِیْکُمْ یَرْجُو النَّجَاۃَ بِنُصْرَۃٍ
پس مومنین یہ جائے گریہ و بکا اور نوحہ و عزا ہے کہ جس شاہزادے کو جناب احدیت ایسا دوست رکھے کہ
فرشتہائے مقربین کو بوقت ولادت باسعادت اُس مولود کے واسطے مبارکباد کے بھیجے اور رسولخدا اُسے
بکمال ناز و نعم اپنی آغوش اقدس میں پرورش کریں حیف صد حیف کہ وہ شاہزادہ عالی وقار روز عاشورا

حدیث عقیقہ

نرغۂ اُمت جفاکار میں یکہ و تنہا ہوا اور ہر طرف سے وہ قوم نابکار اُس امام بیکس پر تیر باراں کرے راوی کہتا
ہے کہ واللہ نہیں بہولتا مجھے تنہائی اور فریاد اور استغاثہ اُس فرزند رسول مختار کا اور یہ کہنا ایک ایک
سے کہ آیا کوئی ہے اس قوم ستمگار میں ایسا رحیم اور نرم دل کہ مجھ بیکس کی مدد اور نصرت کرے اور شر
اعدائے دین سے بچائے اور امید وار رحمت پروردگار رہے فَقَالُوا لَهُ ؎ هَيْهَاتَ تَبْغِي
سَلَامَةً ؞ فَإِنْ لَا تُطِعْ ذُقْ طَعْمَ حَدِّ الْأَسِنَّةِ پس منقول ہے کہ کسی بے رحم نے نصرت اور مدد اُس امام
مظلوم کی نہ کی اور جواب دیا کہ یا حسینؑ اگر تجھیں اپنا حفظ منظور ہے تو بیعت یزید اختیار کرو۔ وگرنہ
عنقریب تیر اور نیزہ و شمشیر سے قتل ہوگے ؎ فَسَطَا عَلَيْهِمْ كَاللَّيْثِ مُجَاهِدًا ؞ كَفِعْلِ أَبِيهِ
فِي شُيُوخِ أُمَيَّةٍ ؞ فَذَكَّرَهُمْ لَيْلَ الْجَرِيرِ وَمَا مَضَى ؞ كَأُحُدٍ وَبَدْرٍ فِي اللَّيَالِي الْقَدِيمَةِ
راوی کہتا ہے کہ جب فرزند حیدر کرار نے لفظ بیعت اُن کفار سے سُنا ذوالفقار علیؑ مختار کو میان سے لیا
اور مثل شیر غضبناک کے اُس لشکر روباہ پر حملہ آور ہوئے اور کشتوں سے پشتے اسقدر جمع کیے کہ جسطرح سے
جناب امیرؑ نے افسران بنی اُمیہ کو واصل جہنم کیا تھا اور تمام لشکر کو معرکہ اُحد اور بدر اور جنگ خندق
و صفین یاد دلا یا یہاں تک کہ کئی ہزار سرکشان لشکر کو راہی سفر کیا اور قریب تھا کہ ایک ملعون کو بھی
اُن کئی لاکھ کفاروں سے باقی نہ رکھیں کہ ناگاہ جانب پروردگار سے آواز آئی کہ یا حسینؑ آج روز شجاعت
نہیں بلکہ آج روز صبر ہے اگر با این شجاعت اِن اشقیا سے لڑو گے تو ہم سے کون ملاقات کریگا سبحان اللہ
سنتے ہی اس ارشاد جناب احدیت کے اُس امام کونین نے تلوار کو غلاف میں کر لیا اور سر اقدس جھکا
کر آمادہ شہادت ہوئے ؎ أَجَالُوا عَلَيْهِ بِالصَّوَارِمِ وَالْقَنَا ؞ وَكَمْ جَالَ فِيهِمْ مِنْ سِنَانٍ
وَشَفْرَةٍ ؞ إِلَى أَنْ هَوَى رُوحِي فِدَاهُ عَلَى الثَّرَى ؞ قَتِيلٌ وَرَاحَ الْمُهْرُ يَسْعَى بِحَسْرَةٍ
پس جبکہ اُس قوم جفا شعار نے دیکھا کہ اُس امام صابرین نے صبر اختیار کیا سب کے سب ہر طرف سے
ٹوٹ پڑے کوئی اُن میں سے اُس بدن نازنین پر تلوار ہی مارتا تھا اور کوئی شقی اُس مظلوم پر تیر لگاتا تھا
اور کوئی ملعون نیزہ مارتا تھا پس جبکہ اُس نازپروردۂ فاطمہ زہراؑ میں بسبب کثرت زخمہائے کاری کے
مطلق طاقت نہ رہی اُس وقت پشت ذوالجناح سے زمین پر تشریف لائے منقول ہے کہ جب ذوالجناح

نے حضرت کو اپنی پشت سے جدا پایا بہت رویا۔ اور گرد لاش اطہر کے کئی مرتبہ پھرا اور صدقہ ہوا اور بعد اس کے بال اپنے خون سے اُس شہید راہ خدا کے رنگین کر کے نعرے مارتا ہوا طرف خیمہ گاہ کے روانہ ہوا۔ اور در خیمہ پر پہونچکر مثل زن پسر مردہ کے باواز حزین و دردناک رونا شروع کیا اور سر اپنا زمین پر پٹکتا تھا۔

فَلَمَّا رَأَيْنَ الْمُهْرَ جَاءَ وَسَرْجُهُ ✿ خَلِيٌّ مِنَ الْمَوْلٰى بَرَزْنَ بِدَهْشَةٍ

پس جبکہ اہلبیت اطہارؑ نے آواز گھوڑے کی سنی سب پردہ نشین عصمت و طہارت سر و پا برہنہ باہر نکل آئیں دیکھا کہ ذوالجناح بازیں واژگوں آلودہ بخاک و خوں بحسرت و یاس رو رہا ہے اور سر اپنا زمین پر پٹکتا ہے اور شہادت سے راکب دوش رسولخداؐ کی خبر دیتا ہے دیکھتے ہی اس مصیبت عظیم کے سب بی بیاں وامحمداہ واعلیاہ واحسیناہ کہتی ہوئیں اور پیٹتی روتیں طرف قتلگاہ کے روانہ ہوئیں پس جو کچھ کے وہاں پہونچکر اُن بیکسوں نے دیکھا اور جو کچھ کہ اُن پر گذرا انشاءاللہ مجالس آئندہ میں مفصلاً مذکور ہوگا۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس ثانی در بیان ولادت باسعادت امام حسینؑ

قَالَ الشَّهِيْدُ الْاَوَّلُ (رح)، فِي الدُّرُوْسِ اِنَّ الْحُسَيْنَ وُلِدَ بِالْمَدِيْنَةِ اٰخِرَ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ سَنَةَ ثَلَاثٍ مِنَ الْهِجْرَةِ کتاب دروس میں شہید اول علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ ولادت باسعادت امام حسینؑ دلبند رسول الثقلینؐ کی آخر ماہ ربیع الاول میں کہ تیسرا سال ہجری تھا مدینہ منورہ میں واقع ہوئی وَقِيْلَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ ثَالِثَ عَشَرَ شَهْرِ رَمَضَانَ وَقِيْلَ اِنَّهُ وُلِدَ لِخَمْسٍ خَلَوْنَ مِنْ شَعْبَانَ وَعَلَيْهِ الْمُفِيْدُ (رح)، وَقِيْلَ لِثَالِثٍ مِنْهُ وَقِيْلَ لِخَمْسٍ خَلَوْنَ مِنْ جَمَادِي الْاُوْلٰى اور بعض روایت میں وارد ہوا ہے کہ وہ جناب بروز پنجشنبہ تیرہویں تاریخ ماہ رمضان کو اور بروایت ثانی پانچویں تاریخ ماہ شعبان کو پیدا ہوئے اور یہی قول مختار شیخ مفید علیہ الرحمہ کا ہے اور بعضے علماء نے لکھا ہے کہ تیسری تاریخ ماہ شعبان کو اور بعضوں نے نقل کیا ہے کہ پانچویں تاریخ ماہ جمادی الاولی کو اُس نور خدا نے اس عالم ظلمانی کو منور کیا وَكَانَ مُدَّةُ حَمْلِهٖ سِتَّةَ اَشْهُرٍ وَلَمْ يُوْلَدْ لِسِتَّةٍ سِوَاهُ

وَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَ قَبْلُ يَحْيىٰ اور مدت حمل اُن حضرت کے چھ مہینے ہیں اور کوئی مولود سوائے اُن
حضرت اور حضرت عیسےٰؑ بن مریمؑ اور حضرت یحییٰؑ بن ذکریاؑ کے ایسا پیدا نہیں ہوا ہے کہ مدت حمل اُسکے چھ مہینے
ہو وَ اَبُوهُ عَلِيٌّ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اُمُّهٗ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءِ سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ وَاِسْمُهٗ
الْحُسَيْنُ (علیہ السلام) وَكُنْيَتُهٗ اَبُوْعَبْدِ اللهِ وَ اَلْقَابُهٗ كَثِيْرَةٌ وَ اَعْلَاهَا رُتْبَةً سَيِّدُ شَبَابِ
اَهْلِ الْجَنَّةِ پدر عالیمقدار اُن امام ابرار کے جناب امیر المومنینؑ سید الوصیین علی بن ابی طالب علیہ السّلام ہیں۔ اور
مادر گرامی اُن حضرت کی جناب فاطمہ زہراءؑ سیدۃ نساء العالمین ہیں اور اسم مُبارک اُس جناب کا امام
حسینؑ اور کنیت ابوعبداللہ اور ابوعلی ہے اور القاب اُس امام بحق کے بہت ہیں لیکن زیادہ سب القاب
سے رتبہ میں وہ لقب ہے کہ جس لقب سے جناب رسالتمآبؐ نے ملقب کیا یعنی سیّد شباب اہل الجنۃ ہے
وَ فِي الْكَافِيْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ قَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ اَنَّ لِلّٰهِ مَلَكًا يُقَالُ لَهٗ دَرْدَائِيْلُ
كَانَ لَهٗ سِتَّةَ عَشَرَ اَلْفَ جَنَاحٍ مَا بَيْنَ الْجَنَاحِ اِلَى الْجَنَاحِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَ الْاَرْضِ
کتاب کافی میں ابن عباس سے منقول ہے کہ کہا اُسنے سنا میںنے جناب رسالتمآبؐ سے کہ نام ایک کا دردائیل
ہے اور اُسے حق سبحانہ تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے سولہ ہزار بازو کہ ہر بازو کو دوسرے بازو سے اسقدر
فاصلہ ہے کہ جس قدر فاصلہ درمیان آسمان و زمین کے ہے عطا فرمائے ہیں فَجَعَلَ يَوْمًا يَقُوْلُ فِيْ نَفْسِهٖ اَفَوْقَ
رَبِّنَا شَيْءٌ پس ایک روز دردائیل نے اپنے دلمیں خیال کیا کہ آیا کوئی چیز حق سبحانہ تعالےٰ نے عرش معظم سے
بھی اعظم خلق کی ہے کاش میں کسی روز بحکم پروردگار تا عرش معظم پرواز کرتا اور حقیقت عظمت عرش اور
جو چیز کہ بالائے عرش ہے دریافت کرتا فَزَادَهُ اللهُ سُبْحَانَهٗ اَجْنِحَةً مِثْلَهَا فَصَارَ لَهٗ اثْنَانِ وَ
اَلْفَ جَنَاحٍ فَقَالَ اللهُ تَعَالىٰ لَهٗ طِرْ فَطَارَ مِقْدَارَ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ فَلَمْ يَنَلْ رَاْسُهٗ قَائِمَةً مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ
پس جبکہ حق سبحانہ تعالےٰ ارادہ فاسدہ دردائیل پر مطلع ہوا اور جانا کہ یہ اپنے کثرت بال و پر پر نازاں ہے
اُسوقت اُس فرشتے کو دوچند بازو یعنی بتیس ہزار پر عطا فرمائے اور ارشاد فرمایا کہ اے دردائیل ہمنے مایۂ
فخر و ناز تیرا دوچند کر دیا اب طرف عرش اعظم کے پرواز کر اگر تجھسے ہو سکے تو حقیقت عظمت عرش دریافت
کر چنانچہ دردائیل طرف عرش کے اُڑا یہاں تک کہ پانسو برس کی راہ طے کی لیکن سر اُسکا کسی کنگرہ عرش

تک نہ پہونچا اور قوت دردائیل نے جواب دیا فَاَمَرَاللہُ تَعَالٰی بِاَدْ دَرْدَائِیْلُ عَالِی مَکَانِکَ فَاَنَا اَعْظَمُ فَوْقَ کُلِّ عَظِیْمٍ جبکہ دردائیل درمانک ہوا اُسوقت حکم جناب رب جلیل پہونچا کہ اے دردائیل تجھے نازش اپنی کثرت بال وپر پر نازیبا تھی اپنی جگہ پر پھر جا اور یقین جان کہ کوئی چیز زیادہ ہم سے بزرگ اور عظیم نہیں ہے اور قوت وتوانائی فقط ہمارے لئے ہے فَسَلَبَ اللہُ اَجْنِحَتَہٗ وَمَقَامَہٗ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ پس اوسیوقت اُس خداوند قہار نے عوض اُس وسوسہ کے بال وپر دردائیل کے توڑ کر صفوف ملائکہ سے نیچے گرادیا فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَیْنُ لَیْلَۃَ الْجُمُعَۃِ اَوْحَی اللہُ تَعَالٰی اِلٰی مَالِکٍ خَازِنِ النَّارِ اَنْ یُّخْمِدَ النِّیْرَانَ عَلٰی اَھْلِھَا وَ اِلٰی رِضْوَانِ الْجَنَّۃِ اَنْ یُّزَخْرِفَ الْجِنَانَ لِکَرَامَۃِ وَلَدِ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاِنْسِ وَالْجَآنِّ پس وہ فرشتہ شکستہ بال سالہا سال مبتلا بعذاب ایزد متعال رہا یہانتک کہ امام حسینؑ فرزند رسول ثقلینؐ شب جمعہ پانچویں تاریخ ماہ شعبان کو پیدا ہوئے۔ اور اسوقت مالک خزانہ دار دوزخ کو حکم الٰہی پہونچا کہ اسوقت آتش دوزخ کو گل کردے تا بسبب برکت تولد حسینؑ فرزند رسول کونینؐ کے فی الجملہ اہل دوزخ بھی عذاب آتش دوزخ سے محفوظ رہیں اور رضوان خازن جنان کو حکم ہوا کہ اُسوقت سب جنتیں معطر اور آراستہ کرو اَوْحٰی اِلٰی جِبْرَئِیْلَ اَنْ یُّھَنِّئَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بِمَوْلُوْدِہٖ فِیْ اَلْفِ قَبِیْلٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ اُسوقت جبرئیل کو حکم خداوند جلیل پہونچا کہ ہزار قبیلہ فرشتوں کے کہ سو کرور فرشتے ہوتے ہیں اپنے ہمراہ لے کر ہمارے حبیب رسول ثقلین کی خدمت میں حاضر ہو اور ہماری طرف سے پیدا ہونے حسینؑ کے مبارکباد دے فَھَبَطَ جِبْرَئِیْلُ اِلَی الْاَرْضِ مَعَ الْمَلٰٓئِکَۃِ عَلٰی خُیُوْلٍ اَبْلَقَ مُسْرَجَۃٍ عَلَیْھَا قِبَابٌ مِّنَ الدُّرِّ وَالْیَاقُوْتِ وَبِاَیْدِیْھِمْ حِرَابٌ مِّنْ نُّوْرٍ وَّھُمْ فِیْ فَرَحٍ وَّسُرُوْرٍ پس جبرئیل مع افواج ملائکہ کے ہر ایک فرشتہ اسپ ابلق زین بستہ عماری دار پر سوار اور ہر عماری سے مروارید اور یعقوت ... بنے تھے اور ہاتھوں میں ہر ایک کے حربے نور کے تھے بکمال فرحت وسرور زمین پر نازل ہوگئے فَمَرُّوْا عَلٰی جَزِیْرَۃٍ کَانَ فِیْھَا دَرْدَائِیْلُ فَلَمَّا رَاٰھُمْ بِتِلْکَ الْحَالِ فَقَالَ یَا جِبْرَئِیْلُ مَا ھٰذِہِ اللَّیْلَۃُ ھَلْ قَامَتِ الْقِیٰمَۃُ پس گذر جبرئیل کا مع افواج ملائکہ اُس جزیرہ پر ہوا کہ جہاں دردائیل بال وپر شکستہ ایک مدت دراز سے پڑا تھا جب کہ اُس فرشتے نے جبرئیل کو مع ملائکہ بے شمار اسپہائے ابلق پر بکمال زینت سوار دیکھا متعجب

ہو کر پوچھا کہ اے جبرئیل آیا آج کی شب شب قیامت ہے کہ اسقدر فرشتے آسمان سے زمین پر نازل ہوئے ہیں قَالَ جِبْرَئِیْلُ لَا بَلْ وُلِدَ لِمُحَمَّدٍ مَوْلُوْدٌ قَدْ بَعَثَنِیَ اللّٰهُ اِلَیْهِ لِاُهَنِّئَهٗ جبرئیل نے کہا کہ اے وردائیل آج کی شب شب قیامت نہیں ہے بلکہ جناب رسولخدا کو حق سبحانہ تعالےٰ نے فرزند ارجمند عطا کیا ہے اور مجھے واسطے مبارکباد کے خدمت باسعادت میں اُن حضرت کی بھیجا ہے فَقَالَ یَا جِبْرَئِیْلُ بِالَّذِیْ خَلَقَكَ اِنْ هَبَطْتَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ قُلْ لَهٗ اِنَّهٗ بِحَقِّ هٰذَا الْمَوْلُوْدِ یَسْئَلُ رَبِّیْ اَنْ یَرْضٰی عَنِّیْ یہ سنکر وردائیل نے کہا کہ اے جبرئیل قسم ہے تمہیں اُس خدائے یگانہ کی کہ جس نے تمہیں پیدا کیا ہے جب کہ تم خدمت بابرکت رسولخدا میں حاضر ہو اور مبارکباد دے چکو تو میری طرف سے بعد تسلیم کے عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صدقہ اپنے اس فرزند ارجمند کا میرے لئے جناب اقدس الٰہی میں دعا کیجئے کہ تا حق سبحانہ تعالےٰ بہ برکت گولد اس مولود مسعود کے مجھ سے راضی اور خوشنود ہو اور پھر مجھے بال و پر عطا کرے اور رتبہ اول پر مجھے منصوب فرمائے فَجَاءَ جِبْرَئِیْلُ اِلَی النَّبِیِّ وَهَنَّاهُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ اَخْبَرَهٗ بِقِصَّةِ دَرْدَائِیْلَ فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَخَذَ الْحُسَیْنَ فِیْ حِجْرِهٖ وَاَشَارَ اِلَی السَّمَاءِ یعنی جبکہ جبرئیل خدمت رسول مقبول میں حاضر ہوئے اور جانب پروردگار عالم سے پیدا ہونے حسینؑ کے مبارکباد دے چکے تو بعد اُسکی طرف سے وردائیل کے واسطے دعا کی عرض کیا ابن عباس کہتے ہیں کہ سنتے ہی التماس وردائیل کے اُن حضرت نے اپنے فرزند حسینؑ کو آغوش مبارک میں لیا اور طرف آسمان کے اشارہ کیا قَالَ اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ هٰذَا الْمَوْلُوْدِ بَلْ بِحَقِّكَ عَلَیْهِ وَعَلٰی جَدِّهٖ فَارْضَ عَنْ دَرْدَائِیْلَ وَرُدَّ اِلَیْهِ اَجْنِحَتَهٗ اور بعد اسکے جناب قدس الٰہی میں دعا کی کہ اے پروردگار عالم قسم ہے تجھے حق اس مولود کی بلکہ قسم ہے تجھے اپنے حق کی کہ جو اسپر اور اُسکے جد محمدؐ، اور ابراہیم اور اسمٰعیل پر ہے کہ تقصیر وردائیل سے درگذر اور اسّے راضی اور خوشنود ہو اور اپنی رحمت کاملہ سے بال و پر اُسے عطا کر۔ فَاسْتَجَابَ اللّٰهُ دُعَائَهٗ وَغَفَرَ لَهٗ فَذٰلِكَ الْمَلَكُ لَا یُعْرَفُ فِی الْجَنَّةِ اِلَّا یُقَالُ لَهٗ هٰذَا مَوْلَی الْحُسَیْنِ راوی کہتا ہے کہ ہنوز دعا اُن حضرت کی تمام نہوئی تھی کہ جناب احدیت نے دعائے رسولخدا کو قبول کیا اور اُس فرشتے سے راضی اور خوشنود ہوا اور پھر اُسے بال و پر عطا کرکے داخل

صفوف ملائکہ کیا اور دردائیل اہل جنت میں ملقب بلقب آزاد کردہ حسینؑ مشہور ہوا بلکہ اُسی لقب سے پہچانا جاتا ہے وَ اَمَّا حِکَایَۃُ فُطْرُسْ شَبِیْهَۃٌ بِحِکَایَۃِ دَرْدَائِیْلَ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ غَفَرَ لَہٗ وَرَدَّ اَجْنِحَتَہٗ بِمَسِّ جَسَدِہٖ بِجَسَدِ الْحُسَیْنِ اور مومنین پر مخفی نہ رہے کہ حکایت فطرس بہت مشابہ ہے حکایت دردائیل سے اسلیئے کہ وہ بھی سات سو برس سے ایک جزیرہ میں بال و پر شکستہ معذّب بعذاب الٰہی پڑا تھا جبکہ جبرئیل مبارکباد کیلئے زمین پر نازل ہوئے اور اُس جزیرہ پر سے ہو کر گذرے موافق عرض فطرس کے اُسے اپنے پروں پر بٹھاکر خدمت رسولخداؐ میں لائے اور واسطے دعائے مغفرت کے اُسکے لیئے عرض کی جناب رسالتمآبؐ نے اپنے فرزند حسینؑ کو آغوش جناب سیدہ سے اپنی گود میں لیا اور جبرئیل سے فرمایا کہ فطرس سے کہو کہ بال و پر شکستہ اپنے بدن نازنین سے میرے فرزند کے مس کرے چنانچہ فطرس نے اپنے بدن کو بدن اطہر امام حسینؑ سے مس کیا راوی کہتا ہے کہ قسم بخدائے عزوجل دیکھا میں نے کہ اُسی وقت بال و پر فطرس کے بدستور سابق جم آئے اور جانب رب جلیل سے مژدہ خوشنودی و رضا و مغفرت اُس فرشتے کو پہونچا۔ فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ یَّرْتَفِعَ اِلَی السَّمَآءِ بَکٰی وَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سَیُقْتَلُ ھٰذَا وَلَدُکَ وَ لَہٗ عَلَیَّ مُکَافَاۃٌ فَلَا یَزُوْرُہٗ زَائِرٌ اِلَّا بَلَّغْتُہٗ سَلَامَہٗ راوی کہتا ہے جبکہ فطرس نے چاہا کہ آسمان پر جائے بہت رویا اور عرض کی کہ یارسول اللہ یہہ فرزند آپ کا ہاتھ سے اس اُمّت جفاکار کے شہید ہوگا اور عوض اس احسان کا کہ جو مجھہ پر ہے عوض اسکا مجھہ سے کسی طرح ممکن نہیں ہے لیکن اس فدوی پر یہ خدمت واجب ہے کہ بعد شہادت کے جو مومن زیارت اس امام کونین کی بجالائے گا یا سلام اور درود بھیجیگا یا نماز زیارت پڑھے گا اس سب ہدیہ کو خدمت بابرکت میں اس سردار دو جہان کے پہونچاؤں گا۔ اب حضرات جائے گریہ و بکا ہے کہ جس بدن اطہر کے مس کرنے سے بال و پر فطرس کے جم آئے افسوس صد افسوس کہ وہی بدن نازنین روز عاشورا زخم نیزہ اور تیر سے اسقدر مجروح اور فگار تھا کہ از سر تا ناف مبارک کوئی جگہ خالی زخم سے نظر نہ آتی تھی ؎

فَصَادَفَہٗ فِی النَّحْرِ سَہْمٌ مُصَرَّدٌ ؛ لَہٗ شُعَبٌ فِیْہِ الْمَنِیَّۃُ تَعْلَمُ ؛ فَخَرَّ طَرِیْحًا مِنْ جَوَادٍ مُعَفَّرًا ؛ یُعَالِجُ نَزْعَ السَّہْمِ وَالسَّہْمُ مُحْکَمٌ ؛ چنانچہ منقول ہوکہ

روزِ عاشورا بدن نازنین فرزند سید المرسلینؐ پر کثرت زخموں کی اسقدر تھی کہ تعداد اُنکی ممکن نہ تھی اسپر بھی وہ حضرت بکمال جرأت اُس قوم نابکار سے لڑرہے تھے۔ کہ ناگاہ ایک تیر سہ پہلو زہرآلودہ گلوے مبارک پر ایسا کاری لگا کہ صدمہ سے اوسکے اُس راکب دوش رسولِ خدا کو گھوڑے پر ٹھہرنا دشوار ہوا۔ آخرکار بسبب کمال ضعف و ناتوانی کے پشت زین سے زمین پر تشریف لائے۔ اور ہرچند چاہا کہ اُس تیر کو نکالکر پھینک دیں لیکن وہ تیرِ ستم اسقدر محکم در آیا تھا کہ کسی طرح نہ نکل سکا آخرکار حضرتؑ نے بہ نہایت دشواری اوسے جانب پشت سے کھینچ کر پھینکا سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہے کہ نکلتے ہی اُس تیر کے خون زخم سے اسطرح بہا کہ جسطرح پانی پرنالہ سے جاری ہوتا ہے یہانتک کہ اُن حضرت کو غش آگیا اور اُن اشقیاے بدشعار نے اُس امام ابرار کو شہید کیا۔

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُوْنَ

مجلس تیسری در بیان تولد جناب حضرت امام حسینؑ

فِيْ عُيُوْنِ اَخْبَارِ الرِّضَا عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ اَنَّهَا قَالَتْ وُلِدَ الْحُسَيْنُ وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ يَا اَسْمَاءُ هَلُمِّيْ اِبْنِيْ کتاب عیون اخبار رضا میں اسما بنت عمیس سے منقول ہے کہ کہا اُسنے جب امام حسینؑ پیدا ہوئے اُسی وقت جناب رسولِ خدا تشریف لائے اور فرمایا مجھ سے کہ اے اسما میرے فرزند کو میری گود میں دے فَدَفَعْتُهُ اِلَيْهِ فِيْ خِرْقَةٍ بَيْضَاءَ فَاَذَّنَ فِيْ اُذُنِهِ الْيُمْنٰى وَاَقَامَ فِي الْيُسْرٰى وَوَضَعَهُ فِيْ حِجْرِهِ فَبَكٰى اسما کہتی ہیں کہ میں نے حسب الارشاد اُس شاہزادے کو ایک پارچہ سفید میں لپیٹ کر حضرت کی گود میں دیا۔ پس اُن حضرتؐ نے آغوش مبارک میں لے کر پہلے داہنے کان میں اُس مولود مسعود کی اذان اور بعد اسکے بائیں کان میں اقامت کہی اور اُس فرزند ارجمند کو بہت پیار کیا اور اُس ماہ رو کو دیکھکر رونے لگے فَقُلْتُ لَهُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ تَبْكِيْ قَالَ عَلٰى اِبْنِيْ هٰذَا قُلْتُ اِنَّهُ وُلِدَ السَّاعَةَ فَقَالَ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ بَعْدِيْ اسما کہتی ہیں کہ میں نے رسولِ خدا کو روتے دیکھکر عرض کیا کہ یا رسولؐ فدا ہوں آپ پر ماں و

باپ میرے سبب آپ کے رونے کا کیا ہے ارشاد فرمایا کہ میں روتا ہوں اس فرزند پر میں نے کہا
یارسولؐ اللہ یہ نور نظر آپ کا ابھی پیدا ہوا ہے اور بفضل خدا صحیح وسالم ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ اے
اسما قتل کرے گی بعد میرے اس نور چشم کو ایک جماعت باغیوں کی ثُمَّ قَالَ لَا تُخْبِرِیْ فَاطِمَۃَ بِھٰذَا
فَاِنَّھَا قَرِیْبَۃُ الْعَھْدِ بِوِلَادَتِہٖ بعد اسکے فرمایا کہ اے اسما ابھی تو اس خبر کو میری پارہ جگر فاطمہ زہرا
سے نہ کہنا اس لئے کہ یہ سبب قرب وضع حمل حسینؑ کے ابھی وہ نہایت ضعیف و ناتوان ہے اگر یہ
خبر وحشت اثر سنے گی تو ہرگز متحمل اسکی نہو سکے گی وَفِی الْاَمَالِیْ عَنْ صَفِیَّۃَ بِنْتِ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ علیہ
السلام) اَنَّھَا قَالَتْ لَمَّا سَقَطَ الْحُسَیْنُ (علیہ السلام) فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ کُنْتُ وَلِیَتُھَا کتاب امالی ابن بابویہ
میں صفیہ دختر عبدالمطلب سے منقول ہے کہ کہا اُن معظمہ نے جسوقت امام حسینؑ علیہ السلام بطن اطہر جناب
فاطمہ زہراؑ سے متولد ہوئے تو میں اُسوقت خدمت گذاری میں جناب معصومہ کے حاضر تھی اور جناب
رسالتمآب بھی اُسوقت تشریف رکھتے تھے فَقَالَ لِیْ یَا عَمَّۃُ ھَلُمِّیْ اِلَیَّ ابْنِیْ فَقُلْتُ لَہٗ یَا رَسُوْلُ
اللہِ اِنَّا لَمْ نُنَظِّفْہُ بَعْدُ پس پیدا ہوتے ہی اُس شہزادے کے حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اے
پھوپھی میرے فرزند کو میری گود میں دو میں نے عرض کیا کہ یارسولؐ اللہ کیونکر اسے آپ کی گود میں دوں
کہ میں نے ابھی اس مولود کو غسل بھی نہیں دیا ہے اور پاک نہیں کیا ہے فَقَالَ لِیْ یَا عَمَّۃُ اَنْتِ
تُنَظِّفِیْنَہٗ بَلِ اللہُ تَعَالٰی قَدْ نَظَّفَہٗ وَطَھَّرَہٗ یہ سنکر حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اے پھوپھی جان
حاجت تمہاری پاک کرنے کی اسکو نہیں ہے اسلئے حق سبحانہ تعالےٰ نے میرے اس فرزند کو جمیع کثافات اور
نجاسات سے پاک اور پاکیزہ پیدا کیا ہے فَاَخَذَہٗ فِیْ حِجْرِہٖ فَبَالَ الْحُسَیْنُ (علیہ السلام) فَقَبَّلَہٗ
بَیْنَ عَیْنَیْہِ فَدَفَعَہٗ اِلَیَّ وَھُوَ یَبْکِیْ وَیَقُوْلُ لَعَنَ اللہُ قَوْمًا یَقْتُلُوْنَکَ یَا بُنَیَّ
یَقُوْلُ ھٰذَا ثَلٰثًا صفیہ کہتی ہیں کہ یہ فرما کر حضرتؐ نے حسینؑ کو اپنی گود میں لے لیا پس اسی وقت حسینؑ
نے آغوش مبارک میں پیشاب کر دیا اور رسولخدا نے پیشانی پر حسینؑ کے بوسہ دیا اور مکرر صورت کو اس
شہزادے کی دیکھ کر روئے اور تین مرتبہ فرمایا کہ اے فرزند دلبند خدا لعنت کرے اس شقی پر کہ جو تجھ سے
ماہ رو کو قتل کرے گا فَقُلْتُ لَہٗ یَا رَسُوْلَ اللہِ مَنْ یَقْتُلُہٗ قَالَ تَقْتُلُہُ الْفِئَۃُ الْبَاغِیَۃُ مِنْ بَنِیْ اُمَیَّۃَ

زبان چوسانا محمد مصطفےٰ کا حسینؑ کو

پس میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ وہ کون ایسا بیرحم ہوگا کہ جو آپ کے فرزند کو قتل کرے گا حضرت نے فرمایا کہ اے صفیہ قتل کرے گی اسے بعد میرے ایک گروہ بنی اُمیّہ سے قَالَتْ صَفِيَّةُ فَاعْتَلَّتْ فَاطِمَةُ فَطَلَبَ رَسُوْلُ اللهِ مُرْضِعَةً فَلَمْ يَجِدْ هَا فَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ يَاْتِيْهِ وَيُدْخِلُ لِسَانَهٗ فِيْ فِيْهِ فَيَغُرُّهٗ كَمَا يَغُرُّ الطَّيْرُ فَرْخَهٗ صفیہ فرماتی ہیں کہ بعد وضع حمل کے جناب فاطمہ زہرا بیمار وعلیل ہوگئیں اور دودھ اُس شہزادے کو نہ پلا سکیں۔ پس ہرچند رسولخدا نے مرضعہ کا بہت تجسس کیا لیکن کوئی مرضعہ دستیاب نہوئی اور بعض روایت میں وارد ہوا ہے کہ مرضعہ دستیاب ہوئیں لیکن امام حسینؑ نے ہرگز طرف شیر کسی مرضعہ کی رغبت نہ کی۔ پس رسولخدا کو بھوکا رہنا اپنے فرزند کا گوارا نہوا اور زبان مبارک اپنی دہن اطہر حسینؑ میں دی یہاں تک کہ وہ شہزادہ سیر ہوا۔ اور اسی طرح چالیس روز تک زبان مبارک اپنی حسینؑ کو چوسایا کئے جس طرح بلا تشبیہ جانوران طیور مثل کبوتر اپنے بچوں کو دانہ بھراتے ہیں فَنَبَتَ عَظْمُهٗ وَلَحْمُهٗ مِنْ عَظْمِهٖ وَلَحْمِهٖ فَوَا اَسَفَاهُ اَنَّ مِنَ الَّذِيْ لَحْمُهٗ لَحْمُ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذُبِحَ يَوْمَ عَاشُوْرَا كَذَبْحِ الشَّاةِ مِنَ الْقَفَا وَرُضَّ عِظَامُهٗ بِحَوَافِرِ الْخُيُوْلِ حضرت جائے گریہ وبکا ہے کہ جس شاہزادے کا گوشت وپوست واستخواں بعینہ گوشت وپوست رسولخدا ہوا افسوس صد افسوس کہ وہ مظلوم روز عاشور از مین کربلا پر کئی روز کا پیاسا مثل گوسفند قربانی پس گردن سے ذبح کیا گیا اور جسم نازنین اُوس کا پامال سُم اسپاں ہوا لَقَدْ رُوِيَ اَنَّهٗ لَمَّا هَوٰى الْحُسَيْنُ مِنْ فَرَسِهٖ اِلَى الْاَرْضِ ٥ نَادٰى ابْنُ سَعْدٍ مَنْ يَجِيْئُ بِرَاْسِهٖ: فَصَارَ اِلَيْهِ الشِّمْرُ لَا يَبْتَرِمُ چنانچہ منقول ہے کہ جب امام حسینؑ بہ سبب کثرت زخمہائے کاری کے ذوالجناح پر نہ ٹھہر سکے اسوقت بکمال ضعف وناتوانی پشت زین سے زمین پر تشریف لائے۔ اُسوقت عمر سعد ملعون نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ کون تم میں ایسا دلیر اور بہادر ہے کہ سر اطہر حسینؑ کا تن سے جدا کرے راوی کہتا ہے کسی شخص کو لشکر اعداء سے جرارت اسکی نہوئی۔ کہ اس امر عظیم کو قبول کرے لیکن شمر ملعون آمادہ قتل فرزند خیر البشر ہوا اور قریب اُس امام بیکس کے آیا ٥ وَاَضْجَعَهٗ فَوْقَ التُّرَابِ مُعَفَّرًا: يُنَادِيْ اَلَا يَاجَدَّنَا اَنْتَ تَعْلَمُ: بِاَنِّيْ صَرِيْعٌ فِي التُّرَابِ مُجَدَّلًا: وَيَحُزُّ نَحْرِيْ وَالطُّلُوْعُ مُحَطَّمٌ پس اُس بیرحم نے اُس امام مظلومؑ

کو اس بیرحمی سے بقصد ذبح زمین پر لٹایا کہ تمام جسم نازنین اُس ناز پروردہ کنار رسولِ مختار کا خاک میں بھر گیا اور روح اطہر پر یہ صدمہ ہوا کہ غش سے چشم مبارک کھولدی دیکھا کہ وہ شقی خنجر بکف آمادہ بقتل سینہ اطہر پر بیٹھا ہے اُس حالت بیکسی میں طرف روضہ اقدس رسولِ خدا کے بہ نگاہ حسرت دیکھا اور بکمال ضعف و ناتوانی یہ کہا کہ اے جد بزرگوار آپ کو اپنے حسینؑ کے حال سے بھی کچھ اطلاع ہے کہ اس شقی نے بکمال سختی واسطے ذبح کے لٹایا ہے - اور سینہ زخمی پر خنجر بکف سوار ہے اور سب استخواں سینہ و پہلو میرے شکستہ اور چور ہوگئے ہیں ؎ فَلَمَّا أَزَادَ قَلْبُ الرَّحْمٰنِ الْأَقْسَاوَةً ؛ وَ مَيَّزَ مِنْهُ الرَّاسَ لَا يَتَرَحَّمُ ؛ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ الشِّدَادُ بِقَتْلِهِ ؛ تَفَطَّرْنَ وَالْأَرْضُوْنَ تَخْسِفُ بِهِمْ راوی کہتا ہے کہ ہر چند اس امام کونین نے چاہا کہ وہ شقی میرے قتل میں نہ شریک ہو لیکن اس ملعون نے مطلق رحم نہ کیا یہاں تک کہ سر اقدس تن اطہر سے جدا کیا حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اسوقت اس مصیبت عظمیٰ سے ساتوں آسمان قریب تھا کہ پھٹ جائیں - اور زمین شق ہوجائے اور تمام عالم زمین میں سما جائے ؎ وَكَوَّرَ أَنْوَارُ النُّجُومِ جَمِيعُهَا ؛ وَاَمْطَرَتِ الدَّمَ السَّمَاءُ عَلَيْهِمْ اور اسوقت آفتاب کو گہن لگ گیا اور ایسا تیرہ و تاریک ہوگیا کہ دن کو ستارے نظر آنے لگے اور اس غم جانکاہ میں آسمان سے خون تازہ برسنے لگا اور نیچے سے ہر پتھر اور ڈھیلے کے خون تازہ جوش مارنے لگا اور چالیس روز تک یہی حال رہا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُوْنَ

فصل دوسرے مقدمہ کی مشتمل ہے اوپر بعض فضائل و بعض معجزات اور جود و کرم آں حضرت کے اور اسمیں فصلیں ہیں **مجلس اوّل** مشتمل ہے اوپر سوار ہونے امام حسینؑ کے پشت مبارک رسولِ خدا پر فِي الْبِحَارِ وَغَيْرِهِ مِنْ كُتُبِ الْأَخْبَارِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَثِيْرًا مَّا يُقَبِّلُ الْحُسَيْنَ (عليه السلام) وَيَقُوْلُ حُسَيْنٌ مِنِّيْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ (عليه السلام) مَنْ يُحِبُّنِيْ فَلْيُحِبَّهُ اَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ يُحِبُّهُ بحار الانوار اور کتب اخبار میں منقول ہے کہ اکثر جناب رسالتمآب اپنے فرزند حسینؑ کو پیار کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ حسینؑ میرا مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں جو شخص کہ دوست رکھے مجھے چاہئے کہ دوست رکھے میرے فرزند حسینؑ کو اور جو اُسے دوست رکھتا ہے حق سبحانہ تعالیٰ

اوسے دوست رکھتا ہے وَقَالَ سَلْمَانُ اَنَّ الْحُسَيْنَ قَدْ كَانَ عَلٰى فَخِذِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَهُوَ يُقَبِّلُهٗ وَيَقُوْلُ يَا بُنَيَّ اَنْتَ السَّيِّدُ وَابْنُ السَّيِّدِ اَبُو السَّادَاتِ اَنْتَ الْاِمَامُ ابْنُ الْاِمَامِ اَبُو الْاَئِمَّةِ اَنْتَ الْحُجَّةُ ابْنُ الْحُجَّةِ اَبُو الْحُجَجِ التِّسْعَةِ مِنْ صُلْبِكَ وَتَاسِعُهُمْ قَائِمُهُمْ اور سلمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک روز امام حسینؑ زانوئے اقدس جناب سالتمآبؐ پر بیٹھے تھے دیکھا میں نے کہ ان حضرت نے اپنے فرزند کی پیشانی پر بوسے دیئے اور فرمایا کہ اے نور چشم میرے تو سید ابن سید اور باپ ہے سادات کا اور تو امام فرزند امام اور باپ ہے اماموں کا اور تو حجت خدا ابن حجت خدا ہے اور باپ ہے سب حجتون خدا کا کہ وہ سب امام ہیں اور تیرے صلب سے ہوں گے اور آخر اُن کا قائم آل محمد ہے یعنی جناب امام مہدی ہادی صاحب العصر وَفِي الْبِحَارِ اَنَّ النَّبِيَّ كَانَ يُصَلِّيْ بِجَمَاعَةٍ اَصْحَابِهٖ وَاَجْلَسَ ابْنَهُ الْحُسَيْنَ لِصِغَرِهٖ قَرِيْبًا مِنْهُ کتاب بحار الانوار میں منقول ہے کہ ایکروز جناب سالتمآبؐ بہ جماعت اصحاب نماز میں مشغول تھے اور اپنے فرزند حسینؑ کو کہ بہت کم سن تھے اپنے پہلو میں بٹھا لیا فَاِذَا سَجَدَ النَّبِيُّ رَكِبَ الْحُسَيْنُ عَلٰى ظَهْرِهٖ وَحَرَّكَ رِجْلَيْهِ وَقَالَ حَلْ حَلْ پس جب کہ رسولخدا سجدہ میں گئے وہ شاہزادہ پشت مبارک پر اپنے نانا کے جا بیٹھا اور پاؤں اپنے یمین و یسار لٹکا کر ہلانے لگا اور حل حل کہتا جاتا تھا فَاِذَا اَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَنْ يَرْفَعَ رَاْسَهٗ اَخَذَهٗ وَوَضَعَهٗ اِلٰى جَانِبِهٖ فَاِذَا سَجَدَ ثَانِيًا عَادَ عَلٰى ظَهْرِهٖ پس جب کہ جناب رسولخدا نے چاہا کہ سر اقدس سجدہ اولیٰ سے اوٹھاوں اسوقت اپنے نور چشم کو پشت اطہر سے اتار کر اپنے پہلو میں بٹھا لیا پھر جب کہ دوسرے سجدے کو تشریف لے گئے اسی طرح پھر امام حسینؑ پشت مبارک پر جا بیٹھے فَلَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى فَرَغَ عَنْ صَلٰوتِهٖ پس ہر سجدہ میں وہ شاہزادہ بے تکلف پشت مبارک رسولخدا پر جا بیٹھتا تھا یہاں تک حضرت نماز سے فارغ ہوئے وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّهٗ اِذَا سَجَدَ النَّبِيُّ وَرَكِبَ الْحُسَيْنُ عَلٰى ظَهْرِهٖ لَمْ يَرْفَعْ رَاْسَهٗ عَنِ السَّجْدَةِ وَقَالَ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى سَبْعِيْنَ مَرَّةً حَتّٰى نَزَلَ عَلٰى ظَهْرِ جَدِّهٖ - اور ایک روایت میں وارد ہے کہ جب رسولخدا سجدہ میں تشریف لے گئے امام حسینؑ پشت مبارک پر اپنے نانا کے سوار ہوئے پس رسولخدا نے سجدہ کو طول دیا اور ستر مرتبہ سبحان ربی الاعلی سجدہ میں کہا تا آنکہ امام حسینؑ آپ ہی اتر آئے - وَرُوِيَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَارَ بِمَنْزِلَةِ الْعَبْدِ لِرِضَاءِ الْحُسَيْنِ

جمل لہٗ حتّٰی رکب علی ظہرہٖ لیمشی علٰی رکبتیہ علی الارضِ من ھُنا الٰی ھُنا وقال العفو العفو مرّتین
منقول ہے کہ ایک مرتبہ بروز عید امام حسینؑ نے اپنے نانا سے عرض کی کہ اے جد بزرگوار آج روز عید ہے اور سب
اطفال مدینہ اونٹوں پر سوار ہیں ہمارے پاس کوئی اونٹ نہیں ہے کہ ہم بھی اُسپر سوار ہوں یہ سُنکر جناب رسالت
مآب نے واسطے خوشی خاطر اپنے فرزند کے گھٹنے زمین پر ٹیک دیئے۔ اور حسینؑ کو اپنی پشت پر سوار کیا۔ پس اُس
شہزادے نے عرض کی کہ اے نانا جان اونٹ تو چلتے ہیں اور بولتے ہیں آپ تو نہ چلتے ہیں اور نہ بولتے ہیں یہ سُنکر
وہ حضرت اُسی وقت چند قدم گھٹنوں کے بل زمین پر چلے اور دو مرتبہ کلمہ العفو العفو فرمایا اور چاہا کہ پھر کلمۂ عفو
زبان مبارک پر جاری کریں کہ اُسی وقت جبرئیل نازل ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ اگر بار سوم کلمۂ عفو
زبان مبارک پر جاری ہوگا تو تمام آتش جہنم گل ہو جائے گی پس حضرات مطلب اس تمہید سے رونا اور پیٹنا
ہے۔ حال پر امام حسینؑ کے کہ جس شہزادے سے رسولخدا کو اسقدر محبت ہو کہ اُسے اپنی آغوش میں پرورش کیا
اور اُسکے لئے سجدہ کو طول دیا اور اُسکی خوشی خاطر کے لئے اونٹ بنے اور اُسے اپنی پشت مبارک پر سوار کیا افسوس
صد افسوس کہ روز عاشورا سینہ اقدس پر اُس شہزادے کے شمر ولد الزنا خنجر بکف سوار ہو قال ابو مخنف
انہٗ لمّا وقع الحسینُ من ظہرِ جوادہٖ علی الارضِ رکب الشمرُ علٰی صدرہٖ چنانچہ مقتل ابومخنف سے کہ
جناب امام حسینؑ فرزند رسول الثقلین پشت ذوالجناح سے زمین پر آئے اسوقت شمر ملعون سینہ اقدس پر خنجر
بکف سوار ہوا۔ ففتح الحسینُ عینیہِ وقال لہٗ من انت یا ھذا فقد ارتقیت مرتقًا عظیمًا
قال الملعونُ انا شمرُ بن ذی الجوشن پس اُس صدمہ سے اُس امام بیکس نے چشم مبارک کھولدیں اور دیکھا کہ وہ
بیرحم بقصد قتل سینہ اطہر پر سوار ہے اسوقت حضرت نے فرمایا کہ اے شخص نام تیرا کیا ہے کہ تو ایسی جگہ کہ مخزن علوم
ربانی ہے سوار ہوا اور ایسے امر عظیم پر جرارت کی اُس ملعون نے جواب دیا کہ نام اُس شقی کا شمر بن ذی الجوشن
ہے فقال اتعرفنی من انا قال نعم انت الحسین بن محمدِ ن المصطفٰی وابن علیِ ن المرتضٰی
وابن فاطمۃ الزھراء حضرت نے فرمایا کہ آیا تو مجھے بھی جانتا ہے کہ میں کون ہوں اُس ملعون نے جواب
دیا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ اسم مبارک آپ کا حسینؑ ہے اور آپ فرزند محمد مصطفٰے اور فرزند علی مرتضٰی اور
جگر گوشہ فاطمہ زہرا ہیں فقال ویلک لم تقتلنی قال لاخذ الجائزۃ من یزید فقتلہ الملعون و

هُوَ يُنَادِيْ وَاعَطْشَاهُ وَاقِلَّةَ نَاصِرَاهُ یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ اے بیرحم اگر تو میری شرافت حسبی و نسبی سے اسقدر واقف ہے تو پھر مجھ بے جرم و خطا کو کیوں قتل کرتا ہے اُس بے حیا نے جواب دیا کہ مجھے مقصود آپکے قتل سے خوشنودی یزید ہے اور منظور ہے کہ عوض اسکے امیر شام سے انعام لوں پس حضرات اُس ملعون نے کچھ خوف خدا اور رسولخدا نہ کیا اور اُس امام بیکس کو ذبح کیا منقول ہے کہ جب وہ شقی ان حضرت کو قتل کرتا تھا تو گلوئے بریدہ سے یہ آواز آتی تھی کہ افسوس صد افسوس میں تشنہ لب شہید ہوتا ہوں اور کوئی بجز خداوند جلیل کے میرا ناصر اور کوئی مددگار نہیں ہے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس دوسری حال میں ہرنی کے ہی کہ امام حسینؑ کے لئے بچہ لائی

رُوِيَ اَنَّ اَعْرَابِيًّا اَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ بِخِشْفَةِ غَزَالَةٍ لِوَلَدَيْهِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ فَدَعَا لَهُ بِالْخَيْرِ کتب احادیث میں منقول ہے کہ ایک صیاد خدمت باسعادت رسولخدا میں ایک بچہ آہو لایا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ بچہ آہو میں نے شکار کیا ہے اور واسطے خوشی خاطر آپ کے فرزند حسنؑ اور حسینؑ کے لایا ہوں حضرت نے اُسے قبول کیا اور اُسکے حق میں دعائے خیر کی فَاِذَا الْحَسَنُ وَاقِفٌ عِنْدَ جَدِّهٖ فَرَغِبَ اِلَيْهِ فَاَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَمَا مَضٰى سَاعَةٌ وَالْحُسَيْنُ قَدْ اَقْبَلَ فَرَاَى الْخِشْفَةَ عِنْدَ اَخِيْهِ وَهُوَ يَلْعَبُ بِهَا راوی کہتا ہے کہ اُسی وقت خدمت باسعادت رسولخدا میں امام حسنؑ حاضر ہوئے عرض کیا کہ اے جد بزرگوار یہ بچہ آہو مجھے عنایت کیجئے۔ رسولخدا نے وہ بچہ آہو اپنے فرزند حسنؑ کو عطا فرمایا ایک ساعت نہ گذری تھی کہ امام حسین بھی بقصد تحصیل شرف حضور خدمت نبوی کے دولت سرا سے برآمد ہوئے اثنائے راہ میں دیکھا کہ امام حسنؑ ایک بچہ آہو سے کھیل رہے ہیں اور نہایت ہی مسرور ہیں فَقَالَ لَهٗ يَا اَخِيْ مِنْ اَيْنَ لَكَ هٰذِهٖ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ اَعْطَانِيْ جَدِّيْ فَجَآءَ الْحُسَيْنُ مُسْرِعًا اِلٰى جَدِّهٖ فَقَالَ يَا جَدُّ اَعْطَيْتَ اَخِيْ خِشْفَةً يَلْعَبُ بِهَا وَلَمْ تُعْطِنِيْ مِثْلَهَا پس امام حسینؑ نے پوچھا کہ اے بھائی یہ بچہ آہو آپکو کس نے دیا امام حسنؑ نے فرمایا کہ یہ بچہ ہمیں ہمارے نانا نے عطا فرمایا ہے یہ سُنتے ہی وہ شاہزادہ جلد جلد خدمت رسولخدا میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے جد بزرگوار آپ نے بچہ ہرن کا میرے بھائی حسنؑ کو عنایت فرمایا اور مجھے کیوں نہ دیا

فجعل يكرر هذا القول على جده و هو ساكت لكنه يسلي خاطره
و يلاطفه ۔ پس امام حسینؑ مکرر بچہ آہو طلب کرتے تھے اور رسولخدا کمال متحیر تھے لیکن واسطے تسکین
خاطر اُس نور نظر کے کلمات تسکین فرماتے تھے۔ الی ان هم الحسين بالبكاء فبينا كذالك
قد ارتفع الاصوات عند باب المسجد پس جب کہ دلبند فاطمہ زہرا نے اپنے نانا سے مکرر بچہ آہو طلب
کیا اور آثار حصول مطلوب کے بجز کلمات تسکین کے نہ دیکھے نہایت ملول ہوئے اور قریب ہوا کہ اشک چشم
مبارک سے جاری ہوں پس ناگاہ ایک شور قریب دروازہ مسجد کے بلند ہوا فنظر اصحابه وان الظبية
مع الخشفة تجيئ و من خلفها ذئبة تسوقها الى رسول الله پس وہ شور سنکر تمام اصحاب نے کھڑے ہو کے
دیکھا کہ بقدرت پروردگار ایک ہرنی بچہ لئے ہوئے چلی آتی ہے اور پیچھے اُسکے ایک گرگ صحرائی اُسے اُس
طرف کو ہانکتا لاتا ہے حتى اتت بها الى رسول الله ثم قالت يا رسول الله قد كانت لي خشفتان
فصاد احدهما الصياد امس و اتى بها اليك پس وہ ہرنی معہ اپنے بچے کے خدمت رسولخدا میں حاضر ہوئی
اور عرض کی کہ یا رسول اللہ پروردگار عالم نے مجھے دو بچے عطا کئے تھے ایک انمیں سے کل ایک صیاد نے
پکڑ کر آپکی خدمت میں گذرانا تھا و بقيت لي هذه الاخرى فسمعت الان قائلا
يقول لي اسرعي بخشفتك الى النبي لان الحسين قد هم ان يبكي اور یا رسول اللہ یہ دوسرا
بچہ میرے پاس تھا کہ ابھی جانب رب جلیل سے مجھے حکم پہونچا کہ اے ہرنی تو مع اپنے اس بچے کے اسی وقت
خدمت باسعادت رسولخدا میں حاضر ہو اسلئے کہ حسینؑ فرزند رسول الثقلین اپنے نانا سے بچہ آہو طلب
کرتا ہے اور قریب ہے کہ رونے لگے والملائكة باجمعهم رفعوا رؤسهم من صوامع العبادة
ولو بكى الحسين (عليه السلام) لبكت الملائكة لبكائه فاسرعي قبل جريان
دموع الحسين على خديه اور آواز ہاتف سُنی میں نے کہ لے ہرنی سب ملائکہ آسمان نے سر اپنے عبادت
گاہ سے بلند کئے ہیں اگر حسینؑ رویا تو اسکے رونے سے سب فرشتے روئیں گے پس جلد تو مع اپنے بچہ کے قبل رونے
سے حسینؑ کے ہمارے نبی کی خدمت میں حاضر ہو اور ایک گرگ صحرا اسکو مجھ پر مسلط کیا اور اُسے حکم دیا کہ اگر
یہ ہرنی کچھ چلنے میں دیر کرے تو اسے قتل کرنا فاتيتك بخشفتي و قطعت مسافة بعيدة لكني

طُوِیَتُ الْاَرْضُ وَاَنَا اَحْمَدُ اللّٰہَ عَلٰی اَنْ جِئْتُکَ قَبْلَ جَرَیَانِ دُمُوْعِ الْحُسَیْنِ عَلٰی خَدِّہٖ

پس یا رسول اللہ بحکم جناب احدیت طنابیں زمین کی کھنچ گئیں اور ایک ساعت بھی نہیں گذری تھی کہ میں اس مسافت بعیدہ کو قطع کر کے مع اپنے بچہ کے حضرت کیخدمت میں حاضر ہوئی ہوں اور شکر کرتی ہوں خداوند جلیل کا کہ ابھی اشک چشم مبارک حسینؑ سے جاری نہیں ہوئے ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔ پس یہ معجزہ دیکھکر مجمع اصحاب سے صدائے تکبیر اور تہلیل بلند ہوئی فَسُرَّ النَّبِیُّ بِذٰلِکَ وَ اَخَذَ الْحُسَیْنُ تِلْکَ الْخَشْفَۃَ وَاَتٰی بِھَا اِلٰی اُمِّہٖ فَاطِمَۃَ الزَّھْرَاءِ فَسُرَّتْ بِذٰلِکَ پس جناب رسولخدا نہایت مسرور ہوئے اور وہ بچہ آہو اپنے فرزند حسینؑ کو دیا پس وہ شاہزادہ اُس بچہ کو لیکر بکمال فرح و سرور اپنی مادر گرامی جناب سیدہ کی خدمت میں آئے اور تمام حکایت اور سرگذشت اُس بچہ آہو کی نقل کی یہ معظمہ و معصومہ بھی نہایت مسرور ہوئیں اور شکر باری بجا لائیں۔ فِیْ بِحَارِ الْاَنْوَارِ عَنِ الرُّوَاۃِ الْاَخْیَارِ اَنَّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَیْنَ کَانَا یَکْتُبَانِ فَقَالَ الْحَسَنُ لِاَخِیْہِ الْحُسَیْنِ یَا اَخِیْ اِنَّ خَطِّیْ مِنْ خَطِّکَ اَحْسَنُ

کتاب بحار الانوار میں باسناد صحیحہ منقول ہے کہ ایکروز شاہزادہ کونین یعنی حسنؑ اور حسینؑ تختیوں پر کچھ لکھ رہے تھے کہ جناب امام حسنؑ نے اپنے بھائی حسینؑ سے فرمایا کہ اے بھائی خط میرا تمہارے خط سے بہتر اور خوشنما ہے فَقَالَ الْحُسَیْنُ لَا بَلْ خَطِّیْ اَحْسَنُ مِنْ خَطِّکَ فَقَالَا لِفَاطِمَۃَ یَا اُمَّاہُ اُحْکُمِیْ بَیْنَنَا یہ سنکر جناب امام حسینؑ نے عرض کی کہ اے بھائی ہرگز خط آپ کا میرے خط سے بہتر نہیں ہے بلکہ میرا ہی خط آپکے خط سے بہتر ہے پس دونوں شاہزادے مع اپنی تختیوں کے خدمت بابرکت جناب سیدہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے اماں جان آپ ارشاد کریں کہ ہم میں سے کسکا خط بہتر اور خوشنما ہے فَکَرِھَتْ فَاطِمَۃُ اَنْ تُؤْذِیَ اَحَدَھُمَا فَقَالَتْ لَھُمَا سَلَا اَبَاکُمَا فَسَاَلَاہُ فَکَرِہَ اَنْ یَکْسِرَ خَاطِرَھُمَا فَقَالَ سَلَا جَدَّکُمَا

پس جناب سیدہ کو خاطر شکنی دونوں میں سے کسی کی گوارا نہوئی فرمایا کہ اے نور چشموں میرے تم دونوں بھائی یہ تختیاں اپنے پدر بزرگوار حیدر کرار کے پاس لے جاؤ اور اُن سے اس امر کو پوچھو پس دونوں بھائی خدمت جناب ولایت مآبؑ میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے پدر عالی مقدار آپ فرمائیں کہ ہم میں سے کسکا خط افضل اور بہتر ہے جناب امیر المومنینؑ نے بھی بہ سبب گوارا نہونے رنج اُن دونوں کے فرمایا کہ اے جان پدر تم دونوں

بھائی اپنے نانا رسول خدا سے اس امر کو دریافت کرو وہ حضرت جسکے خط کو بہتر فرمائیں گے اُسی کا خط بہتر ہے فَسَأَلَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ لَا اَحْكُمُ حَتّٰى يَحْكُمَ جِبْرَئِيلُ قَالَ جِبْرَئِيلُ لَا اَحْكُمُ وَلٰكِنَّ اِسْرَافِيلَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمَا پس حسنینؑ خدمت رسول ثقلین میں حاضر ہوئے اور چاہا کہ وہ حضرت اُس امر دشوار میں کچھ قول فیصل فرمائیں لیکن اُن حضرت نے بھی بپاس خاطر دونوں کے آپنے کچھ نہ فرمایا بلکہ جبرئیل سے فرمایا کہ تم اس امر میں حکم ہو اور بیان کرو کہ کسکا خط انمیں سے خوش نما ہے جبرئیل نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں بھی اس امر میں کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں مگر یہ کہ اسرافیل سے اس امر میں پوچھا چاہئے فَقَالَ اِسْرَافِيلُ لَا اَحْكُمُ بَيْنَهُمَا وَلٰكِنِّي اَسْأَلُ رَبِّي اَنْ يَحْكُمَ بَيْنَهُمَا فَسَأَلَ رَبَّهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ نَحْنُ اَيْضًا لَا نَحْكُمُ بَيْنَهُمَا وَلٰكِنَّ اُمَّهُمَا تَحْكُمُ بَيْنَهُمَا پس جبرئیل نے اسرافیل سے کہا کہ تم اس امر میں کچھ بیان کرو کہ کسکا خط اچھا ہے اسرافیل نے بھی یہ سنکر کانوں پر ہاتھ رکھے اور کہا کہ میری مجال نہیں ہے کہ انمیں سے کسی کے خط کو ترجیح دے سکوں مگر یہ کہ جناب اقدس الٰہی میں عرض کروں کہ وہ احکم الحاکمین ہے پس اسرافیل نے جناب باری میں عرض کی کہ اے پروردگار عالم میں امیدوار ہوں کہ تو ارشاد کرے کہ ان دونوں شاہزادوں میں سے کسکا خط بہتر ہے اسرافیل کو جانب پروردگار سے ارشاد ہوا اے اسرافیل ہم بھی اس امر میں کچھ نہ کہیں گے بلکہ چاہئے فاطمہ زہرا کو جو مناسب جانے اپنے فرزندوں کے مقدمہ میں حکم کرے فَلَمَّا سَمِعَتْ فَاطِمَةُ اَمْرَهُ تَاَمَّلَتْ وَكَانَتْ لَهَا قِلَادَةٌ فَقَالَتْ لَهُمَا اِنِّي اَنْثُرُ بَيْنَكُمَا جَوَاهِرَ هٰذِهٖ فَمَنْ يَاْخُذُ مِنْهُمَا اَكْثَرَ فَخَطُّهُ اَحْسَنُ - پس جب کہ جناب سیدہ نے یہ حکم جناب قدس الٰہی سُنا اُسوقت نہایت متردد ہوئیں اور بعد فکر کے یہ امر قرار دیا کہ یہ دو لڑا موتیوں کا کہ میرے پاس ہے اسے توڑ کر روبرو حسنینؑ کے ڈالدوں جو کوئی کہ ان میں سے زیادہ موتی چُنے گا کہوں گی کہ اُسی کا خط ہی بہتر ہے پس اس امر کو حسنینؑ سے فرما کر موتی اُس دولڑے کے روبرو شہزادوں کو ڈالدئے فَاَخَذَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِثْلَ صَاحِبِهٖ وَبَقِيَ مِنْهَا وَاحِدَةٌ ثُمَّ هَمَّ كُلٌّ مِنْهُمَا اَنْ يَاْخُذَهَا منقول ہے کہ ہر ایک شاہزادے نے اُن موتیوں سے برابر دوسرے کے زمین سے اُٹھائے مگر ایک موتی باقی رہ گیا اور ایک انمیں سے طرف اُسکو اُٹھانے کے متوجہ ہوا فَاَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِجِبْرَائِيلَ اَنْ يَهْبِطَ اِلَى الْاَرْضِ وَيُنَصِّفَهَا

بِجَنَاحِہٖ فَنَزَلَ جِبْرَئِیْلُ وَقَدَّ حَمَّا نِصْفَیْنِ اِکْرَامًا لَھُمَا اسطرف وہ شاہزادے اُس موتی کے
اٹھانے کو جھکے تھے کہ جبرئیل کو حکم رب جلیل ہوا کہ جلد زمین پر نازل ہو اور اس موتی کو اپنے پر سے دو ٹکڑے
کرتا کہ کسی کی ان دونوں میں سے خاطر شکنی نہ ہو چنانچہ جبرئیل ساتھ ہی حکم کے زمین پر نازل ہوئے اور
اس موتی کے دو ٹکڑے برابر کر دیئے تاکہ کوئی ملول اور مغموم نہ ہو۔ اب حضرات جائے تاسف اور بکمال تحیر
ہے کہ جس امام کونین کی خوشی خاطر کے لئے جناب احدیت بچہ آموز بھیجے اور موتی دو ٹکڑے ہوا در خاطر شکنی
اُسکی جناب سید المرسلین اور جناب امیر المومنین، اور جناب سیدۃ نساء العالمین بلکہ خود جناب قدس
آلہی کو نہ گوارا ہو افسوس صد افسوس کہ روز عاشورا معرکہ کربلا میں اُس برگزیدہ باری سے ایک
ایک ملعون بکلام سخت و درشت پیش آئے اور وہ حضرت باوصف اغنیا کے صبر و تحمل کو کام فرمائے
لَقَدْ رُوِیَ اَنَّہٗ لَمَّا اَصْبَحَ الْحُسَیْنُ عَبَّاَ اَصْحَابَہٗ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ الْغَدَاۃِ وَجَعَلَ
الْبُیُوْتَ مِنْ ظُھُوْرِھِمْ چنانچہ شیخ مفید اور سید ابن طاؤس نے روایت کی ہے کہ جب صبح عاشورا طالع
ہوئی اور حضرت نماز صبح سے فارغ ہو چکے اُسوقت اُن حضرت نے صف اپنے لشکر قلیل کی کہ ہمگیں انچھتر
یا بہتر اشخاص تھے آراستہ کی اور تمام خیمہ ہائے الحرم کو پشت لشکر کیا وَاَمَرَھُمْ بِحَطَبٍ وَ
قَصَبٍ وَکُلَّ مَا فِیْ مَضَارِبِھِمْ مِنَ الرِّجَالِ اَنْ یَتْرُکَ فِیْ خَنْدَقٍ کَانَ ھُنَاکَ وَاَنْ تُحْرَقَ بِالنَّارِ
مَخَافَۃَ اَنْ یَّاْتُوْھُمْ مِنْ وَرَائِھِمْ اور بعد اُسکے اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ قسم ہیمہ و کاہ اور نے
اور خس و خاشاک سے ہو بلکہ جو اسباب جس کسی کے پاس ہو اس خندق میں کہ جو گرد خیمہ ہائے الحرم کے
کھودی گئی ہے ڈالدو اور خندق میں آگ دیدو تاکہ لشکر مخالف جانب پشت سے نہ آجائے پس حسب الارشاد
تمام اسباب ہیمہ و کاہ اُس خندق میں ڈالدیا یہاں تک اصحاب باوفا نے میان بھی تلوار کی اور غلاف
اُنکے آگ میں ڈالدئے فَاَقْبَلَ الْقَوْمُ یَجُوْلُوْنَ بِبَیْتِ الْحُسَیْنِ فَرَاَوْا اَنَّ الْخَنْدَقَ فِیْ ظُھُوْرِھِمْ وَالنَّارُ
تَضْطَرِمُ فِی الْحَطَبِ وَالْقَصَبِ پس اسوقت چند اشقیا گرد خیمہ اہلبیت اطہار پھرے اور دیکھا کہ گرد خیمہ ہائے
قدسیہ کے خندق عمیق میں آگ روشن ہے فَنَادٰی شِمْرُ بْنُ ذِی الْجَوْشَنِ یَا حُسَیْنُ اَتَعَجَّلْتَ بِالنَّارِ
قَبْلَ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ فَقَالَ مَنْ ھٰذَا کَاَنَّہٗ الشِّمْرُ قَالُوْا نَعَمْ پس اُن اشقیا میں سے شمر ولد الزنا

یآواز بلند مثل سگ چلایا کہ یا حسینؑ آپ نی بہت سُرعت کی طرف آتش دُنیا کے قبل آتش آخرت کہ یہ
کلام سخت وبیہودہ سُنکر اس سیّد صابرین نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ شاید یہ سگ ناپاک شمر ہے اصحاب نے عرض
کیا کہ البتہ یہ وہی ملعون ہے فَقَالَ الْحُسَیْنُ یَا ابْنَ رَاعِیَةِ الْمِعْزٰی اَنْتَ اَوْلٰی بِهَا صِلِیًّا فَاَمَّ مُسْلِمُ
بْنُ عَوْسَجَةَ اِنْ یَّرْمِیَهٗ بِسَهْمٍ فَمَنَعَهُ الْحُسَیْنُ وَقَالَ اِنِّیْ اَکْرَهُ اَنْ نَبْدَاَ بِالْقِتَالِ
پس اُس امام کونین نے فرمایا کہ ای فرزند زن زانیہ کہ جو بکریاں چراتی تھی تو ہی مستحق اور سزاوار ہے آتش دوزخ
منقول ہے کہ یہ کلام بیہودہ اُس شقی سے سنکر مُسلم بن عوسجہ نہایت غضبناک ہوئے اور چاہا کہ ایک تیر اُس
لعین کے ماریں اور اُسے طرف آتش دوزخ کے روانہ کریں لیکن امام حسینؑ نے منع کیا اور فرمایا کہ اے
مُسلم ہم اہلبیت رسولِ خدا اپنی طرف سے ابتدا بجنگ وقتال نہیں کرتے ہیں جب تک کہ کوئی ہم سے جنگ نکرے
اور مومنین اس سے بھی زیادہ سخت وہ کلمہ ہے کہ جو شمر ملعون نے بوقت شہادت اس امام مظلوم کے جواب میں
کہا یقین ہے صدمہ اسکا قلب اطہر پر زیادہ از صدمہ تیر و شمشیر ہوا ہوگا فِی الْبِحَارِ عَنْ هِلَالِ بْنِ نَافِعٍ
اَنَّهٗ قَالَ اِنِّیْ کُنْتُ وَاقِفًا بَیْنَ یَدَیْ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ مَعَ اَصْحَابِهٖ اِذْ صَرَخَ صَارِخٌ اَلْبُشْرٰی
اَیُّهَا الْاَمِیْرُ فَهٰذَا شِمْرٌ قَدْ قَتَلَ الْحُسَیْنَ چنانچہ کتاب بحار الانوار میں ہلال بن نافع سے منقول ہے
کہ کہا اُسنے روز عاشورا چند زوال آفتاب میں روبرو عمر لعین سعد کے کہڑا تھا اور اسی طرح اور رفیق اُس کے گرد
وپیش کہڑے تہے کہ ناگاہ کسی نے آواز دی کہ اے امیر مبارک ہو تجھے کہ شمر لعین نے حسینؑ کو قتل کیا فَخَرَجْتُ وَ
وَقَفْتُ عَلَی الْحُسَیْنِ وَاِنَّهٗ لَیَجُوْدُ بِنَفْسِهٖ فَوَاللّٰهِ مَا رَاَیْتُ مُضَمَّخًا بِدَمِهٖ اَحْسَنَ مِنْهُ وَ
لَقَدْ شَغَلَنِیْ نُوْرُ وَجْهِهٖ عَنْ قَتْلِهٖ پس یہ آواز سُنتے ہی میں اُس مجمع سے نکلکر قریب امام حسینؑ کے آیا
دیکھا میں نے کہ وہ حضرت جاں بلب ہیں مگر قسم خدائے عز وجل کہ میں نے کوئی شخص مجروح خون آلودہ اس
حُسن وجمال کا ایک نہیں دیکھا جیسا کہ حسینؑ کو دیکھا واللہ کہ اُس سُرخی خون میں یہ معلوم ہوتا تھا کہ
کہ گویا آفتاب سُرخی شفق میں تاباں اور درخشاں ہے ہرچند کہ قصد میرا بھی واسطے قتل اُس بیکس کے مصمم
تھا لیکن نور جمال اور حُسن صورت نے اُن حضرت کے مجھے اس سے باز رکھا اور ہرگز ہاتھ میرا اُنپر نہ اُٹھا
فَاسْتَسْقَی الْمَاءَ فِیْ تِلْکَ الْحَالِ فَسَمِعْتُ شِمْرًا یَقُوْلُ یَا حُسَیْنُ لَا تَذُوْقُ الْمَاءَ حَتّٰی تَرِدَ

الحامیۃ فتشرب حتیّٰ یمصّھا - ہلال کہتا ہے کہ سُنا میں نے اُس حالت کرب میں وہ حضرت بکمال ضعف و ناتوانی یہ کہتے ہیں کہ کوئی اس شدت تشنگی میں مجھے ایک جرعہ پانی کا پلا دے کہ میں بہت پیاسا ہوں شمر ملعون نے جواب دیا کہ اے حسینؑ ہرگز تمہیں پانی نہ ملے گا بلکہ قریب ہی کہ تم جہنم میں پانی گرم سے سیراب ہوگے پس حضرات افسوس صد افسوس کہ اُس ملعونؑ نے مطلق اُس مظلوم پر رحم نہ کیا اور کام اپنا تمام کیا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس تیسری مشتمل ہی برق کے چمکنے پر شب تاریک میں جناب حسنینؑ کے لئے

فی بحار الانوار عن الرضا انہ قال ان الحسن والحسین کانا یلعبان عند جدہما حتی مضی عامۃ اللیل فقال لہما النبی انصرفا الی امکما کتاب بحار الانوار میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہی کہ ایک مرتبہ حسنینؑ شام سے خدمت رسولخداؐ میں تا نصف شب کھیلا کئے جب کہ رات بہت گذر گئی اُسوقت جناب رسالتمآبؐ نے اُن شاہزادوں سے فرمایا کہ اے نور چشموں میرے اب تم دونوں بھائی اپنی ماں پاس جاکر آرام کرو فلما سار برق برقۃ فما زالت تضیئ حتی دخلا علی امہما والنبی ینظر الیہما ویقول الحمد للہ الذی اکرمنا اہل البیت جب کہ اُس شب تاریک میں حسنینؑ طرف دولت سرا کے چلے بحکم جناب احدیت ایک نور مثل برق درخشاں ہوا اور اسقدر روشن رہا کہ اُسکی روشنی میں دونوں صاحبزادے خدمت باسعادت جناب فاطمہ زہراؑ میں پہونچے بعد اسکے وہ روشنی موقوف ہوگئی پس رسولخداؐ نے یہ تفضلات باری نسبت اپنے فرزندوں کی دیکھ کر نہایت مسرور ہوئے اور فرمایا کہ شکر کرتا ہوں اُس خداوند جلیل کا کہ جس نے ہم اہلبیت کو اشرف اور افضل کیا مخلوقات سے و فی البحار عن ام سلمۃ انہا قالت ان الحسن والحسین دخلا یوما علی رسول اللہ وبین یدیہ جبرئیل فجعلا یدوران حولہ یتجسسان شیئا فی کمہ کتاب بحار الانوار میں ام سلمہؓ سے منقول ہی کہ ایک روز حسنینؑ خدمت باسعادت رسولخداؐ میں آئے اور اُسوقت جبرئیل امین بصورت دحیہ کلبی روبرو اُن حضرت کے حاضر تھے پس دونوں شہزادے جبرئیل امین کو دحیہ کلبی جان کر قریب اُن کے آئے اور بے تکلف آغوش جبرئیل

میں بیٹھ کر اُن کی جیب و آستین میں کچھ ڈھونڈنے لگے فَاَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَنْ یَّمْنَعَھُمَا مِنْهُ قَالَ جِبْرَئِیْلُ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لِمَ تَمْنَعُھُمَا مِنْهُ قَالَ حَیَاءً مِنْكَ وَھُمَا یَعْلَمَانِ اَنَّكَ دِحْیَةُ الْكَلْبِیُّ پس جب کہ رسالت
مآبؐ نے دیکھا کہ حسنینؑ آغوش جبرئیل میں بکمال بے تکلفی بیٹھے ہیں اور آستین میں اُنکے کچھ ڈھونڈتے ہیں
حضرت نے چاہا کہ حسنینؑ کو منع کریں جبرئیل نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ ان شاہزادوں کو میری گود
میں بیٹھنے سے کیوں منع فرماتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ یا اخی مجھے تم سے حیا آتی ہے اور وجہ اُنکی بے تکلفی
کی تم سے یہ ہے کہ جب وہ دحیہ کلبی سفر سے آتے ہیں تو ان کے لئے کچھ تحفہ لایا کرتے ہیں اور وہ اکثر اپنی جیب
و آستین سے نکالکر اُن کو دیا کرتے ہیں چونکہ تم اسوقت ہمصورت دحیہ کلبی سفر سے آتے ہیں تو ان کے لئے کچھ
تحفہ لایا کرتے ہیں اور وہ اکثر اپنی جیب و آستین سے نکالکر انکو دیا کرتے ہیں چونکہ تم اسوقت ہم صورت
دحیہ کلبی ہو تمہیں وہی جانکر میوہ تمہاری آستین میں ڈھونڈتے ہیں فَقَالَ جِبْرَئِیْلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
اِنِّیْ اَنَا عَھِدَ مَھْدَھُمَا فَاِنَّھُمَا قَدْ نَامَتْ فَلَا بَاْسَ فِیْهِ جبرئیل نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اکثر اوقات مادر
گرامی ان شاہزادوں کے بہ سبب مشقت عبادت اور کاروبار گھر کے سو جاتی ہیں اور حسنینؑ
اپنے گہوارے میں رونے لگتے ہیں اسوقت میں بحکم خداوند جلیل نازل ہوتا ہوں اور گہوارہ جنبانی حسنینؑ
میں مشغول ہوتا ہوں تاکہ جناب سیدہؑ بے چین نہوں پس یا رسول اللہ جب کہ میں ایسی خدمت میں مامور ہوتا
ہوں اور وہ باعث میرے فخر و مباہات ہو تو گود میں بیٹھنا اُن کا بوجہ اولی باعث میری عزت اور افتخار کا
ہے فَجَعَلَ جِبْرَئِیْلُ یُؤْمِیْ بِیَدِهٖ اِلَی السَّمَاءِ كَالْمُتَنَاوِلِ شَیْئًا فَاِذَا فِیْ یَدِهٖ تُفَّاحَةٌ وَسَفَرْجَلَةٌ وَرُمَّانٌ
نَتَنَاوَلَهُمَا فَتَھَلَّلَتْ وُجُوْھُھُمَا وَاَتٰی اِلٰی جَدِّ ھِمَا پس جبرئیل نے ہاتھ اپنا طرف آسمان کے ملبند کیا
جیسے کوئی کسی چیز کی لینے کو ہاتھ بڑھاتا ہے پس دفعتہ ہاتھ میں جبرئیل کے ایک سیب اور ایک بہی اور ایک
انار بہشت سے آیا اور وہ سب حسنینؑ کو دئے منقول ہے کہ اُس میوہ بہشتی کو لے کر حسنینؑ نہایت خوش
اور مسرور ہوئے اور اپنے ناناکو وہ میوے دئے فَتَوَیَّذَ اِلَیْكَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَقَالَ لَھُمَا سِیْرَا اِلٰی اُمِّكُمَا
وَاَبِیْكُمَا فَسَارَا اِلَیْھِمَا فَسَرَّ بِھِمَا عَلِیٌّ (علیہ السلام) وَ فَاطِمَةُ (صلوات اللہ علیہما) وَ لَمْ
یَاْكُلُوْا مِنْھَا شَیْئًا حَتّٰی دَخَلَ النَّبِیُّ (صلعم) پس رسولخدا نے اُن میوہ ہائے بہشتی کو لیکر سونگھا

اور بہت خوش ہوئے اور حسنینؑ سے فرمایا کہ ان میووں کو اپنے پدر بزرگوار امیرالمومنینؑ اور ماں اپنی فاطمہ زہرا
پاس لیجاؤ چنانچہ حسنینؑ اُنہیں لے کر اپنے والدین کے پاس حاضر ہوئے پس جناب امیرالمومنینؑ اور
جناب سیدہؑ بہت مسرور ہوئے۔ اور شکر خدا بجالائے اور اُن میووں سے کسی نے اہل بیت میں سے
نہ کھایا سب منتظر تشریف آوری جناب رسولخداؐ رہے یہاں تک کہ پیغمبر خداؐ داخل دولت سرائے فاطمہ زہرا
ہوئے فَاَکَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مِنْھَا مَعَ اَھْلِ بَیْتِہٖ جَمِیْعًا فَلَمْ یَزَلْ کُلَّمَا یَاْکُلُ عَنْہُ عَادَ اِلٰی مَنْ
کَانَ حَتّٰی قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ پس جب کہ رسولخداؐ اور سب اہل بیت جمع ہوئے اسوقت پیغمبر خداؐ نے اُن میوہ
ہائے بہشتی سے آپ بھی نوش فرمایا اور سب کو تقسیم کیا منقول ہے کہ جسقدر رسولخداؐ اور سب اہل بیت نے
اُن میں سے تناول فرمایا تھا اُسی قدر وہ میوے پھر بدستور ہوگئے اور جب کبھی وہ حضرت ان میں سے
تناول فرماتے تھے بعد کھا چکنے کے وہ سب میوے ہئیت اصلی پر ہوجاتے تھے یہانتک کہ جناب سالتمآب نے
دُنیا سے رحلت فرمائی فَلَمَّا تُوُفِّیَتْ فَاطِمَۃُ فَقَدَ الرُّمَّانُ وَ بَقِیَ التُّفَّاحُ وَالسَّفَرْجَلُ
فَلَمَّا اسْتُشْھِدَ عَلِیٌّؑ فَقَدَ السَّفَرْجَلُ پس جب کہ جناب فاطمہؑ زہرا نے دُنیا سے رحلت فرمائی
اُسوقت انار اُن میووں میں سے غائب ہوگیا فقط سیب اور بہی باقی رہ گئے یہاں تک کہ جناب امیرالمومنینؑ
سید الوصیین شہید ہوئے۔ پس بعد شہادت اُن حضرت کے بہی غائب ہوگئی فقط ایک سیب ہی حسینؑ کے
پاس باقی رہ گیا۔ فَلَمَّا اسْتُشْھِدَ الْحَسَنُ بَقِیَ عِنْدَ الْحُسَیْنِ حَتّٰی سَارَ اِلَی الْعِرَاقِ وَمُنِعَ فِیْ
طَفِّ کَرْبَلَاءَ مِنْ مَاءِ الْفُرَاتِ کَانَ ذٰلِکَ التُّفَّاحُ مَعَہٗ پس جبکہ جناب امام حسنؑ نے شہادت پائی تو وہ
انار جناب امام حسینؑ پاس باقی رہا چنانچہ منقول ہے کہ جب امام حسینؑ کو سفر عراق درپیش ہوا اور وارد
زمین کربلا ہوئے اور اہل کوفہ و شام نے پانی اُس امام کونین پر بند کردیا اسوقت تک وہ سیب اُن
حضرت کے پاس تھا فَاِذَا عَطَشَ عَطَشًا شَدِیْدًا شَمَّھَا فَیَسْکُنُ مِنْھَا لَھِیْبُھَا پس جب کہ روز عاشورا وہ امام مظلوم
نہایت پیاسے ہوئے اُس شدت تشنگی میں خوشبو اُس سیب کی سونگھ لیتے تھے اور یہ سیب خوشبو اُس سیب
بہشتی کو فی الجملہ پیاس سے اُس امام مظلوم کو تسکین ہوجاتی تھی فَلَمَّا اشْتَدَّ عَلَیْہِ الْعَطَشُ وَ اَیْقَنَ
بِالْفَنَاءِ عَضَّھَا قَالَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ اِنِّیْ سَمِعْتُ ذٰلِکَ مِنْ اَبِیْ قَبْلَ قَتْلِہٖ بِسَاعَۃٍ پس جسوقت کہ

وہ حضرت نہایت ہی پیاسے ہوئے اور یقین اپنی شہادت کا ہوا اسوقت اُس سیب کو دندان مُبارک سے قطع کیا فرماتے ہیں جناب امام زین العابدین کہ اس حدیث کو سُنا میں نے اپنے پدر بزرگوار امام حسینؑ سے اسوقت کہ جسوقت شہادت میں اُن حضرت کی ایک ساعت باقی رہی تھی قَالَ اِنَّ بَعْدَ قَتْلِهٖ وَجَدْتُ رِيْحَهَا تَفُوْحُ مِنْ مَصْرَعِهٖ لٰكِنِّيْ مَا وَجَدْتُ اَثَرًا مِنْهُمَا فَلَمَّا زُرْتُ قَبْرَهٗ وَجَدْتُ رِيْحَهَا تَفُوْحُ مِنْ قَبْرِهِ الْاَطْهَرِ جناب امام زین العابدین فرماتے ہیں کہ بعد شہادت اپنے پدر بزرگوار کی خوشبو اُس سیب کی قتل گاہ سے میرے دماغ میں آتی تھی ہرچند کہ میں نے وہاں اُس سیب کو تلاش کیا لیکن وہ سیب مجھے وہاں نہ ملا پس جبکہ بعد دفن اس امام مظلوم کے میں واسطے زیارت کے گیا تو قبر مقدس سے خوشبو اُس سیب کی میرے دماغ میں آئی فَمَنْ اَرَادَ ذٰلِكَ مِنْ شِيْعَتِنَا الزَّائِرِيْنَ لِقَبْرِهٖ فَلْيَلْتَمِسْ ذٰلِكَ اَوْقَاتِ السَّحَرِ فَاِنَّهٗ يَجِدُهٗ اِذَا كَانَ مُخْلِصًا۔ پس جو زائر قبر مطہر اُن حضرت کا مشتاق ہو اُس خوشبو کا تو چاہیئے اسی کہ اوقات سحر میں قریب قبر منور حضرت کے دعا کرے البتہ حق سُبحانہٗ تعالیٰ دعا اُس کی مستجاب کرے گا۔ اور خوشبو اُس سیب کی قبر اطہر سے اُسکے دماغ میں آئے گی بشرطیکہ یہ سب کچھ بہ اعتقاد و اخلاص اُسکے عمل میں آئے۔ پس حضرات بیان اس حدیث سیب؛ اور آثار، اور جتنی بہشتی کا اسجگہ فقط واسطے اسکے تھا کہ سب مومنین روئیں اسپر کہ جسکی خوشی خاطر کے لئے حق سُبحانہٗ تعالیٰ میوہ ہائے بہشت بھجوائے افسوس صد افسوس اشقیائے اُمت اُسے پانی نہ دیں اور ہرچند کہ وہ استغاثہ و فریاد کرے کوئی اُسکی فریاد کو نہ پہنچے اور اُسی پیاسا ہی قتل کریں قَالَ الرَّاوِيْ ؎ كَمِدَ النَّاسُ مَوْلَايَ الْحُسَيْنَ وَقَوْلَهٗ:

لَا عَدَ اِيْهِ بِالطَّفِّ وَهُوَ يَقُوْلُ ؎ اَمَا فِيْكُمْ يَا اَيُّهَا النَّاسُ رَاحِمٌ ؛ لِعِتْرَةِ اَوْلَادِ النَّبِيِّ وَصُوْلُ ؛ اَاُقْتَلُ مَظْلُوْمًا وَقَدْ مَا عَلِمْتُمْ ؛ بِاَنْ لَيْسَ لِيْ فِي الْعَالَمِيْنَ بَدِيْلُ راوی کہتا ہے کہ اللہ نہیں بھولتا مجھے فریاد کرنا امام حسینؑ کا روز عاشورا کہ وہ حضرت اس حالت بیکسی اور تنہائی میں فرماتے تھے کہ اے گروہ قوم جفاکار آیا کوئی تم میں سے ایسا نہیں ہے کہ اس بیکس و مظلوم پر رحم کرے اور اولاد رسولِ خدا کے بیرنگی پیش آئے آیا تمہیں گوارا ہے کہ خوب جانتے ہو اسکو کہ کوئی عالم میں میرا بدل اور عوض نہیں باوصف اس علم کے مجھے قتل کرتے ہو ۵ اَمَا فَاطِمُ الزَّهْرَاءُ اُمِّيْ وَيْلَكُمْ ؛ وَعَمَّايَ اَيْضًا جَعْفَرٌ وَعَقِيْلٌ ؛ اَلَيْسَ اَبِيْ

خَيْرُ الْوَصِيِّيْنَ كُلِّهِمْ؛ اَمَا اَنَا لِلطُّهْرِ النَّبِيِّ سَلِيْلٌ ؛ آیا تم نہیں جانتے ہو کہ مادر گرامی میری فاطمہ زہرا ہیں اور عم بزرگوار میرے جعفر اور عقیل اور حمزہ، سید الشہدا ہیں آیا تم واقف نہیں ہو کہ پدر عالی مقام میرے جناب علی ابن ابی طالب ہیں کہ جو بہترین اوصیائے انبیائے سلف ہیں آیا تمہیں علم اس کا نہیں ہے کہ میں نواسا ہوں تمہارے پیغمبر جناب محمد مصطفےٰ کا اور وہ حضرت جد بزرگوار ہیں میرے پس تم سب حسب نسب میرے خوب واقف ہو اور پھر مجھے ناحق قتل کرتے ہو ؎ دَعُوْنِیْ اَرِدْ مَاءَ الْفُرَاتِ وَدُعْتُكُمْ؛ لِقَتْلِیْ فَكَبِدِیْ لِلظِّمَاءِ غَلِيْلٌ ؛ فَنَادُوْهُ مَهْلًا يَابْنَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ؛ وَلَيْسَ اِلٰى مَا تَبْتَغِيْهِ سَبِيْلٌ پس رحم کرو مجھ پر اور مجھ کو نہر فرات تک جانے دو کہ شدت تشنگی سے جگر میرا کباب ہو رہا ہے اور اگر ارادہ تمہارا میرے قتل کا مصمم ہے میں راضی ہوں لیکن پہلے تھوڑا سا پانی مجھے پینے کو دو اور پھر مجھے قتل کر ڈالو گریہ و بکا ہے کہ باوصف اس انکسار اور تفہیم اور افہام کے ان بیرحموں نے جواب دیا کہ یا حسینؑ یہ امر ہرگز ممکن نہیں ہے کہ ہم تمہیں پانی پینے دیں بلکہ اسی شدت تشنگی میں آپ کو قتل کریں گے پس یہ کہکر اُن ملعونوں نے اس امام بیکس کو ہر طرف سے گھیر لیا اور اسقدر تیر، اور نیزہ، و شمشیر سے زخمی کیا کہ وہ حضرت گھوڑے سے زمین پر گر پڑے اور اس فرزند رسول مختار کو پیاسا ہی ذبح کیا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَ

سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝

مجلس چوتھی مشتمل ہے آنا حلّہائے بہشت کا بروز عید حسنینؑ کے لئے

فِی الْبِحَارِ عَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ عَرِیَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَاَدْرَكَهُمَا الْعِيْدُ کتاب بحار الانوار میں جناب امام رضاؑ سے منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ ایکمرتبہ شب عید آئی اور حسنینؑ کے پاس کوئی لباس جدید اور تحفہ نہ تھی فَقَالَا لِاُمِّهِمَا قَدْ زُيِّنُوْا صِبْيَانُ الْمَدِيْنَةِ اِلَّا نَحْنُ فَمَا لَكِ لَا تُعْطِيْنَا الثِّيَابَ الْجُدُدَ پس حسنینؑ نے اپنی مادر گرامی جناب فاطمہ زہرا سے عرض کیا کہ اے اماں جان کل روز عید ہے اور سب اطفال مدینہ لباس تحفہ پہنیں گے آپ ہمیں کیوں لباس تحفہ اور نیا نہیں عنایت کرتی ہیں قَالَتْ يَا نُوْرَ عَيْنَیَّ اِنَّ لِبَاسَكُمَا عِنْدَ الْخَيَّاطِ فَاِذَا اَتٰى بِهَا زَيَّنْتُكُمَا۔ جناب سیدہ نے واسطے تسکین

شاہزادوں کے فرمایا کہ ای نور چشموں میرے پوشاک تمہاری خیاط کے پاس ہی جب کہ وہ لائے گا
تو میں تمہیں پہناؤں گی ثُمَّ اَعَادَا الْقَوْلَ عَلَیْهَا فَبَکَتْ وَرَحِمَتْهُمَا وَقَالَتْ لَهُمَا مَا قَالَتْ
فِی الْاُوْلٰی فَرَدَّا عَلَیْهَا - پس بعد تھوڑی دیر کے حسنین نے جناب سیدہ ؑ سی پھر پوشاک
عید طلب کی چونکہ پوشاک حسب مرضی شاہزادوں کے موجود نہ تھی اور اطفال سی شرعًا ایسا کلام
خلاف واقع کہنا جائز تھا جناب معصومہ اپنی ناداری اور بے بضاعتی پر بہت روئیں اور حسنین ؑ کو
پیار کیا اور پھر واسطے تسکین حسنین کے فرمایا کہ جسوقت خیاط پوشاک تمہاری لائے گا اُسی وقت
میں اپنی پیاروں کو پہناؤں گی یہاں تک کہ حسنین غمگین اور ملول ہوئے فَبَیْنَا کَذٰلِكَ اِذْ قَرَعَ
الْبَابَ قَارِعٌ فَقَالَتْ مَنْ هٰذَا قَالَ یَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَنَا الْخَیَّاطُ جِئْتُ بِالثِّیَابِ منقول ہی کہ اس اثنا
میں ایک شخص نے زنجیر دروازہ کی ہلائی جناب سیدہ نے فرمایا کہ کون ہے اس نے عرض کی کہ ای سیدہ
کونین میں خیاط ہوں اور پوشاک آپ کے فرزند حسن اور حسین کے لئے لایا ہوں فَفَتَحَتِ الْبَابَ
فَنَاوَلَهَا مِنْدِیْلًا مَشْدُوْدًا ثُمَّ انْصَرَفَ پس یہ سنکر جناب فاطمہ زہرا نے دروازہ کھولا اُس شخص نے
پس در سے ایک دست بقچہ کہ اُسمیں پوشاک بندھی ہوئی تھی اس شاہزادہ کے ہاتھ میں دیا اور
چلا گیا فَفَتَحَتِ الْمِنْدِیْلَ فَاِذَا فِیْهِ قَمِیْصَانِ وَسَرَاوِیْلَانِ وَرِدَاءَانِ وَعِمَامَتَانِ
وَخُفَّانِ اَسْوَدَانِ فَاَیْقَظَتْهُمَا وَاَلْبَسَتْهُمَا پس اُن معصومہ نے اُس دست بقچہ کو کھولا دیکھا
کہ اُسمیں دو پیراہن، اور دو زیر جامہ، اور دو ردائیں، اور دو عمامے، اور دو موزے سیاہ
ہیں۔ پس یہ عنایت پروردگار بہ نسبت اپنی اور بہ نسبت اپنی فرزندوں کے دیکھکر نہایت مسرور ہوئیں
اور شکر خدا بجا لائیں اور حسنین ؑ کو اُسی وقت جگایا اور وہ لباس پہنایا فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ
هُمَا مُزَیَّنَانِ فَحَمَلَهُمَا وَقَبَّلَهُمَا فَقَالَ یَا فَاطِمَةُ رَاَیْتِ الْخَیَّاطَ پس اُسی وقت جناب رسالتمآب ؐ
دولت سرائے جناب سیدہ میں داخل ہوئے اور دیکھا کہ حسنین ؑ لباس تحفہ اور نفیس پہنے ہوئے ہیں
یہ دیکھکر بہت مسرور ہوئے اور دونوں شاہزادوں کو آغوش مبارک میں اُٹھالیا اور بہت پیار
کیا اور فرمایا کہ اے فاطمہ کچھ تمہیں معلوم ہوا کہ وہ شخص جو تمہیں تمہاری فرزندوں کیلئے پوشاک دی

گیا ہی وہ کون تھا غرض کہ ای پدر بزرگوار وہ شخص اپنی تئیں خیاط کہتا تھا۔ قَالَ یَا بُنَیَّۃُ مَا ھُوَ خَیَّاطٌ
بَلْ اِنَّمَا ھُوَ رِضْوَانُ خَازِنِ الْجَنَّۃِ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے لخت جگر ای نور نظر وہ شخص خیاط نہ
تھا بلکہ وہ رضوان خزانہ دار بہشت تھا اور حسب ارشاد جناب حدیث کی حسنینؑ کیلئے پوشاک جنت لایا
تھا فِی کَامِلِ الزِّیَادَۃِ عَنْ ھِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ اَنَّھَا قَالَتْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ
(صلی اللہ علیہ والہ وسلم) یَلْبِسُ وَلَدَہُ الْحُسَیْنَ حُلَّۃً لَیْسَتْ ھِیَ مِنْ ثِیَابِ الدُّنْیَا کتاب کامل الزیارات
میں ہشام بن عروہ سے اور اُس نے ام سلمہ سے نقل کیا ہی کہ کہا ان معظمہ نے ایکمرتبہ دیکھا میں نے کہ جناب رسولخدا
بروز عید اپنی فرزند دلبند حسنینؑ کے بدن نازنین پر لباس آراستہ کیئے ہیں اور وہ لباس قسم لباس
دُنیا سے نہیں ہی فَقُلْتُ لَہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا ھٰذِہِ الْحُلَّۃُ فَقَالَ لِیْ یَا اُمَّ سَلَمَۃَ ھٰذِہٖ ھَدِیَّۃٌ
اَھْدَاھَا اِلَیَّ رَبِّیْ لِابْنِی الْحُسَیْنِ پس وہ لباس دیکھ کر میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ کس قسم کا لباس
ہے کہ میں نے کبھی ایسا لباس نفیس نہیں دیکھا ہے حضرت نے فرمایا کہ اُم سلمہ یہ خلعت بہشت ہی کہ جناب
اقدس الٰہی نے بطریق ہدیہ واسطے میرے پارہ جگر حسنین کی بھیجا ہی وَاِنَّ لُحْمَتَھَا مِنْ زُغَبِ جَنَاحِ
جِبْرَئِیْلَ وَھَا اَنَا اَلْبَسُہٗ اِیَّاھَا وَاُزَیِّنُہٗ بِھَا فَاِنَّ الْیَوْمَ یَوْمُ الزِّیْنَۃِ وَاِنِّیْ اُحِبُّہٗ اور ای اُم سلمہ
تانا اس لباس کا پروں سے جبرئیل کی ہی اور چونکہ آج روز عید اور روز زینت ہی اور میں اپنی فرزند کو
نہایت دوست رکھتا ہوں اسلئے یہ لباس بہشت اپنی ہاتھ سے اسی پہناتا ہوں پس مومنین یہ جائے گریہ و
بکا ہی کہ جس کے لئے حق سبحانہٗ تعالیٰ مکرر حلہ ہائے بہشت بھجوائے اور رضوان جنت جس کا خیاط
ہو اور رسولخداؐ اُس امام کونین کو کمال دوست رکھیں افسوس صد افسوس کہ اس برگزیدہ باری کو
اُمت رسولخداؐ مثل گوسفند قربانی تشنہ لب قتل کرے اور لاش اقدس اُسکی بے غسل و بے کفن اور
بے دفن چھوڑکر چلے جائیں چنانچہ کتاب بحار الانوار میں جناب امام زین العابدینؑ علیہ السلام سے
منقول ہے کہ جب اشقیائے اُمت جفاکار پدر عالی مقدار میرے امام حسینؑ کو شہید کر چکے اور تاراجی
خیمہ سے بھی فراغ پا چکے تو ہمیں مقید کر کے طرف کوفہ کے لے چلے فَرَاَیْتُ اَبِیْ وَاِخْوَتِیْ اَنَّھُمْ صَرْعٰی
مُرَمَّلُوْنَ بِالدِّمَاءِ مَسْلُوْبُوْنَ وَلَمْ یُوَارُوْا بِہٖ پس اس حالت میں نگاہ

میری طرف قتل گاہ کے جا پڑی دیکھا میں نے کہ لاش اقدس میرے پدر عالی مقدار اور سب عزیز
و اقربا کے بخاک و خوں غلطاں ریگستان گرم پر عریاں پڑی ہیں اور کسی نے اُن شہدا کو دفن نہیں
کیا ہے وَلَا یَعْرُجُ عَلَیْهِمْ نَعُوْا وَلَا یَقْرَبُهُمْ بَشَرٌ کَاَنَّهُمْ اَهْلُ بَیْتٍ مِنَ التُّرْکِ وَالدَّیْلَمِ اور دیکھا میں نے
کہ وہ سب اجسام نورانیہ بروئے خاک اس بیکسی سے پڑے ہیں کہ کوئی قریب بھی اُن کے نہیں آتا ہے گویا
کہ وہ سب معاذ اللہ اولاد کفار سے ہیں فَعَظُمَ ذَالِکَ فِیْ صَدْرِیْ وَاشْتَدَّ عَلَیَّ قَلَقِیْ فَکَادَتْ
تَخْرُجُ نَفْسِیْ عَنِّیْ پس یہ حال دیکھ کر مجھے قلق اور الم اسقدر ہوا کہ قریب تھا کہ روح میری بدن سے مفارقت
کر جائے وَرَأَتْ ذٰلِکَ عَمَّتِیْ زَیْنَبُ فَقَالَتْ لِیْ یَا خَلِیْفَةَ الْمَاضِیْ وَیَا ثِمَالَ الْبَاقِیْ مَالِیْ اَرَاکَ
تَجُوْدُ بِنَفْسِکَ جب کہ حال میرا میری پھوپھی زینبؑ خاتون نے نہایت متغیر پایا فرمایا کہ ای یادگار
گذشتگان اور ای سرپرست باقی ماندگان کیا حال ہے تمہارا میں دیکھتی ہوں کہ قریب ہے کہ روح تمہاری
بدن سے نکل جائے میں نے کہا کہ اے پھوپھی جان کیوں کر حال میرا ایسا متغیر نہو کہ میں دیکھتا ہوں لاش
اقدس اپنے پدر عالی وقار اور سب اقربا کے کہ کس بیکسی سے مثل گوسفندان قربانی خاک و خون میں غلطاں
پڑے ہیں اور ایسا کوئی نظر نہیں آتا ہے کہ انہیں دفن کر دے فَقَالَتْ لَا یُبْکِیَنَّکَ مَا تَرٰی فَوَاللّٰهِ اِنَّ
ذٰلِکَ لَعَهْدٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ اُنَاسٍ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ هُمْ مَعْرُوْفُوْنَ فِیْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ
پس مجھ سے یہ سنکر فرمایا کہ اے نور نظر تو اپنے تئیں ہلاک نہ کر قسم بخدائے عز و جل کہ یہ امر عظیم جو واقع ہوا
ہے یہ وہ امر ہے کہ جناب رسالت مآب سے اس امر کا عہد و پیمان پہلے ہو چکا ہے اور حق سبحانہٗ تعالےٰ نے
ایک جماعت سے اس اُمت کی کہ ان کو سب اہل آسمان بھی جانتے ہیں واسطے دفن کرنے لاشہائے
شہدا کے عہد لیا ہے فَاِنَّهُمْ یَجْمَعُوْنَ هٰذِهِ الْاَعْضَاءَ الْمُتَفَرِّقَةَ فَیُوَارُوْنَ هٰذِهِ الْجُسُوْمَ الْمُضَرَّجَةَ
وَیَنْصِبُوْنَ لِهٰذَا الطَّفِّ عَلَمًا لِقَبْرِ اَبِیْکَ الْحُسَیْنِ لَا یُدْرَسُ اَثَرُهٗ عَلٰی مُرُوْرِ اللَّیَالِیْ وَالْاَیَّامِ پس ای فرزند قریب
ہے کہ بعد ہمارے وہ لوگ اس مقتل میں آئیں اور سب اعضائے پارہ پارہ شہدا کو جمع کریں اور سب
شہدا کو ایک قبر عمیق کھود کر ایک جگہ دفن کریں اور لاش اطہر تمہارے باپ حسینؑ کی علیحدہ دفن کریں
اور وہاں نشان قبر اقدس کا بنائیں اور وہ نشان بحکم خداوند قدیر تا قیامت کسی کے مٹانے سے نہ مٹے گا۔

پس حضرات منقول ہے کہ جب اہل بیت اطہار طرف کوفہ کے روانہ ہوچکے اور قوم بنی اسد کو معلوم ہوا کہ نعش مطہر فرزند رسولؐ مختار کے بے دفن و بے کفن پڑی ہے وہ سب مع اپنی عورات کے ہمراہ سروپا برہنہ روتے پیٹتے مقتل شہدا میں داخل ہوئے اور اعضائے متفرقہ شہدا کو جمع کیا اور اُن سب پر نماز پڑھی اور سب شہدا کو ایک قبر عمیق میں ایک جگہ دفن کیا اور جناب سید الشہدا کو ایک قبر میں علیحدہ دفن کیا اور جناب علی اکبرؑ کو پائیں پا اُن حضرت کے دفن کیا اور لاش مبارک جناب عباسؑ کو نہر علقمہ پر کہ جس جگہ قبر اُن حضرت کے اب ہے دفن کرکے چلے گئے اور ہر چند عباسیہ اور بنی اُمیہ نے چاہا کہ نشان قبر اطہر امام حسینؑ کا مٹا دیں لیکن بہ عنایت پروردگار کسی سے وہ نشان نہ مٹ سکا بلکہ روز بروز مشہور ہوگیا اور تا قیامت باقی رہے گا حق سبحانہ تعالے ہم سب کو بھی مجاور اُس قبر مطہر کا کرے اور وہیں مدفن ہمارا کرے الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۝

مجلس پانچویں متضمن ہے حال میں اس فرشتہ کی کہ خدا نے اسکی صورت اژدہا مسخ کردیا تھا بدعائے حسنینؑ اصلی صورت خدا نے اُسے عطا کی

عن سلمان الفارسی انہ قال اھدی الی رسول اللہ قطف من العنب فی غیر اوانہ فقال لی یا سلمان ائتنی بولدی الحسن والحسین لیاکلا معی سلمان فارسیؓ سے مذکور ہے کہ ایک مرتبہ ایک قطعی کسی شخص نے بطریق تحفہ رسولخدا میں گذرانی اور وہ موسم انگور کا نہ تھا پس حضرت نے اُسے قبول فرمایا اور مجھ سے ارشاد کیا کہ اے سلمان میرے فرزند حسنؑ اور حسینؑ کو بلا لا کہ تا میرے ساتھ انگور کھائیں قال فذھبت الی منزل امھما واختھما ام کلثوم فلم اجدھما فاخبرت بذالک رسول اللہ سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں حسب الارشاد واسطے طلب حسنین کے پہلے دولت سرائے جناب سیدہ پر گیا اور بعدہ اسکے گھر جناب ام کلثوم کے اور حسنینؑ کو تلاش کیا لیکن وہ شاہزادے مجھے نہ ملے آخر کار میں نے نہ ملنے سے حسنینؑ کے جناب رسالتمآب کو مطلع کیا فلما سمع ذالک مضی اضطرب ووثب قائما وھو یقول وا ولداہ وا قرۃ عینی من یرشدنی الیھما فلہ علی اللہ الجنۃ۔ پس یہ سنتے ہی رسولخدا فوراً ہو کر کھڑے ہوگئے اور

اور مفارقت حسنینؑ میں یہ فرماتے تھے کہ تاسف ہے جدائی پر تمہاری اے نور چشموں میرے جوکوئی مجھے تم تک پہنچادے حق سبحانہ تعالےٰ عوض میں اُس کے اُسے بہشت عطا کرے گا فَبَیْنَمَا اِذْ نَزَلَ جِبْرَئِیْلُ وَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عَلٰی مَنْ ھٰذَا الْاِنْزِعَاجُ پس اس اثنا میں جبرئیل بحکم خداوند جلیل نازل ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اسقدر کیوں مضطرب اور بیقرار ہیں اور کس کے فراق میں ایسی بیتاب ہیں فَقَالَ عَلٰی وَلَدَیَّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ فَاِنِّیْ خَائِفٌ عَلَیْھِمَا مِنْ کَیْدِ الْیَھُوْدِ فرمایا رسولخدا نے کہ اے اخی جبرئیل نور چشم میرے حسنؑ اور حسینؑ کس طرف چلے گئے ہیں اور سراغ ان کا نہیں ملتا ہے اور میں مکر یہودیوں سے نہایت مضطر اور بے قرار ہوں کہ کہیں میرے فرزندوں کو کچھ آزار نہ پہنچائیں قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَا تَحْزَنْ فَاِنَّھُمَا نَائِمَانِ فِیْ حَدِیْقَۃِ اَبِی الدَّحْدَاحِ پس جبرئیل امین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اسقدر بیتاب نہ ہوں اور ہرگز کچھ خوف نہ کریں کہ فرزند آپکے نخلستان ابو دحداح میں سورہے ہیں فَسَارَ النَّبِیُّ اِلَی الْحَدِیْقَۃِ فِیْ وَقْتِہٖ وَاَنَا مَعَہٗ پس سلمان کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہی وہ حضرت طرف اُس باغ کے روانہ ہوئے اور میں ہمراہ رکاب سعادت انتساب کے تھا فَلَمَّا دَخَلْنَا الْحَدِیْقَۃَ رَاَیْنَا اَنَّھُمَا نَائِمَانِ وَقَدِ اعْتَنَقَ اَحَدُھُمَا الْاٰخَرَ وَثُعْبَانٌ فِیْ فِیْہِ طَاقَۃُ رَیْحَانٍ یُرَوِّحُ بِھَا وُجُوْھَھُمَا پس جب کہ ہم اُس باغ میں پہونچے دیکھا ہم نے کہ دونوں بھائی گلے میں باہیں ڈالے ہوئے آرام فرماتے ہیں اور ایک اژدہا بالین سر انکے ایک گلدستہ منہ میں لئے مروحہ جنبانی انکی کررہا ہے فَلَمَّا رَاَی الثُّعْبَانُ النَّبِیَّ اَلْقٰی مَا فِیْ فِیْہِ وَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَسْتُ اَنَا بِثُعْبَانٍ وَلٰکِنِّیْ مَلَکٌ مِنْ مَلَائِکَۃِ الْکَرُوْبِیِّیْنَ پس جب کہ اُس اژدہا نے جناب رسالتمآبؐ کو دیکھا اُس گلدستہ کو منہ سے رکھدیا اور بزبان فصیح بعد تسلیم کے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں اژدہا نہیں ہوں بلکہ میں ایک فرشتہ ہوں فرشتہ ہائے کروبین سے فَغَفَلْتُ عَنْ ذِکْرِ رَبِّیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ فَغَضِبَ عَلَیَّ وَمَسَخَنِیْ ثُعْبَانًا کَمَا تَرٰی وَطَرَدَنِیْ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ یا رسول اللہ ایک چشم زدن مجھے ذکر پروردگار سے غفلت ہوگئی تھی پس حق سبحانہ تعالےٰ نے مجھے بصورت اژدہا مسخ کرکے آسمان سے زمین پر پھینک دیا ہے وَلِیْ مُنْذُ سِنِیْنَ کَثِیْرَۃٍ اَقْصُدُ کَرِیْمًا اَنْ یَشْفَعَ لِیْ

عِنْدَ رَبِّیْ عَلٰی اَنْ یَّرْحَمَنِیْ وَیُعِیْدَنِیْ مَلَکًا یارسُول اللہ میں ایک مُدّت دراز سے اس عذاب الیم میں گرفتار ہوں اور ہمیشہ اُمیدوار اس کا رہتا ہوں کہ کوئی برگزیدہ پروردگار میری شفاعت کرے اللہ حق سُبحانہ تعالیٰ اُنکی برکت دعا سے مجھے صورت اصلی عطا فرمائے فَجَآءَ النَّبِیُّ عِنْدَ هُمَا وَنَبَّهَهُمَا حَتّٰی اسْتَیْقَظَا وَجَلَسَا عَلٰی رُکْبَتِی النَّبِیِّ (صلعم) پس حال اُس فرشتے کا سنکر جناب مالتماب قریب حسنین کے تشریف لائے اور مُنھ اپنا لب ہائے نازنین حسنین پر رکھ دیا اور پیار کرنے لگے یہاں تک کہ وہ شاہزادے بیدار ہوئے اور زانوئے اقدس رسولخدا پر بیٹھ گئے فَقَالَ النَّبِیُّ اُنْظُرَا یَا وَلَدَیَّ اِلٰی هٰذَا الْمِسْکِیْنِ فَقَالَا مَا هٰذَا یَا جَدَّاهُ خِفْنَا مِنْ قُبْحِ مَنْظَرِهٖ - پس رسُولخدا نے شاہزادوں سے فرمایا کہ ای نورچشموں میرے اس مسکین کیطرف نظر کرو کہ یہ تم سے کچھ التماس رکھتا ہے حسنین اسے دیکھکر خائف ہوئے اور عرض کیا کہ ای جدّ بزرگوار یہ کون ہے کہ اسکی صورت ہیبت ناک سے ہمیں خوف آتا ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ ای فرزندو میرے خوف نہ کرو یہ اژدہا نہیں ہے بلکہ ایک فرشتہ ہے فرشتہ ہائے کروبین سے یہ ایک لمحہ ذکر خداوند جلیل سے غافل ہوگیا تھا حق سبحانہ تعالےٰ نے عوض اُسکے اسے بصورت اژدہا مسخ کرکے زمین پر پھینک دیا ہے پس یہ تم سے اُمیدوار شفاعت ہے فَقَامَا وَاَسْبَغَا الْوُضُوْءَ وَصَلَّیَا رَکْعَتَیْنِ رَافِعًا یَدَیْهِمَا اِلَی السَّمَآءِ پس یہ سُنتے ہی وہ دونوں شاہزادے زانوئے اقدس سے کھڑے ہوگئے اور ہر ایک نے بعد وضو کے دو دو رکعت نماز پڑھی اور وہ ننھے ننھے ہاتھ طرف آسمان کے اٹھائے وَقَالَ اللّٰهُمَّ بِحَقِّ جَدِّنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ وَبِحَقِّ اَبِیْنَا عَلِیِّ الْمُرْتَضٰی وَبِحَقِّ اُمِّنَا فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ اِلَّا مَا رَدَدْتَهٗ اِلٰی حَالَتِهِ الْاُوْلٰی اور دونوں نے جناب قدس الٰہی میں عرض کیا کہ اے پروردگار عالم بہ تصدق اپنے رسُول محمد مُصطفےٰ اور بہ تصدق پدر بزرگوار ہماری جناب علی مرتضیٰ اور بہ تصدق مادر گرامی ہماری جناب فاطمہ زہرا ہم اُمیدوار ہیں تجھ سے کہ اس فرشتے کو صورت اصلی عطا کر اور اسکے قصور سے درگذر فرما قَالَ سَلْمَانُ وَاللّٰهِ مَا اسْتَتَمَّ دُعَاءَهُمَا وَاِذَا بِجِبْرِیْلَ قَدْ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ وَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَشِّرْ ذٰلِكَ الْمَلَكَ بِرِضَی اللّٰهِ عَنْهُ وَبِرَدِّهٖ اِلٰی صُوْرَتِهِ الْاُوْلٰی بِشَفَاعَةِ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ سلمان کہتے ہیں کہ قسم بخدائے عزوجل ہنوز دونوں شاہزادے دعا میں مشغول تھے کہ جبرئیل امین رسولخدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یارسُول اللہ خوشخبری ہو اس فرشتہ کو کہ حق سُبحانہ تعالیٰ بسبب

دعا حسنینؑ کہ اس سے راضی اور خوشنود ہوا اور قصور اس کا عفو فرمایا اور اسے صورت اصلی عطا کی قَالَ فَارْتَفَعَ ذٰلِکَ الْمَلَکُ اِلَی السَّمَاءِ مَعَ جِبْرَئِیْلَ وَ هُوَ یُسَبِّحُ اللّٰهَ تَعَالٰی سلمانؓ کہتے ہیں کہ اسی وقت اُس فرشتے کے بال و پر جم آئے اور بصورت اصلی متشکل ہو کر تسبیح خدا پڑھتا ہوا ہمراہ جبرئیل کے آسمان پر چلا گیا قَالَ ثُمَّ رَجَعَ جِبْرَئِیْلُ مُتَبَسِّمًا وَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ذٰلِکَ الْمَلَکَ یَفْتَخِرُ عَلٰی مَلٰٓئِکَةِ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ یَقُوْلُ مَنْ مِثْلِیْ وَ اَنَا فِیْ شَفَاعَةِ السَّیِّدَیْنِ السَّنَدَیْنِ الْحَسَنَ سلمان کہتے ہیں کہ بعد تھوڑی دیر کے پھر جبرئیلؑ امین خدمت رسولِ خدا میں متبسم اور مسرور حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ عجیب ہے کہ وہ فرشتہ بالائے آسمان گیا ہے فرشتہائے ہفت آسمان سے بہ فخر مباہات کہتا ہے کہ تم میں کون ایسا ہے کہ جو دعوی ہمسری مجھ سے کرے اسلئے کہ میں وہ ملک ممتاز ہوں کہ جس کے شفیع ہوئے ہیں وہ سید جوانان اہل بہشت فرزند رسول ثقلین یعنے حسنؑ اور حسینؑ اب مومنیں جائے گریہ و بکا ہے کہ جس شاہزادے کے دعا حق سبحانہ تعالیٰ قبول کرے اور یہ سبب اُسکی شفاعت کے فرشتوں کے قصور عفو فرمائے جائے تاسف ہے کہ اشقیائے کوفہ و شام اُس امام دو جہان کی فریاد نہ سنیں اور کہنا اس کا نہ مانیں بلکہ عوض اُس فریاد اور استغاثہ کے تیر اور نیزہ اور شمشیر بدن اطہر پر لگائیں اور قتل کریں چنانچہ منقول ہے کہ جب علی اصغر فرزند شیر خوار امام حسینؑ کا شدت تشنگی سے جاں بلب ہوا اُس وقت حضرت نے اُس بچہ کو گود میں لے لیا اور مقابل لشکر کفار جفا شعار ہوئے اور باواز بلند فرمایا اَمَا مِنْ مُغِیْثٍ یُغِیْثُنَا اَمَا مِنْ طَالِبِ حَقٍّ فَیَنْصُرَنَا اَمَا مِنْ اَحَدٍ یَاْتِیْنَا بِشَرْبَةٍ مِنَ الْمَاءِ لِهٰذَا الطِّفْلِ فَاِنَّهٗ لَا یُطِیْقُ الظَّمَاءَ یعنی کوئی ہے اس جماعت کثیر میں ایسا فریادرس کہ اسوقت اضطراب و بیکسی میں ہماری فریاد کو پہنچے آیا ہے کوئی طلب گار حق کہ ہم اہلبیت رسول مختار کی مدد کرے آیا ہے کوئی ایسا رحیم اور نرم دل کہ اس طفل شیر خوار کو ایک جرعہ پانی کا دے کہ یہ شدت تشنگی سے جاں بہ لب ہے فَرَمَاهُ حَرْمَلَةُ ابْنُ کَاهِلٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ بِسَهْمٍ فَوَقَعَ ذٰلِکَ السَّهْمُ فِیْ حَلْقِ الطِّفْلِ فَذَبَحَهٗ فِیْ حِجْرِ اَبِیْهِ الْحُسَیْنِ افسوس صد افسوس کہ وہ حضرت اتمام الحجہ بایں انکسار فریاد اور استغاثہ کر رہے تھے کہ ناگاہ حرملہ ملعون نے ایک تیر طرف اس امام مظلوم کی پھینکا کہ وہ تیر ستم حلق نازنین شاہزادہ علی اصغر پر لگا اور وہ

بچہ صدمہ سے اُس تیر ستم کی آغوش مبارک امام حسینؑ سے طرف جنت کے راہی ہوا راوی کہتا ہے کہ واللہ نہیں
بھولتا مجھے وہ وقت کہ جسوقت اُن حضرت نے بحسرت دیاس طرف مُنہ اُس بچے کے دیکھ کر دو دیا نظر
بِطَرفِہٖ اِلَی السَّمَآءِ وَقَالَ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الشَّاھِدُ عَلٰی قَوْمٍ قَتَلُوْا اَشْبَہَ الْخَلْقِ بِرَسُوْلِکَ اَللّٰھُمَّ
لَا یَکُوْنُ اَھْوَنَ عَلَیْکَ مِنْ فَصِیْلٍ اور بعد اُسکے حضرت نے طرف آسمان کے نگاہ
کی اور عرض کی کہ اے پروردگار عالم تو گواہ رہنا کہ اس قوم جفاکار نے ناحق قتل کیا ہے اُس طفل شیرخوار
کو جو مشابہ تھا صورت میں تیرے رسُول سے خداوندا یہ فرزند میرا نزدیک تیرے ناقہ صالح سے کم نہیں ہے اے
مالک اور سید میرے اگر مصلحت تیری اسی میں ہے کہ آج نصرت اور مدد تیری ہماری شریک نہ ہو تو میں
بھی اسپر راضی اور خوشنود ہوں لیکن اُمیدوار ہوں کہ میرے اور میرے شیعوں کے لئے وہ امر کرنا کہ جو
تیرے نزدیک بہتر اور مُناسب ہو پس وہ حضرت لاش علی اصغر کو گود میں لئے ہوئے گھوڑے سے اترے
اور نوک شمشیر سے قبر کھود کر اُس ماہ رو کو دفن کیا اور قبر علی اصغر پر خوب روئے
اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس چھٹی متضمن ہے حال پر اُس فرشتے کے کہ جس نے بحکم خدا حفاظت حسینؑ کی

ایک پر اپنا اوپر اُڑھایا حسینؑ کو سلا رکھا تھا اور مشتمل ہے اوپر فدا کرنے رسُولِ خدا کے اپنے فرزند ابراہیمؑ کو
امام حسینؑ پر فِی الْبِحَارِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ قَالَ کُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِذْ اَقْبَلَتْ
فَاطِمَۃُ وَھِیَ تَبْکِیْ فَقَالَ لَھَا النَّبِیُّ مَا یُبْکِیْکِ یَا فَاطِمَۃُ کتاب بحار الانوار میں ابن عباس سے
منقول ہے کہ ایک روز ہم سب خدمت بابرکت جناب رسالتمآب میں حاضر تھے کہ ناگاہ جناب فاطمہ
زہرا صلوات اللہ علیہا روتی ہوئیں سامنے حضرت کے آئیں رسُولِ خدا اُس شاہزادی کو روتے دیکھکر
بیتاب ہوگئے اور فرمایا کہ اے پارۂ جگر سبب تیرے رونے کا کیا ہے قَالَتْ اَبِیْ اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ
قَدْ خَرَجَا مِنَ الْبَیْتِ وَمَا اَدْرِیْ اَیْنَ سَارَا جناب سیدہ نے عرض کی کہ اے پدر
عالی مقدار دونوں فرزند آپ کے حسنؑ اور حسینؑ گھر سے کسی طرف چلے گئے ہیں اور مجھے معلوم نہیں ہے

کہ کہاں ہیں پس مفارقت میں اُنکی روتی ہوں فَقَالَ النَّبِیُّ لَا تَبْکِ فِدَاکِ اَبُوْکِ فَاِنَّ اللّٰہَ یَحْفَظُھُمَا وَھُوَ اَرْحَمُ بِھِمَا - یہ سنکر رسولخدا نے فرمایا کہ اے پارہ جگر فدا ہو تجھپر باپ تیرا تو اسقدر بیتاب مت ہو کہ حق سُبحانہٗ تعالیٰ حافظ او رنگہبان ہی اُن کا اور اُنپر نہایت مہربان ہی فَاغْتَمَّ بِذَالِکَ النَّبِیُّ غَمًّا شَدِیْدًا وَوَقَفَ بَابَ الْمَسْجِدِ وَقَالَ اَللّٰھُمَّ بِحَقِّ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلِکَ وَبِحَقِّ اٰدَمَ صَفِیِّکَ اِنْ کَانَ اَخَذَا بَرًّا اَوْ بَحْرًا فَاحْفَظْھُمَا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ہر چند کلمات واسطے تسکین جناب سیدہ کو حضرت فرماتے تھے لیکن قلق مفارقت میں حسنینؑ کے خود وہ حضرت بیتاب ہوکر دروازہ پر مسجد کے کھڑے ہو گئے اور جناب قدس الٰہی میں عرض کی کہ ای پروردگار عالم واسطہ اپنے خلیل حضرت ابراہیم کا اور واسطہ اپنے برگزیدہ خاص حضرت آدمؑ کا کہ اسوقت میری دونوں نورچشم حسنؑ اور حسینؑ کو صحرا میں ہوں یا دریا میں اپنے حفظ وحمایت میں محفوظ رکھنا فَھَبَطَ جِبْرَئِیْلُ وَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَا تَحْزَنْ فَاِنَّ اِبْنَیْکَ نَائِمَانِ فِیْ حَضِیْرَۃِ بَنِی النَّجَّارِ وَقَدْ وَکَّلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ مَلَکًا یَحْفَظُھُمَا ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضرت رسولخدا جناب حدیث میں یہ التماس کر رہے تھے کہ جبرئیل بحکم خداوند جلیل نازل ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے بعد تحفہ وسلام کے ارشاد فرمایا ہی کہ آپ ہرگز مغموم اور محزون نہ ہوں کہ فرزند آپکے حضیرہ بنی نجار میں سوتے ہیں اور ہم نے واسطے اُنکی حفاظت کی ایک فرشتہ کو موکل کیا ہی کہ وہ ان دونوں کا حافظ اور نگہبان ہی قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَارَ النَّبِیُّ وَنَحْنُ مَعَہٗ حَتّٰی اَتَیْنَا تِلْکَ الْحَضِیْرَۃَ فَاِذَا الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ مُعَانِقَانِ نَائِمَانِ وَالْمَلَکُ قَدْ غَطَّاھُمَا بِاَحَدِ جَنَاحَیْہِ ابن عباس کہتے ہیں کہ سُنتے ہی اس خبر کے جناب سالتمآبؐ طرف حضیرہ بنی نجار کو روانہ ہوئی اور ہم سب بھی ہمراہ اُس جناب کی ہوئی یہانتک کہ اُس حضیرہ میں داخل ہوئی دیکھا ہم نے کہ دونوں شاہزادے آپس میں گلے ملے ہوئے آرام کرتے ہیں اور ایک فرشتہ شہپر اپنا ان دونوں کو اوڑہائے ہوئے بطور پاسبان نگہبانی کر رہا ہی فَحَمَلَھُمَا النَّبِیُّ ثُمَّ خَطَبَ خُطْبَۃً بَلِیْغَۃً فَقَالَ اَیُّھَا النَّاسُ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِ النَّاسِ جَدًّا وَجَدَّۃً قَالُوْا بَلٰی پس رسولخدا نے جاتے ہی دونوں شاہزادوں کو اپنی گود

اور بعد اس کے ایک خطبہ بلیغ ارشاد فرمایا اور کہا اے گروہ مردم آیا آگاہ کروں تم کو ان
سے کہ جو بہترین خلق ہیں نسب میں طرف سے اپنے نانا اور نانی کے سب اصحاب نے عرض کی کہ البتہ
یا رسول اللہ ہم سب امیدوار ارشاد کے ہیں قَالَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ فَاِنَّ جَدَّهُمَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ
جَدَّتُهُمَا خَدِيْجَةُ الْكُبْرٰى فرمایا آن حضرت نے کہ وہ بہترین خلق یہ دونوں فرزند میرے حسنؑ اور
حسینؑ ہیں کہ نانا ان کا محمدؐ ہے رسول خدا کا اور نانی انکی خدیجہ کبریٰ ہے اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ
اَبًا وَاُمًّا قَالُوْا بَلٰى قَالَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ فَاِنَّ اَبَاهُمَا عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْطَالِبٍ وَاُمُّهُمَا فَاطِمَةُ
الزَّهْرَاءُ بِنْتُ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى پھر حضرت نے فرمایا کہ آیا آگاہ کروں میں تمہیں ان سے
کہ جو بہتر ہیں نسب میں طرف سے ماں اور باپ کے سب نے عرض کی کہ ارشاد ہو یا رسول اللہ حضرت
نے فرمایا کہ وہ بہترین یہ دونوں فرزند ہیں میرے حسنؑ اور حسینؑ کہ باپ ان کا علیؑ ابن ابی طالب
اور ماں ان کی فاطمہؑ زہرا بنت محمدؐ مصطفےٰ ہے فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ عَمًّا وَعَمَّةً
قَالُوْا بَلٰى قَالَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ فَاِنَّ عَمَّهُمَا جَعْفَرُ نِ الطَّيَّارُ وَعَمَّتَهُمَا اُمُّ هَانِئ
بِنْتُ اَبِيْ طَالِبٍ - پھر حضرت نے فرمایا آیا آگاہ کروں میں تم کو کہ کون بہترین خلق ہیں
نسب میں طرف سے چچا اور پھوپھی کے سب نے عرض کی کہ البتہ یا رسول اللہ ہم سب امیدوار ارشاد
ہیں فرمایا حضرت نے کہ وہ بہترین خلق جانب عم اور عمہ سے بھی یہی دونوں فرزند ہیں میرے حسنؑ
اور حسینؑ کہ چچا ان کا جعفر بن ابی طالبؑ ہے اور پھوپھی انکی ام ہانی بنت ابیطالبؑ ہے فَقَالَ
اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ خَالًا وَخَالَةً قَالُوْا بَلٰى قَالَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ فَاِنَّ خَالَهُمَا قَاسِمٌ
وَخَالَتَهُمَا زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اور پھر حضرت نے فرمایا کہ آیا آگاہ کروں میں تم کو کہ کون
افضل اور بہتر ہے از روئے نسب کے طرف سے ماموں اور خالہ کے اصحاب نے عرض کی کہ ارشاد ہو یا
رسول اللہؐ حضرت نے فرمایا کہ وہ فرزند میرے حسنینؑ ہیں اور ماموں انکا قاسم بن محمدؐ اور خالہ انکی زینب
دختر رسول خدا ہے ثُمَّ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اَبَاهُمَا وَاُمَّهُمَا وَجَدَّهُمَا وَجَدَّتَهُمَا وَخَالَهُمَا وَخَالَتَهُمَا
وَعَمَّهُمَا وَعَمَّتَهُمَا وَهُمَا كُلُّهُمْ فِي الْجَنَّةِ پھر حضرت نے فرمایا کہ ایہا الناس یاد رکھیو کہ باپ انکا اور ماں ان کی

اور نانا اور نانی اور ماموں اور خالہ اور چچا اور پھوپھی اُن کی اور یہ خود دونوں فرزند میرے سب جنّتی ہیں اور مسکن ان سب کا بہشت ہے وَمَنْ اَحَبَّهُمَا فِی الْجَنَّةِ وَمَنْ اَحَبَّ مَنْ اَحَبَّهُمَا فِی الْجَنَّةِ اور ایّہا النّاس جو شخص کہ محبت رکھے میرے ان دونوں نور چشموں سے وہ بھی بہشت میں ہوگا بلکہ جو شخص کہ محبت رکھے اُس سے کہ جو ان سے محبت رکھتا ہے وہ بھی بہشتی ہے پس حضرات دُعا طلب کرو کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ ہم سب کو محبت حسنین عؑ عطا کرے اور زمرہ غلامان حسنین عؑ میں محشور کرے اور بیزاری دے اُس قوم سے کہ جو دشمن اور عدو ہیں اُنکے اور یہ جائے گریہ و بکا ہے کہ جن شہزادوں کی خدمت اور حفاظت کیلئے جناب اقدس الٰہی فرشتوں کو معیّن فرمائے اور وہ افضل اور بہتر اور اشرف ہوں تمام عالم سے نسب اور حسب میں اور محبت جنکی باعث نجات عذاب دوزخ سے ہو اور دوستی جن کی سبب ہو داخل ہونے بہشت کا لعنت خدا اُن اشقیا پر کہ جنہوں نے ایک شہزادے کو تو زہر سے شہید کیا اور نعش اطہر پر اُنکی تیر باراں کیے اور اُنھیں قریب قبر اقدس رسولخداؐ کے دفن ہونے نہ دیا اور دوسرے شاہزادے کو آوارہ وطن کیا اور بدغا اور بمکر طلب کر کے صحرائے کربلا مین ہر طرف سے محاصرہ کیا اور اُنہیں مع عزیز و اقربا اور مع یار و مددگار تشنہ لب مثل گوسفند قربانی قتل کیا اور کسی نے بجز ظلم و ستم کے رحم اُس امام مظلوم پر نہ کیا

لَمَّا اَنَّ سِبْطَ الْمُصْطَفٰی وَهُوَ ظَامِیْ ؛ یُذَادُ مِنَ الْمَاءِ الْمُبَاحِ وَیُحْرَمُ

راوی کہتا ہے کہ نہیں بھولتی مجھے تشنگی فرزند رسول مختارؐ کی کہ وہ امام مظلومؑ اُس شدت پیاس میں روز عاشورہ ہر چند چاہتا تھا کہ نہر فرات تک جاؤں اور تھوڑا سا پانی پیوں لیکن وہ بیرحم کسی طرح اُن حضرت کو نہر فرات تک نہ جانے دیتے تھے بلکہ تیر مارتے تھے اور ہٹاتے تھے۔ حالانکہ وہ پانی مہر جناب فاطمہ زہراء میں تھا

وَقَدْ صُرِعَتْ اَنْصَارُهٗ وَهُوَ مُفْرَدٌ ؛ وَیُنَادِی اَلْاَهْلَ وَاحِدٌ یَتَحَسَّرُ

اور نہیں بھولتا مجھے وہ وقت بیکسی اُن حضرت کا کہ آپ یک و تنہا درمیان لاشہائے انصار و اقربا کے بے یار و مددگار کھڑے تھے اور واسطے اتمام حجت کے اُس قوم جفا شعار سے فرماتے تھے کہ آیا ہے کوئی تم میں ایسا رحیم کہ مجھ بیکس پر رحم کرے اور مجھے [illegible] خدا سے نجات دے

فَقَالُوْا لَهٗ اِنْ شِئْتَ تَرْجِعُ سَالِمًا ؛ وَتُسْقٰی مِنَ اَمَاءِ الزُّلَالِ وَتُطْعَمُ

فَبَایِعْ بِطَوْعٍ لِلْاَمِیْرِ مُسَالِمًا ؛ وَاِلَّا فَحَدُّ السَّیْفِ فِیْكَ یُحَكَّمُ

پس اُن اشقیا نے جواب دیا کہ یا حسینؑ اگر چاہتے ہو کہ پانی سرد سے سیراب ہو اور قتل سے بچ جاؤ تو بیعت یزید بر غبت اختیار کرو اور اگر یہ منظور نہیں ہے تو قریب ہے کہ ہم آپ کو تلواروں سے قتل کریں. منقول ہے کہ یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اے کفار بدکردار یہ کب ہو سکتا ہے کہ میں محکوم ہوں فرزند زناکار کا اور بیعت یزید فاسق و فاجر اختیار کرکے دین خدا کو برباد کردوں۔ مرنا میرے نزدیک بہتر ہے اس ننگ و عار سے افسوس صد افسوس کہ جب اُس قوم غدار نے یہ جواب با صواب اُن حضرت سے سُنا کئی لاکھ کافر ہر طرف سے تیر اور نیزہ و شمشیر لگانے لگے آخرکار اُس امام بیکس کو شہید کیا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس ساتویں مشتمل ہے بعض فضائل جناب امام حسین علیہ السّلام پر

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ وَعَلٰى فَخِذِهِ الْاَيْمَنِ الْحُسَيْنُ وَعَلٰى فَخِذِهِ الْاَيْسَرِ اِبْنُهٗ اِبْرَاهِيْمُ وَهُوَ تَارَةً يُقَبِّلُ هٰذَا وَتَارَةً هٰذَا ابن عباس سے منقول ہے کہ کہا اُس نے ایک روز ہم سب خدمت باسعادت جناب رسالتمآبؐ میں حاضر تھے اور جناب امام حسینؑ تو حضرت کے زانوئے راست پر اور ابراہیم فرزند اُن حضرت کے زانوے چپ پر بیٹھے تھے اور جناب رسولخداؐ کبھی نواسے کو اور کبھی اپنے فرزند ابراہیم کو پیار کرتے تھے اِذَا جِبْرَئِيْلُ قَدْ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ رَبَّكَ يُقْرِئُكَ السَّلَامُ وَيَقُوْلُ لَسْتُ اَجْمَعُهُمَا لَكَ فَافْدِ اَحَدَهُمَا بِصَاحِبِهٖ پس اس اثنا میں جبرئیل آسمان سے نازل ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہؐ خداوند جلیل نے بعد تحفہ سلام کے ارشاد فرمایا ہے کہ ہمیں جمع ہونا ان دونوں فرزندوں کا آپ کے پاس ناگوار ہے پس بہتر یہ ہے کہ جسے ان میں سے زیادہ دوست رکھتے ہو اُس پر دوسرے کو فدا کرو فَنَظَرَ النَّبِيُّ اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ فَبَكٰى ثُمَّ نَظَرَ اِلَى الْحُسَيْنِ فَبَكٰى ثُمَّ قَالَ يَا جِبْرَئِيْلُ يُقْبَضُ اِبْرَاهِيْمُ فِدْيَةً لِلْحُسَيْنِ (علیہ السلام) پس یہ حکم ربّ جلیل سُن کر حضرت نے پہلے طرف اپنے فرزند ابراہیم بکمال حسرت دیکھا اور رو دیا اور بعد اُس کے طرف صورت اپنے پارہ جگر حسینؑ کے نگاہ کی اور بکمال یاس رو دیا اور بعد تامّل

کے فرمایا کہ اے جبرئیل مجھے گوارہ ہے کہ میرا فرزند ابراہیم فدیہ ہو میرے نور نظر حسینؑ کا اور میں راضی ہوں اسپر کہ روح ابراہیم کی قبض کی جائے لیکن فرزند میرا حسینؑ زندہ اور سلامت رہے فَقُبِضَ اِبْرَاهِيْمُ بَعْدَ ثَلٰثٍ فَكَانَ النَّبِيُّ اِذَا رَاَى الْحُسَيْنَ مُقْبِلًا قَبَّلَهٗ وَضَمَّهٗ اِلٰى صَدْرِهٖ وَيَرْشِفُ ثَنَايَاهُ وَيَقُوْلُ فَدَيْتُ مَنْ فَدَيْتُهٗ بِابْنِيْ اِبْرَاهِيْمَ ابن عباس کہتے ہیں کہ بعد تین روز کے ابراہیم نے رحلت فرمائی پس اُس روز سے جسوقت کہ وہ حضرت اپنے فرزند حسینؑ کو آتے دیکھتے تھے اُسوقت ہاتھ پھیلا کر حسینؑ کو چھاتی سے لگا لیتے تھے اور لب و دندان حسینؑ کے بوسے لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ فدا ہوں میں اُسپر کہ جسپر میں نے اپنے فرزند ابراہیم کو فدا کیا رُوِيَ اَنَّهٗ قَدْ خَرَجَ النَّبِيُّ مِنْ بَيْتِ عَائِشَةَ فَمَرَّ عَلٰى بَابِ اَمْنَتِهٖ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ فَسَمِعَ الْحُسَيْنَ يَبْكِيْ منقول ہو کہ ایک مرتبہ جناب رسولخداؐ گھر سے عائشہ کے باہر تشریف لائے اور دروازہ جناب فاطمہ زہراؑ پر سے ہوکر گذرے ناگاہ آواز رونے امام حسینؑ کے گوش مبارک رسولخداؐ میں آئی فَدَخَلَ فِيْ بَيْتِهَا وَقَالَ يَا فَاطِمَةُ سَكِّنِيْهِ اَلَمْ تَعْلَمِيْ اَنَّ بُكَاءَ الْحُسَيْنِ يُؤْذِيْنِيْ فَاَخَذَهٗ فِيْ حِجْرِهٖ وَمَسَحَ دُمُوْعَهٗ وَقَبَّلَهٗ پس سنتے ہی آواز امام حسینؑ کے حضرت گھر میں جناب سیدہ کے داخل ہوئے اور فرمایا کہ اے فاطمہ جلد میرے نور چشم حسینؑ کو تسکین دو اور چپ کراؤ آیا تم نہیں جانتی ہو کہ رونے سے حسینؑ کے مجھے کمال رنج والم ہوتا ہے پس یہ فرما کر اپنے فرزند کو آپ گود میں اُٹھا لیا اور اشک چشم مبارک حسینؑ سے پونچھے اور بہت پیار کیا رُوِيَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ خَرَجَ مَعَ اَصْحَابِهٖ فَاِذَا الْحُسَيْنُ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَاسْتَقْبَلَ النَّبِيُّ اَمَامَ الْقَوْمِ ثُمَّ بَسَطَ يَدَيْهِ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ایک روز جناب رسالتمآبؐ مع جماعت اصحاب تشریف لیئے جاتے تھے دیکھا کہ امام حسینؑ بمقتضائے صغرسن مجمع اطفال میں کھیلتے پھرتے ہیں پس جناب رسولخداؐ اپنے فرزند کو دیکھکر سب اصحاب سے آگے بڑھے اور دونوں ہاتھ اپنے پھیلا کر چاہا کہ اپنے نور چشم کو گود میں اُٹھا لیں فَطَفَرَ الصَّبِيُّ هٰهُنَا مَرَّةً وَهٰهُنَا مَرَّةً وَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يُضَاحِكُهٗ حَتّٰى اَخَذَهٗ پس جبکہ حضرت نے قصد گود میں اُٹھا لینے کا کیا امام حسینؑ دوڑ کر آگے ٹھہر گئے غرض کہ جناب رسالتمآبؐ مثل اطفال ہمراہ حسینؑ کے دوڑتے تھے اور حسینؑ کو ہنساتے جاتے تھے آخرکار اُن حضرت نے

اُس معصوم کو پکڑ لیا۔ فَجَعَلَ اِحْدٰی یَدَیْہِ تَحْتَ ذَقَنِہٖ وَالْاُخْرٰی تَحْتَ قَفَاہُ وَوَضَعَ فَاہُ عَلٰی فِیْہِ وَقَبَّلَہٗ ثُمَّ قَالَ حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا
راوی کہتا ہے کہ عجب پیار سے رسولخدا نے ایک ہاتھ اپنا زیر ذقن اور دوسرا پس گردن اُس ماہ۔ رکھ کر منہ اپنا لب و دندان حسینؑ پر رکھدیا اور خوب پیار کیا اور فرمایا کہ حسینؑ میرا مجھ سے ہے یعنی گوشت اور پوست اور استخوان حسینؑ کا میرا گوشت اور پوست ہے اور حسینؑ میری روح ہے اور میں حسینؑ کا ہوں حق سبحانہٗ تعالےٰ دوست رکھتا ہے اُس شخص کو کہ جو دوست رکھتا ہے میرے فرزند حسینؑ کو اب مومنین یہ جگہ سر پیٹنے اور رونے کی ہے کہ جس شاہزادے پر رسولخدا اپنے فرزند ابراہیم کو فدا کریں اور جسکا رونا باعث ایذا و رنج رسولخدا ہو اور جسکا سر اطہر رسولخدا اپنے سینہ سے لگائیں افسوس صد افسوس کہ اُس پارہ جگر رسول مقبولؐ کو اشقیائے امت پیاسا ذبح کریں اور سر اقدس اُسکا تن اطہر سے جدا کرکے کبھی نیزہ پر رکھیں اور کبھی درخت پر لٹکائیں اور کبھی دروازہ ہائے بلند پر نصب کریں اور وہ لب و دندان کہ جن پر رسالتمآبؐ دہن اطہر اپنا رکھیں اور اُن کے بوسے لیں ہائے افسوس وہ لب و دندان چوب بید سے کھولی جائیں اور یزید ملعون متبسم اور مسرور ہو۔ وَسِبْطُ رَسُوْلِ اللّٰہِ تُنْکَتُ ثَغْرُہٗ وَاَوْلَادُ حَرْبٍ ثَغْرُھُمْ یَتَبَسَّمُ ؛ رَیَاحِیْنُ بُسْتَانِ الرِّسَالَۃِ ضُیِّعَتْ ؛ وَنَبْتُ خَبِیْثٍ زَارِعَاہُ لَہٗ نُمُوٌّ
حضرات عجب انقلاب ہے اس چرخ کجرفتار کا کہ لبہائے مبارک حسینؑ فرزند رسول الثقلینؐ چھڑی سے کھولی جائیں اور لب نجس اولاد زناکار کی بکمال سرور اور تبسّم کشادہ ہوں اور افسوس ہے کہ پھول چمن رسالت کے پژمردہ اور ضایع ہوں اور تخم نجس اور خبیث کے بیے روز بروز نشو و نما ہو۔ سہ
لَقَدْ قَامَ فِیْ اٰلِ النَّبِیِّ قِیَامَۃٌ ؛ وَعِنْدَ اَھَالِی الشَّامِ عِیْدٌ مُوَسَّدٌ ؛ لِاٰلِ اَبِیْ سُفْیَانَ دُوْرٌ مُسَتَّرَۃٌ ؛ وَفِیْ بَیْتِ اَھْلِ الْبَیْتِ قَدْ قَامَ مَاتَمٌ
جائے تاسف ہے کہ اولاد رسولخدا میں شور واحسینا اور شور قیامت بپا ہو اور اہل کوفہ و شام میں صدائے مبارکباد اور آواز قد قتل الحسینؑ کی بلند ہو اور ہر شخص کو خوشی اُس کی زیادہ از روز عید ہو کیا قیامت ہے اور اولاد ابوسفیان علیہم اللعن اپنے گھروں میں مسرور ہوں اور گھر میں جناب رسالتمآبؐ کے ماتم بپا ہو۔

اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس آٹھویں زندہ کرنا جناب امام حسینؑ کا ایک مومنہ کو

فِی الْخَرَائِجِ عَنْ یَحْیٰی اَنَّہٗ قَالَ کُنَّا عِنْدَ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ الْحُسَیْنِ اِذْ دَخَلَ عَلَیْہِ شَابٌّ یَبْکِیْ
کتاب خرائج الجرائح میں یحیی سے منقول ہے کہ کہا اُس نے ایک روز ہم سب خدمت باسعادت امام حسینؑ
میں حاضر تھے کہ ناگاہ ایک نوجوان روتا ہوا سامنے حضرت کے آیا فَقَالَ لَہٗ مَا یُبْکِیْکَ قَالَ یَا سَیِّدِیْ اِنَّ
وَالِدَتِیْ قَدْ تُوُفِّیَتْ وَلَمْ تُوْصِ وَلَہَا مَالٌ حضرت نے اُس سے پوچھا کہ اے نوجوان سبب تیرے
رونیکا کیا ہے اُس نے عرض کی کہ اے سردار کونین ماں میری مومنہ صاحب مال تھی ابھی دنیا سے انتقال کر
گئی ہے اجل نے اُسے اتنی مہلت نہ دی کہ کچھ وصیت کرتی پس میں مفارقت سے اُس کی اور نہ وصیت کرنے
سے اُس کے گریاں ہوں وَکَانَتْ قَدْ اَمَرَتْنِیْ اَنْ لَا اُحْدِثَ فِیْ اَمْرِہَا شَیْئًا حَتّٰی
اُعْلِمَکَ خَبَرَہَا اور اے فرزند رسول مختارؐ جبکہ روح اُس کی بدن سے مفارقت کرنے لگی تو اُسوقت
اُس نے مجھے قریب اپنے بلا کر اتنا کہا تھا کہ میری تجہیز اور تکفین سے پہلے خبر میرے انتقال کی میرے سید اور
میرے آقا جناب امام حسینؑ سے کرنا اور جو کچھ کہ وہ حضرت تجھے ارشاد فرمائیں موافق اُسکے عمل میں لانا
فَقَامَ الْحُسَیْنُ مَعَنَا حَتَّی انْتَہَیْنَا اِلٰی بَابِ الْبَیْتِ الَّتِیْ تُوُفِّیَتِ الْحُرَّۃُ مُسَجَّاۃً فَدَعَا اللّٰہَ لِیُحْیِیَہَا
حَتّٰی تُوْصِیَ بِمَا تُحِبُّ مِنْ وَصِیَّتِہَا راوی کہتا ہے کہ یہ خبر سنتے ہی حضرت ہمراہ اُس
نوجوان کے طرف گھر اُس مومنہ کے روانہ ہوئے اور ہم سب ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھے یہانتک
کہ دروازہ پر اُسی مومنہ کے پہنچے اور دیکھا ہم نے کہ سامنے گھر میں وہ ضعیفہ مردہ پڑی ہے اور ایک چادر
اُس پر اُڑھا رکھی ہے پس یہ دیکھکر امام حسینؑ نے واسطے زندہ ہونے اُس ضعیفہ کے جناب اقدس الٰہی
میں دُعا کی فَاَحْیَاہَا اللّٰہُ تَعَالٰی وَاِذَا الْمَرْءَۃُ جَلَسَتْ وَہِیَ تَتَشَہَّدُ ثُمَّ نَظَرَتْ اِلَی الْحُسَیْنِؑ
فَقَالَتْ لَہٗ اُدْخُلِ الْبَیْتَ یَا سَیِّدِیْ وَمُرْنِیْ بِاَمْرِکَ پس ہنوز دُعا اُن حضرت کی
تمام نہ ہوئی تھی کہ ناگاہ وہ مومنہ اُٹھ بیٹھی اور کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا اور دیکھا کہ امام حسینؑ

(زندہ شدن ضعیفہ)

سامنے دروازہ پر تشریف رکھتے ہیں پس جبکہ نظر اُس ضعیفہ کی جمال عدیم المثال حضرت پر پڑی بکمال سرعت
بعد تسلیم کے عرض کیا کہ اے فرزند رسول مختارؐ آپ اندر تشریف لایئے اور جو کچھ کہ منظور ہو اس کنیز سے
ارشاد کیجیے کہ میں اُسے عمل میں لاؤں فَدَخَلَ وَجَلَسَ عَلَى مُخَدَّةٍ وَقَالَ اَوْصِينِي يَرْحَمُكِ اللّٰهُ
قَالَتْ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِي مِنَ الْمَالِ كَذَا وَكَذَا فِي مَكَانٍ كَذَا فَقَدْ جَعَلْتُ ثُلُثَهُ مِنْ اَوْلِيَائِكَ
پس حضرت قریب اُس مومنہ کے تشریف فرما ہوئے اور بالین سر اُس کے تکیہ پر بیٹھے اور فرمایا کہ حق سبحانہ
تعالےٰ تجھپر رحمت اپنی نازل کرے جو کچھ کہ تجھے اپنے باب میں وصیّت کرنی منظور ہو اُسے بیان کر تاکہ بعد تیرے
مطابق اُسکے کیا جاوے اُس نے عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ اس قدر مال میرے ملک سے فلانے مکان میں
رکھا ہے پس میں نے ایک ثلث اُس کا آپ کے شیعوں اور دوستوں کو ھبہ کیا اور آپ کو اُس کی تقسیم کا اختیار
ہے وَالثُّلُثَيْنِ لِابْنِي هٰذَا اِنْ عَلِمْتَ اَنَّهُ مِنْ مَوَالِيكَ وَاِلَّا فَهُوَ اَيْضًا لِاَوْلِيَائِكَ لِاَنَّهُ
لَا حَقَّ لِلْمُخَالِفِيْنَ فِي اَمْوَالِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور عرض کی کہ اے فرزند حیدر کرار دو ثلث اُس میں سے میرے
اس فرزند کو مرحمت کیجیے گا بشرطیکہ یہ آپ کے شیعوں اور غلاموں سے ہو اور اگر یہ آپ کے دشمنوں سے
ہو تو ہرگز اسے ایک حبہ اُس میں سے نہ ملے بلکہ اُس کا بھی حضرت ہی کو اختیار ہے جس کو مناسب جانیے گا
اُسے عنایت کیجیے گا اسلیے کہ مال مومنین میں ہرگز حق مخالفین نہیں ہے ثُمَّ سَأَلَتْهُ اَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهَا
وَاَنْ يَتَوَلّٰى اَمْرَهَا فَصَادَتْ كَمَا كَانَتْ مَيْتَةً اور بعد اُس کے عرض کی کہ یہ کنیز امیدوار اسکی ہے
کہ آپ میری تجہیز و تکفین میں سعی فرمائیں اور میرے جنازہ پر نماز پڑھیں کہ میں کنیز ہوں آپ کی یہ کہکر پھر
وہ مومنہ پاک اعتقاد مرگئی اور اُسی طرح فرش موت پر لیٹ گئی رُوِيَ الطُّوْسِيُّ بِاِسْنَادِهٖ عَنِ
الصَّادِقِ اَنَّهُ قَالَ اِنَّ امْرَاَةً كَانَتْ تَطُوْفُ وَخَلْفَهَا رَجُلٌ شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ساتھ اپنے اسناد کے جناب
صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت طواف خانہ کعبہ میں مشغول تھی اور ایک مرد بھی پیچھے اُس کے
طواف کرتا تھا فَاَخْرَجَتْ ذِرَاعَهَا فَرَفَعَ يَدَهُ وَوَضَعَهَا عَلٰى ذِرَاعِهَا فَاَثْبَتَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَدَهُ
عَلٰى ذِرَاعِهَا پس حالت طواف میں اُس عورت نے ہاتھ اپنا باہر نکالا دیکھتے ہی ہاتھ اُس عورت کا
اُس مرد کو رغبت طرف اُسکے ہوئی اور ہاتھ اپنا ساق دست پر اُس ضعیفہ کے رکھدیا قدرت قادر حقیقی سے

ہاتھ اُس مرد کا ساق دست سے اُس عورت کے واسطے عبرت خلق کے ایسا وصل ہوگیا کہ ہرچند چاہا اُس
مرد نے کہ جدا ہو لیکن کسی طرح ہاتھ اُسکا اُس سے جدا نہ ہوا حَتّٰی قَطَعَ الطَّوَافَ وَاجْتَمَعَ النَّاسُ اَرْسَلَهُمَا
اِلَى الْاَمِيْرِ فَاَرْسَلَهُمَا اِلَى الْفُقَهَاءِ فَجَعَلُوْا يَقُوْلُوْنَ اقْطَعُوْا يَدَهُ - پس دونوں شخص طواف سے دست بردار
ہوئے اور خلق کثیر گرد اُن کے جمع ہوئی آخر نوبت اُن کی حاکم شہر تک پہونچی اُس حاکم نے اُن کو سپرد
بفقہا اور علمائے مکہ معظمہ کے کیا اُن سب نے حکم دیا کہ ہاتھ اُس مرد کا کاٹنا چاہیئے کہ اُس شخص سے امر
نامشروع وقوع میں آیا ہے فَقَالَ الْاَمِيْرُ هُنَا مِنْ وُلْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالُوْا نَعَمْ اَلْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ قَدِمَ
اللَّيْلَةَ پس جبکہ حاکم نے حکم فقہا کا واسطے قطع کرنے ہاتھ مرد کے سُنا اُس حکم کو ناپسند کیا اور لوگوں سے
پوچھا کہ آیا کوئی بزرگوار اہل بیت رسول مختار سے بھی یہاں وارد ہیں لوگوں نے کہا کہ البتہ آج ہی شب
کو شاہزادہ کونین جناب امام حسینؑ فرزند رسول الثقلینؐ واسطے حج کے تشریف لائے ہیں فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ
فَدَعَاهُ وَقَالَ يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُنْظُرْ اِلٰى هٰذَيْنِ وَاحْكُمْ فِيْهِمَا پس یہ خبر سُنکر اُس حاکم نے کسی کو خدمت
باسعادت امام حسینؑ میں بھیجا اور اپنے پاس حضرت کو طلب کیا جبکہ حضرت تشریف لائے اُس حاکم نے حال
اُس عورت اور مرد کا مفصل عرض کیا اور التماس کیا کہ یا ابن رسول اللہؐ ہرچند فقہا اور علما نے ان دونوں
کے مقدمہ میں اپنے طور پر فتویٰ دیا ہے لیکن وہ حکم اُن کا مجھے ناپسند ہے امیدوار ہوں کہ آپ اس امر میں
کچھ ارشاد فرمائیں تاکہ مطابق اُسکے عمل میں آوے فَسَمِعَ الْحُسَيْنُ ذٰلِكَ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ
يَدَيْهِ اِلَى السَّمَاءِ فَمَكَثَ طَوِيْلًا يَدْعُوا اللّٰهَ ثُمَّ جَاءَ اِلَيْهِمَا وَخَلَّصَ يَدَهُ مِنْ يَدِهَا راوی کہتا ہے کہ جب اُن
حضرت نے حکایت اُس مرد و زن کی سُنی اُسی وقت رو بقبلہ ہوئے اور دست حق پرست اپنے بدرگاہ
جناب احدیت بلند کیے اور دیر تک جناب باری میں دُعا کی اور بعد اُس کے قریب اُس عورت و مرد کے تشریف
لیگئے اور ہاتھ اُس مرد کا ہاتھ سے اُس عورت کے چھڑا دیا فَقَالَ الْاَمِيْرُ يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ هَلْ يُعَاقَبُ
بِالَّذِيْ جَنٰى قَالَ لَا - پس مشاہدہ سے اس اعجاز کے شور تکبیر بلند ہوا اور حاکم نے عرض کی
کہ یا ابن رسول اللہؐ اگر آپ ارشاد فرمائیں تو اس مرد کو بسبب ارتکاب اس امر قبیح کے کچھ سزا دیں۔
حضرت نے فرمایا کہ ہرگز یہ مستحق سزا نہیں ہے عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مِهْرَانَ اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ

يَقُوْلُ رَجُلَانِ اخْتَصَمَا فِي زَمَنِ الْحُسَيْنِ فِي امْرَأَةٍ وَوَلَدِهَا صفوان بن مہران سے
منقول ہے کہ سُنا ہمنے کہ جناب صادق فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ عہد کرامت مہد جناب امام حسینؑ میں دو شخصوں
نے ایک عورت اور اُس کے فرزند کے امر میں باہم منازعت کی ہر ایک اُنمیں سے مدعی اس کا تھا کہ یہ عورت
زوجہ میری ہے اور یہ فرزند بھی میرا ہے فَمَرَّ بِهِمَا الْحُسَيْنُ فَقَالَ لِلْمُدَّعِي الْأَوَّلِ اُقْعُدْ فَقَعَدَ وَ
كَانَ الْغُلَامُ مُرْضِعًا فَقَالَ لِلْمَرْأَةِ يَا هٰذِهِ اُصْدُقِي مِنْ قَبْلِ اَنْ يَهْتِكَ اللّٰهُ سِتْرَكِ پس اتفاقاً جناب
امام حسینؑ اُس طرف سے ہو کر گذرے دیکھا حضرت نے کہ وہ دو شخص باہم نزاع کر رہے ہیں حضرت نے کسی
سے دریافت کیا کہ سبب منازعت ان دونوں کا کیا ہے پس لوگوں نے وجہ خصومت متخاصمین مفصل عرض
کی یہ سنکر اُس امام معجز نما نے مُدعی اوّل سے فرمایا کہ اس جگہ بیٹھ جا پس وہ حسب الارشاد بیٹھ گیا۔ پھر
حضرت نے اُس عورت سے فرمایا کہ اے ضعیفہ قبل اسکے کہ عیب تیرا ظاہر ہو اور پردہ تیرا فاش ہو جو امر
کہ واقعی اور راست و درست ہے وہ مُجھ سے مخفی بیان کر فَقَالَتْ هٰذَا زَوْجِي وَالْوَلَدُ لَهُ وَلَا
اَعْرِفُ هٰذَا پس اُس عورت نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہؐ یہ شخص شوہر میرا ہے اور یہ فرزند بھی اسکا
ہے اور دوسرے شخص سے میں ہر گز واقف نہیں ہوئی کہ یہ کون ہے فَقَالَ لِوَلَدِهَا الرَّضِيعِ يَا غُلَامُ
مَا تَقُوْلُ هٰذِهِ فَانْطَقَ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَقَالَ الْغُلَامُ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَا اَنَا لِهٰذَا وَلَا لِذَاكَ بَلْ اَنَا الرَّاعِي
لِآلِ فُلَانٍ پس جبکہ اُس عورت زانیہ نے ہر گز کلام راست نہ کہا اور اپنے کذب پر مصر رہی اُس وقت امام حسینؑ
نے اُس طفل شیر خوار سے کہ جو اُس عورت کی گود میں تھا فرمایا کہ اے طفل بحکم خداوند جلیل بیان کر کہ امر واقعی
کیا ہے اور تو کس کے نطفہ سے ہے چنانچہ اعجاز سے اُن حضرت کے اُسی وقت وہ لڑکا گویا ہوا اور عرض کی کہ
اے امام کونین حقیقت حال یہ ہے کہ میں نہ فرزند اسکا ہوں اور نہ اُس کا ہوں بلکہ میں پیدا ہوا ہوں نطفہ
سے گلہ بان کے کہ وہ فلاں قوم و قبیلہ سے ہے فَاَمَرَ بِرَجْمِهَا قَالَ الصَّادِقُ فَلَمْ يَسْمَعْ اَحَدٌ نَطَقَ
الْغُلَامُ بَعْدَ ذٰلِكَ پس جبکہ اُس طفل شیر خوار نے علی رؤس الاشہاد حال واقعی مفصل بیان کیا اور روبرو ہر
خاص و عام کے زنا پر اُس عورت زانیہ کے گواہی دی اُسی وقت حضرت نے حکم سنگسار کرنے اُس زانیہ کا
دیا جناب صادقؑ فرماتے ہیں کہ بعد اس گواہی کے تا سن تمیز اُس طفل کو کسی نے بولتے نہ سُنا سبحان اللہ

کیا ذات بابرکات اور حلال مشکلات اور صاحب اعجاز و کرامات امام حسینؑ کی تھی باوصف دیکھنے ایسے اعجاز و کرامات کے اُن حضرت کو بظلم و ستم شہید کیا اور اُس اعجاز نمانے واسطے رضائے خدا کے صبر اختیار کیا

یَا عَیْنُ اِبْکِیْ لِلْحُسَیْنِ وَاَهْلِهٖ ؎ بِدَمٍ اِذَا مَا قَلَّ مِنْكَ الْمَدْمَعُ ؎ اِبْکِیْ عَلَیْهِ وَدَامُهٗ فِیْ ذَابِلٍ ؎ وَ الْجِسْمُ مِنْهُ بِالسُّیُوْفِ مُبَضَّعٌ

اے چشم گریاں ہو حال پر امام حسینؑ کے اور حال پر اہل بیت آنحضرت کے بدرستیکہ حال اُن حضرت کا قابل اسکے ہے کہ بجائے اشک چاہیے تجھسے خون جاری ہوا اے چشم گریاں ہو حال پر اُس امام بیکس کے کہ سر اقدس جسکا نوک نیزہ پر رکھا گیا اور جسم نازنیں جسکا تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے ہوا

اِبْکِیْ لَهٗ مُلْقًی بِلَا غُسْلٍ وَلَا کَفَنٍ وَلَا نَعْشٍ هُنَاكَ یُشَیَّعُ ؎ اِبْکِیْ عَلَی السَّجَّادِ وَ هُوَ مُکَبَّلٌ بِالْقَیْدِ مَکْتُوْفُ الْیَدَیْنِ مُکَنَّعُ

اے چشم گریاں ہو اُس شہید راہ خدا پر کہ لاش اطہر جسکی بے غسل و بے کفن ریگستان گرم پر کئی روز تک پڑی رہی اور کوئی شخص متوجہ طرف دفن اُس امام بیکس کے نہوا اے چشم گریاں ہو حال پر امام زین العابدینؑ کے کہ اُس مریض و ناتوان کو مقید بطوق و زنجیر کرکے پیادہ پا طرف کوفے کے لیکر روانہ ہوئے اور کوئی دقیقہ ذلت اور رسوائی اہلبیت اطہارؑ میں اُٹھا نہ رکھا

عَلٰی لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس نہم متضمن ہے بعض احادیث مسرّت و سخاوت پر امام حسینؑ کے

رُوِیَ عَنِ الْحُسَیْنِ اَنَّهٗ قَالَ صَحَّ عِنْدِیْ قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ اِدْخَالُ السُّرُوْرِ فِیْ قَلْبِ الْمُؤْمِنِ بِمَا لَا اِثْمَ فِیْهِ

کتب احادیث میں مثل شہر آشوب وغیرہ کے منقول ہے کہ فرمایا جناب امام حسینؑ نے کہ ثابت ہوا مجھے ارشاد جناب رسالتمآبؐ کا کہ فرمایا اُن حضرتؐ نے کہ بہترین اعمال بعد نماز واجب کے خوش اور مسرور کرنا ہے کسی برادر مؤمن کا بشرطیکہ منجر بمعصیت خدا نہ ہو۔

وَاِنِّیْ رَاَیْتُ غُلَامًا یُؤَاکِلُ کَلْبًا فَقُلْتُ لَهٗ فِیْ ذٰلِكَ فَقَالَ لِیْ اِنِّیْ مَغْمُوْمٌ اَطْلُبُ سُرُوْرًا بِسُرُوْرِهٖ لِاَنَّ صَاحِبِیْ یَهُوْدِیٌّ اُرِیْدُ اُفَارِقُهٗ

یعنی تحقیق کہ ایک روز دیکھا میں نے اثنائے راہ میں ایک غلام کو کہ وہ ایک کلب یعنی کتے کو کھانا کھلاتا ہے پس میں نے اُس سے پوچھا کہ اے شخص کیا سبب ہے کہ تو

احوال یہودی

یا ابن اہتمام مصروف و لطف کھلانے اس سگ بازاری کے ہے اُس غلام نے مجھے جواب دیا کہ یا ابن رسول اللہ
وجہ اسکی یہ ہے کہ میں نہایت مغموم اور اندوہناک ہوں پس اس لیے اس کتے کو کھانا کھلاتا ہوں تاکہ
یہ کتا مسرور اور خوش ہو اور بسبب مسرور ہونے اس کے شاید جناب احدیت مجھے بھی مسرور اور خوش
کرے حضرت فرماتے ہیں کہ پوچھا میں نے اُس سے کہ اے شخص وجہ تیرے غم و اندوہ کی کیا ہے اُس نے
کہا کہ اے فرزند رسول مختار میں غلام ہوں ایک یہودی کا اور مجھے خدمت اور اطاعت اُسکی ناگوار
ہے چاہتا ہوں کہ جناب احدیت کسی طرح مجھے اس بلائے عظیم سے نجات دے فَاَتَی الْحُسَیْنُ
اِلٰی صَاحِبِہٖ بِمِائَتَیْ دِیْنَارٍ ثَمَنًا لَہٗ فَقَالَ الْیَھُوْدِیُّ الْغُلَامُ فِدَاءٌ لِخُطَاکَ وَھٰذَا الْبُسْتَانُ لَہٗ وَرَدَدْتُ
عَلَیْکَ الْمَالَ پس حال اُس غلام کا سنکر وہ حضرت دو سو دینار لیکر گھر پر اُس یہودی کے تشریف لے گئے
اُس یہودی سے فرمایا کہ اے شخص یہ دینار طلا قیمت اس غلام کی مجھ سے لے اور اسے میرے ہاتھ بیچ
کہ باعث ہماری خوشنودی کا ہے اُس نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ صلعم جس صورت میں ایسا شاہزادہ
کونین مجھ سے حقیر و ذلیل کے فقیر خانہ پر تشریف لائے اور مجھے عزت و آبرو بخشے پھر وائے مجھ پر کہ میں
قیمت اس غلام کی کہ چند دینار ہیں آپ سے لوں مگر یہ کہ میں نے اس غلام کو حضرت کے قدم رنجہ فرمانے
پر فدا اور نثار کیا بلکہ یہ باغ مملوک اپنا بھی اس غلام کو دیا فَقَالَ الْحُسَیْنُ فَاَنَا وَھَبْتُ لَکَ الْمَالَ قَالَ
قَبِلْتُ الْمَالَ وَوَھَبْتُہٗ لِلْغُلَامِ پس حضرت نے فرمایا کہ اے مرد با مروت اگر اس غلام کو تو نے مجھے دیا تو
میں نے قبول کیا لیکن میں نے یہ اشرفیاں تجھے بخشیں تو بھی انہیں قبول کر اُس نے عرض کی کہ یا حضرت میں
نے اس مال کو قبول کیا اور یہ سب اس غلام کو ہبہ کیا فَقَالَ الْحُسَیْنُ اَعْتَقْتُ الْغُلَامَ وَوَھَبْتُہٗ لَہٗ
جَمِیْعًا فَقَالَتْ زَوْجَتُہٗ قَدْ اَسْلَمْتُ وَوَھَبْتُ زَوْجِیْ مَھْرِیْ فَقَالَ الْیَھُوْدِیُّ اَنَا اَیْضًا اَسْلَمْتُ وَاَعْطَیْتُھَا
ھٰذِہِ الدَّارَ پھر حضرت نے فرمایا کہ میں نے اس غلام کو راہ خدا میں آزاد کیا اور یہ تمام مال بھی اسی کو دیا جب زوجہ نے
اُس یہودی کی یہ مروت اور سخاوت اُس فرزند حیدر کرار سے مشاہدہ کی عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ مجھے
یقین ہوا کہ آپ واقعی امام زمانہ ہیں پس میں نے اسلام قبول کیا اور مہر اپنا میں نے اپنے شوہر کو ہبہ کیا جبکہ
یہ اعجاز فرزند رسول خدا سے اُس یہودی نے دیکھا عرض کی کہ اے فرزند رسول خدا میں بھی مسلمان ہوا اور یہ گھر میں

اپنی اس زوجہ کو بخشا فِی الْبِحَارِ عَنِ الرُّوَاةِ الْاَخْبَارِ اِنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیَّ عَلَّمَ وَلَدَ الْحُسَیْنِ
السُّوْرَةَ الْحَمْدُ فَلَمَّا قَرَاءَهَا عَلٰی اَبِیْہِ اَعْطَاہُ اَلْفَ دِیْنَارٍ وَاَلْفَ حُلَّةٍ وَحَشَا فَاہُ دُرًّا کتاب بحار الانوار میں راویاں اخبار
سے منقول ہے کہ ایک معلم نے کہ نام اُسکا عبد الرحمان سلمی تھا ایک فرزند کو فرزندان جناب فیض مآب
امام حسینؑ سے سورہ حمد تعلیم کی پس ایک روز اُس امام زادے نے روبرو حضرت کے سورہ حمد پڑھی
اُسی وقت اُس کریم ابن کریم نے اُس معلم کو عوض میں اُس کی تعلیم کے ہزار اشرفیاں اور ہزار خلعت
عطا فرمائے اور سونہہ اُس کا موتیوں سے بھر دیا فَقِیْلَ لَہٗ فِیْ ذٰلِكَ فَقَالَ وَاَیْنَ یَقَعُ ھٰذَا مِنْ تَعْلِیْمِہٖ
پس کسی شخص نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہؐ ایک سورہ حمد کی تعلیم کے عوض میں آپنے اس معلم کو اسقدر مال
عطا کیا حضرت نے فرمایا کہ جو کچھہ اُس معلم نے میرے فرزند کو تعلیم کیا ہے یہ سب بخشش میری ہرگز عوض اسکا
نہیں ہو سکتا ہے فِی الْمَنَاقِبِ اِنَّہٗ دَخَلَ الْحُسَیْنُ عَلٰی اُسَامَةَ بْنَ زَیْدٍ وَھُوَ مَرِیْضٌ یَقُوْلُ وَاغَمَّاہُ کتاب مناقب
میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ اسامہ ابن زید بیمار ہوئے چنانچہ جناب امام حسینؑ واسطے عیادت کے تشریف
لیگئے دیکھا حضرت نے کہ اسامہ نہایت اندوہناک ہے اور شدت مرض میں غم و اندوہ پر اپنے کمال متاسف ہے
فَقَالَ لَہُ الْحُسَیْنُ وَمَا غَمُّكَ یَا اَخِیْ قَالَ دَیْنِیْ وَھُوَ سِتِّیْنَ اَلْفَ دِرْھَمٍ فَقَالَ وَھُوَ عَلَیَّ
پس حضرت نے کلمات حسرت و اندوہ سنکر فرمایا کہ اے برادر سبب تمہارے اسقدر غم و اندوہ کا کیا ہے اسامہ نے
عرض کی کہ یا ابن رسول اللہؐ سبب میرے غم و اندوہ کا یہ ہے کہ میں قرضدار ہوں ساٹھ ہزار درہم کا حضرت
نے فرمایا کہ اے برادر تم ہرگز مغموم اور محزون نہو کہ یہ تمام قرض تمہارا انشاء اللہ میں ادا کرونگا فَقَالَ
اِنِّیْ اَخْشٰی اَنْ اَمُوْتَ فَقَضٰھَا قَبْلَ مَوْتِہٖ - پس اسامہ نے عرض کی کہ اے فرزند رسول
مختارؐ مجھے خوف اسکا ہے کہ ایسا نہو میں مرجاؤں اور مشغول الذمہ رہوں راوی کہتا ہے کہ حضرت نے تمام
قرض اسامہ کا کہ وہ ساٹھ ہزار درہم تھے قبل مرنے اسامہ کے ادا فرمائے اور اسامہ بکمال سرور و اطمنان
دُنیا سے انتقال کرگئے فِیْ کَشْفِ الْغُمَّةِ قَالَ اَنَسٌ کُنْتُ عِنْدَ الْحُسَیْنِ فَدَخَلَتْ عَلَیْہِ جَارِیَةٌ لَہٗ بِطَاقَةِ
رَیْحَانٍ فَسَرَّ بِذٰلِكَ وَقَالَ لَھَا اَنْتِ حُرَّةٌ لِوَجْہِ اللّٰہِ کتاب کشف الغمہ میں انس سے منقول ہے کہ کہا اُس نے ایک
روز میں خدمت بابرکت جناب امام حسینؑ میں حاضر تھا کہ ایک کنیز اُن حضرت کی گلدستہ لیے حاضر ہوئی اور وہ

گلدستہ روبرو اُس امام کونین کے رکھدیا پس وہ حضرت دیکھکر اُس گلدستہ کو نہایت مسرور ہوئے اور اُسی
اُسی وقت راہ خدا میں آزاد کیا فَقُلْتُ لَهٗ اَعْجَبَنِيْ هٰذَا عَطَاؤُكَ قَالَ كُنَّا اَدَّبَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى بِذٰلِكَ لِاَنَّهٗ
قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا وَكَانَ اَحْسَنَ مِنْهَا عِتْقُهَا انس کہتا ہے کہ
یہ دیکھ کر میں نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ میں کمال متعجب ہوں آپکی اس بخشش سے کہ آپ نے عوض
میں اس ایک گلدستہ کے کہ یہ ایک مشت گل ہے اس کنیز کو آزاد کیا حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ ہم اہل بیت
رسالتؐ تعلیم یافتہ ہیں بادب خدائے عزّ وجلّ چنانچہ جناب اقدس الٰہی نے کلام مجید میں فرمایا ہے کہ جب
کوئی شخص تمہارے لیئے ہدیہ لائے تو تمہیں بھی لازم ہے کہ عوض اُسکا اُس سے کرو ساتھ ایسے عوض کے کہ وہ
بہتر ہو اُسکے ہدیہ سے پس بہتر اُسکے ہدیہ سے اور کچھ نہ تھا مگر آزاد کرنا اُسکا اسلیئے مینے اُسے آزاد کیا پس حضرات
پہ جائے گریہ و بکا ہے کہ جس برگزیدۂ باری کی مروّت اور سخاوت اسدرجہ ہو کہ فقیر کو غنی اور ہر مغموم کو مسرور
اور اسیر کو رہا اور کنیز اور غلام کو آزاد کریں افسوس صد افسوس کہ اشقیائے اُمت اُنکو آوارہ وطن کرکے
قتل کریں اور اُن کا اسباب لوٹ لیں اور اُنکے اہل حرم کو مثل لونڈیوں کے مقید کرکے دربدر پھرائیں ؎
وَيُسَيَّرُوْنَ عَلَى الْمَطَايَا كَالْاِمَاءِ ۞ بَيْنَ الْمَلَاءِ بِكُلِّ وَادٍ مُقْفِرِ ۞ وَيُشَهَّرُوْنَ وَيُسْلَبُوْنَ
مَدَارِعًا ۞ وَمَقَانِعًا مِنْ بَعْدِ سَلْبِ الْمِعْجَرِ راوی کہتا ہے کہ بعد قتل جناب امام حسینؑ کے دیکھا مینے کہ اہلبیت
رسول مختارؐ بظلم اشقیائے ستم شعار شتران بے کجاوہ و عماری پر سربرہنہ سوار ہیں اور وہ ملعون اُن
پردہ گیان عصمت و طہارت کو کبھی طرف صحرا اور کوہسار کے پھراتے تھے اور کبھی شہر و دیار کبھی کوچہ و بازار میں
مثل بندیان کفار کے پھراتے تھے ؎ شُعْثًا مُتَابِلَةً عِطَاشًا جُوَّعًا ۞ اَسْرٰى كَاَنَّهُمْ اُسَارَةُ قَيْصَرِ
اور وہ ملعون ایسے بیرحم تھے کہ اُن بیکسوں کو سر عریاں با موہائے پریشان کشاں کشاں بکمال ذلت و
خواری لیئے پھرتے تھے اور ذلیل کرتے تھے اور کوئی خبر گیراں بھوک اور پیاس کا نہ تھا اور نوبت اُن شاہزادیوں
کی بسبب ذلت و خواری کے یہ پہونچی تھی کہ اکثر اہل شام آرزومند اسکے تھے کہ کاش ان قیدیوں کو کنیزیں
اپنی بنائیں چنانچہ بعض اہل شام نے یزید پلید سے استدعا اس امر دشوار کی کی انشاء اللہ تفصیل اسکی اپنے محل
پر مذکور ہوگی اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس دسویں بیان سخاوت اور مروت میں اُن حضرت کے

فِي الْبِحَارِ اَنَّهُ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ عِنْدَ الْحُسَيْنِ وَقَالَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَمِنْتُ دِيَةً كَامِلَةً وَعَجَزْتُ عَنْ اَدَائِهَا کتاب بحار الانوار میں منقول ہے کہ ایک مرد عرب خدمت بابرکت شاہزادہ کونین فخر عالمین جناب امام حسینؑ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے فرزند رسول الثقلین میں اسقدر مقروض ہوں کہ ہرگز ادا اُسکا مجھ سے ممکن نہیں ہے فَقُلْتُ فِي نَفْسِيْ اَسْاَلُ اَكْرَمَ النَّاسِ مَا رَاَيْتُ اَكْرَمَ مِنْ اَهْلِبَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ پس جبکہ یہ امر دشوار مجھے درپیش ہوا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب کچھ علاج اسکا بے سوال کے نہیں ہو سکتا لیکن ایسے سخی اور جواد سے سوال کیا جائے کہ جسکا مثل اور نظیر عالم میں نہو پس بعد تفکر اور تامل کے کوئی کریم اور جواد سوائے اہل بیت اطہار کے خیال میں نہ آیا لہذا امیدوار اسکا ہوں کہ حاجت میری روا ہو فَقَالَ الْحُسَيْنُ يَا اَخَا الْعَرَبِ اَسْاَلُكَ عَنْ ثَلٰثِ مَسَائِلَ فَاِنْ اَجَبْتَ عَنْ وَاحِدٍ مِنْهُمَا اَعْطَيْتُكَ ثُلُثَ الْمَالِ وَاِنْ اَجَبْتَ عَنِ اثْنَيْنِ مِنْهُمَا اَعْطَيْتُكَ ثُلُثَيِ الْمَالِ پس حال اُس سائل کا سنکر ارشاد فرمایا کہ اے برادر پہلے میں تجھ سے تین امر پوچھتا ہوں ... ایک امر کا اُن میں سے جواب باصواب سنونگا تو ایک ثلث قرض تیرا ادا کرونگا اور اگر تو دو مسئلونکا اُن میں سے جواب مناسب دیگا تو دو ثلث قرض تیرا ادا کیا جائے گا وَاِنْ اَجَبْتَ عَنِ الْكُلِّ اَعْطَيْتُكَ الْكُلَّ اور اے مرد عرب اگر تینوں مسئلونکا جواب تجھ سے سرانجام پاوے گا تو تمام قرض تیرا ادا کردونگا فَقَالَ الْاَعْرَابِيُّ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَمِثْلُكَ يَسْاَلُ عَنْ مِثْلِيْ وَاَنْتَ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ وَالشَّرَفِ پس اُس ... نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہؐ جس صورت میں کہ ایسا عالم علم ربّانی اور واقف اسرار نہانی مجھ سے جاہل اور ناقص سے امتحاناً کوئی مسئلہ پوچھے آیا ممکن ہے کہ قدم میرا معرض امتحان میں ثابت رہے اور میں جواب سے اُس کے عہدہ برآ ہوں فَقَالَ الْحُسَيْنُ بَلٰى وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُ جَدِّيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ الْمَعْرُوْفُ بِقَدْرِ الْمَعْرِفَةِ، حضرت نے فرمایا کہ البتہ جو کچھ کہ کہا تو نے سچ ہے لیکن میں نے اپنے نانا رسول خدا سے سُنا ہے کہ احسان اور نیکی کرنا چاہیے برادر مومن سے لیکن اس قدر کہ جسقدر اُس مومن کو معرفت دین میں حاصل ہو پس میں چاہتا

بسائل ن مسئلہ

ہوں کہ مقدار معرفت اور مبلغ علم تیرا دین میں دریافت کروں تاکہ مطابق اُسکے تجھ سے بہ احسان پیش آؤں اور موافق اُسکے تیری حاجت روا کروں فَقَالَ الْاَعْرَابِیُّ فَسَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ فَاِنْ اَجَبْتُ وَاِلَّا تَعَلَّمْتُ مِنْكَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ پس اُس مرد عرب نے عرض کی کہ اے فرزند رسولِ خدا اگر کچھ پوچھنا اس ناچیز سے واسطے اس کے ہے تو آپ ارشاد فرمائیں اگر مجھ سے جواب باصواب اسکا ہو سکا تو سبحان اللہ ورنہ جواب اُسکا حضرت سے دریافت کرونگا اور قوت اور توانائی نہیں ہے مگر جانب خداوند قوی و بزرگ سے فَقَالَ الْحُسَیْنُ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ الْاَعْرَابِیُّ الْاِیْمَانُ بِاللّٰهِ پس حضرت نے فرمایا کہ اے برادر بیان کر بہترین اعمال کون عمل ہے اُس مرد بافہم نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہؐ بہترین اعمال اعتقاد ہے بخداوندی خدائے علیم اور اقرار ہے بوحدانیت رب جلیل فَقَالَ فَمَا النَّجَاۃُ مِنَ الْمَھْلَکَۃِ قَالَ الثِّقَۃُ بِاللّٰهِ پھر حضرت نے فرمایا کہ باعث نجات ہلاکت سے کیا ہے اُس نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ باعث نجات از ہلاکت توکل اور اعتماد ہے پروردگار عالم پر کہ جو مستجمع بجمیع صفات کمال ہے اور معین و مددگار ہے اپنے بندوں کا ہر حال میں فَقَالَ فَمَا یُزَیِّنُ الرَّجُلَ قَالَ عِلْمٌ مَعَہٗ حِلْمٌ پھر حضرت نے فرمایا کہ بیان کر زینت مرد کون چیز ہے اُس مرد عقیل نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہؐ زینت مرد علم دین ہے اگر ساتھ حلم اور بردباری کے ہو فَقَالَ فَاِنْ اَخْطَاہُ قَالَ مَالٌ مَعَہٗ مُرُوَّۃٌ فَقَالَ فَاِنْ اَخْطَاہُ قَالَ فَقْرٌ مَعَہٗ صَبْرٌ پھر حضرت نے فرمایا کہ اگر شخص صاحب علم نہ ہو تو پھر کون چیز زینت مرد ہے اُسنے عرض کی کہ اگر شخص باعلم بھی نہ ہو تو پھر زینت مرد مال ہے اگر ساتھ مروت کے ہو حضرت نے فرمایا کہ اگر شخص صاحب مال بھی نہ ہو تو پھر کون چیز باعث زینت ہے اُس نے عرض کی کہ اگر شخص مالدار بھی نہ ہو تو پھر زینت مرد فقر ہے بشرطیکہ ساتھ صبر اور قناعت کے ہو قَالَ فَاِنْ اَخْطَاہُ قَالَ فَصَاعِقَۃٌ تَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ فَتُحْرِقُہٗ فَاِنَّہٗ اَھْلٌ لِذٰلِكَ پھر حضرت نے فرمایا کہ اگر فقر مع الصبر بھی نہ ہو تو پھر سبب زینت مرد کیا ہے اُس مرد فہیم نے بعد تامل کے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہؐ اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر زینت اُس کی اس میں ہے کہ بجلی آسمان سے گرے اور اُسے جلا کر خاکستر کر دے کہ وہ لائق اسی کے ہے فَضَحِكَ الْحُسَیْنُ وَرَمٰی بِصُرَّۃٍ فِیْھَا اَلْفُ دِیْنَارٍ وَاَعْطَاہُ خَاتَمَہٗ فِیْھَا فَصٌّ قِیْمَتُہٗ مِائَتَا دِرْھَمٍ قَالَ

اذْهَبْ اِلٰی غُرَمَائِکَ وَاصْرِفِ الْخَاتَمَ فِیْ نَفَقَتِکَ فَقَالَ الْاَعْرَابِیُّ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ
راوی کہتا ہے کہ جب یہ کلام مضحک اُس مرد دیندار سے سُنا تو حضرت متبسم ہوئے اور اُسی وقت ایک تھیلی کہ
اُس میں ہزار اشرفیاں تھیں اُسے عطا فرمائی اور ایک انگشتری کہ نگین اُسکا دوسو درہم کا تھا عنایت کی
اور فرمایا کہ یہ ہزار دینار طلا سے اپنا قرض ادا کرنا اور قیمت اس نگین کی اپنے عیال میں صرف کرنا پس وہ
مرد عرب اُس عطیہ کو لیکر نہایت مسرور ہوا اور آیہ کریمہ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ کو زبان پر جاری
کیا یعنی خداوند عالم نے سور نبوت اور رسالت اُسی خاندان عالی کو کیا کہ جو لائق اس امر عظیم کے تھا۔
فِی الْبِحَارِ الْاَنْوَارِ اَنَّهٗ دَخَلَ اَعْرَابِیٌّ فِی الْمَدِیْنَةِ فَسَئَلَ عَنْ اَکْرَمِ النَّاسِ بِهَا فَدُلَّ عَلَی الْحُسَیْنِ
کتاب بحار الانوار وغیرہ کتب احادیث میں منقول ہے کہ ایک شخص داخل مدینہ منورہ ہوا اور باشندگان
شہر سے دریافت کیا کہ اس شہر میں کون ایسا ہے کہ جو مثل اپنا جود و کرم میں نہ رکھتا ہو اہل شہر نے بالاتفاق
بیان کیا کہ کوئی شخص جواد و کریم تمام عالم میں مثل فرزند رسول الثقلین شاہزادہ کونین جناب امام حسین ع
کے نہیں ہے ؎ مَاقَالَ لَا قَطُّ اِلَّا فِیْ تَشَهُّدِهٖ ؛ لَوْلَا التَّشَهُّدُ کَانَتْ لَاءُهٗ نَعَمْ یعنی وہ حضرت ایسے
جواد و کریم ہیں کہ زبان فیض ترجمان سے کلمہ لا کہ بمعنی نہیں کے ہے نہیں نکلا ہے مگر کلمہ تشہد میں کہ وہ اشہد
ان لا الہ الا اللہ ہے البتہ لفظ لا زبان اقدس پر جاری ہوتا ہے اور اگر کلمہ تشہد امر ضروری نہ ہوتا تو زبان
اقدس کبھی لفظ لا سے واقف نہ ہوتی سوائے کلمہ نعم کے فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَوَجَدَهٗ مُصَلِّیًا فَوَقَفَ بِاِزَائِهٖ وَاَنْشَاَ
پس یہ سنکر وہ مرد عرب داخل مسجد رسولخدا ہوا دیکھا کہ جناب امام حسین ع مشغول بہ نماز ہیں اُس وقت یہ مرد
سائل قریب اُن حضرت کے جاکر کھڑا ہوا اور چند شعر مشتمل اپنی حاجت اور مدح اُس امام کونین پر پڑھے ؎
لَمْ یَخِبِ الْاٰنَ مَنْ رَجَاکَ ؛ وَمَنْ حَرَّکَ دُوْنَ بَابِکَ الْحَلْقَةَ ؛ اَنْتَ جَوَادٌ وَاَنْتَ
مُعْتَمَدٌ ؛ اَبُوْکَ قَدْ کَانَ قَاتِلَ الْفَسَقَةِ یعنی ہرگز نا امید نہیں پھرتا ہے اس در امید سے کوئی صاحب
حاجت اور کوئی سائل کہ جو زنجیر اس در دولت کی ہلائے اور آپ وہ کریم ابن کریم ہیں کہ مثل اور نظیر آپ
کا عالم میں نہیں ہے اور آپ محل اعتماد ہیں تمام عالم کے اور پدر عالیمقدار آپ کے جناب امیر المومنین ع اور قاتل
مشرکین اور یعسوب دین ؎ لَوْلَا الَّذِیْ کَانَ مِنْ اَوَائِلِکُمْ ؛ کَانَ الْجَحِیْمُ عَلَیْنَا مُنْطَبِقَةً

اور حق یہ ہے کہ اگر آبائے طاہرین آپ کے ہمیں راہ راست اور طریق مستقیم نہ دکھلاتے تو بے شبہ ہم سب داخل جہنم ہوتے فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ یَا قَنْبَرُ هَلْ بَقِیَ مِنْ مَالِ الْحِجَازِ شَیْءٌ قَالَ نَعَمْ یَا سَیِّدِیْ اَرْبَعَةُ اٰلَافِ دِیْنَارٍ فَقَالَ هَاتِهَا پس جبکہ وہ حضرت نماز سے فارغ ہوئے تو قنبر سے فرمایا کہ اے قنبر آیا مال حجاز سے کچھہ تیری تحویل میں باقی ہے قنبر نے عرض کی کہ یا آقا البتہ چار ہزار اشرفی باقی ہیں حضرت نے فرمایا کہ وہ اشرفیاں حاضر کر فَلَمَّآ اَحْضَرَهَا اَخَذَهَا مِنْهُ وَنَزَعَ بُرْدَتَهٗ وَلَفَّ الدَّنَانِیْرَ فِیْهَا وَقَامَ خَلْفَ الْبَابِ وَاَخْرَجَ یَدَهٗ مِنْ شُقُوْقِهٖ حَیَآءً مِنَ الْاَعْرَابِیِّ وَاَنْشَاَ یَقُوْلُ پس قنبر نے موافق ارشاد کے وہ چار ہزار اشرفیاں حاضر کیں پس حضرت نے ردائے مبارک دوش اقدس سے اوتار کر اُن اشرفیونکو اُس میں باندھا اور آپ عقب در کھڑے ہوئے اور وہ چادر دست حق پرست پر رکھہ کر ہاتھہ اپنا پشت در سے باہر نکالا اور بسبب شرم و حیا کے آپ روبرو اُس سایل کے نہ ہوئے اور چند اشعار اُسی ردیف وقافیہ میں اُس مرد عرب نے اشعار پڑھے تھے اُسی وقت پڑھے اور وہ یہ ہیں ؎ خُذْهَا فَاِنِّیْ اِلَیْكَ مُعْتَذِرٌ ❊ وَاعْلَمْ بِاَنِّیْ عَلَیْكَ ذُوْ شَفَقَةٍ ❊ لَوْ كَانَ فِیْ سَیْرِنَا الْغَدَاةُ عَصًا ❊ اَمْسَتْ سَمَانَا عَلَیْكَ مُنْدَفِقَةً یعنی اے برادر قبول کر اس مال قلیل کو اور ساتھہ اسکے عذر بھی بپذیر اکرا اور یہ یقین جان کہ میں حال پر تیرے نہایت شفیق اور مہربان ہوں اور اگر حق ہمارا غاصبین غصب نہ کرتے اور ہمیں حکومت اور اقتدار ظاہری بھی حاصل ہوتا تو دیکھتا تو کہ آسمان جود و کرم ہمارا اسقدر تجھہ پر باران بخشش و عطا برساتا ؎ لٰكِنَّ رَیْبَ الزَّمَانِ ذُوْ غِیَرٍ ❊ وَالْكَفُّ مِنِّیْ قَلِیْلُ النَّفَقَةِ لیکن کیا کیا جائے کہ یہ روزگار غدار اور یہ فلک کجرفتار ہر لیل و نہار درپے آزار ابرار و اخیار ہے اور ایک طرح پر اسے ثبات و قرار نہیں ہے پس اسی سبب سے اب ہم ایسے نادار اور تہی دست ہیں کہ کسی حاجت مند کو موافق اُسکی حاجت کے نہیں دیسکتے ہیں فَاَخَذَهَا الْاَعْرَابِیُّ وَبَكٰی فَقَالَ لَعَلَّكَ اسْتَقْلَلْتَ مَآ اَعْطَیْنَاكَ، پس منقول ہے کہ اُس مرد عرب نے وہ اشرفیاں لے لیں بعد لینے کے باواز بلند رونے لگا حضرت نے اُسے روتے دیکھکر فرمایا کہ اے برادر شاید اسلیے روتا ہے تو کہ یہ مال تیری حاجت اور ضرورت کو کافی نہیں ہے حالانکہ قبل اسکے میں نے عذر اپنی تہیدستی اور ناداری کا کیا ہے فَقَالَ لَا یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ بَلْ اَبْكِیْ عَلٰی اَنَّهٗ كَیْفَ یَاْكُلُ التُّرَابُ جُوْدَكَ اُس سایل نے یہ ارشاد

یعنی ہم ردیف و قافیہ میں

حضرت کا شکر عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ قسم بخدائے عز و جل یہ مال میری حاجت سے بمراتب زیادہ ہے اور میں
کمی مال پر نہیں روتا ہوں بلکہ میں اسلیئے روتا ہوں کہ یہ ہاتھ کہ جن سے عقدہ کشائی غربا اور مساکین کی ہوتی
ہے افسوس صد افسوس کہ ایک روز یہ دست حق پرست خاک ہونگے اور زمیں میں چھپ جائیں گے فَهٰذَا
مَحَلُّ بُكَاءٍ وَبُنَاجٍ اَنَّ الْاَعْرَابِيَّ يَبْكِيْ عَلٰى اَنَّ هٰذَا الْجَوَادَ يَمُوْتُ بِمَوْتِهٖ وَيُغَسَّلُ وَيُكَفَّنُ وَيُدْفَنُ فِيْ قَبْرِهٖ
فَلَوْ عَلِمَ اَنَّهٗ يُذْبَحُ كَذَبْحِ الشَّاةِ مِنَ الْقَفَا وَيُتْرَكُ بِلَا غُسْلٍ وَلَا كَفَنٍ عَلَى الثَّرٰى وَيُقْطَعُ اَيْدِيْهِ مِنَ الزَّنْدَيْنِ
لَمَاتَ الْاَعْرَابِيُّ بِلَا رَيْبٍ لِاَمْثَالِ هٰذِهِ الْمُصِيْبَاتِ جاگریہ نکاہی کہ وہ مرد عرب بخیال اسکے روتا تھا اور افسوس کرتا تھا کہ ایک
روز وہ حضرت باجل معین و مقرر اس دار دنیا سے رحلت فرمائینگے اور بعد غسل و کفن کے یہ عقدہ کشائے خلق
اور حاجت روائے عالم ایکدن قبر میں دفن ہونگے اگر وہ شخص یہ جانتا کہ وہ امام کو تین روز عاشورہ بظلم ظالمان پر
دغا تشنہ و گرسنہ مثل گوسفند صحرائے کربلا میں ذبح کیے جائینگے اور لاش اطہر اُن حضرت کی کئی روز عریاں ریگستان
گرم پر بےغسل و بے کفن پڑی رہے گی اور انھیں دست حق پرست کو کہ جن سے یہ فیض تمام عالم میں جاری ہے
جمال لعین ملعون قطع کرے گا یقین ہے کہ وہ اعرابی اُسی وقت مرجاتا چنانچہ بیان اس حکایت جانکاہ کا بر سبیل
اجمال یہ ہے اَنَّهٗ لَمَّا قُتِلَ ذٰلِكَ الْاِمَامُ وَاعْتَكَرَ الظَّلَامُ خَرَجَ الْجَمَّالُ مِنْ بَطْنِ الْمَغَارَةِ وَجَاءَ عِنْدَهٗ وَمَدَّ
يَدَهٗ اِلَيْهِ لِيَاْخُذَ التِّكَّةَ مِنْهُ یعنی جب حضرت روز عاشورا بعد عصر کے شہید ہو چکے اور سر اطہر بھی تن اقدس سے جدا ہو چکا
اور شب ہوگئی اُسوقت جمال ملعون کہ ایک گڑھے میں چھپا ہوا تھا باہر نکلا اور قریب لاش انور کے آنکر ہاتھ نجس
اپنا واسطے نکالنے ازار بند کے کہ بیش قیمت تھا آگے بڑھایا فَوَجَدَ فِيْهَا عُقُوْدًا فَاَرَادَ اَنْ يَحُلَّهَا فَشَدَّ بِهَا
عَلٰى يَدَيْهِ مُدَافِعًا ؛ فَلَمْ يَقْدِرِ الْمَلْعُوْنُ اَنْ يَحُلَّهَا پس اُس شقی نے معلوم کیا کہ اُس ازار بند میں بہت
سی گرہ دے رکھی ہیں چاہا کہ اُن گرہوں کو کھولے اُسوقت امام حسین ؑ نے باعجاز دست راست اپنا اُن گرہوں پر
اس زور سے رکھا کہ ہر چند چاہا اُس بےحیا نے کہ اُس جگہ سے ہاتھ حضرت کا ہٹا دے لیکن کسی طرح اُس سے نہ
ہٹ سکا فَعَجَزَ عَنْهُ تِلْكَ السِّبْطِ بِالسَّيْفِ عَامِدًا ؛ مِنَ الزَّنْدِ اَبْرَاهَا عِظَامًا وَمَفْصَلًا پس اُس
شقی نے ایک ٹکڑا تلوار شکستہ کا اُس مقتل سے بہم پہونچایا اور اُس دست حق پرست کو بند دست سے قطع کیا
فَاَهْوٰى اِلَيْهِمَا كَيْ يَحُلَّ عُقُوْدَهَا ؛ اِذَا بِيَسَارِ السِّبْطِ صَارَ مُحَوِّلًا پس جبکہ بعد اس ظلم

شدید کے چاہا کہ اُن گرہوں کو کھولے اُس وقت اُس امام کونین نے دست چپ اپنا اُس ازار بند پر رکھدیا ؂
فَلَنْ یَسْتَطِعْ تَحْرِیْكُ كَفَّ كَفِّ اِمَامُنَا ؛ فَلَمَّا رَمَتْهُ الكَفَّ بِالسَّیْفِ مُعَجَّلاً پس جبکہ اُس ملعون نے چاہا کہ دست چپ
کو گرہوں پر سے ہٹا دے اور وہ دست مبارک بھی کسی طرح اُس ملعون سے نہ ہٹ سکا پس وہ ملعون غضب میں
آیا اور دست چپ کو بھی مثل دست راست کے بند دست سے قطع کیا ؂ فَیَسْمَعُ ذَاكَ الرَّجُسُ صَوْتًا مُهَوِّلاً
فَقَامَ اللَّعِیْنُ الرَّجْسُ حَیْرَانَ مُعْجِلاً ؛ فَاِذَا بِثَلٰثِ رِجَالٍ وَامْرَأَةٍ اَقْبَلُوْا اِلَیْهِ بَاكِیْنَ مُعَوِّلِیْنَ وَ
هُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَعَلِیٌّ وَالْحَسَنُ وَفَاطِمَةُ پس جبکہ وہ ملعون قطع کرنے سے دست چپ کے فارغ ہو چکا اُسی
وقت ایک آواز مہیب رونے اور پیٹنے کی اُس صحرائے کربلا میں بلند ہوئی اور سنتے ہی اُس آواز کے خائف و
ترساں مثل بید لرزاں وہ شقی اُسی گڑھے میں پھر چھپ گیا اور وہاں سے نگاہ کر کے دیکھا کہ تین مرد جلیل
القدر اور ایک بی بی معظمہ باحال زار و مضطرب و بیقرار روتے پیٹتے چلے آتے ہیں جبکہ قریب پہنچے اُس ملعون
نے معلوم کیا کہ وہ تین مرد مقدس جناب رسولخداؐ اور علی مرتضےٰؑ اور حسن مجتبےٰؑ ہیں اور وہ خاتون معظمہ مخدومہ
کونین اُم الحسنؑ والحسینؑ جناب فاطمہ زہراؑ ہیں ؂ فَنَادٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ یَا سِبْطَ اَحْمَدٍ ؛ یَعِزُّ
عَلَیْنَا اَنْ نَرَاكَ مُجَدَّلاً ؛ یَعِزُّ عَلَیْنَا اَنْ نَرَاكَ مُرَضَّضًا ؛ عَفِیْرًا نَحِیْرًا بِالدِّمَاءِ مُغَسَّلاً پس وہ
شقی کہتا ہے کہ جب وہ حضرات قریب لاش اطہر امام حسینؑ کے پہونچے دیکھا میں نے کہ جناب رسالتمآبؐ بالین
سر اپنے فرزند کے گریاں و نالاں خاک پر بیٹھ گئے اور بآواز بلند یہ نوحہ کرتے تھے کہ افسوس صد افسوس اے
پارہ جگر میرے حسینؑ بہت دشوار ہے ہم پر کہ تو خاک و خون میں آلودہ بے غسل و بے کفن ریگستان گرم پر عریاں پڑا
ہوا اور بدن نازنین تیرا پامال سم اسپاں ہوا اور ہم دیکھیں اور اسی اضطراب و بیقراری اور نالہ وزاری سے جناب
علی مرتضےٰؑ اور حسن مجتبےٰؑ پڑھتے تھے اور نوحہ و بکا کرتے تھے فَاَقْبَلَتْ اِلَیْهِ اُمُّهُ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ وَاَنْكَبَّتْ
عَلَیْهِ وَنَادَتْ وَاحَسَنَاهُ وَاذَبِیْحَاهُ وَاقُرَّةَ عَیْنَاهُ قَتَلُوْكَ وَمِنْ شُرْبِ الْمَاءِ مَنَعُوْكَ جمال ملعون کہتا ہے کہ
بعد اُسکے دیکھا میں نے کہ جناب سیدہ بنت محمد مصطفےٰؐ فاطمہ زہراءؑ مادر امام حسینؑ با سر عریاں با موہائے پریشان گریاں
و نالاں قریب لاش اطہر اپنے فرزند کے آئیں اور ہاتھ پھیلا کر اُس لاش بے سر سے لپٹ گئیں اور یہ بین کرتی تھیں
کہ ہائے حسینؑ میرے ہائے نور چشم میرے ہائے مظلوم و مقتول دلبند میرے افسوس صد افسوس کہ تجھ سے ماہرو کو

تشنہ لب قتل کیا اور ایک جرعہ پانی کا نہ دیا فَقَالَتْ یَا اَبَتَاہُ اَمَا تَرٰی اِلٰی مَا فَعَلَتْ اُمَّتُكَ بِنَا بَعْدَكَ
فَیَا اَبَتَاہُ اَتَاذَنُ لِیْ اَنْ اٰخُذَ مِنْ دَمِ شَیْبِ الْحُسَیْنِ وَاَخْضِبَ بِہٖ نَاصِیَتِیْ وَاَلْقَی اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ بِھٰذَا الدَّمِ
بعد اُسکے اُن معصومہ نے اپنے پدر بزرگوار جناب رسالتمآبؐ سے عرض کیا کہ اے پدر عالیمقدار دیکھا تم نے کہ
آپکی اُمت جفاکار نے بعد آپکے مجھ پر اور میرے فرزند دلبند پر کیا ظلم کیا اے بابا اگر آپ اجازت دیں تو میں خون
اپنے فرزند مظلوم کا اپنی پیشانی پر ملوں اور باصورت خون آلودہ خدائے عزوجل سے ملاقات کروں فَبَکٰی
رَسُوْلُ اللّٰہِ وَقَالَ یَا فَاطِمَۃُ خُذِیْ وَنَاخُذُ مِنْ دَمِ الْحُسَیْنِ فَیَاخُذُوْنَ مِنْ دَمِ الْحُسَیْنِ
وَیَمْسَحُوْنَ بِہٖ نُحُوْرَھُمْ وَنَاصِیَتَھُمْ وَصُدُوْرَھُمْ وَاَیْدِیَھُمْ وَیَبْکُوْنَ حَتّٰی طَلَعَ الْفَجْرُ
پس یہ سنکر رسولخداؐ بہت روئے اور فرمایا کہ اے فاطمہؑ تو بھی خون حسینؑ کا اپنی پیشانی پر مل اور ہم سب بھی خون
حسینؑ کا ملتے ہیں پس ایک طرف جناب رسولخداؐ اور علی مرتضےؑ اور حسنؑ مجتبےؑ خون گلوئے بریدہ حسینؑ سے لیتے
تھے اور اپنے موہنہ اور آنکھوں اور ہاتھوں پر ملتے تھے اور روتے جاتے تھے اور جناب فاطمہ زہراؑ خون اپنے فرزند کا
اپنے چہرہ اور سینے پر ملتی تھیں اور بیتاب تھیں اور روتی تھیں غرض تمام شب شور قیامت اُس صحرا پر برپا
رہا یہانتک کہ صبح ہوگئی اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

مقصد متضمن ہے اوپر حال جناب سید الشہداء علیہ التحیۃ والثنا کی کہ جو اُن حضرت پر اور اُن کے اہل بیت پر
از مدینہ تا کربلا اور از کربلا تا مدینہ گذرا اور اُس میں ساٹھ مجلسیں ہیں **مجلس اول** روانگی حضرت کی مدینہ
سے طرف مکہ معظمہ کے قَالَ الصَّادِقُ مَنْ بَکٰی عَلَی الْحُسَیْنِ اَوْ اَبْکٰی اَوْ تَبَاکٰی وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ فرمایا جناب صادقؑ
نے کہ جو مومن روئے مصیبت پر امام حسینؑ کی یا کسی کو رلائے یا اپنے تئیں بتکلف رولائے بہشت اُس پر
واجب ہے کُلُّ عَیْنٍ بَاکِیَۃٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا عَیْنٌ بَکَتْ عَلَی الْحُسَیْنِ فَاِنَّھَا ضَاحِکَۃٌ مُسْتَبْشِرَۃٌ بِنَعِیْمِ الْجَنَّۃِ
اور فرمایا جناب صادقؑ نے کہ روز قیامت وہ روز ہولناک ہوگا کہ جسکے خوف سے تمام اہل محشر روتے ہونگے مگر جو دار
دنیا میں رویا ہوگا مصیبت پر امام حسینؑ کی وہ شخص اُس روز بادیدہ خندان محشور ہوگا اور خوشخبری دیا جائیگا
نعمتوں سے بہشت کی ؎ وَقَفْتُ عَلٰی دَارِ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ ؛ فَاَلْفَیْتُھَا قَدْ اَقْفَرَتْ عَرَصَاتُھَا ؛ وَ
اَمْسَتْ خَلَاءً مِنْ تِلَاوَۃِ قَارِیٍ ؛ وَعُطِّلَ مِنْھَا صَوْمُھَا وَصَلٰوتُھَا راوی کہتا ہے کہ ایک مرتبہ

میں باشتیاق زیارت روضۂ سرائے جناب رسولخداؐ وارد مدینہ منورہ ہوا اور اہل شہر سے مستفسر نشان مکان عرش آستان اُس جناب کا ہوا پس باشندگان شہر مجھے محلہ بنی ہاشم میں لے گئے اور مجھ سے کہا کہ آگاہ ہو یہی دولت سرائے رسولخداؐ ہی کہ جس کی زیارت کا تو مشتاق تہا پس دیکھا میں نے کہ وہ خانۂ برکت و ہدایت بے سقف و دیوار منہدم آلاثار خراب و ویران پڑا ہے اور وہ گھر کہ جو مہبط جبرئیل اور سجدگاہ میکائیل و اسرافیل تہا اور جس گھر سے صدائے تلاوت قرآن مجید اور آواز تکبیر و تحمید ہر وقت بلند اُس گھر نے شام کی اسطرح کہ خالی ہے قاری قرآن اور نماز گذاروں سے ؎ مَعَالِمُهَا تَبْكِي عَلَىٰ عُلَمَائِهَا ۔ وَزَائِرُهَا يَبْكِي لِفَقْدِ مَنْ زَيَّهَا اور دیکھا میں نے کہ ہر در و دیوار شکستہ اُس گھر کی بزبان حال مشغول بگریہ و بکا اور مصروف بہ نوحہ و عزا ہیں اور رونے پر اُنحضرات کے کہ جو مالک اور وارث تہے اُس گھر کے دست تاسف ملتے ہیں اور ہر زائر اُس خانہ اقدس کا بربادی اور خرابی پر اُس کی باآواز بلند روتا ہے ؎ وَكَانَتْ مَلَاذًا لِلْأَنَامِ وَجُنَّةً ۔ مِنَ الْخَطْبِ يَغْشَى الْمُعْنِقِينَ صَلَاتُهَا ۔ فَأَقْوَتْ مِنَ السَّادَاتِ مِنْ آلِ هَاشِمٍ ۔ وَلَمْ يَجْتَمِعْ بَعْدَ الْحُسَيْنِ شَتَاتُهَا مقام تاسف ہی کہ جو گھر جائے پناہ اور محل امن تہا تمام عالم کا ہر خوف و ضرر سے اور جس گھر کے آستان ملایک آشیان پر پہونچکر ہر فقیر و نادار اور ہر محتاج و خاکسار غنی و مالدار ہو کر جاتا تہا ہائے افسوس کہ خالی ہو گیا وہ گھر سادات ہاشمیہ سی ہر چند کہ وہ بستان رسالت اور گلستان ولایت و امامت جیسا کہ قبل وفات رسولخداؐ اور فاطمہ زہراؑ اور قبل شہادت جناب علی مرتضےٰؑ اور حسن مجتبےٰؑ کے شاداب اور سرسبز تہا ویسا بعد اُن حضرت کے آباد نہ ہوا اور وہ رونق باقی نہ رہی لیکن بسبب وجود آفتاب مجد و اعتلا خاتم آل عبا جناب سید الشہدا علیہ آلاف التحیہ والثنا کے پہر وہ گھر روشن اور منور تہا مگر مقام حسرت اور جائے تاسف ہی کہ جس روز سے سردار اتقیا گوشوارہ عرش علےٰ فرزند رسول الثقلین یعنی جناب امام حسینؑ مدینہ سے طرف عراق کے روانہ ہوئے اُس روز سے وہ گھر ایسا اُجڑا کہ پہر نہ آباد نہ ہوا اور واقعی کیونکر آباد ہو وہ گھر کہ جس گھر سے حسینؑ سا سردار دوجہاں اور ساتھ اُنکے اٹھارہ نوجوان کہ صورتیں اُنکی مثل ماہ چہاردہ کے روشن اور تابان ہوں اور جنکا مثل اور نظیر عالم میں نہ ہو وہ سب کے سب ایکساعت میں قتل ہو جائیں پس حکایت پر درد و الم اور روایت متضمن رنج و الم یعنی سفر اُن حضرت کے کتب معتبرہ میں یوں منقول ہے لَمَّا مَاتَ مُعَاوِيَةُ وَذٰلِكَ لِلنِّصْفِ مِنْ شَهْرِ رَجَبٍ سَنَةَ سِتِّينَ مِنَ الْهِجْرَةِ وَقَامَ ابْنُهُ يَزِيدُ مَقَامَهُ

روانگی از مدینہ

كَتَبَ اِلىٰ وَلِيْدٍ اَنْ يَاْخُذَ الْحُسَيْنَ بِالْبَيْعَةِ چنانچہ مقتل ابو مخنف اور ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمۃ اور لہوف وغیرہ میں منقول ہے کہ جب معاویۂ ملعون پندرہویں تاریخ ماہ رجب کو کہ سنہ ۶۰ ہجری تھی داخل جہنم ہوا اور فرزند اسکا یزید پلید اسکی جگہ حاکم ہوا اُسی وقت اُس شقی نے موافق وصیت اپنے باپ کے ایک نامہ بنام ولید بن عتبہ بن سفیان کے کہ معاویہ کی طرف سے حاکم مدینہ تہا اس مضمون کا روانہ کیا کہ دیکھتے ہی اُسکے حسینؑ فرزند رسول الثقلین سے بیعت طلب کرنا فَاِنْ اَبیٰ عَنْهُ فَاضْرِبْ عُنُقَهٗ وَابْعَثْ اِلَیَّ رَاْسَهٗ اور اگر حسینؑ بیعت سے انکار کریں تو بلا تامل سر اُنکا کاٹ کر میرے پاس بھیجدینا فَاَنْفَذَ الْوَلِيْدُ اِلَى الْحُسَيْنِ فِي اللَّيْلِ فَاسْتَدْعَاهُ فَعَرَفَ الْحُسَيْنُ مَا اَرَادَهٗ پس جبکہ ولید مضمون نامہ پر مطلع ہوا اُسی وقت کہ وقت شب تہا کسی کو خدمت امام حسینؑ میں بھیجا اور اپنے پاس طلب کیا جبکہ اُس پیام برنے پیام ولید کا اُن حضرت سے نقل کیا اُسی وقت وہ واقف اسرار ربانیہ ارادہ ولید پہ مطلع ہوئے اور اُس شخص سے فرمایا کہ تو چل میں آتا ہوں فَدَعَى جَمَاعَةً مِنْ مَوَالِيْهِ وَاِخْوَتِهٖ وَبَنِيْهِ وَاَمَرَهُمْ بِحَمْلِ السِّلَاحِ فَاَقْبَلَ اِلَيْهِ عَبَّاسُ بْنُ عَلِيٍّ مَعَ اِخْوَتِهِ الْاَرْبَعَةِ وَبَنُوْ اَخِيْهِ وَوُلْدُهٗ وَوُلْدُ مُسْلِمٍ وَاَعْوَانُهٗ وَاَنْصَارُهٗ فِيْ وَقْتٍ وَاحِدٍ پس جبکہ وہ شخص چلا گیا اُسی وقت حضرت نے سب اقربا انصار کو اپنے حضور میں طلب کیا اور حکم دیا کہ سب ہتھیار لگاکر حاضر ہوں چنانچہ حسب الارشاد اُس امام کونین کے عباسؑ بن علیؑ مع اپنے چار بہائیونکے اور فرزند امام حسنؑ اور فرزند اُن حضرت کے اور فرزندان مسلم بن عقیل اور سب اصحاب و انصار جاں نثار مسلح ہوکر حاضر خدمت باسعادت ہوئے ؎ قَوْمٌ اِذَا نُوْدُوْا لِدَفْعِ مُلِمَّةٍ ؛ وَالْخَيْلُ بَيْنَ مُدَعَّسٍ وَمُكَرْدَسٍ ؛ لَبِسُوا الْقُلُوْبَ عَلَى الدُّرُوْعِ وَاَقْبَلُوْا ؛ يَتَهَافَتُوْنَ عَلٰى ذَهَابِ الْاَنْفُسِ سبحان اللہ کیا بہادر اور شجاع تھے انصار و اقربا امام حسینؑ کے کہ جب معرکہ کربلا میں دیکھا اُن سب نے کہ فوج کفار درپے آزار فرزند حبیب کردگار ہے اُسی وقت سب جاں نثار حیات ستمگار دنیائے ناپائیدار سے بیزار ہوئے اور سب نے باشتیاق لقاء پروردگار ہتھیار کارزار بدن پہ لگائے اور قلب مطمئن اور مستقل اپنے اوپر زرہ ہونیکے پہن لیے اور ہرگز کسی کو محافظت اپنے سینہ و قلب کی محبت امام حسینؑ میں منظور نہ ہوئی اور ہر ایک دلیر اپنے مرنے پر دوسرے سے سبقت کرتا تھا اور کسی کو ہرگز خوف جان و مال اور فکر عیال و اطفال نہ تہا حیف کہ یہ سب بہتر بزرگوار مقابل لاکھوں کفار ستم شعار کے تھے اور ہزاروں سوار بدکردار میدان کارزار میں بارادۂ قتل اُن کے گھوڑے دوڑاتے تھے لیکن نظروں میں اُن شیروں کی

کثرت اُن نامردوں کی بقدر پریشہ بھی نہ سمانی تھی فَسَارَ الْحُسَیْنُ اِلَی الْوَلِیْدِ فِیْ ثَلٰثِیْنَ مِنْ فِتْیَانِہٖ وَاَمَرَ لَہُمْ قِفُوْا عَلَی الْبَابِ فَاِنْ سَمِعْتُمْ صَوْتِیْ قَدْ عَلَا فَادْخُلُوْا عَلَیْہِ وَاِلَّا فَلَا پس جبکہ سب انصار و اعوان حاضر خدمت بابرکت ہوئے اُسوقت وہ حضرت فقط تیس[30] جاں نثار ہمراہ لیکر دروازہ ولید پر پہونچے اور وہاں سب ہمراہیوں سے فرمایا کہ تم سب یہاں دروازہ پر ٹھہرو فقط میں تنہا ولید پاس جاتا ہوں اگر آواز میری بلند ہو اور تم سنو تو اُسی وقت تم سب بے تامل اندر چلے آنا فَدَخَلَ وَکَانَ مَرْوَانُ عَلَیْہِ اللَّعْنُ عِنْدَہٗ فَلَمَّا جَلَسَ نَعٰی اِلَیْہِ الْوَلِیْدُ مُعَاوِیَۃَ فَاسْتَرْجَعَ الْحُسَیْنُ ثُمَّ قَرَءَ الْوَلِیْدُ کِتَابَ یَزِیْدَ وَمَا اَمَرَہٗ فِیْہِ پس حضرت یہ حکم دیکر آپ بنفس نفیس اندر تشریف لیگئے ولید دیکھتے ہی واسطے تعظیم کے اُٹھا اور اُس امام کونین کو مسند پر بیٹھایا اور اُس وقت مروان علیہ اللعنہ بھی پاس ولید کے بیٹھا تھا ولید نے اوّل خبر ہلاکت معاویہ عرض کی حضرت نے فرمایا اناللہ و انا الیہ راجعون بعد اُسکے اُسنے نامہ یزید پلید پڑھا اور موافق حکم اُس بے حیا کے طالب بیعت ہوا فَقَالَ الْحُسَیْنُ اِنِّیْ لَا اَرَاکَ اَنْ تَقْنَعَ بِبَیْعَتِیْ لِیَزِیْدَ سِرًّا حَتّٰی اُبَایِعَہٗ جَهْرًا وَاِنَّ مِثْلِیْ لَا یُبَایِعُ خَلْفَ الْاَبْوَابِ سِرًّا جبکہ حرف بیعت درمیان آیا حضرت نے فرمایا کہ اگر میں بالفرض مجلس تخلیہ میں بیعت یزید اختیار کروں تو غالب ہی کہ تو اور یزید ہرگز اس بیعت پر راضی نہ ہوگے جب تک کہ مجمع عام میں بیعت اُسکی نہ اختیار کیجائے اور قطع نظر اسکے ہمارے امثال کو بھی کب زیبا اور مناسب ہے کہ تخلیہ میں عقب چھپ چھپ کر بیعت اختیار کریں فَتُصْبِحُ وَنَرٰی رَاْیَکَ فِیْہِ وَتُصْبِحُ وَتَنْظُرُ اَیُّنَا اَحَقُّ بِالْخِلَافَۃِ وَالْبَیْعَۃِ فَقَامَ مُتَّکِئًا عَلَی السَّیْفِ اور فرمایا کہ اے ولید اب تو وقت شب ہے مگر صبح کو اس امر میں فکر اور غور کرونگا اور تو بھی غور اور تامل کرنا کہ کون ہم میں سے لائق خلافت اور بیعت ہی یہ فرماکر تلوار کو زمین پر ٹیک کر کھڑے ہوگئے فَقَالَ مَرْوَانُ عَلَیْہِ اللَّعْنُ یَا وَلِیْدُ وَاللّٰہِ لَئِنْ فَارَقَکَ الْحُسَیْنُ السَّاعَۃَ وَلَمْ یُبَایِعْ فَلَا تَرٰی غُبَارَہٗ اَحْبِسْہُ حَتّٰی یُبَایِعَ اَوْ تَضْرِبُ عُنُقَہٗ پس حضرت امام حسینؑ مسند سے اُٹھ کر چند قدم چلے تھے کہ مروان ملعون نے ولید سے کہا کہ اے نافہم اگر حسینؑ اسوقت تیرے قبضہ سے نکل گئے اور بیعت نہ کی تو قسم بخدای عزوجل کہ پھر تو کبھی غبار بھی انکا نہ دیکھے گا تجھے مناسب یہی کہ اس وقت حسین کو قید کرلے اگر بیعت یزید اختیار کریں تو عین مقصود ہے اور اگر بیعت نہ کریں تو سر انکا کاٹ لے کہ پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئے گا فَسَمِعَ الْحُسَیْنُ فَقَالَ یَا ابْنَ الزَّرْقَاءِ اَنْتَ تَقْتُلُنِیْ اَمْ ہُوَ کَذِبْتَ وَاللّٰہِ وَنَحْنُ اَہْلُ بَیْتِ النُّبُوَّۃِ وَمَعْدِنُ الرِّسَالَۃِ

بِنَا فَتَحَ اللّٰہُ وَبِنَا خَتَمَ اللّٰہُ فَمِثْلِیْ لَا یُبَایِعُ مِثْلَ یَزِیْدَ الْفَاسِقِ شَارِبِ الْخَمْرِ قَاتِلِ النَّفْسِ الْمُحْتَرَمَةِ
راوی کہتا ہی کہ جب ایسا کلام بیہودہ اُن حضرت نے مروان ملعون سے سُنا نہایت ناگوار ہوا اور اُس ملعون سے فرمایا
کہ اے فرزند زن زانیہ کبود چشم اگر کوئی ارادہ ہمارے قتل کا کرے تو ہم اُسی وقت روے زمین کو خون سے اُسکے
سیراب کریں تیری کیا مجال ہے کہ تو مجھے قتل کرے اور ولید کو کب قدرت ہے کہ مجھے قید کرے قسم بخدائے عزّوجل
کہ تو کاذب اور دروغ گو ہے اور ہم اہل بیت نبوّت اور معدن رسالت ہیں کہ جناب احدیت نے ہمارے نور سے
تمام مخلوقات کو پیدا کیا اور ہم پر ختم کیا پس یہ کب ہو سکتا ہے کہ ہمارے امثال مقرب بارگاہ ذو الجلال یزید
فاسق اور شراب خوار اور قاتل مومنین سے بیعت کریں۔ فَلَمَّا ارْتَفَعَتِ الصَّیْحَةُ دَخَلُوْا فِتْیَانُہُمْ جَمِیْعًا
فَاَوَّلُ مَنِ انْتَضٰی بِسَیْفِہٖ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ وَعَبَّاسُ بْنُ عَلِیٍّ وَہَمُّوْا جَمِیْعًا عَلٰی مَنْ فِی الدَّارِ یُرِیْدُوْنَہُمْ
آواز اُن حضرت کی جوانان ہاشمیہ نے سُنی سب ایک مرتبہ اندر چلے آئے اوّل اُن میں سے کہ جسنے تلوار میان سے
کھینچی وہ حضرت علی اکبرؑ اور حضرت عباس تھے اور ہمراہ اُن کے سب اعوان و انصار نے تلواریں کھینچکر چاہا کہ مروان
اور ولید اور تمام رفقا کو اُن کے قتل کریں فَمَنَعَہُمُ الْحُسَیْنُ وَقَالَ نَحْنُ اَہْلُبَیْتِ مُحَمَّدٍ لَا نَبْدَءُ بِالْقِتَالِ فَخَرَجَ مَعَ
مَوَالِیْہِ اِلٰی مَنْزِلِہٖ جبکہ رفقائے حضرت کے چاہا کہ اُن سب کو قتل کریں اُسوقت حضرت نے اپنے اصحاب کو منع کیا اور
فرمایا کہ ہم اہل بیت رسول خدا ہیں ہمیں مناسب نہیں ہی کہ ہم ابتدا بجنگ و قتال کریں جبتک کہ طرف مقابل ہمارا
ہمارے قتل پر سبقت نہ کرے پس وہ جناب مع اپنے رفقاکے دولتسرا میں تشریف لائے وَاَقْبَلَ اِلٰی قَبْرِ جَدِّہٖ
رَسُوْلِ اللّٰہِ وَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ [۲] اَنَا حُسَیْنُ بْنُ فَاطِمَةَ فَرْخُکَ وَابْنُ فَرْخَتِکَ الَّذِیْ خَلَّفْتَنِیْ فِیْ اُمَّتِکَ
۲ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
راوی کہتا ہی کہ اُسی شب کو حضرت روضہ مقدسہ جناب رسالتمآبؐ پر تشریف لے گئے اور قریب قبر مطہر کے کھڑے
آداب زیارت سے فارغ ہوئے اور بعد اُسکے عرض کی کہ اے جد بزرگوار سلام ہو جیو آپ پر میرا کہ میں فرزند آپ کا
حسینؑ بن فاطمہ زہراؑ ہوں اور میں وہ آپ کا نور نظر ہوں کہ جسے آپ بطور امانت چھوڑ گئے تھے کہ تا امت میری تعظیم
کرے فَیَا جَدَّاہُ قَدْ خَذَلُوْنِیْ وَضَیَّعُوْنِیْ وَلَمْ یَحْفَظُوْنِیْ فَجَعَلَ یَبْکِیْ عِنْدَ الْقَبْرِ وَوَضَعَ رَاْسَہٗ عَلَیْہِ
فَاَخَذَتْہُ النَّعْسَةُ اور اے جد بزرگوار اس امت جفا شعار نے ساتھ میرا چھوڑ دیا اور حرمت میری ضایع کی اور
ہرگز میری آبرو اور حرمت کا حفظ نہ کیا بعد اُسکے وہ حضرت قبر مطہر رسول خدا سے لپٹ کر دیر تک رویا کیئے پس اسی

اثنا میں آنکھ حضرت کی لگ گئی فَاِذَا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ قَدْ ضَمَّہٗ اِلٰی صَدْرِہٖ وَقَبَّلَ مَا بَیْنَ عَیْنَیْہِ وَبَکٰی
وَقَالَ یَا بُنَیَّ کَاَنِّیْ اَرَاکَ عَنْ قَرِیْبٍ مُرَمَّلًا بِدِمَائِکَ مَذْبُوْحًا بِاَرْضِ کَرْبَلَا وَاَنْتَ مَعَ ذٰلِکَ
عَطْشَانُ لَا تُسْقٰی وَظَمْاٰنُ لَا تُرْوٰی حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اُسی حالت خواب میں جناب رسالتمآب تشریف لائے
اور امام حسینؑ کو گلے سے لگایا اور بہت پیار کیا اور فرمایا کہ اے نور نظر گویا یہ امر میرے پیش نظر ہے کہ عنقریب تو
زمین کربلا پر اپنے خون میں لوٹ رہا ہے اور شدت تشنگی میں ایک ایک سے پانی طلب کرتا ہے اور کوئی تجھے پانی
نہیں دیتا ہے یہانتک کہ اُسی حالت میں تجھے ذبح کیا ہے فَقَالَ الْحُسَیْنُ یَا جَدَّاہُ لَا حَاجَۃَ لِیْ فِی الرُّجُوْعِ اِلَی
الدُّنْیَا فَخُذْنِیْ اِلَیْکَ وَاَدْخِلْنِیْ فِیْ قَبْرِکَ یعنی جبکہ امام حسینؑ نے یہ کلام حضرت النیام اپنے نانا سے سُنا عرض کی کہ اے
جد عالیمقدار ہاتھ سے اس اُمت جفاکار کے میں اسقدر تنگ و ناچار ہوں کہ دل میرا زندگانی دُنیا سے بیزار
ہے امیدوار ہوں کہ مجھے آپ اپنی قبر مطہر میں اپنے ہمراہ رکھیئے فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَا بُنَیَّ لَا بُدَّ لَکَ مِنَ
الرُّجُوْعِ اِلَی الدُّنْیَا حَتّٰی تُرْزَقَ الشَّہَادَۃَ فَانْتَبَہَ الْحُسَیْنُ مِنْ نَوْمِہٖ فَزِعًا مَرْعُوْبًا یہ سنکر جناب
رسولخدا رونے لگے اور فرمایا کہ اے نور چشم یہ امر کیونکر ہوسکے کہ ابھی تجھے دنیا میں رہنا ضرور ہے یہاں تک کہ
تو ہاتھ سے اعدائے دین کے شہید ہو پس یہ خواب کہ بمنزلہ بیداری کے تھا یہ دیکھکر حضرت بیدار ہوئے اور
اُس حالت میں تمام بدن مُبارک خوف خدا سے کانپتا تھا نہ خوف جان سے بلکہ اس لیئے کہ حضرت کو یقین ہوگیا
تھا کہ بلائے عظیم نازل ہوا چاہتی ہے اور حق سبحانہ تعالےٰ کو امتحان میرا منظور ہے دیکھیئے میں اس امتحان میں
بہادرہ صبر پر ثابت قدم رہوں یا نہ رہوں فَقَصَّ رُؤْیَاہُ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ فَلَمْ یَکُنْ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ فِیْ مَشْرِقٍ
وَمَغْرِبٍ اَحَدٌ اَشَدَّ غَمًّا مِنْ اَھْلِ بَیْتِہٖ فَاَصْبَحَ وَخَرَجَ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ خَائِفًا یَتَرَقَّبُ قَائِلًا رَبِّ
نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ پس حضرت خائف و ترساں دولتسرا میں تشریف لائے اور تمام حال
خواب اپنے اہلبیت سے نقل کیا راوی کہتا ہے کہ جب یہ خبر ہلاکت اثر اہلبیت رسولخدا نے سُنی سنتے ہی اُسکے جناب
زینت خاتونؑ اور اُم کلثومؑ اور سب خواتین معظمہ اور اطفال اسقدر روئے اور پیٹے اور ایسا کہرام بپا ہوا کہ
مشرق سے تا مغرب کسی گھر میں ایسا ماتم نہ کبھی ہوا تھا اور نہ ہوگا پس جبکہ صبح طالع ہوئی اُسوقت وہ حضرت
ناچار قبر مطہر رسول خداؐ اور لحد جناب فاطمہؑ زہرا اور حسن مجتبےٰ سے رخصت ہوئے اور بعد اسکے مع اہلبیت اطہار اور

مع اعوان و انصار مدینہ منورہ سے طرف مکہ معظمہ کے روانہ ہوئے اور اسوقت حالت خوف میں آیہ کریمہ رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ کی تلاوت فرماتے تھے یعنی اے پروردگار عالم نجات دے مجھے ہاتھ سے ظالموں کے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ۝

مجلس دوم بھی مشتمل ہی سفر پر آنحضرت کے مدینہ سے

روانگی از مدینہ

فِی الْبِحَارِ الْاَنْوَارِ اَنَّ الصَّادِقَ اِذَا اَهَلَّ هِلَالَ عَاشُوْرَا اشْتَدَّ حُزْنُهٗ وَعَظُمَ عَلٰی مُصَابِ الْحُسَیْنِ (علیہ السلام) کتاب بحار الانوار میں منقول ہے کہ جب حضرت صادقؑ چاند محرم کا دیکھتے تھے تو اسوقت مصائب امام حسینؑ یاد کر کے بکمال حزن و ملال بے اختیار اسقدر روتے تھے کہ طاقت ضبط باقی نہ رہتی تھی وَالنَّاسُ یَاْتُوْنَ اِلَیْهِ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ یُعَزُّوْنَهٗ وَیُعَزُّوْنَهٗ بِالْحُسَیْنِ وَیَبْکُوْنَ مَعَهٗ اور اسوقت تمام اصحاب اور شیعہ حضرت کے خدمت باسعادت میں برسم تعزیت اور ماتم پرسی کے حاضر ہوتے تھے اور ہمراہ اُن حضرت کے روتے تھے اور نوحہ وزاری کرتے تھے فَاِذَا اَفَاقَ مِنَ الْبُکَاءِ یَقُوْلُ اَیُّهَا النَّاسُ اعْلَمُوْٓا اَنَّ الْحُسَیْنَ حَیٌّ عِنْدَ رَبِّهٖ یُرْزَقُ مِنْ حَیْثُ یَشَآءُ وَدَآئِمًا یَنْظُرُ اِلٰی مَوْضِعِ عَسْکَرِهٖ وَمَصْرَعِهٖ وَمَنْ حَلَّ فِیْهِمْ مِنَ الشُّهَدَآءِ پس جبکہ جناب صادقؑ کو شدت گریہ و بکا سے کچھ افاقہ ہوتا تھا تو اسوقت فرماتے تھے کہ ایہا الناس بتحقیق جانو تم کہ حسینؑ فرزند رسول الثقلینؐ نزدیک پروردگار اپنے کے رزق پاتے ہیں اور موافق اپنی خواہش کے نعمتوں سے بہشت کی سیر ہوتے ہیں اور ہمیشہ ناظر ہیں طرف لشکرگاہ اور قتل گاہ اپنے کے اور طرف قبر مطہر اپنے کے اور طرف مدفن شہدا کے کہ جو ہمراہ اُن حضرت کے شہید ہوئے ہیں وَیَنْظُرُ اِلٰی زُوَّارِهٖ وَالْبَاکِیْنَ عَلَیْهِ وَالْمُقِیْمِیْنَ عَلَیْهِ الْعَزَآءَ وَهُوَ اَعْرَفُ بِهِمْ وَبِاَسْمَآئِهِمْ وَبِدَرَجَاتِهِمْ وَمَنَازِلِهِمْ فِی الْجَنَّةِ اور ایہا الناس بتحقیق کہ امام حسینؑ ہمیشہ دیکھتے ہیں طرف اُن لوگوں کے کہ جو واسطے زیارت قبر مطہر اُن حضرت کے جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں طرف اُن مومنین کے کہ جو مصروف گریہ و بکا اور تعزیت اور عزا اُس امام مظلوم کے ہوتے ہیں اور وہ حضرت خوب واقف ہیں نام سے اپنے زائروں کے اور خوب پہچانتے ہیں اُن لوگوں کو کہ جو تعزیہ دار اور ماتم دار ہیں اُن حضرت کے اور جو درجات کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے واسطے زائرین اور تعزیہ دار اور ماتم داروں کے بیچ بہشت میں مقرر فرمائے ہیں اُن درجات سے بھی واقف ہیں وَاِنَّهٗ

لَيَرٰى مَنْ يَبْكِيْهِ فَيَسْتَغْفِرُ لَهٗ وَيَسْئَلُ جَدَّهٗ وَاَبَاهُ وَاُمَّهٗ وَاَخَاهُ اَنْ يَسْتَغْفِرُوْا لِلْبَاكِيْ عَلٰى مُصَابِهٖ
اور ایہا الناس تحقیق کہ جب امام حسینؑ اپنی مصیبت پر کسی مومن کو روتا دیکھتے ہیں تو اُسی وقت جناب احدیت سے
اُس شخص کیلئے طلب آمرزش کرتے ہیں اور خدمت جناب رسولخداؐ اور اپنے پدر عالیقدر علی مرتضےٰؑ اور اپنی مادر گرامی
جناب فاطمہ زہراؑ اور اپنے بھائی حسن مجتبےٰؑ میں عرض کرتے ہیں کہ آپ بھی اس شخص کیلئے کہ جو میری مصیبت پر روتا
ہی حق سبحانہ تعالےٰ سے طلب مغفرت کیجئے وَهُوَ يَقُوْلُ لَوْ يَعْلَمُ زَائِرِيْ وَالْبَاكِيْ مَالَهٗ مِنَ الْاَجْرِ
عِنْدَ اللّٰهِ لَكَانَ فَرْحُهٗ اَكْثَرَ مِنْ جَزْعِهٖ وَمَا يَقُوْمُ مِنْ مَجْلِسِهٖ اِلَّا وَمَا عَلَيْهِ ذَنْبٌ فَصَارَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ
اور فرمایا جناب صادقؑ نے کہ ایہا الناس فرماتے ہیں جناب امام حسینؑ کہ اگر زوار اور ماتم دار اور رونے والے میری
مصیبت پر واقف ہوجائیں اُن اجر و ثواب سے کہ جو حق سبحانہ تعالےٰ نے عوض میں اس عزاداری کے واسطے اُنکے مقرر
کیئے ہیں تو بے شبہ و بے شک خوشی اور سرور اُنکا زیادہ ہو رونے سے اُن کے اور فرماتے ہیں امام حسینؑ کہ جسوقت
رونے والا میری مصیبت پر مجلس ماتم اور عزا سے اُٹھتا ہی اُسوقت کوئی گناہ اُسپر باقی نہیں رہتا ہی بلکہ ایسا پاک و
پاکیزہ ہوجاتا ہی کہ گویا آج ہی شکم مادر سی متولد ہوا ہے پس مومنین اگر مقصود مغفرت اور نجات ہی آتش دوزخ سی
تو گریہ و بکا کرو مصائب پر ایسی امام مظلوم کے کہ جسے اعدائے دین نے ایسا ناچار کیا کہ شدت گرما میں مضطربانہ
مع عیال و اطفال خورد سال آوارہ وطن ہوا فِي الْبِحَارِ وَغَيْرِهٖ مِنْ كُتُبِ الْاَخْبَارِ اَنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ
رَسُوْلِ الثَّقَلَيْنِ لَمَّا تَهَيَّاَ عَلَى الشُّخُوْصِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ وَشَاعَ ذٰلِكَ جَمَعَتْ نِسَاءُ الْهَاشِمِيَّاتِ فِيْ دَارِهٖ
بَاكِيَاتٍ لَاطِمَاتٍ منقول ہے کہ جب امام حسینؑ نے مدینہ منورہ سی ارادہ سفر عراق کا کیا اور یہ خبر وحشت اثر
مدینہ منورہ میں مشہور ہوئی تمام شہر خاصۃً محلہ بنی ہاشم میں عجب قیامت بپا ہوئی کہ ہر گھر سے صدائے گریہ و بکا
اور ماتم و عزا اور واسیدا و احسیناہ کی بلند تھی یہانتک کہ سب عورات ہاشمیہ روتیں اور پیٹتیں گھر میں آنحضرت کے
جمع ہوئیں اور رونا شروع کیا فَمَنَعَهُنَّ الْحُسَيْنُ عَنِ الْبُكَاءِ وَاَمَرَهُنَّ بِالصَّبْرِ وَالْاَجْرِ فَازْدَدْنَ بِالْبُكَاءِ
وَالنِّيَاحِ پس جبکہ دیکھا حضرت نے کہ حال اُن عورات ہاشمیہ کا بسبب گریہ و بکا کے نہایت ہی متغیر ہی اُسوقت
بکمال شفقت اُن سب سے کلمات تسکین کے ارشاد کیئے اور فرمایا کہ مجھ مظلوم کی مفارقت میں اسقدر نہ رو اور اس
مصیبت عظمےٰ میں صبر اختیار کرو منقول ہے کہ سنتے ہی اس ارشاد کے وہ سب بی بیاں اور زیادہ پیٹیں اور روئیں

وَقُلْنَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ کَیْفَ نَصْبِرُ عَلٰی فِرَاقِکَ وَلِمَنْ نَسْتَبْقِی النِّیَاحَۃَ وَالْبُکَآءَ اور سب عورات
ہاشمیہ نے عرض کیا کہ اے فرزند رسولخداؐ جبکہ ایسا سردار اور وارث ہمارا ہمسے جدا ہو اور بناچاری ترک وطن کرے
تو پھر ہم کیونکر حال اپنا تباہ نہ کریں اور اس سے زیادہ کونسی مصیبت عظیم ہے کہ ہم رونا اپنا واسطے اُس مصیبت کے
اُٹھا رکھیں اور اپنے تئیں ضبط کریں وَاللّٰہِ یَوْمُکَ ھٰذَا لَنَا یَوْمٌ مَاتَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَعَلِیٌّ الْمُرْتَضٰی
اے جگر گوشۂ فاطمہ زہراؑ اور اے نور نظر رسول خداؐ قسم بخدائے عز وجل آجکا دن ہمارے لیئے ویسی ہی مصیبت
کا ہے کہ جس روز جناب رسول خداؐ اور علیؑ مرتضےٰ اور فاطمہ زہراؑ نے دنیا سے رحلت فرمائی تھی بلکہ یہ دن اُس دن
سے بھی زیادہ روز مصیبت ہی اسلیئے کہ بعد آپ کے کوئی سرپرست ہمارا باقی نہیں ہی افسوس صد افسوس کہ آج
مدینہ ویران اور خراب ہوتا ہے فَبَیْنَا کَذٰلِکَ اِذْ اَتَتْہُ اُمُّ سَلَمَۃَ جَدَّتُہٗ فَبَکَتْ وَقَالَتْ یَا مُھْجَۃَ قَلْبِیْ
یَا قُرَّۃَ عَیْنِیْ لَا تَحْزُنِّیْ بِخُرُوْجِکَ اِلَی الْعِرَاقِ راوی کہتا ہی کہ اس اثنا میں جناب اُم سلمہ زوجہ رسولخداؐ اکر یہاں
باحال پریشان تشریف لائیں اور فرمایا کہ اے پارہ جگر اے نور نظر تو اپنی جدائی سے مجھے اس پیرانہ سالی میں محزون
اور مغموم نہ کر کہ تیری مفارقت میں مجھے زندگی اپنی دشوار اور ناگوار ہے فَاِنِّیْ سَمِعْتُ جَدَّکَ یَقُوْلُ یُقْتَلُ
وَلَدِیَ الْحُسَیْنُ بِاَرْضِ عِرَاقٍ اور اے فرزند میرے حسینؑ تو ہرگز سفر اختیار نہ کر کہ میں نے تیرے نانا رسولخداؐ
سے ملکر سنا ہے کہ وہ حضرت فرماتے تھے کہ یہ فرزند میرا حسینؑ زمین عراق پر شہید ہوگا فَقَالَ الْحُسَیْنُ یَا اُمَّاہُ
وَاللّٰہِ اِنِّیْ اَعْلَمُ تِلْکَ الْبُقْعَۃَ وَاَعْرِفُ مَنْ یَّقْتُلُنِیْ وَاَعْرِفُ مَنْ یُّقْتَلُ مَعِیَ مِنْ شِیْعَتِیْ وَاَھْلِبَیْتِیْ
جناب امام حسین نے جواب دیا کہ اے نانی جان قسم بخدائے عز وجل مجھے بھی اس امر ناگزیر سے اطلاع ہی بلکہ میں
واقف ہوں اُس زمین سے کہ جسپر میں شہید ہونگا اور اے نانی جان میں خوب جانتا ہوں نام ونشان اُس شخص کا کہ جو
مجھے قتل کریگا اور جو اصحاب وانصار اور میرے اقربا قتل ہونگے اُن سب شہدا کے نام سے بھی واقف ہوں یَا اُمَّاہُ
اِنْ اَرَدْتِ اُرِیْکِ مَضْجَعِیْ وَمَشْھَدِیْ ثُمَّ اَشَارَ اِلٰی اَرْضِ کَرْبَلَاءَ فَانْخَفَضَتِ الْاَرْضُ حَتّٰی
فَاَرَاھَا مَضْجَعَہٗ وَمَدْفَنَہٗ وَمَشْھَدَہٗ بلکہ اے نانی جان اگر آپ فرمائیں تو میں آپ کو
دکھلا دوں وہ جگہ کہ جہاں میں قتل ہونگا یہ فرما کر حضرت نے اشارہ طرف زمین کربلا کے کیا منقول ہی کہ ساتھہی
اشارہ اُس امام کونینؑ کے زمین ایسی پست ہوگئی کہ زمین کربلا پیش نظر ہوگئی اُسوقت اُنحضرت نے جناب اُم سلمہ کو

کو مقتل اور مدفن اور شہدا اپنا دکھلا دیا فَبَکَتْ اُمُّ سَلَمَةَ بُکَاءً شَدِیْدًا فَقَالَ یَا اُمَّاهُ [illegible]
عَلٰی رِضَاءِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ شَاءَ اَنْ یَرَانِیْ مَقْتُوْلًا مَذْبُوْحًا ظُلْمًا وَعُدْوَانًا وَ
یَرٰی اَهْلِیْ وَحَرَمِیْ مُشَرَّدِیْنَ وَاَطْفَالِیْ مَذْبُوْحِیْنَ مَاسُوْرِیْنَ جبکہ مخدومہ عالم جناب ام سلمہ
نے مقتل اور شہدا اپنے فرزند کا مشاہدہ کیا اسقدر روئیں کہ نوبت بغش پہونچی جبکہ حضرت نے حال اُس مخظمہ کا
نہایت متغیر دیکھا بہت سے کلمات تسکین فرمائے اور کہا کہ اے مادر گرامی یہ وہ امر ناگزیر ہے کہ بجز صبر وشکر کے چارہ
نہیں ہے اور صبر کرنا اس مصیبت عظیم میں باعث خوشنودی حق سبحانہ تعالیٰ ہے اس لیئے جناب احدیت کو مقصود
یہ ہے کہ مجھے اپنی راہ میں بظلم ظالمان بیدین شہید دیکھے اور سر میرا تن سے جدا ہو اور خداوند جلیل کو منظور یہ ہی کہ بعد
میری شہادت کے میرے اہل حرم دربدر سر برہنہ بکمال ذلت وخواری مقید ہو کر پھرائے جائیں اور ہمراہ میرے
اطفال بھی میری طرح ذبح ہوں اور باقی ماندہ گرفتار بلا ہوں اور ہر چند وہ سب اُس حالت بیکسی میں استغاثہ
کریں لیکن کوئی اُن کی فریاد کو نہ پہونچے فَبَکَتْ اُمُّ سَلَمَةَ وَقَالَتْ یَا بُنَیَّ عِنْدِیْ تُرْبَةٌ دَفَعَهَا اِلَیَّ جَدُّكَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ فِیْ قَارُوْرَةٍ پس جبکہ جناب اُم سلمہ نے خبر ہلاکت اُس فرزند خیر البشر کی سُنی بکمال حسرت ویاس روئیں اور بعد
اُس کے فرمایا کہ اے نور چشم نانا تمہارے رسول خدا نے ایک مشت خاک بھی مجھے دی تھی چنانچہ میں نے اُس خاک کو بکمال
حفاظت شیشہ میں نگاہ رکھا ہے فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ الْحُسَیْنُ اَخَذَ تُرْبَةً اُخْرٰی وَاَعْطَاهَا اِیَّاهُ وَقَالَ یَا اُمَّاهُ
اجْعَلِیْهَا مَعَ الْقَارُوْرَةِ الَّتِیْ اَعْطَاكِ جَدِّیْ جبکہ امام حسین ع نے یہ سُنا ایک مشت خاک آپ نے اُٹھا کر جناب اُم سلمہ کو
کو دی اور فرمایا کہ اے نانی جان اس خاک کو بھی دوسرے شیشہ میں ہمراہ اُس شیشہ کے بحفاظت رکھنا فَاِذَا
فَاضَتَا دَمًا عَبِیْطًا فَاعْلَمِیْ اَنِّیْ قُتِلْتُ اور اے جدہ عالیقدار جبکہ ان دونو شیشوں نے خون تازہ جوش مارا پاؤ
تو تم اُس وقت یقین کرنا کہ میں شہید ہوا فَوَدَّعَهَا وَتَرَكَهَا بَاكِیَةً فَسَارَ اِلٰی مَكَّةَ بعد اُسکے وہ حضرت
جناب اُم سلمہ سے رخصت ہوئے وہ اُن کو اور تمام مستورات ومردہا شمیہ کو روتے پیٹتے چھوڑ کر طرف مکہ معظمہ کے روانہ ہوئے
قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ فَبَقِیْتُ بَعْدَ الْحُسَیْنِ وَحِیْدَةً حَزِیْنَةً عَلٰی غُرْبَةِ ابْنِیَ الْحُسَیْنِ وَكُنْتُ دَائِمًا
حَافِظَتَهُمَا اَزُوْرُهُمَا مِنْ اَوْقَاتِ الصَّلٰوةِ كُلَّ یَوْمٍ وَلَیْلَةٍ جناب اُم سلمہ فرماتی ہیں کہ جس روز سے میرا فرزند حسین ع مجھ سے
رخصت ہو کر طرف عراق کے روانہ ہوا اُسی روز سے میں رات اور دن مفارقت میں اپنے پارہ جگر کے رویا کرتی تھی

اور ہمیشہ محزون اور مغموم اکیلے گھر میں بسر کرتی تھی اور ہر روز اُن دونوں شیشوں کی محافظت زیادہ تر اوقات نماز سے کیا کرتی تھی اور انہیں دیکھتی رہتی تھی مگر ہمیشہ بدستور پاتی تھی فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الْعَاشِرُ مِنَ الْمُحَرَّمِ نَظَرْتُ اِلَيْهِمَا فِيْ اَوَّلِ النَّهَارِ فَوَجَدْتُهُمَا عَلٰى حَالِهِمَا یہانتک کہ جب دسویں تاریخ ماہ محرم کی آئی تو میں نے موافق معمول کے صبحکو اُن شیشوں کو دیکھا بدستور پایا فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ وَ نَظَرْتُ اِلَيْهِمَا فَاِذَا صَارَ تَا دَمًا عَبِيْطًا فَلَطَمْتُ وَجْهِيْ وَ عَلِمْتُ اَنَّ ابْنِيَ الْحُسَيْنَ قَدْ قُتِلَ فِيْ اَرْضِ كَرْبَلَاءَ پس جبکہ بعد نماز ظہر کے میں نے اُن شیشوں پر نگاہ کی دیکھا میں نے کہ اُن سے خون تازہ جوش مارتا ہے یہ دیکھتی ہی میں نے مونہہ اپنا پیٹ لیا اور اسقدر روئی اور پیٹی کہ نوبت بغش پہونچی اور مجھے یقین ہوگیا کہ فرزند دلبند میرا اسوقت زمین کربلا پر شہید ہوا ہے وَلَمْ تَكُنْ فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ حَجَرٌ وَلَا مَدَرٌ اِلَّا وُجِدَ تَحْتَهُ دَمًا عَبِيْطًا وَ اَمْطَرَتِ السَّمَاءُ دَمًا وَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ وَبَدَتِ النُّجُوْمُ جناب اُم سلمہ فرماتی ہیں کہ اُسوقت جو پتھر اور ڈھیلا کوئی شخص زمین سے اُٹھاتا تھا نیچے سے اُس کے خون تازہ جاری پاتا تھا اور اُسوقت آسمان سے لہو برسنے لگا اور آفتاب کو گہن لگ گیا اور ایسی تاریکی زمین و آسمان میں پھیلی کہ دن کو ستارے نظر آنے لگے فَلَمَّا جَنَّ اللَّيْلُ رَقَدْتُّ مُضْجَعِيْ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَشْعَثَ اَغْبَرَ بَاكِيَ الْعَيْنَيْنِ حَزِيْنَ الْقَلْبِ پس وہ تمام روز مجھے رونے اور پٹینے میں بسر ہوا اور شب کو روتے روتے میری آنکھ لگ گئی دیکھا میں نے کہ رسولخدا باحال پریشان محزون اور مغموم گرد آلودہ ہیں اور اشک چشم انور سے مثل ابر بہار کے مسلسل جاری ہیں فَقُلْتُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَ اُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالِيْ اَرَاكَ بَاكِيًا مَحْزُوْنًا پس یہ حال پر ملال آنحضرت کا دیکھکر میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ فدا ہوں آپ پر ماں اور باپ میرے کیا سبب ہے کہ چہرہ اقدس غبار آلودہ ہے اور آپ کو اس کرب سے کسی مصیبت میں ایسا روتے نہیں دیکھا تھا فَقَالَ لِيْ يَا اُمَّ سَلَمَةَ قَدْ قُتِلَ وَلَدِيْ قُرَّةُ عَيْنِي الْحُسَيْنُ مَعَ اَهْلِ بَيْتِهٖ فِيْ طَفِّ كَرْبَلَاءَ پس حضرت نے فرمایا کہ اے اُم سلمہ آج فرزند دلبند میرا حسین مع اپنے اقربا کے زمین کربلا پر بظلم و ستم قتل ہوا ہے پس اس مصیبت عظیم میں حال میرا تباہ اور پریشان ہے قَالَتْ فَانْتَبَهْتُ بَاكِيَةً حَزِيْنَةً فَسَمِعْتُ نَوْحَةً مِنَ السَّمَاءِ ؎ مَسَحَ النَّبِيُّ جَبِيْنَهٗ فَلَهٗ بَرِيْقٌ فِي الْخُدُوْدِ ؛ اَبَوَاهُ مِنْ عُلْيَا قُرَيْشٍ جَدُّهٗ خَيْرُ الْجُدُوْدِ اُم سلمہ فرماتی ہیں کہ یہ خواب پریشان دیکھکر میں روتی اُٹھی اور مجھے یقین کامل

ہو گیا قتل ہوئے اپنے نورِ چشم حسینؑ کا پس میں نے آواز دی سب عورات ہاشمیہ کو کہ تم سب گریہ و بکا کرو واسطے قتل
ہو گیا حسینؑ فرزند رسول الثقلینؐ چنانچہ سب بی بیاں رقیہ اور بیٹیاں جمع ہوئیں اور اُس وقت شور قیامت بپا ہوا اور
اُسی شب کو سنا میں نے کہ آسمان سے یہ آواز آتی ہے کہ افسوس صد افسوس قتل ہوا وہ شخص کہ جسکی پیشانی انور پر
رسول خداؐ ہمیشہ بوسے دیتے تھے افسوس ہے کہ قتل ہوا وہ امام مظلوم کہ جسکے جد امجد جناب رسالتمآبؐ اور پدر عالیقدر
جناب علی مرتضےٰؑ افضل ترین قریش ہیں اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس تیسری بھی مشتمل ہی سفر پر حضرت کے مدینہ سے

فِي الْاَمَالِي عَنْ رَيَّانِ بْنِ شَبِيْبٍ اَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ الرِّضَا فِيْ اَوَّلِ يَوْمٍ مِنَ الْمُحَرَّمِ فَقَالَ لِيْ
اَصَائِمٌ اَنْتَ قُلْتُ لَا کتاب امالی میں ریان بن شبیب سے منقول ہے کہ کہا اُس نے حاضر ہوا میں خدمت
باسعادت جناب امام رضاؑ میں پہلی تاریخ ماہ محرّم کو حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ اے شبیب آیا آج تو روزہ دار ہے
میں نے عرض کی کہ نہیں یابن رسول اللہ فَقَالَ اِنَّ هٰذَا الْيَوْمَ هُوَ الْيَوْمُ الَّذِيْ دَعَا فِيْهِ ذَكَرِيَّا رَبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ
مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ پس فرمایا اُن حضرت نے کہ اے ابن شبیب آج وہ دن ہے کہ اسی روز
حضرت ذکریاؑ نے درگاہ جناب احدیت میں دُعا کی کہ اے پروردگار عالم میں امیدوار ہوں تیری رحمت سے کہ مجھے ایک
فرزند نیک و صالح عطا کر کہ تو سمیع الدعا ہے فَاسْتَجَابَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَ اَمَرَ الْمَلٰٓئِكَةَ فَنَادَتْ ذَكَرِيَّا وَهُوَ
قَائِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى پس جناب اقدس الٰہی میں دُعا حضرت ذکریاؑ
کی قبول ہوئی اور ملآئکہ کو حکم ہوا کہ خوشخبری دیدو ذکریاؑ کو کہ دُعا اُنکی قبول ہوئی پس ملآئکہ نے ندا کی کہ یا نبی خدا جناب
اقدس الٰہی خوشخبری دیتا ہے آپ کو ساتھ عطا کرنے فرزند نیک و صالح کے کہ نام اُنکا یحییٰؑ ہے يَا ابْنَ شَبِيْبٍ فَمَنْ
صَامَ هٰذَا الْيَوْمَ ثُمَّ دَعَا اللّٰهَ تَعَالٰى اسْتَجَابَ لَهٗ كَمَا اسْتَجَابَ لِذَكَرِيَّا پس اے ابن شبیب جو شخص کہ آج
کے روز روزہ رکھے اور جناب باری میں دُعا کرے پس حق سبحانہ تعالےٰ دعا اُس کی قبول فرماتا ہے جیسے کہ دُعا حضرت
ذکریاؑ کی قبول فرمائی ثُمَّ قَالَ يَا ابْنَ شَبِيْبٍ اِنَّ الْمُحَرَّمَ هُوَ الشَّهْرُ الَّذِيْ كَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ فِيْمَا
مَضٰى يُحَرِّمُوْنَ فِيْهِ الظُّلْمَ وَالْقِتَالَ لِحُرْمَتِهٖ بعد ازاں فرمایا جناب امام رضاؑ نے کہ اے ابن شبیب ماہ محرّم وہ مہینہ ہے
کہ اہل جاہلیت قبل بعثت جناب رسول خدا کے حرام جانتے تھے کسی پر ظلم کرنا اور کسی کو قتل کرنا بسبب حرمت اس مہینہ کے

فَمَا عَرَفَتْ هٰذِهِ الْاُمَّةُ حُرْمَةَ شَهْرِهَا وَلَا حُرْمَةَ نَبِيِّهَا لَقَدْ قَتَلُوْا فِيْ هٰذَا الشَّهْرِ ذُرِّيَّتَهُ وَسَبَوْا نِسَآئَهُ وَانْتَهَبُوْا ثِقْلَهُ فَلَا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُمْ اَبَدًا لیکن اے ابن شبیب افسوس ہے کہ اس اُمت جفاشعار نے نہ پہچانی حرمت اس مہینے کی اور نہ خیال کیا حرمت کو اپنے نبی کی تحقیق کہ قتل کیا اُس اُمت بدکردار نے اسی مہینے میں ذریت رسولخدا کو اور مقید کیا عترت اور اولاد رسولخدا کو اور لوٹ لیا اسباب رسولخدا کا پس حق سبحانہ تعالےٰ کبھی نہ بخشیگا اُن اشقیا کو يَا ابْنَ شَبِيْبٍ اِنْ كُنْتَ بَاكِيًا لِشَيْءٍ فَابْكِ لِلْحُسَيْنِ فَاِنَّهُ ذُبِحَ كَمَا يُذْبَحُ الْكَبْشُ اے ابن شبیب اگر کوئی مصیبت ایسی تجھے درپیش آئے کہ جسپر تجھے رونا آئے پس اُسی وقت رو تو مصیبت پر امام حسینؑ کی اس لیے اُس امام مظلوم کو اس امت جفاکار نے اسطرح قتل کیا ہے کہ جسطرح قصاب گوسفند کو ذبح کرتے ہیں وَقُتِلَ مَعَهٗ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ رَجُلًا لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ شَبِيْهٍ اے ابن شبیب قتل کیا اُن اشقیا نے ہمراہ اُس امام بیکس کے اٹھارہ شخص اقربائے آنحضرت کے کہ مثل اور نظیر کسی کا اُنمیں سے روئے زمین پر نہ تھا وَلَقَدْ بَكَتِ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرَضُوْنَ السَّبْعُ لِقَتْلِهٖ وَلَقَدْ نَزَلَ اَرْبَعَةُ اٰلَافٍ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ لِنُصْرَتِهٖ فَوَجَدُوْهُ قَدْ قُتِلَ ای ابن شبیب مصیبت امام حسینؑ وہ مصیبت عظیم ہے کہ وقت شہادت آنحضرتؑ کے چار ہزار فرشتے بارادہ نصرت ویاری آسمان سے وارد زمین کربلا ہوئے مگر افسوس کہ وہ ملائکہ اُسوقت پہونچے کہ وہ حضرت اُسی وقت شہید ہو چکے تھے فَهُمْ عِنْدَ قَبْرِهٖ شُعْثٌ غُبْرٌ اِلٰى اَنْ يَقُوْمَ الْقَآئِمُ فَيَكُوْنُوْنَ مِنْ اَنْصَارِهٖ وَشِعَارُهُمْ يَا لَثَارَاتِ الْحُسَيْنِ پس وہ فرشتے اُسی وقت سے مجاور قبر مطہر اُس امام مظلوم کے ہوئے اور ماتم میں حضرت کے بامو ئے پریشان غبار آلودہ ہر وقت گریاں ونالاں رہتے ہیں اور نوحہ اُنکا یہ ہی کہ یالثارات الحسینؑ یعنی افسوس ہے کہ خون حسینؑ فرزند رسول الثقلینؐ کا ناحق زمین کربلا پر بہایا گیا کاش اس خون ناحق ریختہ کا جلد عوض ہوتا پس وہ فرشتے ہمیشہ اسی طرح رویا کریں گے یہانتک کہ جناب قائم آل محمدؐ ظہور فرمائیں پس اُسوقت وہ فرشتے بھی انصار ے اُن حضرت کے ہونگے يَا ابْنَ شَبِيْبٍ لَقَدْ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ لَمَّا قُتِلَ جَدِّيَ الْحُسَيْنُ بَكَتِ السَّمَآءُ دَمًا وَتُرَابًا اَحْمَرَ اے ابن شبیب سُنا ہے میں نے اپنے پدر بزرگوار سے اور اُن حضرت نے اپنے پدر عالیمقدار امام جعفر صادقؑ سے اور اُنہوں نے اپنے جد بزرگوار سے کہ جسوقت جد مظلوم میرے امام حسینؑ شہید ہوئے تو اُسوقت آسمان سے خون تازہ اور خاک

سرخ برسی یَا ابْنَ شَبِیْبٍ اِنْ بَکَیْتَ عَلَی الْحُسَیْنِ حَتّٰی یَسِیْلَ دُمُوْعُکَ عَلٰی خَدَّیْکَ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ کُلَّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتَہٗ صَغِیْرًا کَانَ اَوْ کَبِیْرًا قَلِیْلًا کَانَ اَوْ کَثِیْرًا اے ابن شبیب اگر روئے تو مصیبت پر حسینؑ کی اسقدر کہ آنکھ سے نیری اشک نکلیں اور تیرے رخسار و پر جاری ہوں پس عوض میں اسقدر رونے کے حق سبحانہ تعالےٰ تمام گناہ تیرے بخشے گا صغیرہ ہوں یا کبیرہ ہوں تھوڑے ہوں یا بہت ہوں یَا ابْنَ شَبِیْبٍ اِنْ سَرَّکَ اَنْ تَلْقَی اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَ لَا ذَنْبَ عَلَیْکَ فَزُرِ الْحُسَیْنَ اے ابن شبیب اگر تو مشتاق ہی اسکا کہ بستر وز خداوند عالم سے ملاقات کرے اور اُس وقت تجھ پر کوئی گناہ نہ ہو پس زیارت بجالا تو قبر مطہر امام حسینؑ کی یَا ابْنَ شَبِیْبٍ اِنْ سَرَّکَ اَنْ تَسْکُنَ الْغُرَفَ الْمَبْنِیَّۃَ فِی الْجَنَّۃِ مَعَ النَّبِیِّ فَالْعَنْ قَتَلَۃَ الْحُسَیْنِ اے ابن شبیب اگر چاہے تو کہ غرفہائے عالیہ جنت میں ہمراہ رسولخدا کے مقیم ہو پس لعنت کر تو اُن اشقیا پر کہ جنہوں نے ناحق قتل کیا امام حسینؑ کو یَا ابْنَ شَبِیْبٍ اِنْ سَرَّکَ اَنْ یَّکُوْنَ لَکَ مِنَ الثَّوَابِ مِثْلَ مَا لِمَنِ اسْتُشْہِدَ مَعَ الْحُسَیْنِ فَقُلْ مَتٰی ذَکَرْتَہٗ یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ مَعَہُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِیْمًا اے ابن شبیب اگر چاہی تو کہ تجھی بھی وہی ثواب ملے کہ جو ثواب رفقائے امام حسینؑ کو جناب احدیت عطا کرے گا پس چاہیئے کہ جب یاد آئے تجھے مصیبت امام حسینؑ کی تو اُسوقت مقام تمنا اور آرزو میں بکمال تاسف اور تحیر یہ کہہ تو یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ مَعَہُمْ یعنی کاش میں بھی روز عاشورا حاضر خدمت باسعادت امام حسینؑ ہوتا اور جان اپنی فرزند رسول الثقلین پر فدا کرتا و درآمرزیدہ در رستگار ہوتا یَا ابْنَ شَبِیْبٍ اِنْ سَرَّکَ اَنْ تَکُوْنَ مَعَنَا فِی الدَّرَجَاتِ الْعُلٰی مِنَ الْجِنَانِ فَاحْزَنْ لِحُزْنِنَا وَافْرَحْ لِفَرَحِنَا وَعَلَیْکَ بِوَلَایَتِنَا اے ابن شبیب اگر چاہے تو کہ ہمارے ساتھ ہو درجات عالیہ جنت میں پس ہمارے حزن اور رنج سے محزون اور مغموم ہو اور ہماری خوشی اور سرور سے مسرور اور خوشنود ہو اور لازم ہی تجھے کہ ہماری محبت اختیار کر اسلیے کہ جو شخص کسی پتھر سے محبت رکھے گا تو بروز قیامت حشر اُسکا اُسی پتھر کے ساتھ ہوگا پس حضرات محبت اہلبیت رسولخدا اختیار کرو اور رو مصیبت پر امام حسینؑ کی کہ یہ باعث مغفرت گناہوں کا ہی خواہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ ہوں افسوس صد افسوس کہ اس اُمت جفا شعار نے اُس امام مظلوم کو آوارہ وطن کیا اور ہرگز مرقد مطہر رسولخدا پر رہنے نہ دیا فِی الْمُنْتَخَبِ اَنَّہٗ لَمَّا اَرَادَ الْحُسَیْنُ الْخُرُوْجَ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ اِلَی الْعِرَاقِ لِثَلٰثٍ مَضَیْنَ مِنْ شَعْبَانَ سَنَۃَ سِتِّیْنَ مِنَ الْہِجْرَۃِ اِلْتَفَتَ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ کتاب منتخب میں منقول ہی کہ جب امام حسینؑ نے تیسری تاریخ ماہ شعبان کو کہ سنہ ۶۰ ہجری تھی قصد سفر عراق کا کیا اُسوقت محمد بن حنیفہ اور ابن عباس واسطے رخصت کے حاضر خدمت

باسعادت ہوئے پس حضرت طرف ابن عباس کے متوجہ ہوئے وَقَالَ یَابْنَ عَبَّاسٍ مَا تَقُوْلُ فِیْ قَوْمٍ
اَخْرَجُوا ابْنَ بِنْتِ نَبِیِّهِمْ مِنْ وَطَنِهٖ وَدَارِهٖ وَحَرَمِ جَدِّهٖ وَقَرَارِهٖ فرمایا کہ ابن عباس کیا کہتے ہو حق میں
اس اُمت جفاکار کے کہ جسنے نواسے کو اپنے نبی کے آوارہ وطن کیا اور قبر مطہر سے اُسکے نانا جان کی بظلم وستم اُسے
جدا کیا وَهُوَ یَتْرُكُهٗ خَائِفًا مُتَرَقِّبًا مَرْعُوْبًا لَا یَسْتَقِرُّ فِیْ دَارِهٖ وَلَا یَاْوِیْ اِلٰی جِوَارِهٖ یُرِیْدُوْنَ
بِذٰلِكَ قَتْلَهٗ وَلَمْ یَرْتَكِبْ مُنْكَرًا وَلَا اِثْمًا اور وہ فرزند رسولؐ ایسا ناچار اور مجبور ہو کہ اُسے یقین ہو جائے
اسکا کہ اگر میں ترک وطن نہ کرونگا تو یہ اُمت جفاکار مجھے قتل کرے گی اور کسی طرح روضہ رسول خداؐ پر رہنے
نہ دیگی پس وہ مظلوم خائف وترساں سفر غربت اختیار کرے حالانکہ اُس فرزند رسولؐ سے کوئی امر ناشروع
اور کوئی گناہ سرزد نہ ہوا ہو فَلَمَّا سَمِعَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذٰلِكَ بَكٰی بُكَاءً شَدِیْدًا وَقَالَ یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
جُعِلْتُ فِدَاكَ اِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ لَكَ مِنَ الْمَسِیْرِ اِلَى الْعِرَاقِ فَلَا تَسِرْ مَعَ اَهْلِكَ وَنِسَائِكَ پس جبکہ ابن عباس
نے ارشاد سے حضرت کے معلوم کیا کہ حضرت کو بدون نکلنے کے وطن سے کچھ چارہ نہیں ہی بہت روئے اور عرض کی کہ
کہ فدا ہوں آپ پر یا ابن رسول اللہؐ جبکہ آپ نے بمجبوری قصد چھوڑنے وطن کا کیا ہے تو پھر مجھے تعجب ہے کہ اپنے اہل حرم
کو آپ ایسے سفر پر خطر میں کیوں اپنے ہمراہ لیے جاتے ہیں حالانکہ محافظت اُن کی راہ میں بہت دشوار ہی بلکہ میرے
نزدیک یوں مناسب ہی کہ آپ تنہا سفر اختیار کریں اور عورات و اطفال کو وطن میں چھوڑ جائیں فَقَالَ الْحُسَیْنُ
یَابْنَ عَبَّاسٍ كَیْفَ اَتْرُكُ اَهْلَبَیْتِیْ فَاِنَّ جَدِّیْ قَدْ اَمَرَنِیْ بِحَمْلِهِنَّ مَعِیَ حضرت نے جواب میں ارشاد فرمایا
کہ ابن ابن عباس چھوڑ جانا عورات و اطفال کا ہرگز ممکن نہیں ہی اسلئے کہ جد بزرگوار میرے جناب رسالتمآبؐ نے
مجھ سے فرمایا ہے کہ اے حسینؑ لازم ہی تجھے کہ اپنے اہل حرم کو اس سفر میں اپنے ہمراہ لے جا پس کیونکر ہو سکے کہ میں خلاف
حکم رسول خداؐ کے کروں وَكَیْفَ اَتْرُكُ اَهْلَبَیْتِیْ وَحَرَمِیْ فَاِنَّهُنَّ وَدَائِعُ خَیْرِ الْاَنْبِیَاءِ وَلَا اٰمَنُ عَلَیْهِنَّ
اَحَدًا اور علاوہ اسکے یہ سب اہلبیت رسول خداؐ امانت رسول خداؐ ہیں اور میرے سپرد ہیں اور میری نظر میں
کوئی شخص ایسا امین نہیں ہی کہ یہ امانت سپرد اُسکے کردوں اور آپ تنہا چلا جاؤں وَهُنَّ اَیْضًا لَا یُفَارِقْنِیْ مَا
دُمْتُ حَیًّا اور قطع نظر اسکے یہ اہلبیت میرے مجھ سے ایسے مانوس ہیں کہ ان سب کو جدائی میری کسی عنوان گوارا
نہیں ہی جب تک کہ میں زندہ ہوں ہرگز مجھے تنہا نہ چھوڑیں گے فَبَیْنَا كَذٰلِكَ اِذْ سَمِعَ ابْنُ عَبَّاسٍ صَوْتَ

كَرِيمَةٍ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ وَهِيَ تَقُولُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ أَتُشِيرُ عَلَى شَيْخِنَا وَسَيِّدِنَا أَنْ يُخَلِّفَنَا هٰهُنَا وَيَمْضِيَ وَحْدَهُ مِنْ وَطَنِهِ راوی کہتا ہے کہ ابن عباس اور حضرت باہم اسطرح سے ہمکلام تھے کہ ناگاہ آواز ایک مخدرہ کی پس پردہ سے آئی کہ اُنے بکمال غضب یہ فرمایا کہ سبحان اللہ اے ابن عباس آپکو تجھے یہی مناسب ہے کہ تو ہمارے سردار اور ہمارے وارث کو یہ مشورہ دے کہ وہ خود تنہا سفر کریں اور ہم بے وارثوں کو چھوڑ جائیں یَا ابْنَ عَبَّاسٍ هَلْ أَبْقَى الزَّمَانُ لَنَا غَيْرَهُ لَا أَبْقَانَا اللّٰهُ بَعْدَهُ حَيًّا بَلْ نَمُوتُ بَيْنَ يَدَيْهِ اے ابن عباس آیا کوئی وارث ہمارا زمانے نے سوائے حسین علیہ السلام کے باقی رکھا ہے کہ جو کفالت اور حمایت ہماری کرے یہ کب ممکن ہے کہ ہم اُن حضرت کو تنہا جانے دیں حق سبحانہ تعالیٰ نہ وہ گھڑی نہ دکھلائے کہ ہم ایک ساعت بھی بعد حسین علیہ السلام کے زندہ رہیں بلکہ ہم خداوند جلیل سے امیدوار ہیں کہ ہمیں سامنے اُنکے موت دے فَبَكَى ابْنُ عَبَّاسٍ وَعَرَفَ أَنَّهَا زَيْنَبُ بِنْتُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ ابن عباس کہتے ہیں کہ یہ کلمات اُن مخدرہ سے سنکر میں نہایت نادم ہوا اور بہت رویا اور معلوم کیا کہ یہ مخدرہ کونین جناب زینب خاتون دختر امیر المؤمنین تھیں اب حضرات یہ جاننے کہ یہ خیال کرتا ہے کہ جس بہن کو اپنے بھائی سے اسدرجہ محبت ہو کہ اتنا مشورہ مفارقت کا ناگوار ہو کیا حال ہوا ہوگا اُس بہن ستم دیدہ کا کہ جب اپنے بھائی کو روز عاشورہ شہید ہوتے دیکھا ہوگا قَالَ مَنْ شَهِدَ الْوَاقِعَةَ لَمَّا وَقَعَ الْحُسَيْنُ عَنْ ظَهْرِ جَوَادِهِ عَلَى الْأَرْضِ خَرَجَتِ النِّسَاءُ مِنَ الْخِيَامِ نَاشِرَاتِ الشُّعُورِ ضَارِبَاتِ الْوُجُوهِ سَاكِبَاتٍ راوی کہتا ہے کہ جب وقت عصر امام حسین علیہ السلام کثرت زخمہائے کاری سے ضعیف و ناتوان ہو کر پشت زین سے زمین پر تشریف لائے اور سب اہل حرم نے پس پردہ سے مشاہدہ کیا سب پردگیان عصمت و طہارت سر و پا برہنہ روتی پیٹتی خیمہ سے باہر نکل آئیں اور با حال پریشان اُفتان و خیزاں قتلگاہ میں پہونچیں دیکھا کہ شمر ملعون ارکان دین کے گرانے میں مشغول ہے ہر چند کہ اُن بیکسوں نے روبرو اُس شقی کے الحاح و زاری بہت کی لیکن اُس بے حیا نے ہرگز اُن کی بیکسی و بیقراری پر نظر نہ کی یہانتک کہ چراغ ایمان کو بجھا دیا اور آیات قرآن کو مٹا دیا

لَمَّا أَتَتْ زَيْنَبُ تَسْتَغِيثُ سَكِينَةُ ؛ أَخِي كُنْتَ لِي حِصْنًا حَصِينًا وَمَوْئِلًا ؛ أَخِي كُنْتُ أَرْجُو أَنْ أَكُونَ لَكَ الْفِدَا ؛ تَرَحَّلْتَ فِيمَا كُنْتُ فِيهِ مُؤَمِّلًا

راوی کہتا ہے کہ جب وہ ملعون کام اپنا تمام کر چکا سب بیبیاں قریب لاش اقدس کے پہونچیں اور ہر ایک بیکس نے پیٹتے پیٹتے حال اپنا غیر کیا لیکن قسم بخدائے عزّ و جلّ کہ

نہیں بھولتا مجھے ابتک تڑپنا اور بین کرنا حضرت زینب بہن امام حسین علیہ السلام کا کہ وہ خاتون معظمہ لاش سے اپنے بھائی کی لپٹی ہوئی یہ بین کرتی تھیں کہ فدا ہو بہن اس لاش بے سر پر کہ جسکے سایہ میں آجتک بہن سب آفتوں سے محفوظ رہی لیکن اے بھیا بعد تمہارے کون وارث ایسا ہے کہ جو حمایت مجھ بیکس کی کریگا اور میری آبرو کو بچائیگا اور بھائی فدا ہو بہن آپ پر سے میں ہمیشہ سے آرزومند اسکی تھی کہ آپ پر سے صدقہ ہو کر مر جاؤں اور تم مجھے اپنے ہاتھ سے کفن دیکر دفن کرو لیکن افسوس کہ قسمت میری الٹ گئی کہ تم سامنے اس بیکس کے دنیا سے سدھارے اور میں سخت بجان جیتی رہی ۵

اَخِیْ یَا قَتِیْلَ الْاَدْعِیَاءِ کَسَرْتَنِیْ ؛ وَاَوْرَثْتَنِیْ حُزْنًا مُقِیْمًا مُطَوَّلًا ؛ اَخِیْ یَا اَخِیْ لَوْ کُنْتُ عَمْیَاءَ وَ لَمْ اَرٰی ؛ جَبِیْنَکَ وَالْوَجْہَ الْجَمِیْلَ مُرَمَّلًا

اے بھائی تمام حسرت اور افسوس ہے کہ تم ہاتھ سے دشمنوں کے شہید ہو کر راہی جنت ہوئے اور اس بہن ستمدیدہ کی کمر توڑ گئے کاش یہ بہن نابینا ہوتی کہ آج اس چاند سی صورت کو آلودہ بخاک و خون نہ دیکھتی راوی کہتا ہے کہ واللہ وہ خاتون معظمہ اس کرب و قلق سے بین کرتی تھیں اور روتی تھیں کہ قلب ہر ایک دوست و دشمن کا شق ہوتا تھا بلکہ جانوران وحشی بھی وہ نوحہ سنکر روتے تھے

اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ؕ

مجلس چوتھی ملاقات کرنا ملائکہ و جن کا حضرت سے بوقت روانگی مدینہ سے

عَنِ الرِّضَا عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ تَذَکَّرَ مُصَابَنَا وَبَکٰی لِمَا ارْتُکِبَ مِنَّا کَانَ مَعَنَا فِیْ دَرَجَتِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اور فرمایا جناب امام رضا علیہ السلام نے کہ جو مومن ذکر کرے ہمارے مصائب کا اور روئے ان جور و ستم پر کہ جو ہاتھ سے اعدائے دین کے ہم اہلبیت طاہرین علیہم السلام پر گذرے ہیں وہ مومن رونے والا ہمارے ساتھ ہوگا ہماری درجہ میں بروز قیامت وَمَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا یُحْیٰی فِیْہِ اَمْرُنَا وَبَکٰی عَلٰی مَا اَصَابَنَا لَمْ یَمُتْ قَلْبُہٗ یَوْمَ تَمُوْتُ الْقُلُوْبُ وَلَمْ تَبْکِ عَیْنُہٗ یَوْمَ تَبْکِی الْعُیُوْنُ اور فرمایا جناب امام رضا علیہ السلام نے کہ جو مومن شریک ہو اس مجلس میں کہ جسمیں زندہ کیا جائے امر ہمارا یعنی جس مجلس میں فضائل یا مصائب ہم اہلبیت کے مذکور ہوں اور روئے ہماری مصیبت پر پس عوض اسکے نہ مردہ ہوگا دل اسکا اس روز کہ جس روز تمام دل مردہ ہونگے اور نہ گریاں ہوگی آنکھ اسکی اس روز کہ جس روز تمام آنکھیں گریاں ہونگی پس حضرات بغور سنو مصائب امام حسین علیہ السلام کے اور کوشش کرو کہ

کوئی اشک اُس ماتم میں آنکھ سے نکلے اور وہ سبب نجات کا آتش دوزخ سے ہو اور باعث علو درجات بہشت ہو فِی
الْمَلْهُوفِ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ الطَّبَرِیِّ عَنِ الْوَاقِدِیِّ وَزُرَارَةَ بْنِ صَالِحٍ اَنَّهٗ قَالَ لَقِیْنَا الْحُسَیْنَ
قَبْلَ خُرُوْجِهٖ اِلَی الْعِرَاقِ بِثَلٰثَةِ اَیَّامٍ کتاب لہوف میں سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے ابو جعفر طبری
سے اور اُسنے واقدی اور زرارہ بن صالح سے نقل کیا ہے کہ کہا اُن دونوں نے جبکہ امام حسینؑ نے مدینہ سے قصد
سفر عراق کا کیا اور کوچ فرمانے میں حضرت کے تین روز باقی تھے تو ہم خدمت باسعادت اُس امام کونین میں حاضر
ہوئے فَاَخْبَرْنَاهُ بِهَوَی النَّاسِ بِالْکُوْفَةِ وَاَنَّ قُلُوْبَهُمْ مَعَهٗ وَسُیُوْفَهُمْ عَلَیْهِ فَلَمَّا سَمِعَ الْحُسَیْنُ
ذٰلِكَ مِنَّا اَوْمَی بِیَدِهٖ نَحْوَ السَّمَآءِ پس جبکہ ہمنے اُن حضرت کو آمادہ سفر پایا تو عرض کی کہ یابن رسول اللہ ہمیں
خوب معلوم ہے حال اہل کوفہ کا کہ تمام اہل شہر اگرچہ قلباً طرف حضرت کے مائل ہیں لیکن ظاہر میں سبکے سب تلواریں
لیے آمادہ آپکے قتل پر ہیں پس ہماری رائے میں اُن کے قول پر اعتماد کرنا خالی از ضرر نہیں ہے جبکہ اُنحضرت نے
یہ خبر وحشتناک ہم سے سُنی دست حق پرست اپنا طرف آسمان کے بلند کیا فَفُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَنَزَلَتِ
الْمَلٰٓئِکَةُ عَدَدًا لَا یُحْصِیْهِمْ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ لَوْلَا تَقَارُبُ الْاَشْیَآءِ وَحُبُوْطُ الْاَجْرِ لَقَاتَلْتُهُمْ بِهٰؤُلَآءِ
پس دیکھا ہمنے کہ ساتھ ہی اشارے کے دروازے آسمان کشادہ ہوگئے اور اسقدر ملائکہ آسمان سے زمین پر نازل ہوئے
کہ گنتی اور شمار اُن کی سوائے خدائے عز و جل کے کوئی نہیں کر سکتا ہے پس حضرت نے اُسوقت ہم سے فرمایا کہ اگر وقت
مرگ واسطے ہر ذی روح کے معین اور مقرر نہ ہوتا اور خوف ضایع ہونے اجر و ثواب کا نہ ہوتا تو اسقدر ملائکہ کے
ساتھ اُن اعدائے دین سے میں مقابلہ اور مقاتلہ کرتا لٰکِنِّیْ اَعْلَمُ اَنَّ هُنَاكَ مَصْرَعِیْ وَمَصْرَعُ
اَصْحَابِیْ وَلَا یَنْجُوْا مِنْهُمْ اِلَّا وَلَدِیْ عَلِیٌّ (علیہ السلام) لیکن مجھے یہ یقین معلوم ہے اور
میں خوب جانتا ہوں اُس جگہ کو کہ جہاں میں اور میرے اعوان و انصار شہید ہونگے اور کوئی اُن میں سے سوائے
میرے فرزند زین العابدینؑ کے نہ بچے گا رَوَی الشَّیْخُ الْمُفِیْدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ بِاِسْنَادِهٖ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ (ع)
اَنَّهٗ قَالَ لَمَّا اَرَادَ الْحُسَیْنُ الْخُرُوْجَ مِنَ الْمَدِیْنَةِ لَقِیَتْهُ اَفْوَاجٌ مِنَ الْمَلٰٓئِکَةِ فِیْ اَیْدِیْهِمْ حِرَابٌ عَلٰی
نُجُبِ الْجَنَّةِ کتاب ارشاد میں شیخ مفید علیہ الرحمہ نے ساتھ اپنے اسناد کے جناب امام جعفر صادقؑ سے نقل
کیا ہے کہ جب جناب امام حسینؑ نے مدینہ منورہ سے ارادہ سفر عراق کا کیا اُسوقت فوج ملائکہ بے شمار ناقہائے جنت پر سوار

حاضر خدمت اُس امام ابرار کے ہوئے فَسَلَّمُوا عَلَيْهِ وَقَالُوا يَا حُجَّةَ اللهِ عَلَى خَلْقِهِ اِنَّ اللهَ تَعَالَى لَقَدْ اَمَدَّ بِنَا
جَدَّكَ فِي الْمَوَاطِنِ كَثِيْرَةٍ وَاِنَّ اللهَ اَمَدَّكَ بِنَا پس اُس فوج ملائکہ نے بعد تسلیم کے عرض کیا کہ اے حجت خدا ہم وہ
فوج ملائکہ ہیں کہ جناب اقدس الٰہی نے ہم سب کو اکثر واسطے نصرت اور مدد جناب رسالتمآبؐ کے معرکہ بدر اور اُحد
میں بھیجا تھا اور ہم نے امداد آنحضرتؐ کی کی ہے اور اب ہم سب بحکم خداوند جلیل واسطے نصرت اور مدد آپکے حاضر
ہوئے ہیں فَقَالَ لَهُمُ الْمَوْعِدُ حُفْرَتِي وَبُقْعَتِي اُقْتَلُ فِي الْاَرْضِ كَرْبَلَاءَ فَاِذَا وَرَدْتُهَا فَأْتُوْنِيْ
حضرت نے اُنسے فرمایا کہ مدفن اور مشہد اور جائے قتل میرا زمین کربلا ہے پس جبکہ میں اپنے وعدہ گاہ اور اپنے مقتل
پر پہونچوں گا تو اُسروز تم سب میرے پاس آنا اُسوقت جیسا منا سب ہوگا وہ کیا جائیگا ثُمَّ اَتَتْهُ اَفْوَاجُ الْجِنِّ
وَقَالُوْا يَا سَيِّدَنَا نَحْنُ شِيْعَتُكَ فَلَوْلَا اَمَرْتَنَا بِقَتْلِ عَدُوِّكَ وَاَنْتَ بِمَكَانِكَ لَكَفَيْنَاكَ ذٰلِكَ
پس حسب الارشاد وہ سب ملائکہ رخصت ہوگئے اور بعد اُن کے ایک فوج کثیر جنوں کی خدمت بابرکت حضرت میں
حاضر ہوئی اور بعد تسلیم کے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ ہم سب غلام اور فرمانبردار اور شیعہ آپ کے اور آپکے پدر
بزرگوار کے ہیں حیف ہی کہ آپ ہاتھ سے اعدائے دین کے مجبور ہوکر آوارہ وطن ہوں اور ہم نصرت اور مدد آپکی نہ کریں
پس اگر ارشاد ہو تو آپ کے اعدا کو ابہی قتل کریں اور ایک کو اُس قوم ستمگار سے باقی نہ رکھیں بے اسکے کہ حضرت
یہاں سے حرکت کریں فَجَزَاهُمُ الْحُسَيْنُ خَيْرًا وَقَالَ لَهُمْ اَوَمَا قَرَأْتُمْ كِتَابَ اللهِ اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ
كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُشَيَّدَةٍ پس حضرت نے فوج سے جنوں کی فرمایا کہ حق سبحانہ تعالےٰ تم سب کو جزائے خیر عطا کرے کہ تم
آمادہ میری نصرت پر ہوئے لیکن کیا تم نے نہیں پڑھا آیہ کریمہ اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا کو کہ معنی اُسکے یہ ہیں کہ جس جگہ
تم ہوگے اُسی جگہ موت تمہیں ڈھونڈ لیگی اگرچہ تم بسبب خوف مرگ کے قلعہ ہائے مستحکم میں ہو قَالَ اللهُ سُبْحَانَهٗ
لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ اور قرآن مجید میں حق سبحانہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جنکا
شہید ہونا علم الٰہی میں گذرا ہی وہ لوگ بالضرور اپنے محل شہادت میں پہونچیں گے فَاِذَا اَقَمْتُ فِيْ مَكَانِيْ فَكَيْفَ
تَكُوْنُ حُفْرَتِيْ فِي اَرْضِ كَرْبَلَاءَ وَلٰكِنَّكُمْ تَحْضُرُوْنَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ مِنَ الْمُحَرَّمِ فَرَجَعُوْا بِاَمْرِهٖ جَمِيْعًا
پس اگر میں یہاں سے نہ جاؤں اور اسی جگہ قیام کروں تو زمین کربلا کیونکر محل شہادت اور مدفن میرا ہوگا پس
تم سب کو میں نے برضا و رغبت اب رخصت کیا تم اپنی جگہ پر پھر جاؤ لیکن دسویں تاریخ ماہ محرم کو کربلا میں میرے

پاس حاضر ہونا اسوقت جو امر کہ موافق رضائے خدائے عزّ و جلّ کے ہوگا وہ کیا جائیگا پس وہ فوج جنونکی مسبلا نتیا رخصت ہوگئی اور حضرت مدینہ منورہ سے روانہ ہوکر کئی مہینے مکہ معظمہ میں مقیم رہے اور بعد اُس کے بنا چاری طرف عراق کے پہونچے یہانتک کہ بحکم تقدیر صحرائے کربلا میں پہونچے اور لشکر کفار جفا شعار نے ہر طرف سے آنحضرت کو محاصرہ کیا اور دسویں ماہ محرم کو صبح سے لڑائی شروع ہوئی اور ظہر تک تمام اخوان و انصار حضرت کے شہید ہوچکے اور وہ امام کونین اُس مجمع اشقیا میں یکہ و تنہا رہ گئے فَبَیْنَا کَذٰلِکَ اِذَا اَتَتْہُ اَفْوَاجُ الْجِنِّ سَلَّمُوْا عَلَیْہِ وَبَکَوْا بُکَاءً شَدِیْدًا وَقَالُوْا یَا سَیِّدَنَا لَوْ کُنَّا عُمْیَانًا وَلَا نَرٰاکَ فِیْ ہٰذِہِ الْمُصِیْبَۃِ الْعُظْمٰی مِنَّا حَتّٰی نَقْتُلَ اَعْدَائَکَ راوی کہتا ہے کہ اُس حالت تنہائی میں لشکر جنونکا امیر ایک عجیب صورت پر سوار اور بسلاح غریب مسلح و مستعد بکارزار روبرو فرزند حیدر کرار علیہ السلام کے حاضر ہوا اور بعد تسلیم کے حال زار پر اُس امام مبینؑ و آقائے نامدار کے بہت روئے اور عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ صلعم کاش ہم نابینا ہوتے کہ آپ کو اس مصیبت عظیم میں نہ مبتلا دیکھتے پس ہم امید وار ہیں کہ ہمیں ارشاد جنگ ہو تاکہ ان بیحیاؤں کو ابھی واصل جہنم کریں اے آقائے دوجہان اب زیادہ اس سے ہمیں تاب دیکھنے اس ظلم کی نہیں ہے فَلَمَّا سَمِعَ الْحُسَیْنُ ذٰلِکَ بَکٰی وَقَالَ لَہُمْ جَزَاکُمُ اللّٰہُ خَیْرًا لٰکِنِّیْ کَیْفَ اٰمُرُکُمْ بِقَتْلِ الْاَجْسَامِ الْمَرْئِیَّۃِ لَکُمْ وَہُمْ لَا یَرَوْنَکُمْ مِنْ اُمَّۃِ جَدِّیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ پس جبکہ اُس امام مظلومؑ نے اُن سب کو آمادہ جنگ پایا اور دیکھا کہ یہ سب میری بیکسی پر گریاں ہیں فرمایا کہ حق سبحانہ تعالےٰ تم سب کو جزائے خیر عطا کرے کہ تم مجھ مظلوم کی نصرت کے لیے آئے ہو لیکن مقتضائے عدل اور مروّت یہ نہیں ہے کہ میں تمھیں اجازت دوں کہ تم قتل کرو اُن لوگونکو کہ جنکو تم دیکھتے ہو اور وہ تمہیں نہیں دیکھتے ہیں اور دوسرے یہ ہے کہ سب اُمتی ہیں میرے نانا رسول خداؐ کی لہذا مناسب نہیں ہے کہ میں تمہیں اجازت اُنکے قتل کی دیدوں وَاِنِّیْ رَاَیْتُ جَدِّیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ فِیْ مَنَامِیْ یَقُوْلُ لِیْ یَا بُنَیَّ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ شَاءَ اَنْ یَرَاکَ مُضَمَّخًا بِدِمَاءٍ مَذْبُوْحًا فِی الْقَفَاءِ فَاصْبِرْ حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰہُ اور حضرت نے اُس فوج جن سے فرمایا کہ وجہ قوی میرے نہ اجازت دینے کی تمکو اُنکے قتل پر یہ ہے کہ میں نے اپنے نانا رسول خداؐ کو خواب میں دیکھا ہے کہ آنحضرت نے مجھ سے فرمایا کہ اے حسینؑ علم الٰہی میں یوں گذرا ہے کہ آج تو اپنے خون میں تر ہو اور سر تیرا اس گردن سے جدا کیا جائے اے حسینؑ تجھے لازم ہے کہ صبر اختیار کر یہانتک کہ حق سبحانہ تعالےٰ درمیان تیرے اور تیرے قاتلوں کے

حکم بحق کرے لہذا آج مجھے بہر کیف رضائے خدا منظور ہے اور اپنی شہادت کی کمال آرزو ہے وَاِلَّا اَنَا اَقتُلُ دُمِنکُم فَارجِعُوا اِلیٰ مَکَانِکُم فَرَجَعُوا اَبَاکِینَ نَائِحِینَ۔ اور اگر آج مجھے صبر کرنا مقصود نہ ہوتا تو تم سے زیادہ مجھے قدرت تھی کہ میں ان سب کو ایکدم میں قتل کرتا بس اب مناسب یہ ہے کہ تم اپنی جگہ پر ٹھہر جاؤ کہ وقت شہادت میرا آپہونچا ہے یہ ارشاد سنکر وہ لشکر جنونکا بیکسی پر اُس امام مظلوم کی بہت رویا اور سب ناچار نالان و گریاں واپس گویاں پھر گئے اور منقول ہے کہ اُس روز چار ہزار فرشتے بھی بحکم خداوند جلیل واسطے نصرت اور مدد اُن حضرت کی آسمان سے زمین کربلا پر نازل ہوئے لیکن افسوس صد افسوس کہ وہ فرشتے اُسوقت پہونچے کہ اُسی وقت وہ امام مظلوم شہید ہو چکے تھے قَالَ الصَّادِقُ فَهُمْ عِندَ قَبرِهٖ شُعثٌ غُبرٌ اِلیٰ یَومِ القِیٰمَةِ جناب صادق ع فرماتے ہیں کہ وہ فرشتے اُن حضرت کو شہید دیکھکر بہت روئے اور نہایت متاسف ہوئے اسپر کہ ہم اس سعادت عظمیٰ سے محروم رہے پس اُسی روز سے با موئے پریشان آلودہ بخاک نالاں و گریاں مجاور قبر مطہر امام حسین ع کے ہیں اور اسی طرح تا قیامت مجاور قبر مطہر کے رہیں گے اَلَا لَعنَةُ اللهِ عَلَی القَومِ الظّٰلِمِینَ

وَسَیَعلَمُ الَّذِینَ ظَلَمُوا اَیَّ مُنقَلَبٍ یَنقَلِبُونَ

مجلس پانچویں مشتمل ہے شہادت پر حضرت مسلم کی

عَنِ الصَّادِقِ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ اَکمَلَ المُؤمِنِینَ اِیمَانًا اَحسَنُهُم خُلقًا وَاَکثَرُهُم رِقَّةً وَاَزیَدُهُم مَوَدَّةً لَنَا اَهلَ البَیتِ فرمایا جناب صادق ع نے کہ افضل اور کامل ترین مومنیں از روئے ایمان کے وہ مومن ہیں کہ اخلاق جنکے نیک ہوں اور رقیق القلب ہو اور محبت ہم اہلبیت سے زیادہ رکھتا ہو پس علامت محبت و ایمان کی گریہ و بکا ہے مصائب پر اہلبیت رسول خدا کے بس چاہیے ہر مومن کو کہ ماتم جناب سید الشہدا میں آمادہ گریہ و بکا ہو فی کتب الاخبار اِنَّ الحُسَینَ قَد خَرَجَ مِنَ المَدِینَةِ وَاَقَامَ بِمَکَّةَ حَتّٰی بَلَغَ ذٰلِکَ اَهلَ الکُوفَةِ کَتَبُوا اِلَیهِ یَابنَ رَسُولِ اللهِ لَیسَ لَنَا اِمَامٌ غَیرُکَ وَلَکَ هٰهُنَا مِاَةُ اَلفِ سَیفٍ فَلَا تَتَاَخَّر وَاقدِم اِلَینَا بِالتَّعجِیلِ کتاب ارشاد اور بحار الانوار وغیرہ میں منقول ہے کہ جب جناب امام حسین ع نے مدینہ منورہ سے بناچاری کوچ فرمایا بخیال اسکے کہ مکہ معظمہ جائے امن ہے کئی مہینے حرم مکہ میں مقیم رہے بایں لحاظ کہ خبر تشریف رکھنے حضرت کی مکہ معظمہ میں اہل کوفہ کو

معلوم ہوئی اور اکثروں نے عرائض اپنے متضمن طلب اُن حضرت پر روانہ خدمت باسعادت کیے اور ہر ایک عرضی کا یہ مضمون تھا کہ یا ابن رسول اللہ سوائے آپ کے کوئی ہمارا امام اور پیشوا نہیں ہے لہذا ہم سب امیدوار ہیں کہ آپ جلد اسطرف قدم رنجہ فرمایئے اور تاخیر ایک ساعت کی بھی گوارہ نہ کیجیے کہ لاکھہ جاں نثار شمشیر آبدار واسطے آپ کی نصرت کے یہاں آمادہ و مستعد ہیں اور اگر حضرت تشریف نہ لائیں گے تو اکثر اُمت رسول خدا گمراہ ہوجائیگی قَالَ السَّيِّدُ رَحِمَهُ اللهُ فَوَرَدَ عَلَيْهِ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ سِتُّ مِائَةِ كِتَابٍ وَتَوَاتَرَتِ الْكُتُبُ حَتَّى اجْتَمَعَ عِنْدَهُ فِي أَيَّامٍ مُتَفَرِّقَةٍ اِثْنَا عَشَرَ أَلْفَ كِتَابٍ - پس سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ ایکروز میں چھہ سو عریضے اہل کوفہ کی اُن حضرت کی خدمت میں پہونچیں اور بعد اُسکے متصل عرائض اُس شہر مکار کی پے در پے آنے لگیں یہانتک کہ چند روز میں بارہ ہزار نامہ اُس امام کونین کے پاس جمع ہوئے وَفِي مَقْتَلِ أَبِي مِخْنَفٍ أَنَّهُ اجْتَمَعَ عِنْدَهُ مِائَةُ أَلْفٍ وَخَمْسُمِائَةٍ وَعِشْرُونَ أَلْفَ كِتَابٍ اور بروایت مقتل ابی مخنف معلوم ہوتا ہے کہ چند روز میں ایک لاکھہ پچیس ہزار نامہ اُن اشقیا کے کہ ہر ایک اُنمیں کے متضمن اور طلب کے تھا امام حسینؑ کے پاس جمع ہوئے فَكَتَبَ عَلَيْهِمْ إِتْمَامًا لِلْحُجَّةِ أَمَّا بَعْدُ إِنِّي أَنْفَذْتُ إِلَيْكُمُ ابْنَ عَمِّي مُسْلِمَ ابْنَ عَقِيلٍ فَأَطِيعُوهُ فَإِنْ كَانَ يَكْتُبُ إِلَيَّ بِحُسْنِ رَأْيِكُمْ فَإِنِّي أَقْدِمُ إِلَيْكُمْ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى پس جبکہ نوبت عرائض اہل کوفہ کی لاکھہ سے بھی تجاوز کرگئی اُس حجت خدا نے واسطے اتمام حجت کے جواب میں اُنکے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ چونکہ نامہ پیام تم سب کے میری طلب میں بکثرت پہونچے اس لیے اپنے بھائی مسلم بن عقیل کو کہ بکمال اتقا اور پرہیزگاری اور صلاح اور دینداری آراستہ ہیں تمہارے پاس بھیجا ہے پس تمہیں لازم ہے کہ بہرحال مطیع اور فرمانبردار اور معین اور مددگار انکے رہنا اور اگر مسلم حال تمہاری اطاعت اور جان نثاری کا مجھے لکھیں گے تو میں بھی انشاءاللہ تعالیٰ تمہارے پاس آؤنگا فَسَارَ مُسْلِمُ ابْنُ عَقِيلٍ بِالتَّعْجِيلِ حَتَّى دَخَلَ فِي الْكُوفَةِ فِي دَارِ الْمُخْتَارِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْكِتَابَ فَبَايَعَهُ النَّاسُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ أَلْفَ رَجُلٍ کتاب تاریخ الفی میں منقول ہے کہ امام حسینؑ نے نامہ اپنا حوالہ مسلم کے کیا اور بوقت رخصت اپنے بھائی کو گلے لگاکر دیر تک روتے رہے اور اُسطرف مسلم بھی خوب روئے آخرکار جناب مسلم بن عقیل حسب الشاد سید جلیل بکمال سرعت و تعجیل مع فرمان ہدایت توامان طرف کوفہ کے روانہ ہوئے یہانتک کہ داخل شہر ہوکر گھر میں

مختار کے فروکش ہوئے پس جبکہ خبر تشریف آوری اُن حضرت کی شہر میں مشہور ہوئی اُسی وقت اکثر اہل کوفہ خدمت
مسلم بن عقیل میں جمع ہوئے اور سنتے ہی مضمون ہدایت مشحون فرمان عالیشان امام زمان کے اٹھارہ ہزار کوفیوں
نے حضرت مسلم سے بیعت کی فَكَتَبَ مُسْلِمٌ اِلَى الْحُسَيْنِ يُخْبِرُهُ بِذٰلِكَ وَيَاْمُرُهُ بِالْقُدُوْمِ اِلَيْهِمْ
پس جبکہ حضرت مسلم نے اسقدر اہل کوفہ کو مطیع اور فرمانبردار اپنا دیکھا ایک نامہ خدمت باسعادت امام حسین ع میں
اس مضمون کا روانہ کیا کہ میری برکت آنحضرت کے داخل کوفہ ہوا اور تمام اہل شہر کو مطیع اور آرزومند زیارت
اُس امام دوجہان کا پایا یہاں تک کہ اٹھارہ ہزار اشخاص نے بیعت حضرت کی قبول کی ہے فَبَلَغَ ذٰلِكَ يَزِيْدَ
بْنَ مُعَاوِيَةَ فَغَضِبَ وَكَتَبَ اِلَى ابْنِ زِيَادٍ وَكَانَ عَلَى الْبَصْرَةِ منقول ہے کہ تشریف لانا حضرت مسلم کا کوفہ
میں اور بیعت کرنا اٹھارہ ہزار آدمیوں کا اُن سے یزید بن معاویہ کو معلوم ہوا چنانچہ سنتے ہی اس خبر کے وہ ملعون
نہایت غضبناک ہوا اور اُسی وقت ایکنامہ ابن زیاد لعین کو کہ اُن ایام میں وہ شقی حاکم بصرہ تھا اس مضمون کا
لکھا اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ بَلَغَنِيْ اَنَّ ابْنَ عَقِيْلٍ يَجْمَعُ فِي الْكُوْفَةِ الْجُمُوْعَ لِيَشُقَّ عَصَا الْمُسْلِمِيْنَ فَسِرْ اِلَى الْكُوْفَةِ وَ
اُقْتُلْهُ وَلَا تَدَعْ مِنْ نَسْلِ عَلِيٍّ اِلَّا قَتَلْتَهُ یعنی مجھے معلوم ہوا کہ مسلم بن عقیل وارد کوفہ ہوئے اور اٹھارہ ہزار
آدمیوں نے اُنسے بیعت کی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح گروہ اہل اسلام میں تفرقہ اور اختلاف واقع ہو پس
تجھے لازم ہے کہ پہونچتے ہی میرے نامہ کے کوفہ میں داخل ہو اور مسلم بن عقیل کو قتل کرو اور نسل علی بن ابی طالب ع سے
ایک کو زندہ نہ چھوڑنا فَسَارَ ابْنُ زِيَادٍ حَتّٰى دَخَلَ الْكُوْفَةَ وَرَقَى الْمِنْبَرَ فِي الْجَامِعِ وَخَوَّفَ النَّاسَ
فَنَقَضُوْا بَيْعَةَ الْحُسَيْنِ كُلُّهُمْ پس جبکہ نامہ یزید پلید کا ابن زیاد بدنہاد کے پاس پہونچا اور وہ مضمون نامہ پر
مطلع ہوا اُسی وقت وہ سگ ناپاک طرف کوفہ کے روانہ ہوا اور بعد داخل ہونے کوفہ کے مسجد جامع میں بالائے منبر جا کر
مدح یزید اور مذمت علی ابن ابیطالب ع مجمع عام میں بیان کی اور ہر ایک کو غضب یزید پلید سے ڈرایا منقول ہے کہ
اُسی وقت تمام اہل کوفہ نے بسبب خوف یزید پلید کے ساتھ حضرت مسلم کا چھوڑ دیا اور سب نے نقض بیعت کیا بلکہ
سب اہل کوفہ آمادہ قتل اُس بیکس کے ہوئے فَلَمَّا عَلِمَ ذٰلِكَ مُسْلِمُ ابْنُ عَقِيْلٍ تَحَيَّرَ فِيْ اَمْرِهٖ وَ
طَفِقَ يَخْتَرِقُ السِّكَكَ حَتّٰى دَخَلَ دَارَ هَانِيْ بْنِ عُرْوَةَ وَكَانَ هُوَ مِنْ شِيْعَةِ
اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ پس جبکہ حضرت مسلم کو حال بے وفائی اہل کوفہ معلوم ہوا اور دیکھا کہ سب کے سب دشمن جان

اور آمادہ ہیں سے قتل کے ہیں اُسوقت نہایت متردد ہوئے اور باحال پریشان سرگردان ہر کوچہ و گلی میں کوفہ کے پھرتے تھے اور کوئی ایسا دوست خیال میں نہ آتا تھا کہ چند روز گھر میں اُسکے پناہ لیں بس اسی فکر میں ہر سو پھرتے تھے ناگاہ دروازہ پر ہانی بن عروہ کے کہ وہ شیعیان علی ابن ابی طالبؑ سے تھا پہونچے اور لونڈی نے ہانی کے آپکی تشریف لانے حضرت مسلمؑ کی بیان کی سنتے ہی اس خبر کے ہانی بن عروہ باہر نکل آئے اور آنحضرت کو اپنے گھر میں لے گئے اور نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آئے اور بہت سی کلمات تسکین کے بیان کیے فَاخْتَفٰی مُسْلِمٌ فِیْ دَارِہٖ اِلٰی اَنْ اَطَّلَعَ عَلَیْہِ ابْنُ زِیَادٍ پس چند روز حضرت مسلمؑ گھر میں ہانی علیہ الرحمہ کے مخفی رہے یہانتک کہ ابن زیاد بد نہاد نے حکم دیا کہ جو شخص مسلمؑ بن عقیل کا مجھے نشان دے وہ شخص مورد عنایات اور مستحق خلعت و انعام ہوگا پس طلب ذہبی ہر شخص بتجسس حال اُس سید غریب کا ہوا آخر کار ایک ملعون نے بمکر و فریب اپنے تئیں خدمت مسلمؑ بن عقیل میں پہونچایا اور حضرت سے ملاقات کرکے ابن زیاد بد نہاد کو اطلاع کی کہ مسلمؑ گھر میں ہانی کے مخفی ہیں فَطَلَبَ هَانِيًا فَقَالَ لَهُ اِنَّكَ اَخْفَيْتَ مُسْلِمَ بْنَ عَقِيْلٍ فِيْ دَارِكَ قَالَ هَانِيْ مَا عِنْدِيْ مُسْلِمُ ابْنُ عَقِيْلٍ پس ابن زیاد ملعون نے ہانی کو طلب کیا اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو نے مسلمؑ بن عقیل کو کوفہ میں طلب کیا اور تو ہی باعث فتنہ و فساد کا ہے اور اب مسلم کو باوصف ممانعت حاکم کے اپنے گھر میں مخفی رکھا ہے پس ہانی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ہرگز مسلمؑ میرے گھر میں نہیں ہیں اور جو شخص کہ ہونا اُنکا میرے گھر میں بیان کرتا ہے وہ شخص مفسد اور کاذب ہے فَكَثُرَ الْكَلَامُ بَيْنَهُمَا حَتّٰى قَتَلَ الْمَلْعُوْنُ هَانِيًا فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ مُسْلِمًا خَرَجَ مِنْ دَارِهٖ وَمَضٰى لِوَجْهِهٖ مُتَلَدِّدًا فِيْ اَزِقَّةِ الْكُوْفَةِ وَلَا يَدْرِيْ اَيْنَ يَذْهَبُ پس منقول ہے کہ دیر تک ابن زیاد بد نہاد اور ہانی میں کلام رد و بدل اور قیل و قال ہوا کیا پس وہ شقی غضب ناک ہوا اور ہانی کو آخر کار قتل کیا جبکہ یہ خبر وحشت اثر حضرت مسلمؑ کو پہونچی تو نہایت مضطر ہوئے اور اُسی وقت گھر سے ہانی کے باہر نکلے اور بکمال حسرت و یاس باحال پریشان ہر سو نگران کوچہ ہائے کوفہ میں پھرنے لگے ازبسکہ اُس شہر سے نابلد تھے اور ہر شخص وہاں کا دشمن جان تھا لہذا کوئی جائے امن ایسی خیال میں نہ آتی تھی کہ وہاں پناہ لیں فَجَعَلَ يَدُوْرُ حَتّٰى اَتٰى اِلٰى بَابِ امْرَاَةٍ يُقَالُ لَهَا طَوْعَةُ فَسَلَّمَ عَلَيْهَا وَقَالَ لَهَا يَا اَمَةَ اللّٰهِ اسْقِيْنِيْ مَاءً فَسَقَتْهُ وَدَخَلَتْ ۔ پس جبکہ آفتاب قریب غروب پہونچا اور کوئی مسکن امن میسر نہ ہوا اُسوقت مسلم بکمال ناچاری دروازہ پر ایک ضعیفہ کے کہ نام اُسکا طوعہ تھا اور

اور اپنے دروازہ پر بھی کھڑے ہوگئے اور بعد سلام کے فرمایا کہ اے ضعیفہ تھوڑا سا پانی مجھے پلا دے کہ میں پیاسا ہوں طوعہ نے
پانی حاضر کیا اور پلا کر اپنے گھر میں چلی گئی پس حضرت مسلمؑ نے پانی پیا اور حمد خدا بجا لائے اور وہیں بیٹھ گئے فَخَرَجَتْ وَ
قَالَتْ یَا عَبْدَ اللّٰہِ اَلَمْ تَشْرَبِ الْمَاءَ قَالَ بَلٰی قَالَتْ فَسِرْ اِلٰی اَھْلِکَ مسلمؑ کو کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ طوعہ باہر نکل
آئی اور حضرت کو اپنے دروازہ پر بیٹھا دیکھ کر کہا کہ بندہ خدا کیا تو نے ابھی پانی نہیں پیا ہے حضرت مسلمؑ نے فرمایا کہ میں
پانی پی چکا ہوں طوعہ نے کہا کہ اب مناسب وقت یہ ہے کہ تم اپنے گھر جاؤ فَسَکَتَ مُسْلِمٌ وَ لَمْ یُجِبْھَا فَاَعَادَتْ
عَلَیْهِ فَلَمْ یُجِبْھَا جبکہ طوعہ نے جانے کو کہا حضرت مسلمؑ چپ ہو رہے پھر طوعہ نے تقاضا کیا پھر مسلمؑ نے
کچھ جواب نہ دیا فَقَالَتْ یَا عَبْدَ اللّٰہِ اَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلِیْ لَا یَصْلُحُ لَکَ الْجُلُوْسُ عَلٰی بَابِیْ فَسِرْ اِلٰی مَنْزِلِکَ
وَعَشِیْرَتِکَ جبکہ طوعہ نے مکرر تقاضا کیا اور کچھ جواب حضرت مسلمؑ سے نہ سُنا اب کی مرتبہ نہایت برہم ہوئی اور
کہا کہ اے بندہ خدا کیا کہنا میرا تم نے نہیں سنا کہ مجھے جواب نہ دیا اب تمہیں لازم ہے کہ ابھی میرے دروازہ پر سے اُٹھو اور
اپنے گھر جاؤ اور اپنے عیال اور اپنے اقربا سے ملحق ہو کہ یہ شہر آج کل نہایت پر آشوب ہے اور ہر شخص کو اپنی عزت اور
آبرو کا خیال ہے فَقَامَ وَقَالَ یَا اَمَةَ اللّٰہِ اَیْنَ اَذْھَبُ فَاِنِّیْ غَرِیْبٌ مَا لِیْ فِیْ ھٰذَا الْمِصْرِ مَنْزِلٌ وَ
لَا عَشِیْرَةٌ پس جبکہ جناب مسلمؑ بیکس نے دیکھا کہ وہ ضعیفہ کسی طرح وہاں ٹھہرنے نہیں دیتی ہے اور نہایت ہی تندت
کرتی ہی ناچار مسلمؑ وہاں سے کھڑے ہوگئے اور بکمال عجز اور انکسار ارشاد فرمایا کہ اے ضعیفہ سعادت مند ہر چند کہ تیرے
تقاضے سے میں اُٹھ کھڑا ہوا ہوں لیکن میں نہایت حیران ہوں کہ یہاں سے کہاں جاؤں اسلئے کہ میں مسافر ہوں اور
کوئی اس شہر میں میرا عزیز اور قریب ایسا نہیں ہے کہ وہاں چلا جاؤں فَھَلْ لَکِ فِیْ اَجْرٍ وَمَعْرُوْفٍ حَتّٰی یَشْفَعَ
لَکِ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَقَالَتْ لَهٗ مَا اسْمُکَ قَالَ اَنَا مُسْلِمُ ابْنُ عَقِیْلٍ پس اے طوعہ
آیا تجھ سے ہو سکتا ہے کہ ہمارے ساتھ نیکی پیش آئے تاکہ فردائے قیامت کو جناب رسالتمآب تیرے شفیع ہوں طوعہ نے
اسم مبارک جناب رسولخدا کا سُن کر پوچھا کہ نام تمہارا کیا ہے اور تمہیں کیا قرابت ہے رسولخدا سے مسلمؑ نے فرمایا کہ نام میرا
مسلم ابن عقیل ہے فَاَدْخَلَتْهُ فِیْ دَارِھَا وَافْرَشَتْ لَهٗ وَاَکْرَمَتْهُ وَعَرَضَتْ عَلَیْهِ الْعَشَاءَ فَلَمْ
یَتَعَشَّ وَ[illegible] پس نام اُن حضرت کا سُنتے ہی وہ ضعیفہ سعیدہ کانپ گئی اور اُسی وقت اُن کو اپنے گھر میں لے گئی اور
ایک حجرہ پاکیزہ میں فرش نفیس بچھا کر بٹھایا اور بہ نہایت تعظیم و تکریم پیش آئی اور کھانا لاکر سامنے رکھا لیکن حضرت مسلمؑ ابھی

مغموم اور محزون تھے کہ ایک لقمہ بھی اُس طعام سے تناول نہ فرمایا ہر چند کہ طوعہ نے بار بار عرض کی فَجَاءَ ابْنُهَا فَرَآهَا تُكْثِرُ الدُّخُولَ وَالْخُرُوجَ فِي الْبَيْتِ فَسَأَلَهَا عَنْهُ فَنَهَرَتْهُ منقول ہے کہ جب شب زیادہ گذری اُسوقت فرزند طوعہ کا کہ نام اُسکا بلال تھا گھر میں آیا اور دیکھا کہ ماں اُس لعین کی مکرر حجرہ میں آتی جاتی ہے یہ دیکھکر وہ متحیر ہوا اور سبب اُسکا طوعہ سے پوچھا طوعہ نے اُسے جھڑک دیا اور کہا کہ تجھے اس کی تحقیق سے کیا کام ہی فَأَلَحَّ عَلَيْهَا فَأَخَذَتْ عَلَيْهِ الْعَهْدَ ثُمَّ أَخْبَرَتْهُ فَاسَرَّ ذٰلِكَ فِي نَفْسِهِ ہر چند طوعہ نے چاہا کہ حال سے حضرت مسلمؑ کے اُس شقی کو اطلاع نہ کرے لیکن اُسنے اسقدر اصرار کیا کہ طوعہ کو کچھہ نہ بن آیا ناچار بعد عہد و پیمان کے اُس سے کہا کہ خوشا بحال ہمارے کہ مسلمؑ بن عقیل آج ہمارے گھر میں تشریف لائے ہیں اور میں خدمت گذاری میں اُنحضرت کی مصروف ہوں یہ سنکر وہ ملعون چپ ہو رہا فَلَمَّا طَلَعَ الْفَجْرُ جَاءَتْ طَوْعَةُ اِلٰى مُسْلِمٍ بِمَاءٍ لِيَتَوَضَّاءَ وَقَالَتْ لَهُ يَا سَيِّدِي مَا رَأَيْتُكَ رَقَدْتَ رَقْدَةً فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ پس جبکہ صبح طالع ہوئی طوعہ معہ سلفچی اور آفتابہ کے حاضر خدمت باسعادت جناب مسلمؑ کے ہوئی اور عرض کی کہ اے سید میرے پانی واسطے وضو کے حاضر ہے اور کہا کہ کیا سبب ہے اسکا کہ شب کو ایک لمحہ بھی آپ نے آرام نہیں فرمایا اور ہر وقت میں نے آپ کو جاگتے پایا ہے قَالَ يَا اَمَةَ اللّٰهِ اِنِّي رَقَدْتُ رَقْدَةً فَرَاَيْتُ فِي مَنَامِي اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَهُوَ يَقُوْلُ لِي الْوَحَا الْوَحَا الْعَجَلَ الْعَجَلَ حضرت مسلمؑ نے فرمایا کہ اے طوعہ ہر چند کہ میں تمام شب متردد رہا لیکن ایک لمحہ کو آنکھہ میری لگ گئی تھی دیکھا میں نے اپنے عم بزرگوار جناب حیدر کرارؑ کو کہ وہ حضرت مجھ سے مکرر فرماتے ہیں کہ اے مسلمؑ ہمارے پاس جلد آ فَمَا اَظُنُّ اِلَّا اَنَّهُ آخِرُ اَيَّامِي مِنْ اَيَّامِ الدُّنْيَا فَبَيْنَا كَذٰلِكَ اِذْ ذَهَبَ ابْنُ طَوْعَةَ اِلَى ابْنِ زِيَادٍ وَاَخْبَرَهُ بِمُسْلِمِ بْنِ عَقِيْلٍ پس اسخواب سے کہ صادق ہے مجھے یقین ہے کہ آج کے روز کوچ میرا ہے دنیا سے پس یہ سنکر طوعہ آبدیدہ ہوئی اور کلمات دلجوئی اور تسکین کے عرض کر رہی تھی کہ اسی اثنا میں فرزند طوعہ کا کہ دشمن اہلبیت تھا گھر سے باہر نکلا اور ابن زیاد ملعون کو حال سے حضرت مسلمؑ کے خبر دی فَدَعَا ابْنُ زِيَادٍ مُحَمَّدَ ابْنَ الْاَشْعَثِ وَضَمَّ اِلَيْهِ اَلْفَ فَارِسٍ وَخَمْسَمِائَةِ رَاجِلٍ وَاَرْسَلَهُ اِلٰى مُسْلِمِ بْنِ عَقِيْلٍ پس سنتے ہی اس خبر کے ابن زیاد بد نہاد نے محمد بن اشعث کو بلا کر ہزار سوار اور پانسو پیادہ ہمراہ اُسکے کئے اور حکم دیا کہ ابھی مسلمؑ بن عقیل کو گھر سے طوعہ کے گرفتار کر لاؤ فَلَمَّا قَرُبُوْا فِي الدَّارِ وَسَمِعَ مُسْلِمٌ صَهِيْلَ

الخَیلِ وَقَعقَعَةَ السِّلَاحِ لَبِسَ دِرعَهُ وَشَدَّ وَسَطَهُ پس ابن اشعث مع سوار و پیادہ واسطے مقید کرنے حضرت مسلمؑ
کے روانہ ہوا جبکہ وہ سوار قریب گھر طوعہ کے پہونچے اور آواز بولنے گھوڑوں کی اور آواز ہتھیاروں کی حضرت مسلمؑ نے سنی
اُسی وقت زرہ بدن مبارک پر آراستہ کی اور کمر اطہر جنگ پر مستحکم باندھی اور سیف کو حمائل کیا فَقَالَت لَهُ طَوعَةُ یَا سَیِّدِی
مَالِی اَرَاکَ تَهَیَّأتَ لِلمَوتِ قَالَ یَا طَوعَةُ اِنَّ القَومَ یَطلُبُونِی وَاِنِّی اَخَافُ اَن یَّهجُمُوا
عَلَیَّ وَیَقتُلُونِی پس جبکہ طوعہ نے آنحضرت کو ہتھیار جنگ لگاتے دیکھا عرض کی کہ اے سیّد اور آقا میرے کیا سبب
ہے کہ میں آپ کو دفعتہً آمادہ مرگ پاتی ہوں جناب مسلمؑ نے فرمایا کہ اے طوعہ مجھے یقین ہوا ہے کہ یہ لشکر شقاوت اثر عبید اللہ
بن زیاد نے واسطے گرفتار کرنے مجھ بیکس کے بھیجا ہے پس میں بسبب خوف اپنی گرفتاری کے چاہتا ہوں کہ مسلح ہو کر باہر نکلوں
اور اُن سے تلوار کروں کہ مرنا میرے نزدیک اولیٰ ہے اس ننگ و عار سے کہ یہ نامرد مجھے گرفتار کر کے کشاں کشاں روبرو
ابن زیاد بدکردار کے لے جائیں فَبَینَا کَذٰلِکَ اِذ دَخَلَ الخَیلُ فِی الدَّارِ فَشَدَّ مُسلِمٌ عَلَیهِم وَضَرَبَهُم
حَتّٰی اَخرَجَهُم مِنَ الدَّارِ پس ہنوز جناب مسلمؑ طوعہ سے یہ فرما رہے تھے کہ دفعتہً وہ سب سوار جفا شعار گھر میں
طوعہ کے داخل ہوئے اور چاہا آنحضرت کو گرفتار کریں کہ دیکھتے ہی اُسکے حضرت مسلمؑ تلوار پکڑ کر حجرہ سے صحن میں تشریف
لائے اور اُس قوم نابکار کو بضرب شمشیر آبدار مار کر نکالدیا اور اکثروں کو واصل جہنم کیا فَشَدُّوا عَلَیهِ فَضَرَبَ
فَمَهُ بَکرٌ اللَّعِینُ فَقَطَعَ شَفَتَهُ العُلیَا وَاَسرَعَ السَّیفُ فِی السُّفلٰی وَفَصَلَت بِهِ
ثَنِیَّتَاهُ پس جبکہ فراریوں نے ہزیمت پائی نہایت نادم ہوئے اور بار دیگر اندر داخل ہوئے اور ایک ملعون نے کہ
نام اُس شقی کا بکر تھا کمین گاہ سے ایک ایسی تلوار چہرہ مبارک مسلمؑ پر لگائی کہ اُس ضرب سے لبہائے اقدس کٹ گئے اور
دندان مبارک سامنے کے جدا ہو گئے فَضَرَبَ مُسلِمٌ عَلیٰ رَاسِهِ ضَربَةً مُنکَرَةً وَثَنّٰی بِاُخرٰی عَلَی الحَبلِ
العَاتِقِ کَادَت تَطلُعُ اِلٰی جَوفِهِ پس حضرت مسلمؑ نے جواب میں اُسکے ایک تلوار اُسکے سر پر جس پڑا اور فوراً ایک
تلوار گردن پر اُس شقی کے ایسی لگائی کہ نیچے تک اُتر گئی پس وہ لعین واصل جہنم ہوا فَلَمَّا رَاٰی ابنُ الاَشعَثِ
شَجَاعَتَهُ کَذٰلِکَ اَنفَذَ اِلَی ابنِ زِیَادٍ یَستَمِدُّهُ بِالعَسکَرِ منقول ہے کہ جب ابن اشعث نے دیکھا کہ اکثر پیادہ و سوار راہی
دار البوار ہوئے اور باقی ماندہ بھی شجاعت مسلمؑ سے بھاگا چاہتے ہیں جلد کسی کو ابن زیاد پاس بھیجا کہ نا اور لشکر واسطے
کمک کے روانہ کرے فَبَعَثَ اِلَیهِ یَقُولُ ثَکِلَتکَ اُمُّکَ رَجُلٌ وَاحِدٌ یَقتُلُ مِنکُم هٰذِهِ المَقتَلَةَ فَاَرسَلَ

اَلْبَيْدَا ابْنُ الْاَشْعَثْ اَتَظُنُّ اَنَّكَ اَرْسَلْتَنِيْ اِلَى بَقَّالٍ مِنْ بَقَّالِ الْكُوْفَةِ پس
جب پیام ابن اشعث کا ابن زیاد تک پہونچا بہت غیظ میں آیا اور کہلا بھیجا کہ اں تیری تیرے ماتم میں بیٹھے کس قدر نامرد ہی
تو اے ابن اشعث کہ ایک شخص واحد بے یار و مددگار سے باوصف اسقدر پیادہ و سوار کے نہیں لڑ سکتا ہی اور ڈرتا ہے
اور وہ یکہ و تنہا سب کو قتل کرتا ہی اور تم سے کچھ نہیں ہو سکتا ہے پس اس جواب کو ابن اشعث ملعون نے سُنکر یہ بھیجا
بھیجا کہ اے ابن زیاد نہایت نافہم اور بے عقل ہی تو نے اپنے زعم ناقص میں شاید ہمیں کسی جولاہے یا کسی بقال سے کوفے کے
لڑنے کو بھیجا ہے بَلْ اِنَّمَا اَرْسَلْتَنِيْ اِلَى سَيْفٍ مِنْ اَسْيَافِ مُحَمَّدٍ خَيْرِ الْاَنَامِ وَاِلَى اَسَدٍ ضِرْغَامٍ
فَنَدِمَ الْمَلْعُوْنُ فَاَمَدَّهُ بِالْعَسَاكِرِ بلکہ اے بدنہاد تو نے ہمیں اُس شخص سے لڑنے کو بھیجا ہے کہ وہ شیر
ہے شیرانِ اہلبیت رسول مختارؐ سے اور وہ شخص اُس خاندان عالیشان سے ہے کہ جن کی تلوار از مشرق تا مغرب مشہور ہی
قسم بخدائے عزّوجلّ کہ یہ وہ شیر ہے کہ جب تلوار پکڑ کر میدان کارزار میں ڈٹ جاتا ہے تو خون سے صدہا سوار جرار کے دریا
بہا دیتا ہے اور مغز سر شجاعوں سے زمین بھر دیتا ہے پس یہ جواب سُنکر وہ ملعون نادم اور پشیمان ہوا اور بہت سے پیادہ
و سوار واسطے کمک ابن اشعث نابکار کے روانہ کئے فَلَمَّا تَكَمَّلُوْا هَجَمُوْا عَلٰى مُسْلِمٍ فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ كَالْاَسَدِ عَلَى
الشِّيَاهِ وَقَتَلَ اَكْثَرَهُمْ بِحَوْلِ اللّٰهِ پس جبکہ وہ سب اشقیا جمع ہوئے سب نے ایک مرتبہ حضرت مسلمؑ پر ہجوم کیا
ہر چند کہ کثرت کفاروں کی مثل مور و ملخ تھی لیکن نظروں میں اُن حضرت کے برابر پشہ و مگس کے بھی نہ سماتی تھی اور
باوصف اسکے خود کثرت جراحات سے نہایت ضعیف تھے مگر باین ہمہ تلوار کھینچکر مثل شیر غضبناک اُس لشکر روباہ پر حملہ
کیا اور اکثر کفار نابکار کو بضرب شمشیر آبدار راہی دار البوار کیا اور باقی ماندوں کو صحن خانہ سے باہر نکالدیا فَلَمَّا
رَاَوْهُ ثَابِتَ الْجَاشِ غَيْرَ خَائِفٍ وَلَا خَاشٍ اَشْرَفُوْا عَلَيْهِ مِنْ فَوْقِ الْبَيْتِ وَيَرْمُوْنَهُ
بِالنِّبَالِ پس جبکہ اُن بیحیاؤں نے دیکھا کہ ہم کسی طرح تاب مقاومت مسلمؑ کی نہیں لا سکتے ہیں اُسوقت سب کے سب
ملعون کوٹھے پر چڑھ گئے اور دور سے پتھر اور تیر اُس بیکس پر مارنے لگے اور بعضے بیرحموں نے گھاس اور سیٹھوں کو جمع
کرکے اُن میں آگ لگا دی اور اُس سے بدن اقدس اُن حضرت کا سوختہ اور مجروح کیا فَخَرَجَ مُصْلِتًا بِسَيْفِهٖ فِي
السِّكَّةِ وَيَضْرِبُهُمْ وَيَقْتُلُهُمْ حَتّٰى طَلَبُوْا مِنْهُ الْاَمَانَ فَقَالَ مُسْلِمٌ لَا اَمَانَ لَكُمْ
پس جبکہ حضرت مسلمؑ نے دیکھا کہ وہ سگہائے ناپاک دور سے غوغا کر رہے ہیں اور مونہہ پر تلوار کے نہیں آتے ہیں اُسوقت تلوار

کھینچے ہوئے گھر سے طوعہ کے باہر نکل آئے اور جو اُن میں سے نیچے اُترا اُسے قتل کیا یہانتک کہ ہر طرف سے صدائے الامان الامان کی بلند ہوئی حضرت نے فرمایا کہ اے کفار غدار تم ہرگز قابل پناہ اور اماں نہیں ہو فَحَفَرُوا لَهُ حَفِيرَةً فِي وَسَطِ الطَّرِيقِ وَ اَخْفَوْهَا بِالدَّغَلِ وَالتُّرَابِ فَانْطَرَدُوا بَيْنَ يَدَيْهِ فَوَقَعَ مُسْلِمٌ فِيهَا پس جبکہ اُن اشقیا نے دیکھا کہ اُس شیر بیشہ شجاعت سے کسی طرح مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں بعد شورہ کے اثنائے راہ میں ایک گڑھا کھودا اور سونہہ اُسکا برگ و شاخ درخت سے ڈھانپا اور اُسپر مٹی ڈالکر برابر کر دیا اور بمکر و فریب لڑتے ہوئے جناب مسلمؑ کو قریب اُس گڑھے کے لائے چونکہ اُس غریب و سید و بیکس کو حال مکر و دغا اُس ذریت ابلیس کا معلوم نہ تھا اُس گڑھے میں گر پڑے فَطَعَنَهُ رَجُلٌ مِنْ خَلْفِهِ فَخَرَّ بِهِ عَلَى الْاَرْضِ فَاَخَذُوهُ اَسِيرًا وَاَقْبَلُوا بِهِ اِلَى بَابِ الْقَصْرِ پس گرتے ہی اُن حضرت کے ایک بیرحم نے ایسا نیزہ پشت مبارک پر مارا کہ حضرت مسلمؑ اُسکے صدمہ سے زمین پر گر پڑے اور اُسی حالت میں وہ ملعون اُس شیر دلیر کو اسیر اور مقید کر کے طرف دار الامارہ کوفہ کے لے چلے فَلَمَّا انْتَهَى اِلَيْهِ اشْتَدَّ بِهِ الْعَطَشُ فَقَالَ اسْقُونِي مَاءً فَاِنِّي عَطْشَانُ فَسَانَدَ اِلَى حَائِطٍ جبکہ وہ ملعون حضرت مسلمؑ کو مقید کر کے قریب دروازہ قلعہ کے لائے اُسوقت تشنگی نے حضرت مسلمؑ پر غلبہ کیا اور اُس مظلوم پر ضعف اسقدر طاری ہوا تھا کہ گرے پڑتے تھے آخرکار پشت مبارک دیوار سے لگا دی اور فرمایا کہ کوئی ایسا رحیم اور نرم دل ہے کہ اس شدت تشنگی میں مجھے تھوڑا پانی پلا دے کہ میں بہت پیاسا ہوں فَاَتَاهُ رَجُلٌ بِقَدَحٍ قَضِيبٍ فِيهِ مَاءٌ فَاَرَادَ اَنْ يَشْرَبَ امْتَلَاءَ الْقَدَحُ دَمًا مِنْ فَمِهِ پس ایک شخص کو اُن میں سے حال پر اُن حضرت کے رحم آگیا اور ایک کاسہ چوبی پر آب سامنے حضرت مسلمؑ کے کیا جناب مسلمؑ نے وہ کاسہ آب قریب لبہائے مبارک کے کیا اور چاہا تھا کہ پانی پئیں دفعتہً خون دہن مبارک سے کہ زخمی تھا اُس کاسہ آب میں اسقدر گرا کہ تمام وہ کاسہ مملو خون سے ہو گیا فَدَفَعَهُ اِلَيْهِ وَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَوْ كَانَ مِنَ الرِّزْقِ الْمَقْسُومِ لَشَرِبْتُهُ پس اُنحضرت نے وہ کاسہ آب حوالہ اُسی شخص کے کیا اور فرمایا الحمد للہ اگر یہ پانی قسمت میں ہوتا تو البتہ مجھے گوارہ ہوتا لیکن معلوم ہوا کہ اب پانی دُنیا کا ہمارے مقدر میں نہیں ہے فَدَخَلَ عَلَى ابْنِ زِيَادٍ وَلَمْ يُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَقِيلَ لَهُ سَلِّمْ عَلَى الْاَمِيرِ فَقَالَ وَيْلَكُمْ وَاللّٰهِ مَالِي اَمِيرٌ سِوَى الْحُسَيْنِ پس وہ اشقیا حضرت مسلمؑ کو کشاں کشاں سامنے ابن زیاد بد نہاد کے لیگئے اور کہا کہ اے مسلمؑ امیر پر سلام کر حضرت نے فرمایا کہ لعنت خدا تم پر کہ تم ابن زیاد کو امیر کہتے ہو

قسم بخدائے عزوجل کہ امیر اور آقا میرا کوئی نہیں ہے سوا حسینؑ فرزند رسول الثقلین کے ابن زیاد ملعون نے کہا کہ
سلم سلام کرو یا نکرو تم ضرور قتل ہوگے اے سلمؑ تم نے کیوں امام زماں ملعون پر خروج کیا اور کیوں فتنہ و فساد
برپا کیا سلمؑ نے فرمایا کہ امام زمان حسینؑ بن علیؑ ہیں جو کچھہ کہ میں نے کیا باعث خوشنودی خدا اور امام حق کا تھا
قَالَ مُسْلِمٌ فَدَعْنِيْ حَتّٰى اُوْصِيَ اِلٰى بَعْضِ قَوْمِيْ فَنَهَضَ عُمَرُ ابْنُ سَعْدٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ يَا مُسْلِمُ مَا تُرِيْد
حضرت سلمؑ نے فرمایا کہ اے ابن زیاد اگر قصد تیرا میرے قتل کا ہی تو کسی شخص کو کہ جو میری قوم سے ہو میرے پاس بھیجدے
تاکہ میں اُس سے کچھہ وصیت کردوں پس اُس شقی نے عمر سعد کو حکم دیا عمر سعد قریب حضرت سلمؑ کے آیا اور کہا کہ بیان کرو
جو کچھہ وصیت منظور ہو قَالَ اِنَّ عَلَيَّ اِسْتَدَنْتُهُ مُنْذُ قَدِمْتُ الْكُوْفَةَ سَبْعَمِاَةِ دِرْهَمٍ فَبِعْ
سَيْفِيْ وَ دِرْعِيْ فَاقْضِهَا عَنِّيْ حضرت سلمؑ نے فرمایا کہ اے عمر سعد تو ہماری قوم سے ہی تجھے لازم ہے کہ وصایا میری
کسی پر ظاہر نہ کرنا ایک اُن میں سے یہ ہے کہ جب سے میں اس شہر میں وارد ہوا ہوں سات سو درہم قرض لیکر صرف کیے
ہیں پس تجھے لازم ہے کہ بعد میرے قتل ہونے کے میری تلوار اور زرہ بیچکر وہ قرض میرا ادا کرنا تاکہ میں مشغول الذمہ نہ
رہوں وَاِذَا قُتِلْتُ فَاسْتَوْهِبْ جُثَّتِيْ مِنِ ابْنِ زِيَادٍ وَوَارِهَا ثُمَّ ابْعَثْ اِلَى الْحُسَيْنِ مَنْ يَرُدُّ
فَاِنِّيْ اَظُنُّ اَنَّهُ قَدْ خَرَجَ الْيَوْمَ اَوْ يَخْرُجُ غَدًا وَيُخْبِرُهُ بِقَتْلِيْ اور دوسری وصیت میری یہ ہی کہ بعد میرے قتل
ہونے کے لاش میری ابن زیاد سے طلب کرکے دفن کروا دینا اور تیسری وصیت میری کہ سب وصایا سے زیادہ ضروری
ہے وہ یہ ہے کہ مجھے گمان اسکا ہے کہ مولا میرے جناب امام حسینؑ مع اپنے اہلبیت کے انہیں ایام میں روانہ اس طرف
کو ہوئے ہونگے پس کسی شخص کو خدمت میں اُن حضرت کی روانہ کرنا کہ تا وہ شخص میرے قتل سے خبر دے اور حضرت کو اس
طرف آنے سے منع کرے اور میری طرف سے یہ عرض کرے کہ فدا ہوں آپ پر ماں اور باپ میرے مکر و فریب سے کوفیان
غدار کے حذر کیجیے گا ایسا نہ ہو کہ مثل میرے دشمن دین آپ سے پیش آئیں پس یہ سنکر عمر سعد ملعون نے تمام وصایا حضرت
سلمؑ کے ابن زیاد بدنہاد سے بیان کیے فَقَالَ ابْنُ زِيَادٍ اَمَّا مَالُهُ فَهُوَ لَهُ وَلَسْنَا نَمْنَعُكَ فَافْعَلْ بِهِمَا
شِئْتَ وَاَمَّا الْحُسَيْنُ فَنَقْتُلُهُ مِثْلَهُ ابن زیاد نے جواب دیا کہ ہمیں زرہ اور تلوار سے اُن کی کچھہ
کام نہیں ہے جو چاہنا وہ تو کرنا اور بعد قتل سلمؑ کے لاش کا ہی تجھے اختیار ہے لیکن جو کچھہ کہ سلمؑ نے واسطے نہ آنے
حسینؑ کے اس طرف کو کہا ہے البتہ یہ نہ ہوگا کہ ہم اُنکو کسی طرف جانے دیں بلکہ اُنکو ہی مثل سلمؑ کے قتل کریں گے۔

فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ مُسْلِمٌ بَكیٰ وَاسْتَرْجَعَ فَصَعَدُوْا بِهٖ فَوْقَ الْقَصْرِ وَهُوَ یُسَبِّحُ اللّٰهَ فَتَکَسَّرَتْ
عِظَامُهٗ فَبَعَثَ بِرَاْسِهٖ اِلٰی یَزِیْدَ وَجُرَّ جُثَّتُهٗ فِی السُّوْقِ پس جبکہ حضرت مسلمؑ نے کلام ابن زیاد کا بہ
نسبت امام حسینؑ کے سنا بہت روئے اور فرمایا کہ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ افسوس ہے مصیبت پر فرزند رسولخدا کی
پس بحکم ابن زیاد حضرت مسلمؑ کو بالائے قلعہ لیگئے اور اس بلندی سے سر کے بل نیچے گرادیا اور اسوقت وہ حضرت ذکرِ خدا
میں مشغول تھے پس تمام استخواں اس بیکس و مظلوم کی چور چور ہوگئیں ابھی کچھ رمق حیات سے باقی تھے کہ ایک ملعون
نے سر اقدس اس سید بیکس کا کاٹ لیا پس ابن زیاد نے سر اطہر کو بطریق ہدیہ یزید پلید کے پاس روانہ کیا اور یہ
لاش اقدس کو بازار کوفہ میں کھچوایا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس چھٹی متضمن ہے شہادت فرزندان مسلمؑ پر

عَنِ الصَّادِقِ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ ذَکَرَنَا اَوْ ذُکِرْنَا عِنْدَهٗ فَخَرَجَ مِنْ عَیْنَیْهِ دَمْعٌ وَلَوْ مِثْلَ
جَنَاحِ الْبَعُوْضَةِ غَفَرَ اللّٰهُ ذُنُوْبَهٗ وَلَوْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ کتب احادیث میں جناب صادقؑ سے
منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرتؑ نے کہ جو شخص بیان کرے یا سنے ہمارے مصائب کو اور آنکھ سے اسکی اشک نکلے اگرچہ بقدر
پر پشہ ہو حق سبحانہ تعالیٰ عوض میں اسکے تمام گناہ اس کے بخشدیگا اگرچہ کثرت اسکے گناہوں کی مثل کف دریا ہو پس
حضرات روؤ اور اشک بہاؤ مصیبت پر فرزندان مسلمؑ کی کہ مصیبت اُن کی بھی مصائب امام حسینؑ سے ہیں اگرچہ روایت
شہادت محمد و ابراہیم فرزندان مسلمؑ بن عقیلؑ کتب تواریخ میں یوں منقول ہے کہ وہ دونوں بیکس و مظلوم سفر کوفہ میں
ہمراہ اپنے باپ کے تھے پس جبکہ پدر عالیمقدار اُن کے بظلم ظالمان پر دغا کوفہ میں شہید ہوچکے اور وہ تیسری تاریخ ماہ
ذی الحجہ کی تھی جیسا کہ صاحب مفتاح النجاۃ نے نقل کیا ہے یا نویں تاریخ ماہ مذکور کی تھی اور وہ یتیم کہ گھر میں قاضی کے
مخفی تھے اور قاضی نے بسبب خوف ابن زیاد کے رات کو اُن بچوں کو شہر سے باہر کر دیا چونکہ نہایت کم سن تھے راہ بھول گئے
آخرکار گرفتار ہوئے اور بعد قید شدید کے حارث ملعون کے ہاتھ سے شہید ہوئے لیکن کتاب امالی ابن بابویہ میں کہ
محدثین امامیہ سے ہیں یوں منقول ہے کہ جب روز عاشورا جناب امام حسینؑ شہید ہوئے اور اُن اشقیا نے خیمہ اہلبیت
اطہار میں آگ لگادی اسوقت تمام اہل حرم مضطر اور بیقرار خیموں سے نکل پڑے اور کسی بی بی کو اس تلاطم عظیم میں خبر اپنی

فرزندگی نہ رہی اُس وقت یہ دونو فرزند مسلمؑ کے کہ سات آٹھ برس کا سن تھا اپنی ماں سے جدا ہو گئے اور اُس صحرائے
پر بلا میں حیران و سرگردان پھرتے رہے کہ ناگاہ کسی شخص نے اُس قوم جفاکار سے انہیں پکڑ لیا اور ابن زیاد
بدنہاد پاس لے گیا فَدَعَی السَّجَّانَ وَقَالَ لَهُ اسْجُنْهُمَا وَمِنَ الطَّعَامِ الطَّيِّبِ لَا تُطْعِمْهُمَا وَمِنَ الْمَاءِ
الْبَارِدِ لَا تَسْقِهِمَا پس ابن زیاد ملعون نے مشکور نام داروغہ قید خانہ کو بلایا اور حکم دیا کہ ان دونوں یتیموں کو حبس
میں لیجا اور ہرگز انہیں کھانا لذیذ اور پانی سرد نہ دینا فَصَنَعَ بِهِمَا السَّجَّانُ كَمَا اَمَرَهُ اِلٰى سَنَةٍ كَامِلَةٍ
حَتّٰى ضَاقَتْ صُدُوْرُهُمَا پس اُس داروغہ قید نے اُن دونو صاحبزادوں کو مقید کیا اور موافق حکم ابن زیاد بدنہاد
کے ایک لمحہ راحت و آرام نہ دیا اور ہمیشہ نان جوی اور آب گرم ایک مرتبہ تمام روز و شب میں اُن بچوں کو دیتا رہا یہاں
تک کہ ایک برس کامل اُس مصیبت عظیم میں اُن یتیموں پر گذرا اور نوبت بجان اور کارد باستخوان پہونچی فَقَالَ
اَحَدُهُمَا الْاٰخَرِ يَا اَخِيْ قَدْ كَادَ اَنْ نَمُوْتَ فِي السِّجْنِ فَالْاَوْلٰى اَنْ نُعْلِمَ السَّجَّانَ مَكَانَنَا لَعَلَّهُ
يَرْحَمُ عَلَيْنَا پس جبکہ وہ دونوں شاہزادے اُس قید شدید میں نہایت ہی تنگ ہوئے ایک روز ایک بھائی نے دوسرے
سے کہا کہ اے بھائی ایک سال کامل ہو چکا ہے کہ ہم اس مصیبت عظیم میں مبتلا ہیں اور اب قریب ہے کہ ہم اسی قید خانہ
میں مر جائیں اگر تمہاری رائے میں آئے اور مناسب ہو تو آج زندان بان کو اپنے نام و نسب سے آگاہ کریں شاید اس
شخص کو ہمارے حال زار پر رحم آ جائے اور ہمیں اس قید سے چھوڑ دے دوسرے بھائی نے رائے اپنے بھائی کی پسند کی
فَلَمَّا جَنَّ اللَّيْلُ وَاَتَى السَّجَّانُ اِلَيْهِمَا بِقُرْصَيْنِ مِنْ شَعِيْرٍ وَكُوْزٍ مِنْ مَاءٍ فَاتِرٍ فَقَالَ يَا
شَيْخُ اَتَعْرِفُ مُحَمَّدَ نِ الْمُصْطَفٰى پس جبکہ شب ہوئی اور وہ زندان بان دو نان جوی اور کوزہ آب گرم کے لیکر ان
یتیموں کے پاس آیا اُسوقت اُن بچوں نے اُس سے فرمایا کہ اے شیخ کیا تو جناب محمد مصطفےٰؐ سے بھی واقف ہے قَالَ وَهُوَ نَبِيِّيْ
وَشَفِيْعِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ اَتَعْرِفُ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْطَالِبٍ قَالَ بَلٰى وَهُوَ سَيِّدِيْ وَاِمَامِيْ
اُس سعادتمند نے جواب دیا کہ وہ حضرت نبی اور شفیع ہیں میرے بروز قیامت پھر صاحبزادوں نے فرمایا کہ آیا تو علیؑ
بن ابیطالبؑ سے بھی واقف ہے اُس نے کہا کہ البتہ وہ آقا اور امام ہیں میرے فَقَالَ اَتَعْرِفُ مُسْلِمًا قَالَ بَلٰى
وَهُوَ ابْنُ عَمِّ الرَّسُوْلِ پھر فرمایا کہ آیا تو مسلم بن عقیل سے بھی واقف ہے کہا اُسنے کہ میں اُن سے بھی خوب واقف
ہوں کہ وہ ابن عم رسول الثقلین ہیں قَالَا نَحْنُ مِنْ عِتْرَةِ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيْلٍ فَمَالَكَ لَا تَرْحَمُ

صِغَرَ سِنِّنَا جبکہ اُس زندان بان نے معرفت اپنی خاندان رسالتؐ سے بیان کی فرمایا کہ اے شیخ ہم دونوں
بھائی فرزند ہیں مسلم بن عقیلؑ کے اور ایک سال کامل ہیں ہو چکا ہے کہ ہم اس قید سخت میں گرفتار ہیں بس ہم چاہتے
ہیں کہ تو ہمارے حال زار پر رحم کرنا کہ رسول خداؐ تیرے شفیع ہوں فَبَكَى السَّجَّانُ وَ انْكَبَّ عَلَى اَقْدَامِهِمَا
وَقَالَ نَفْسِىْ لِنَفْسِكُمَا اَلْفِدَاءُ هٰذَا بَابُ السِّجْنِ بَيْنَ يَدَيْكُمَا مَفْتُوْحٌ فَخُذَا بِاَىِّ طَرِيْقٍ شِئْتُمَا
جبکہ اُس زندان بان نے نام حضرت مسلمؑ کا سنا سنتے ہی اس نام و نسب کے بہت رو دیا اور سر اپنا پاؤں پر اُن کے
رکھدیا اور عذر کیا کہ قسم بخدائے عزّ و جلّ مجھے ہرگز حال آپکا نہیں معلوم تھا لیکن اب عفو کو کام فرمائیے اور دروازہ
قیدخانہ کا کھلا ہوا ہے جسطرف آپ چاہیں چلے جائیں فَخَرَجَا مِنَ السِّجْنِ لٰكِنْ يَدْرِيَا لَمْ يَدْرِيَا اِلٰى اَىِّ
جِهَةٍ يَمْضِيَانِ پس وہ مظلوم باجازت زندان بان زندان سے باہر نکلے لیکن بسبب صغر سن اور ناواقفیت راہ کی
حیران و پریشان گرد شہر کے پھرتے رہے اور کچھ راہ طے نہ کر سکے فَلَمَّا طَلَعَ الصُّبْحُ صَعَدَا عَلٰى شَجَرَةٍ كَبِيْرَةٍ
مِنَ الْخَوْفِ وَاِذَا بِجَارِيَةٍ قَدْ رَاٰتْهُمَا وَسَاَلَتْ عَنْ حَالِهِمَا پس جبکہ تمام شب پھرتے گذری
اور صبح ہو گئی معلوم ہوا کہ ابھی سواد کوفہ سے باہر نہیں نکلے ہیں بسبب خوف دشمنوں کے ایک درخت بلند پر چڑھ گئے
تاکہ نظر سے آدمیوں کی محفوظ رہیں ناگاہ ایک لونڈی کسی کی پانی بھرنے کے لیئے اُس درخت کے نیچے کہ وہاں چشمہ آب
تھا آئی دیکھا کہ دو صاحبزادے کم سن مثل ماہ شب چاردہ کے درخت پر طالع ہیں یہ دیکھکر اُس نے پوچھا کہ تم کون
ہو فَاَخْبَرَاهَا بِمَا جَرٰى عَلَيْهِمَا فَبَكَتْ وَقَالَتْ لَهُمَا سِيْرَا مَعِىْ اِلٰى مَوْلَاتِىْ فَاِنَّهَا مُحِبَّةٌ لَكُمَا ہر چند کہ وہ یتیم
خوف سے چپ ہو رہے اور کچھ جواب نہ دیا لیکن جب اُس کنیز کو نہایت مصر پایا فرمایا کہ اے سعادتمند ہم دونوں فرزند
ہیں مسلم بن عقیلؑ کے اور مارے خوف کے یہاں چھپے ہیں اُس کنیز نے یہ سنکر بہت تسکین کی اور کہا کہ تم ہرگز خوف نہ کرو
اور میرے ساتھ میری بی بی کے پاس چلو کہ وہ دوستدار آپکے خاندان کی ہے فَسَارَ مَعَهَا فَسَبَقَتْ وَاَعْلَمَتْ
بِمَوْلَاتِهَا بِهِمَا فَلَمَّا سَمِعَتْ ذٰلِكَ قَامَتْ وَاسْتَقْبَلَتْهُمَا پس وہ شاہزادے اُس کنیز کو اپنے حال پر متوجہ پاکر
ساتھ اُسکے ہو لیئے جبکہ وہ کنیز اپنے گھر کے قریب پہونچی آگے بڑھ کر اپنی بی بی کو حال سے اُن صاحبزادوں کے اطلاع کی
پس سنتے ہی نام اُنکا وہ بی بی پاک طینت کھڑی ہو گئی اور اپنے گھر سے نکل کر استقبال اُن یتیموں کا کیا وَقَالَتْ
لَهُمَا اُدْخُلَا عَلَى الرَّحْبِ وَالسَّعَةِ فَاَدْخَلَتْهُمَا فِىْ حُجْرَةٍ عَلٰحِدَةٍ وَخَدَمَتْهُمَا

خدمت الاماء اور اُس بی بی نے عرض کی کہ زہے طالع میرے کہ آج تمہارے قدم سے گھر میرا روشن
اور منور ہوا پس اُنہیں بکمال تعظیم گھر میں لیگئی اور ایک حجرہ علیحدہ میں فرش نفیس بچھاکر بٹھایا اور آپ مثل لونڈیوں
کے خدمت گذاری میں مصروف ہوئی فلما جن اللیل اعتنقا فناما حتی اقبل زوج تلک المرأة
وهو تعبان من كثرة طلبهما پس جبکہ شب آئی اور وہ دو نو ستم رسیدہ فی الجملہ مطمئن ہوئے دونوں
بھائی آپس میں گلے لگ کر سو رہے اور اُسی اثنا میں شوہر اُس ضعیفہ کا گھر میں آیا از بس کہ تمام دن اُس ملعون کو تجسس
میں فرزندان مسلم کے گذرا تھا اس لیے بہت ہی ماندہ اور کسل ہو گیا تھا فقالت له زوجته این کنت فانی
اری فیک اثار التعب پس اُس ضعیفہ صالحہ نے اُس شقی سے کہا کہ آج تجھے خلاف معمول کہاں دیر ہوئی
اور کیا سبب ہے کہ آثار تعب تیرے چہرے سے ظاہر ہیں قال نادی الامیر من جاء بابنی مسلم فله
الجائزة العظمی وقد خرجت فی طلبهما ولم اجد لهما اثرا اُس ملعون نے کہا کہ
آج دو فرزند مسلم بن عقیلؑ کے قید خانہ سے نکل گئے ہیں ابن زیاد بد نہاد نے حکم دیا ہے کہ جو کوئی اُن یتیموں کو پکڑ لائیگا
بہت سا انعام پائیگا لہذا آج مجھے تمام روز پھرتے گذرا ہر چند کہ اُنہیں ڈھونڈا کیا لیکن کہیں نشان اُنکا مجھے
نہ ملا بلکہ میرا گھوڑا بھی اس تعب سے مر گیا فقالت له ویلك یا رجل اتخاف الله مالك ولاولاد
الرسول پس یہ خبر وحشت اثر سنکر اُس ملعون سے زن صالح نے کہا کہ وائے تجھپر اے مرد آیا تجھے خوف خدا کچھ
نہیں ہے کہ تو درپئے آزار اولاد رسول خدا ہے اور نیز اُن بیگناہوں نے کیا قصور کیا ہے کہ تو آمادہ اُنکی گرفتاری
کا ہے یہ سنکر وہ ملعون ناخوش ہوا اور وہ نجس اپنا لپیٹ کر پڑ رہا فبینا هو بین النوم والیقظة اذ سمع
صوت الغطيط من داخل البيت پس ہنوز وہ سگ ناپاک خوب نہ سویا تھا کہ اندر سے حجرہ کے آواز سانس لینے
کسی سونے والے کی کان میں اُس ملعون کے آئی فقال لزوجته ما هذا فلم ترد الجواب كانها لم
تسمع فاذا باحد الولدین قد انتبه وقال لاخیه یا اخی قد قرب اجلنا پس سنتے ہی اُس آواز کے وہ ملعون
اُٹھ بیٹھا اور اپنی زوجہ سے دریافت کیا کہ یہ کسکے سونے کی آواز اس حجرہ سے آتی ہے اُس بی بی نیک اعتقاد نے کچھ
جواب نہ دیا گویا کہ سُنا نہیں ہے قضائے کار اُسی وقت ایک بھائی یعنی محمد بیدار ہوا اور اپنے بھائی کو جگایا اور کہا کہ
اے ابراہیم اُٹھو کہ اب وقت ہلاکت ہمارا قریب آپہونچا فقال له اخوه ما رایت یا اخی قال رایت ابی

عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَعَلِیٍّ الْمُرْتَضٰی وَالْحَسَنِ الْمُجْتَبٰی وَھُمْ یَقُوْلُوْنَ لَہٗ مَالَکَ تَرَکْتَ اَوْلَادَکَ بَیْنَ الْکِلَابِ پس ابراہیم بیدار ہوئے اور کہا کہ اے جان برادر کیا دیکھا تمنے کہ تم اسقدر مضطر ہو اُس شاہزادے نے جواب دیا کہ مین نے ابھی دیکھا ہے کہ پدر بزرگوار میرے خدمت رسولخدا اور علی مرتضےٰ اور حسن مجتبےٰ میں حاضر ہیں اور وہ سب حضرات اُن سے فرماتے ہیں کہ اے مسلم مقام تعجب ہی کہ تم نے اپنے فرزندونکو مجمع سگ وخوک میں چھوڑ رکھا ہے فَقَالَ اِنِّیْ لَھُمْ وَھُمَا قَادِمَانِ بِاَثَرِیْ فَقَالَ اَخُوْہٗ یَااَخِیْ اِنِّیْ اَیْضًا رَاَیْتُ کَذٰلِکَ پس یہ ارشاد اُن حضرت کا سنکر ہمارے پدر عالی مقدار نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ دونوں فرزند میرے ابھی میرے پاس آتے ہیں پس یہ سنکر اُس بیکس نے جواب دیا کہ اے بھائی میرے مینے بھی ابھی ابھی دیکھا ہے فَاعْتَنَقَا وَبَکَیَا فَسَمِعَ اللَّعِیْنُ صَوْتَھُمَا وَدَخَلَ الْبَیْتَ وَھُوَ یَلْمِسُ بِکَفِّہٖ جُدْرَانَ الْبَیْتِ پس جبکہ اُن دونوں کو یقین اپنی شہادت کا ہوا ایک دوسرے کے گلے ملکر رونے لگے پس حارث ملعون نے آواز گریہ وبکا شاہزادونکی سنی اور اُسی وقت اُس حجرۂ تاریک میں گیا اور مانند اندھوا کے ہر دیوار کی طرف ہاتھ پھراتا تھا حَتّٰی وَقَعَتْ یَدُہٗ عَلَی الصَّغِیْرِ فَقَالَ مَنْ اَنْتُمَا قَالَا اَنَا مِنْ وُلْدِ مُسْلِمٍ قَالَ اِنِّیْ اَتْعَبْتُ فَرَسِیْ وَنَفْسِیْ فِیْ طَلَبِکُمَا وَاَنْتُمَا فِیْ بَیْتِیْ پس یکایک ہاتھ نجس اُس بیرحم کا طفل صغیر پر پڑا پوچھا اُسنے کہ تم کون ہو اُس معصوم نے جواب دیا کہ ہم فرزند ہیں مسلم بن عقیل کے اُس شقی نے کہا میں نے عبث اپنے تئیں تعب میں ڈالا اور تمام روز تمہیں ہر سمت ڈھونڈتا پھرا یہاں تک کہ گھوڑا میرا مر گیا حالانکہ تم میرے گھر میں ہو فَلَطَمَ الْاَکْبَرَ لَطْمَۃً حَتّٰی اَکَبَّہٗ عَلَی الْاَرْضِ وَسَالَ الدَّمُ عَنْ وَجْھِہٖ وَاَسْنَانِہٖ وَضَرَبَ الْاٰخَرَ ضَرْبَۃً اَشَدَّ مِنْہُ پس اُس بے رحم نے بڑے صاحبزادے کے موہنہ پر اس زور سے طمانچہ مارا کہ وہ مظلوم موہنہ کے بل زمین پر گر پڑا اور موہنہ سے اور دانتوں سے خون جاری ہوا اور ساتھ ہی اُسکے دوسرے شاہزادے کے رخسار نازنین پر بھی ایسا طمانچہ مارا کہ اُس کے صدمہ سے وہ بیچارہ بھی زمین پر گر پڑا اور زخمی ہو گیا ثُمَّ اَوْثَقَھُمَا وَثَاقًا شَدِیْدًا وَدَفَعَھُمَا اِلٰی خَارِجِ الْبَیْتِ وَاَوْقَفَھُمَا مُکَتَّلَیْنِ اِلَی الْفَجْرِ وَھُمَا یَتَوَادَعَانِ وَیَتَبَاکِیَانِ بعد اس ظلم کے اُس ولدالزنا نے اُن دونو نتیموںکے بازو زور سے باندھے اور باہر صحن میں کھینچتا ہوا لایا اور اسی طرح تا صبح کھڑا رکھا منقول ہے کہ وہ دونو یتیم اپنی بیکسی پر روتے تھے اور ایک دوسرے سے رخصت ہوتا تھا

فَلَمَّا أَصْبَحَ أَخْرَجَهُمَا مِنْ دَارِهِ وَسَارَ مَعَهُمَا إِلَى الْفُرَاتِ وَزَوْجَتُهُ وَوَلَدُهُ وَعَبْدُهُ خَلْفَهُ يَلُومُونَهُ وَهُوَ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِمْ پس جبکہ صبح طالع ہوئی اُس دشمن خدا نے اُن بچوں کو گھر سے نکالا اور واسطے قتل کرنے کے طرف فرات کے لیچلا اور پیچھے اُسکے ہر چند وہ زن صالح اور فرزند اُسکا اور غلام سمجھانے جاتے تھے اور اُسپر لعنت کرتے تھے لیکن وہ سنگدل کہنا اور چلانا اُنکا ہرگز نہ سنتا تھا فَلَمَّا وَصَلَ إِلَى الْفُرَاتِ سَلَّ سَيْفَهُ فَوَقَعَتِ الْحُرْمَةُ عَلَى يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ يُقَبِّلُهُمَا وَتَقُولُ لَهُ يَا رَجُلُ اعْفُ مِنْ هٰذَيْنِ الْيَتِيمَيْنِ پس جبکہ وہ ملعون اُن بچوں کو لیکر فرات پر پہونچا تلوار کھینچکر چاہا کہ اُن بیکسوں کو قتل کرے یہ دیکھتے ہی وہ زن صالحہ بیتاب ہوگئی اور دوڑکر اُس شقی کے پاؤں پر گر پڑی اور بکمال عجز و انکسار کہتی تھی اے نامرد واسطے خدا کے ان بچوں پر رحم کر اور ان کے قتل سے باز آ یہ بیگناہ یتیم ہیں فَغَضِبَ الْمَلْعُونُ وَهَمَّ بِهِمَا وَقَالَ لِعَبْدِهِ يَا أَسْوَدُ خُذِ السَّيْفَ وَاقْتُلْهُمَا فَهَمَّ الْعَبْدُ فَقَالَ لَهُ أَحَدُ الْغُلَامَيْنِ يَا أَسْوَدُ مَا أَشْبَهَ سَوَادَكَ بِلَالَ مُؤَذِّنِ رَسُولِ اللّٰهِ

پس اُس ملعون نے اپنی زوجہ کو ایسا جھڑکا کہ وہ بیحواس ہوگئی پس اُس بے حیا نے تلوار اپنے غلام حبشی کو دی اور کہا کہ اے غلام اس تلوار سے سر ان دونوں بیکسوں کے جدا کر جبکہ اُس غلام حبشی نے چاہا کہ سر پر اُنکے تلوار مارے محمدؑ نے اُس سے کہا کہ اے حبشی کسقدر مشابہ ہے تو سیاہی میں بلال موذن رسولخدا سے فَقَالَ الْعَبْدُ مَنْ أَنْتُمَا قَالَا إِنَّا نَحْنُ مِنْ عِتْرَةِ نَبِيِّكَ نَحْنُ أَوْلَادُ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيلٍ فَانْكَبَّ الْعَبْدُ عَلَى أَقْدَامِهِمَا وَرَمَى السَّيْفَ وَطَرَحَ نَفْسَهُ فِي الْفُرَاتِ یہ سنکر اُس غلام حبشی نے پوچھا کہ تم کون ہو اُن یتیموں نے فرمایا کہ ہم ہیں عترت سے تیرے نبیؐ کی اور ہم فرزند ہیں مسلمؑ بن عقیلؑ کے یہ سنتے ہی وہ سعادتمند قدموں پر اُن شاہزادوں کے گر پڑا اور بہت عذر کیا اور تلوار کو پھینک کر اپنے تئیں فرات میں گرا دیا ثُمَّ هَمَّ الْمَلْعُونُ بِقَتْلِهِمَا فَمَنَعَ وَلَدُهُ وَقَالَ بِاللّٰهِ عَلَيْكَ لَا تَقْتُلْهُمَا فَغَضِبَ وَضَرَبَهُ بِالسَّيْفِ فَبَكَيَا وَوَقَعَ كُلٌّ مِنْهُمَا عَلَى الْآخَرِ - پس جبکہ اُس شقی نے دیکھا کہ غلام بھی لعنت کرکے دریا میں گر پڑا آپ تلوار کھینچکر متوجہ طرف قتل اُن یتیموں کے ہوا چاہتا تھا کہ اُنہیں قتل کرے فرزند ملعون کا آگے ہوگیا اور کہا اے شقی کیا غضب کرتا ہے کہ ان بے گناہوں کو ناحق قتل کرتا ہے یہ سنکر وہ ملعون نہایت غضبناک ہوا اور ایک تلوار اس بیرحمی سے اپنے فرزند کے ماری کہ وہ سعادتمند شہید ہوگیا راوی کہتا ہے کہ جب فرزندان مسلمؑ نے دیکھا کہ اُس بیرحم نے اپنے فرزند کو قتل کیا یقین ہوا کہ اب ہمیں کسی طرح نہ چھوڑیگا -

دونوں بچے رونے لگے اور خوف سے اُس شقی کے ایک بھائی پیچھے دوسرے کے چھپتا تھا فَلَمَّا هَمَّ بِقَتْلِهِمَا قَالَ يَا شَيْخُ بِاللّٰهِ عَلَيْكَ امْضِ بِنَا اِلَى ابْنِ زِيَادٍ اَوْ بِعْنَا فِي السُّوْقِ پس جبکہ اُس ملعون نے چاہا کہ اُن بیکسوں کو قتل کرے دونوں بچوں نے بکمال عجز فرمایا کہ اے بیرحم واسطے خدا کے رحم کر اور ہمارے خون میں شریک نہ ہو بلکہ ہمیں زندہ ہی ابن زیاد پاس لے چل وہ جو چاہے ہمارے باب میں حکم کرے اور اگر یہ بھی نہ منظور ہو تو ہماری زلفیں تراش کر بازار میں بیچ لے اور قیمت سے ہماری نفع اُٹھا فَقَالَ لَا بُدَّ لِي مِنْ قَتْلِكُمَا فَقَالَا اِنْ كَانَ لَا بُدَّ لَكَ هٰذَا فَدَعْنَا حَتّٰى نُصَلِّيَ قَالَ لَكُمَا فَصَلِّيَا فَضَرَبَ الْمَلْعُوْنُ الْاَكْبَرَ فَسَقَطَ رَاسُهٗ عَلَى الْاَرْضِ اُس بے حیا نے جواب دیا کہ مجھے قتل تمہارا ہی منظور ہے یہ سنکر فرزندان مسلمؑ نے فرمایا کہ اگر یہی منظور ہے تو ہمیں اتنی مہلت دے کہ ہم دو دو رکعت نماز پڑھ لیں پس اُس ملعون نے مہلت نماز دی منقول ہے کہ دونوں یتیموں نے وضو کرکے دو دو رکعت نماز پڑھی نماز سے فارغ ہوئے تھے کہ حارث ملعون نے ایک تلوار سر پر بڑے شاہزادے کے ماری کہ سر نازنین اُس فرزند یتیم کا تن سے جدا ہوا اور لاش اُس مظلوم کی زمین پر تڑپنے لگی فَصَاحَ اَخُوْهُ وَ بَكٰى وَانْكَبَّ عَلٰى اَخِيْهِ الْكَبِيْرِ وَتَمَرَّغَ فِي دَمِهٖ وَنَادٰى وَا اَخَاهُ وَاغُرْبَتَاهُ فَضَرَبَ الْمَلْعُوْنُ عُنُقَهٗ وَوَضَعَ رَاسَيْهِمَا فِي الْمِخْلَاةِ وَرَمٰى اَبْدَانَهُمَا فِي الْفُرَاتِ پس یہ دیکھکر چھوٹا بھائی لاش سے بڑے بھائی کے لپٹ گیا اور روتا تھا اور کہتا تھا کہ اے بھائی مجھے افسوس ہے کہ پہلے آپ سے مجھکو نہ قتل کیا کہ تا میں قتل ہونا آپکا نہ دیکھتا افسوس اپنی بیکسی اور غریب الوطنی پر پس وہ طفل یتیم بھائی سے لپٹا ہوا رو رہا تھا کہ اُس بیرحم نے تلوار سر پر اُس بچے کے ماری کہ سر اُسکا بھی تن سے جدا ہو گیا اور سر اُن ماہ رویوں کے اپنے توبرے میں ڈال لیے اور لاشوں کو دونوں کی فرات میں ڈالدیا فِي الْمَنَاقِبِ الْقَدِيْمَةِ اَنَّهٗ لَمَّا ضَرَبَ الْمَلْعُوْنُ الْوَلَدَ الْاَكْبَرَ وَرَمٰى بَدَنَهٗ فِي الْفُرَاتِ كَانَ بَدَنُهٗ عَلٰى وَجْهِ الْمَاءِ حَتّٰى قَذَفَ الثَّانِيَ اور کتاب مناقب قدیم میں منقول ہے کہ جب حارث ملعون نے سر نازنین بڑے بھائی کا تن سے جدا کیا لاش اُسکی نہر فرات میں ڈالدی پس وہ نعش پانی پر ٹھہری رہی جبتک کہ لاش دوسرے بھائی کی اُس سے نہ ملی فَاَقْبَلَ بَدَنُ الْاَوَّلِ رَاجِعًا يَشُقُّ الْمَاءَ شَقًّا حَتَّى الْتَزَمَ بَدَنُهٗ بَدَنَ اَخِيْهِ الْاَصْغَرِ وَمَضٰى فِي الْمَاءِ پس جبکہ لاش چھوٹے بھائی کی فرات میں پھینکدی اُس وقت لاش فرزند اکبر کی پانی کو ہٹا کر قریب لاش فرزند اصغر کے آئی اور دونوں

لاشیں آپس میں ملیں اور ساتھ ہی غریق آب رحمت ہوگئیں وَ سَمِعَ الْمَلْعُوْنُ صَوْتًا مِنْهُمَا اِنَّمَا الْمَلْعُوْنُ اَنْتَ وَ تَرٰی مَا فَعَلْتَ بِنَا اور اُسوقت حارث ملعون نے سُنا کہ اُن لاشوں سے آواز یہ آتی تھی کہ اے ملعون عنقریب تجھے بھی معلوم ہوگا اور دیکھے گا تو عوض اسکا کہ جو تو نے ہمپر ظلم کیا ہے فَذَهَبَ الْمَلْعُوْنُ بِرَاْسَيْهِمَا اِلَى ابْنِ زِيَادٍ فَغَضِبَ وَدَعٰى بِغُلَامٍ اَسْوَدَ وَ قَالَ لَهٗ شُدَّ كَتِفَهٗ وَاضْرِبْ عُنُقَ الْمَلْعُوْنِ مَوْضَعَ قَتْلِ الْغُلَامَيْنِ پس وہ ملعون سر اُن دونوں یتیموں کے لیئے ہوئے روبرو ابن زیاؔد کے گیا اور تمام اپنی بیحیی اور اُن کا عجز اُس سے نقل کیا اور طالب انعام ہوا یہ سنکر ابن زیاؔد نہایت غضبناک ہوا اور اپنے ایک غلام حبشی کو حکم دیا کہ اس ملعون کی مشکیں باندھ لے اور اسے اُسی جگہ لے جا کہ جہاں فرزندان مسلمؑ کو اسنے قتل کیا ہے اور سر نجس اسکا تن سے جدا کر اور سب اسباب اسکا اور ہتھیار اسکے تو ہی لے لینا وَلَكَ عَشَرَةُ اٰلَافِ دِرْهَمٍ وَاَنْتَ حُرٌّ فَانْطَلَقَ الْعَبْدُ بِهٖ اِلَى الْفُرَاتِ وَ ضَرَبَ عُنُقَهٗ وَرَمٰى بِجِيْفَتِهٖ اِلَى الْمَآءِ اور کہا ابن زیاؔد نے اُس غلام سے کہ اگر تو اسے بکمال بیرحمی قتل کریگا تو عوض میں اسکے دس ہزار درہم انعام دونگا اور تجھے آزاد کردونگا پس منقول ہے کہ وہ غلام حبشی مشکیں اُس کی مضبوط باندھ کر کشاں کشاں اُس سگ ناپاک کو فرات پر اُسی جگہ لیگیا اور جگہ قتل فرزندان مسلمؑ کی اُس ملعون کا سر نجس کاٹا اور بدن ناپاک اُسکا فرات میں پھینکدیا فَلَمْ يَقْبَلِ الْمَآءُ جِيْفَتَهٗ وَرَمٰى اِلَى الشَّطِّ فَاَحْرَقَهُ الْعَبْدُ فِى النَّارِ منقول ہے کہ آب فرات نے لاش نجس اُسکی نہ قبول کی اور اُسے کنارے پر پھینکدیا پس اُس غلام حبشی نے اُس ملعون کی لاش کو آگ میں جلا کر خاکستر کردیا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَ سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس ساتویں متضمن ہی سفر آنحضرتؑ کے مکہ معظمہ سی بسمت عراق

عَنِ الصَّادِقِؑ نَفَسُ الْمَهْمُوْمِ لِظُلْمِنَا تَسْبِيْحٌ وَهَمُّهٗ لَنَا عِبَادَةٌ وَكِتْمَانُ سِرِّنَا جِهَادٌ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ وَيَجِبُ اَنْ يُّكْتَبَ هٰذَا بِالذَّهَبِ فرمایا جناب صادقؑ نے کہ آہ پر درد کھینچنا مومن کا اُن جور و ستم پر کہ ہاتھ سے اعدائے دین کے ہم اہلبیت طاہرینؑ پر گذرے ہیں ثواب تسبیح خدا کا رکھتا ہے اور مغموم اور محزون ہونا ہمارے مصائب پر عین عبادت خدا ہے اور اسرار کو ہمارے مخفی کرنا اعداسے جہاد ہی راہ خدا میں اور واجب ہے ہمارے شیعونکو کہ یہ حدیث آب زر لکھیں فِىْ بِحَارِ الْاَنْوَارِ اِنَّهٗ تَوَجَّهَ الْحُسَيْنُ مِنْ مَكَّةَ اِلَى الْعِرَاقِ فِىْ ثَمَانٍ مَضَيْنَ

مِنْ ذِی الْحِجَّةِ قَبْلَ قَتْلِ مُسْلِمِ بْنِ عَقِیْلٍ فِی الْکُوْفَةِ بِیَوْمٍ وَّاحِدٍ کتاب بحار الانوار میں منقول ہے کہ جناب امام حسینؑ آٹھویں تاریخ ماہ ذی الحجہ کو کہ ہنوز ایک روز قتل مسلمؑ بن عقیل میں باقی تھا مکہ معظمہ سے طرف عراق کے روانہ ہوئے وَرَوَی السَّیِّدُ (رہ) اَنَّہٗ قَدْ تَوَجَّہَ الْحُسَیْنُ مِنْ مَکَّةَ اِلَی الْعِرَاقِ لِثَلٰثٍ مَضَیْنَ مِنْ ذِی الْحِجَّةِ وَھُوَ لَا یَعْلَمُ بِقَتْلِ مُسْلِمِ ابْنِ عَقِیْلٍ لِاَنَّہٗ کَانَ یَوْمَ خُرُوْجِہٖ مِنْھَا ھُوَ یَوْمُ قَتْلِہٖ فِی الْکُوْفَةِ - اور سید ابن طاوس علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ جناب امام حسینؑ تیسری تاریخ ماہ ذی الحجہ کو مکہ معظمہ سے طرف عراق کے روانہ ہوئے اور اس روز تک اُن حضرت کو شہادت مسلمؑ بن عقیلؑ سے مطلق اطلاع نہ تھی اور کیونکر خبر ہوتی کہ اُسی روز یعنی تیسری ذلحجہ کو حضرت مسلمؑ کوفہ میں قتل ہوئے تھے اور یہی روایت مفتاح النجاۃ میں مذکور ہے فَلَمَّا بَلَغَ بِمَسِیْرِہٖ ذَاتَ عِرْقٍ لَقِیَ مِنْ بَشِیْرِ بْنِ غَالِبٍ وَھُوَ یُرِیْدُ الْعِرَاقَ فَسَئَلَہٗ عَنْ اَھْلِھَا قَالَ یَا سَیِّدِیْ قُلُوْبُھُمْ مَعَکَ وَالسُّیُوْفُ مَعَ بَنِیْ اُمَیَّةَ پس جبکہ وہ حضرت منزل ذات عرق پر پہونچے وہاں بشیر بن غالب سے کہ وہ عراق سے آتا تھا ملاقات ہوئی اُسوقت حضرت نے بشیر سے پوچھا کہ بیان کر حال اہل کوفہ کا کیا ہے اُسنے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ دل اہل کوفہ کے البتہ مائل طرف آپکے ہیں لیکن تلوار اُنکی ہمراہ بنی اُمیہ کے ہیں فَقَالَ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ مختار ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اور جس شی کا ارادہ کرتا ہے مطابق اُسکے حکم کرتا ہے وَفِی الْاِرْشَادِ عَنِ الْفَرَزْدَقِ قَالَ حَجَجْتُ فِیْ سَنَةِ سِتِّیْنَ فَبَیْنَمَا اَنَا اَسُوْقُ بَعِیْرِیْ حَتّٰی دَخَلْتُ الْحَرَمَ وَلَقِیْتُ الْحُسَیْنَؑ اور کتاب ارشاد میں فرزدق سے منقول ہے کہ کہا اُسنے میں سن ساٹھ ہجری میں بقصد حج داخل حرم مکہ معظمہ ہوا اور وہاں مجھہ سے اور جناب امام حسینؑ سے ملاقات ہوئی معلوم کیا میں نے کہ حضرت طرف عراق کے تشریف لیے جاتے ہیں فَقُلْتُ لَہٗ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ مَا اَعْجَلَکَ عَنِ الْحَجِّ قَالَ لَوْ لَمْ اَعْجَلْ لَاُخِذْتُ پس عرض کی میں نے کہ فدا ہوں آپ پر ماں اور باپ میرے اے فرزند رسول مختارؐ کیا سبب ہے کہ آپ اس سرعت سے حج کو چھوڑکر طرف عراق کے تشریف لیے جاتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ اگر میں جلد یہاں سے روانہ نہ ہوتا اور انتظار بجالانے حج کا کرتا تو بے شک دستگیر اور گرفتار ہو جاتا فَقَالَ لِیْ اَخْبِرْنِیْ مِنَ النَّاسِ خَلْفَکَ فَقُلْتُ لَہٗ قُلُوْبُ النَّاسِ مَعَکَ وَاَسْیَافُھُمْ عَلَیْکَ پھر حضرت نے مجھ سے پوچھا کہ جو کچھ حال تجھے اہل کوفہ کا معلوم ہو بیان کر

عرض کی بیٹے کہ یا ابن رسول اللہ دل اہلکوفہ کے مائل ہیں طرف آپکے اور تلواریں اُنکی آپکے قتل پر آمادہ ہیں۔ فَقَالَ اِنْ نَزَلَ الْقَضَآءُ بِمَا نُحِبُّ فَنَحْمَدُ اللّٰهَ عَلٰی نَعْمَآئِهٖ وَاِنْ حَالَ الْقَضَآءُ دُوْنَ الرَّجَآءِ فَلَمْ یَبْعُدْ مَنْ كَانَ الْحَقُّ نِیَّتَهٗ وَالتَّقْوٰی سِیْرَتَهٗ فرزوق کہتا ہے کہ جب حضرت نے حال اہلکوفہ کا مجھسے معلوم کیا فرمایا کہ اگر جناب احدیت وہی کریگا کہ جو ہمیں مقصود ہے پس ہم شکر بجالائیں گے اُس منعم حقیقی کا کہ جسنے اپنے کرم سے ہمیں یہ نعمت عطا فرمائی اور اگر مشیت ایزدی خلاف ہمارے مقصود کے ہے تو بھی راہ راست سے بعید نہیں ہیں اسلئے کہ جسکی نیت بخیر ہو تقوی اور پرہیزگاری شعار اسکا ہو تو وہ راہ حق پر ہے ثُمَّ سَارَ حَتّٰی نَزَلَ الثَّعْلَبِیَّةَ وَقْتَ الظَّهِیْرَةِ فَوَضَعَ رَاْسَهٗ وَرَقَدَ ثُمَّ انْتَبَهَ وَاسْتَرْجَعَ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا پس حضرت وہاں سے طرف عراق کے روانہ ہوئے یہانتک کہ منزل ثعلبیہ پر نزول اجلال فرمایا اور بعد اُتروانے اہل حرم کے خیموں میں چاہا کہ کسل راہ سے فی الجملہ استراحت فرمائیں راوی کہتا ہے کہ تھوڑی دیر آنکھ لگی تھی کہ ایک مرتبہ بیدار ہوئے اور دو یا تین مرتبہ آیہ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون کو زبان اقدس پر جاری کیا فَقَالَ عَلِیٌّ ابْنُهٗ بِمَا اسْتَرْجَعْتَ یَا اَبِیْ قَالَ یَا بُنَیَّ رَاَیْتُ هَاتِفًا یَقُوْلُ اَنْتُمْ تُسْرِعُوْنَ وَالْمَنَایَا تُسْرِعُ بِکُمْ اِلَی الْجَنَّةِ پس جبکہ جناب علی اکبر شبیہ پیغمبر نے کلمہ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون اپنے پدر بزرگوار سے مکرر سنا عرض کی کہ اے پدر عالیمقدار یہ کیا محل اسکا ہے کہ زبان مبارک سے مکرر کلمہ انا للّٰہ سنا ہے حضرت نے فرمایا کہ اے فرزند دلبند میں ابھی سو گیا تھا کہ دیکھا میں نے کہ کوئی ہاتف یہ آواز دیتا ہے کہ تم سرعت کرتے ہو اس سفر میں اور موت سرعت کرتی ہے کہ تمہیں طرف جنت کے لیجائے فَقَالَ لَهٗ یَا اَبَتِ لَا اَرَاكَ اللّٰهُ سُوْءً اَلَسْنَا عَلَی الْحَقِّ قَالَ بَلٰی وَاللّٰهِ مَرْجِعُ الْعِبَادِ اِلَیْهِ فَقَالَ اِذًا لَا نُبَالِیْ بِالْمَوْتِ یہ سنکر جناب علی اکبر نے عرض کی کہ اے پدر عالیمقدار پروردگار عالم آپکو ہمیشہ مسرور رکھے اور کوئی امر شر اور ناگوار آپ کو کبھی نہ دکھلائے کیا ہم حق پر نہیں ہیں حضرت نے فرمایا کہ اے نور چشم قسم بخدائے عزوجل کہ جسکی طرف سب کی بازگشت ہے ہم حق پر ہیں یہ سنکر علی اکبر نے عرض کی کہ اے پدر بزرگوار جس صورت میں کہ ہم حق پر ہیں پھر ہمیں مرنے سے کیا خوف ہے حضرت نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی تمہارے اس قصد اور ارادہ پر تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے فَلَمَّا بَلَغَ الْحَاجِزَ بَعَثَ اَخَاهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ یَقْطُرَ اِلٰی اَهْلِ الْكُوْفَةِ وَلَمْ یَكُنْ لَهٗ

عَلِمُوْ بِقَتْلِ مُسْلِمِ بْنِ عَقِیْلٍ پس جبکہ وہ حضرت منزل حاجز پر پہونچے وہاں سے حضرت نے اپنے
بھائی رضاعی یعنی کوکی کو کہ نام اُن سعادتمند کا عبد اللہ بن یقطر تہا طرف اہلکوفہ کے روانہ کیا اور اُسوقت
تک اُن حضرت کو قتل مسلم بن عقیلؑ سے مطلق اطلاع نہ تھی بلکہ ایک عرضی مسلم بن عقیلؑ کی مشتمل اوپر مدایح اور
محاسن اہلکوفہ کے کئی روز قبل اُن حضرت کے پاس پہونچ چکی تھی وَکَتَبَ مَعَہٗ اَهْلُ الْكُوْفَةِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ
کِتَابَ مُسْلِمٍ جَاءَنِیْ یُخْبِرُ فِیْهِ بِحُسْنِ رَاْیِكُمْ وَاجْتِمَاعِ مَلَاءِكُمْ عَلٰی نَصْرِنَا وَالطَّلَبِ بِحَقِّنَا پس اور ایک
نامہ اس مضمون کا عبد اللہ یقطر کو لکھکر حوالے کیا کہ بعد حمد خداوند قدیر اور نعت حضرت بشیر و نذیر کے اہل کوفہ
کو معلوم ہو کہ نامہ مسلم بن عقیلؑ کا متضمن اوپر حسن سلوک کے اور آمادگی اور استعداد تم سب کے ہماری نصرت
اور مدد پر ہمارے پاس پہونچا فَسَئَلْتُ اللّٰهَ اَنْ یُحْسِنَ لَنَا الصُّنْعَ وَاَنْ یُثِیْبَكُمْ عَلٰی ذٰلِكَ اَعْظَمَ الْاَجْرِ
وَقَدْ شَخَصْتُ اِلَیْكُمْ مِنْ مَكَّةَ یَوْمَ الثُّلٰثَاءِ لِثَمَانٍ مَضَیْنَ مِنْ ذِی الْحِجَّةِ یَوْمَ التَّرْوِیَةِ پس معلوم
ہونے سے اس خبر کے ہم مسرور ہوئے اور حق سبحانہ تعالےٰ اس حسن سلوک پر تم سب کو اجر عظیم عطا فرمائے اور
میں بھی مکہ معظمہ سے بروز سہ شنبہ آٹھویں ذی الحجہ کو کہ وہ روز ترویہ تھا طرف تمہارے روانہ ہوا ہوں فَاِذَا
قَدِمَ عَلَیْكُمْ رَسُوْلِیْ فَاكْمِشُوْا فِیْ اَمْرِكُمْ وَجِدُّوْا فَاِنِّیْ قَادِمٌ عَلَیْكُمْ فِیْ اَیَّامِیْ هٰذِهٖ
اِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكُمْ پس جبکہ یہ نامہ بر ہمارا تمہارے پاس پہونچے تو تمہیں لازم ہے کہ تم اپنے عہد پر
مستعد اور آمادہ رہنا اور انشاء اللہ قریب ہی کہ انہیں ایام میں میں بھی تمہارے پاس پہونچتا ہوں فَاَقْبَلَ
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یَقْطُرَ بِكِتَابِهٖ اِلَی الْكُوْفَةِ فَلَمَّا انْتَهٰی اِلَی الْقَادِسِیَّةِ اَخَذَهٗ حُصَیْنُ بْنُ نُمَیْرٍ وَبَعَثَهٗ
اِلَی ابْنِ زِیَادٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ۔ پس عبد اللہ بن یقطر وہ نامہ لیکر طرف کوفہ کے روانہ ہوئے جبکہ
منزل قادسیہ پر پہونچے حصین بن نمیر ملعون نے کہ وہاں چار ہزار سوار سے پڑا تھا عبد اللہ کو پکڑا اور مقید
کرکے ابن زیاد ملعون پاس روانہ کیا فَطَلَبَ ابْنُ زِیَادٍ مِنْهُ كِتَابَهٗ فَلَمْ یَقْبَلْ حَتّٰی مَزَّقَهٗ فَغَضِبَ
الْمَلْعُوْنُ وَقَالَ مَنْ اَنْتَ پس عبد اللہ بن یقطر جبکہ سامنے ابن زیاد کے پہونچے اُس بے حیا نے کہا کہ جو کوئی نامہ تمہارے
پاس ہو تو مجھے دو عبد اللہ نے انکار کیا اُس شقی نے چاہا کہ لباس اور کمر کو اُنکے دیکھے اور نامہ نکال لے پس قبل اسکے
کہ وہ تلاش کرے عبد اللہ نے وہ نامہ کمر سے نکالکر روبرو اُسکے چاک کیا اور زمین پر پھینکدیا یہ دیکھکر ابن زیاد بدنہاد

غضبناک ہوا اور پوچھا کہ بیان کرو نام تمہارا کیا ہے اور تم کون ہو قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ اَنَا رَجُلٌ مِّنْ شِیْعَۃِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْطَالِبٍ قَالَ الْمَلْعُوْنُ فَلِمَ مَزَّقْتَ الْکِتَابَ قَالَ لِئَلَّا تَعْلَمَ مَا فِیْہِ عبداللہ نے فرمایا کہ میں ایک غلام ہوں غلامان علی ابن ابیطالب سے ابن زیاد نے پوچھا کہ تُنے یہ نامہ کیوں چاک کیا اُس سعادتمند نے جواب دیا کہ تا تو مضمون پر اس نامہ کے مطلع نہ ہو قَالَ مِمَّنِ الْکِتَابُ وَاِلٰی مَنْ قَالَ مِنَ الْحُسَیْنِ ابْنِ عَلِیٍّ اِلٰی اَھْلِ الْکُوْفَۃِ اُس بے حیانے پوچھا کہ یہ نامہ کہ جو تم نے چاک کیا یہ کسکا تھا اور کس کے پاس بھیجا جاتا تھا عبداللہ نے فرمایا کہ یہ نامہ تھا امام کونین فرزند رسول الثقلینؐ جناب امام حسینؑ کا طرف اہل کوفہ کے مجھے دیکر بھیجا تھا فَغَضِبَ وَقَالَ لَہٗ اصْعَدِ الْمِنْبَرَ وَسُبَّ الْحُسَیْنَ وَاَبَاہُ وَاِلَّا تُقْتَلُ پس یہ سنکر وہ سگ ناپاک نہایت غضبناک ہوا اور کہا کہ اگر تجھے اپنا حفظ جان منظور ہے تو منبر پر جاکر حسینؑ کی شان میں اور اُن کے باپ امیر المومنینؑ کے حق میں کلمات ناسزا کہ متضمن سب وشتم پر ہوں بیان کر اور اگر تو انہیں کلمات ناسزا نہ کہیگا تو تجھے ابھی قتل کرونگا فَصَعِدَ عَبْدُ اللّٰہِ (رحمہ) وَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ وَقَالَ اَیُّھَا النَّاسُ اِعْلَمُوْا اَنَّ حُسَیْنَ ابْنَ رَسُوْلِ الثَّقَلَیْنِ خَیْرُ الْخَلْقِ اِمَامُ الْکَوْنَیْنِ وَاَنَا رَسُوْلُہٗ اِلَیْکُمْ فَاَجِیْبُوْہُ وَاَطِیْعُوْہُ پس اس کلام بیہودہ سے اُس شقی کے عبداللہ نہایت غضبناک ہوئے اور بے تامل بالائے منبر جاکر حمد خدا اور نعت جناب خاتم الانبیاء بجالائے اور بعد اُسکے فرمایا کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ جناب امام حسینؑ فرزند رسول الثقلینؐ بہترین خلق خدا ہیں اور حق سبحانہ تعالے نے اُنکو باعث ایجاد عالم کیا ہے اور امام اور پیشوائے خلق ہیں پس واجب ہے تم سب اہل اسلام پر کہ اطاعت اُنکی کرو اور اُن کے حکم سے سرکشی نہ کرو وَقَدْ فَارَقْتُہٗ بِالْحَاجِزِ ثُمَّ لَعَنَ عُبَیْدَ اللّٰہِ ابْنَ زِیَادٍ وَاَتْبَاعَہٗ وَلَعَنَ یَزِیْدَ وَاٰبَائَہٗ وَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اور فرمایا کہ ایہاالناس میں پیام بر اور نامہ بر ہوں اُن حضرت کا طرف تمہارے اور وہ جناب منزل حاجز تک تشریف لاچکے ہیں اور لعنت خدا عبداللہ ابن زیاد اور یزید بن معاویہ بن سفیانؒ اور سفیان علیہم اللعن والعذاب پر کہ یہ سب کے سب بدتر از سگ وخوک ہیں اور یہ سب ملعون اور اتباع انکے داخل جہنم ہونگے اور بعد اسکے درود خدا اور محمد اور آل محمد پر بھیجا فَاَمَرَ الْمَلْعُوْنُ اَنْ یُّرْمٰی بِہٖ مِنْ فَوْقِ الْقَصْرِ اِلَی الْاَرْضِ مَکْتُوْفًا فَرُمِیَ بِہٖ حَتّٰی تَکَسَّرَتْ عِظَامُہٗ وَبَقِیَ بِہٖ رَمَقٌ مِّنَ الْحَیٰوۃِ

فاتاہ رجل فذبحہ پس اُس شقی نے مثل مار سیاہ پیچ و تاب کھا کر حکم دیا کہ ہاتھ اُنکے باندھ کر بلندی قلعہ سے زمین پر گرا دو پس ملازمان ابن زیاد نے اُس سعادت مند کے ہاتھ باندھے اور بلندی قلعہ سے نیچے گرا دیا منقول ہے کہ تمام استخوان عبداللہ کے چور چور ہو گئے مگر ہنوز کچھ رمق حیات سے باقی تھی کہ ایک بیرحم نے سر اُس سعادتمند کا کاٹ لیا الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس آٹھویں مشتمل ہے آگاہ ہونے پر حضرت کے شہادت مسلم سے

عن الصادق انہ قال رحم اللہ شیعتنا لقد شارکونا فی المصیبۃ بطول الحزن والحسرۃ علی مصاب جدی الحسین کتب احادیث میں جناب صادقؑ سے منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ خدا رحمت نازل کرے ہمارے شیعوں پر کہ شیعہ ہمارے ہماری شرکت کرتے ہیں بسبب طول دینے غم و الم اور اندوہ و ماتم کے مصیبت میں میرے جد مظلوم امام حسینؑ کے یعنی جسطرح کہ ہم اہلبیت مصائب پر اُنحضرتؑ کے روتے ہیں اور مجالس عزا برپا کرتے ہیں اسی طرح ہمارے شیعہ بھی ہمیشہ تعزیہداری میں اُس امام مظلوم کی مصروف رہتے ہیں اور مجالس عزا برپا کرتے ہیں اور مصیبت پر اُن حضرت کی روتے ہیں پس حضرات رو مصیبت پر امام حسینؑ کی کہ رونا مصائب پر اُس امام مظلوم کے باعث نزول رحمت ہے جانب خدائے عزوجل سے فی البحار انہ لما قتل مسلم بن عقیل وھانی بن عروۃ کتب ابن زیاد الی یزید یخبرہ بقتلھما کتاب بحار الانوار میں منقول ہے کہ جب مسلم بن عقیلؑ اور ہانی بن عروہ کو ابن زیاد ملعون نے قتل کیا اُسی وقت اُس بے حیا نے ایک نامہ متضمن شہادت پر اُن دونوں بزرگواروں کی لکھکر یزید کے پاس روانہ کیا فسر بذلک یزید وکتب الیہ انک کنت کما اردت وفعلت ما احببت وصدقت فیک ظنی پس جبکہ وہ نامہ یزید پلید کے پاس پہونچا وہ ملعون اس خبر سے نہایت مسرور ہوا اور اُسکے جواب میں ابن زیاد بدنہاد کو لکھا کہ شاباش جیسا کہ میں تجھے سمجھا تھا وقت امتحان کے تو ویسا ہی نکلا اور تجھ سے وہ امور میری فرمانبرداری کے وقوع میں آئے کہ جو مجھے مقصود تھے باعث میری خوشنودی کے تھے اور جو کچھ کہ میرا گمان تیری طرف تھا اُس کی تو نے تصدیق کر دی وقد بلغنی ان الحسین قد توجہ نحو العراق فضع المناظر و

وَالْمَسَالِحَ وَالْحَرَسَ وَاحْبِسْ عَلَى الظِّنَّةِ وَاقْتُلْ عَلَى التُّهَمَةِ وَاكْتُبْ اِلَيَّ فِي كُلِّ مَا يَحْدُثُ مِنَ الْخَبَرِ اور مجھے معلوم ہوا کہ حسینؑ بن علیؑ مکہ معظمہ سے طرف عراق کے روانہ ہوئے ہیں لہذا تجھے لازم ہے کہ جلد دیدبان اور جاسوس مقرر کر اور جسطرح ہوسکے حسینؑ پر کوئی تہمت ہی رکھکر قتل کر یا مقید کر اور جو کچھ کے وہاں گذرے اُس سے مجھے ہمیشہ اطلاع کرتا رہنا وَكَانَ الْحُسَيْنُ قَدْ تَوَجَّهَ مِنْ مَكَّةَ اِلَى الْعِرَاقِ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ لِثَمَانِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ اور کتب احادیث میں منقول ہے کہ جناب امام حسینؑ بروز ترویہ کہ وہ آٹھویں ماہ ذی الحجہ کی تھی مکہ معظمہ سے طرف کوفہ کے روانہ ہو چکے تھے وَاَمَّا مَا حَدَاهُ عَلَى الْخُرُوْجِ مِنْ مَكَّةَ اِلَى الْكُوْفَةِ هُوَ اِتْمَامُ الْحُجَّةِ عَلَى النَّاسِ اور سبب اُن حضرت کی روانگی کا باین تعجیل کہ ایک ہی روز حج سے باقی تھا حج نہ کیا اور طرف کوفہ کے روانہ ہوئے تمام کرنا حجت کا تھا اہلکوفہ پر اور خوف تھا اسکا کہ اگر حج کریں گے اور ایک روز مکہ معظمہ میں ٹہریں گے تو مقید ہو جائینگے و یا حرم مکہ معظمہ میں خونریزی ہوگی اور وہ باعث ضائع ہونے حرمت خانہ کعبہ کا ہے وَلِاَنَّهٗ قَدْ كَتَبَ اِلَيْهِ مُسْلِمُ ابْنُ عَقِيْلٍ قَبْلَ اَنْ يُّقْتَلَ بِسَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً اَنْ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَدْ بَايَعُوْكَ اَهْلُ الْكُوْفَةِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ اَلْفَ رَجُلٍ فَعَجِّلْ بِالْاِقْبَالِ اِلَيْنَا اور اتمام حجت اُن حضرت پر اس لیے ضرور تھا کہ جناب مسلمؑ نے ستائیس روز قبل اپنے قتل کے ایک معروضہ تہنیت باسعادت آنحضرت میں اس مضمون نگار ولنہ کیا تھا کہ یا ابن رسول اللہ جبکہ میں کوفہ میں پہونچا اُسی وقت سب اہلکوفہ میرے پاس آئے اور سب باطاعت پیش آئے اور اٹھارہ ہزار آدمیوں نے مجھ سے بیعت کی اور سب منتظر حضرت کی تشریف آوری کے ہیں پس امیدوار ہوں کہ آپ بہت جلد یہاں تشریف لائیے اور اہلکوفہ نے بھی ساتھ معروضہ مسلمؑ بن عقیلؑ کے اپنے عرائض روانہ کیے اور اُنکا مضمون یہ تھا کہ یا ابن رسولؐ اللہ یہاں آپ کی نصرت کے لیے لاکھ تلواریں مہیا ہیں پس حضرت جلد ہمکو قدم مبارک سے مشرف کریں اور حضرت اگر تشریف لانے میں کچھ بھی توقف فرمائیں گے تو اکثر اشخاص ہم میں سے گمراہ ہو جائیں گے پس اُس حجت خدا نے بسبب ان وجوہ مذکورہ کے سفر عراق بعجال تعجیل اختیار کیا رُوِيَ الشَّيْخُ الْمُفِيْدُ (رہ) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُلَيْمَانَ وَعَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ مُشْمَعِلِ الْاَسَدِيَّيْنِ اَنَّهُ قَالَا لَمَّا قَضَيْنَا حَجَّتَنَا لَمْ تَكُنْ لَنَا هِمَّةٌ اِلَّا اللِّحَاقُ بِالْحُسَيْنِ لِنَنْظُرَ مَا يَكُوْنُ مِنْ اَمْرِهٖ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے عبداللہ بن سلیمان اور منذر بن مشمعل سے کہ وہ دونوں

قبیلہ اسد سے ہیں روایت کی ہے کہ کہا انہوں نے کہ جب ہم حج سے فارغ ہو چکے تو ہمت ہماری تمام تر اسطرف مصروف تھی کہ کسی طرح ہم جلد امام حسینؑ سے راہ میں ملاقات کریں تاکہ دیکھیں کہ اہل کوفہ اُن حضرت سے کس طرح سے پیش آتے ہیں وَهُوَ قَدْ سَارَ مِنْ مَكَّةَ اِلَى الْعِرَاقِ فِىْ ثَمَانٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِى الْحِجَّةِ اور امام حسینؑ آٹھویں تاریخ ماہ ذی الحجہ کو کہ ایک روز حج سے باقی تھا طرف عراق کے روانہ ہو چکے تھے فَاَقْبَلْنَا تَرْقُلُ بِنَا نَاقَتَانَا مُسْرِعَتَيْنِ حَتّٰى لَحِقْنَاهُ بِزَرُوْدٍ پس بعد فراغ مناسک حج کے اپنے ناقوں پر سوار ہوئے اور انہیں بہت ہنکایا یہاں تک کہ بکمال سرعت منزل زرود پر ہم سے اور امام حسینؑ سے ملاقات ہوئی فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْهُ اِذَا بِرَجُلٍ مِّنَ الْكُوْفَةِ قَدْ عَدَلَ عَنِ الطَّرِيْقِ حِيْنَ رَاَى الْحُسَيْنَ (علیہ السلام) فَوَقَفَ الْحُسَيْنُ كَاَنَّهٗ يُرِيْدُهٗ ثُمَّ تَرَكَهٗ وَمَضٰى وَمَضَيْنَا نَحْوَهٗ۔

پس جبکہ ہم نے ہمراہ حضرت کے تھوڑی راہ قطع کی ناگاہ دیکھا ہم نے کہ ایک شخص جانب کوفہ سے چلا آتا ہے جبکہ وہ قریب ہمارے آپہونچا اور اُس نے امام حسینؑ کو پہچانا اُسوقت شاہ راہ کو چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کی مگر جناب امام حسینؑ اُسی طرف آتا دیکھکر ٹھہر گئے اور توقف سے حضرت کے ہم سب کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت اس شخص سے کچھ حال کوفہ کا پوچھنا چاہتے ہیں لیکن اُن حضرت نے کچھ پوچھنا اُس سے مصلحت نہ جانا اور آگے بڑھ گئے اور ہم بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہوئے فَقَالَ اَحَدُنَا لِصَاحِبِهٖ اِذْهَبْ بِنَا اِلٰى هٰذَا حَتّٰى نَسْاَلَهٗ فَاِنَّ عِنْدَهٗ خَبَرَ الْكُوْفَةِ فَمَضَيْنَا وَانْتَهَيْنَا اِلَيْهِ پس ہم دونوں رفیقوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس شخص کو ضرور حال کوفہ کا معلوم ہے اب مناسب یہ ہے کہ چلو اس شخص سے حال وہاں کا پوچھ کر پھر چلے آئیں کہ علم شئے بہ از جہل شئے ہے شاید کہ وہ خبر حضرت کے لیے مفید ہو پس یہ مشورہ کرکے ہم دونوں اُس شخص کے پاس پہونچے فَقُلْنَا لَهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَيْخُ فَرَدَّ عَلَيْنَا السَّلَامَ قُلْنَا مِمَّنِ الرَّجُلُ قَالَ اَسَدِىٌّ قُلْنَا نَحْنُ اَسَدِيَّانِ فَمَنْ اَنْتَ قَالَ اَنَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ فَانْتَسَبْنَا لَهٗ پس ہمنے اُسپر سلام کیا اُسنے جواب سلام دیا پوچھا ہم نے کہ تو کس قوم و قبیلہ سے ہے اُسنے کہا کہ میں اسدی ہوں ہمنے کہا کہ ہم بھی اسدی ہیں لیکن اپنے نام سے ہمیں آگاہ کر اُسنے نام اپنا اور اپنے باپ کا بتایا پس ہمنے اُس سے نسب اپنا ملایا فَقُلْنَا لَهٗ اَخْبِرْنَا عَنِ النَّاسِ وَرَائَكَ قَالَ نَعَمْ لَمْ اَخْرُجْ مِنَ الْكُوْفَةِ حَتّٰى قُتِلَ مُسْلِمٌ وَهَانِی

بْنُ عُرْوَةَ وَرَاَيْتُهُمَا يُجَرَّانِ بِاَرْجُلِهِمَا فِى السُّوْقِ پس پوچھا ہم نے کہ آیا تجھے کچھ خبر
کوفہ کی بھی معلوم ہے اُس نے کہا کہ البتہ مجھے اتنا معلوم ہے کہ میرے سامنے مسلمؑ بن عقیلؑ اور ہانی بن عروہ قتل
ہوئے اور بعد قتل کرنے کے پاؤں اُن سعادتمندوں کے رسن میں باندھ کر بازار میں کھینچے پھرتے تھے فَاَقْبَلْنَا
اِلَى الْحُسَيْنِ وَلَحِقْنَاهُ فَسَايَرْنَاهُ حَتّٰى نَزَلَ بِالثَّعْلَبِيَّةِ مُمْسِيًا فَجِئْنَا حِيْنَ نَزَلَ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ
فَرَدَّ عَلَيْنَا السَّلَامَ پس وہ دونوں راوی کہتے ہیں کہ جب اُس شخص سے یہ خبر وحشت اثر ہم سن چکے اُس سے رخصت
ہو کر پھر ہم امام حسینؑ سے آن کر راہ میں ملے یہانتک کہ شام ہو گئی اور حضرت نے منزل ثعلبیہ پر نزول اجلال فرمایا
پس جبکہ حضرت اہل حرم کو خیموں میں اُتروا چکے اور آپ رونق افروز مجلس اصحاب ہوئے اُسوقت ہم دونوں رو
برو اُس امام کونین کے گئے اور تسلیم عرض کی فَقُلْنَا لَهُ يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِنَّ عِنْدَنَا خَبَرًا اِنْ شِئْتَ
حَدَّثْنَاكَ بِهٖ عَلَانِيَةً وَاِنْ شِئْتَ اَخْبَرْنَاكَ بِهٖ سِرًّا اور بعد تسلیم کے ہم نے عرض کی
کہ اے فرزند رسول مختار ہمیں کچھ عرض کرنا حضرت سے ضرور ہے لیکن بدوں استمزاج کے ہمیں جرأت عرض کی نہیں
ہے اگر ارشاد ہو تو سب کے سامنے علی رؤس الاشہاد اُسے بیان کریں اور اگر علانیہ اُسکا بیان کرنا نامناسب ہو ہم
تخلیہ میں عرض کریں فَلَمَّا سَمِعَ مِنَّا ذٰلِكَ نَظَرَ اِلَيْنَا ثُمَّ نَظَرَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ مَا دُوْنَ هٰؤُلَاءِ سِرٌّ
پس جبکہ آنحضرت نے ہم سے یہ سنا تو پہلے بنظر تحیر ہماری طرف دیکھا اور اُسکے اپنے اصحاب پر نگاہ کی اور ہم سے ارشاد
کیا کہ کونسا ایسا راز ہے کہ جسکا اظہار ان سے مناسب نہیں ہے یعنی یہ سب تو وہ جاں نثار و فاشعار ہیں کہ جنکو
جان اپنی مجھ سے عزیز نہیں ہے قُلْنَا يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ الرَّاكِبَ الَّذِىْ اسْتَقْبَلَتْهُ عَشِيَّةَ
اَمْسِ فَقَالَ نَعَمْ بَلْ اَرَدْتُ مَسْئَلَةً پس جبکہ ہمیں اجازت بیان کرنے خبر کی علانیہ ملی ہم نے
عرض کی کہ یابن رسول اللہ حضرت کو یاد ہو گا کہ اثنائے راہ میں ایک ناقہ سوار جانب کوفہ سے اسطرف آتا تھا
حضرت نے فرمایا البتہ بلکہ میں نے اُسطرف آتے دیکھکر چاہا تھا کہ کچھ حال کوفہ کا اُس سے پوچھوں فَقُلْنَا
رَحِمَكَ اللّٰهُ وَاللّٰهِ اسْتَبْرَأْنَا لَكَ خَبَرَهٗ وَكَفَيْنَاكَ مَسْئَلَةً پھر ہم نے عرض کی کہ اے فرزند
رسول الثقلینؐ جبکہ ہمنے دیکھا کہ آپ نے اُسے دیکھکر راہ میں توقف فرمایا تو اُس وقت ہم سمجھے کہ حضرت کو اس شترسوار
سے کچھ پوچھنا منظور ہے لیکن آپ نے اُس سے کچھ نہ پوچھا بلکہ اُسے چھوڑ کر آپ آگے بڑھ آئے اُسوقت ہم نے ایس

میں مشورہ کیا کہ چلو ہم اس شتر سوار سے حال کوفہ کا حضرت کی طرف سے دریافت کریں اور پھر اُس خبر کو حضرت سے عرض کریں وَهُوَ رَجُلٌ ذُو رَأْيٍ وَصِدْقٍ وَعَقْلٍ اَنَّهُ حَدَّثَنَا لَمْ اَخْرُجْ مِنَ الْكُوفَةِ حَتّٰی قُتِلَ مُسْلِمٌ وَهَانِي بْنُ عُرْوَةَ وَرَاَيْتُهُمَا يُجَرَّانِ بِاَرْجُلِهِمَا فِي السُّوْقِ يَا بْنَ رَسُولِ اللّٰهِ جبکہ ہم یہ خیال کرکے اُس کے قریب گئے دریافت ہوا ہمیں کہ وہ شخص اسدی ہے اور مرد عقیل اور راست گو ہے اُسنے ہم سے بیان کیا کہ میں ہنوز کوفہ سے نہ نکلا تھا کہ میرے سامنے ہی مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ شہید ہوئے اور بعد قتل کے لاش اُن سعادت سندوں کی بازار کوفہ میں کھینچتے پھرتے تھے فَلَمَّا سَمِعَ مِنَّا ذٰلِكَ اسْتَعْبَرَ وَقَالَ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ يَرْحَمُهُمَا اللّٰهُ وَيُرَدِّدُ ذٰلِكَ مِرَارًا، پس جبکہ یہ خبر موحش حضرت نے ہم سے سُنی ساتھ ہی اشک چشم مبارک میں بھر آئے اور کئی مرتبہ انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور مکرر فرمایا کہ حق سبحانہ تعالےٰ رحمت نازل کرے میرے بھائی مسلم اور ہانی پر فَتَلَا قَوْلَهُ تَعَ مِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ فَقُلْنَا نُنْشِدُكَ اللّٰهَ فِي نَفْسِكَ وَاَهْلِ بَيْتِكَ اِلَّا انْصَرَفْتَ مِنْ مَكَانِكَ هٰذَا بعد اسکے حضرت نے آیہ کریمہ منہم من قضی نحبہ کو پڑھا اور حاصل معنی اُس آیت کا یہ ہے کہ جس شخص کی عمر تمام ہوئی اور اجل آ پہونچی اُسنے دنیا سے اُسی وقت رحلت کی اور جسکے مرگ میں ابھی کچھ دیر ہے وہ منتظر وقت ہیں پس یہ کلمات حسرت و یاس سنکر ہم نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ قسم ہے آپ کو خداوند جلیل کی کہ اب آپ ہرگز قصد کوفہ کا نکریں بلکہ سمت حرم محترم مکہ معظمہ کو پھر چلیں وَاَنَّهُ لَيْسَ لَكَ بِالْكُوفَةِ نَاصِرٌ وَلَا شِيعَةٌ بَلْ نَخَافُ اَنْ يَكُوْنُوْا عَلَيْكَ اور یا ابن رسول اللہ اب کسی طرح ہمارے گمان میں آگے بڑھنا آپ کا مناسب نہیں ہے اس لیئے کہ جب نوبت بقتل مسلم بن عقیل پہونچی اور کسی نے مدد اُن کی نہ کی معلوم ہوا کہ اب کوئی ناصر و مددگار آپکا کوفہ میں نہیں ہے بلکہ ہمیں خوف اسکا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اہل کوفہ حضرت سے بعداوت پیش آئیں فَلَمَّا سَمِعَ مِنَّا ذٰلِكَ نَظَرَ اِلٰى بَنِي مُسْلِمِ بْنِ عَقِيْلٍ وَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ مَا تَرَوْنَ فَقَدْ قُتِلَ مُسْلِمٌ اَبُوْكُمَا پس جبکہ ہم نے یہ عرض کی اُسوقت حضرت نے طرف فرزندان مسلم بن عقیل کے کہ وہ دونوں حاضر تھے بکمال حسرت دیکھا اور فرمایا کہ سنا تم نے باپ تمہارے مسلم نے شہادت پائی اب تمہارے نزدیک کیا مناسب ہے آیا آگے بڑھیں یا پھر مکہ معظمہ کو پھر چلیں فَقَالَا يَا سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا وَاللّٰهِ مَا نَرْجِعُ حَتّٰى نُصِيْبَ ثَارَنَا وَنَذُوْقَ

اَبُوْنَا فَقَالَ نَعَمْ لَاخَیْرَ فِی الْعَیْشِ بَعْدَ هٰؤُلَاءِ۔ پس دونوں یتیموں نے یہ سنکر عرض کی
کہ اے سردار کونین قسم بخدائے عز و جل کہ ہم دونوں بھائی ہرگز پھر کر نہ جائیں گے اور جب تک کہ عوض اپنے
نہ لیں ہمیں خواب و خور ناگوار ہے اور ہمیں ہرگز راحت نہ ملے گی جب تک کہ ہم بھی مثل اپنے باپ کے قتل نہ ہو جائیں
پس یہ کلام حسرت التیام اُن سے سنکر حضرت نے فرمایا کہ واقعی سچ ہے جبکہ ایسے ایسے عزیز مر جائیں تو پھر کیا
لطف زندگی باقی رہے فَعَلِمْنَا اَنَّہٗ قَدْ عَزَمَ رَأْیُہٗ عَلَی الْمَسِیْرِ فَقَالُوْا خَارَ اللّٰہُ لَکَ فَقَالَ لَہٗ
اَصْحَابُہٗ یَا سَیِّدَنَا مَا اَنْتَ بِمِثْلِ مُسْلِمٍ وَلَوْ قَدِمْتَ بِالْکُوْفَۃِ لَکَانَ النَّاسُ اِلَیْکَ اَسْرَعَ جب اس کلام سے حضرت کے
ہمیں یقین ہوا کہ اب حضرت نہ پھریں گے لہذا ہم نے بھی عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ حق سبحانہ تعالیٰ آپ کو بجز
امر خیر کے کوئی امر بد نہ دکھلائے اگر قصد حضرت کا طرف کوفہ کے مصمم ہے تو نہایت ہی بہتر ہے اور اسی طرح سب
اصحاب و انصار نے عرض کی کہ اے فرزند رسول مختار ہم سب کے نزدیک بھی حضرت کا تشریف لے چلنا طرف
کوفہ کے مناسب ہے ہر چند کہ مسلم بن عقیل کو اہل کوفہ نے قتل کیا لیکن کہاں رتبہ آپکا اور کہاں رتبہ مسلم بن عقیل
جو شان و شوکت حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت کو عطا فرمائی ہے وہ اور کسی کو کب عنایت کی ہے انشاء اللہ المستعان
جس وقت کہ آپ داخل کوفہ ہونگے اُسی وقت سب کے سب مطیع و منقاد حضرت کے ہونگے اور کسی کو مجال سرتابی
کی نہ ہوگی یہ عرض سب خدام کی سنکر حضرت نے سکوت کیا وَفِی الْمُنْتَخَبِ وَبَعْضِ نُسَخِ اَبِیْ مِخْنَفٍ اَنَّہٗ لَمَّا
سَمِعَ خَبَرَ مُسْلِمِ بْنِ عَقِیْلٍ اِغْتَمَّ وَاسْتَرْجَعَ وَدَخَلَ الْخَیْمَۃَ وَدَعٰی بِنْتَ مُسْلِمٍ اور کتاب منتخب و بعض نسخ
مقتل ابو مخنف میں لکھا ہے کہ جب حضرت خبر قتل مسلم بن عقیل سے نہایت مغموم ہوئے اور فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون
اور وہاں سے مغموم اور محزون اُٹھ کر داخل خیمہ حرم محترم ہوئے اور دختر مسلم کو کہ بہت کم سن تھی اپنے پاس بلایا
اور اُسے دیکھتے ہی اشک چشم مبارک میں بھر آئے وَضَمَّہَا اِلٰی صَدْرِہٖ وَمَسَحَ یَدَہٗ عَلٰی رَأْسِہَا فَقَالَتْ لَہٗ
یَا عَمَّاہُ اَظُنُّ بِیْ اَنَّ وَالِدِیْ قَدْ قَضٰی نَحْبَہٗ اور حضرت نے اُس دختر نیک اختر کو چھاتی
سے لگا لیا اور دست شفقت اُس دختر یتیم کے سر پر پھیرا اور بہت پیار کیا جبکہ اُس صاحبزادی نے اسقدر شفقت
اُن حضرت سے مشاہدہ کی عرض کی کہ اے چچا جان کیا سبب ہے کہ آج اسقدر مجھ سے آپ محبت فرماتے ہیں گویا مجھے
معلوم ہوتا ہے کہ میرے پدر بزرگوار نے اس دار دنیا سے رحلت فرمائی ہے اور میں یتیم ہو گئی ہوں سَمِعَ ذٰلِکَ

لَم يَبقَ لَكِ مِنَ البُكَاءِ وَقَالَ نَعَم قَد قُتِلَ مُسلِمٌ اَبُوكِ فَنَادَت بِالوَيلِ وَ الثُّبُورِ وَبَكَينَ النِّسَاءُ كُلُّهُنَّ نَاشِرَاتِ الشُّعُورِ پس سنتے ہی اس کلام حسرت انضمام اُس دختر یتیم کے حضرت کو تاب ضبط باقی نہ رہی بے اختیار رونے لگے اور فرمایا کہ اے نور نظر افسوس صد افسوس کہ باپ نے تیرے شہادت پائی اور اب تو بجائے اپنے باپ کے مجھے اپنے حال پر مہربان اور شفیق جان بس منقول ہے کہ یہ کلمہ مصیبت سنتے ہی اُس دختر یتیم نے آہ کی اور ایسا پیٹی اور روئی کہ غش کر گئی اور تمام الحرم ماتم جناب مسلمؑ میں رونے پیٹنے لگے اور سب نے بال سر کے کھولے اور صدائے وا مسلماہ کی بلند کی وَاَسَفَاهُ عَلٰى مَا اَصَابَ بِنتَ الحُسَينِ بَعدَ قَتلِ اَبِيهَا فَلَم يَكُن لَهَا اَحَدٌ يُسَلِّيهَا وَيُلَاطِفُهَا وَيَمسَحُ يَدَهُ عَلٰى رَاسِهَا بَلِ الشِّمرُ يَزجُرُهَا مِنَ البُكَاءِ وَيَضرِبُهَا - اب حضرات مقام حسرت ہے مصیبت پر سکینہ خاتون دختر جناب سید الشہداؑ کی کہ بعد شہادت اُن حضرت کے جب اُس دختر یتیم نے اپنے باپ کا سر تن سے جدا دیکھا لاش اقدس سے لپٹی ہوئی بکمال حسرت روتی تھی اور نوحہ و بین کرتی تھی افسوس صد افسوس کہ اُس وقت کوئی سرپرست ایسا نہ تھا کہ جو اُس وقت بیکسی اور مصیبت میں اُس یتیم کو تسلی دیتا اور حال زار پر اُس کے لطف اور مہربانی فرماتا اور دست شفقت سر پر اُس شہزادی کے پھیرتا بلکہ عوض اُس شفقت کے شمر ملعون لاش اطہر سے حضرت کی اُسے جبر جبر ہٹاتا تھا اور طمانچے مارتا تھا اور وہ دختر یتیم ہر چند روتی تھی اور چلاتی تھی لیکن کوئی فریاد اُس کی نہ سنتا تھا۔

اَلَا لَعنَةُ اللّٰهِ عَلَى القَومِ الظَّالِمِينَ وَسَيَعلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا اَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ

مجلس نویں متضمن ہے ملاقات زہیر بن قین پر

عَن اَبِي جَعفَرٍ اَنَّهُ قَالَ اَيُّمَا مُؤمِنٍ دَمَعَت عَينَاهُ لِقَتلِ الحُسَينِ دَمعَةً حَتّٰى تَسِيلَ عَلٰى خَدِّهِ بَوَّاهُ اللّٰهُ فِي الجَنَّةِ غُرَفًا يَسكُنُهَا اَحقَابًا فرمایا جناب امام محمد باقرؑ نے کہ جو مومن روئے مصیبت پر میرے جد مظلوم امام حسینؑ کی اسقدر کہ آنکھ سے اُس کی اشک نکلے اور رخسارہ پر اُسکے جاری ہو عوض میں اُسکے حق سبحانہ تعالیٰ اُسکے لئے جنت میں ہمیشہ مقیم کریگا فِي بِحَارِ الاَنوَارِ عَن جَمَاعَةٍ بَجَلِيَّةٍ قَالُوا كُنَّا مَعَ زُهَيرِ بنِ القَينِ حِينَ اَقبَلنَا مِن مَكَّةَ بَعدَ اِتمَامِ الحَجِّ کتاب بحار الانوار میں جماعت بجلیہ سے

سے منقول ہے کہ کہا اُن سب نے کہ ہم برفاقت زہیر بن قینؓ واسطے حج کے گئے تھے پس جبکہ ہم حج سے فارغ ہو چکے ہمراہ زہیر کے ہمنے مکہ معظمہ سے مراجعت کی وَكَانَ الْحُسَيْنُ سَارَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْعِرَاقِ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ فَلَحِقْنَاهُ فِي بَعْضِ الْمَنَازِلِ اتِّفَاقًا اور جناب امام حسینؑ آٹھویں ذی الحجہ کو یعنی ترویہ کے روز کہ ایک روز حج سے باقی رہا تھا بناچاری مکہ سے طرف عراق کے روانہ ہو چکے تھے پس اتفاقاً ایک منزل پر ہم پہونچے کہ وہاں امام حسینؑ بھی وارد تھے فَلَكِنَّا نُسَايِرُ مَعَهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَبْغَضَ إِلَيْنَا مِنْ أَنْ نُنَازِلَهُ فِي مَنْزِلٍ لِئَلَّا يَلْزَمَ عَلَيْنَا رِفَاقَتُهُ اور اُس منزل سے منزل بمنزل ہم ہمراہ اُن حضرت کے چلتے تھے کیونکہ ہم منزل ہونا اُن حضرت کا ہم پر نہایت دشوار اور ناگوار تھا اور خوف اسکا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ رفاقت اُس امام کونین کی ہمپر لازم ہو جائے لہذا ہم خیمہ اپنا بہت دور اور علیحدہ آنحضرت کے خیمہ سے بپا کرتے تھے حَتَّى نَزَلَ يَوْمًا فِي مَنْزِلٍ وَلَمْ نَجِدْ بُدًّا مِنْ أَنْ نُنَازِلَ مَعَهُ فَنَزَلَ فِي جَانِبٍ وَنَزَلْنَا فِي جَانِبٍ قضائے کار ایک روز ہم ایسی منزل پر پہونچے کہ وہاں بجز قریب اُترنے کے کچھ چارہ نہ تھا ناچار جس جگہ کہ حضرت نے نزول اجلال فرمایا اُس کے قریب ہی ہمنے بھی خیمہ اپنا بپا کیا فَبَيْنَا نَحْنُ نَتَغَدَّى مِنَ الطَّعَامِ إِذْ أَقْبَلَ رَسُولُ الْحُسَيْنِ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَقَالَ لِزُهَيْرٍ يَا زُهَيْرُ إِنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ رَسُولِ الثَّقَلَيْنِ بَعَثَنِي إِلَيْكَ لِتَأْتِيَهُ پس جبکہ ہم بعد اسباب اُتروالنے کے اپنے خیمہ میں ہمراہ زہیر بن قین کے بیٹھے اور دسترخوان بچھا کر چاہا کہ کہانا کہائیں کہ ناگاہ ایک شخص طرف سے امام حسینؑ کے ہمارے پاس آیا اور بعد سلام کے زہیر بن قین سے کہا کہ اے زہیر جناب امام حسینؑ فرزند رسول الثقلینؐ نے تجھے اپنی حضوری میں طلب فرمایا ہے اور مجھے واسطے تیرے بلانے کو بھیجا ہے فَطَرَحَ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنَّا مَا فِي يَدِهِ حَتَّى كَأَنَّ عَلَى رُؤُسِنَا الطَّيْرُ پس جبکہ یہ پیام ہمنے اُس شخص سے سُنا اور جس امر کا کہ ہمیں خوف تھا اُسی کا سامنا ہوا اُسوقت ہم سب کو ایسا تحیر ہوا کہ ہر ایک کے ہاتھ سے لقمہ گر پڑا اور سب کے سب ایسے ساکت اور صامت ہو گئے کہ گویا ہر شخص کے سر پر کوئی جانور پرندہ بیٹھا ہے کہ خوف سے اُسکے اُڑجانے کے کوئی حرکت نہیں کر سکتا ہے فَلَمَّا رَأَتْ ذَالِكَ زَوْجَةُ زُهَيْرٍ قَالَتْ لِزَوْجِهَا سُبْحَانَ اللهِ أَيَبْعَثُ إِلَيْكَ ابْنُ رَسُولِ اللهِ وَيَطْلُبُكَ وَأَنْتَ لَا تَأْتِيهِ وَاللهِ لَوْ يَطْلُبُنِي أَتَيْتُهُ وَسَمِعْتُ كَلَامَهُ ثُمَّ انْصَرَفْتُ

پس جبکہ زوجہ زہیر نے ہم سب کو ساکت پایا اُسوقت زہیر سے کہنے لگی کہ اے زہیر سبحان اللہ مقام تعجب ہے کہ امام کونین فرزند رسول الثقلین جناب امام حسینؑ تجھے اپنی حضوری میں طلب فرمائیں اور تمہیں بجائے بشاشت اور انبساط کے انقباض اور تحیر حاصل ہو قسم بخدائے عزّوجلّ اگر وہ حضرت اس اپنی کنیز کو طلب فرماتے تو میں اپنا فخر سمجھ کر آنکھوں سے خدمت میں امام کونین کے حاضر ہوتی اور جو کچھ کہ وہ حضرت مجھ سے ارشاد فرماتے اُسے بجالاتی فَلَمَّا سَمِعَ زُهَيْرٌ قَامَ وَاَتٰى مَعَ رَسُوْلِ الْحُسَيْنِ اِلَيْهِ فَرَجَعَ مَسْرُوْرًا قَدْ اَصْفَرَّ لَوْنُهٗ حَتّٰى لَقِيَهٗ۔ پس جبکہ یہ کلام ہدایت التیام اُس زن پاک طینت سے زہیر نے سنا نہایت نادم ہوا۔ اور اُسی وقت ہمراہ اُس پیامبر کے خدمت باسعادت امام حسینؑ میں حاضر ہوئے راوی کہتا ہے کہ جب زہیر زیارت سے حضرت کی مشرف ہوئے اُسوقت ایسا خوف اور رعب زہیر پر طاری تھا کہ ہاتھ پاؤں کانپتے تھے اور رنگ چہرہ کا زرد تھا فَلَمَّا لَقِيَ يَسِيْرًا مِنْهُمَا اَمَرَهٗ جَاءَ مُسْتَبْشِرًا قَدْ اَشْرَقَ لَوْنُ وَجْهِهٖ پس جبکہ زہیر بعد تحصیل سعادت زیارت حضرت سے ہمکلام ہوئے اور ارشاد اُس امام عالیمقام کا سنا اُسے قبول کیا اور حضرت سے رخصت ہو کر اپنے خیمہ میں پھر آئے دیکھا ہم نے کہ زہیر ایسے مسرور اور بشاش ہیں کہ ہم نے کبھی اُن کو ایسا مسرور نہ دیکھا تھا اور ایک نور چہرہ انور سے اُن کے ساطع ہے فَاَمَرَ بِفُسْطَاطِهٖ وَثِقْلِهٖ وَرَحْلِهٖ وَمَتَاعِهٖ فَقُوِّضَ وَحُمِلَ اِلَى الْحُسَيْنِ پس پہونچتے ہی اپنے خیمہ میں حکم دیا کہ ابھی خیمہ ہمارا یہاں سے اُٹھاؤ اور قریب خیمہ اقدس جناب امام حسینؑ کے بپا کرو اور سب اسباب اور متاع اُٹھا کر وہاں لے چلو قَالَ لِاَصْحَابِهٖ مَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يَتْبَعَنِيْ وَاِلَّا فَهُوَ اٰخِرُ الْعَهْدِ مِنِّيْ ثُمَّ قَالَ لِامْرَاَتِهٖ اَنْتِ طَالِقٌ اِلْحَقِيْ بِاَهْلِكِ فَاِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ لَا يُصِيْبَكِ بِسَبَبِيْ اِلَّا خَيْرٌ پس جبکہ زہیر نے خیمہ اپنا وہاں سے اُٹھایا اور اسباب روانہ کیا اُسوقت سب اپنے رفقا سے کہا کہ جس شخص کو تم میں سے بطیب خاطر میری ہمراہی منظور ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جسکو یہ نامنظور ہو وہ رخصت ہو اور اپنے گھر پھر جائے اور بعد اُسکے اپنی زوجہ سے کہا کہ تجھے میں نے طلاق دیا اور تو اپنے عزیز و اقربا سے ملحق ہو اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ میرے سبب سے تو کسی مصیبت میں مبتلا ہو وَزَادَ السَّيِّدُ (رہ) اَنَّهٗ قَالَ لَهَا وَقَدْ عَزَمْتُ عَلٰى صُحْبَةِ الْحُسَيْنِ لِاَفْدِيَهٗ بِرُوْحِيْ وَاَقِيَهٗ بِنَفْسِيْ ثُمَّ اَعْطَاهَا مَالَهَا وَسَلَّمَهَا اِلٰى بَعْضِ بَنِيْ اَعْمَامِهَا اور سید ابن طاوسؒ نے نقل کیا ہے کہ وقت رخصت کے زہیر نے اپنی زوجہ سے

سے کہا کہ میرا قصد اب یہ ہے کہ تا زندگی اپنے قدم مبارک جناب امام حسینؑ فرزند رسول الثقلین سے جدا نہ ہوں
اور جان اپنی اُس سردار کونین پر فدا کروں اور بہت سا مال اور اسباب اپنی زوجہ کو دیا اور ایک شخص کو کہ وہ اُسکی
بنی اعمام سے تھا امین سمجھ کر اُس بی بی کو اُسکے سپرد کیا کہ تا اُسے اُسکی قوم و قبیلہ میں پہونچا دے فَوَدَّعَتْهُ وَ
بَكَتْ وَقَالَتْ لَهُ خَارَ اللّٰهُ لَكَ اَنْ تَذْكُرَنِيْ فِي الْقِيٰمَةِ عِنْدَ جَدِّ الْحُسَيْنِ پس وہ ضعیفہ اپنے شوہر سے رخصت ہوئی
اور بہت روئی اور کہا کہ اے زہیر میں نے تمہیں سپرد بخدائے عزوجل کیا حق سبحانہ تعالیٰ تمہارے ارادہ میں
برکت عطا فرمائے اور تمہیں جزائے خیر دے لیکن میں تم سے امیدوار اسکی ہوں کہ بروز قیامت خدمت رسالتمآبؐ
میں میری شفاعت کرنا وَالْمَشْهُوْرُ اَنَّهَا بَكَتْ وَقَالَتْ يَا زُهَيْرُ وَاللّٰهِ لَا اُفَارِقُكَ فَاِنْ عَزَمْتَ عَلٰى صُحْبَةِ
الْحُسَيْنِ فَاِنِّيْ عَزَمْتُ اَنْ اُفْدِيَ بَقِيَّةَ نَفْسِيْ عَلٰى حَرِيْمِهٖ اور مشہور ہے کہ وقت رخصت اُس زن صالحہ پاک
اعتقاد نے زہیر سے کہا کہ اے سعادتمند نہایت عجب ہے کہ جسنے تمہیں امر خیر پر مستعد اور آمادہ کیا وائے اسپر
کہ وہ آپ ایسی سعادت سے محروم رہے قسم بخدائے عزوجل اگر قصد تمہارا یہ ہے کہ تا زیست قدم مبارک امام
حسینؑ سے جدا نہ ہوں تو میری آرزو یہ ہے کہ یہ کنیز بھی بقیہ زندگانی اپنی خدمت باسعادت جناب زینبؑ و
کلثومؑ میں بسر کرے فَمَا زَالَ هُوَ كَانَ مَعَ الْحُسَيْنِ حَتّٰى نَزَلَ عَلٰى اَرْضِ كَرْبَلَاءَ فِي الثَّانِيْ مِنَ الْمُحَرَّمِ وَ
مُنِعَ مِنَ الْمَاءِ وَآلَ اَمْرُهٗ اِلَى الْقِتَالِ ۔ پس زہیر اُس روز سے ہمراہ رکاب سعادت انتساب
جناب امام حسینؑ علیہ السلام کے قطع منازل اور طے مراحل کرتے رہے یہانتک کہ دوسری تاریخ ماہ محرم کو
وہ حضرت وارد زمین کربلا ہوئے اور عمر سعد ملعون بھی مع اپنے لشکر کے آپہونچا اور اُس ملعون نے اُس امام
مظلوم کو یہانتک تنگ کیا کہ بچے کئی روز تک اُن حضرت کے پانی کو تڑپا کئے آخرکار نوبت بجنگ و کارزار پہونچی
فَلَمَّا اشْتَدَّ الْقِتَالُ وَانْتَصَفَ النَّهَارُ يَوْمَ عَاشُوْرَا وَرَاٰى ذٰلِكَ اَبُوْ ثُمَامَةَ الصَّائِدِيُّ جَاءَ
عِنْدَ الْحُسَيْنِ پس جبکہ روز عاشورا ہنگامہ کارزار گرم ہوا اور آفتاب قریب نصف روز کے پہونچا اُسوقت
ابوثمامہ صائدی کہ اصحاب کبار سے اُن حضرت کے تھے خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے وَقَالَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
نَفْسِيْ لِنَفْسِكَ الْفِدَاءُ قَدِ اقْتَرَبَ هٰؤُلَاءِ مِنْكَ وَاللّٰهِ لَا تُقْتَلُ حَتّٰى اُقْتَلَ دُوْنَكَ وَاُحِبُّ اَنْ
اَلْقَى اللّٰهَ وَقَدْ صَلَّيْتُ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ مَعَكَ ۔ اور ابوثمامہ نے عرض کی کہ یابن رسول اللہ م فدا

ہوں ہیں آپ پر لشکر کفار ستم شعار اب بہت قریب آپہونچا اور قسم بخدائے عزوجل جب تک کہ یہ فدوی زندہ
ہے اُسوقت تک کوئی آسیب اور گزند حضرت تک نہ آنے دیگا مگر یہ کہ پہلے جان اپنی قدم مبارک پر نثار کردوں
پس اے فرزند رسول خدا چونکہ وقت نماز ظہر آپہونچا ہے اسلیئے امیدوار ہوں کہ یہ نماز آخری بھی آپ کے
ساتھ پڑھکر حق سبحانہ تعالےٰ سے ملاقات کروں فَرَفَعَ الْحُسَيْنُ رَاسَهُ اِلَى السَّمَآءِ وَقَالَ لَهٗ يَا اَبَا
ثُمَامَةَ ذَكَرْتَ الصَّلٰوةَ جَعَلَكَ اللّٰهُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ نَعَمْ هٰذَا اَوَّلُ وَقْتِهَا فَاسْئَلْهُمْ اَنْ يَّكُفُّوْا عَنَّا
حَتّٰى نُصَلِّىَ پس یہ سنکر حضرت نے سر اقدس طرف آسمان کے بلند کیا اور فرمایا کہ اے ابوثمامہ واقعی کہ اول
وقت نماز ظہر ہے حق سبحانہ تعالےٰ تجھے نماز گذاروں سے محسوب کرے کہ تو نے ایسے وقت مصیبت میں نماز کا ذکر
کیا لیکن اے ابوثمامہ تم ان کفار سے کہو کہ ہمیں اسقدر مہلت دیں کہ ہم نماز ظہر پڑھ لیں اگر یہ ملعون مہلت دیں
تو البتہ ممکن ہے کہ نماز ظہر ادا کرلیں فَاَقْبَلَ اِلَيْهِمْ اَبُوْ ثُمَامَةَ وَقَالَ لَهُمْ وَيْلَكُمْ قِفُوْا عَنِ الْحَرْبِ
حَتّٰى يُصَلِّىَ سَيِّدُنَا الْحُسَيْنُ پس حسب الارشاد ابوثمامہ مقابل لشکر کفار ہوئے اور کہا کہ اے دشمنان خدا وائے
تم پر کہ فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین تم سے مہلت نماز طلب کرتے ہیں اتنی دیر توقف کرو کہ تا وہ
حضرت نماز ظہر ادا کرلیں فَقَالَ حُصَيْنُ ابْنُ نُمَيْرٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ يَا اَبَا ثُمَامَةَ قُلْ لَهٗ اِنَّ صَلٰوتَكَ لَا
تُقْبَلُ پس اُسطرف سے حصین بن نمیر ملعون نے آواز دی کہ اے ابوثمامہ کہو حسین سے کہ عبث مہلت نماز طلب
کرتے ہو کہ نماز تمہاری درگاہ باری میں ہرگز قبول نہیں ہے فَغَضِبَ حَبِيْبُ ابْنُ مَظَاهِرٍ وَقَالَ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ
زَعَمْتَ اَنَّ الصَّلٰوةَ لَا تُقْبَلُ مِنِ ابْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَتُقْبَلُ مِنْكَ يَا خَمَّارُ فَقَتَلَهٗ منقول ہے
کہ سنتے ہی اس کلام کے حبیب بن مظاہر غضبناک ہوئے اور باواز بلند فرمایا کہ اے دشمن خدا لعنت خدا تجھپر
اور جلد تجھے حق سبحانہ تعالےٰ آتش دوزخ سے معذب کرے تیرے زعم فاسد میں یہ ہے کہ حسین فرزند رسول
کی نماز مقبول نہ ہو اور تجھ سے کافر شراب خوار سگ ناپاک کی نماز قبول ہو یہ کہکر ایک نیزہ سینہ پر اُس ملعون
کے ایسا مارا کہ اُسی وقت داخل جہنم ہوا فَقَالَ الْحُسَيْنُ لِزُهَيْرِ بْنِ قَيْنٍ وَسَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَنَفِيِّ
تَقَدَّمَا اَمَامِىْ حَتّٰى اُصَلِّىَ پس جبکہ حضرت نے دیکھا کہ وہ ملعون کسی طرح مہلت نماز نہیں دیتے ہیں
اُسوقت زہیر بن قین اور سعید بن عبدالله حنفی سے فرمایا کہ تم دونوں سعادتمند میرے آگے کھڑے ہو کہ تا میں

نماز پڑھ لوں فَتَقَدَّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ كُلَّمَا يَرْمُوْنَهُ بِالنِّبَالِ وَالسِّهَامِ يَسْتَقْبِلَانِ وَيَسُدَّانِ فَاِنْ بَعُدَ وُرُوْدُهُمَا حَتّٰى فَرَغَ الْحُسَيْنُ مِنَ الصَّلٰوةِ پس اُسی وقت وہ دونوں بزرگوار بکمال بشاشت وفرحت ایک دوسرے سے متصل ہو کر سامنے حضرت کے کھڑے ہوئے اور حضرت مشغول بہ نماز ہوئے جبکہ اُن اشقیائے حضرت کو مشغول بہ نماز پایا سب نیزہ تیر اُسطرف پھینکنے لگے منقول ہے کہ جو تیر اور نیزہ اُس سمت سے طرف حضرت کے آتا تھا یہ دو نوجوان نثار اُسے بکمال سرور اپنے سینوں پر روکتے تھے اور جب تک کہ وہ حضرت نماز پڑھتے رہے اُسوقت تک دونوں سعادتمندوں نے اپنے سینوں کو بجائے سپر کر دیا اور ایک تیر حضرت تک نہ آنے دیا فَلَمَّا فَرَغَ الْحُسَيْنُ مِنَ الصَّلٰوةِ سَقَطَ سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَى الْاَرْضِ وَمَاتَ (رہ) فَوُجِدَ فِيْهِ ثَلٰثَةَ عَشَرَ سَهْمًا سِوٰى مَا بِهٖ مِنْ ضَرْبٍ وَطَعْنٍ پس جبکہ حضرت نماز سے فارغ ہو چکے اُسی وقت سعید بن عبد اللہؒ راہی جنت ہوئے جبکہ طرف سینہ وناف اُن سعادتمندوں کے نگاہ کی دیکھا کہ تیرہ تیر سینہ پاک اُس سعادتمند پر لگے ہیں اور زخم نیزہ وشمشیر سوا اُن کے بے شمار ہیں اور اسی طرح سینہ زہیر بن قین کا زخم تیر اور نیزہ وشمشیر سے فگار ہے یہانتک کہ اُن بزرگوار نے بھی حق رفاقت ادا کیا اور جان اپنی فرزند رسول مختار پر نثار کی يَا لَيْتَنَا كُنَّا مَعَهُمْ فَنَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا۔ مومنین کاش اُس معرکہ میں ہم سب بھی ہوتے اور جان اپنی فرزند رسول خدا پر نثار کرتے اور ہم بھی سعادت ابدی حاصل کرتے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس دسویں متضمن ہے سیراب کرنے پر لشکر حُر کے

عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ اَنَّهُ قَالَ اَيُّمَا مُؤْمِنٍ دَمَعَتْ عَيْنَاهُ دَمْعَةً حَتّٰى تَسِيْلَ عَلٰى خَدِّهٖ لِاَذًى مَسَّنَا مِنْ عَدُوِّنَا فِي الدُّنْيَا بَوَّاَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مُبَوَّءَ صِدْقٍ فِي الْجَنَّةِ فرمایا جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ جو مومن روئے اُن جور وستم پر کہ جو ہاتھ سے اعدائے دین کے اس دار دنیا میں ہم اہلبیت طاہرینؑ پر گذرے ہیں اور آنکھ سے اُسکی اشک نکلے اور رخسارہ پر اُسکے جاری ہو حق سبحانہ تعالےٰ عوض میں اُسکے اُس مومن کو ہمیشہ جنت میں رکھے گا اُس جگہ کہ جو بہتر اور نفیس ہے فِيْ كُتُبِ الْاَخْبَارِ كَالْاِرْشَادِ وَالْبِحَارِ اَنَّهُ لَمَّا سَارَ الْحُسَيْنُ مِنْ مَكَّةَ اِلَى الْعِرَاقِ وَنَزَلَ الثَّعْلَبِيَّةَ سَمِعَ خَبَرَ قَتْلِ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيْلٍ کتب احادیث میں

نقل ارشاد اور بحار الانوار کے منقول ہے کہ جب امام حسینؑ نے مکہ معظمہ سے طرف عراق کے کوچ فرمایا اور بعد طے
منازل منزل ثعلبیہ پر پہونچے اُس منزل میں ایک شتر سوار سے خبر قتل مسلم بن عقیلؑ کی سُنی فَعَظُمَ ذٰلِکَ عَلَیْہِ
وَاسْتَعْبَرَ وَاسْتَرْجَعَ وَبَکٰی وَقَالَ رَحِمَ اللّٰہُ مُسْلِمًا فَقَدْ سَارَ اِلٰی رُوْحِ اللّٰہِ وَقَدْ مَضٰی مَا عَلَیْہِ وَ
بَقِیَ مَا عَلَیْنَا پس جبکہ یہ خبر وحشت اثر آنحضرت نے سُنی اُسی وقت اشک چشم مبارک میں بھر آئے اور انا للہ و انا
الیہ راجعون کہکر رونے لگے اور یہ فرماتے تھے کہ خدا رحمت نازل کرے میرے بھائی مسلمؑ پر کہ وہ راہی جنت ہوئے اور
جو کچھ کہ اُن پر تھا اُس سے بخوبی ادا ہوئے یعنی مسلمؑ بن عقیلؑ معرض امتحان میں ثابت قدم اور راہ خدا میں شہید
ہوئے لیکن ہم پر یہ بار گراں ابھی باقی ہے حق سبحانہ تعالےٰ ہمیں بھی اپنے فضل و کرم سے ادا کرے فَلَمَّا کَانَ السَّحَرُ قَالَ
لِفِتْیَانِہٖ وَغِلْمَانِہٖ اسْتَقُوْا وَاَکْثِرُوْا مِنَ الْمَاءِ فَاَکْثَرُوْا ثُمَّ ارْتَحَلُوْا فَلَمَّا انْتَہٰی زُبَالَۃَ اَتَاہُ
خَبَرُ قَتْلِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ یَقْطُرَ فَاسْتَرْجَعَ وَبَکٰی پس جبکہ وقت سحر ہوا اپنے خدام اور غلاموں سے
فرمایا کہ جسقدر ممکن ہو یہاں سے پانی بھر لو اور آپ سیراب ہو لو چنانچہ حسب الارشاد اصحاب باوفا نے منزل ثعلبیہ سے
بہت سے شکیزہ پانی سے بھر لئے اور وہاں سے کوچ کیا پس جبکہ منزل زبالہ پر پہونچے کسی شخص نے خبر دی کہ عبد اللہ بن
یقطر قتل ہوئے پس سنتے ہی اس خبر ہلاکت اثر کے انا للہ و انا الیہ راجعون فرمایا اور بہت روئے وَقَالَ جَعَلَ اللّٰہُ
الْجَنَّۃَ لَہٗ ثَوَابًا اَللّٰہُمَّ اجْعَلْ لَنَا وَلِشِیْعَتِنَا مَنْزِلًا کَرِیْمًا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ
قَدِیْرٌ اور اُس حالت گریہ و بکا میں فرماتے تھے کہ حق سبحانہ تعالےٰ عبد اللہ کو داخل بہشت کرے اور بعد اُسکے جناب
باری میں دعا کی کہ اے پروردگار عالم تیرے فضل و کرم سے امیدوار ہوں کہ میرے اور میرے شیعوں کے لیے جائے بہتر
و نفیس بہشت میں عطا کرنا اور تو ہر چیز پر قادر ہے ثُمَّ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَمَّا بَعْدُ اَیُّہَا النَّاسُ
اِنَّہٗ قَدْ نَزَلَ مِنَ الْاَمْرِ مَا تَرَوْنَ بعد اُسکے حضرت نے انہیں سب ہمراہیوں کو جمع کیا اور بسم اللہ
الرحمن الرحیم کہکر خطبہ بلیغ پڑھا اور فرمایا کہ ایہا الناس جو بلا کہ ہم پر نازل ہو رہی ہے اُسکو تم سب مشاہدہ کرتے ہو
وَاِنَّ الدُّنْیَا قَدْ تَغَیَّرَتْ وَتَنَکَّرَتْ وَاَدْبَرَ مَعْرُوْفُہَا وَلَمْ یَبْقَ مِنْہَا اِلَّا
صُبَابَۃٌ کَصُبَابَۃِ الْاِنَاءِ یعنی تحقیق کہ رنگ اس دنیائے فانی کا متغیر نظر آتا ہے اور زمانہ کجی پر ہے اور اس دنیائے بیوفا نے
امور خیر سے منہ گردانی اختیار کی ہے بلکہ مصروف اور متوجہ طرف فتنہ و فساد کے ہے اور امور خیر سے دنیا میں اب کچھ باقی

نہیں ہے مگر اسقدر کہ جیسے کسی باسن پر آب میں بعد گرا دینے پانی کے فی الجملہ تری رہ جاتی ہے اَلَا تَرَوْنَ اِلَی
الْحَقِّ لَا یُعْمَلُ بِہٖ وَاِلَی الْبَاطِلِ لَا یُتَنَاھٰی عَنْہُ آیا نہیں دیکھتے ہو کہ اہل دنیا نے امور نیک اور حق کو
بالکل ہی ترک کر دیا ہے اور ہر شخص متوجہ طرف امور باطلہ کے ہے فَلْیَرْغَبِ الْمُؤْمِنُ فِیْ لِقَاءِ اللّٰہِ وَ
اِنِّیْ لَا اَرَی الْمَوْتَ اِلَّا سَعَادَۃً وَالْحَیٰوۃَ مَعَ الظَّالِمِیْنَ اِلَّا بَرَمًا بس چاہیئے ہر مومن کو کہ ایسی زندگی
میں مشتاق ملاقات پروردگار اور آرزومند مرگ رہے اور میں اس زندگی سے کہ جو ہمراہ اعدائے دین کے ہو
مرگ کو بہتر اور افضل جانتا ہوں یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّمَا جَمَعْتُکُمْ عَلٰی اَنَّ بِالْعِرَاقِ لِیْ وَقَدْ اَتَانِیْ
خَبَرٌ فَظِیْعٌ قُتِلَ مُسْلِمُ بْنُ عَقِیْلٍ وَھَانِیْ بْنُ عُرْوَۃَ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یَقْطُرَ ایہا الناس میں نے تمکو
بخیال اسکے اپنے ہمراہ لیا تھا کہ شاید مجھے حکومت عراق ہو اور جو لوگ کہ مدعی ہماری دوستی اور محبت کے
ہیں ہماری نصرت اور مدد کرینگے تو تم سب بھی منتفع اور کامیاب ہو لیکن اب مجھے معلوم ہوا کہ میرے بھائی مسلم
بن عقیل اور ہانی بن عروہ اور عبد اللہ بن یقطر کو اہل کوفہ نے شہید کیا اور ان سے بدغا پیش آئے وَقَدْ خَذَلَنَا
شِیْعَتُنَا فَمَنْ اَحَبَّ مِنْکُمُ الْاِنْصِرَافَ فَلْیَنْصَرِفْ فِیْ غَیْرِ حَرَجٍ لَیْسَ عَلَیْہِ
ذِمَامٌ اور ایہا الناس شیعوں نے ہمارے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا اور سب ہماری نصرت سے دست بردار ہوئے
بلکہ درپئے آزار ہیں پس اب میں تم سبکو برضا و رغبت اجازت دیتا ہوں کہ جو تم میں سے چاہے اپنے گھر کو پھر جائے ہرگز
وہ شخص عند اللہ ماخوذ نہ ہوگا فَلَمَّا سَمِعُوْا ذٰلِکَ اَخَذُوْا یَمِیْنًا وَشِمَالًا حَتّٰی بَقِیَ فِیْ اَصْحَابِہِ
الَّذِیْنَ جَاؤُا مَعَہٗ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ راوی کہتا ہے جبکہ ہمراہیوں نے حضرت کے یہ خبر وحشت سنی اسی وقت سب نے
ساتھ اس امام مظلوم کا چھوڑ دیا اور اکثر بندگان دنیا سے داہنے اور بائیں چلے گئے فقط چند اشخاص کہ جو مدینہ
منورہ سے ہمراہ آنحضرت کے ہوئے تھے باقی رہ گئے فَلَمَّا کَانَ السَّحَرُ اَمَرَ اَصْحَابَہٗ بِالْمَاءِ فَاَکْثَرُوْا ثُمَّ
سَارَ حَتّٰی مَرَّ بِبَطْنِ الْعَقَبَۃِ فَسَارَ حَتّٰی نَزَلَ شَرَافَ پس جبکہ منزل زبالہ پر وہ شب بسر ہوئی اور بوقت سحر چاہا کہ
وہاں سے کوچ فرمائیں اسوقت حضرتؑ نے سب اصحاب کو ارشاد فرمایا کہ جسقدر پانی ممکن ہو یہاں سے بھی بھر لو
چنانچہ حسب الارشاد وہاں سے بھی بہت سا پانی بھر لیا اور بطن عقبہ سے گذر فرما کر منزل شراف پر وارد ہوئے
اور اس منزل سے بھی بہت سا پانی ہمراہ لیا ثُمَّ سَارَ مِنْہُ حَتّٰی اِنْتَصَفَ النَّھَارُ فَبَیْنَمَا ھُوَ یَسِیْرُ اِذْ کَبَّرَ

رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِہٖ فَقَالَ الْحُسَیْنُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لِمَا کَبَّرْتَ پس جبکہ منزل شراف سے کوچ
فرمایا اور آفتاب قریب نصف النہار کے پہونچا اثنائے راہ میں ایک شخص نے اصحاب سے حضرت کے صدائے تکبیر بلند کی
پس صدائے تکبیر سنکر حضرت نے فرمایا کہ اے سعادتمند واقعی کہ وہ پروردگار عالم بزرگ اور برتر ہے اُس سے کہ عقل و
ادراک احاطہ اُسکے صفات کمالیہ کا کرے اسوقت تیرے تکبیر کہنے کا کیا سبب ہے قَالَ یَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ رَاَیْتُ
النَّخْلَ فَقَالَ لَہٗ جَمَاعَۃٌ مِنْ اَصْحَابِہٖ وَاللّٰہِ اِنَّ ھٰذَا الْمَکَانَ مَا رَاَیْنَا بِہٖ نَخْلَۃً قَطُّ۔ اُس شخص نے عرض
کی کہ یا ابن رسول اللہ اس فدوی کو سامنے سے درخت خرما کہ وہ علامت اور نشان آبادی کا ہے نظر آتے ہیں
یہ سنکر سب اصحاب نے عرض کی کہ اے امام کونین اکثر ہم اس راہ سے آیا کیے ہیں لیکن کبھی ہمنے اس جگہ کوئی درخت
خرما نہیں دیکھا ہے فَقَالَ الْحُسَیْنُ فَمَا تَرَوْنَہٗ قَالُوْا یَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ (صلعم) نَرَاہُ اٰذَانَ الْخَیْلِ
جبکہ سب سے بالاتفاق خلاف قول اُس شخص کے سنا حضرت نے فرمایا کہ تم ہی تو بغور دیکھو کہ یہ کیا چیز نظر آتی ہے
اُن سبھوں نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ ہمارے گمان میں یہ ہے کہ یہ سوار چلے آتے ہیں اور نیزہ و سنان اُنکے
بلکہ کان گھوڑوں کے نظر آتے ہیں فَقَالَ الْحُسَیْنُ اَنَا وَاللّٰہِ اَرٰی ذٰلِکَ ثُمَّ قَالَ مَا لَنَا مَلْجَاءٌ نَلْجَاءُ
اِلَیْہِ فَنَجْعَلُہٗ فِیْ ظُھُوْرِنَا وَنَسْتَقْبِلُ الْقَوْمَ بِوَجْہٍ وَاحِدٍ پس حضرت نے اُن سب کے قول کی تصدیق
کی اور فرمایا کہ قسم بخدائے عزوجل مجھے بھی یہی معلوم ہوتا ہے لیکن یہاں کوئی جگہ ایسی نظر نہیں آتی ہے کہ جسے جائے
امن اپنا قرار دیں اور اُسے پشت پر دیکر اس لشکر سے مقابل ہوں فَقَالَ لَہٗ اَصْحَابُہٗ یَا سَیِّدِیْ بَلٰی ھٰذَا ذُوْ
حُسُمٰی اِلٰی جَنْبِکَ فَمِلْ اِلَیْہِ مِنْ یَسَارِکَ فَاِنْ سَبَقْتَ اِلَیْہِ فَھُوَ کَمَا تُرِیْدُ پس اصحاب نے
عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ یہ جو ایک سمت کو سنگریزوں کی بلندی مثل پہاڑی کے نظر آتی ہے اگر آپ وہاں
قبل پہونچنے اس لشکر کے پہونچ جائیں گے تو البتہ باطمینان تمام اس لشکر سے مقابل ہو سکیں گے فَاَخَذَ اِلَیْہِ
ذَاتَ الْیَسَارِ وَمَالُوْا مَعَہٗ فَمَا کَانَ بِاَسْرَعَ مِنْ اَنْ طَلَعَتْ ھَوَادِیُ الْخَیْلِ فَعَدَلْنَا پس حضرت
نے مع اصحاب جانب چپ کو طرف اُس پہاڑی کے توجہ فرمائی تھی کہ اسی اثنا میں پیشروان لشکر حُر نظر آنے لگے پس
اُن سب کو دیکھکر ہم نے شاہ راہ کو چھوڑ دیا اور راہ دوسری اختیار کی فَلَمَّا رَاَوْنَا عَدَلْنَا عَنِ الطَّرِیْقِ
عَدَلُوْا اِلَیْنَا فَاسْتَبَقْنَا فَسَبَقْنَاھُمْ اِلَیْہِ جبکہ اُن سواروں نے ہمیں شاہ راہ سے دوسری طرف

جاتے دیکھا اُن سب نے ہماری طرف کو رُخ کیا یہاں تک کہ قبل ہم انکے اُس پہاڑی تک پہونچ گئے فَاَمَرَ الحُسَینُ عَ
بِاَبنِیَۃٍ فَضُرِبَت وَجَاءَ القَومُ زُہَاءَ اَلفِ فَارِسٍ مَعَ الحُرِّ بنِ یَزِیدَ التَّمِیمِیِّ حَتّٰی وَقَفَ ھُوَ وَخَیلُہٗ
مُقَابِلَ الحُسَینِ فِی حَرِّ الظَّہِیرَۃِ - پس جبکہ حضرت اُس بلندی پر پہونچ کر خیمے بھی
نصب کر چکے اور سب کو اُتروا چکے دیکھا کہ حر بن یزید تمیمی مع ہزار سوار کے آپہونچا اور برابر باندھ کر سامنے حضرت کے
تمازت آفتاب میں کھڑا ہوا وَالحُسَینُ وَاَصحَابُہٗ مُعتَمُّونَ مُتَقَلِّدُونَ بِاَسیَافِہِم
اور اسطرف شہنشاہ کونین فرزند رسول الثقلین یادگار حیدر کرار با کمال شوکت و وقار حلقہ اتقیا و ابرار میں مثل
ماہ شب چہاردہ کے جلوہ گر تھے اور سب اصحاب جان نثار با چہرہ ہائے ضیا بار کہ پیشانی سے ہر ایک کے نشان سجدہ کے
نمایاں اور نور عبادت سے چہرہ اُنکے تاباں اور درخشاں تھے اور ہر ایک عابد متعمم اور مسلح بسلاح کارزار تلوار یں حمائل
کیے ہوئے مرگ پر آمادہ و فنیا ہ مانند ستاروں کے گرد اُس ماہتاب امامت کے دست بستہ بکمال ادب سر جھکائے
منتظر حکم کھڑے تھے فَلَمَّا رَاَی الحُسَینُ مَا بِہِم وَ بِخُیُولِہِم مِن شِدَّۃِ العَطَشِ تَوَجَّعَ قَلبُہٗ
وَاَمَرَ لِفِتیَانِہٖ وَغِلمَانِہٖ اَسقُوا القَومَ وَرَوُّوھُم مِنَ المَاءِ وَرَشِّفُوا الخَیلَ تَرشِیفًا
پس جبکہ لشکر حر صف بستہ ہو کر سامنے فرزند ساقی کوثر کے کھڑا ہوا دیکھا اُن حضرت نے کہ شدت پیاس سے حال ہر
ایک سوار کا متغیر ہے اور سب نایابی آب سے جان بلب ہیں اور گھوڑے اُن کے شدت حرارت اور تشنگی سے زبانیں نکالے
ہیں یہ دیکھتے ہی قلب اقدس اُس رحیم ابن رحیم کا بیقرار ہو گیا اور اصحاب با وفا اور عزیز و اقربا سے فرمایا کہ جلد
لشکر حر کو مع راکب و مرکب کے پانی سے سیراب کرو کہ پیاسا رہنا انکا اس شدت گرما میں مجھے نہایت ناگوار ہے،
فَاَقبَلُوا فِتیَانُہٗ وَغِلمَانُہٗ جَمِیعًا اِلَیہِم فَسَقَوھُم کُلَّہُم ثُمَّ یَملَئُونَ القِصَاعَ وَالطَّاسَ مِنَ المَاءِ
وَیُدنُونَہَا مِنَ الفَرَسِ پس حسب الارشاد اُس امام کونین ع کے سب رفقا اور اقربا نے مثل عباس ع دلاور اور قاسم ع و
علی اکبر ع اور فرزندان مسلم بن عقیل ع اور عون و جعفر کے کمریں باندھیں اور ہر ایک نے دامن اپنا گردان کر مشکیں
کاندھوں پہ اُٹھا لیے اور ایک ساعت بھی نہ گذری تھی کہ ایک ہزار سوار کو اُس آب سرد و خوشگوار سے سیراب
کیا اور بعد سیراب کرنے سواروں کے طاس اور کاسہائے بزرگ اُٹھا کر طرف سیراب کرنے گھوڑوں کے مستعد ہوئے
اور ایک ایک گھوڑے کے سامنے کاسہ ملتہب بآب کیا فَاِذَا عَبَّ فِیہَا ثَلَاثًا اَو اَربَعًا اَو خَمسًا عُزِلَت عَنہُ

وَسَقَوْا آخِرَهَا حَتّٰی سَقَوْا کُلَّهَا ۔ منقول ہے کہ جب ایک گھوڑا اُنمیں سے تین
چار بلکہ پانچ مرتبہ خوب سیر ہو کر مونہہ اپنا طاس سے اُٹھا لیتا تھا تو اُسوقت وہ طاس دوسرے گھوڑے کے
سامنے کرتے تھے یہانتک کہ ہزار گھوڑوں کو پانی سے سیراب کیا فَحَسْبُکُمْ هٰذَا لِلْبُکَاءِ وَ الْعَوِیْلِ اَنَّ مِثْلَ
ذٰلِکَ السَّیِّدِ الْجَلِیْلِ وَالْمُقْتَدَی النَّبِیْلِ مَعَ نِسَائِهٖ وَاَطْفَالِهٖ فِیْ مُهِمَّتِهٖ لَا مَاءَ فِیْهِ وَلَا کَلَاءَ لَمْ یَرْوِ
بَعَطَشِ الْاَعْدَاءِ حَتّٰی سَقَاهُمْ اب حضرات یہ جائے گریہ و بکا اور نوحہ و عزا ہے جب رحیم ابن رحیم کو اُس صحرائے پر بلا
کہ جہاں پانی کوسوں میسر نہ آئے اور جس جنگل میں کہ گھاس تک نہ ہو اور ہمراہ اُسکے اطفال خورد سال اور
عورات ہوں کہ جنکو ادنیٰ تکلیف و مصیبت پر صبر و تحمّل دشوار ہو باوصف اس سبکے پیاسا رہنا اُن کا کہ جو
اپنے سے لڑنے کو آئے ہوں اور آمادہ اپنے قتل پر ہوں ناگوار ہو اور اُنہیں اور اُن کے مرکب کو سیراب کریں
وَ اسْقَاهُ هُوَ یُمْنَعُ عَنْ شَطِّ الْفُرَاتِ مِنَ الْمَاءِ وَیَسْتَغِیْثُ وَلَا یُغَاثُ فِیْ شِدَّةِ الظَّمَاءِ افسوس صد
افسوس کہ ایسے رحیم اور محسن اور کریم کو کنارہ فرات پر پانی سے محروم رکھیں اور اُنہیں اور اُن کے بچوں
کو ایک قطرہ پانی کا نہ دیں ہر چند کہ وہ فرزند ساقی کوثر اُس وقت بیکسی میں ایک ایک سے فریاد و استغاثہ
کریں اور کوئی اُن کی فریاد کو نہ پہونچے بلکہ عوض میں اُس فریاد کے تیر اور نیزہ و شمشیر اُسپر لگائیں حالانکہ اُس
لشکر شقاوت اثر میں وہ بے حیا بھی موجود تھے کہ جو فیض عام سے اُس امام کے حُر کی ہمراہی میں سیراب ہوئے
تھے قَالَ مَنْ شَهِدَ الْوَاقِعَةَ ؎ لَمْ اَنْسَ سِبْطَ الْمُصْطَفٰی وَهُوَ ظَامِیْ ٭ یُزَادُ مِنَ الْمَاءِ الْمُبَاحِ
وَ یُجْرَحُ ٭ وَقَدْ صُرِعَتْ اَنْصَارُهٗ وَهُوَ مُفْرَدٌ ٭ یُنَادِیْ اَلَا هَلْ رَاحِمٌ یَتَرَحَّمُ راوی کہتا ہے
کہ واللہ نہیں بھولتا ہے مجھے وہ وقت کہ جب امام حسینؑ فرزند رسول الثقلینؐ شدت تشنگی سے بیتاب تھے اور
اُس حالت تشنگی میں چاہتے تھے کہ آب فرات سے تھوڑا سا پانی کسی طرح میسر آئے لیکن وہ بیرحم اُس امام مظلوم
کو فرات تک ہرگز نہ جانے دیتے تھے اور تمام اصحاب باوفا اور خویش و اقربا گرد اُن حضرت کے شل گوسفندان
قربانی اُس ریگستان گرم پر غلطاں بخاک و خون پڑے تھے اور وہ فرزند رسولؐ خدا ایک ایک سے فریاد کرتے
تھے کہ اے قوم جفاکار آیا تم میں سے کوئی بھی ایسا رحیم ہے کہ جو ہم پر رحم کرے ؎ یَمُوْتُ عِطَاشًا اَهْلُ بَیْتِ
مُحَمَّدٍ ٭ وَیَشْرَبُ هٰذَا الْمَاءَ تُرْکٌ وَدَیْلَمٌ ٭ ثَلٰثُ لَیَالٍ قَدْ مَضَیْنَ عَلَی الْوِلَا

بِاَیَّامِ مِّهَا وَالْمَآءِ عَلٰی نُحُوْرِ هِمْ اور پھر ایک بے رحم سے کہتے تھے کہ اے الکوفہ دشنام آیا تمہیں سمت اسلام اسماعیل
حقوق رسول خیر الانامؐ ہی نہیں ہے کہ اولاد رسول مختارؐ شدت تشنگی سے جاں بلب ہے اور تمام کفار مثل ترک و دیلم
کے اس پانی سے سیراب ہوتے ہیں جائے حسرت و افسوس ہے کہ تین شبانہ روز ہم پر گذر چکے ہیں کہ ایک قطرہ پانی
کا ہمارے لبوں تک نہیں پہونچا ہے اور اطفال خورد سال تک ہمارے مارے پیاس کے جاں بلب ہیں و تمہیں
مطلق ہم پر رحم نہیں آتا ہے حالانکہ تم سب مدعی اسلام ہو ہر چند کہ وہ حضرت اتمام حجت کیا کیے لیکن ان اشقیا
نے ایک قطرہ پانی کا نہ دیا اور اُس امام مظلوم کو شدت تشنگی میں مثل گوسفند قربانی ذبح کیا۔

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝

مجلس گیارہویں مشتمل ہے ملاقات پر حضرت حُرؑ کے

عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ اَنَّهٗ قَالَ اَیُّمَا مُؤْمِنٍ دَمَعَتْ عَیْنَاهُ دَمْعَةً مِّنْ اَذًی فِیْنَا حَتّٰی تَسِیْلَ عَلٰی خَدَّیْهِ صَرَفَ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ الْاَذٰی وَاٰمَنَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنْ سَخَطِهٖ وَالنَّارِ

فرمایا جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ جو مومن روئے اُس مصیبت اور اذیت پر کہ جو اُس مومن کو بابت اعدائے
دین کے ہماری محبت میں پہونچے ہو اور آنکھ سے اُسکی اشک نکلے اور رخساروں پر اُسکے جاری ہو تو حق سبحانہ تعالےٰ
عوض میں اُسکے بروز قیامت دفع کریگا اُس سے اپنے غضب کو اور اُسے نجات دیگا آتش دوزخ سے رُوِیَ اَنَّهٗ
اَسَارَ الْحُسَیْنُ مِنْ مَّکَّةَ اِلَی الْعِرَاقِ وَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنُ زِیَادٍ بَعَثَ حُصَیْنَ ابْنَ نُمَیْرٍ بِالْقَادِسِیَّةِ فِیْ اَرْبَعَةِ
اٰلَافِ فَارِسٍ کتب احادیث میں مانند بحار الانوار اور ارشاد وغیرہ کے منقول ہے کہ جب امام حسینؑ فرزند رسول الثقلین
نے مکہ معظمہ سے طرف عراق کے کوچ فرمایا اور یہ خبر ابن زیادؔ کو پہونچی اُسی وقت اُس ملعون نے حصینؔ بن نمیر کو چار
ہزار سوار سے واسطے روکنے اُن حضرت کے روانہ کیے فَلَمَّا نَزَلَ حُصَیْنُ اللَّعِیْنُ بِالْقَادِسِیَّةِ اَمَرَ حُرَّ
بْنَ یَزِیْدَ التَّمِیْمِیَّ اَنْ یَّسْتَقْبِلَ الْحُسَیْنَ فِیْ اَلْفِ فَارِسٍ پس جبکہ حصینؔ لعین مع چار ہزار سوار منزل قادسیہ
پر پہونچا اُس جگہ مع لشکر آپ قیام کیا اور حُر بن یزید تمیمی کو ہزار سوار دیکر طرف مکہ معظمہ کے روانہ کیا اور حکم دیا
کہ جہاں تجھسے اور امام حسینؑ سے ملاقات ہو اُسی جگہ اُنہیں مقید کر لینا فَسَارَ الْحُرُّ مِنَ الْقَادِسِیَّةِ حَتّٰی

لَقِیَ مِنَ الْحُسَیْنِ فَسَلَّمَ عَلَیْہِ فَرَدَّ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَالَ مَنْ اَنْتَ وَمَا اسْمُکَ جبکہ حر فادسیہ سے مع ہزار سوار اسطرف روانہ
ہوا اثنائے راہ میں جناب امام حسینؑ سے ملاقات ہوئی اور حر نے مع اپنے لشکر کے صف بستہ ہو کر سلام عرض کیا آنحضرت
نے جواب سلام دیکر ارشاد فرمایا کہ اے شخص تو کون ہے اور نام تیرا کیا ہے قَالَ اَنَا حُرُّ بْنُ یَزِیْدَ التَّمِیْمِیُّ فَقَالَ
یَا حُرُّ لَنَا اَمْ عَلَیْنَا قَالَ بَلْ عَلَیْکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَقَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ
الْعَظِیْمِ پس حر نے عرض کی کہ اے فرزند رسول مختارؐ غلام کو حر بن تمیمی کہتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ اے حر آیا تو لشکر
لیکر ہماری نصرت اور مدد کو آیا ہے یا بقصد جنگ ہم سے آیا ہے حر نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہؐ میں بقصد نصرت
اور مدد نہیں حاضر ہوا ہوں بلکہ بحکم ابن زیاد آپکے روکنے کو حاضر ہوا ہوں یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ لاحول ولا قوۃ الا
باللہ العلی العظیم فَبَیْنَا اِذْ حَضَرَتْ صَلٰوۃُ الظُّھْرِ فَاَمَرَ بِالْاَذَانِ فَخَرَجَ فَقَالَ لِلْحُرِّ اَنْتَ تُصَلِّیْ
بِاَصْحَابِکَ قَالَ لَا بَلْ نُصَلِّیْ مَعَکَ فَصَلّٰی بِہِمْ ثُمَّ دَخَلَ پس حضرت حر سے ایسا کلام ناگوار سنکر داخل خیمہ محترم
ہوئے کہ اس اثنا میں آفتاب نے دائرہ نصف النہار سے طرف مغرب کے میل کیا اور وقت نماز ظہر داخل ہوا اُسوقت
حضرت نے ارشاد کیا کہ مؤذن اذان کہے پس جبکہ مؤذن اذان سے فارغ ہوا اُسوقت شاہنشاہ کونین فخر عالمین
امام الثقلین جناب ابو عبد اللہ الحسینؑ خیمہ حرم محترم سے برآمد ہوئے دیکھا کہ حر بھی مع اپنے لشکر کے آمادہ نماز ہے یہ
دیکھکر حر سے فرمایا کہ اے حُر آیا تو مع اپنے لشکر کے علیحدہ نماز پڑھے گا حر نے عرض کی کہ اے فرزند رسولخداؐ کیا مجال ہے
میری کہ باوصف موجود ہونے امام زمانؑ کے میں علیحدہ نماز پڑھوں بلکہ میں حضرت کے ساتھ ہی نماز پڑھونگا پس
حضرت نے دونوں لشکروں کو نماز پڑھوائی اور بعد اسکے خیمہ اقدس میں داخل ہوئے فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ
اَمَرَ بِاَصْحَابِہٖ اَنْ تَھَیَّئُوْا لِلرَّحِیْلِ وَنَادٰی مُنَادِیْہِ وَصَلّٰی بِالْقَوْمِ ثُمَّ سَلَّمَ وَانْصَرَفَ بِوَجْھِہٖ اِلَیْھِمْ فَحَمِدَ
اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ جبکہ وقت نماز عصر داخل ہوا پھر حضرت خیمہ اقدس سے برآمد ہوئے اور اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا
کہ آمادہ کوچ رہو اور مؤذن کو واسطے اذان کے حکم دیا جبکہ مؤذن اذان کہہ چکا اُسوقت اُس امام عادل نے پھر
دونوں لشکروں کو نماز عصر پڑھوائی اور بعد سلام کے لشکر حر کی طرف متوجہ ہوئے اور خطبہ بلیغ متضمن بحمد و ثنائے
الٰہی اور نعت جناب رسالتمآب بکمال فصاحت ادا کیا ثُمَّ قَالَ اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ لَمْ اٰتِکُمْ حَتّٰی اَتَتْنِیْ
کُتُبُکُمْ بِاَنَّ لَکَ مَا لَنَا وَعَلَیْکَ مَا عَلَیْنَا فَاِنْ کُنْتُمْ عَلٰی ذٰلِکَ فَقَدْ اَتَیْتُکُمْ وَاِنْ کُنْتُمْ کَارِھِیْنَ

قَدْ صُوفِيَ أنْصَرَفْتُ عَنْكُمْ بعد اُسکے فرمایا ایہا الناس بیقین جانو کہ میں خود بخود داسطے نہیں آیا ہوں بلکہ جب نامہ وپیام تم سب کے مکرر میرے پاس اس مضمون کے پہونچے کہ ہم بہرکیف تابع فرمان ہیں اور جو دوست ہے وہ دوست ہے ہمارا اور جو دشمن ہے آپکا وہ دشمن ہے ہمارا پس حسب طلب تمہارے یہانتک آیا ہوں اب اگر تم میرے آنے سے ناراض ہو تو مجھ سے بیان کرو کہ میں قصد آگے بڑھنے کا نکروں اور یہیں سے پھر جاؤں قَالَ الْحُرُّ يَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَا اَعْرِفُ مَنْ كَتَبَ وَمَنْ اَرْسَلَ اِلَيْكَ وَاِنَّمَا اُمِرْتُ اَنْ لَا اُفَارِقَكَ اِلَّا عِنْدَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ حر نے یہ سنکر عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ فدوی کو مطلق حال اس نامہ وپیام کا معلوم نہیں ہے بلکہ مجھے نہیں معلوم ہے کسنے آپکی طلب میں یہ خطوط لکھے ہیں اور میں ملازم ابن زیاد علیہ ما علیہ ہوں مجھے حکم اُسکا یہ ہے کہ جس جگہ تجھ سے اور حضرت سے ملاقات ہو وہاں سے تو اُنہیں اور کسی طرف کو نجانے دینا اور جسطرح ہوسکے حضرت کو میرے پاس لے آنا فَقَالَ يَا حُرُّ اَلْمَوْتُ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَاَمَرَ اَصْحَابَهٗ قُوْمُوْا وَارْكَبُوْا فَرَكِبُوْا وَانْتَظَرُوْا حَتّٰى رَكِبَتْ نِسَاۤئُهٗ وَاَطْفَالُهٗ فَلَمَّا انْصَرَفُوْا حَالَ الْقَوْمُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْاِنْصِرَافِ پس جبکہ حضرت نے حر سے بیہودگی ابن زیاد بدنہاد کی سنی فرمایا کہ اے حر کب ہوسکتا ہے کہ میں تیرے ساتھ قید ہوکر اُس ملعون کے پاس جاؤں میرے نزدیک اس ذلت کے جانے سے مرنا بہتر ہے بعد اُسکے اپنے رفقا سے فرمایا کہ سوار ہو اور چلو سنتے ہی اس ارشاد فیض بنیاد کے سب جان نثار سوار ہوئے اور اہلحرم بھی محملو نمیں جلوہ گر ہوئے پس جبکہ اصحاب باوفا نے قصد وہاں سے پھرنے کا کیا لشکر حر مانع ہوا اور روکنے لگا فَقَالُوْا يَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِنَّ الْقَوْمَ يَمْنَعُنَا مِنَ الْاِنْصِرَافِ فَمَا تَرٰى فِيْهِ فَلَمَّا سَمِعَ الْحُسَيْنُ ذٰلِكَ اَقْبَلَ اِلَى الْحُرِّ وَقَالَ يَا حُرُّ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ مَا تُرِيْدُ مِنَّا پس جبکہ اُس جماعت انبیا وابرار نے ایسی بےحیائی اُس قوم اشرار سے ملاحظہ کی چاہا کہ اُن اشقیا کو قتل کریں لیکن بخیال اسکے کہ ایسا نہو کہ یہ جنگ وکارزار فرزند رسول مختار کو ناگوار ہو اسلئے حضرت سے عرض کی کہ اے آقائے عالیوقار لشکر حر ہمیں جانے سے روکتا ہے اگر حکم ہو تو ان بیحیاؤں کو مار کر ہٹا دیں پس یہ سنکر رنگ چہرہ کا متغیر ہوا اور حر سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے حر ماں تیری تیرے ماتم میں بیٹھے کیا قصد ہے تیرا اور کیا چاہتا ہے تو ہمارے ساتھ فَقَالَ الْحُرُّ يَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَمَا لَوْ كَانَ غَيْرُكَ مِنَ الْعَرَبِ يَقُوْلُ ذٰلِكَ وَهُوَ عَلٰى مِثْلِ الْحَالِ الَّتِيْ

أَنْتَ عَلَيْهَا وَاللّٰهِ مَا تَرَكْتُ ذِكْرَ أُمِّهِ بِالثُّكْلِ كَائِنًا مَا كَانَ بس سنتے ہی اس کلمہ کے حر کو
حمیت عرب دامن گیر ہوئی اور مارے غصہ کے کانپنے لگا اور عرض کی کہ یابن رسول اللہؐ اگر اور کوئی شخص شجاعان
عرب سے باین جمعیت لشکر اور باین کر و فر میری ماں کا اس طرح سے ذکر کرتا تو میں بھی قسم بخدائے عزوجل
کہ میں بھی اُسکی ماں کا ذکر اسی طرح سے کرتا گو اُس میں میرے لیئے کچھ ہی ہو جاتا وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ مَا لِيْ مِنْ ذِكْرِ
أُمِّكَ مِنْ سَبِيْلٍ اِلَّا بِاَحْسَنِ مَا نَقْدِرُ عَلَيْهِ، لیکن ذکر آپکی والدہ ماجدہ کا کہ وہ صدف عصمت و طہارت
اور معدن علم و حکمت اور سیدہ عورات عالمیان اور مخدومہ مخدرات دو جہان ہیں کسکی مجال ہے کہ بدون وضو
و طہارت کے سوائے مدح و ثنا اور صلوات اور درود کے اور کسی طرح کے زبان پر لا سکے فَقَالَ الْحُسَيْنُ بَا حُرُّ
مَا تُرِيْدُ مِنِّيْ قَالَ الْحُرُّ اُرِيْدُ اَنْ اَنْطَلِقَ بِكَ اِلٰى عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ حضرت نے فرمایا کہ اے حر
پھر مطلب تیرا ہمارے روکنے سے کیا ہے حر نے عرض کی کہ یابن رسول اللہ مجھے مقصود یہ ہے کہ میں حضرت کو
عبید اللہ ابن زیاد پاس لے چلوں اور کسی طرف آپ کو نہ جانے دوں فَقَالَ الْحُسَيْنُ اِذًا وَاللّٰهِ لَا اَتَّبِعُكَ
فَقَالَ الْحُرُّ اِذًا وَاللّٰهِ لَا اَدَعُكَ فَتَرَادَّا الْقَوْلَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ حضرتؑ نے فرمایا کہ اے حر قسم بخدائے عزوجل کہ
میں ہرگز تیرے ساتھ قید ہو کر اُس ملعون کے پاس نہ جاؤں گا حر نے عرض کی کہ یابن رسول اللہؐ قسم بخدائے
یگانہ کہ میں بھی آپ کو اور کسی طرف جانے نہ دونگا پس حر میں اور حضرت میں دو تین مرتبہ اسی طرح سے رد و بدل
ہو گیا فَقَالَ الْحُرُّ يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِنْ اَبَيْتَ فَخُذْ طَرِيْقًا لَا يُدْخِلُكَ الْكُوْفَةَ وَ
لَا يَرُدُّكَ الْمَدِيْنَةَ، آخر کار جبکہ حر نے دیکھا کہ کسی طرح ممکن نہیں ہے کہ وہ حضرت میرے ساتھ
عبید اللہ بن زیاد بد نہاد پاس چلیں ناچار عرض کی کہ یابن رسول اللہؐ اگر آپ کو عبید اللہ ابن زیاد پاس چلنے
میں انکار ہے تو آپ ایسی راہ اختیار کیجئے کہ نہ وہ راہ کوفہ کو جاتی ہو اور نہ طرف مدینہ منورہ کے تاکہ مجھے بھی
کہنے کو جگہ ہو فَتَيَاسَرَ مِنْ طَرِيْقِ الْعُذَيْبِ وَالْقَادِسِيَّةِ وَالْحُرُّ مَعَهٗ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى نِيْنَوٰى منقول ہے کہ ان
حضرت نے عرض کو حر کی قبول فرمایا اور راہ عذیب اور قادسیہ سے جانب یسار کو میل کیا مگر حر بھی مع اپنے لشکر
کے ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھا یہاں تک کہ حضرت مع اپنے اعوان و انصار زمین نینوی پر پہونچے فَبَيْنَا
لَذٰلِكَ اِذْ وَقَفَ جَوَادُ الْحُسَيْنِ كَانَ تَحْتَهٗ فَنَزَلَ وَرَكِبَ غَيْرَهٗ وَلٰكِنْ لَمْ يَنْبَعِثْ اَحَدٌ

مِنْهَا خَطْوَةً وَاحِدَةً - پس جبکہ وہ امام کونین زمین نینوی پر پہونچے دفعتہً وہ رہوار
کہ جسپر فرزند حیدر کرار سوار تھے چلتے چلتے ٹہر گیا ناچار اُسے چھوڑ کر دوسرے سمند تیز رفتار پر سوار ہوئے
لیکن وہ بھی مثل پہلے کے آگے نہ بڑھا بروایت مقتل ابو مخنف اُن حضرتؑ نے چھ گھوڑے بدلے اور ہرچند چاہا
کہ کوئی اُنمیں سے آگے بڑھے لیکن کسی نے ایک قدم بھی آگے نہ رکھا فَقَالَ الْحُسَيْنُ مَا يُقَالُ لِهٰذِهِ الْاَرْضِ
قَالُوْا يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ سَيِّدٍ وَلَا تَسْئَلْ قَالَ سَئَلْتُكُمْ بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ اَنْ تُخْبِرُوْنِيْ بِاسْمِهَا
پس جبکہ کسی گھوڑے نے اُس زمین سے قدم آگے نہ بڑہایا اُسوقت حضرت نے وہاں کے باشندوں سے پوچھا کہ نام
اس زمین کا کیا ہے اُن لوگوں نے عرض کی کہ یابن رسول اللہؐ آپ کو نام سے اس زمین کے کیا مقصود ہے
مناسب یہ ہے کہ آپ کچھ نہ پوچھیئے اور جسطرح ہوسکے آگے ٹہر جائیے یہ سنکر حضرت نے اُن سے فرمایا کہ قسم ہے تمکو
خداوند جہان اور رسولؐ انس وجان کی کہ مجھے نام سے اس زمین کے آگاہ کرو فَقَالَ يُقَالُ لَهَا نَيْنَوٰى
فَقَالَ لَهَا اسْمٌ غَيْرُ هٰذَا قَالُوْا شَاطِئُ الْفُرَاتِ قَالَ هَلْ لَهَا اسْمٌ غَيْرُ هٰذَيْنِ الْاِسْمَيْنِ قَالُوْا
كَرْبَلَاءُ جبکہ حضرت نے بہت اصرار کیا تو سب نے عرض کی کہ یابن رسول اللہؐ اس زمین کو صحرائے نینوی
کہتے ہیں یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ کچھ اور بہی نام ہے اسکا وہاں کے باشندوں نے عرض کی کہ اسے شط فرات
بہی کہتے ہیں پھر حضرت نے فرمایا کہ سوا ان دو ناموں کے اور بہی کچھ نام اسکا مشہور ہے اُن لوگوں نے عرض کی
کہ البتہ اسے کربلا بھی کہتے ہیں فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ تَنَفَّسَ الصُّعَدَاءَ فَقَالَ لَهُمْ نَاوِلُوْنِيْ قَبْضَةً مِنْ تُرَابِ
هٰذِهِ الْاَرْضِ پس جبکہ اُس امام مظلوم نے نام اُس صحرا کا کربلا سُنا ایک آہ پر درد کھینچکر فرمایا کہ ایک مشت خاک
اس زمین سے مجھے اُٹھا دو فَاَخَذَ قَبْضَةً مِنْهَا وَاَخْرَجَ طِيْنَةً مِنْ جَيْبِهٖ فَقَالَ هٰذِهِ الطِّيْنَةُ جَاءَ بِهَا
جِبْرَئِيْلُ اِلٰى جَدِّيْ لَيْلَةً وُلِدْتُ فِيْهَا وَ اُمِّيْ پس حسب الارشاد اُن لوگوں نے ایک مشت خاک اُٹہا
کر دی حضرت نے اُس خاک کو دست مبارک میں لیکر دوسرا ہاتھ اپنا جیب میں ڈالا اور اُس سے ایک مشت خاک
نکالی اور فرمایا کہ یہ وہ خاک ہے کہ جس شب کو میں پیدا ہوا تھا اُسی شب کو جبرئیلؑ بحکم رب جلیل میرے جد امجد
رسولخداؐ کے پاس یہ خاک لیکر آئے تھے وَقَالَ لَهٗ يَا رَسُوْلُ هٰذِهٖ تُرْبَةٌ مِنْ مَوْضِعِ قَبْرِ هٰذَا الْمَوْلُوْدِ
فَهٰذِهٖ وَاللّٰهِ اَرْضُ كَرْبٍ وَبَلَاءٍ - اور جبرئیلؑ نے میرے نانا سے عرض کی کہ یابن رسول اللہ

یہ خاک ہے اُس زمین کی کہ جس جگہ قبر اس شہزادے کی بنے گی پس دیکھا میں نے وہ خاک اس مشت خاک سے ملتی ہے قسم بخدائے عز و جل کہ یہ زمین جائے کرب و بلا ہے سہ فَفِیْ هٰذِهٖ یَا قَوْمُ قَتْلِیْ وَمَصْرَعِیْ ؛ وَهٰهُنَا حَرِیْمِیْ عَاجِلًا اَوْ مُؤَجَّلًا ایہا الناس یہ وہ جگہ ہے کہ جس جگہ میں شہید ہونگا اور یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں اپنے خون میں غلطاں ہونگا اور یہ وہ زمین ہے کہ جسپر ہتک عزت اور آبرو ریزی ہماری ہوگی اور یہ سب مصیبتیں ہمپر عنقریب ہوا چاہتی ہیں سہ وَفِیْ هٰذِهٖ تُضْحِی الرُّؤُسُ عَلَی الْقَنَا ؛ لَیَسْبِیْنَا الْاَقْوَامُ لَنْ یَّتَمَهَّلَا ؛ وَفِیْ هٰذِهٖ یَبْقٰی عَلَی الْاَرْضِ صَرْعًا ؛ بِلَا کَفَنٍ یَبْقٰی وَلَنْ یَتَغَسَّلَا اور یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں سر ہمارے نیزوں پر بلند ہونگے اور قریب ہے کہ اشقیائے اُمت سر ہمارے نیزوں پر لیکر طرف کوفے کے کوچ کریں اور اسی جگہ لاش ہماری آلودہ بخاک و خون بے غسل و بے کفن کئی روز تک پڑی رہیگی پس حضرت گھوڑے سے اُترے اور اُسی صحرائے پربلا میں خیمے بپا کیے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس بارھویں ۱۲ متضمن ہے پہنچنے پر حضرت کے زمین کربلا کی اور خریدنا اس زمین کا

عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ الصَّادِقِ اَنَّهٗ قَالَ کُنَّا عِنْدَهٗ فَذَکَرَ اَحَدٌ مِّنَّا الْحُسَیْنَ فَبَکَی الصَّادِقُ وَبَکَیْنَا مَعَهٗ بعضے اصحاب جناب صادقؑ سے منقول ہے کہ کہا اُسنے ایکروز ہم سب خدمت باسعادت جناب صادقؑ میں حاضر تھے اتفاقاً کسی شخص نے ہم میں سے کچھ ذکر کیا جناب امام حسینؑ کا پس سنتے ہی اسم مبارک اُن حضرتؑ کا جناب صادقؑ رونے لگے اور ہم سب بھی ہمراہ حضرت کے رونے لگے ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ وَقَالَ قَالَ الْحُسَیْنُ اَنَا قَتِیْلُ الْعَبْرَةِ قُتِلْتُ مَکْرُوْبًا وَحَقِیْقٌ عَلَیَّ اَنْ لَّا یَاْتِیَنِیْ مَکْرُوْبٌ اِلَّا رَدَّهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلٰی اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا بعد اُسکے جناب صادقؑ نے سر اقدس بلند کیا اور فرمایا کہ جناب امام حسینؑ نے فرمایا ہے کہ میں وہ شہید راہ خدا ہوں کہ جو بحالت بیکسی اور عین کرب و ملال میں قتل کیا گیا اور میں وہ مظلوم ہوں کہ جس مومن کے سامنے مجھ بیکس کا ذکر ہوگا بے اختیار وہ شخص میری مصیبت پر اشکبار ہوگا پس جو مومن کسی مصیبت میں مبتلا ہوگا اور میری زیارت کو آویگا مجھ پر واجب ہے کہ میں اُسکے لیے دعا کروں اور جناب احدیت بسبب میری دعا کے اُس مومن کو اُس رنج و کرب سے نجات دے یہانتک کہ وہ شخص خوش و خورم اپنے اہل و عیال سے ملحق ہوگا رُوِیَ اَنَّهٗ لَمَّا سَارَ الْحُسَیْنُ مِنَ الثَّعْلَبِیَّةِ

فَاعْتَرَضَهُ الْحُرُّ بْنُ يَزِيْدَ التَّمِيْمِيُّ قَالَ يَا هٰذَا مَا تُرِيْدُ مِنِّيْ قَالَ اِنَّمَا اُمِرْنَا اَنْ لَا نُفَارِقَكَ اِلَّا عِنْدَ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ زِيَادٍ، حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب امام حسینؑ نے منزل ثعلبیہ سے کوچ فرمایا اثنائے راہ میں حر بن یزید تمیمی مع ہزار سوار متعرض حال فرزند رسول مختارؐ کے ہوا اور حضرت کو راہ میں روکا حضرت نے فرمایا کہ اے شخص تجھے ہمارے روکنے سے کیا مقصود ہے حر نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہؐ میں مامور ہوں طرف سے عبد اللہ بن زیاد کے اس امر پر کہ جہاں تجھسے اور حضرت سے ملاقات ہو جائے جسطرح تجھ سے ہو سکے آنحضرت کو میرے پاس لے آنا اور ان سے جدا نہ ہونا فَقَالَ الْحُسَيْنُ يَا حُرُّ الْمَوْتُ اَدْنٰى مِنْ رُكُوْبِ الْعَارِ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَا اَتَّبِعُكَ یہ سنکر حضرت نے فرمایا کہ اے حر یہ ہرگز ممکن نہیں ہے کہ تو مجھے عبد اللہ بن زیاد کے پاس لے جائے اور میں تیرے ہمراہ مقید ہو کر اس ملعون پاس چلا جاؤں قسم بخدائے عز وجل کہ میرے نزدیک اس ننگ و عار سے مرنا بہتر ہے اور میں ہرگز تیرا کہنا اس امر میں نہ مانونگا فَقَالَ الْحُرُّ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِنْ اَبَيْتَ فَخُذْ طَرِيْقًا لَا يُدْخِلُكَ الْكُوْفَةَ وَلَا يَرُدُّكَ الْمَدِيْنَةَ لِيَكُوْنَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ نَصَفًا فَلَعَلَّ اللّٰهَ يَرْزُقُنِي الْعَافِيَةَ مِنْ اَنْ اُبْتَلٰى بِشَيْءٍ مِنْ اَمْرِكَ جبکہ حر نے دیکھا کہ حضرت کسی طرح میرا کہنا قبول نہ کریں گے عرض کی کہ یا ابن رسول اگر آپ کو عبد اللہ بن زیاد کے پاس چلنے سے انکار ہے تو امیدوار ہوں کہ آپ وہ راہ اختیار کیجے کہ جو نہ مدینہ کو جاتی ہو اور نہ کوفہ کو جاتی ہو شاید کہ حق سبحانہ تعالےٰ مجھے نجات دے اس بلا سے کہ میں کوئی امر خلاف رائے اقدس کروں اور وہ موجب ناخوشی جناب احدیت کا ہو فَاَقْبَلَ الْحُسَيْنُ اِلٰى اَصْحَابِهٖ وَقَالَ هَلْ فِيْكُمْ اَحَدٌ يَعْرِفُ الطَّرِيْقَ عَلٰى غَيْرِ الْجَادَّةِ فَقَالَ الطِّرِمَّاحُ يَا سَيِّدِيْ اَنَا اَعْرِفُ بِهٖ پس حضرت نے عرض کو حر کی قبول فرمایا اور اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا کہ کوئی تم میں سے اور راہ سوائے اس شاہ راہ کے بھی جانتا ہے طرماح ابن عدی نے کہ اصحاب حضرت کے تھے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہؐ میں اور راہ سوائے راہ مشہور کے جانتا ہوں فَسَارَ مَعَ اَصْحَابِهٖ وَسَارَ الْحُرُّ مَعَهٗ فِيْ اَصْحَابِهٖ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى نِيْنَوٰى فَاِذَا بِرَاكِبٍ عَلٰى نَجِيْبٍ لَهٗ مُتَنَكِّبًا قَوْسًا مُقْبِلًا مِنَ الْكُوْفَةِ پس طرماح رضی اللہ عنہ آگے لشکر کے ہوئے اور حضرت نے مع اصحاب و انصار وہی راہ اختیار کی اور حر بھی مع اپنے لشکر کے ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہوا پس جب تک کہ وہ حضرت زمین نینوی پر پہونچے ناگاہ دیکھا کہ ایک شتر سوار کمان بر دوش مثل تیر جانب کوفہ سے چلا آتا ہے فَوَقَفُوْا جَمِيْعًا فَلَمَّا انْتَهٰى اِلَيْهِمْ سَلَّمَ

عَلَى الْحُرِّ وَاَصْحَابِهٖ وَلَمْ يُسَلِّمْ عَلَى الْحُسَيْنِ وَدَفَعَ اِلَى الْحُرِّ كِتَابًا مِنِ ابْنِ زِيَادٍ پس اُس شتر سوار کو آتا دیکھکر سب ٹہر گئے جبکہ وہ روبرو آیا اُس بے حیا نے حر اور لشکر حر پر سلام کیا اور امام کونین فرزند رسول الثقلین جناب امام حسینؑ کی طرف مطلق توجہ نہ کی اور سلام نہ کیا اور بعد سلام کے حر کو نامہ ابن زیاد حوالہ کیا فَقَرَاَهٗ ثُمَّ اَقْبَلَ الْحُرُّ اِلَى الْحُسَيْنِ وَقَالَ يَا سَيِّدِيْ هٰذَا كِتَابُ الْاَمِيْرِ يَاْمُرُنِيْ اَنْ اُجَعْجِعَ بِكَ فِي الْمَكَانِ الَّذِيْ يَاْتِيْ كِتَابُهٗ وَلَا اَتْرُكَكَ اِلَّا عَلٰى غَيْرِ مَاءٍ وَلَا قَرْيَةٍ پس حر نے نامہ ابن زیاد پڑھا اور بعد اُسکے حضرت سے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہؐ یہ نامہ ہے ابن زیاد کا اور اس میں مجھے لکھا ہے کہ جس جگہ یہ نامہ میرا تجھے پہونچے اُسی جگہ حسینؑ کو روکنا اور کسی طرف جانے نہ دینا اور ایسے صحرائے پر بلائے آب و گیاہ میں اُتارنا کہ جسکے قرب میں بھی کہیں آبادی اور پانی نہ ہو فَقَالَ الْحُسَيْنُ يَا هٰذَا دَعْنَا وَيْحَكَ نَنْزِلْ فِيْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَهٰذِهٖ يَعْنِيْ نِيْنَوٰى اَوِ الْغَاضِرِيَّةِ قَالَ لَا وَاللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ قَدْ بَعَثَ اِلَيَّ عَيْنًا حضرت نے یہ سنکر حر سے فرمایا کہ اے شخص وائے تجھپر ہمیں یہاں مت روک اتنا آگے ٹہرنے دے کہ ہم ان قریوں میں کہ سامنے ہیں یعنی نینوی اور غاضریہ میں اُتریں حر نے عرض کی کہ قسم بخدائے عز و جل کہ ہرگز میں اجازت اسکی نہ دونگا اس لیے کہ یہ شخص واسطے خبر کے بطور جاسوس مجھپر مقرر ہو کر آیا ہے پس میں خلاف حکم امیر کے نہیں کر سکتا ہوں بہرکیف حضرت کو اسی صحرا میں اُترنا ہوگا فَهَمَّ الْحُسَيْنُ بِالْمَسِيْرِ فَلَمْ يَبْعَثْ مُهْرُ الْحُسَيْنِ بِخُطْوَةٍ فَقَالَ اَلَا يَا صَحْبُ مَا هٰذِهِ الْغَلَاةُ فَقَالُوْا تُسَمّٰى كَرْبَلَا قَالَ هٰهُنَا مَصِيْرُكُمْ يَا قَوْمُ قَدْ نَزَلَ الْبَلَاءُ راوی کہتا ہے کہ منع کرنا اور روکنا حر کا خیال اقدس میں حضرت کے نہ آیا چاہا کہ آگے بڑہیں اور گھوڑے کو چھیڑا لیکن گھوڑے نے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھایا جبکہ حضرت نے دیکھا کہ کسی طرح گھوڑا قدم آگے نہیں رکھتا ہے اُسوقت وہاں کے باشندوں سے نام اُس زمین کا پوچھا لوگوں نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہؐ اس زمین کو کربلا کہتے ہیں سنتے ہی نام کربلا کا فرمایا سب سے کہ خیمے ہمارے یہیں بپا کرو کہ سفر ہمارا تمام ہوا اب قریب ہے کہ ہم مورد بلا اور مصائب بے انتہا میں مبتلا ہوں اور یہی مقتل اور مدفن ہمارا ہے فَضَرَبَ اَبْنِيَتَهٗ وَاَنْزَلَ نِسَآئَهٗ وَحَرَمَهٗ وَحَرِيْمَهٗ قَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ اَنَّهٗ لَمَّا نَزَلَ عَلٰى اَرْضِ كَرْبَلَا وَرَدَ عَلَيْهِ كِتَابُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ پس حضرت نے وہیں خیمے بپا کیے اور اپنے اہلحرم کو اُتروایا مقتل ابو مخنف میں منقول ہے کہ

جب حضرت وارد زمین کربلا ہوئے اُسی وقت ایک نامہ ابن زیاد بدنہاد کا حضرت کے پاس پہونچا فَفَضَّهُ وَقَرَأَهُ
وَاِذَا فِيهِ اَمَّا بَعْدُ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِنَّ يَزِيْدَ قَدْ اَرْسَلَ اِلَيَّ اَنْ لَا اَشْبَعَ بِالْخُبْزِ وَلَا اَتَوَسَّدَ
بِالْوَثِيْرِ حَتّٰى اُلْحِقَكَ بِاللَّطِيْفِ الْخَبِيْرِ اَوْ تَرْجِعَ اِلٰى حُكْمِيْ وَحُكْمِ الْاَمِيْرِ یعنی یا ابن رسول اللہ
مجھے حکم یزید پلید حاکم شام بد انجام پہونچا ہے کہ میں نہ سیر ہو کر کھانا کھاؤں اور نہ زیر سر تکیہ رکھکر باطمینان
سوؤں جب تک کہ آپ کو قتل نہ کر لوں یا یہ کہ آپ تابع و محکوم ہوں میرے اور یزید کے فَخَرَقَهُ الْحُسَيْنُ
وَرَمَاهُ عَلَى الْاَرْضِ راوی کہتا ہے جبکہ وہ حضرت مضمون نامہ پر مطلع ہوئے اُس کاغذ کو پھاڑ کر زمین پر
پھینکدیا اور کچھ جواب اُس نامہ بر کو نہ دیا وَرَوٰى بَعْضُ عُلَمَائِنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ اَنَّ الْحُسَيْنَ لَمَّا نَزَلَ
اَرْضَ كَرْبَلَا اَمَرَ بِاِحْضَارِ اَهْلِ الْقُرٰى اَهْلِ نِيْنَوٰى بعض علما رحمہم اللہ نے روایت کی ہے
کہ جب شاہزادہ کونین افتخار دارین نور چشم رسول الثقلین جناب امام حسینؑ وارد زمین کربلا ہوئے اور
اُس صحرائے پربلا کو نور جمال جہاں آرا سے روشن اور منور کیا اُسی وقت اہل قری و نینوی کو کہ زمیندار اور
مالک اُس زمین کے تھے اپنے حضور لامع النور میں طلب فرمایا فَقَالَ لَهُمْ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اُقِيْمَ فِيْ
اَرْضِكُمْ هٰذِهٖ وَاُحِبُّ اَنْ اَجْعَلَهَا مَسْكَنِيْ فَاِنْ بِعْتُمُوْهَا عَلَيَّ كَانَ فِيْ ذٰلِكَ لِيْ رِضًا جبکہ حسب الطلب
اُس بادشاہ عالیجاہ کے زمینداران کربلا حاضر ہوئے اُن حضرت نے اُن سے ارشاد فرمایا کہ ہمنے تمہیں اسلیئے
طلب کیا ہے کہ ہمیں آب و ہوا اس سرزمین کی بہت پسند آئی اور دل ہمارا یوں چاہتا ہے کہ اگر تم اس زمین
کو ہمارے ہاتھ بیع کر دو تو ہم اس جنگل کو آباد کریں اور اس کو مسکن اپنا گردانیں اور یہیں بود و باش اپنی
اختیار کریں اور یہ امر باعث ہماری خوشنودی و رضامندی کا ہے فَقَالُوْا لَهٗ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَدْ
سَمِعْنَا مِنْ اٰبَائِنَا الْاَوَّلِيْنَ اَنَّ اٰدَمَ وَنُوْحًا وَاِبْرَاهِيْمَ وَغَيْرَهُمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالْوَصِيِّيْنَ
لَمْ يَرِدْ اَحَدٌ مِنْهُمْ عَلٰى هٰذِهِ الْاَرْضِ اِلَّا وَقَدْ اَصَابَتْهُ بَلِيَّةٌ عَظِيْمَةٌ وَمُصِيْبَةٌ جبکہ زمینداران کربلا قصد اقامت بادشاہ
ہر دوسرا پر مطلع ہوئے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ فدا ہوں ہم آپ پر ہم سب اور یہ زمین مملوک ہیں حضرت
کا آپ خود مالک و مختار ہیں ہمارے واسطے لیکن جو امر کہ حضرت کے لیئے ہمارے زعم ناقص میں مناسب ہوا اُسے
عرض کرنا حضور میں ضرور ہے وہ یہ ہے کہ ہم اپنے آبا و اجداد سے سنتے آئے ہیں کہ جناب حضرت آدمؑ و نوحؑ و

و حضرت ابراہیمؑ اور جو کوئی انبیا و اوصیائے سلف سے اس زمین پر وارد ہوا ہے وہ ضرور بلائے عظیم و مصیبت
جسیم میں مبتلا ہوا ہے فَاِیَّاکَ اَنْ تَسْکُنَ فِیْھَا فَقَالَ الْحُسَیْنُ کَیْفَ ھُوَ فَاِنَّہٗ قَدْ جَرٰی بِہِ الْقَلَمُ
الْقَضَاءُ مِنْ یَوْمِ خُلِقَتِ السَّمٰوٰتُ وَالثَّرٰی پس اے فرزند رسول مختار ہم اُمیدوار اسکے ہیں کہ حضرت
مع اعوان و انصار طرف اور کسی دیار کے کوچ فرمائیں خدانخواستہ ایسا نہ ہو کہ دشمن آپ کے کسی بلا میں گرفتار
ہو جائیں یہاں تشریف رکھنا حضرت کا ہرگز مناسب نہیں ہے اور ہم غلاموں کو نہایت ناگوار ہے جبکہ حضرتؑ
نے یہ کلام اہل نینوی و غاضریہ سے سنا فرمایا کہ تمنے بمقتضائے محبت و دینداری جو امر کہ مناسب تھا وہ کہا۔
لیکن میں حکم پروردگار سے ناچار ہوں اسلیئے کہ جس روز سے حق سبحانہ تعالٰے نے زمین و آسمان کو مسکن انس و جان
گردانا ہے اُسی روز سے اس صحرائے پربلا کو مسکن ہمارا قرار دیا ہے پس مجھے کچھ چارہ نہیں ہے سوا اسکے کہ میں اسی
جنگل میں مقیم ہوں اور اس زمین کو آباد کروں فَاشْتَرٰی مِنْھُمُ النَّوَاحِیَ الَّتِیْ فِیْھَا الْبَرَکَۃُ وَالشِّفَا
اِلٰی اَرْبَعَۃِ اَمْیَالٍ بِسِتِّیْنَ اَلْفَ دِرْھَمٍ فِیْھَا مِنْ سَبِیْلِ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ وَقُبُوْرِ اَصْحَابِہٖ اِلٰی اٰنٍ غرض کہ بعد
طول کلام امام حسینؑ نے برضا و رغبت زمینداران نیک انجام کے چار میل تک وہ زمین کہ مملو ہے برکت و شفا سے
ساٹھ ہزار درہم کو خرید کی اور قبر مقدس آنحضرتؑ کی و قبور شہداؑ کی ابتک اُسی جگہ موجود ہیں ثُمَّ تَصَدَّقَ
بِھَا عَلَیْھِمْ بِشَرْطَیْنِ اَحَدُھُمَا اَنْ لَا یَزْرَعُوْا عَلَیْھَا قَطُّ وَثَانِیْھِمَا اَنْ یُرْشِدُوْا اِلٰی قَبْرِہٖ مَنْ
یَجِیْءُ مِنْ شِیْعَتِہٖ لِزِیَارَۃٍ وَیُضِیْفُوْہُ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ اور بعد عطا فرمانے قیمت اس زمین کے اُس زمین بیع کو بطور
تصدق اُنہیں زمینداروں کو عطا فرمایا اور اُس زمین کو انہیں ھبہ کیا مگر اُسے مشروط کیا ساتھ دو شرطوں کے
فرمایا ان سب سے کہ اول شرط یہ ہے کہ جس جگہ پر اس زمین میں میری قبر یا میرے اصحاب کی قبریں بنائی جائیں
تو تم کبھی اُس جگہ پر زراعت نہ کرنا ایسا نہ ہو کہ نشان قبروں کے مٹ جائیں اور دوسری شرط اُن دو شرطوں
سے یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ہمارے شیعوں سے ہماری قبور کی زیارت کو آئے تو تم پر واجب ہے کہ اُس زائر کو نشان
ہماری قبروں کا بتا دینا اور میرے زائر مسافر کو تین شبانہ روز مہمان اپنا کرنا تاکہ میرے زوار کو زحمت و کلفت
سفر سے آرام و راحت ملے اور اُسے کسی طرح کی تکلیف نہ ہو فَرَضُوْا بِھَا وَرَجَعُوْا اِلٰی مَنَازِلِھِمْ وَکَانَ
ذٰلِکَ فِیْ یَوْمِ الثَّانِیْ مِنَ الْمُحَرَّمِ [illegible] وہ سب اہل قریٰ مطابق ارشاد امام ہر دو سرا اقرار وفائے شرائط

شرائط مذکورہ کرکے اپنے گھروں کو رخصت ہوگئے راوی کہتا ہے کہ یہ سب امور بیع وشری دوسری تاریخ ماہ محرم
کی اہل نینوی سے طے ہوئے بِاَبِیْ وَاُمِّیْ هٰذَا الْاِمَامُ مَا بَقِیَ بَعْدَ ذٰلِكَ حَيًّا فِيْهَا اِلَّا سَبْعَةَ اَيَّامٍ
پس فدا ہوں ہم اور ماں وباپ ہمارے اُس امام مظلوم پر کہ جو بعد خریدنے صحرائے پربلا زمین کرب وبلا کے نہیں
سات روز زندہ رہے وہ بھی اس مصیبت میں کہ ہر طرف سے فوج اشرار لشکر کفار اُس امامؑ ابرار کو محاصرہ کیے تھا
اور کئی روز پانی وراہ چارہ کی بند رہی حَتّٰی قَضٰی نَحْبَهٗ عَطْشَانًا وَذُبِحَ ظَمْاٰنًا وَنَادٰى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ
اَلَا قُتِلَ الْحُسَيْنُ بِكَرْبَلَاءَ وَسَمِعَ نِدَائَهٗ اَهْلُ نِيْنَوٰى رَمَوْا عَمَائِمَهُمْ وَلَطَمُوْا خُدُوْدَهُمْ
وَشَقُّوْا جُيُوْبَهُمْ پس جبکہ دسویں تاریخ ماہ محرم کی آئی اور بعد شہادت اقربا وانصار کے وہ امامؑ دلگیر و
زارش گوسفند قربانی شدت تشنگی میں شہید ہوئے اور منادی نے آسمان سے آواز دی کہ آگاہ ہو اے اہل آسمان
وزمین کہ فرزند سید المرسلین تشنہ لب اسوقت زمین کربلا پر شہید ہوا اور وہ بیکس تیغ بیدریغ سے ذبح کیا گیا
سنتے ہی اس آواز ہلاکت طراز کے اُن زمینداروں نے عمامے اپنے سروں سے زمین پر پھینکدیے اور گریبان اپنے چاک
کیے اور مونہہ اپنے پیٹنے لگے وَيَبْكُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَسْنَا نَظُنُّ اَنَّكَ اشْتَرَيْتَ
اَرْضَنَا هٰذِهٖ لِمَصْرَعِكَ وَمَشْهَدِكَ يَا لَيْتَنَا كُنَّا قُتِلْنَا بَيْنَ يَدَيْكَ پس وہ سعادتمند ماتم جناب سید الشہداؑ میں
پیٹتے تھے اور بیتاب ہوکر روتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ اے فرزند رسولخداؐ اے دلبند علی مرتضےٰؑ ہمیں یہ نہ معلوم تھا
کہ حضور اس زمین کو باین شرائط واہتمام اسلیئے خرید کرتے ہیں کہ اس جگہ غربت وبیکسی میں شہید ہوں اور کل سات
ہی روز زندہ رہیں گے کاش ہم عوض آپکے جان اپنی حضرت پر سے فدا ونثار کرتے اور سعادت شہادت سے فائز ہوتے
اور یہ آواز آپکی شہادت کی نہ سنتے فَلَمَّا ارْتَحَلَ عَسْكَرُ بْنُ سَعْدٍ اِلَى الْكُوْفَةِ عَمَدَ اَهْلُ الْقُرٰى مِنْ بَنِيْ اَسَدٍ
مَعَ نِسْوَانِهِمُ الْبَاكِيَاتِ النَّائِحَاتِ وَاَقْبَلُوْا اِلَى الْمَقْتَلِ فَصَلُّوْا عَلٰى اِمَامِ الْعَطْشَانِ وَدَفَنُوْهُ بِلَا
غُسْلٍ بَعْدَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ حَيْثُ قَبْرُهُ الْاٰنَ ، جبکہ دوسرے روز اُسکے یعنی گیارہویں تاریخ ماہ محرم
کو لشکر عمر سعدؑ بدنہاد بعد فراغت دفن وکفن کشتہ ہائے نجس اپنے کے طرف کوفہ کے کوچ کر گیا اُسوقت مردان بنی اسد
گریاں ونالان وپیچھے اُن کی عورات اسدیہ باحال تباہ وموئے پریشان پیٹتے روتے لاش اقدس شاہ شہیدان پر
پہونچے پس اعضائے پارہ پارہ امام حسینؑ علیہ السلام سردار کونین کو جمع کرکے اُس لاش بے سر پر نماز پڑھی اور قبر

اور قبر مطہر میں کہ وہ سابق سے تیار تھی اور اُس پر ایک لوح رکھی تھی کہ اُس پر یہ لکھا ہوا تھا هٰذَا قَبْرُ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ یعنی یہ قبر حسینؑ فرزند علیؑ بن ابی طالبؑ فاتح بدر و حنین کی ہے اُس میں دفن کر دیا اور اب تک نشان قبر مطہر کا اُسی جگہ موجود ہے وَحَفَرُوا لِجَمِيعِ الشُّهَدَاءِ مِنَ الْأَنْصَارِ وَأَقْرِبَائِهِ حُفْرَةً عَمِيقَةً فَدَفَنُوهُمْ فِيهَا أَجْمَعِينَ وَسَوَّوْا عَلَيْهِمُ التُّرَابَ اور بعد اُس کے اُن سعادت مندوں نے ایک گڑھا عمیق کھود کر لاشہائے اعوان و انصار آنحضرت کے اُسی گڑھے میں ایک جگہ دفن کر دیا اور مٹی ڈال کر برابر زمین کے کر دیا وَدَفَنُوا ابْنَهُ عَلِيًّا عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَدَفَنُوا أَخَاهُ عَبَّاسَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فِي مَوْضِعٍ قُتِلَ عَلَى طَرِيقِ الْغَاضِرِيَّةِ اور بعد اُس کے لاش اقدس و اطہر جناب علی اکبرؑ شبیہ پیغمبر کو پائیں پا اُن کے پدر بزرگوار امام حسینؑ علیہ السلام کے دفن کیا اور لاش اقدس جناب عباسؑ بن علی علیہما السلام کو راہ غاضریہ پر کہ اُسی جگہ وہ علمدار لشکر فرزند حیدرؑ و صفدر شہید ہوئے تھے دفن کیا انشاء اللہ ذکر اس کا بار دگر اپنے محل پر مجلس آئندہ میں کیا جائے گا أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۝

مجلس تیرہویں مشتمل ہے پہنچنے پر عمر سعد کے مع اپنی لشکر کے کربلا میں

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ بَكَى عَلَى الْحُسَيْنِ أَوْ أَبْكَى أَوْ تَبَاكَى وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فرمایا جناب صادقؑ نے کہ جو مومن روئے مصیبت پر امام حسینؑ کی یا کسی کو رولائے یا اپنے تئیں بتکلف رولائے بہشت اُن سب پر واجب ہے كُلُّ عَيْنٍ بَاكِيَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا عَيْنٌ بَكَتْ عَلَى الْحُسَيْنِ فَإِنَّهَا ضَاحِكَةٌ مُسْتَبْشِرَةٌ بِنَعِيمِ الْجَنَّةِ فرمایا جناب صادقؑ نے کہ روز قیامت وہ روز ہولناک ہوگا کہ ہول سے اُس روز کے تمام اہل محشر خائف و ترسان و مضطر و گریاں ہونگے لیکن جو شخص کہ دار دنیا میں رویا ہوگا مصائب پر جناب امام حسینؑ کے وہ شخص مسرور و شاداں و فرحان با دیدہ خندان محشور ہوگا اور خوشخبری دیا جائیگا ساتھ نعمتوں بہشت کے فِي مَقْتَلِ أَبِي مِخْنَفٍ أَنَّهُ لَمَّا بَلَغَ ابْنَ زِيَادٍ لَعَنَهُ إِلَى يَوْمِ التَّنَادِ إِقْبَالُ الْحُسَيْنِ إِلَى الْكُوفَةِ نَادَى يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ مِنْكُمْ يَأْتِينِي بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ وَلَهُ الْجَائِزَةُ الْعُظْمَى ،

منتخب ابو مخنف میں منقول ہے کہ جب ابن زیاد بد نہاد کو توجہ فرمانا امام حسینؑ کا طرف کوفہ کے معلوم ہوا اُس شقی ازلی نے سرداران لشکر شقاوت اثر کو جمع کرکے اُن سے کہا کہ اے گروہ عرب تم سب کو لازم ہے کہ بکمنت جاہ دنیوی کو حاصل کرو اور تدبیر تحصیل مال و مملکت میں مصروف رہو پس کون تم سب میں ایسا جری و بہادر ہے کہ جو حسینؑ فرزند رسول ثقلین کا سر کاٹ کر میرے پاس لے آئے اور بعوض اس کار دشوار کے سرکار یزید بدکردار سے مستحق انعام عظیم ہو فلم یجبہ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ فَنَادٰی ثَانِیَۃً مَنْ یَاتِیْنِیْ بِرَاسِ الْحُسَیْنِ فَلَہٗ مَا یَتَمَنّٰی مِنْ مُلْکِ الرَّیِّ عِشْرِیْنَ سَنَۃً پس کلام اُس بد انجام کا سنکر سب افسران فوج ساکت و صامت رہ گئے اور کسی نے کچھ جواب اُس بے حیا کو نہ دیا پس اُس ملعون نے پھر طرف مجمع اشقیا کے خطاب کرکے آواز دی کہ کون تم میں خواہان حکومت و آرزو مند ریاست ہی کہ سر حسینؑ کا تن سے جدا کرے اور عوض اُسکے بیس برس تک مملکت رے پر قابض رہے فقام اِلَیْہِ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ لَعَنَہُ اللّٰہُ وَقَالَ لَہٗ اَنَا لِھٰذَا الْاَمْرِ یَا اَمِیْرُ فَقَالَ لَہٗ اَنْتَ اَنْتَ لَا غَیْرُکَ وَلَیْسَ لِھٰذَا اَحَدٌ سِوَاکَ پس جبکہ عمر سعد بد نہاد نے نام حکومت مملکت رے کا سنا بیتاب ہو کر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ یا امیر میں یہ امر دشوار کو بحکم سرکار بجا لاؤنگا اور بوجہ احسن اس امر عظیم کو سر انجام دونگا پس ابن زیاد ملعون مسرور ہوا اور اُس سے کہا کہ اے ابن سعد تو ہی اس کام کے لائق ہے اور سوا تیرے کسی سے تعمیل اس حکم کی ممکن نہیں ہے فقال اَمْضِ سَرِیْعًا وَخُذْ بِکَظْمِہٖ وَلَا تُمْہِلْہُ سَاعَۃً وَّاحِدَۃً وَامْنَعْہُ الْمَاءَ وَانْزِلْہُ بِالْعَرَاءِ عَلٰی غَیْرِ الْمَاءِ وَاْتِنِیْ بِرَاسِہٖ وَاَمَّرَہٗ عَلٰی سِتَّۃِ اٰلَافِ فَارِسٍ پس اے ابن سعد تجھے لازم ہے کہ ابھی جلد روانہ بسمت کربلا ہو اور جس جگہ کہ وہ حضرت تجھے ملجائیں اُسی جگہ گرفتار کر لینا اور ایک ساعت کی مہلت نہ دینا اور اُن پر اور اُنکے اصحاب و رفقا پر پانی بند کرنا اور ایسی جگہ کہ وہ جگہ بے آب و گیاہ ہو وہاں نہیں اُتروانا اور جسطرح کہ تجھسے ممکن ہو اُنہیں قتل کرکے سر اُنکا میرے پاس لے آنا کہ یہ سب امور باعث رضامندی و خوشنودی میرے و یزید امیر شام کے ہیں اور اُسی وقت اُس ملعون نے اُس شقی کو چھ ہزار سوار پر حاکم کیا فقال لَہٗ ابْنُ سَعْدٍ اَمْھِلْنِیْ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃَ قَالَ اَمْھَلْتُکَ فَانْصَرَفَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ اِلٰی مَنْزِلِہٖ پس یہ سب احکام اُس ولد الحرام یعنی ابن زیاد سے سنکر عمر سعد بد نہاد نے کہا کہ اے امیر امیدوار ہوں اسکا کہ مجھے مہلت آج کی شب کی ملے اور صبح کو بلا تامل مع چھ ہزار سوار روانہ بسمت کربلا ہونگا اور جو کچھ حکم

سرکار ہے اُسے اُسی طرح بجالاؤنگا پس اُس ملعون نے اُسے مہلت ایک شب وی چنانچہ عمر سعد شقی رخصت ہو کر اپنے گھر
میں آیا فَاَقْبَلَ اِلیٰ رَجُلٍ کَانَ عِنْدَہٗ یُقَالُ لَہٗ کَامِلٌ وَھُوَ مِنْ شِیْعَۃِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَکَانَ
کَاسْمِہٖ ذَا عَقْلٍ وَفِقْہٍ وَدِیْنٍ وَاسْتَشَارَ مِنْہُ پس عمر سعد اپنے گھر پہونچکر ایک شخص سے کہ نام اُنکا کامل تھا اور
اور شیعیان جناب امیر علیہ السّلام سے مشہور تھے اور مانند نام اپنے کے کامل العقل و صاحب فہم و دیندار تھے تمام قصہ اپنا
نقل کیا اور اس امر میں مشورہ اُس سے طلب کیا فَقَالَ لَہٗ وَیْلَکَ یَا ابْنَ سَعْدٍ اَتُخْرُجُ بِنَفْسِکَ اِلیٰ حَرْبِ
الْحُسَیْنِؑ وَاَبُوْکَ سَادِسُ الْاِسْلَامِ فَمَا اَقْسیٰ قَلْبَکَ وَاَعْظَمَ ذَنْبَکَ پس کامل نے کہا کہ
اے عمر سعد وائے تجھپر کیا قیامت ہے کہ تو آمادہ و مستعد ہوا ہے قتل پر حسینؑ فرزند رسول الثقلینؐ کے حالانکہ باپ تیرا سعد
سادس الاسلام مشہور ہے یعنی جو لوگ کہ اوّل ایمان بوحدانیت خدا و برسالت رسول مقبولؐ لائے چھٹا اُنیں کا باپ
تیرا سعد ہے پس اے عمر سعد بڑا قسی القلب و بیرحم ہے تو کہ ایسے گناہ عظیم پر مستعد و آمادہ ہوا ہے اَتَعْلَمُ اِلیٰ مَنْ
تَخْرُجُ وَمَنْ تُقَاتِلُ وَاللّٰہِ لَوْ اُعْطِیْتُ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا عَلیٰ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ مَا فَعَلْتُ
ذٰلِکَ وَکَیْفَ ابْنُ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اے ملعون کیا نہیں جانتا ہے تو کہ وہ کون شخص ہیں کہ جنکے قتل کے لیے تو
جاتا ہے اور کس سے جنگ و پیکار کے لیے تو آمادہ ہے قسم بخدائے عزّ و جلّ اگر مجھے یقین اسکا ہو کہ تمام دنیا و مافیہا بسبب قتل
کرنے ایک مسلمان کے مجھے ملے گی تو بھی مجھ سے یہ نہو کہ میں اُس مسلم بیگناہ کو قتل کروں ہر چند کہ مجھے دنیا و مال دنیا نہ ملے
نہ یہ کہ معاذ اللہ واسطے طمع قلیل زخارف دنیوی کے نواسے کو رسولِ خداؐ کے قتل کروں وَمَا عَسَاکَ اَنْ تَقُوْلَ اِذَا
اَوْرَدْتَ الْمَحْشَرَ وَوَقَفْتَ بَیْنَ یَدَیْ سَیِّدِ الْبَشَرِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَقَدْ قَتَلْتَ قُرَّۃَ عَیْنِہٖ وَ
ثَمَرَۃَ فُؤَادِہٖ وَھَتَکْتَ حَرِیْمَہٗ اور اے ابن سعد کیا جواب دیگا تو بروز حشر جناب سید البشرؐ کو جبکہ تو کشاں کشاں سامنے
اُن حضرت کے کھڑا کیا جائے اور سوال کیا جائے تجھسے کہ اے ملعون کیوں ناحق قتل کیا تو نے پارہ جگر و نور نظر رسول خداؐ
کو اور کیا غضب کیا تو نے کہ تو درپے ہتک حرمت حرم محترم اُس جناب کے ہوا فَسَکَتَ وَلَمْ یَلْتَفِتْ اِلیٰ قَوْلِہٖ
فَلَمَّا اَصْبَحَ اَتَاہُ اَوْلَادُ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَقَالُوْا لَہٗ یَا ابْنَ سَعْدٍ عَزَمْتَ عَلیٰ
حَرْبِ الْحُسَیْنِؑ پس یہ وعظ و نصایح اُس مرد دیندار سے سنکر وہ بے حیا ساکت ہو گیا اور مطلق التفات طرف کلام
ہدایت التیام اُس نیک انجام کے نہ کی جبکہ صبح ہوئی سب اولاد مہاجرین و انصار اُس ملعون بدکردار پاس جمع ہوئے

اور کہا اُس سے کہ اے عمر سعد آیا قصد تیرا مصمم ہے کہ تو امام کونین فرزند رسول ثقلین جناب امام حسینؑ [illegible]
اور جگر گوشۂ فاطمہ زہرا و نور نظر علی مرتضےٰ صلوات اللہ علیہما کو قتل کرے فقال لهم لا افعل و بقي متفكرا في
حرب الحسين و ولاية الري فاختار ملك الري و تمم بقتل الحسين و ترخص من ابن زياد
و رحل مع عسكره الى كربلا پس اُس ملعون کاذب غدار نے اُن سب سے کہا کہ ہرگز میں مرتکب
ایسے امر عظیم و دشوار کا نہ ہونگا یہ کہکر اُنکو رخصت کیا اور آپ دیر تک اس امر میں متفکر و متردد رہا کہ آیا میں قتل حسینؑ
بن علیؑ کو اختیار کروں یا حکومت ملک رے حاصل کروں پس بعد تامل و فکر کثیر کے اُس نامرد شریر نے ترجیح دی حکومت
مملکت رے کو اور مستعد ہوا قتل امام حسینؑ پر اور ابن زیاد ملعون سے رخصت لیکر مع لشکر شقاوت اثر راہی بسمت
کربلا ہوا اور یہ اول لشکر ظلم تھا کہ جو واسطے قتل امام حسینؑ کے کربلا میں پہنچا ثم ان ابن زياد لعنه الله
عقد راية لمحمد بن الاشعث لعنه الله و ضم اليها اربعة الاف فارس و جهزه الى ابن سعد
لعنه الله اور بعد روانہ کرنے عمر سعد کے ابن زیاد ملعون نے دوسرا علم شقاوت شیم برپا کیا اور چار ہزار سوار ملاعین
نیچے اس علم کے جمع کیے اور حاکم اُن سب کا محمد ابن اشعث شقی کو کرکے عمر سعد ملعون پاس روانہ کیا ثم عقد راية
ثالثة لشبث بن ربعي لعنه الله و ضم اليه اربعة الاف فارس و اتى الحصين بن تميم
التميمي من القادسية باربعة الاف فارس بعد اُسکے ابن زیاد بدنہاد نے علم
ثالث بنام شبث بن ربعی کے قرار دیکر چار ہزار سوار ہمراہ اُسکے کرکے روانہ کربلا کیا اور حصین بن تمیم شیطان رجیم مع چار
ہزار سوار کفار کے قادسیہ سے کربلا میں داخل ہوا و عقد ابن زياد لعنه الله راية اخرى لسنان
بن انس النخعي و ضم اليه اربعة الاف فارس بعد اُسکے ابن زیاد ملعون نے ایک اور علم بنام سنان
بن انس بد انجام کے قرار دیا اور اُسکے ہمراہ بھی چار ہزار سوار کرکے روانہ کربلا کیا قال الراوي و لم تزل العساكر
تتواتر حتى تكملت سبعين الف فارس و هو اليوم السابع من المحرم
راوی کہتا ہے کہ لشکر شقاوت اثر کوفہ سے بکثرت چلا آتا تھا کہ ساتویں تاریخ ماہ محرم تک ستر ہزار سوار ستم شعار
واسطے قتل فرزند حیدر کرار کے کربلا میں جمع ہوئے و ان ابن زياد اللعين يرسل الفارس و الاربعة
و العشرة حتى ملؤا تلك الميادين من العسكر و صار لكن لهم كسواد الليل من الرجال و الخيل

بعد اُسکے ابن زیاد ملعون نے سلسلہ بندی رسالوں کی موقوف بسبب کمال توجہ و اہتمام طرف قتل امام حسینؑ کے منفرق ہر پیادہ و سوار کو خواہ دو ہوں یا چار واسطے کمک ابن سعد بد کردار کے روانہ کرنا شروع کیا یہانتک کہ کثرت لشکر کفار سے تمام صحرائے کربلا اسقدر مملو ہو گیا کہ جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی فوج کوفہ و شام سے سیاہی مانند سیاہی شب تاریک نظر آتی تھی فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ اَقْبَلَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ اِلٰى كَثِيْرِ بْنِ شِهَابٍ وَقَالَ لَهٗ اَسْئَلِ الْحُسَيْنَ مَا الَّذِىْ جَاءَ بِكَ اِلَيْنَا وَمَا تُرِيْدُ پس جبکہ صبح ہوئی عمر سعد ملعون نے کثیر بن شہاب سے کہا کہ تو امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہو اور پوچھ اُن سے کہ آپ اسطرف کس قصد سے تشریف فرما ہوئے اور سبب آپکا ہماری طرف آنے کا کیا ہے فَلَمَّا اَقْبَلَ كَثِيْرُ الشَّرِيْرُ اِلَى ابْنِ بَشِيْرِ النَّذِيْرِ وَرَاٰهُ اَبُوْ ثُمَامَةَ الصَّيْدَاوِىْ قَالَ لِلْحُسَيْنِ يَا سَيِّدِىْ فَقَدْ اَتَاكَ اَشَرُّ عِبَادِ اللّٰهِ پس کثیر موافق حکم ابن سعد ملعون طرف لشکر امام حسینؑ کے روانہ ہوا جبکہ قریب خیمہ اقدس آنحضرت کے وہ ملعون آپہونچا اور ابو ثمامہ صیداوی نے اُسے آتے دیکھا اُسی وقت آگے بڑھ کر جناب امام حسینؑ سے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ کثیر بن شہاب ملعون طرف سے ابن سعد کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا چاہتا ہے پس حضرت باخبر رہیں کہ یہ ملعون بدترین بندگان خدا ہے۔ فَلَمَّا اَقْبَلَ يُرِيْدُ الدُّخُوْلَ عَلَى الْحُسَيْنِ قَالَ لَهٗ اَبُوْ ثُمَامَةَ ضَعْ سَيْفَكَ ثُمَّ ادْخُلْ عَلَى الْحُسَيْنِ فَقَالَ لَا وَاِنَّمَا اَنَا رَسُوْلٌ فَاِنْ شِئْتُمْ تَكَلَّمْتُ وَاِلَّا انْصَرَفْتُ پس جبکہ وہ ملعون قریب خیمہ اقدس کے آیا اور چاہا کہ اندر خیمہ اطہر کے داخل ہو ابو ثمامہ رحمۃ اللہ نے اُس شقی کو روکا اور فرمایا کہ اگر قصد تیرا حاضر ہونے خدمت بابرکت امام حسینؑ کا ہے تو تلوار اپنی ہمیں دے اور بعد اُسکے حاضر ہو ابن کثیر نے کہا کہ یہ مجھ سے نہ ہوگا کہ میں تلوار اپنی تمہارے حوالہ کروں اور میں پیام بر ہوں اگر مجھے اسی طرح جانے دو تو جو پیام کہ عمر سعد نے بھیجا ہے اُسے حضرت کی خدمت میں عرض کروں اور اگر میرا حاضر ہونا سلح ناگوار ہو تو میں اپنے لشکر کو پھر جاؤں فَدَخَلَ كَثِيْرٌ عَلَى الْحُسَيْنِ وَاَبُوْ ثُمَامَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اٰخِذٌ بِقَائِمَةِ سَيْفِهٖ فَقَالَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِيْمَا جِئْتَ قِبَلَهٗ وَمَا تُرِيْدُ پس بعد قیل و قال کے اُسے سامنے امام حسینؑ کے لے گئے مگر ابو ثمامہؓ قبضہ اسکی تلوار کا پکڑے رہے اُسنے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ عمر بن سعد نے مجھے آپکی خدمت میں اسلئے بھیجا ہے کہ آپ اس طرف کس لئے تشریف لائے ہیں اور اس سمت آنے سے حضرت کو کیا مقصود ہے فَقَالَ الْحُسَيْنُ اَتَيْتَنِىْ

كَتَبْتُمْ بِاَنَّكُمْ مُسْتَقِيمُونَ عَلَى نُصْرَتِي فَاَتَيْتُ اِلَيْكُمْ فَقَالَ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ كَتَبَ
اِلَيْكَ وَالَّذِيْنَ كَتَبَ اِلَيْكَ هُمْ جُلَسَائُهُ فَمَضَى اِلَى ابْنِ سَعْدٍ وَ اَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ الْحُسَيْنُ
حضرت نے فرمایا کہ اے ابن کثیر سبب میرے آنے کا اسطرف یہ ہے کہ تم سب اہل کوفہ نے میرے پاس خطوط اپنے ارسال
روانہ کیے کہ تم ہماری طرف آؤ اور ہم آمادہ و مستعد ہیں تمہاری نصرت و یاری پر پس حسب الطلب تمہارے میں
اس طرف آیا ہوں کثیر بن شہاب نے کہا کہ یا ابن رسول اللہؐ لعنت خدا اُن ملعونوں پر کہ جن لوگوں نے نامہ لکھکر
آپ کو اسطرف بدغا و مکر بلایا ہے اور وہ ملعون کہ جنہوں نے آپ کو طلب کیا ہے وہی سب اشقیا بالفعل رفیق و جلیس
عمر سعد کے ہیں پس یہ کہکر کثیر ابن سعد کے پاس لوٹ گیا اور جو کچھ کہ جواب امام حسینؑ سے سنا تھا اُس ملعون سے
بیان کیا فَكَتَبَ ابْنُ سَعْدٍ اِلَى ابْنِ زِيَادٍ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ حَيْثُ نَزَلْتُ بِالْحُسَيْنِ سَاَلْتُهُ
بِمَا جَاءَ بِهِ اِلَيْنَا فَقَالَ لِيْ اَتَيْتُنِيْ كُتُبُكُمْ بِاَنَّ لَكَ مَا لَنَا وَعَلَيْنَا مَا عَلَيْكَ جبکہ عمر سعد سبب تشریف
آوری حضرتؑ پر مطلع ہوا اُسی وقت ایک نامہ اپنا ابن زیادؔ پاس اس مضمون کا روانہ کیا کہ اے امیر بد نہاد جبکہ
میں وارد زمین کربلا ہوا اُسی وقت میں نے امام حسینؑ سے سبب اسطرف تشریف لانے کا استفسار کیا آنحضرت
نے جواب میں اسکے فرمایا کہ خطوط اہل کوفہ کے متصل مشتمل میری طلب پر پہونچے اور بکمال اصرار مجھے لکھا کہ جو دشمن
آپکا ہے وہ دشمن ہے ہمارا اور جو کہ دوست ہے آپکا وہ دوست ہے ہمارا اور ہم سب آمادہ و مستعد ہیں آپ کی
نصرت و یاری پر فَاِنْ كُنْتُمْ كَارِهِيْنَ قُدُوْمِيْ اَنْصَرِفُ عَنْكُمْ السَّلَامُ قَالَ حَسَّانُ بْنُ
قَائِدٍ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زِيَادٍ حِيْنَ اَتَاهُ الْكِتَابُ فَلَمَّا قَرَاَهُ قَالَ ؎ اَلْاٰنَ اِذَا عَلِقَتْ مَخَالِبُنَا
بِهٖ يَرْجُو النَّجَاةَ وَلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ پس اگر آنا میرا تم سب کو ناگوار ہے تو مجھے اجازت دو کہ میں یہاں سے
پھر جاؤں حسان بن قائد کہتا ہے کہ جسوقت نامہ عمر سعد کا ابن زیادؔ پاس پہونچا میں اُسوقت وہاں موجود تھا
کہ ابن زیاد نے اس مکتوب کو میرے سامنے پڑھا اور یہ شعر زبان نحس پر اُس بے ایمان کے جاری ہوا کہ معنی اُسکے
یہ ہیں یعنی اب حسینؑ فرزند رسول الثقلینؐ جنگل میں ہمارے آگئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کسی طرح قبضہ کفار سے
رہائی پائیں حالانکہ اب کسی طرح ممکن نہیں کہ ہم آنحضرت کو نجات دیں اور وہ ہمارے ہاتھ سے سلامت پھر جائیں
فَكَتَبَ اِلَى ابْنِ سَعْدٍ فَقَدْ بَلَغَنِيْ كِتَابُكَ وَ فَهِمْتُ مَا فِيْهِ فَقُلْ لِلْحُسَيْنِ اَنْ يُبَايِعَ وَ

وَاَصْحَابُهٗ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ اَوْ يَخْتَارَ الْحَرْبَ پس اُس ملعون نے جواب میں ابن سعد
کے لکھا کہ خط تیرا میرے پاس پہونچا اور میں مضمون نامہ پر مطلع ہوا اب تجھے لازم ہے کہ پہونچتے ہی میرے خط کے حسینؑ
بن علیؑ سے عرض کر کہ بہتر آپ کے لئے یہ ہے کہ بیعت یزید بن معاویہ اختیار کیجئے اور اگر یہ امر آپ کو ناگوار ہو تو ہم سے جنگ
و پیکار اختیار کیجئے اور سوا ان دو امروں کے کئے کچھ چارہ نہیں ہے فَلَمَّا وَرَدَ ذٰلِكَ الْكِتَابُ عَلَى ابْنِ سَعْدٍ
لَمْ يَلْتَمِسْ مِنَ الْحُسَيْنِ اَنْ يُبَايِعَ لِاَنَّهٗ عَلِمَ اَنَّ ذٰلِكَ الْاِمَامَ لَا يَكُوْنُ مَحْكُوْمًا لِوَلَدِ الْحَرَامِ
پس جبکہ نامہ ابن زیاد کا ابن سعد کے پاس پہونچا اور وہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوا حضرت سے طالب بیعت ہوا اسلئے کہ
اُسے یقین تھا کہ امام حسینؑ محکوم فرزند زناکار کے ہونگے اور ہرگز بیعت یزید فاسق وفاجر قبول نہ کریں گے ثُمَّ
اِبْنَ زِيَادٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ نَادٰى فِيْ شَوَارِعِ الْكُوْفَةِ اَنَّ كُلَّ مَنْ لَّمْ يَخْرُجْ اِلٰى حَرْبِ الْحُسَيْنِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ فَدَمُهٗ حَلَالٌ فَاجْتَمَعَتِ الْعَسَاكِرُ فِيْ سِتَّةِ مِائَةِ اَلْفٍ وَعِشْرِيْنَ اَلْفَ فَارِسٍ
وَرَاجِلٍ راوی کہتا ہے کہ ابن زیاد ملعون نے بعد روانہ کرنے لاکھ پیادے و سوار کے حکم دیا کہ ہر گلی و کوچہ میں کوفہ
کے مناوی ندا کرے کہ جو شخص مرد و زن سے رعایا کے اپنے گھر میں آج رہ جائیگا اور کربلا کو بقصد قتل حسینؑ بن علیؑ کو نجائیگا وہ شخص
قتل ہوگا اور خون اُسکا حلال ہے پس جبکہ بموجب حکم اس ولد الزنا کے مناوی نے شہر میں ندا کی اور سب کو حکم ابن زیاد
ملعون سے آگاہ کیا تمام اہل شہر سنتے ہی اس حکم کے بسبب خوف جان کے اُسی وقت راہی کربلا ہوئے یہانتک کہ چھ لاکھ بیس
ہزار پیادہ و سوار رعایا و ملازم یزید بدکردار سے واسطے قتل جگر گوشہ رسول مختار کے کربلا میں جمع ہوئے فَلَمَّا نَظَرَ
الْحُسَيْنُ اِلٰى كَثْرَتِهِمْ قَالَ مِنْ اَيْنَ اَقْبَلُوْا هٰؤُلَاءِ وَاِلٰى اَيِّ شَيْءٍ قَالُوْا لَهٗ يَا ابْنَ رَسُوْلِ
اللّٰهِ كُلُّهُمْ يُرِيْدُوْنَ قَتْلَكَ پس جبکہ جناب امام حسینؑ نے اسقدر کثرت فوج اشقیا کی ملاحظہ فرمائی پوچھا
کہ اس کثرت سے یہ پیادہ و سوار مع سلاح جنگ و پیکار کس شہر و دیار سے آئے ہیں اور کس شخص سے لڑنے آئے ہیں
لوگوں نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ یہ سب لشکر یزید و ابن زیاد ہے کوفہ سے واسطے آپکے قتل کے جمع ہوئے ہیں اور
ان سبکو قصد حضرت سے لڑنے کا ہے فَوَثَبَ قَائِمًا وَقَالَ قُوْمُوْا بِنَا يَا كِرَامُ وَاحْفِرُوا الْخَنْدَقَ
وَاَضْرِمُوا النَّارَ فِيْهِ فَحَفَرُوْهُ وَاَضْرَمُوْا فِيْهِ النَّارَ پس یہ سنکر امام حسین علیہ السلام کھڑے ہوگئے
اور اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا کہ اے جاں نثارو اٹھ کھڑے ہو میرے ساتھ اور گرد خندق کھود کر آگ اس میں روشن کرو

پس سب اصحاب باوفا کمر باندھ کر کھڑے ہوگئے اور حسب الارشاد سب نے ایک خندق عمیق کھود کر اُس میں آگ جلادی فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ عَسْکَرِ ابْنِ سَعْدٍ وَوَقَفَ عَلیٰ شَفِیْرِ الْخَنْدَقِ وَهُوَ عَلیٰ فَرَسٍ لَهٗ وَهُوَ یَصْفِقُ بِکِلْتَا یَدَیْهِ مُسْتَهْزِءًا بِالْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَقَالَ بِاَعْلیٰ صَوْتِهٖ یَا حُسَیْنُ اسْتَعْجَلْتَ بِنَارِ الدُّنْیَا قَبْلَ نَارِ الْاٰخِرَةِ راوی کہتا ہے جبکہ اُس خندق عمیق میں آگ شعلہ ور ہوئی اُسوقت ایک سوار لشکر عمر سعد بد کردار سے باہر آیا وہ بالائے خندق کھڑا ہوا اور ہاتھ پر ہاتھ مار کر بآواز بلند پکارا کہ یا حسینؑ العیاذ باللہ آپ نے بہت تعجیل کی طرف آتش دنیا کے قبل آتش آخرت کے فَقَالَ الْحُسَیْنُ یَا عَدُوَّ اللّٰهِ اِنَّ مِثْلِیْ لَا تَاْکُلُهُ النَّارُ وَلِیْ رَبٌّ غَفَّارٌ وَجَدِّیْ مُحَمَّدٌ الْمُخْتَارُ فَقَالَ لِاَصْحَابِهٖ مَنْ هٰذَا قَالُوْا جُبَیْرَةُ الْکَلْبِیُّ پس امام حسینؑ نے اُسکے جواب میں فرمایا کہ اے دشمن خدا آتش دنیا و آخرت ہماری امثال کو مس نہیں کرسکتی ہے اور پروردگار غفار نے آگ ہم اہلبیتؑ پر حرام کی ہے اور جد امجد میرے جناب محمد مصطفےؐ رسول مختار ہیں بعد اُسکے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ یہ ملعون کون شخص ہے لوگوں نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہؐ اسے جبیرہ کلبی کہتے ہیں فَقَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَللّٰهُمَّ جُرَّهُ اِلَی النَّارِ فَمَا اسْتَتَمَّ کَلَامَهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ حَتّٰی وَثَبَ فَرَسُهٗ وَاَلْقَاهُ عَلیٰ اُمِّ رَاْسِهٖ فِی الْخَنْدَقِ وَعَجَّلَ اللّٰهُ بِرُوْحِهٖ اِلَی النَّارِ پس حضرتؑ نے جناب باری میں عرض کی کہ اے خداوند قہار اس بے حیا ناری کو پہنچا تو طرف نار کے راوی کہتا ہے کہ ہنوز دُعا اُن حضرتؑ کی تمام نہ ہوئی تھی کہ گھوڑا اُسکا بگڑا اور اُس ملعون کو سر کے بل خندق میں ڈال دیا اور ساتھ ہی اُسکے وہ ملعون داخل جہنم ہوا مومنین کیا قسی القلب و سیاہ دل تھے وہ ملعون کہ باوجود ایسے ایسے معجزات و کرامات و خرق عادات کے آتش عناد اُس فرقہ جلاد کی سرد نہ ہوئی بلکہ دم بدم وہ آگ ظلم و ستم کی زیادہ تر مشتعل ہوتی جاتی تھی یہاں تک کہ خانہ ایمان کو جلادیا اور آیات قرآن کو مٹا دیا ؎ بِاَبِی الْاِمَامِ الْمُسْتَضَامِ بِکَرْبَلَا ۝ یَدْعُوْ وَلَیْسَ لِمَا یَقُوْلُ مُجِیْبٌ ۝ بِاَبِی الْوَحِیْدُ وَمَا لَهٗ مِنْ رَاحِمٍ ۝ یَشْکُو الظَّمَاءَ وَالْمَاءُ مِنْهُ قَرِیْبٌ فدا ہوں ماں و باپ ہمارے اُس امامؑ ضعیف و مجبور پر کہ جو روز عاشور کربلا میں ایسا بیکس و ناچار تھا کہ کوئی ناصر و مددگار اُس امامؑ اخیار کا بجز اعدائے دین کے نظر نہ آتا تھا حالانکہ وہ بیکس ہر ایک شقی سے طالب نصرت و مدد تھا قربان ہوں ماں و باپ ہمارے اُس شہید راہ خدا پر کہ جسکے قتل پر لاکھوں اشقیا کمربستہ و مستعد تھے اور کوئی ملعون بیکسی پر اُس مظلوم کی رحم نہ کرتا تھا حالانکہ

وہ فرزند رسولخدا و جگر گوشہ فاطمہ زہرا صلوات اللہ وسلامہ علیہا وعلی ابیہا وبعلہا وبنیہا یکہ وتنہا ہر ایک بیرحم سے فریاد و استغاثہ کرتا تھا اور لب دریا شدت تشنگی سے جاں بلب تھا لیکن کسی نے ایک جرعہ پانی کا نہ دیا بلکہ اسی حالت بیکسی و بیکسی میں تشنہ لب مثل گوسفند قربانی ذبح کیا گیا اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ

مجلس چودہویں مشتمل ہے ملاقات پر عمر سعد کے شب کو درمیان دونو لشکروں کے

فِی الْخَبَرِ الْمُعْتَبَرِ عَنِ الْاِمَامِ الصَّادِقِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَاقِرِ صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِمَا اَنَّہٗ قَالَ مَنْ بَکٰی عَلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاِنَّہٗ اَحْسَنَ بِالنَّبِیِّ وَفَاطِمَۃَ عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ حدیث صحیح و معتبر میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا آنحضرت نے جو مومن روئے مصیبت پر امام حسینؑ کی اُس نے احسان و نیکی کی ساتھ جناب فاطمہ زہراؑ و جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کُلُّ عَیْنٍ بَاکِیَۃٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا عَیْنٌ بَکَتْ عَلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاِنَّہَا ضَاحِکَۃٌ مُسْتَبْشِرَۃٌ بِنَعِیْمِ الْجَنَّۃِ۔ فرمایا جناب صادقؑ نے کہ روز قیامت ہول قیامت سے تمام اہل محشر گریاں ہونگے مگر جو مومن کہ رویا ہوگا مصائب پر جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کے وہ مسرور با دیدہ خنداں محشور ہوگا اور خوشخبری دیا جائے گا ساتھ نعمات بہشت کے پس مومنین روؤ مصائب پر امام حسینؑ کے کہ جو معرکہ کربلا میں ہر طرف سے گھرا ہوا تھا اور ہاتھ سے کفار ستم شعار کے مجبور و ناچار تھا لَقَدْ رُوِیَ اَنَّہٗ لَمَّا رَاَی الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَثْرَۃَ الْعَسَاکِرِ عَاکِفَۃً عَلَیْہِ کُلٌّ مِّنْہُمْ یُرِیْدُوْنَ قَتْلَہٗ بَعَثَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِلَی ابْنِ سَعْدٍ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اَخْلُوَ بِکَ ہٰذِہِ اللَّیْلَۃَ بَیْنَ الْعَسْکَرَیْنِ مقتل ابو مخنف وغیرہ میں منقول ہے کہ جب شب دہم ماہ محرم آئی اور امام حسینؑ نے دیکھا کہ لاکھوں اشقیائے کوفہ و شام واسطے قتل مجھ بیکس کے آمادہ و مستعد ہیں اور ہر طرف سے محاصرہ کر رکھا ہے اُسوقت عمر سعد بد نہاد پاس کہ امیر لشکر تھا کسی کو واسطے اتمام حجت کے بھیجا کہ اُس ملعون سے کہے کہ میں چاہتا ہوں آج کی شب درمیان دونوں لشکروں کے تجھ سے تخلیہ میں ملاقات کروں اور وہ امور کہ جو تیرے لئے بہتر و اصلح ہوں واسطے دنیا و آخرت کے تجھ سے بیاں کروں فَخَرَجَ ابْنُ سَعْدٍ بِعِشْرِیْنَ فَارِسًا وَخَرَجَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ مِثْلَ ذٰلِکَ فَلَمَّا الْتَقَیَا

قَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا ابْنَ سَعْدٍ اَرَاكَ تُرِيْدُ قَتْلِيْ وَ اَنَا ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ
منقول ہے جبکہ پیام امام حسینؑ علیہ السلام کا عمر سعد بد انجام نے سنا اُسی شب کو مع دس اشخاص لشکر کفار سے باہر نکلا
اور اُسطرف سے شاہزادہ کونین سلطان خافقین جناب امام حسینؑ بھی ہمراہی دس بزرگوار دینداروں کے بعد ارتفاع
آفتاب نصف النہار اُسی جگہ تشریف فرما ہوئے اور درمیان دونوں لشکروں کے حضرتؑ میں اور عمر سعد میں
ملاقات ہوئی پس امام حسینؑ نے اُس ملعون سے فرمایا کہ اے ابن سعد میں دیکھتا ہوں کہ تو آمادہ و مستعد
ہے میرے قتل پر حالانکہ تو خوب جانتا ہے کہ جد عالی وقار میرے جناب رسول مختارؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں
اَمَا تَتَّقِيْ اللّٰهَ الَّذِيْ اِلَيْهِ مَعَادُكَ فَارْجِعْ اِلٰى مَعَسْكَرِيْ نَذَرْهُمْ وَ دَعْ عَنْكَ فَاِنَّهُ
لَكَ اَقْرَبُ اِلَى اللّٰهِ اے عمر بن سعد کیا تجھے خوف خدا نہیں ہے کہ تو مجھ بیگناہ کو ناحق قتل
کرتا ہے پس اب انسب و اصلح تیرے لیے یہ ہے کہ ہمراہی میری اختیار کر اور میرے لشکر میں چلا آ اور ساتھ اس
فرقہ گمراہ کا چھوڑ دے کہ یہی باعث رضا و خوشنودی پروردگار عالم ہے فَقَالَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ اَخَافُ
اَنْ تُهْدَمَ دَارِيْ بِالْكُوْفَةِ فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَا اَبْنِيْ لَكَ خَيْرٌ مِّنْهَا
عمر سعد بد نہاد نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہؐ اگر میں ان اشقیا کو چھوڑ کر آپ کی ہمراہی اختیار کروں تو گھر میرا
کوفہ میں کھود ڈالا جائیگا اور مال و اسباب میرا بھی سب لٹ جائے گا حضرتؑ نے فرمایا کہ اگر گھر تیرا کھود ڈالیں گے
تو میں عوض اُسکے اور گھر بہتر و خوب تر اُس سے تجھے بنوا دونگا فَقَالَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَخْشٰى اَنْ
تُؤْخَذَ ضِيَاعِيْ فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَا اُوْصِلُكَ بِاَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَاُعْطِيْكَ
مِنْ مَالِي الْبُغَيْبُغَةَ وَ قَدْ اَعْطَانِيْ بِهَا مُعَاوِيَةُ اَلْفَ اَلْفِ دِيْنَارٍ فَلَمْ اَبِعْهُ اِيَّاهَا
عمر سعد نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہؐ اگر میں آپ کی رفاقت و بیعت اختیار کروں اور آپ سے جنگ و پیکار نہ
کروں تو ضرور املاک و ضیاع میری مثل چشموں اور زمین کے ضبط ہو جائینگے حضرتؑ نے فرمایا کہ اگر املاک تیری
بسبب میری ہمراہی کے امیر شام چھین لے گا تو تو ہرگز خوف اسکا نہ کر کہ میں عوض اسکے زیادہ اُس ضیاع و متاع
سے تجھے عطا کرونگا بلکہ علاوہ اُس بخشش و عطا کے چشمہ بغیبغہ کہ چشمہ عظیم و بزرگ ہم اہلبیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
کا زمین حجاز پر ہے اور معاویہ بن سفیان علیہ اللعن چاہتا تھا کہ یہ چشمہ مجھے دیں اور عوض اسکے لاکھ دینار زر سرخ

سے لیں لیکن ہمنے اُسے ہاتھ اُسکے بیچ نہ کیا وہ میں تجھے دونگا بشرطیکہ تو اپنے لشکر سے نکلکر میرے لشکر میں آئے
فَلَمْ یُجِبْہُ فَقَالَ لَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَا فَعَزَمْتَ عَلٰی قَتْلِیْ قَالَ نَعَمْ وَاِنِّیْ اِذَا فَرَغْتُ مِنْ
حَرْبِکَ اَمْلِکُ مُلْکَ الرَّیِّ وَاَکُوْنُ اَمِیْرًا عَلٰی سَبْعِیْنَ اَلْفَ فَارِسٍ
پس عمر سعد بدنہاد ارشاد فیض بنیاد حضرت کا سنکر ساکت ہوا حضرت نے فرمایا کہ اے ملعون وجہ سکوت کی تیرے
کیا ہے اور کیا ارادہ تیرا میرے قتل کا مصمم ہے اُس شقی ازلی نے جواب دیا کہ البتہ مجھے مقصود آپکا قتل ہے اور
متمنی اور آرزومند اسکا ہوں کہ جب آپ پر فتحیاب ہوں اور آپ کے قتل سے فارغ ہوں تو مالک ملک رے ہوں
اور ستر ہزار سوار تحت حکم میرے ہوں فَقَالَ الْحُسَیْنُ ذَبَحَکَ اللّٰہُ عَاجِلًا وَلَا غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ یَوْمَ حَشْرِکَ
کَثُرَکَ فَوَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ مِنَ اللّٰہِ اَنْ لَا تَاْکُلَ مِنْ بُرِّھَا اِلَّا قَلِیْلًا پس حضرتؑ نے
یہ جواب ناصواب اُس ملعون سے سنکر فرمایا کہ اے سگ ناپاک حق سبحانہ تعالٰے جلد تجھے ذبح کرے تیرے فرش خواب پر اور خدا
نہ بخشے تجھے بروز حشر اور معذب کرے تجھے عوض اس ظلم و ستم کے عذاب سخت سے بروز قیامت قسم ہے مجھے خدائے عزوجل
کی کہ میں امیدوار ہوں اسکا کہ تجھے گندم ملک رے سے ہرگز کھانا نصیب ہو مگر بہت ہی کم اور ہرگز حکومت وہاں کی
تجھے نہ میسر آئے گی اور تو ناامید ہی واصل جہنم ہو گا فَقَالَ الْمَلْعُوْنُ مُسْتَھْزِءًا اِنَّ فِی الشَّعِیْرِ عِوَضًا
عَنِ الْبُرِّ فَانْصَرَفَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ غَضْبَانَ عَلَیْہِ اِلٰی عَسْکَرِہٖ پس اُس شقی نے
بطور تمسخر و استہزا کے کہا کہ اگر گندم عراق بہم نہ پہونچینگے تو عوض اُسکے جو ہی مجھے کافی ہیں منقول ہے کہ یہ بے حیائی و
بے باکی اُس سگ ناپاک کی دیکھ کر حضرتؑ نہایت برہم ہوئے اور صبر کو کام فرماکر غضبناک اپنے لشکر میں تشریف لائے قَالَ
الرَّاوِیْ وَکَتَبَ عُمَرُ ابْنُ سَعْدٍ اِلَی ابْنِ زِیَادٍ کِتَابًا یَقُوْلُ فِیْہِ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ اَطْفَأَ النَّائِرَۃَ
وَاَصْلَحَ الْاُمَّۃَ وَاِنَّ حُسَیْنًا اَعْطَانِی الْعُھُوْدَ بِاَنْ یَرْجِعَ اِلَی الْمَکَانِ الَّذِیْ
اَتٰی مِنْہُ مقتل ابومخنف میں منقول ہے کہ عمر سعد بدنہاد نے اُسوقت ایکنامہ اپنا طرف ابن زیاد کی [illegible] بایں
مضمون روانہ کیا کہ الحمد للہ جناب اقدس الٰہی نے شعلہ ہائے فتنہ و فساد کو کو بجھا دیا اور اُمت جناب رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وآلہ کو راہ راست سے تجاوز نہ کرنے دیا وہ اسطرح سے کہ جناب امام حسینؑ نے مجھ سے بعد ملاقات کے عہد و پیمان اسکا
کیا ہے کہ میں ہرگز یہاں قیام نہ کرونگا بلکہ جہاں سے آیا ہوں وہاں چلا جاونگا یا اور کسی شہر کو بلاد اسلامیہ سے مسکن اپنا

گردانوںگا فَلَمَّا قَرَاءَهُ ابْنُ زِيَادٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ قَالَ هٰذَا كِتَابُ نَاصِحٍ مُشْفِقٍ عَلٰى
قَوْمِهٖ فَقَالَ لَهُ الشِّمْرُ لَعَنَهُ اللّٰهُ اِنَّ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ نَزَلَ بِاَرْضِكَ وَصَارَ فِيْ جَنْبِكَ
اِنْ خَرَجَ مِنْ بِلَادِكَ وَلَمْ يَضَعْ يَدَهُ فِيْ يَدِ يَزِيْدَ فَلَتَكُنَّ اَنْتَ وَاَمِيْرُكَ عَلٰى وَهْنٍ
پس جبکہ ابن زیاد نے نامہ ابن سعد کا پڑھا اور مضمون نامہ پر مطلع ہوا نہایت مسرور ہوا اور اپنے اصحاب سے کہا کہ اس خط
سے ابن سعد کے معلوم ہوا کہ حسینؑ ابن علی نے اطاعت یزید قبول کی اور یہ امر باعث عبرت و نصیحت ہو واسطے سرکشان
سلطنت کے یعنی اسقدر کہنا حسینؑ کا کہ میں جہاں سے آیا ہوں وہاں پھر جاتا ہوں عبرت خلق کے لیئے کافی ہے پس یہ
سنکر شمر ذی الجوشن ملعون نے کہا کہ اے ابن زیاد بتحقیق کہ حسینؑ سرحد حکومت تمہاری میں آچکے ہیں اور اب تمہارے
قبضۂ قدرت میں پھنس گئے ہیں اگر اب ہاتھ سے تیرے نکل گئے اور بیعت یزید اختیار نہ کی تو سب خلق کے نزدیک قوت
و غلبہ انکا ثابت ہوگا اور انکو اگر بدوں قبول کرنے بیعت کے جانے دینا محمول تیرے اور تیرے امیر یزید پلید کے ضعف
و وہن پر ہوگا فَلَا تُعْطِهٖ هٰذِهِ الْمَنْزِلَةَ فَاِنَّمَا مِنْ قِلَّةِ الرَّاْيِ وَلٰكِنْ يَنْزِلُ عَلٰى حُكْمِكَ وَكَذٰلِكَ
اَصْحَابُهٗ فَقَالَ ابْنُ زِيَادٍ الرَّاْيُ رَاْيُكَ پس اے ابن زیاد میرے فہم ناقص میں یہ ہے کہ حسینؑ
کو تنگ کر اور اختیار آمد و رفت کا نہ دے کہ ایسے وقت میں دشمن کو اپنے قبضہ سے نکالدینا کمال بے عقلی و نافہمی ہے اب یہ
مناسب وقت ہے کہ جب تک حسینؑ اور اصحاب حسینؑ اطاعت تیری اور بیعت امیر شام بدانجام قبول نہ کریں جب
تک تو انہیں کسی سمت کو نہ جانے دے پس کہنے سے اس شیطان بے ایمان کے وہ ملعون نادم ہوا اور کہا کہ اے شمر واقعی رائے
تیری اس امر میں صائب ہے یہی مناسب ہے کہ جو کہا ہے تو نے فَقَالَ لِصَاحِبِ شُرْطَتِهٖ اُخْرُجْ اِلَى ابْنِ
سَعْدٍ وَقُلْ لَهٗ اَنْ تَعْرِضَ عَلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْ يَنْزِلَ هُوَ وَاَصْحَابُهٗ عَلٰى حُكْمِيْ
فَاِنْ فَعَلُوْا فَابْعَثْهُمْ اِلَيَّ سَالِمِيْنَ پس ابن زیاد شقی نے ایک اپنے سرہنگ کو حکم دیا کہ ابھی اپنے تئیں ابن سعد
پاس پہونچا اور اسے میری طرف سے یہ حکم سنا کہ تجھے لازم ہے کہ حسینؑ سے عرض کر کہ وہ مع اپنے اصحاب کے اطاعت ابن
زیاد بدنہاد کی قبول کریں پس اگر وہ مع اصحاب کے اطاعت میری قبول کریں تو ان سب کو سلامت میرے پاس روانہ کر
وَاِنْ اَبَوْا فَقَاتِلْهُمْ وَاْتِنِيْ بِرُؤُوْسِهِمْ وَاِلَّا اَعْزِلْ نَفْسَكَ عَنِ الْعَسْكَرِ وَفَوِّضِ الشِّمْرَ مِنْ
هٰذَا الْجَيْشِ وَقَالَ لِشُرْطَتِهٖ اِنْ اَبَى ابْنُ سَعْدٍ عَنْ قِتَالِ الْحُسَيْنِ فَاضْرِبْ عُنُقَهٗ وَاْتِنِيْ بِرَاْسِهٖ

اور اگر حسینؑ اطاعت میری قبول نہ کریں اور میرے پاس آنے میں انکار کریں تو اُن سے لڑنا اور سر اُنکا اور اُنکے اصحاب کا کاٹ کر میرے پاس لے آنا اور اگر تجھ سے مقابلہ حسینؑ کا نہ ہو سکے تو تو اپنے تئیں امارت لشکر شقاوت اثر سے معزول جانکر سرداری اور حکومت فوج سقر سوج کی شمر ذی الجوشن کے سپرد کر اور اُس سرہنگ کو حکم دیا کہ اگر عمرؔ ابن سعد ملعون موافق میرے حکم کے حسینؑ سے نہ لڑے اور تعمیل اس حکم کی نہ کرے تو تو بلا تامل سر اُس ملعون کا کاٹ کر میرے پاس لے آنا فَلَمَّا وَقَفَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ عَلٰی حُکْمِهٖ نَهَضَ عَشِیَّةَ الْاِثْنَیْنِ وَهُوَ التَّاسِعُ مِنَ الْمُحَرَّمِ وَجَاءَ الشِّمْرُ اللَّعِیْنُ وَوَقَفَ بِاِزَاءِ عَسْکَرِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ مُوَاجِهًا لِاَصْحَابِهٖ

راوی کہتا ہے جبکہ عمر سعد بدنہاد بوقت شام یعنی شب دوشنبہ کو کہ ۹ ماہ محرم کی تھی حکم ابن زیاد بدنہاد پر مطلع ہوا اُسی وقت شمر ملعون کو اپنے ہمراہ لیکر سامنے لشکر امام حسینؑ کے کھڑا ہوا فَنَادَی الشِّمْرُ بِرَفِیْعِ صَوْتِهٖ اَیْنَ اَبْنَاءُ اُخْتِنَا فَخَرَجَ عَبَّاسُ بْنُ عَلِیٍّ وَقَالَ لَهٗ یَا هٰذَا مَا تُرِیْدُ مِنَّا پس آگے بڑھ کر شمر ولد الزنا نے آواز دی کہ کہاں ہیں اس لشکر میں بھانجے میرے پس آواز اُس سگ ناپاک کی سنکر جناب عباسؑ بن علی علیہ السلام صف لشکر سعادت اثر سے باہر نکلے اور فرمایا کہ اے شمر بداختر اس طلب سے ہماری تجھے کیا مقصود ہے فَقَالَ لَهُ الشِّمْرُ اَنْتُمْ فِیْ اَمَانِ اللهِ وَاَمَانِ اَمِیْرِ ابْنِ زِیَادٍ لَعَنَهُ اللهُ فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ وَاِخْوَتُهٗ لَعَنَكَ اللهُ وَلَعَنَ اَمَانَكَ اَمَانُنَا اَمَانُ اِمَامِنَا سَیِّدِنَا ابْنِ رَسُوْلِ اللهِ پس شمر نے کہا کہ مقصود مجھے تمہاری طلب سے یہ ہے کہ تم بھانجے ہو میرے میں چاہتا ہوں کہ تم قتل و غارت سے لشکر امیر شام کے بسبب میری قرابت کے محفوظ رہو اور ظل حمایت میں میری اسطرف چلے آؤ کہ تا تم اس آفت و بلا و جور و جفا سے محفوظ رہو اور تمہیں جانب ہمارا جانب امیر ابن زیاد ولد الزنا سے امان ہے اب تمہیں لازم ہے کہ معیت حسینؑ بن علی علیہما السلام سے دست بردار ہو کر وہ ... آفات بے انتہا و مبتلا بلا ہائے لا تعد و لا تحصیٰ ہیں بلکہ قریب ہے کہ وہ مع اپنے اصحاب و رفقا کے قتل ہو کر راہی دار البقا ہوں پس رفاقت اُنکی موجب ضرر و نقصان و باعث تلف مال و جان ہے یہ سنکر جناب عباسؑ اور بھائی اُنکے نہایت غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ اے بے حیا لعنت خدا تجھ پر اور تیرے امیر ابن زیاد بدنہاد اور تیری امان پر کہ تو ہمیں تو امن دیتا ہے اور قتل سبط کونین فرزند رسول الثقلین جناب امام حسینؑ علیہ السلام پر آمادہ و مستعد ہے حالانکہ روح و جان ہماری اُن حضرتؑ سے فدا ہے اور امن و امان ہماری فقط سلامتی جگر گوشہ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و نور چشم فاطمہ زہرا صلوات اللہ

علیہا کی ہے اگرچہ ہم عوض اُن حضرت کے قتل ہوں اور ذبح کیے جائیں لیکن غلامی و فرمانبرداری آقائے کونین امام حسینؑ سے ہم ہرگز دست بردار نہونگے پس شمر ولد الزنا بہ جواب باصواب جناب حضرت عباس علیہ السلام سے سنکر نہایت ہی نادم ومنفعل ہوکر پھر گیا ثُمَّ اِنَّ عُمَرَ بْنَ سَعْدٍ لَعَنَہُ اللّٰہُ نَادٰی یَا خَیْلَ اللّٰہِ ارْکَبِیْ وَ بِالنَّصْرِ اَبْشِرِیْ فَرَکِبَتِ الْفُرْسَانُ وَتَقَصَّدُ وَالْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَھُوَ جَالِسٌ فِیْ ظِلِّ خَیْمَۃٍ وَیُصْلِحُ سَیْفَہٗ منقول ہے کہ قریب شام کے عمر سعد نے اپنے لشکر کو آواز دی کہ اے لشکر آلت جلد اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو اور مسرور و خوش ہو کہ عنقریب تم دشمن امیر شام یعنی امام حسین علیہ السلام پر فتحیاب ہوگے پس بموجب حکم اُس ملعون کے تمام لشکر شقاوت اثر کمربستہ ہوکر طرف امام حسین علیہ السلام کے آیا اور اُسوقت وہ امام بیکس و مجبور زیر سایہ خیمہ اہلبیت اطہار کرسی پر جلوہ گر تھے اور ذوالفقار حیدر کرار کو رومال سے پونچھ رہے تھے اِذْ خَطَّ رَاْسَہٗ عَلٰی رُکْبَتِہٖ فَسَمِعَتْ اُخْتُہٗ صَیْحَاتِ الْعَسْکَرِ فَاَقْبَلَتْ نَحْوَہٗ وَقَالَتْ یَا اَخِیْ اَمَا تَسْمَعُ الْاَصْوَاتَ وَقَدْ قَرُبَ مِنَّا الْعَسْکَرُ پس امام حسین علیہ السلام نے بعد اصلاح ذوالفقار کے سر اطہر اپنا زانوئے مبارک پر رکھ لیا کہ ناگاہ جناب زینبؑ دختر امیر المومنین علیہ السلام نے شور و غوغا لشکر مخالف سے سُنا اور بیتاب ہوکر اپنے برادر عالیمقدار امام ابرارؑ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ اے یادگار پدر و مادر و فرزند رسول اطہر کیا آپ نے شور لشکر شقاوت اثر نہیں سنا ہے کہ اعدائے دین قریب آپ کے بقصد جنگ آپہونچے ہیں فَرَفَعَ رَاْسَہٗ وَھُوَ بَاکِی الْعَیْنَیْنِ مُنْکَسِرُ الْقَلْبِ فَقَالَ یَا اُخْتَاہُ اَلْاٰنَ نِمْتُ قَلِیْلًا فَرَاَیْتُ جَدِّیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ پس آواز جناب زینب خاتون کی سنکر حضرت نے سر اقدس زانوئے اطہر سے اُٹھایا اور اُسوقت اشک چشم مبارک سے جاری تھے فرمایا کہ اے بہن ابھی آنکھ میری لگ گئی تھی کہ دیکھا میں نے کہ نانا میرے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ تشریف لائے ہیں وَیَقُوْلُ لِیْ یَا حُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنْتَ تَرُوْحُ اِلَیْنَا غَدًا بَعْدَ الزَّوَالِ اور مجھ سے یہ فرماتے ہیں کہ اے حسینؑ کل تو بعد زوال کے ہمارے پاس آئے گا فَلَمَّا سَمِعَتْ زَیْنَبُ ذٰلِکَ لَطَمَتْ خَدَّھَا وَشَقَّتْ جَیْبَھَا وَنَادَتْ بِاَعْلٰی صَوْتِھَا وَا اَخِیْ وَا مُوَیْلِیْ لَیْتَنِیْ اَکُوْنُ لَکَ الْفِدَاءُ جبکہ یہ کلام حسرت التیام امام حسینؑ سے جناب زینب ناکام نے سُنا سو منہ اپنا پیٹ لیا اور گریبان اپنا چاک کیا اور بآواز بلند رو کر عرض کی کہ ہائے بہائی میرے وہائے بہائی و مددگار میرے ہائے مقصود دلی مجھ بیکس کے افسوس کہ اس بہن بخت جان نے خبر تمہارے مرنے کی سُنی اور میں پہلے اس سے

نہ مرگئی کاش ایسا ہوتا کہ میں پہلے آپ سے آپ پر سے صدقہ ہو کر مرجاتی کاش آپ پر سے یہ آفت و بلا ٹل جاتی فَقَامَ الْحُسَیْنُ
عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَبَّلَ رَاْسَھَا وَقَالَ لَھَا یَا اُخْتَاہُ اُسْکُتِیْ عَنِ الْبُکَاءِ وَاصْبِرِیْ وَمَا
اَمْکَنَکِ فَاِنَّہٗ اَمَامَکُنَّ جب امام حسینؑ علیہ السلام نے حال اپنی بہن ستمدیدہ کا نہایت متغیر پایا اور یہ بین جگر خراش سنا
بیقرار ہو کر کھڑے ہو گئے اور سر اُس معظمہ کا اپنے سینہ سے لگایا اور بہت پیار کیا اور فرمایا کہ اے بہن اب رونا اپنا موقوف کر دو
جب تک کہ ممکن ہو صبر اختیار کرو ای بہن اگر ابھی سے تم حال اپنا غیر کرو گی تو آگے کو کیا نوبت تمہاری ہو گی ابھی تو وقت
رونے کا آگے آتا ہے فَنَادٰی بِاَخِیْہِ الْعَبَّاسِ وَقَالَ لَہٗ یَا اَخِیْ اِرْکَبْ وَقُلْ لَھُمْ لَا تَعْجَلُوْا وَاَمْھِلُوْنِیْ
ھٰذِہِ الْعَشِیَّۃِ فَاِذَا اَصْبَحْنَا اِمَّا بَایَعْنَا اَوْ حَارَبْنَا راوی کہتا ہے جبکہ امام حسین علیہ السلام
نے دیکھا کہ لشکر اعدا القصد جنگ بے باکانہ قریب خیمہ ہائے حرم محترم کے آپہونچا ہے حضرتؑ نے جناب عباسؑ کو اپنے پاس
طلب فرمایا اور ارشاد کیا کہ اے بھائی تم سوار ہو کر سامنے لشکر کفار ستم شعار کے جاؤ اور اُن سے کہو کہ فرزند رسول مختارؐ
آج کی شب تم سے طالب مہلت ہے اور فرماتے ہیں کہ اسقدر تعجیل جنگ میں نہ کرو آج کی شب ہمیں مہلت دو صبح کو یا تو ہم
بیعت یزیدؔ اختیار کرینگے یا یہ کہ تم سے لڑیں گے فَقَالَ لَھُمُ الْعَبَّاسُ مَا قَالَ لَہُ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ
فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ سَعْدٍ لِلشِّمْرِ مَا تَرٰی فِیْ ذٰلِکَ فَاِنَّ الرَّاْیَ رَاْیُکَ ۔ پس جناب حضرت
عباس علیہ السلام حسب الارشاد مقابل لشکر عمرؔ بن سعد بدنہاد کے کھڑے ہوئے اور جو کچھ کہ امام کونینؑ نے فرمایا تھا وہ
وہ سب اُن اشقیا سے بیان کیا پس عمرؔ سعد ملعون نے طرف شمرؔ ولد الزنا کے دیکھ کر کہا کہ اے شمرؔ سنا تو نے پیام حسینؑ کا
کہ وہ آج کی شب طالب مہلت ہیں اب اس امر میں تجھے اختیار ہے اگر تیرے نزدیک مہلت دینا حسینؑ کا آج کی شب
مناسب ہو تو مہلت دیں اگر نامناسب ہو تو ابھی اُنحضرت سے جنگ کریں شمرؔ ملعون یہ سنکر مہلت دینے پر راضی نہ ہوا
قَالَ عُمَرُ ابْنُ الْحَجَّاجِ یَا ابْنَ سَعْدٍ سُبْحَانَ اللّٰہِ لَوْ کَانُوْا ھٰٓؤُلَاءِ مِنَ التُّرْکِ وَالدَّیْلَمِ وَ
سَئَلُوْا کُمْ ذٰلِکَ لَاَجَبْتُمْ لَھُمْ وَالْحُسَیْنُ بْنُ رَسُوْلِ الثَّقَلَیْنِ یَسْئَلُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُجِیْبُوْنَہٗ
عمر بن الحجاج نے یہ سنکر کہا کہ اے عمرؔ سعد بدنہاد وائے تم پر اگر کوئی شخص کفار ترک و دیلم سے طالب مہلت ہوتا تو مجھے یقین
ہے کہ تم مہلت دیتے اور ہرگز تامل نہ کرتے سبحان اللہ حسینؑ فرزند رسول الثقلینؐ مہلت ایک شب کی طلب کرے اور
تمہیں اس میں تامل ہو پس محمد بن اشعثؔ نے آواز دی کہ اے قوم مہلت دینے میں حسینؑ کے آج کی شب کسی طرح کا نقصان

نہیں ہے اب مہلت دو اور صبح کو لڑ لینا اسلیئے کہ حسینؑ کسی طرح بیعت امیر شام پر راضی نہ ہونگے پس بدون جنگ کے
اُن سے ہمیں کچھ چارہ نہیں ہے فَرَضُوْا بِهٖ وَاَجَابُوْهُ وَبَعَثَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ عَلَى الْمَشْرَعَةِ الَّتِیْ تَلِی
الْحُسَیْنَ اَرْبَعَةَ اٰلَافِ فَارِسٍ وَاَمَّرَ عَلَیْهِمْ عَمْرَو بْنَ الْحَجَّاجِ التَّمِیْمِیِّ فَحَالُوْا
بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْمَاءِ غرض کہ بعد قیل و قال کے وہ سب کفار ستم شعار مہلت دینے پر اُس امام ابرار کے
راضی ہوئے اور اُسی وقت عمر سعد شقی نے چار ہزار سوار کنار فرات پر معین کئے تا حسینؑ کو اور اُن کے اصحاب و رفقا کو پانی
سے منع کریں وَقِیْلَ اَنَّهُمْ نَزَلُوْا عَلَى الشَّرِیْعَةِ قَبْلَ مَقْتَلِهٖ بِثَلٰثَةِ اَیَّامٍ وَمَنَعُوْهُ مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ
اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ حَصِیْنٍ الْاَزْدِیَّ نَادٰی بِاَعْلٰی صَوْتِهٖ یَا حُسَیْنُ اَلَا تَنْظُرُ اِلَى الْمَاءِ كَاَنَّهٗ
كَبِدُ السَّمَاءِ یَلُوْحُ بِصَفَائِهٖ وَاَمَّا اَنْتَ فَمُتْ حَسْرَةً بِظَمَائِكَ اور بعض روایت
میں یوں منقول ہے کہ تین روز قبل شہادت امام حسینؑ کے چار ہزار کفار فرات پر واسطے ممانعت پانی لینے امام حسینؑ کے
معین ہوئے تھے پس ساتویں تاریخ سے پانی اون حضرتؑ پر اور اُن کے انصار و اطفال پر بند کر دیا کہتا ہے جبکہ امام
حسین علیہ السلام اور اعوان و انصار اُن حضرت کے پانی سے ممنوع ہوئے اور شدت عطش سے اطفال خورد سال حضرت
کے تڑپنے لگے حصین بن ازدی ملعون نے بطور تمسخر و استہزا کے آواز دی کہ یا حسینؑ آیا دیکھتے ہو کہ پانی دریا کا کس
صفائی و شفافی سے مثل شفافی آسمان کے چمک رہا ہے اور کس خوبی سے جاری ہے اور تمام چرند و پرند کو اجازت ہے کہ
اس پانی سے سیراب ہوں لیکن آپ کو ہرگز یہ پانی نصیب نہ ہوگا بلکہ آپ پیاسے ہی شہید ہونگے اور ایک قطرہ اس آب سرد
و خوش گوار سے آپ کو میسر نہ آئے گا فَقَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَللّٰهُمَّ اقْتُلْهُ عَطْشَانًا وَلَمْ
تَغْفِرْهُ اَبَدًا قَالَ حُمَیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَیْتُهٗ یَشْرَبُ الْمَاءَ ثُمَّ یَقِیْئُهٗ وَیَصِیْحُ
اَلْعَطَشُ اَلْعَطَشُ جبکہ امام حسینؑ نے یہ کلام بیہودہ اُس بد انجام کا سُنا جناب اقدس الٰہی میں عرض کی کہ اے خداوند قہار
امیدوار ہوں اسکا کہ تو اس ملعون بدکردار کو مرض تشنگی میں ابھی مبتلا کر اور شدت پیاس میں اسے واصل جہنم کر اور کبھی
شقی کو نہ بخشنا حمید بن مسلم کہتا ہے کہ قسم بخدائے عز و جل ساتھ ہی بددعا امام حسین علیہ السلام کے دیکھا میں نے کہ وہ
ملعون پیاسا ہوا اور دریائے فرات پر پہونچکر خوب سیر ہو کر پانی پیا اور اُسی وقت قے کی جبکہ وہ پانی سب نکل گیا
پھر چلایا کہ پیاسا ہوں پیاسا ہوں ثُمَّ یَعُوْدُ وَیَشْرَبُ الْمَاءَ فَیَقِیْئُهٗ فَمَا هٰذَا دَابُهٗ

حَتّٰی لَفَظَ نَفْسَہٗ عَطْشَانًا وَعَجَّلَ اللّٰہُ بِرُوْحِہٖ اِلَی النَّارِ پس بعد قے کرنے کے پھر
اُس ملعون نے شکم نجس اپنا پانی سے پھر اگر ساتھ ہی اسکے پھر قے کی اور پھر مانند سگ دیوانہ کے چلایا کہ پیاسا ہوں العطش
ہوں پس وہ ملعون دیر تک اسی عذاب سخت میں گرفتار رہا آخر کار بشدت پیاس میں تڑپ تڑپ کر مرگیا اور جلد جبار اقدس
الٰہی نے اُس ملعون کو واصل جہنم کیا اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ

مجلس پندرھویں مشتمل ہے بعض حالات شب عاشورا پر

عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ زَارَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ یَوْمًا وَقَدْ اَھْدَتْ اِلَیْنَا اُمُّ اَیْمَنَ لَبَنًا وَتَمْرًا وَزُبْدًا فَقَدَّمْنَا مِنْہُ اِلَیْہِ
جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرتؑ نے جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ
ایک روز جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ ہمارے گھر میں ہمارے دیکھنے کو تشریف لائے اور اُس روز اُم ایمن نے کچھہ شیر و
خرما و مسکہ بطریق ہدیہ ہمارے لیے بھیجا تھا پس ہم نے وہی ہدیہ اُم ایمن کا سامنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے رکھا
فَاَکَلَ مِنْہُ ثُمَّ قَامَ اِلٰی زَاوِیَۃِ الْبَیْتِ فَصَلّٰی رَکَعَاتٍ فَلَمَّا کَانَ فِیْ اٰخِرِ سُجُوْدِہٖ بَکٰی
بُکَاءً شَدِیْدًا پس حضرتؐ نے اُس شیر و تمر و مسکہ سے کچھہ تناول فرمایا اور بعد اسکے وہ حضرتؐ ایک گوشہ میں تشریف لے
گئے اور وہاں کئی رکعتیں نماز کی پڑھیں جبکہ سجدہ آخری بجالائے اثنائے سجدہ میں وہ حضرتؐ بآواز بلند رونے لگے فَلَمْ
یَسْئَلْہُ مِنَّا اَحَدٌ اِجْلَالًا وَاِعْظَامًا لَہٗ فَقَامَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَالَ یَا اَبَتِ لَقَدْ دَخَلْتَ
بَیْتَنَا فَمَا سُرِرْنَا بِشَیْءٍ کَسُرُوْرِنَا بِدُخُوْلِکَ پس ہم اہلبیت سے کسی کو بسبب عظمت و جلالت مرتبت آنحضرتؐ
کے جرأت اسکی نہ ہوئی کہ آنحضرتؐ سے سبب اس گریہ و بکا کا دریافت کریں لیکن امام حسین علیہ السلام نے کہ خو کردہ شفقت
و مرحمت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے تھے بے تکلف آغوش مبارک میں جا بیٹھے اور عرض کی کہ اے جدّ عالیمقدار آپ کے
تشریف لانے سے میں اور میرے ماں و باپ ہمارے ایسے مسرور و خوش ہوئے کہ اُس سرور کی کچھہ حد و پایان نہیں ہے اور ہم سب
کسی چیز سے ایسے کبھی مسرور و خوش نہ ہوئے تھے کہ جیسے آپکے سرافراز فرمانے سے خوش ہوئے ثُمَّ بَکَیْتَ بُکَاءً شَدِیْدًا
فَغَمَّنَا غَمًّا شَدِیْدًا فَمَا اَبْکَاکَ یَا جَدَّاہُ پس جیسے کہ ہم نے آپ کو روتے دیکھا ہے ہم سب ایسے مغموم

ومحزوں ہیں کہ بیان اُسکا نہیں ہو سکتا ہے امیدوار ہوں کہ سبب اسقدر گریہ و بکا کا ارشاد ہو کہ کیا سبب اور دفعتاً کونسا امر حزن وملال کا ایسا خیال مبارک میں گذرا ہے کہ آپ اس بیتابی سے روتے ہیں فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ یَابُنَیَّ اَتَانِیْ جِبْرَئِیْلُ اٰنِفًا فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّکُمْ قَتْلٰی وَمَصَارِعُکُمْ شَتّٰی پس جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ اے فرزند دلبند ابھی میں نماز میں مشغول تھا کہ جبرئیل امین بحکم خداوند عالمین میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ یا رسول اللہ علم الٰہی میں یوں گذرا ہے کہ اہلبیت آپ کے سب کے سب بظلم وستم شہید ہوں اور ایک جگہ بھی سب دفن نہ ہوں بلکہ قبور ان سب کی متفرق بنیں اور اکثر اُن میں سے سفر غربت میں مدفون ہوں فَقَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَا اَبَتِ فَمَنْ یَزُوْرُ قُبُوْرَنَا عَلٰی تَشَتُّتِہَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ یَابُنَیَّ اُولٰئِکَ طَوَائِفُ مِنْ اُمَّتِیْ یَزُوْرُوْنَکُمْ وَیَبْکُوْنَ عَلَیْکُمْ پس یہ سنکر جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا نے عرض کی کہ اے پدر عالیمقدار ہم سب اہل بیتؑ آپکے باین بیکسی شہید ہونگے اور قبریں بھی ہماری متفرق بنیں گی اور ایک جگہ ہم سب دفن نہ ہونگے تو پھر ہم بیکسوں غریب الوطنوں کی زیارت کو کون آئے گا اور کون ہماری بیکسی اور ہمارے مصائب پر روئے گا یہ سنکر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ اے پارہ جگر اے نور نظر تو مغموم نہ ہو کہ حق سبحانہ تعالےٰ ایک گروہ میری امت سے ایسا خلق کرے گا کہ وہ زیارت بھی تمہاری قبروں کی کریں گے اور ہمیشہ تمہاری مصیبت وبیکسی پر گریہ وبکا کرینگے فَیَلْتَمِسُوْا بِیْ بِذٰلِکَ الْبَرَکَۃَ وَحَقِیْقٌ عَلَیَّ اَنْ اٰتِیَہُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ حَتّٰی اٰخُذَہُمْ بِاَعْضَادِہِمْ وَاُخَلِّصَہُمْ بِاَہْوَالِ السَّاعَۃِ وَاُسْکِنُہُمْ فِی الْجَنَّۃِ ۔ پس اے نور چشم وہ عزادار و ماتمدار و زوار تمہارے عوض میں اسکے مجھ سی برکت ومدد طلب کریں گے پس مجھپر واجب ہے کہ میں عوض اس کے بروز قیامت اُن سب کو ہول قیامت سی بچاؤنگا اور اُس معرکہ عظیم میں بازو اُن کے پکڑ کر سب کو بہشت میں داخل کرونگا پس حضرات شکر کرو اُس خداوند جلیل کا کہ جس پروردگار عالم نے تمہیں اُسی گروہ سے کیا ہے کہ جو بارشاد جناب رسول الثقلینؐ عزادار امام حسین علیہ السلام کے ہیں پس چاہیئے کہ تم مصروف رہو اُس کام میں کہ جس کام کے لیئے تم مخلوق ہوئے ہو اور امیدوار رہو شفاعت رسول مختارؐ کے کہ انشاء اللہ اُسروز کہ جسروز کوئی عمل نیک کام نہ آئیگا مگر شفاعت رسولخداؐ کہ وہ شفیع تمہارے ہونگے پس یاد کرو مصیبت امام حسین علیہ السلام کی کہ وہ حضرتؑ

نویں تاریخ ماہ محرم کو کیسی مصیبت عظیم میں مبتلا تھے نرغہ کفار ایک طرف و شدت تشنگی ایکطرف و فکر عیال و اطفال یک
طرف پس اُس امام مظلوم پر ہر طرف سے راہ چارہ و تدبیر کی بند تھی لَقَدْ رُوِیَ فِی الْبِحَارِ عَنْ سَیِّدِ السَّاجِدِیْنَ
زَیْنِ الْعَابِدِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا فِیْ تِلْکَ الْعَشِیَّۃِ الَّتِیْ قُتِلَ اَبِیْ فِیْ
صُبَیْحَتِہَا وَعِنْدِیْ عَمَّتِیْ زَیْنَبُ تُمَرِّضُنِیْ کتاب بحار الانوار میں امام ابرار جناب سیّد السّاجدین
زین العابدین سلام علیہ و علی آبائہ الطاہرین سے منقول ہے کہ فرمایا آنحضرت نے جب کہ شب عاشور یعنی وہ شب
مصیبت آئی کہ جسکی صبح کو پدر بزرگوار میرے جناب سید الشہدا علیہ آلاف التحیۃ والثنا ہاتھ سے کوفیاں پر دغا کے شہید
ہوئے میں نحیف و زار و علیل و بیمار اُس شب کو برنج و الم گرفتار اپنے خیمہ میں بیٹھا تھا اور پاس میرے پھوپھی میری
جناب زینب خاتون دختر جناب حیدر کرار واسطے خبر گیری و تیمارداری مجھ رنجور و بیمار کے تشریف رکھتی تھیں اِذَا
اعْتَزَلَ اَبِی الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ خِبَاءٍ لَہٗ وَعِنْدَہٗ جُوْنُ مَوْلٰی اَبِیْ ذَرٍّ
الْغِفَارِیِّ پس اسی اثنا میں پدر عالیمقدار میرے امام حسینؑ سب سے علیحدہ ہو کر اپنی خیمہ میں تشریف لیگئے اور اُسوقت
کوئی شخص اقربا و انصار سے خدمت باسعادت حضرت میں حاضر نہ تھا لیکن جون غلام ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ الباری
کا واسطے خدمت گذاری کے سامنے حاضر تھا وَهُوَ یُعَالِجُ سَیْفَہٗ وَیُصْلِحُہٗ وَیَقُوْلُ ؎ یَا دَهْرُ اُفٍّ
لَکَ مِنْ خَلِیْلٍ : کَمْ لَکَ فِی الْاِشْرَاقِ وَالْاَصِیْلِ : مِنْ صَاحِبٍ وَطَالِبٍ
قَتِیْلٍ : وَالدَّهْرُ لَا یَقْنَعُ بِالْبَدِیْلِ پس اُسوقت وہ حضرت ذوالفقار حیدر کرار کو
پونچھتے تھے اور صاف کرتے تھے اور بمقام یاس و تاسف میں یہ کلمات حسرت آیات فرماتے جاتے تھے یعنی اے زمانہ غدار و ای
فلک کجرفتار وائے کہ تیری کجی و بیمروتی سے کیسے کیسے دوست نیک کردار و کیسے کیسے متقی و پرہیزگار ہر صبح و شام انواع
و اقسام کے مصائب میں مبتلا ہو کر اس دار فنا سے طرف دار لبقا کے انتقال کر گئے اور تو وہ بیمروت ہے کہ جسکے تو درپے
قتل کے ہوتا ہے اُسے بدوں اپنے قتل کے کچھ چارہ و تدبیر نہیں نظر آتی ہے اور تو ہرگز بدل و عوض پر اُسکے راضی
نہیں ہوتا ہے ؎ اِنَّمَا الْاَمْرُ اِلَی الْجَلِیْلِ : کُلُّ حَیٍّ سَالِکٌ سَبِیْلِیْ : فَاَعَادَهَا مَرَّتَیْنِ
اَوْ ثَلَاثًا حَتّٰی فَهِمْتُهَا وَعَرَفْتُ مَا اَرَادَہٗ فَخَنَقَتْنِی الْعَبْرَۃُ اور رجوع ہر امر کی طرف رب جلیل کے
ہے اور ہر ذی حیات کو [illegible] جسمراہ پر میں چلا جاتا ہوں پس جناب سید الساجدین علیہ السلام

فرماتے ہیں کہ دو تین مرتبہ آنحضرتؑ نے انہیں کلمات کو ارشاد فرمایا یہانتک کہ میں مضمون ان اشعار سے بخوبی مطلع ہوا اور جو کچھ کہ آنحضرتؑ کو پڑھنے سے ان اشعار کے مقصود تھا اسے سمجھ کر میں اسقدر متحیر و متاسف ہوا اور رویا کہ بسبب کثرت گریہ و بکا کے گلو گرفتہ ہوگیا فَرَدَدْتُهَا وَلَزِمْتُ السُّكُوْتَ وَعَلِمْتُ اَنَّ الْبَلَاءَ قَدْ نَزَلَ پس میں نے اپنے تئیں ضبط کیا اور چپ ہو رہا مگر مجھے یقین ہوگیا کہ اب بلائے عظیم ہم اہلبیتؑ پر نازل ہوا چاہتی ہے وَاَمَّا عَمَّتِيْ زَيْنَبُ بِنْتُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّهَا لَمَّا سَمِعَتْ مَا سَمِعْتُ وَهِيَ امْرَاَةٌ وَمِنْ شَاْنِ النِّسَاءِ الرِّقَّةُ وَالْجَزَعُ فَلَمْ تَمْلِكْ نَفْسَهَا لیکن پھوپھی میری جناب زینب خاتونؑ دختر امیر المومنینؑ علیہ السلام نے جبکہ وہ کلام حسرت انضمام کہ جو میں نے اُس امامؑ عالی مقام سے سنا تھا سُنا چونکہ وہ مخدومہ معظمہ صنف عورات سے تھیں اور شان عورات سے رقت قلب و اضطراب ہے سنتے ہی اُن کلمات کے بیتاب ہوگئیں اور تاب ضبط نہ لاسکیں اِلَّا اَنْ وَثَبَتْ تَجُرُّ ذُيُوْلَهَا وَاِنَّهَا لَحَاسِرَةٌ حَتّٰى انْتَهَتْ اِلٰى اَخِيْهَا پس اُسی حالت اضطرار میں کھڑی ہوگئیں اور شدت غم و الم میں طرف خیمہ اطہر حضرتؑ کے روانہ ہوئیں اور اُسوقت ایسی بیہوش و حواس تھیں کہ چادر اطہر زمین پر لٹکتی جاتی تھی اور سر اقدس کھلا ہوا تھا یہاں تک کہ اُفتاں و خیزاں با حال پریشاں خدمت بابرکت حضرت میں پہونچیں فَبَكَتْ وَقَالَتْ وَاثُكْلَاهُ لَيْتَ الْمَوْتَ اَعْدَمَنِيَ الْحَيٰوةَ اَلْيَوْمَ مَاتَتْ اُمِّيْ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ وَجَدِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَبِيْ عَلِيُّ الْمُرْتَضٰى پس دیکھتے ہی اپنے بھائی کے باواز بلند رونے لگیں اور فرمایا کہ ہائے افسوس کاش یہ بہن سخت جان پہلے اس سے مرجاتی کہ اپنے بھائی بیکس کو اس مصیبت عظیم میں مبتلا نہ دیکھتی ہائے افسوس کہ آج نہ نانا میرے رسولخداؐ زندہ ہیں اور نہ باپ مجھ بیکس کے موجود ہیں اور نہ ماں میری جناب فاطمہ زہراؑ باقی ہیں کہ اس آفت و بلا میں میرے ماں جائے مظلوم کی مدد کرتے اور میرے بھائی بیکس کو اس مصیبت سے بچا لیتے يَا خَلِيْفَةَ الْمَاضِيْنَ وَيَا ثِمَالَ الْبَاقِيْنَ اَيُّ شَيْءٍ اَصْنَعُ فِيْكَ اے یادگار جد و پدر اے بقیہ مادر و برادر اے حامی بیکساں اے سرپرست باقی ماندگاں اس بہن ستم رسیدہ کو کچھ بن نہیں آتا ہے اور کوئی تدبیر و چارہ نظر نہیں آتا ہے کہ کسی طرح آپ بچ جائیں اور آپ پر سے یہ بلا ٹل جائے فَنَظَرَ اِلَيْهَا الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَتَرَقْرَقَتْ عَيْنَاهُ بِالدُّمُوْعِ

قَالَ لَهَا يَا اُخْتَاهُ لَوْ تُرِكَ الْقَطَا لَغَفَا وَنَامَ پس جبکہ امام حسین علیہ السلام نے حال اُس دخترِ خاتونِ قیامت کا نہایت ہی متغیر پایا اور کلمات دردناک سُنے بنگاہ حسرت و یاس طرف اُس معظمہ کے دیکھا اور اشک چشم مبارک میں بھر لائے اور فرمایا کہ اے بہن میں بھی ایسی بلا میں مبتلا ہوا ہوں کہ ہرگز کوئی چارہ و تدبیر مجھ سے نہیں بن آتی ہے اگر یہ عقدہ لاحل تقدیر بناخن تدبیر کھل سکتا تو میں کیوں اپنے تئیں معرض تلف و ہلاکت میں ڈالتا اور تم سب بے وارثوں کو کیوں اس دشت پر بلا میں چھوڑتا لیکن کیا کروں کہ میں مجبور و ناچار ہوں فَبَكَتْ زَيْنَبُ بُكَاءً شَدِيدًا فَلَطَمَتْ وَجْهَهَا وَشَقَّتْ جَيْبَهَا ؕ فَخَرَّتْ اِلَيْهِ زَيْنَبُ مُسْتَغِيثَةً ؛ وَمَعْجُوهَا مِنْ دُمُوعِهَا تَبُلُّ تَقُولُ اَخِي هٰذَا الْفِرَاقُ مَتَى الْتَّلَاقِيهِ ؛ مَنْ لَنَا مِنْ بَعْدِ فَقْدِكَ كَافِلُ جبکہ حضرت نے ایسے کلمات ناچاری و مجبوری کے ارشاد فرمائے تو حضرت زینب یہ سنکر اسقدر روئیں کہ چادر اشکوں سے تر ہو گئی اور منہ اپنا پیٹ لیا اور گریبان چاک کیا اور غش کھا کر زمین پر گر پڑیں جبکہ فی الجملہ اُس معظمہ کو غش سے افاقہ ہوا تو عرض کی کہ اے امام کونین اے بھائی حسین علیہ السلام یہ تو اس بہن ستمدیدہ آفت رسیدہ سے ارشاد ہو کہ بعد اس مفارقت کے پھر بھی بھائی اور بہن میں ملاقات ہوگی اور کبھی پھر بھی ایسا ہوگا کہ میں یہ چاند سی صورت دیکھونگی اور یہ ارشاد ہو کہ بعد حضرت کے کوئی ایسا بھی ہمارا سرپرست ہے کہ جو ہمیں دست ظلم اعدائے دین سے بچائے اور ہماری نصرت و مدد کرے فَقَامَ اِلَيْهَا الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ لَهَا يَا اُخْتَاهُ تَقِي اللّٰهَ وَتَعَزِّي بِعَزَاءِ اللّٰهِ وَاعْلَمِي اَنَّ اَهْلَ الْاَرْضِ يَمُوتُونَ وَاَهْلَ السَّمَاءِ لَا يَبْقَوْنَ جبکہ حضرت نے اپنی بہن کا حال کمال متغیر پایا مضطر ہو گئے اور بالین سر اُس مخدومہ کے تشریف لائے اور بکمال شفقت و مرحمت فرمایا کہ ای بہن تم دختر پیغمبر ہو تمہیں لازم ہے کہ سلسلہ صبر کو ہاتھ سے نہ دو اور اتقا و پرہیزگاری کو شعار اپنا گردانو اور راضی برضائے جناب باری رہو اور یہ یقین جانو کہ سب اہل زمین مرینگے اور کوئی اہل آسمان سے باقی نہ رہے گا وَكُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ يَا اُخْتَاهُ جَدِّي وَاَبِي وَاَخِي خَيْرٌ مِنِّي وَلِكُلِّ مُسْلِمٍ بِرَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ اور فرمایا کہ اے بہن ہر چیز سوائے ذات پاک خدائے یگانہ کے فانی ہے فقط وہی باقی رہے گا ای بہن غور و فکر کرو جبکہ جد امجد میرے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ اشرف انبیاء و مرسلین و پدر عالیمقدار میرے جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام امیر المومنین و برادر بزرگوار میرے حسن مجتبیٰ علیہ السلام صلوات اللہ علیہم اجمعین کہ یہ سب کے سب مجھ سے بہتر و افضل تھے

راہی جنت ہوئے اور کوئی ان میں سے باقی نہ رہا تو میں ایسا کیا ہوں کہ باقی رہوں گا بس ہر مسلم کو اقتدا وپیروی ساتھ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی لازم ہی یَا اُخْتَاهُ بِحَقِّيْ عَلَيْكِ اصْبِرِيْ وَلَا تَخْمِشِيْ عَلَيَّ وَجْهَهَا وَلَا تُشَقِّيْ عَلَيَّ جَيْبَكِ اے بہن قسم ہی تمہیں میرے حق کی کہ جو تم پر ہی کہ تم میری مفارقت اور مصیبت میں صبر کرو جیسا کہ تم نے مصائب سابقہ پر صبر کیا ہے اور ہرگز منہ اپنا نہ پیٹو و بال اپنے نوچو اور گریبان اپنا چاک نہ کرو کہ تم دختر صابرین سے ہو ثُمَّ جَاءَ بِهَا حَتّٰى اَجْلَسَهَا عِنْدِيْ فَدَخَلَ خَيْمَتَهُ وَصَلّٰى كُلَّ لَيْلَةٍ وَاسْتَغْفَرَ وَكَذٰلِكَ اَصْحَابُهُ يُصَلُّوْنَ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ جناب سید الساجدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب وہ حضرت اپنی بہن زینب خاتون سے ارشاد بصبر وتحمل کر چکے تو اُن معظمہ کو سمجھا کر میرے پاس آپ لا کر بٹھا گئے اور وہ تمام شب حضرت نے اور تمام اصحاب نے اُس امام ابرار کے نماز و دعا و استغفار میں بسر کی وَاَمَّا نِسَائُهُ وَاَخَوَاتُهُ يَبْكِيْنَ وَيَنُحْنَ وَاحَسْرَتَاهُ مِنْ لَيْلَةٍ فِيْ يَوْمِهَا تَنْشُرُ نُجُوْمُ السَّمٰوٰتِ الْعُلٰى عَلَى الْاَرْضِ الْمَارِيَةِ بِالْاَجْسَادِ الْعَارِيَةِ لیکن بی بیاں بیٹیاں اور بہنیں اُس امام مظلوم کی تڑپتی تھیں اور زمین پر پچھاڑیں کھاتی تھیں اور یہ کہکر آواز بلند روتی تھیں کہ ہائے افسوس آج وہ شب ہی کہ جسکی صبح کو ستارہ ہائے آسمان شرافت و بزرگی زمین کربلا پر تمازت آفتاب میں برہنہ و عریاں پڑے ہونگے وَا اَسَفَاهُ مِنْ لَيْلَةٍ فِيْ صُبْحِهَا يُقْتَلُ قُرَّةُ عَيْنِ الرَّسُوْلِ وَتُسْبٰى بَنَاتُ فَاطِمَةَ الْبَتُوْلِ اور ہائے افسوس یہ شب وہ شب قیامت ہی کہ جسکی صبح کو نور چشم رسولخدا اور دلبند علی مرتضے ابن ابیطالب تشنہ مثل گوسفند قربانی زمین ماریہ پر قتل ہوگا اور دختران بتول عذرا جناب فاطمہ زہرا علیہا التحیۃ والثناء مثل کنیزان حبش و زنگبار کے مقید و گرفتار ہونگی مومنین ہر چند کہ جناب سید الشہدا دوسری تاریخ محرم سے مبتلا بلا و گرفتار بمصائب لا تعد و لا تحصی تا دہم ماہ محرم رہے لیکن جو دو روز آخیر یعنی روز نہم و دہم محرم میں مصائب سخت اُن حضرت پر گذرے ایسا ممکن نہیں ہی کہ اُن سب کو بتفصیل کوئی بھی بیان کر سکے کتاب کافی میں عبد الملک سے منقول ہی کہ کہا اُس نے سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ صَوْمِ تَاسُوْعَا وَعَاشُوْرَا مِنَ الْمُحَرَّمِ فَقَالَ تَاسُوْعَا يَوْمٌ حُوْصِرَ فِيْهِ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَصْحَابُهُ بِكَرْبَلَاءَ یعنی سوال کیا میں نے جناب صادق علیہ السلام سے یا ابن رسول اللہ کیا فرماتے ہیں آپ صوم نہم و دہم محرم میں آیا مومن کو چاہئے کہ ان

دو دن میں روزہ رکھے یا نہیں حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ اے عبد الملک روز تاسوعا یعنی روز نہم ماہ محرم وہ روز مصیبت
ہی کہ اُس روز جناب امام حسینؑ فرزند رسول الثقلین مع اپنے اعوان و انصار کے نرغہ کفار و مجمع ستم شعار میں گھر گئے تھے
اور ہر طرف سے پیادہ و سوار نے لشکر مخالف کے اُس امام ابرار کو محاصرہ کر لیا تھا وَفَرِحَ ابْنُ مَرْجَانَةَ وَ
ابْنُ سَعْدٍ بِتَوَافُرِ الْخَيْلِ وَكَثْرَتِهَا وَاسْتَضْعَفُوا فِيهِ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَصْحَابَهُ
وَأَيْقَنُوا أَنَّهُ لَا يَأْتِي الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَاصِرٌ وَلَا يُمِدُّهُ أَهْلُ الْعِرَاقِ بِأَبِي
الْمُسْتَضْعَفُ الْغَرِيبُ اور اُس روز ابن زیاد و ابن سعد بسبب کثرت پیادہ و سوار کے نہایت شاد و مسرور تھے اور جناب
امام حسینؑ و اصحاب اُنکے مجبور و ضعیف و متحیر و پریشان تھے اور اُنحضرت پر ہر طرف سے راہ چارہ و تدبیر کی بند تھی اور ابن
سعد اور ہمراہیوں کو اُس ملعون کے سرور حاصل تھا اسلئے کہ اُن سب کو یقین ہو گیا تھا کہ اب کوئی ناصر و مددگار اُس
جگر گوشہ رسول مختارؐ کا عراق و غیر عراق سے نہ آئے گا بعد اُسکے جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ فدا ہوں ماں و
باپ میرے اُس امام مجبور و ضعیف و غریب پر کہ جو نرغہ کفار بدکردار میں باین بیکسی مبتلا و گرفتار تھے ثُمَّ قَالَ وَأَمَّا
يَوْمَ عَاشُورَا فَيَوْمٌ أُصِيبَ فِيهِ الْحُسَيْنُ صَرِيعًا بَيْنَ أَصْحَابِهِ وَأَصْحَابُهُ حَوْلَهُ
صَرْعَى عُرَاةً پھر فرمایا اُن حضرتؑ نے کہ روز عاشورا وہ دن ہی کہ جس روز امام حسین علیہ السلام شہید
ہوئے اور لاش مطہر اُس امام مظلوم کی درمیان لاشہائے اصحاب کے غلطان بخاک و خون پڑی تھی اور لاشہائے شہدا
گرد لاش اقدس اُنحضرت کے عریاں پڑے تھے وَرَبِّ الْبَيْتِ مَا هُوَ يَوْمُ صَوْمٍ وَمَا هُوَ إِلَّا يَوْمُ حُزْنٍ
وَمُصِيبَةٍ عَلَى أَهْلِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ پس حضرتؑ نے فرمایا قسم بخدائے
خانہ کعبہ کہ ہرگز روز عاشورہ روز صوم نہیں ہے بلکہ وہ روز روز حزن و الم و مصیبت و غم کا ہے اہل آسمان و زمین و
مومنین پر وَيَوْمُ فَرَحٍ وَسُرُورٍ لِابْنِ مَرْجَانَةَ وَآلِ زِيَادٍ وَأَهْلِ الشَّامِ وَذَلِكَ يَوْمٌ
بَكَتْ بِقَاعُ الْأَرْضِ خَلَا بُقْعَةِ الشَّامِ اور روز عاشورا روز فرحت و سرور ہے واسطے ابن زیاد و آل زیاد و اہل
شام بد انجام کے اور یہ روز وہ روز مصیبت ہی کہ اس روز تمام زمین سے شور گریہ و بکا و نوحہ و عزا کا مصیبت جناب
سید الشہدا علیہ التحیۃ و الثنا میں بلند تھا مگر زمین شام بد انجام کہ اُس زمین سے اُس روز صدائے مبارکباد عوض غم و الم
کے بلند تھی فَمَنْ صَامَ فِيهِ حَشَرَهُ اللّٰهُ تَعَالَى مَعَ آلِ زِيَادٍ مَمْسُوخَ الْقَلْبِ مَسْخُوطًا عَلَيْهِ وَ

وَمَنِ ادَّخَرَ اِلٰی مَنْزِلِہٖ ذَخِیْرَۃً اَعْقَبَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نِفَاقًا فِی قَلْبِہٖ اِلٰی یَوْمِ یَلْقَاہُ وَیَنْزِعُ عَنْہُ الْبَرَکَۃَ وَعَنْ اَھْلِبَیْتِہٖ وَوُلْدِہٖ وَشَارَکَہُ الشَّیْطَانُ فِیْ جَمِیْعِ ذٰلِکَ یعنی فرمایا جناب ن علیہ السلام نے کہ جو شخص عاشورے کے دن روزہ رکھے اور اُس روز کو روز برکت جانے تو حق سبحانہ تعالیٰ اسکو محشور کریگا ہمراہ آل زیاد علیہ اللعنہ والعذاب کے درآں حالیکہ دل اُسکا مسخ اور مغضوب بغضب خدائے جبار و معاتب بعتاب خدائے قہار ہوگا اور جو شخص کہ اُس روز نحس و شوم میں ذخیرہ جمع کرے اپنے گھر میں تو حق سبحانہ تعالیٰ دل میں اُسکے ذخیرہ نفاق جمع کرے گا تا روز قیامت اور برکت اپنی اُس سے اور اُسکے اہلبیت و اولاد سے انتزاع کریگا اور اُن سب امور میں شیطان شریک اُسکا ہوگا پس چاہیئے ہر مؤمن کو کہ دن عاشورے کے بنیت روزہ کی نہ کرے بلکہ تا عصر فاقہ کرے اور اُس روز بجز گریہ و بکا و ماتم جناب سیّد الشہدا علیہ السلام کے اور کسی طرف متوجہ نہ ہو اور لعنت کرتا رہے ابن زیاد و یزید پلید و عمر سعد و اتباع پر اُنکے کہ یہی شعار و علامات شیعیان علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا ہے

اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ۝

مجلس سولھویں مشتمل ہے بعض حالات شب دہم ماہ محرّم پر کہ وہ بارشادِ جناب امامِ زین العابدین علیہ السلام منقول ہیں

رُوِیَ فِی الْکُتُبِ الْمُعْتَبَرَۃِ کَالْبِحَارِ وَغَیْرِہٖ عَنْ اِبْنِ وَھَبٍ اَنَّہٗ قَالَ دَخَلْتُ یَوْمَ عَاشُوْرَا اِلٰی دَارِ الْاِمَامِ وَسَیِّدِیْ جَعْفَرِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَرَاَیْتُہٗ سَاجِدًا کتب معتبرہ اخبار میں مثل بحار الانوار وغیرہ کے وہب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ کہا اُسنے ایک مرتبہ روز عاشورا یعنی دہم ماہ محرّم کو میں دولتسرائے امام بحق جناب حضرت صادق علیہ السلام میں بقصد زیارت حاضر ہوا دیکھا میں نے کہ وہ حضرت محراب عبادت میں سربسجدہ مشغول بطاعت ہیں فَجَلَسْتُ مِنْ وَرَائِہٖ فَاَطَالَ فِیْ سُجُوْدِہٖ وَبُکَائِہٖ فَسَمِعْتُہٗ یُنَاجِیْ رَبَّہٗ وَیَقُوْلُ پس میں پس پشت اقدس بیٹھ گیا اور دیکھا میں نے کہ آنحضرت نے سجدہ کو طول دیا اور بکمال بیتابی اُسوقت روتے ہیں اور پروردگار اپنے سے مناجات میں یہ عرض کرتے ہیں

يَا مَنْ خَصَّنَا بِالْكَرَامَةِ وَوَعَدَنَا الشَّفَاعَةَ وَحَمَّلَنَا الرِّسَالَةَ وَجَعَلَنَا وَرَثَةَ الْأَنْبِيَاءِ السَّابِقَةِ وَخَتَمَ بِنَا الْأُمَمَ السَّابِقَةَ یعنی پکارتا ہوں میں اُس قادر توانا و منعم ہر دوسرا کو کہ جس نے ہم اہل بیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو خاص کیا ساتھ کرامت و بزرگی کے اور اپنے فضل و کرم سے ہمیں شفیع خلق کیا اور ہمیں متحمل کیا بار رسالت کا اور ہمکو وارث کیا انبیائے سابقہ کا اور ہم پر ختم کیا نبوت و رسالت کو وَأَعْطَانَا عِلْمَ مَا بَقِيَ وَمَا مَضَى وَجَعَلَ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْنَا اور پکارتا ہوں میں اُس منعم حقیقی کو کہ جس نے عطا فرمایا ہمکو علم تمام کان و مایکون اور مائل کئے طرف ہمارے قلوب مومنین کے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِزُوَّارِ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الَّذِي أَنْفَقُوا أَمْوَالَهُمْ فِي مَحَبَّتِهِ وَأَشْخَصُوا أَبْدَانَهُمْ رَغْبَةً فِي بِرِّهِ اے پروردگار عالم میں امیدوار ہوں تیری رحمت کاملہ سے کہ بخشدے تو مجھ کو اور اُن سب کو کہ جو زائر ہیں قبر مطہر امام حسین علیہ السلام کے کہ جنہوں نے مال اپنے محبت امام حسین علیہ السلام میں خرچ کیے ہیں اور بدن اپنے لاغر کیے ہیں بتوقع اسکے کہ صلہ اسکا آنحضرت سے نیک لیں گے اَللّٰهُمَّ فَكَافِهِمْ عَنَّا بِرِضْوَانِكَ وَاحْفَظْهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ فِي أَمَانِكَ وَاكْفِهِمْ شَرَّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ وَشَرَّ كُلِّ ضَعِيفٍ مِنْ خَلْقِكَ شَدِيدٍ اور اے مالک میں امیدوار ہوں تجھ سے کہ تو اپنے کرم سے عوض کر اُن سے ساتھ رضا و خوشنودی اپنی کے اور شب و روز محفوظ رکھ تو اپنی حفظ و امان میں اور دفع کر تو اُن سے شر ہر ظالم و جابر و معاند کو اور بچا تو زوار ان امام حسین علیہ السلام کو شر سے ہر ضعیف و قوی کے اپنی مخلوقات سے وَشَرَّ شَيَاطِينِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ وَأَعْطِهِمْ أَفْضَلَ مَا أَمَّلُوهُ مِنْكَ فِي غُرْبَتِهِمْ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ تِلْكَ الْوُجُوهَ الَّتِي غَيَّرَتْهَا الشَّمْسُ فِي مَوَدَّتِنَا اے حافظ حقیقی دفع کر تو زوار ان امام حسین علیہ السلام سے شر شیاطین انس و جن کو اور اے کریم عطا کر تو اُن کو افضل و بہتر اُس سے کہ جس چیز کے وہ امیدوار ہیں تجھ سے سفر غربت زیارت میں خداوندا رحم کر تو اُن کی روہائے پاکیزہ پر کہ جنکو حرارت آفتاب نے متغیر کر دیا ہے ہماری محبت میں وَارْحَمْ تِلْكَ الْخُدُودَ الَّتِي تَقَلَّبَتْ عَلَى قَبْرِ جَدِّي الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَارْحَمْ تِلْكَ الْأَعْيُنَ الَّتِي جَرَتْ دُمُوعُهَا رَحْمَةً اور اے رحیم رحم کر تو اُن رخساروں پر کہ جو رگڑے گئے ہیں قبر مطہر میرے جد امجد امام حسین علیہ السلام پر اور رحم فرما تو اُن آنکھوں پر کہ جن سے اشک

جاری ہوئے ہیں ہم اہلبیتؑ کے غم میں وَارْحَمْ تِلْكَ الصَّرْخَةَ الَّتِي كَانَتْ لَنَا اَللّٰهُمَّ اِنِّي
اَسْتَوْدِعُكَ تِلْكَ الْاَنْفُسَ وَتِلْكَ الْاَبْدَانَ حَتّٰى تَرْوِيَهُمْ مِنَ الْحَوْضِ يَوْمَ الْعَطَشِ
الْاَكْبَرِ اور اے پروردگار عالم رحمت اپنی نازل کر تو اُس آواز گریہ و بکا پر کہ جو بلند ہوئی ہے ہماری مصیبت
میں خداوندا سپرد کرتا ہوں میں تیری جانوں کو اُن کی اور اُن کے بدنوں کو یہاں تک کہ سیراب کرے تو اُن کو حوض کوثر
سے اُس روز کہ جس روز روز تشنگی عظیم کا ہے وَتُدْخِلَهُمْ فِي الْجِنَانِ وَتُسَهِّلَ عَلَيْهِمُ الْحِسَابَ اِنَّكَ
الْكَرِيْمُ الْوَهَّابُ اور اے حافظ حقیقی سونپتا ہوں میں زوار ان امام حسینؑ کو تیری حفاظت و حمایت میں یہاں تک کہ تو اُن
سب کو داخل بہشت کرے اور حساب اُن پر سہل اور آسان فرمائے اور تو بڑا صاحب بخشش و کرم ہے فَمَا زَالَ يَدْعُو
لَهُمْ فِي مِحْرَابِ عِبَادَتِهِ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ سَجْدَتِهِ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَدُمُوْعُهُ تَجْرِيْ
عَلٰى خَدَّيْهِ وہب کہتے ہیں کہ ایک عرصہ دراز تک جناب صادق علیہ السلام واسطے زوار ان امام حسین
علیہ السلام کے سجدہ میں دُعا کرتے رہے پس جبکہ آنحضرت نے سر اقدس سجدہ سے بلند کیا میں نے کھڑے ہو کر سلام عرض
کیا فَقُلْتُ لَهٗ يَا سَيِّدِيْ لَا اَبْكَى اللّٰهُ لَكَ عَيْنًا مِمَّا بُكَاؤُكَ فَقَالَ لِيْ اَوَ فِيْ غَفْلَةٍ
عَنْ هٰذَا الْيَوْمِ اِنَّ جَدِّيَ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ قُتِلَ مِثْلَ هٰذَا الْيَوْمِ پس بعد تسلیم
کے عرض کی میں نے کہ اے آقائے کونین حق سبحانہ تعالے کبھی چشم مبارک کو حضرت کی گریاں نہ کرے سبب حضرت کی اس
قدر گریہ و بکا کا کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ اے وہب کیا تو حال پر اختلال سے آج کے غافل ہے آیا تجھے نہیں معلوم ہے
کہ مثل آج کے دن کے جد عالیمقدار میرے جناب امام حسین علیہ السلام ہاتھ سے اعدائے دین کے شہید ہوئے فَقُلْتُ
لَهٗ يَا سَيِّدِيْ فَمَا الَّذِيْ اَفْعَلُ فِيْ يَوْمِيْ هٰذَا پس میں نے یہ سنکر عرض کی کہ سردار میرے ارشاد ہو
کہ آج کے دن مجھے کیا کرنا چاہیئے قَالَ عَلَيْكَ السَّلَامُ مَنْ زَارَ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ بَعِيْدٍ اَقْصٰى وَ
وَمِنْ قَرِيْبٍ اَدْنٰى وَجَدِّدْ عَلَيْهِ الْحُزْنَ وَالْعَزَاءَ وَاَكْثِرْ عَلَيْهِ الْجَزَعَ وَالْبُكَاءَ
فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ اے وہب زیارت بجالا تو آج کے روز امام حسین علیہ السلام کی دور سے ہو یا نزدیک
سے اور تازہ کر تو غم و الم اپنا اور بیتاب ہو کر رو تو مصیبت امام حسین علیہ السلام میں فَقُلْتُ لَهٗ يَا مَوْلَايَ اِنِّيْ
اِنَّ الدُّعَاءَ الَّذِيْ سَمِعْتُهٗ مِنْكَ كَانَ لِمَنْ لَا يَعْرِفُ اللّٰهَ اَبَدًا لَظَنَنْتُ اَنَّ النَّارَ لَا تَطْعَمُ مِنْهُ شَيْئًا

پھر میں نے عرض کی کہ یابن رسول اللہؐ جو دُعا کہ اس غلام نے اسوقت حضرت سے واسطے زواران امام حسین علیہ السلام کے سُنی ہے اگر حضرت اسطرح سے دعا واسطے کسی ایسے شخص کے فرمائیں کہ جو معرفت خدائے عزوجل نہیں رکھتا ہے یقین ہی سمجھو کہ آتش دوزخ اُس شخص کو ہرگز مس نہ کرے وَاللّٰہِ تَمَنَّیْتُ اَنِّیْ کُنْتُ زُرْتُہٗ قَبْلَ اَنْ حَجَجْتُ فَقَالَ لِیْ فَمَا الَّذِیْ یَمْنَعُکَ مِنْ زِیَارَتِہٖ اے فرزند رسول مختار صلی اللہ علیہ وآلہ قسم بخدائے عزوجل اب یہ دُعا حضرت سے سنکر میں کمال آرزومند اسکا ہوا ہوں کہ بحول اللہ پہلے حج سے زیارت جناب سید الشہدا علیہ السلام کی بجالاؤں حضرت نے فرمایا مجھ سے کہ اے وہب ابتک کون چیز مانع تھی تجھے زیارت بجالانے قبر مطہر امام حسین علیہ السلام سے فَقُلْتُ لَہٗ یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ جُعِلْتُ فِدَاکَ لَمْ اَدْرِ اَنَّ الْاَجْرَ یَبْلُغُ ذٰلِکَ حَتّٰی سَمِعْتُ دُعَائَکَ لِزُوَّارِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ میں نے عرض کی کہ اے آقائے عالیمقدار سبب میرے محروم رہنے کا شرف زیارت امام حسین علیہ السلام سے یہ ہے کہ مجھے یہ ابتک نہ معلوم تھا کہ اجر و ثواب زائرین کا اسقدر ہے یہانتک کہ اب میں نے دُعا حضرت کی واسطے زواران امام حسین علیہ السلام کے سُنی فَقَالَ لِیْ یَابْنَ وَهَبٍ اَنَّ الَّذِیْ یَدْعُوْا لِزُوَّارِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَکْثَرُ فِی السَّمَآءِ وَ یَدْعُوْا لَهُمْ فِی الْاَرْضِ حضرت نے فرمایا کہ اے ابن وہب دُعا کرنے والے واسطے زائرین امام حسین علیہ السلام کے آسمان پر بہت ہیں بہ نسبت اُن لوگوں کے کہ جو دعا کرتے ہیں اُن کے لیئے زمین پر فَاِیَّاکَ تَدَعُ الْخَوْفَ اَحَدٍ زِیَارَتَہٗ لِمَنْ تَرَکَھَا رَاَی الْحَسْرَۃَ وَالنَّدَامَۃَ حَتّٰی یَتَمَنّٰی اَنَّ الْقَبْرَ یُنْبِذُہٗ فَبَکٰی وَ بَکَیْتُ بِبُکَآئِہٖ پس اے ابن وہب ہرگز نہ چھوڑنا زیارت امام حسین علیہ السلام کو اس لیے جو شخص کہ ترک کریگا زیارت اُس جناب کی وہ شخص بعد مرگ کمال نادم و منفعل ہوگا اور کمال متحسر و نادم ہوگا یہانتک کہ بعد دفن کے آرزومند ہوگا اسکا کہ کاش مجھے قبر میری نکال کر باہر پھینکدے کہ تا میں زیارت اُس امام مظلوم کی بجالاؤں پس یہ فرماکر جناب صادق علیہ السلام بہت روئے یہانتک کہ ریش مطہر آنسوؤں سے تر ہوگئی اور میں بھی آنحضرت کے رونے سے بہت رویا پس حضرت خوشا بحال اُن مومنین کے کہ جو سعادت زیارت امام حسین علیہ السلام سے فائز ہوتے ہیں اور مصیبت اُس امام بیکس پر گریہ و بکا کرتے ہیں اب یہ مقام غور ہے کہ جس حالت میں یہ درجات عالی ہوں اُن لوگوں کے کہ جو زوار و ماتم دار ہوں امام حسین علیہ السلام کے پس خوشا بحال اُن مومنین کاملین کے

کہ جنہوں نے روز عاشورا جان اپنی نثار کی اُس امام کو نین پر اور اُن میں سے کسی کو محبت امام حسین علیہ السلام میں
ہرگز خیال اپنی جان و مال و فکر عیال و اطفال نہ تھا اور ہر ایک اُن میں سے تیر و نیزہ و شمشیر اپنے بدن پر بکمال سرور
کھاتا تھا اور ایک دوسرے پر جان دینے میں سبقت کرتا تھا کون ایسا ہے کہ شمہ فضائل درجات عالیات سے انکے بیان
کرے لَقَدْ رُوِیَ فِیْ مَقْتَلِ اَبِیْ مِخْنَفٍ وَ الْمَلْهُوْفِ وَ الْاِرْشَادِ عَنْ سَیِّدِ
السَّجَّادِ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ عَلٰی اٰبَائِهٖ وَ اَبْنَائِهِ الْاَمْجَادِ اَنَّهٗ قَالَ قَدْ جَمَعَ اَبِیْ اَوْلَادَهٗ
وَ اَهَالِیَهٖ وَ اَصْحَابَهٗ وَ مَوَالِیَهٖ عِنْدَ قُرْبِ الْمَسَاءِ فِی اللَّیْلِ الْعَاشِرِ مقتل ابو مخنف و کتاب ملہوف سید ابن طاؤس
رحمۃ اللہ و ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمہ میں جناب سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا
آنحضرت نے جبکہ شام شب عاشورا داخل ہوئی اُسوقت پدر بزرگوار میرے جناب امام حسین علیہ السلام نے سب اپنی اولاد
و اعوان و انصار کو اپنے حضور میں طلب فرمایا فَدَنَوْتُ مِنْهُ مَا یَقُوْلُ لَهُمُ السَّیِّدُ الْجَلِیْلُ وَ اَنَا اِذْ
ذَاکَ مَرِیْضٌ عَلِیْلٌ ہر چند کہ میں اُس شب کو بہت ہی بیمار و علیل تھا لیکن میں نے بخیال اسکے کہ تا میں یہ معلوم
کروں کہ کیوں آنحضرت نے اسوقت اپنے رفقا و اصحاب کو جمع کیا ہے اور سنوں میں کہ حضرت اُن سب سے کیا فرماتے ہیں لہذا
میں نے اُفتاں و خیزاں اپنے تئیں خدمت بابرکت میں پہونچایا فَسَمِعْتُ اَبِیْ یَقُوْلُ لَهُمْ یَا اَهْلَ الْوَفَاءِ
اُثْنِیْ عَلَی اللّٰهِ اَحْسَنَ الثَّنَاءِ وَ اَحْمَدُهٗ عَلَی السَّرَّاءِ وَ الضَّرَّاءِ پس جبکہ سب
اصحاب و اقربا حسب الارشاد جمع ہو چکے سنا میں نے کہ پدر عالیمقدار میرے امام حسین علیہ السلام نے اُن سب سے فرمایا
کہ اے اہل وفا حمد و ثنا بجالاتا ہوں میں پروردگار عالم کی اور حمد و شکر بجالاتا ہوں میں خدائے عز و جل کا ہر نفع و ضرر میں
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَحْمَدُكَ عَلٰی اَنْ اَکْرَمْتَنَا بِالنُّبُوَّةِ وَ الرِّسَالَةِ وَ عَلَّمْتَنَا الْقُرْاٰنَ وَ فَهَّمْتَنَا
الْاَدْیَانَ وَ اَعْطَیْتَنَا عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ وَ جَعَلْتَ لَنَا اَبْصَارًا وَ اَسْمَاعًا وَ اَفْئِدَةً
فَاجْعَلْنَا مِنَ الشَّاکِرِیْنَ پس اے خداوند جلیل حمد کرتا ہوں میں تیری اور شکر بجالاتا ہوں میں تیرا اس نعمت عظمیٰ پر کہ
مشرف و بزرگ کیا تو نے ہم اہلبیت رسول خدا کو تمام عالم سے بسبب اسکے کہ عطا فرمایا تو نے ہمیں نبوت و رسالت کو اور
کرامت کیا تو نے ہمیں علم قرآن مجید کا اور واقف کیا تو نے ہمکو ادیان سابقہ سے اور عطا فرمایا تو نے ہمیں علم اولین و آخرین
کا اور بخشی تو نے ہمیں چشم بینا اور گوش شنوائے حق اور قلب با معرفت پس امیدوار ہوں تیرے فضل و کرم سے کہ مجھے زمرہ شکر

گذاروں سے محسوب کر اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ لَا اَعْلَمُ اَصْحَابًا اَوْفٰی مِنْ اَصْحَابِیْ وَلَا اَهْلَبَیْتٍ اَبَرَّ وَاَوْصَلَ مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ فَجَزَاكُمُ اللّٰهُ عَنِّیْ خَیْرَ الْجَزَاءِ اَلَا وَاِنِّیْ لَاَظُنُّ یَوْمًا لَنَا مِنْ هٰؤُلَاءِ بدرستی کہ جو اصحاب مروت کردار اور انصار وفا شعار و اقربائے متقی و پرہیزگار و اہلبیت اخیار و ابرار پروردگار عالم نے مجھے عطا فرمائے ہیں مجھے یقین ہے کہ ایسے اصحاب باوفا و اہلبیت باصلاح و اتقا کسی کو انبیائے مرسلین و اوصیائے سابقین سے مرحمت نہیں فرمائے ہیں پس جناب اقدس الٰہی تم سب کو عوض اس مروت و وفا کا کہ جو تم میرے ساتھ کرتے ہو جزائے خیر عطا فرمائے آگاہ ہو اے جماعت نیکوکار مجھے ہرگز اب توقع و گمان اسکا نہیں ہے کہ کوئی دن ایسا ہوگا کہ یہ سب اعدائے دین مجھ سے بہ نیکی پیش آئیں گے اور اس ظلم و ستم سے دست بردار ہونگے بلکہ ہر دم و ہر لمحہ یقین ضرر کا ان اشقیا سے ہے وَاِنِّیْ اَذِنْتُ لَكُمْ فَانْطَلِقُوْا فِیْ حِلٍّ اٰمِنِیْنَ وَتَفَرَّقُوْا فِیْ سَوَادِ هٰذَا اللَّیْلِ مُسْتَتِرِیْنَ پس میں تم سب عزیز و اقربا و اصحاب باوفا کو برضا و رغبت اجازت دیتا ہوں اسکی کہ تم فقط مجھے یہاں تنہا چھوڑ کر کسی سمت کو چلے جاؤ اور جلد اس پردہ شب میں جابجا متفرق ہو کر نکل جاؤ اور اپنے تئیں معرض ہلاکت سے بچاؤ اور میں ہرگز تم سے ناخوش و آزردہ نہ ہونگا وَزَادَ السَّیِّدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَنَّهٗ قَالَ لَهُمْ وَلْیَاْخُذْ كُلُّ رَجُلٍ مِّنْكُمْ بِیَدِ رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ بَیْتِیْ وَانْطَلِقُوْا وَذَرُوْنِیْ وَهٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ فَاِنَّا بُغْیَةُ هٰؤُلَاءِ الْاَرْجَاسِ وَقَتْلِیْ مُرَادُهُمْ دُوْنَ النَّاسِ اور سید ابن طاؤس رح نے یوں نقل کیا ہے کہ آنحضرت نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم بھی اس پردہ شب میں کسی سمت کو چلے جاؤ بلکہ ہر ایک تم میں سے میرے اہلبیتؑ کا ہاتھ پکڑ کر اس معرض بلا سے نکال لیجاؤ فقط مجھے اس قوم ستمگار میں چھوڑ جاؤ کہ ان سب کو مقصود فقط قتل مجھ مظلوم کا ہے اور یہ سب بے ایمان میرے ہی دشمن جان ہیں اگر تم قصد جانے کا یہاں سے کرو گے تو کوئی تم سے متعرض نہ ہوگا فَقَامَ اِلَیْهِ اِخْوَتُهٗ وَاَبْنَاؤُهٗ وَاَصْحَابُهٗ فَتَقَدَّمَ مِنْهُمْ عَشِیْرَتُهٗ وَاِخْوَتُهٗ یَا سَیِّدَنَا لَا اَرَانَا اللّٰهُ ذٰلِكَ اَبَدًا اَنْ یَّبْقٰی بَعْدَكَ حَیًّا سَاعَةً ہرچند کہ اصحاب نے اُن حضرت کے چاہا کہ ہم پہلے جواب اس ارشاد فیض بنیاد کا عرض کریں لیکن عظمت و جلالت عزیز و اقربائے اُن حضرت کے اُن سب کو مانع سبقت و اقدام جواب پر ہوئی پس بھائی و بھانجے و بھتیجے و بیٹے حضرتؑ کے آگے بڑھے اور سب نے عرض کی کہ اے امام مومنین و اے سردار مشرقین خداوند عالم ہمیں یہ نہ دکھلائے کہ ہم زندہ

رہیں اور دشمن حضرت کے زندہ نہ ہوں لَا وَاللّٰہِ مَا نَفْعَلُ وَلٰكِنْ نَفْدِيكَ بِأَنْفُسِنَا وَ أَرْوَاحِنَا وَ نُقَاتِلُ بَيْنَ يَدَيْكَ وَ قَبَّحَ اللّٰہُ الْعَيْشَ بَعْدَكَ ورقسم بخدائے عزّ وجلّ یہ کبھی ہم سے نہ ہوگا کہ ہم آپ کو اس نرغہ کفار ستم شعار میں تنہا چھوڑ کر چلے جائیں اور جان اپنی حضرت سے عزیز کریں بلکہ ہم جان اپنی ان قدموں پر فدا کریں گے اور روبرو حضرت کے ان اشقیا سے لڑ کر مر جائیں گے و بدترین زندگی و حیات ہے وہ حیات کہ آپ سا امام کونین شہید ہو اور ہم غلام زندہ رہیں حق سبحانہ تعالے برکت نہ دے ایسے جینے میں وَبَدَءَ بِهٰذَا الْقَوْلِ أَخُوهُ عَبَّاسُ ابْنُ عَلِيٍّ وَ تَبِعَهُ الْجَمَاعَةُ أَقْرِبَائِہٖ عَلَيْهِ فَتَكَلَّمُوا بِمِثْلِهٖ منقول ہے کہ جنے جماعت اقربائے اس جواب باصواب میں سبقت کی وہ جناب بھائی حضرت کے جناب عباس بن علی علیہما السلام تھے پس جو کچھ کہ اس فرزند حیدر کرار نے حضرت سے عرض کی وہی سب بھائی و بھتیجوں و بیٹوں نے عرض کی فَنَظَرَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلٰى بَنِي عَقِيلٍ وَقَالَ لَهُمْ حَسْبُكُمْ مِنَ الْقَتْلِ بِمُسْلِمِ بْنِ عَقِيلٍ فَاذْهَبُوا أَنْتُمْ فَقَدْ أَذِنْتُ لَكُمْ راوی کہتا ہے جبکہ امام حسین علیہ السلام نے کلام وفا و مروّت التیام ہذا اقربائے سنا اس وقت طرف اولاد عقیل کے دیکھا اور فرمایا کہ اے سعادت مندو تمہیں کافی ہے قتل ہونا مسلم بن عقیل کا جو کہ حق محبت قرابت تھا وہ تم سب سے ادا ہوا اب تمہارے لیے مناسب ہے کہ تم اپنے تئیں معرض تلف میں نہ ڈالو اور کسی سمت کو اس دشت مصیبت و بلا سے نکلکر شب کو چلے جاؤ اور میرے ساتھ جان اپنی نہ دو اور یہ امر موجب میری ناخوشی کا نہیں ہے فَقَالُوا يَا سَيِّدَنَا اِنَّمَا يَقُولُ النَّاسُ لَنَا وَ مَاذَا نَقُولُ لَهُمْ اِذَا تَرَكْنَا شَيْخَنَا وَ سَيِّدَنَا وَ لَمْ نَرْمِ مَعَهٗ بِسَهْمٍ وَلَا نَطْعَنْ مَعَهٗ بِرُمْحٍ وَلَمْ نَضْرِبْ مَعَهٗ بِسَيْفٍ وَلَا نَدْرِي مَا صَنَعُوا بِهٖ پس اولاد عقیل نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ سبحان اللہ اگر خدانخواستہ ایسا امر قبیح ہم سے وقوع میں آئے اور رفاقت میں آپکی نہ ہمارے بدن پر کوئی تیر لگا ہو اور نہ کوئی نیزہ لگا ہو اور نہ تلوار سے ہم زخمی ہوئے ہوں اور نہ کچھ حال آپکا ہمیں معلوم ہو کہ ہاتھ سے اعدائے دین کے آپ پر کیا گذرا پس باوصف ان سب امروں کے اگر ہم حضرت کو نرغہ کفار ستم شعار میں تنہا چھوڑ کر چلے جائیں تو ہم کیا جواب دینگے اس شخص کو کہ جو ہم سے پوچھے کہ سبب کیا ہے کہ تم اپنے سردار عالیمقدار و آقائے نامدار فرزند رسول مختار کو مجمع اشقیائے بدکردار میں چھوڑ آئے

اور اپنی جان کہ ایسے رئیس قوم بلکہ سید عالم سے عزیز کی وَاللّٰہِ نُفَدِّیْ اَنْفُسَنَا وَاَرْوَاحَنَا وَ
نَمُوْتُ مَعَکَ پس قسم بخدائے عزوجل کہ ہم ہرگز ساتھ حضرت کا نہ چھوڑیں گے جب تک جان اپنی ان
قدموں پر نہ فدا کریں گے ثُمَّ قَامَ اِلَیْہِ اَعْوَانُہٗ وَاَنْصَارُہٗ جَمِیْعًا فَبَدَءَ بِالْقَوْلِ مُسْلِمُ
بْنُ عَوْسَجَۃَ وَھُوَ کَانَ مِنَ الصُّلَحَآءِ وَالْعُبَّادِ وَمِنَ الْاَ
صْفِیَاءِ وَالزُّھَّادِ جبکہ اقربا حضرت کے جواب باصواب عرض کر چکے اُسوقت سب اصحاب وفا شعار و
اعوان و انصار دست بستہ ہو کر واسطے جواب کے سامنے آئے اور اُن سب میں سے جنھے کہ سبقت جواب میں کی
وہ مسلم بن عوسجہ رضی اللہ عنہ تھے منقول ہے کہ وہ بزرگوار اصحاب کبار فرزند رسول مختارؐ سے تھے اور زمرہ
عباد و صلحاء و زہاد و اتقیا میں سربرآوردہ تھے فَقَالَ لَہٗ یَا سَیِّدِیْ اَنَحْنُ نُخَلِّیْ عَنْکَ
وَبِمَ نَعْتَذِرُ اِلَی اللّٰہِ فِیْ اَدَاءِ حَقِّکَ پس مسلم بن عوسجہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ
اگر ہم غلام آپ کے آپ سی سید و سردار کو بن کو ایسی مصیبت و بلا میں مبتلا چھوڑ کر آج چلے جائیں تو کل جناب
احدیت کو کیا جواب دیں اسکا کہ جب وہ ہم سے سوال کرے کہ جو حقوق رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے تمہاری
گردنوں پر تھے آیا اُن حقوق کا یہی عوض تھا کہ تم اولاد امجاد کو اپنی نبی کی ایسے وقت بیکسی و مصیبت میں
تنہا چھوڑ کر چلے گئے اور جان اپنی اُن سے عزیز کی اور پاس اُن کی جان اور اپنے ایمان کا نہ کیا وَاللّٰہِ لَا یَکُوْنُ
ذٰلِکَ حَتّٰی اَطْعَنَھُمْ بِرُمْحِیْ وَاَضْرِبَھُمْ بِسَیْفِیْ مَا ثَبَتَ قَائِمُہٗ بِیَدِیْ وَاُقَاتِلَھُمْ
بِہٖ وَلَوْ لَمْ یَکُنْ مَعِیَ سِلَاحٌ لَقَذَفْتُھُمْ عِنْدَ الْکِفَاحِ پس قسم بخدائے
خانہ کعبہ کہ ایسا امر قبیح کبھی اس غلام سے نہ ہو گا کہ میں معاذ اللہ حضرت کو چھوڑ کر چلا جاؤں بلکہ فدوی کو ہرگز
مراحت نہ ہو گی جب تک کہ نیزہ میرا سینہ ہائے کفار ستم شعار میں نہ در آئیگا اور تلوار آبدار سے ٹکڑے اس قوم
بدکردار کے نہ کرونگا اور جب تک کہ قبضۂ شمشیر میرے ہاتھ میں رہے گا قتل کفار سے دست بردار نہ ہونگا اور
اگر قسم نیزہ و تلوار سے بوقت جنگ میرے پاس نہ رہے گا تو پتھروں سے ان اشقیا کو مجروح و سنگسار کرونگا
وَلَوْ عَلِمْتُ اَنِّیْ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُحْرَقُ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُذْرٰی وَیُفْعَلُ بِیْ ذٰلِکَ
سَبْعِیْنَ مَرَّۃً مَا فَارَقْتُکَ حَتّٰی اَلْقٰی حِمَامِیْ دُوْنَکَ ۔ اور اے فرزند رسول خدا

اگر غلام کو یقین ہو اسکا کہ میں حضرت کی رفاقت میں ہاتھ سے اس قوم نابکار کے قتل کیا جاؤں اور بعد اسکے
حق سبحانہ تعالےٰ پھر مجھے زندہ کرے اور پھر یہ ملعون مجھے آگ میں جلادیں اور پھر مجھے حق سبحانہ تعالےٰ زندہ کرے
اور پھر یہ ستمگار مجھے جلا کر خاک میری پریشان کریں اور اسی طرح ستر مرتبہ حضرت کی محبت میں بایں ذلت
وخواری مارا جاؤں جب بھی قدم ہائے مبارک سے جدا نہ ہوں اور فدا ہونا حضرت پر سے سعادت ابدی اپنی سمجھوں
فَقَامَ اِلَیْهِ زُهَیْرُ بْنُ قَیْنِ الْبَجَلِیُّ وَقَالَ لَهٗ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ اَنِّیْ قُتِلْتُ
ثُمَّ نُشِرْتُ ثُمَّ قُتِلْتُ هٰذَا اُقْتَلُ هٰكَذَا اَلْفَ مَرَّةٍ وَاَنَّ اللّٰهَ یَدْفَعُ بِذٰلِكَ الْقَتْلَ عَنْكَ
وَعَنْ هٰؤُلَاۤءِ مِنْ اَهْلِ بَیْتِكَ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ بعد مسلم بن عوسجہ کے زہیر بن قین بجلی رضی اللہ عنہ
نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ قسم بخدائے عزوجل یہ فدوی وہ جاں نثار ہے کہ اگر رفاقت میں حضرت کی میں
قتل کیا جاؤں اور خاک میری برباد و پریشان کی جائے اور پھر زندہ ہوں اور غلامی میں آپ کی مکرر قتل کیا جاؤں
اور خاکستر ہو کر برباد و پریشان ہوں یہاں تک کہ ہزار مرتبہ یہی معاملہ اس فدوی سے کیا جائے تب بھی میں
سر اپنا قدمہائے اطہر سے نہ اٹھاؤں اور ہرگز رفاقت سے ایسے آقائے عالی وقار کی دست بردار نہ ہوں لیکن حق
سبحانہ تعالےٰ عوض میں اسکے حضرت سے اور حضرت کے اقربا سے اس بلا کو دفع کرے اور آپ کو قتل سے بچائے کہ صحت
و بقا حضرت کے باعث صحت و بقائے عالم ہے فَتَكَلَّمَ اَصْحَابُهٗ وَاحِدٌ بَعْدَ وَاحِدٍ بِمِثْلِهٖ فَقَالَ
لَهُمُ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ جَزَاكُمُ اللّٰهُ خَیْرًا فَاَصْبَحُوْا كُلُّهُمْ مُسْتَبْشِرِیْنَ مُطَائِبِیْنَ وَتَوَجَّهُوْا
اِلَی الْقِتَالِ كَاَنَّهُمْ اِلَی الْعَرَائِسِ رَاغِبِیْنَ پس مطابق قول مسلم بن عوسجہ و زہیر بن قین رضی اللہ عنہما کے
سب اصحاب وفا شعار نے خدمت باسعادت جناب میں عرض کی چنانچہ امام حسین علیہ السلام نے یہ سنکر سب سے فرمایا
کہ جو حق رفاقت و دینداری تہا تم نے میرے ساتھ ادا کیا حق سبحانہ تعالےٰ عوض اسکا تمہیں بہتر و نیک عطا فرمائے
بعد اسکے حضرت نے سب اپنے اصحاب و اقربا کو رخصت کیا اور آپ تمام شب مشغول بعبادت پروردگار عالم رہے
اور اسی طرح سب جان نثار تمام شب مصروف بطاعت و مشغول برکوع و سجود و استغفار رہے یہاں تک کہ
سب سعادت مندوں نے صبح کی اسی طرح سے کہ سب کے سب مسرور و بشاش تھے اور ایک دوسرے سے مطائبہ
و خوش طبعی کرتا تھا اور ہر ایک واسطے اپنی شہادت کے دوسرے پر سبقت کرتا تھا اور اس اشتیاق سے مرنے کو

جاتا ہے کہ جس اشتیاق سے دولہا اوّل شب مشتاق طرفِ آغوش دلہن کے جاتا ہے ؎ نَاهِيكُمُ مِنْ حُبِّهِمْ
وَوِلَائِهِمْ ٭ قَوْلُ ابْنِ عَوْسَجَةَ الشُّجَاعِ الْقَارِي ٭ اِذْ خَاضَ فِي بَحْرِ الْقِتَالِ
مُسْنَجِرًا ٭ وَ اَبَادَ مَنْ بَادَ مِنَ الْفُجَّارِ مومنین ازبسکہ فضائل و مناقب جان
نثاران امام حسینؑ علیہ السلام اسقدر بے پایان ہے کہ توسن زبان ہر فرد انس و جان طے مراحل و قطع منازل
سے اُس کے درماندہ و عاجز ہے لہذا واسطے انشراح و انبساط قلوب مومنین کے اکتفا بقول مسلم بن عوسجہ رضی
اللہ عنہ کیا گیا وہ یہ ہے کہ جب وہ مرد دیندار فرزند رسول مختارؐ سے رخصت جہاد لیکر دریائے قتال میں غوطہ
زن ہوئے اور مثل شیر غضبناک اُس لشکر روباہ پر حملہ کیا اور جو کا فرید کردار معرکہ کارزار میں اُن سے دوچار
ہوئے اُسی وقت اُس نابکار کو بضرب شمشیر آبدار فی النار کیا ؎ فَسَقَوْا اِلَيْهِ طُغَاتُهُمْ بِسُيُوفِهِمْ ٭
ضَرْبًا وَ طَعْنًا فِيهِ بِالْخَطَّارِ ٭ فَهَوَى صَرِيعًا فِي الْفَلَاةِ وَرُوحُهُ ٭ كَادَتْ تَطِيرُ اِلَى
اَحَبِّ قَرَارِ پس آخر کار اُس قوم ستم شعار نے اُن سعادت مند کو ہر طرف سے گھیر لیا اور تیر و نیزہ و شمشیر بدن
اطہر پر اسقدر لگائے کہ گھوڑے سے زمین پر گر پڑے جبکہ روح اقدس اُس شہید راہ خدا کی لبوں تک پہونچی آواز
دی کہ یا حسینؑ ادرکنی ؎ فَبَكَى بِصَوْتٍ عِنْدَهُ الْحُسَيْنُ تَلَهُّفًا ٭ اِذْ كَانَ وَجْهًا مِنْ اَعَزِّ حَوَارٍ ٭ فَمَشَى
اِلَيْهِ مَعَ الْحَبِيبِ فَاَلْفَيَاهُ ٭ مُتَمَلِّئًا بِدَمِ الْجِرَاحِ جَارِي راوی کہتا ہے جبکہ امام حسین علیہ
السلام نے آواز ادرکنی کی مسلم رضی اللہ عنہ سے سُنی بہت روئے اور مفارقت پر اُس رفیق قدیم کی کمال متاسف
ہوئے اور حبیب ابن مظاہر کو ساتھ لیکر بالین سر مسلم کے پہونچے دیکھا کہ مسلم خاک و خون میں غلطان ہیں اور بسبب
تکلیف زخم ہائے کاری خاک پر تڑپ رہے ہیں اور منتظر قدوم سعادت لزوم امام حسین علیہ السلام کے ہیں پس
یہ حال پر ملال اُن سعادت مند کا دیکھ کر حبیب ابن مظاہر قریب مسلم کے بیٹھ گئے اور آواز دی کہ اے مسلم خوشخبری
ہو تم کو کہ عنقریب نعمائے بہشت سے متنعم ہوگے اور مبارک ہو تم کو ملاقات حور و غلمان جنت کی ؎ وَ اَعْلَمُ بِاَنِّي
لَاحِقٌ بِكَ عَاجِلًا ٭ اٰتٍ اِلَيْكَ وَ لَا يَتِمُّ نَهَارِي ٭ لَوْ لَاهُمَا لَوَدَدْتُ مِنْكَ
وَصِيَّةً ٭ يَا مُنْجِزَ الْمِيعَادِ وَ الْاِقْرَارِ پس حبیب نے کہا کہ اے دوست دار شہید راہ خدا تم
یقین جانو کہ میں بھی پیچھے تمہارے قبل غروب آفتاب کے تم سے آن کر ملاقات کرونگا اور مجھ میں اور تم میں فقط مفارقت

کوئی ساعت کی ہے اور اگر میں یہ جانتا کہ بعد تمہاری شہادت کے کچھ زندہ رہونگا تو میں ضرور تم سے کہتا کہ تم مجھکو کچھ وصیت کرو کہ تا میں بعد تمہارے اُسے بجالاؤں لیکن اب تمہیں تکلیف اسکی عبث وبیکار ہے اسلیئے کہ وقت اسکا باقی نہیں ہے ؎ فَاَشَارَ وَهُوَ اِذَنْ يَجُوْدُ بِنَفْسِهٖ ❊ نَحْوَ الْحُسَيْنِ وَقَالَ بِالْاِسْرَارِ ❊ اُوْصِيْ بِهٰذَا ثُمَّ فَارَقَ رُوْحُهٗ ❊ مِنْ جِسْمِهٖ صَلّٰى عَلَيْهِ الْبَارِيْ حدیث میں وارد ہے کہ جناب مسلم بن عوسجہ رضی اللہ عنہ نے یہ کلام حسرت التیام حبیب بن مظاہرؓ سے سُنا ہرچند کہ جان بلب تھی لیکن بکمال جد وکد اشارہ طرف امام حسینؑ علیہ السلام کے کیا اور اتنا کہا کہ اے حبیب وصیت میری تمسے سوا اسکے کچھ نہیں ہے کہ جبتک تم زندہ رہو فرزند رسول مختارؐ و نور چشم حیدر کرارؑ کو قتل سے بچانا اور آپ عوض اس امام مظلومؑ کے تیر و نیزہ و شمشیر کھانا بس اتنا ہی کہکر مسلم طرف جنت کے انتقال کر گئے ؎ فَبَكٰى عَلَيْهِ السِّبْطُ ثُمَّ اَتٰى بِهٖ ❊ بِمَضَاجِعِ الْقَتْلٰى مِنَ الْاَنْصَارِ ❊ وَاَفَاهُ فِي الشُّهَدَاءِ مِنْ اَصْحَابِهٖ ❊ وَسَقَى الثَّرٰى مِنْ دَمْعِهِ الْمِدْرَارِ ❊ منقول ہے کہ انتقال کرتے ہی مسلم رضی اللہ عنہ کے امام حسین علیہ السلام لاش پر اُس جاں نثار کی بہت روئے اور لاشہائے شہدا میں اُس سعادت مند کو لٹا دیا اور مفارقت پر اُس وفاشعار کے اسقدر اشک بہائے کہ زمین اشکوں سے تر ہوگئی اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝

مجلس ستّرھویں مشتمل ہے شہادت پر حضرت حُر کی

فِيْ مُحْرِقِ الْقُلُوْبِ عَنْ بَهَاءِ الدِّيْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ قَدْ وُجِدَ فِيْ عَصْرِنَا فِيْ مَسْجِدِ الْكُوْفَةِ دُرٌّ اَحْمَرُ اللَّوْنِ عَلَيْهِ مَكْتُوْبٌ ؎ اَنَا دُرٌّ مِنَ السَّمَاءِ نَثَرُوْنِيْ ❊ يَوْمَ تَزْوِيْجِ وَالِدَةِ السِّبْطَيْنِ کتاب محرق القلوب میں ملا مہدی نراقی نے بہاء الدین محمد سے اور اُسنے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ کہا اُسنے ہمارے عصر میں مسجد کوفہ سے ایک موتی سرخ رنگ کسی نے پایا دیکھا ہم سب نے کہ اُس موتی پر یہ لکھا ہے کہ میں وہ موتی ہوں کہ بروز عقد جناب فاطمہ زہراؑ بنت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ مجھے آسمان سے نثار کیا تھا ؎ كُنْتُ اَصْفٰى مِنَ اللُّجَيْنِ بَيَاضًا ❊ صَبَغَتْنِيْ دِمَاءُ نَحْرِ الْحُسَيْنِ ❊ یعنی بوقت نثار رنگ میرا ایسا صاف وسفید ونورانی تھا کہ سفیدی نقرہ سفید کو میری سفیدی سے کچھ نسبت نہ تھی لیکن جب سے کہ حلق

نازنین امام حسینؑ فرزند رسول الثقلینؐ کا خنجر ظلم سے جدا ہوا اور وہ حضرت شہید ہوئے اور خون گلوئے بریدہ اُس امام مظلومؑ سے جاری ہوا اُسوقت سے اُس سرخی خون حلق حسینؑ نے میرے جگر کو سُرخ کر دیا اور اُسی غم میں آجتک میں خونی رنگ ہوں پس حضرات مصیبت امام حسین علیہ السلام وہ مصیبت عظیم ہے کہ غم و الم اُسکا ہر موجود میں ساری ہے اور اشک حسرت دیدۂ ہر مخلوق سے جاری ہے پس نہ رونا اس مصیبت میں نہایت عجیب ہے اور کون ایسا شخص قسی القلب ہے کہ حال پر ملال اُس امام بیکس و مظلوم کا سنے اور نہ روئے مِنْ مَقْتَلِ اَبِی مِخْنَفٍ اَنَّهُ لَمَّا اَصْبَحَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ عَبَّاءَ اَصْحَابَهُ وَخَرَجَ فِي مَنْ مَعَهُ نَحْوَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مقتل ابو مخنف میں منقول ہے کہ جب صبح عاشورا طالع ہوئی اُسوقت عمر بن سعد لعین بدنہاد نے صفوف لشکر شقاوت اثر کو آراستہ و مرتب کیا اور خود مع اپنے رفقا کے بقصد جنگ اپنے لشکر سے نکلکر مقابل لشکر امام حسین علیہ السلام کے کھڑا ہوا وَالْعَسْكَرُ قَدِ اجْتَمَعَتْ فِي سِتِّمِائَةِ اَلْفٍ وَعِشْرِيْنَ اَلْفًا وَعِشْرِيْنَ اَلْفِ فَارِسٍ وَرَاجِلٍ، اور انفار بدکردار پیادہ و سوار لشکر کفار ستم شعار کے چھ لاکھ و بیس ہزار واسطے قتل فرزند رسول مختارؐ کے جمع تھے فَجَعَلَ عُمَرَ بْنَ الْحَجَّاجِ عَلَى الْمَيْمَنَةِ وَ شِمْرَ بْنَ ذِي الْجَوْشَنِ عَلَى الْمَيْسَرَةِ وَعُرْوَةَ بْنَ قَيْسٍ عَلَى الْخَيْلِ وَعَلَى الرِّجَالَةِ شَبَثَ بْنَ رِبْعِيٍّ وَ اَعْطَى رَايَتَهُ دُرَيْدَ مَوْلَاهُ پس اُس ملعون نے صفوف لشکر شقاوت اثر آراستہ کر کے میمنہ فوج پر عمر بن حجاج کو اور میسرہ پر شمر بن الجوشن کو اور سواروں پر عروہ بن قیس کو اور پیادوں پر شبث بن ربعی کو مقرر کیا اور علم اپنے لشکر کا غلام اپنے درید کو حوالہ کیا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي طَالِبٍ لَقَدْ اَصْبَحَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي ثَلٰثِيْنَ فَارِسًا وَ اثْنَيْنِ وَثَمَانِيْنَ رَاجِلًا محمد بن ابیطالب مورخ نے نقل کیا ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام کو شب عاشورا طاعت باری میں بسر ہوئی اور سفیدۂ صبح نمودار ہوا بعد ادائے فریضہ صبح کے حضرت ہی متوجہ طرف آراستگی لشکر سعادت پیکر کے ہوئے اور ہمگی لشکر اُس امام کونین کا بیاسی پیادہ و تیس سوار میں منحصر تھا وَفِي الْاِرْشَادِ اَنَّ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَصْبَحَ فِي اثْنَيْنِ وَ ثَلٰثِيْنَ فَارِسًا وَ اَرْبَعِيْنَ رَاجِلًا اور ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمہ میں منقول ہے کہ لشکر فرزند حیدر صفدر فقط بتیس ۳۲ سوار و چالیس پیادہ سے عبارت تھا وَفِي الْمَلْهُوْفِ عَنِ الْبَاقِرِ اَنَّهُ اَصْبَحَ

الحسین علیہ السلام فی خمسۃ و اربعین فارسا و مائۃ راجل اور کتاب ملہوف سید ابن
طاؤس علیہ الرحمہ میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب صبح عاشورا طالع ہوئی اُسوقت رکاب
سعادت انتساب فرزند جناب رسالتمآب میں ہمگی بینتالیس سوار و ننانوے پیادہ اصحاب اخیار حاضر تھے فجعل
الحسین علیہ السلام زھیر بن قین رضی اللہ عنہ علی میمنۃ اصحابہ و حبیب
بن مظاھر رضی اللہ عنہ فی میسرتھم و علی ابنہ علی القلب و اعطی رایتہ
اخاہ عباس بن علی[3] پس اُس سید جلیل نے بھی اپنے لشکر قلیل میں میمنہ و میسرہ
قرار دیکر میمنہ لشکر پر زہیر ابن رضی اللہ عنہ کو اور میسرہ لشکر پر حبیب ابن مظاہرؓ کو اور قلب لشکر پر حضرت علی اکبرؑ
شبیہ پیغمبر کو معین فرمایا اور علم سعادت شیم لشکر ظفر پیکر کا اپنے بھائی عباسؑ ابن علیؑ کے حوالہ کیا و نادی یا
معشر الاخوان قوموا الی الموت الذی لا مھرب عنہ و لا محیص
بہ ذلک اور بعد ترتیب و آراستگی لشکر کے اپنے اصحاب اخیار کو آواز دی کہ اے گروہ برادران ایمانی آمادہ و
مستعد رہو مرگ پر کہ اس امر ناگزیر سے کسی ذی حیات کو چارہ نہیں ہے فادخل الحرم والاطفال الی
مضاربھم واوقدوا الخندق قصبا والقوا فیہ ما فی مضاربھم من رحال و غیرہ
حتی ان الرجل اذا انتضی سیفہ القی غلفہ فی الخندق بعد اُسکے اُس امام بیکس نے اپنے
الحرم و اطفال کو خیموں میں بٹھلایا اور خندق کو جو پشت پر خیموں کے کھودی تھی اُسے ہیمہ و کاہ سے بھر کر آگ لگوادی
اور حکم دیا کہ جو اسباب خیموں میں ہو وہ سب آگ میں ڈالدیا جائے چنانچہ حسب الحکم اُس امام عالی مقام کے تمام اسباب
آگ میں ڈالدیا گیا یہانتک کہ جو شخص اعوان و انصار سے اُس امام اخیار کے تلوار اپنی میان سے کھینچتا تھا میان اُسکا
خندق میں ڈالدیتا تھا اور مقصود اس اشتعال آتش خندق سے یہ تھا کہ تا اعدائے دین پشت سے خیمہ ہائے الحرم
کے اسطرف آنیکا قصد نہ کر سکیں اور جنگ و کارزار فرقہ اشرار سے باطمینان ایک ہی سمت سے واقع ہو فتقدم
علیہ السلام علی راحلتہ و وقف بازاء القوم فجعل ینظر الی صفوفھم کانھم
السیل من کثرۃ الرجالۃ والخیل و رای بن سعد و ھو واقف فی صنادید الکوفۃ
پس وہ جناب راحلہ بلند پر سوار آگے بڑھکر سامنے لشکر کفار کے کھڑے ہوئے اور صفوف فوج سقر مرجع طرف نگاہ کی دیکھا کہ تمام صحرائے

کربلا کثرت پیادہ وسوار سے مملو ہے اور کثرت صفوف سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا دریائے عظیم وعمیق متلاطم وموجزن ہے
اور جہاں تک کہ حد نظر کام کرتا ہے فقط صفوف پیادہ وسوار مثل تاریکی شب نظر آتی ہیں اور ملاحظہ فرمایا کہ
خود عمر سعد بد نہاد مجمع امرا اور وسائے کوفہ وشام میں بکمال کرّوفر چتر زر لگائے ہوئے آگے لشکر کے کھڑا ہے
فَنَادَی الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِاَعْلٰی صَوْتِہٖ یَا اَھْلَ الْعِرَاقِ رَحِمَکُمُ تَسْمَعُوْنَ فَاسْمَعُوْا قَوْلِیْ
وَلَا تَعْجَلُوْا حَتّٰی اَعِظَکُمْ بِمَا یَحِقُّ لَکُمْ عَلَیَّ پس اُسوقت اُس
امام کونین وشاہنشاہ مشرقین نے باواز بلند فرمایا کہ اے گروہ اشرار اہل عراق تم سب متوجہ ہوکر سنو کلام ہدایت التیام
میرا اور عجلت نہ کرو طرف ضلالت وگمراہی کے تاکہ میں بطور وعظ ونصائح بیان کروں وہ کلام کہ جس کا افہام
تم سب کو مجھپر واجب ہے فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ الدُّنْیَا فَجَعَلَھَا دَارَ فَنَاءٍ وَ
زَوَالٍ مُتَصَرِّفَۃٍ بِاَھْلِھَا حَالًا بَعْدَ حَالٍ فَالْمَغْرُوْرُ مَنْ غَرَّتْہُ وَالشَّقِیُّ مَنْ فَتَنَتْہُ
بعد اُسکے یہ خطبہ بلیغ متضمن بوعظ ونصائح کے ارشاد فرمایا کہ ترجمہ اُس کا یہ ہے یعنی لایق حمد وثنا ہے وہ
خداوند جلیل کہ جس نے خلق کیا اس دنیائے دنی کو اور گردانا اُسے گھر فنا وزوال کا اور اُسے ایسا متصرف کیا ساتھ
تغیرات احوال اہل دُنیا کے کسی کو ایک حال پر نہیں رہتی ہے پس فریب خوردہ ہے وہ شخص کہ جسکو دُنیا نے
فریب دیا اور شقی ہے وہ شخص کہ جسکو اُسنے اپنا عاشق وفریفتہ کیا فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الدُّنْیَا فَاِنَّھَا تَقْطَعُ رَجَاءَ
مَنْ رَکَنَ اِلَیْھَا وَتُخَیِّبُ طَمَعَ مَنْ طَمِعَ فِیْھَا پس لازم ہے تمکو فریب وشعبدہ بازی دُنیا میں نہ آؤ اسلئے کہ یہ دُنیائے
ناپایدار وہ مکارہ ہے کہ قطع اُمید کرتی ہی اُس شخص کی کہ جس نے اُسپر تکیہ کیا اور نااُمید ہوا وہ شخص کہ جو اُس
بے وفا سے متوقع بخیر ہوا وَ اَرَاکُمْ قَدِ اجْتَمَعْتُمْ عَلٰی اَمْرٍ قَدْ اَسْخَطْتُمُ اللّٰہَ فِیْہِ عَلَیْکُمْ وَاَعْرَضَ بِوَجْھِہِ
الْکَرِیْمِ عَنْکُمْ وَاَحَلَّ بِکُمْ نِقْمَتَہٗ وَجَنَّبَکُمْ رَحْمَتَہٗ اَقْرَرْتُمْ بِالطَّاعَۃِ وَاٰمَنْتُمْ بِالرَّسُوْلِ
مُحَمَّدٍ ثُمَّ اِنَّکُمْ زَحَفْتُمْ اِلٰی ذُرِّیَّتِہٖ وَعِتْرَتِہٖ تُرِیْدُوْنَ قَتْلَھُمْ پس اے گروہ بدکردار وسلے قوم اشرار
میں دیکھتا ہوں کہ تم سب جمع ہوئے ہو ایسے امر منکر نامزا پر کہ جس کے ارتکاب سے تم خداوند قہار کو غضب میں
لاتے ہو اور حق سبحانہ تعالےٰ نے منھ اپنا تمہاری طرف سے پھیر لیا ہے اور حلال کیا تمپر بسبب اُس امر قبیح کے عذاب
اپنا اور بعض رکھا تم کو اپنی رحمت سے پس ظلم عظیم کیا تم نے کہ پہلے تو اقرار کیا بوحدانیت خداوند جبار اور ایمان لائے

تم برسالت جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ رسول مختار کی اور بعد اُسکے مرتد ہوگئے تم اور آمادہ و مستعد ہو
تم قتل ذریت رسول خدا پر اِسْتَحْوَذَ عَلَیْکُمُ الشَّیْطَانُ فَاَنْسَاکُمْ ذِکْرَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ فَتَبًّا لَکُمْ وَلِمَا تُرِیْدُوْنَ
اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ فَبُعْدًا لِلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ
پس اے قوم ستمگار واے گروہ ستم شعار شیطان نابکار تم سب پر ایسا غالب ہوا ہے کہ ذکر خدائے عز وجل تمہارے
دلوں سے بالکلیہ بھلا دیا۔ پس وائے تم پر اور تمہارے ارادہ فاسدہ پر بدبختی کہ ہم سب مخلوق باری مملوک ہیں
اُس مالک مختار حقیقی کے اور طرف اُسی کے بازگشت ہے ہماری پس تم سب وہ گروہ تابعین شیطان سے ہو کہ تم کافر ومرتد
ہوگئے ہو بعد ایمان کے اور بہت بعید ہیں راہ راست سے وہ لوگ کہ جو ظالم و جابر ہیں فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ سَعْدٍ
وَیْلَکُمْ کَلِّمُوْهُ فَاِنَّهُ ابْنُ اَبِیْهِ وَاللّٰهِ لَوْ وَقَفَ فِیْکُمْ هٰکَذَا یَوْمًا جَدِیْدًا لَمَا انْقَطَعَ وَ
لَمَا حُصِرَ منقول ہے کہ یہ کلام معجز نظام اُس امام عالیمقام سے سنکر سب کفار بدانجام مثل تصویر سرنگوں و ساکت کھڑے
رہ گئے اور کسی کو اُنمیں سے جرات جواب کی نہوئی کہ اسی اثنا میں عمر بن سعد بدنہاد نے اپنے لشکر کو آواز دی کہ وائے
تم پر ہوش میں آؤ اور حسینؑ سے ہم کلام ہو کیا تم واقف نہیں ہو کہ حسین فرزند سید الفصحا علی مرتضیٰ ہے والولد سر لابیہ
قسم بخدائے عز وجل یہ امام عالیمقام وہ فصیح و بلیغ ہیں کہ اگر مدت ہائے دراز تمہارے سامنے اسیطرح کسی مطلب
کو بیان کیا کریں تو ہرگز کسی کی مجال نہیں ہے کہ سلسلہ کلام آنحضرت کا قطع کرے اور انہیں بند کردے فَتَقَدَّمَ شِمْرٌ
الْمَلْعُوْنُ وَقَالَ یَا حُسَیْنُ مَا هٰذَا الَّذِیْ تَقُوْلُ اَفْهِمْنَا حَتّٰی نَفْهَمَ پس شمر ملعون حکم ابن سعد لشکر
صفوف لشکر شقاوت اثر سے نکلکر سامنے حضرت کے آیا اور کہا کہ یا حسینؑ مطلب تمہارا اس بیان سے کیا ہے ہمیں سمجھا
دو کہ تا ہم سمجھکر جواب اُس کا آپ کو دیں فَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَقُوْلُ اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّکُمْ وَلَا تَقْتُلُوْنِیْ
فَاِنَّهُ لَا یَحِلُّ لَکُمْ قَتْلِیْ وَلَا انْتِهَاکُ حُرْمَتِیْ فَاِنِّیْ ابْنُ بِنْتِ نَبِیِّکُمْ پس حضرت نے فرمایا
کہ اے شمر میں یہ کہتا ہوں کہ خوف کرو تم غضب خداوند قہار سے کہ وہ مالک ہے تمہارا اور میرے قتل سے باز رہو کہ
قتل میرا کسی طرح تمہیں جائز نہیں ہے اور ہتک حرمت میرا تمہیں ہرگز مناسب نہیں ہے اسواسطے کہ میں نبیرہ
محمد مصطفےٰ اور جگر گوشہ فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا ہوں اور کوئی مثل و ہمسر میرا عالم میں نہیں ہے ۵ اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنِّیْ
ابْنُ بِنْتِ نَبِیِّکُمْ ۞ وَوَالِدِیْ الْکَرَّارُ لِلدِّیْنِ کَاَلَّاهُ ۞ فَهَلْ سُنَّةٌ غَیَّرْتُهَا اَمْ شَرِیْعَةٌ ۞ وَهَلْ کُنْتُ فِیْ دِیْنِ الْاِلٰهِ مُبَدِّلًا

اے گروہ ناانصاف کیا تم نہیں واقف ہو اس سے کہ میں نواسا ہوں تمہارے پیغمبرؐ کا اور پدر عالیمقدار میرے جناب حیدر کرار علی شیر پروردگار قاتل منافقین وکفار کامل کنندہ دین رسول مختار ہیں پس مجھے جواب دو اسکا کہ تم کس لئے سب آمادہ میرے قتل وآبروریزی پر ہو آیا میں نے کسی سنت وشریعت نبویؐ کو بدل ڈالا ہے یا کسی طریقہ دینیہ کو میں نے تغیر دیا ہے کہ جس کے سبب سے تم اپنے زعم میں مجھے واجب القتل جانتے ہو ۔ اَحْلَلْتُ مَا قَدْ حَرَّمَ الطُّهْرُ اَحْمَدُ اَوْ حَرَّمْتُ مَا قَدْ كَانَ قَبْلِي مُحَلَّلاً آیا میں نے کسی حرام پیغمبر خدا کو حلال جانا ہے یا العیاذ باللہ میں نے حلال گردانا اس چیز کو کہ جو نزدیک خدا اور رسولؐ کے وہ حلال ومباح ہے اَوَلَمْ يَبْلُغْكُمْ قَوْلُ نَبِيِّكُمْ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاِنْ صَدَّقْتُمُوْنِيْ بِمَا اَقُوْلُ وَهُوَ الْحَقُّ وَاللّٰهِ مَا تَعَمَّدْتُ كِذْبًا مُنْذُ عَلِمْتُ اَنَّ اللّٰهَ يَمْقُتُ عَلَيْهِ اَهْلَهُ آیا تم تک یہ حدیث نبوی نہیں پہونچی ہے کہ جناب مخبر صادق نے فرمایا ہے کہ فرزند میرے حسنؑ وحسینؑ سردار ہیں جوانان اہل بہشت کے پس اگر تم سب اس قول میں مجھ کو سچا جانتے ہو تو تم نے تصدیق حق کی قسم بخدائے عزوجل کہ جب سے مجھ کو بہ یقین معلوم ہوا ہے کہ حق سبحانہ تعالےٰ غضبناک ہے اُس شخص پر کہ جو دروغ گو ہے بلکہ سن تمیز سے میں نے کبھی قول دروغ زبان پر نہیں جاری کیا ہے وَاِنْ كَذَّبْتُمُوْنِيْ فَاِنَّ فِيْكُمْ مَنْ اِنْ سَاَلْتُمُوْهُ عَنْ ذٰلِكَ يُخْبِرْكُمْ اور اگر تم بہ خباثت طینت مجھے اس قول میں کاذب دروغگو جانتے ہو پس پوچھو دریافت کرو تم اُن لوگوں سے کہ جنہوں نے سنا ہے کہ اس حدیث نبویؐ کو خود زبان اقدس واطہر جناب سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ سے پس ضرور وہ سب گواہی اسکی دینگے کہ یہ حدیث صحیح ہے فَاسْئَلُوْا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيَّ وَاَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ وَزَيْدَ بْنَ اَرْقَمَ وَاَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَسَهْلَ بْنَ سَعْدِ السَّاعِدِيَّ يُخْبِرُوْنَكُمْ عَنْهَا پس پوچھو تم اور تحقیق کرو اسکی جابر ابن عبد اللہ انصاری اور ابو سعید خدری وزید ابن ارقم وانس بن مالک وسہل ابن سعد ساعدی سے کہ آیا یہ حدیث راست ودرست ہے یا نہیں ہے پس ضرور یہ سب اشخاص مذکورہ مفصل خبر اس کی تم کو دیں گے اور ضرور مصدق میرے قول کے ہوں گے فَاِنَّهُمْ سَمِعُوْا هٰذِهِ الْمَقَالَةَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَمَا فِيْهِمْ هٰذَا حَاجِزٌ لَكُمْ عَنْ سَفْكِ دَمِيْ پس یہ گواہ مذکورہ ضرور میرے

قول کی تصدیق کریں گے اس لئے کہ ان سب نے اپنے کانوں سے اس حدیث کو میرے
اور میرے بھائی کے حق میں جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مکرر سُنا ہے
پس درصورت کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بلاریب ہیں بہ خبر جناب مخبر صادق علیہ السلام
سردار جوانان اہل جنت ہوں تو نہایت تعجب اور جائے تاسّف ہے کہ یہ
شرافت اور فضیلت میری تمہیں مانع نہیں ہوتی میری خونریزی ناحق سے
اور تم کیسے شقی اور کافر ہو کہ کسی طرح میرے قتل وغارت سے باز نہیں آتے ہو
فَقَالُوا لَهٗ دَعْ مَا تَقُوْلُ بِاَنَّنَا ؛ سَنَسْقِيْكَ كَاْسَ الْمَوْتِ عَفْنًا مُعَجَّلًا ؛
كَفِعْلِ اَبِيْكَ الْمُرْتَضٰى بِشُيُوْخِنَا ؛ وَتَشْفِيْ صُدُوْرًا مِنْ طُغَاتِكُمْ مَلًا ؛
مقام گریہ وبکا ہے کہ جب وہ اشقیا کلام معجز نظام اُس امام عالی مقام کا مدلل بدلائل قطعی سُن چکے اور ملزم ہوئے از راہ بغض وعناد
کے سب نے جواب دیا کہ اے فرزند جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ ہم سب کے نزدیک شرافت آپکی حسبًا ونسبًا مثل آفتاب
نصف النہار ثابت وروشن ہے اور بیان اسکا ذکر ہمسے عبث بیکار ہے اور ہرگز آپ کو مفید نہیں ہے اسلئے کہ ہم کسی طرح آپکے
قتل سے باز نہ رہیں گے اور آپ کو کاسہ مرگ ناگوار کہ جس کا پینا آپ کے گلوے مبارک پر دشوار ہے ضرور پلائیں گے اور
جس ذلت وخواری سے آپکے پدر بزرگوار حیدر کرار نے ہمارے شیوخ کو جنگ بدر وحنین میں قتل کیا ہے اور آجتک وہ
آتش سوزاں ہماری سینوں میں شعلہ در ہے اوسی طرح آج ہم آپ کو قتل کریں گے اور اُس آگ کو آپکے قتل سے بجھائیں گے
فَلَمَّا رَاَى الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهُمْ مُصِرُّوْنَ عَلَى الْعِنَادِ رَجَعَ عَلٰى مُعَسْكَرِهٖ
وَنَادٰى يَا كِرَامُ هٰذِهِ الْجَنَّةُ فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَالْحُوْرُ قَدْ تَزَيَّنَتْ لَكُمْ
فَحَامُوْا عَنِ ابْنِ نَبِيِّكُمْ پس جب کہ امام حسین علیہ السلام نے اُس قوم اشرار کو راہ راست پر آتے نہ پایا اسوقت طرف
اپنے اصحاب کی متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے سعادتمند و دروازہائے جنت تمہارے لئے مفتوح ہیں اور حوران بہشتی زینت کئے ہوئے
تمہارے مشتاق ہیں پس حمایت کرو فرزند رسول مختار کی اور سعادت ابدی حاصل کرو فِيْ مَقْتَلِ اَبِيْ مِخْنَفٍ
اَنَّهٗ كَانَ الْحُرُّ بْنُ يَزِيْدَ الرِّيَاحِيُّ قَرِيْبًا مِنَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمَّا سَمِعَ نِدَائَهٗ
اَقْبَلَ عَلٰى وَلَدِهٖ يُبْكِيْ اور مقتل ابو مخنف میں منقول ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کے واسطے جنا

کے راہ خدا میں ارشاد فرمایا اور حر بن یزید ریاحی نے کہ اُس وقت قریب لشکر امام حسین علیہ السلام کے تھا وہ ارشاد سُنا
معلوم کیا کہ اب بدون جنگ و کارزار کے اُنحضرت کو چارہ نہیں ہے اُسی وقت قریب اپنے فرزند کے کہ اُس سعید ازلی
کو پکڑ کہتے تھے آیا و قَالَ لَہٗ یَا بُنَیَّ لَا طَاقَةَ لِیْ عَلَی النَّارِ وَلَا اُحِبُّ اَنْ یَّکُوْنَ خَصْمِیْ مُحَمَّدُ نِ
الْمُخْتَارُ وَابْنُ عَمِّہٖ عَلِیُّ نِ الْکَرَّارُ اور کہا کہ اے فرزند دلبند مجھ میں طاقت اسکی نہیں ہے
کہ آتش دوزخ پر تحمل کر سکوں اور مجھ پر بہت دشوار ہے یہ امر کہ فردائے قیامت کو جناب رسول مختارؐ و ابن عم اُنکے
جناب حیدر کرارؑ کہ جو شفیع اُمت گنہگار سامنے پروردگار کے ہونگے دشمن میرے ہوں فَقَالَ الْوَلَدُ یَا اَبَاہُ
اِذْھَبْ بِنَا عَلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَلَا خَیْرَ وَاللّٰہِ فِی الْبَقَاءِ بَعْدَہٗ پس یہ سنکر
پسر حر نے جواب دیا کہ اے پدر بزرگوار جلد مجھے بھی لے چلو خدمت بابرکت امام حسینؑ فرزند رسول الثقلینؐ میں قسم بخدائے
عزوجل کہ ہرگز لطف زندگی نہیں ہے بعد شہادت ایسے بادشاہ دو جہان کے لعنت ہے اس زندگی پر کہ ایسا سردار کونین
قتل ہو اور ہم زندہ رہیں ثُمَّ اِنَّھُمَا تَنَحَّیَا عَنْ عَسْکَرِ ابْنِ سَعْدٍ کَاَنَّھُمَا یُرِیْدَانِ
اَنْ یَّحْمِلَا عَلٰی عَسْکَرِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ ثُمَّ اِنَّھُمَا ھَمَزَا فَرَسَیْھِمَا وَاَقْبَلَا
نَحْوَ الْحُسَیْنِؑ فَجَعَلَا یُقَبِّلَانِ اَقْدَامَہٗ پس دونو سعادت مند باہم مشورہ کر کے لشکر عمر سعد بد نہاد سے اسطرح نکلے
کہ سب کو گمان اسکا ہوا کہ یہ دونو بقصد جنگ اپنے لشکر سے جدا ہوئے ہیں اور لشکر امام حسینؑ پر حملہ کرینگے پس دونو
بزرگوار اپنے راہواروں کو چھیڑ کر خدمت امام حسین علیہ السلام میں پہونچے اور ہاتھ باندھ کر دونو سعادت مند قدم
مبارک شاہزادہ کونین پر گر پڑے فَقَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ اَنْتَ قَالَ الْحُرُّ یَا بْنَ
رَسُوْلِ اللّٰہِ اَنَا الَّذِیْ مَنَعْتُکَ عَنِ الْمَسِیْرِ وَجَعْجَعْتُ بِکَ اِلٰی کَرْبَلَا پس جبکہ جناب
امام حسینؑ نے سر اُن دونوں کے قدم اقدس پر دیکھے فرمایا کہ تم کون ہو اور مقصود تمہیں اس عجز و انکسار سے کیا ہے
حر نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ فدوی وہ مجرم و گنہگار ہے کہ جس نے آپ کو اور کسی سمت جانے نہ دیا تھا اور حضرت
کو ہر طرف سے منع کر کے صحرائے کربلا میں پہونچایا وَاللّٰہِ یَا سَیِّدِیْ مَا عَلِمْتُ اَنَّ الْقَوْمَ یَبْلُغُوْنَ
بِکَ اِلٰی ھٰذَا الْمَبْلَغِ قَدْ جِئْتُ تَائِبًا مِمَّا کَانَ مِنِّیْ وَاُرِیْدُ اُوَاسِیْکَ بِنَفْسِیْ
وَوَلَدِیْ اور اے سردار کونین قسم بخدائے رب المشرقین کہ یہ فدوی ایسا نہ جانتا تھا کہ جیسا یہ اشقیا آپ سے ظلم

دستم پیش آئے ہیں اور مجھے ہرگز گمان بھی اسکا نہ تھا کہ فرزند رسول مختار پر وہ جور و جفا کریں گے کہ کوئی کافر بیدین
بھی کسی مسلمان پر وہ جور و ستم نہین کرتا ہے پس یہ گنہگار معترف اپنے قصور پر نادم و منفعل مستغفر و تائب قدم مبارک
پر پڑا ہے اور امید وار اسکا ہوں کہ جان اپنی ان قدموں پر نثار کروں اور اس غلام زادے کو بھی قدم اقدس پر
تصدق کروں فَهَلْ تَرَىٰ لِي مِنْ تَوْبَةٍ فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنْ تُبْتَ تَابَ اللّٰهُ
عَلَيْكَ وَرَفَعَ رَاسَهُ اِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ هٰذَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ يَتُوبُ اِلَيْكَ فَاِ
وَاَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ بس عجز و انکسار پر حر کے اُس رحمت خداوند غفار کو رحم آگیا اور فرمایا کہ اے حر اگر تو توبہ کرتا ہے
تو حق سبحانہ تعالےٰ توبہ تیری قبول کریگا پس یہ فرماکر سر اطہر طرف آسمان کے بلند کیا اور جناب احدیت میں عرض کی
کہ اے خداوند غفار یہ بندہ تیرا تائب ہی طرف تیرے اور اپنے گناہوں سے منفعل و شرمسار طرف تیرے آیا ہے امیدوار
ہوں کہ اپنے فضل و کرم سے توبہ اس بندہ کی قبول کر اور گناہوں سے اسکے درگذر کہ تو تواب و رحیم ہے فَقَالَ الْحُرُّ
يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَوْصِمُوْنِي حَتّٰى اُقْتَلَ بَيْنَ يَدَيْكَ مَعَ ابْنِي
فَالْمَشْهُوْرُ اَنَّهُ قَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا حُرُّ لَا تَعْجَلْ حَتّٰى تُقْتَلَ اَصْحَابِي وَ
عَشِيْرَتِي لِاَنَّكَ ضَيْفِي جبکہ حر نے اُس امام دارین کو اپنے سے راضی پایا عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ اب غلام
امیدوار اسکا ہے کہ مع غلام زادہ کے حضرت پر سے فدا ہو مشہور یہ ہے کہ اُس رحیم ابن رحیم نے فرمایا کہ اے حر اتنا توقف
کر کہ اصحاب و رفقا و عزیز و اقربا میرے شہید ہولیں اسلیئے کہ تو مہمان ہے میرا قَالَ الْحُرُّ يَا سَيِّدِي اِنِّي اَرْجُوْ
اَنْ اُفْدِيَ نَفْسِي بَيْنَ يَدَيْكَ قَبْلَ اَصْحَابِكَ كَمَا كُنْتُ خَرَجْتُ عَلَيْكَ ،
حر نے عرض کی کہ اے فرزند رسول مختار یہ بندہ گنہگار منفعل و شرمسار آرزومند اسکا ہے کہ جسطرح پہلے سب کفار جفا شعار
سے حضرت کا میں سدراہ ہوا تھا اور آپ سے برسر مقابلہ آیا اب سب سے پہلے حضرت پر سے تصدق ہوں شاید حق سبحانہ تعالیٰ
میرے اس گناہ عظیم سے درگذرے فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا حُرُّ اُبْرُزْ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ فَاحْمِلْ
عَلَى الْقَوْمِ مَعَ وَلَدِهٖ وَيُقَاتِلُ مِنْهُمْ رَجُلًا بَعْدَ رَجُلٍ وَفَارِسٍ بَعْدَ فَارِسٍ حَتّٰى قَتَلَ
مِنْهُمْ كَثِيْرَةً وَمَقْتَلَةً عَظِيْمَةً جبکہ حضرت نے اپنی رخصت پر حر کو مصر پایا فرمایا کہ اے حر اجازت ہے
میدان جہاد کی جا اور سعادت ابدی سے فائز ہو حق سبحانہ اس قصد نیک میں تیرے برکت عطا فرمائے پس حر نے مع اپنے

فرزند سعادت مند کے مثل شیر غضبناک اُس قوم ناپاک پر حملہ کیا اور میمنہ و میسرہ لشکر شقاوت سے جو پیادہ و سوار تھے
پر تلوار کے آتا تھا اُسے راہی دار البوار کرتے تھے یہاں تک کہ اُن دلیروں نے کشتہائے کفار سے میدان کارزار میں انبار
لگا دیئے اور اسقدر اشقیا اُس فوج سقر سوج سے قتل کیئے کہ سونہہ لشکر کا پھر گیا فَاَتَتْهُ كَتِيبَةٌ مِنْ جُنْدِ عُمَرَ
بْنِ سَعْدٍ وَحَالُوْا بَيْنَ الْحُرِّ وَوَلَدِهٖ وَتَكَاثَرُوْا عَلٰى بُكَيْرٍ وَاخْتَلَفَتْ عَلَيْهِ الرِّمَاحُ وَ
الْقَوْمُ جَدَّلُوْهُ عَلَى الرَّمْضَاءِ جبکہ افسران لشکر عمر سعد نے دیکھا کہ یہ دونو شیر دلیر تلواریں پکڑ کر جس صف
پر جا پڑتے ہیں ایک کو اُس صف روباہ سے زندہ نہیں چھوڑتے ہیں اور جو صفوف کہ ہاتھ سے اُن شجاعوں کے ابھی بچ رہی
ہیں وہ سب خوف سے اُنکی بھاگی جاتی ہیں اور قریب ہے کہ شکست نصیب لشکر عمر سعد و ابن زیاد بد نہاد ہو لہذا بعد
مشورہ کے ایک جماعت اشقیا سے گرد فرزند ارجمند حر کے ہو گئی اور باپ کو بیٹے سے جدا کر دیا اور جسم نازنین بکیر رضی
اللہ عنہ پر اسقدر نیزہ مارے اور تیر باران کیئے کہ بسبب زخم ہائے کاری کے وہ جری ضعیف ہو کر گھوڑے سے زمین
پر گر پڑا فَمَرَّ عَلَيْهِ الْحُرُّ فَنَظَرَهٗ تَحْتَ سَنَابِكِ الْخُيُوْلِ رَمِيْلًا بِدِمَائِهٖ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى
قَضَائِهٖ وَبَلَائِهٖ فَحَمَلَ عَلَى الْقَوْمِ وَهُوَ يَبْكِيْ عَلٰى وَلَدِهٖ بُكَاءَ الثَّكْلٰى ۔ جبکہ حر جری نے
اپنے دلبند کو گھوڑے پر نہ دیکھا بیتاب ہو کر مثل شیر غضبناک اُس مجمع اشقیا پر حملہ کیا اور سب نامردوں کو گرد سے بکیر
کے مار کر ہٹا دیا یہانتک کہ لاش پر اُس سعادت مند کی پہونچا دیکھا کہ لاش اُس پارہ جگر کی نیچے سموں گھوڑوں کے
پاش پاش ہو گئی ہے پس یہ حال اُس نیک آل کا دیکھکر کہا کہ شکر کرتا ہوں میں اُس خداوند جلیل کا کہ جس نے مجھے
محبت فرزند رسول خدا میں مبتلا بمصائب جلیلہ اور گرفتار بلاہائے عظیمہ کیا اور لاش اپنے فرزند کی چھوڑ کر پھر اُس قوم
نابکار پر حملہ کیا لیکن حر مصیبت بکیر پر آواز بلند مثل زن پسر مردہ کے روتے جاتے تھے وَلَمْ يَزَلْ يُقَاتِلُهُمْ
حَتّٰى عَقَرُوْا فَرَسَهٗ فَوَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ فَطَعَنُوْهُ بِالرِّمَاحِ وَضَرَبُوْهُ بِالسُّيُوْفِ فَنَادٰى
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَدْرِكْنِيْ پس حر جری سرگرم جہاد تھے اور چن چن کر شجاعان لشکر کو واصل سقر
کر رہے تھے کہ ناگاہ ایک شقی نے گھوڑے کو اُس دیندار کے پے کیا اور حر زمین پر گر پڑے پس گرتے ہی اُس سعادت مند کے
اُن اشقیا نے نیزہ و شمشیر سے ایسا زخمی کیا کہ حر جاں بلب ہوئے اور آواز دی کہ سلام آخری میرا ہو جیو آپ پر اے
فرزند رسول خدا امیدوار ہوں اسکا کہ اور ایک مرتبہ زیارت سے قدم مبارک کے سعادت ابدی حاصل کروں فقطعوا

فقطعوا راسہ ورموہ الی الحسین علیہ السلام فقام الحسین حزینا باکیا واخذ ر
وجعل یمسح الدم عن وجہہ بمندیلہ ویقول پس حضرت ابھی حر تک نہ پہونچنے پائے تھے کہ ان بیدینوں نے سر
حضرت حر کا تن سے جدا کیا اور طرف امام حسین علیہ السلام کے پھینکدیا راوی کہتا ہے کہ جب اس فرزند سید البشر نے
سر حر جری کا زمین پر دیکھا آپ بنفس نفیس آگے بڑھے اور سر پاک اس نیک انجام کا زمین سے اٹھا کر اپنی زانوی اقدس
پر رکھا اور رومال سے خون چہرہ نورانی حر سے پونچھتے جاتے تھے اور کثرت طرف منہ حر کے دیکھ کر فرماتے تھے آہ آہ اے حر
من اسود اللہ یذب عن حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ فواللہ ما اخطات امک
حین سمتک حرا معض الی الجنان فانت حر من النیران یعنی افسوس صد افسوس کہ شیر شیران خدا سے کہ جو حمایت
کرتا تھا اولاد رسول خدا کی شہید ہوا اے حر قسم بخدائے عزوجل کہ ماں نے تیری کیا خوب کیا کہ نام تیرا حر رکھا اب تو داخل
اہل جنت ہو کہ تو آتش دوزخ سے آزاد ہے، الا لعنۃ اللہ علی القوم الظلمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مجلس اٹھارھویں مشتمل ہے شہادت پر وہب بن عبداللہ کلبی کے

عن الصادق علیہ السلام انہ قال رحم اللہ شیعتنا انہم یتالمون من اعدائنا
فی محبتنا ولا تنالہم بہم، پس فرمایا امام بحق جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ
خداوند رحیم رحمت اپنی نازل کرے ہمارے شیعوں پر بدرستی کہ شیعہ ہمارے تکلیف رنج اٹھاتے ہیں ہاتھ سے ہمارے دشمنوں
کے بسبب ہمارے محبت کے اور ہمیں اپنے شیعوں سے کسی طرح کا رنج والم نہیں پہونچتا ہے شیعتنا منا قد خلقوا
من فاضل طینتنا وعجنوا بنور ولایتنا رضوا بنا ائمۃ ورضینا بہم شیعۃ یحزنہم حزننا
ویسرہم سرورنا شیعہ ہمارے اس خاک پاک سے بنے ہیں کہ جو خاک بچ رہی تھی ہماری خلقت سے
اور خمیر انکی خاک کا ہماری نور ولایت ومحبت سے ہوا ہے پس شیعہ ہمارے ہمیں اپنا امام جانتے ہیں اور ہمارے امام ہونے
پر راضی وخوشنود ہیں اور ہم بھی انکے شیعہ ہونے پر راضی ہیں اور ہمارے شیعوں کو ہم سے اسقدر محبت ہے کہ ہمارے
رنج والم سے مغموم ومحزون ہوتے ہیں اور ہماری خوشی وسرور سے خوش ومسرور ہوتے ہیں ونحن نتالم
بتالمہم ونطلع علی احوالہم فشیعتنا معنا لا یفارقون ولا نفارق منہم لان مرجع العبد

اور ہمیں بھی اسقدر محبت ہی اپنے شیعوں سی کہ اگر اُن کو کسی طرح کا رنج ہوتا ہے تو اُن کے رنج والم سے ہمیں بھی رنج ہوتا ہی
اور ہم سب حالات رنج وسرور سے ان کے مطلع وآگاہ ہوتے ہیں اور کوئی حال ان کا ہمپر مخفی نہیں ہی پس شیعہ ہمارے
ہمارے ساتھ ہیں اور ہرگز ہم سی جدا نہوں گے اور نہ ہم اُن سے جدا ہوں گے اور وہ سب کیونکر ہم سی جدا ہوں اور سوا
ہمارے کہاں جائیں کہ وہ غلام ہیں ہماری اور رجوع ہر غلام کی طرف اُسکے آقا ومولا کے ہوتی ہے اَللّٰهُمَّ اَحْیِ
شِیْعَتَنَا مِنَّا وَمُضَافِیْنَ اِلَیْنَا فَمَنْ ذَکَرَ مُصَابَنَا فَبَکٰی اَوْ تَبَاکٰی اَسْتَحْیَ اللّٰہُ اَنْ یُعَذِّبَہٗ بِالنَّارِ
راوی کہتا ہے کہ جب جناب صادق علیہ السلام ایسے کلمات رافت وشفقت کے بہ نسبت اپنے شیعوں کی فرما چکے تو بعد اُسکے
دست حق پرست واسطے دعا کے اوٹھائے اور درگاہ قاضی الحاجات ومجیب الدعوات میں یہ دعا کی کہ اے پروردگار
عالم امیدوار ہوں تیرے فضل وکرم سے کہ تو ہمیشہ زندہ رکھ ہمارے شیعوں کو اور اُن کو کہ جو منسوب ہیں ہماری طرف
یعنی زندہ رکھ ہمارے شیعوں کو اور بعد اُنکے . . . .
انکی اولاد کو اسی طرح سے تا قیامت بعد اسکے فرمایا کہ ایہا الناس جو مومن یاد کرے ہماری مصائب کو اور ذکر کرے
اون جور وستم کا کہ جو ہاتھ سی اعدا کے ہم اہلبیت طاہرین پر گذری ہیں پس وہ مومن روئے یا صورت ہی
رونے کی بنائے حق سبحانہ تعالیٰ اکو حیا وشرم آئے گی اُس مومن پر عذاب کرتے ہوئے باتش دوزخ فالحق
اَنَّ مِصْدَاقَ الشِّیْعَۃِ مُخْتَصٌّ فِی الْاَفْرَادِ الْمُقَدَّسَۃِ الَّتِیْ اُسْتُشْہِدُوْا مَعَ الْحُسَیْنِ بْنِ
رَسُوْلِ الثَّقَلَیْنِ فِیْ طَفِّ کَرْبَلَا یَوْمَ عَاشُوْرَا پس مومنیں اگر تامل کرو تو غلامان علیؑ وشیعیان جعفری
حقیقت میں وہی بزرگوار تھے کہ جن دیندار وں نے روز عاشورا معرکہ کربلا میں جان اپنی امام حسینؑ فرزند رسول
ثقلینؐ پر فدا کی وَلَمْ یَخْطُرْ بِبَالِہِمْ اَنَّ عِیَالَنَا وَاَطْفَالَنَا بِلَا قَیِّمٍ یَہْلِکُوْنَ وَبِلَا مَالٍ یَتَمَلَّلُوْنَ بَلْ لِمَا
عَطَشِہِمْ وَجُوْعِہِمْ یَسْتَقْبِلُوْنَ اِلَی طَعْنِ الرِّمَاحِ مُسْتَبْشِرِیْنَ وَاِلَی ضَرْبِ السُّیُوْفِ مُطْمَئِنِّیْنَ
عجب سعادتمند تھے وہ سب دیندار کہ نشہ محبت فرزند رسول مختار میں ایسے سرشار تھے کہ بوقت جنگ کارزار مطلق انکو خیال بربادی و
ہلاک ہونے اپنے عیال واطفال کا نہ تھا یا وصف اسکے کہ تین دن بھر کے بھوکے اور پیاسے تھے لیکن شکایت تشنگی وگرسنگی سے زبان کسی
کی آشنا نہ تھی الا ہر ایک جرات باشتیاق ملاقات پروردگار بڑھ بڑھ کر نیزہ وتیر اپنے سینہ پر لیتا تھا اور ہر زخم شمشیر پر طاینہ وخوش
حلبی رہا تھا سہ قَوْمٌ اِذَا حَضَرُوا اَلنِّزَالَ تَنَمَّرُوْا بِصُدُوْرِہِمْ وَسُیُوْفِہِمْ لَا تُنْکَرُوْا ۞ وَلَقَدْ مَضَوْا

نحو الجنود کانهم اسد معقول علی الشیاۃ فتنفرقا سبحان اللہ کیا بہادر جرأت تھی رفقائے حسین کی کہ جب اُن دلیروں کو معرکۂ کربلا میں ہزار لاکھ پیادہ وسوار سے مقابلہ آپڑا سینے ہتھیار اپنی مثل زرہ و بکتر و خود وسپر زمین پر پھینک دیے اور سینے اپنے بجائے سپر سامنے کر دیے اور مثل شیر غضبناک کے اس لشکر ناپاک پر حملہ کیا پس ہزاروں اُن اشقیا سے بھاگ گئے اور ہزاروں کے سر تنوں سے اتار کر انبار لگا دیے اور ندیاں خون سے کفار کی جاری کر دیں غرضکہ انصار امام حسین نے اس روز وہ مقابلہ کی کہ کسی کو مجال انکار نہیں ہے اور تا قیامت یہ سانحہ عجیب بطور یادگار باقی ہے گا لقد روی انہ بعد قتل بریر بن حضیر الھمدانی رضی اللہ عنہ برز وھب ابن عبد اللہ الکلبی وکانت امہ وزوجتہ معہ فی الصف چنانچہ کتب معتبرہ سیر و اخبار میں رواۃ اخبار سے یوں منقول ہے کہ جب بریر بن حضیر ہمدانی رضی اللہ عنہ اُس امام کونین پر سے فدا ہو چکے بعد ان کے وہب بن عبد اللہ کلبی کہ ماں اور زوجہ اس نوجوان کی بھی روز عاشورا معرکۂ کربلا میں موجود تھیں آمادہ جہاد ہوئے فقالت لہ امہ یا فلذۃ کبدی الی ابن سیدتی فاطمۃ الزہراء صلوات اللہ وسلامہ علیھا فانہ اسیر بین الاعداء فقم وانصر ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ پس جب کہ رفقائے امام حسین علیہ السلام ایک بعد دوسرے کے اپنے آقا پر فدا ہونے لگے اسوقت ماں نے وہب کی وہبی سے کہا کہ اے پارہ جگر اے نور نظر آیا دیکھتا ہے کہ دلبند علی مرتضیٰ و جگر گوشہ جناب فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ وسلامہ علیہا کہ میں جس بی بی کی کنیز ہوں آج مصیبت عظیم میں مبتلا ہے اور ہر طرف سے اعدائے دین نے اُس شاہزادے کو گھیر رکھا ہے اور راہ چارہ کی بند کر دی ہے پس اے فرزند کمر باندھ اور ہتھیار لگا اور جان اپنی امام حسین علیہ السلام پر ابھی فدا کر فقام وھب مسرعا واستاذن من الحسین علیہ السلام فقال لہ الحسین ایھا الشاب کیف اذن لک لعل امک تکرہ ذلک یہ سنتے ہی وہب آمادہ جہاد ہوئے اور اُسی وقت خدمت باسعادت امام حسین میں حاضر ہو کر رخصت جہاد طلب کی حضرت نے فرمایا کہ اے نوجوان میں تجھے کیونکر اجازت دوں شاید ماں تیری اس پر راضی نہ ہو اور مفارقت تیری اُسے دشوار ہو قال وھب یا سیدی ھی تحب قتلی فی نصرۃ ابن رسول اللہ وامرتنی بہ فاذن بہ لہ وہب نے عرض کی کہ اے سید کونین میں اس سعادت دارین سے محروم تھا مگر ماں نے میری کو وہ کینہ ہے آپ کی مجھے طرف اس راہ راست کی ہدایت و ارشاد کیا اور تصدق ہونا میرا حضرت پر سے

باعث خوشنودی و رضا اُسکے کا ہی امام حسینؑ علیہ السلام نے یہ سُنکر وہب کو اجازت جہاد دی فَبَرَزَ وَ وَقَفَ
بِإِزَاءِ الْقَوْمِ وَ يَرْتَجِزُ بِهٰذَا ۔ اَنَا وَهْبُ عَبْدِ اللّٰهِ الْكَلْبِيِّ ؛ سَوْفَ تَرَوْنِي وَ تَرَوْنِي
ضَرْبِي ؛ وَحَمْلَتِي وَصَوْلَتِي فِي الْحَرْبِ ؛ لَيْسَ جِهَادِي فِي الْوَغَاءِ اللَّعِبِ یعنی ای قوم ستمگار آگاہ ہو
میرے نام و نسب سے کہ میں ہوں وہب بیٹا عبد اللہ کلبی کا اور شیر دلیر ہوں وقت جنگ کی قریب ہی کہ اس معرکہ
کارزار میں میری حرب و ضرب سے تم واقف ہو جاؤگے اور میری شجاعت و جرات سے ابھی تم سب کو خبر ہو جائے
اور بہت ہوشیار رہو کر مجھ سے لڑنا اور میرے حملہ کو کھیل و بازیچۂ اطفال نہ جاننا کہ بحول اللہ المستعان عوض خونہائے
ناحق ریختہ کا ابھی تم سے لوں گا اور کشتوں سے پشتے جمع کر دونگا فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ كَاللَّيْثِ الْمُغْضَبِ عَلَى الشِّيَاهِ
وَهُمْ يَفِرُّوْنَ مِنْهُ كَالْمِعْزٰى مِنَ الْاَسَدِ حَتّٰى قَتَلَ مِنْهُمْ جَمَاعَةً كَثِيْرَةً پس اُس نوجوان نے
بعد رجز خوانی کے مثل شیر غضبناک کی اُس لشکر ناپاک پر حملہ کیا اور ہیبت و جلالت سے اُس دلیر کے ایک بھی اُن میں سے
سامنے ہو کر نہ لڑا بلکہ وہ نامرد خوف سے اُس جری کے ایسا بھاگتے تھے جیسے بکریاں خوف سے شیر کے بھاگتی ہیں یہاں تک
کہ وہب نے صدہا فراریوں کے سر کاٹ لئے اور صدہا کفار و نابکار کو نیزہ و شمشیر سے فی النار کیا ۔ فَرَجَعَ اِلٰى
اُمِّهٖ وَ زَوْجَتِهٖ وَ قَالَ لِاُمِّهٖ يَا اُمَّاهُ اَرَضِيْتِ مِنِّيْ قَالَتْ لَا وَاللّٰهِ يَا وَهَبُ مَا رَضِيْتُ مِنْكَ
اَوْ تُقْتَلُ بَيْنَ يَدَيِ ابْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ جب کہ بعض اشقیا انہیں سے فی النار اور بعضے رو بفرار ہوئے اور کسی کو
وہب نے سامنے اپنے نہ پایا اور اُسوقت وہ سعادت مند اپنی ماں و زوجہ پاس آیا اور کہا کہ اے اماں جان آیا مجھ
سے راضی و خوشنود ہوئیں کہ میں مطابق حکم آپ کے ان اشقیا سے لڑا اور اکثروں کو اس قوم اشرار سے راہی
دار البوار کیا اور مادر وہب نے جواب دیا کہ اے نور نظر اے پارہ جگر میں ہرگز ہرگز تجھ سے ابھی راضی و خوشنود نہیں ہوں جبتک
تجھے سامنے فرزند رسول مختار و دلبند حیدر کرار کے شہید نہ دیکھ لوں گی فَقَالَتْ زَوْجَتُهٗ بِاللّٰهِ عَلَيْكَ لَا تَفْجَعْنِيْ
فِيْ نَفْسِكَ فَقَالَتْ لَهٗ اُمُّهٗ يَا بُنَيَّ لَا تَسْمَعْ مَقَالَهَا وَ ارْجِعْ اِلَى الْاَعْدَاءِ فَاِنَّكَ
لَا تَنَالُ شَفَاعَةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اِلَّا بِرِضَائِيْ راوی کہتا ہی کہ جب مادر وہب نے یہ کہا
کہ اے فرزند میں ہرگز تجھ سے راضی نہ ہونگی جب تک کہ تو جان اپنی فرزند فاطمہ زہرا صلوات اللہ و سلامہ علیہا پر سے فدا نہ
کرے گا اُسی وقت وہب نے قصد میدان کا کیا پس اسی اثنا میں زوجہ وہب نے دامن اپنے شوہر کا پکڑ لیا اور کہا کہ اے

وہب تو مرنے کو نہ جا اور مجھے تو اپنی ماتم میں نہ رُلا مادر وہب نے ساتھ ہی اسکے اُسے جھڑک دیا اور اپنے فرزند سے کہا کہ اے پارہ جگر ہرگز کلام اپنی زوجہ کا نہ سُن کہ عورات ناقص العقل ہوتی ہیں جلد لشکر اعدا پر حملہ کر اور حسین فرزند رسول الثقلین پر فدا ہو قسم بخدائے عزوجل کہ ہرگز جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ تیرے شفیع نہ ہوں گے جبتک تو قتل ہو مجھے راضی خوشنود نہ کرے گا فَحَمَلَ وَهَبٌ عَلَى الْقَوْمِ وَغَاصَ فِي بَحْرِ الْقِتَالِ حَتَّى قَتَلَ مِنْهُمْ خَلْقاً كَثِيراً فَقَطَعَ الْمَلْعُونُ يَدَيْهِ فَلَمَّا رَاتْهُ زَوْجَتُهُ خَرَجَتْ مِنَ الْخِيَامِ حَاسِرَةَ الرَّاسِ حَافِيَةَ الْاَقْدَامِ وَاَقْبَلَتْ نَحْوَهُ وَقَالَتْ نَفْسِي لِنَفْسِكَ الْفِدَا قَاتِلْ دُوْنَ الطَّيِّبِيْنَ پس وہ جری اُسی وقت میدان کارزار میں آیا اور دریائے قتال میں غوطہ زن ہوا اور بہت سے اشقیا کو گھاٹ سے تلوار آبدار کے پار اتار کر راہی دار البوار کیا اور اسی طرح سے وہ دلیر سرگرم جہاد تھا کہ ایک ملعون نے کمیں گاہ سے ایسی تلوار ہاتھوں پر وہب کے ماری کہ دونوں ہاتھ اس دیندار کے کٹ کر گر پڑے منقول ہے کہ جب زوجہ وہب نے یہ حال اپنے شوہر کا دیکھا اور اسطرف بیکسی و بیچارگی امام حسینؑ پر نگاہ کی سر و پا برہنہ خیمہ سے باہر نکل پڑی اور اپنے تئیں اپنے شوہر تک پہونچایا اور آواز دی کہ اے وہب جان میری فدا ہو تیرا اب دیر نہ کر جلد فرزند رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ پر سے فدا ہو اور جان اپنی اُس حضرت پر سے نثار کرو فَاَقْبَلَ اِلَيْهَا وَهَبٌ لِيَرُدَّهَا اِلَى النِّسَاءِ فَاَخَذَتْ بِجَانِبِ ثَوْبِهِ وَقَالَتْ لَنْ اَعُوْدَ وَاَمُوْتَ مَعَكَ پس جب کہ وہب نے اپنی زوجہ سعیدہ کو میدان کارزار میں دیکھا قریب اُس کے آن کر بہت سمجھایا کہ کسی طرح خیمہ اہل حرم میں پھر جائے لیکن زوجہ وہب نے دامن اپنے شوہر کا پکڑ لیا اور کہا کہ میں ہرگز اب خیمہ میں نہ جاؤں گی بلکہ تمہارے ساتھ فرزند فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا پر سے فدا ہوں گی فَلَمَّا رَاَى الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ذٰلِكَ نَادَاهَا اَثَابَكِ اللّٰهُ جُزِيْتُمْ مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ خَيْراً فَارْجِعِي اِلَى الْخِبَاءِ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِهِ الضَّعِيْفَةُ قَوْلَهُ انْصَرَفَتْ پس جب کہ امام حسین علیہ السلام نے دیکھا کہ زوجہ وہب خیمہ میں نہیں جاتی ہے اور قول اپنے شوہر کا اس امر میں قبول نہیں کرتی ہے آواز دی کہ اے زوجہ وہب حق سبحانہ تعالیٰ تمہیں عوض اس محبت و مروت کے کہ جو تم نے ہم اہلبیت رسولخدا کے ساتھ کی ہے جزائے خیر عطا فرمائے گا اب مناسب یہ ہے کہ دامن وہب کا چھوڑ دے اور خیمہ اہلحرم کو پھر جا پس سنتے ہی ارشاد ہدایت بنیاد اُو آنحضرت کی اُس سعیدہ نے دامن شوہر کا چھوڑ دیا اور داخل خیمہ حرم محترم ہوئی، فَبَيْنَمَا كَذٰلِكَ اِذْ حَمَلَ الْقَوْمُ عَلَى وَهَبٍ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ

وَمَكَانٍ وَقَتَلُوهُ بِالسُّيُوفِ وَالسِّنَانِ فَلَمَّا رَأَتْ زَوْجَتُهُ ذٰلِكَ اَقْبَلَتْ اِلَيْهِ بَاكِيَةً نَادِبَةً" پس اسی اثنا میں اُن اشقیا نے وہب کو ہر طرف سے گھیر کر تیر و نیزہ و شمشیر سے قتل کیا جب کہ زوجہ وہب نے اپنے شوہر کو شہید دیکھا پھر خیمہ اہلحرم سے نکلکر پیٹتی روتی افتاں و خیزاں لاش شوہر پر پہونچی فَاَخَذَتْ رَاْسَهُ فِيْ حِجْرِهَا وَتَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ وَتَبْكِيْ وَتَنْظُرُ اِلٰى مُحَيَّاهُ فَلَمَّا رَاَى الشِّمْرُ الْمَلْعُوْنُ ذٰلِكَ قَالَ لِمَوْلَاهُ اِضْرِبْهَا فَضَرَبَ بِعَمُوْدٍ فَشَدَخَهَا وَقَتَلَهَا پس زوجہ وہب دیکھ کر لاش اپنے شوہر کی زمین پر بیٹھ گئی۔ اور بیتاب ہوکر سر وہب کا زمین سے اُٹھا کر اپنی آغوش میں کہا اور خون چہرہ پر نور وہب سے پونچھتی جاتی تھی اور بہ حسرت و یاس موہنہ کو اُس سعادتمند کے تکتی تھی اور باواز بلند روتی تھی کہ ناگاہ شمر ولد الزنا نے طرف اُسکی بہ نگاہ غضب دیکھا اور اپنے غلام کو آواز دی اور کہا اے غلام بد انجام کیا دیکھتا ہے تو جلد اس ضعیفہ کو قتل کر پس اُس ملعون نے بموجب حکم اُس شقی کے ایسا گرز آہنی سر پر اُس بی بی کے مارا کہ سر اطہر اُس کا پھٹ گیا اور اُسی وقت راہی جنت ہوئی۔ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ زوجہ وہب سے پہلے کوئی عورت لشکر امام حسین علیہ السلام سے قتل نہ ہوئی تھی۔ فَقَطَعُوْا رَاْسَ وَهْبٍ وَرَمَوْهُ اِلٰى عَسْكَرِ الْحُسَيْنِ فَاَخَذَتْ اُمُّهُ رَاْسَهُ وَتَنْظُرُ اِلٰى وَجْهِهٖ وَيَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بَيَّضَ وَجْهِيْ وَسَرَّ قَلْبِيْ بِشَهَادَتِكَ ۔ منقول ہے کہ بعد قتل زوجہ وہب کے سر اطہر وہب کا اُن اشقیا نے کاٹ کر طرف لشکر امام حسین علیہ السلام کے پھینک دیا پس مادر وہب نے سر اپنے فرزند کا اُٹھا کر اپنے سینہ سے لگایا اور منھ اُس ماہ رو کا دیکھ کر کہا کہ اے نور نظر اے پارہ جگر شکر کرتی ہوں میں اُس خداوند جلیل کا کہ جس نے مجھے جناب سیدہ فاطمہ زہرا سے بہ سبب تیری شہادت کے سُرخ رو کیا اور مجھے اُن حضرت سے شرمسار نہ کیا فَرَمَتْ رَاْسَ وَلَدِهَا اِلٰى عَسْكَرِ الْاَعْدَاءِ وَاَخَذَتْ عَمُوْدَ الْخَيْمَةِ وَضَرَبَتْ قَاتِلَ وَلَدِهَا فَقَالَ لَهَا الْحُسَيْنُ يَا اُمَّ وَهْبٍ اَنْتِ وَوَلَدُكِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ فَاصْبِرِيْ وَارْجِعِيْ فَرَجَعَتْ اِلَى الْخَيْمَةِ بَاكِيَةً بعد اُس کے مادر وہب نے سر اپنے فرزند کا طرف لشکر عمر سعد کے پھینک دیا اور مشہور یہ ہے کہ ساتھ اُسکے یہ بھی کہا کہ جو صدقہ راہ خدا میں تصدق کر دیتے ہیں اُسے پھر نہیں پھیر لیتے ہیں بعد اُسکے عمود خیمہ کا لیکر لشکر اعدا پر حملہ کیا اور قاتل وہب کو ڈھونڈ کر قتل کیا پس امام حسین علیہ السلام نے کہا

دینداری مادر وہب کی دیکھ کر فرمایا کہ اے ضعیفہ سعیدہ تو اور فرزند تیرا ساتھ رسول خدا کے بروز حشر محشور ہوگی لیکن یہ وقت صبر و شکر ہے تجھے لازم ہے کہ صبر کر اور خیمہ اہل حرم میں پھر جا پس موافق ارشاد حضرت کے وہ سعیدہ داخل خیمہ حرم محترم ہوئی۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ٥

مجلس انیسویں مشتمل ہے شہادت پر حضرت حبیب ابن مظاہر کی

عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ كَانَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يَاْخُذُوْنَ رَجُلًا لَيْسَ لَهٗ عَمَلٌ حَسَنٌ وَيَسُوْقُوْنَهٗ اِلٰى جَهَنَّمَ۔ فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے جب کہ قیامت بپا ہوگی اور بہ نسبت ہر نیک و بد کے احکام پروردگار جاری ہونگے اسوقت فرشتہ ہائے عذاب ایک شخص کو کہ اُسے کوئی عمل نیک بجز اعمال بد کے نہوا ہوگا گرفتار کر کے طرف دوزخ کے لے چلیں گے نُوْدِيَ مُنَادٍ قِفُوْا يَا مَلٰٓئِكَتِيْ فَاِنَّ لَهٗ اَمَانَةً عِنْدِيْ فَيُعْطٰى لَهٗ دُرَّةً بَيْضَآءَ يُضِيْءُ مِنْ نُوْرِهَا الْمَحْشَرُ پس اسی اثنا میں جانب پروردگار عالم سے منادی ندا کرے گا کہ اے ملائکہ ٹھیرو اور توقف کرو کہ اس مرد گناہگار کی ہمارے پاس ایک امانت ہے چنانچہ ملائکہ حسب الحکم خدائے عز و جل کے توقف کریں گے کہ ناگاہ اس شخص کو ایک موتی پرنور و ضیا آبدار بہا ایسا کہ جس سے تمام عرصہ محشر روشن و منور ہو جائے گا عنایت ہوگا۔ فَيَقُوْلُ الْعَبْدُ الْمُسِیْءُ اِلٰہِیْ وَسَیِّدِیْ مَا اَعْلَمُ بِاَمَانَتِیْ وَلٰكِنْ اَنْتَ تَعْلَمُ وَاِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ پس وہ شخص خوش طالع اس موتی کو دیکھ کر بکمال تعجب جناب احدیت میں التماس کرے گا کہ اے خداوند کریم مجھے ہرگز علم نہیں ہے اس اپنی امانت کا لیکن تو خوب واقف ہے اس سے اور تو علام الغیوب ہے فَيَقُوْلُ لَهٗ يَا عَبْدِيْ هٰذِهٖ عَبْرَةٌ سَالَتْ عَلٰى خَدِّكَ فِيْ مَصَائِبِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاذْهَبْ بِهَا عِنْدَ الْاَنْبِيَآءِ وَالْاَوْصِيَآءِ لِيُقَوِّمُوْا عَنْهَا پس جواب میں اس مرد گنہگار کے جانب پروردگار سے یہ ارشاد ہوگا کہ اے شخص نیک طالع یہ موتی جو ہے یہ حقیقت میں ایک اشک ہے کہ ایام مصائب امام حسین علیہ السلام میں تیری آنکھ سے نکلکر تیرے رخسارہ پر جاری ہوا تھا اب اس موتی کو سب انبیا و اوصیا پاس لیجا اور ہر ایک سے قیمت اس در کی پوچھ کہ کیا ہے فَيَحْضُرُ مَعَهَا عِنْدَ اٰدَمَ صَفْوَةِ اللّٰهِ وَعِنْدَ نُوْحٍ نَبِیِّ اللّٰهِ وَعِنْدَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ

وَاِسْمٰعِيْلَ ذَبِيْحِ اللّٰهِ وَمُوْسٰى كَلِيْمِ اللّٰهِ وَعِيْسٰى رُوْحِ اللّٰهِ حَتّٰى عِنْدَ عَلِيٍّ وَلِيِّ اللّٰهِ وَمُحَمَّدٍ حَبِيْبِ اللّٰهِ صَلَوٰاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَعَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ وَيَسْئَلُهُمْ عَنْ ثَمَنِهَا پس حسب الارشاد جناب احدیت کے وہ شخص پہلے خدمت بابرکت جناب آدم علی نبینا وعلیہ السلام میں و بعد اُن کے خدمت جناب نوحؑ وحضرت ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ وحضرت موسیٰ وحضرت عیسیٰ وجناب امیرالمومنین علی ابن ابیطالبؑ وجناب خاتم النبیین سید المرسلین صلوات اللہ علیہ وآلہ اجمعین میں مع اُس موتی کے حاضر ہوگا اور ہر ایک نبی و وصی سے پوچھیگا کہ قیمت اسکی بیان کرو کہ کیا ہے فَيَتَحَيَّرُوْنَ فِيْ تَقْوِيْمِ ثَمَنِهَا حَتّٰى يَحْضُرَ مَعَهَا فِيْ حَضْرَةِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمَّا يَنْظُرُ اِلَيْهِ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُعَانِقُهٗ وَيُلَاطِفُهٗ كَالْاَبِ الشَّفِيْقِ بِالْوَلَدِ۔ پس جناب آدم سے تا جناب خاتم النبیین سید المرسلین صلوات اللہ علیہم اجمعین بہ سبب نور وضیا وچمک اُس دُرِّ بے بہا کی کچھ تعیین و تقویم قیمت اُس موتی کی نہ کر سکیں گے اور ہر ایک نبی و وصی بجز عجز تقویم ثمن کے اُسے کچھ نہ بیان کرے گا یہاں تک کہ وہ مرد مومن نیک بخام خدمت باسعادت امام عالیمقام جناب امام حسین علیہ السلام میں مع اس موتی کے حاضر ہوگا پس دیکھتے ہی اُس شخص کے جناب سید الشہداء علیہ السلام کھڑے ہو جائیں گے اور اُسے معانقہ کریں گے اور اس شفقت و محبت سے پیش آئیں گے کہ جسطرح کوئی باپ شفیق اپنے فرزند سے بہ شفقت و مہربانی پیش آتا ہے ثُمَّ يَتَعَلَّقُ بِقَائِمَةِ الْعَرْشِ وَيَقُوْلُ اِلٰهِيْ وَسَيِّدِيْ لَيْسَ ثَمَنُ هٰذِهِ الدُّرَّةِ الْبَيْضَاءِ الَّتِيْ هِيَ عَبْرَةٌ مِنْهُ مِنْ مُصِيْبَتِيْ اِلَّا نَجَاةَ اَهْلِهَا مِنَ النَّارِ وَدُخُوْلُهٗ فِي الْجَنَّةِ مَعِيَ بعد اُس کے جناب امام حسینؑ قائمہ عرش الٰہی کا پکڑ کر جناب باری میں عرض کریں گے کہ اے پروردگار عالم قیمت اس موتی کی کہ فی الحقیقت یہ اشک ہی جاری ہوا تھا۔ اس مومن کی آنکھ سے مجھ مظلوم کی مصیبت میں یہ ہے کہ نجات عطا کر تو اُس شخص کو آتش دوزخ سے اور داخل کر تو اسے اپنے فضل و کرم سے بہشت میں میرے ساتھ فَيَاتِي النِّدَاءُ مِنْ قِبَلِ اللّٰهِ يَا حُسَيْنُ قَدْ غَفَرْتُ لَهٗ وَلِوَالِدَيْهِ بِحَقِّكَ وَاَدْخَلْنَاهُ مَعَكَ فِيْ دَرَجَتِكَ پس عرض امام حسینؑ کی درگاہ رب جلیل میں قبول ہوگی اور ارشاد ہوگا کہ یا حسینؑ جو کچھ کہ تو نے قیمت اس موتی کی بیان کی پس مطابق اُس کے ہم نے تمام گناہ اس مرد گنہگار کے عفو فرمائے ملکہ اسے اور اسکے ماں و باپ کو ہم نے بہ سبب تیرے حقوق کے بخشے اور داخل کیا ہی ہم نے بہشت میں تیرے ساتھ تیرے درجہ میں یَا مَعْشَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَمَّا كَانَتْ هٰذِهٖ

مَرَاتِبُ مَنْ یَبْکِیْ عَلٰی مُصَابِہٖ عَبْرَۃً فَمَا اَعْلٰی مَرَاتِبَ مَنْ بَذَلَ نَفْسَہٗ فِیْ مَرْضَاتِہٖ پس مومنین جھے تامل
ہے کہ جب یہ درجات عالیہ ہوں واسطے اُس شخص کے کہ جس کی آنکھ سے فقط ایک ہی اشک جاری ہوا مصیبت
امام حسینؑ علیہ السلام میں پس کیا قدر و منزلت ہوگی نزدیک خدائے عزوجل کے اُن سعادتمندوں کے کہ جنہوں نے جان
اپنی فرزند رسول مختار پر بروز عاشورا نثار کی اور سینوں پر اپنے نیزے کھائے اور بدن اُن کے نیزوں سے مشبک
ہوئے خوشنودی پارہ جگر حیدر کرار میں فَحَسْبُکُمْ فِیْ فَضَائِلِہِمْ قَوْلُ سَیِّدِہِمْ وَاِمَامِہِمْ لَیْلَۃَ
عَاشُوْرَا اِنِّیْ لَا اَعْلَمُ اَصْحَابًا اَوْفٰی وَ اَبَرَّ مِنْ اَصْحَابِیْ ہٰؤُلَاءِ جَادُوْا بِاَنْفُسِہِمْ فِیْ حُبِّ
سَیِّدِہِمْ وَالْجُوْدُ بِالنَّفْسِ اَقْصٰی غَایَۃِ الْجُوْدِ پس مومنین کافی ہے تم سب کو فضائل و مناقب میں
اُن سعادتمندوں کے فرمانا شہزادۂ کونین جناب امام حسینؑ کا شب عاشورا کو کہ بدرستی میں اپنے اصحاب سے بہتر
کسی نبی و وصی کے اصحاب کو نہیں جانتا ہوں تقوی و صلاح و مروت و وفا میں حضرات واقعی یہ ہی اصحاب
و رفقائے امام حسینؑ علیہ السلام سے بہتر باوفا و نیک و جواد نہ کوئی سابقین سے ہوا ہے اور نہ کوئی لاحقین سے ہوگا
اس لئے کہ اُون دینداروں نے روز عاشورا جان عزیز اپنی کہ اس سے بہتر کوئی چیز نہیں ہوتی ہے عزیز نہ کی
بلکہ بہ کمال فرحت و سرور جان اپنی قدم مبارک پر اپنے آقا کے فدا کی فِیْ مَقْتَلِ اَبِیْ مِخْنَفٍ اَنَّہٗ لَمَّا
تَلَاقَی الْعَسْکَرَانِ وَبَدَاَ الْقِتَالُ فِیْمَا بَیْنَہُمَا وَیُقْتَلُ الْوَاحِدُ وَ الْاِثْنَانِ مِنْ
اَصْحَابِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَا یُقْتَلُ مِنْہُمْ مِاَۃٌ اَوْ مِاَتَیْنِ فَخَافَ الشِّمْرُ مِنْ ذٰلِکَ
مقتل ابو مخنف میں منقول ہے کہ جب روز عاشورا صفوف لشکر آراستہ ہوئیں اور جنگ و قتال فیما بینہما شروع
ہوا اور اصحاب امام حسین علیہ السلام سے کہ شجاعت میں مثل اپنا نہ رکھتے تھے ایک ایک نے صدہا کفار ستم شعار کو قتل
کرنا شروع کیا اسوقت عمر سعد بدنہاد و شمر ملعون نہایت خائف ہوئے فَنَادَی الشِّمْرُ فِیْ عَسْکَرِہٖ یَا
وَیْلَکُمْ اِحْمِلُوْا عَلَیْہِمْ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ وَمَکَانٍ وَ تَرْشُقُوْہُمْ بِالنِّبَالِ وَتَطْعَنُوْہُمْ بِالسِّنَانِ
فَحَمَلَ الْقَوْمُ عَلٰی عَسْکَرِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ دَفْعَۃً وَاحِدَۃً پس اوسوقت شمر ملعون
شقی نے اپنے لشکر کو آواز دی کہ وائے تم پر اگر تم اسطرح جدا جدا ہو کر رفقائے حسینؑ سے لڑوگے تو کوئی تم میں سے جیتا
نہ بچے گا مگر رائے صائب یہی ہے کہ ایکمرتبہ تمام لشکر کثیر لشکر قلیل امام حسینؑ علیہ السلام پر حملہ کرے اور ہر طرف سے نیزے

مارو اور تیر باراں کرو پس اُس ملعون سے یہ سُنکر تمام لشکر شقاوت اثر نے ایک مرتبہ اس فوج خدا پر حملہ کیا فَصَارَ اَصْحَابُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيْنَ طَرِيْحٍ وَجَرِيْحٍ وَلَعِيْنٍ وَذَبِيْحٍ حَتّٰى انْتَصَفَ النَّهَارُ راوی کہتا ہے کہ اُسی حملہ میں کوئی شخص اصحاب امام حسین علیہ السلام سے باقی نہ رہا مگر یہ کہ کسی کے بدن پر تیر لگا اور کوئی نیزہ سے زخمی ہوا اور کوئی شہید ہو گیا یہانتک کہ آفتاب قریب زوال کے پہونچا اور وقت نماز ظہر داخل ہوا فَاَقْبَلَ اِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ بَقِيَ مِنْ اَصْحَابِهٖ وَقَالُوْا لَهٗ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ نَحْنُ مَقْتُوْلُوْنَ لَا مَحَالَةَ وَقَدْ حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ وَهِيَ اٰخِرُ صَلٰوتِنَا مَعَكَ پس سبد بیدار کہ جو قتل سے بچ رہے تھے بعد زوال آفتاب کے دائرہ نصف النہار سے خدمت میں اُس امام عالیمقام کے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ ہمیں یقین ہے کہ ہم میں سے کوئی آج جیتا نہ بچے گا اور ہم سب جان اپنی قدم مبارک پر فدا کرینگے، الحمد للہ کہ وقت نماز ظہر داخل ہو چکا ہے اگر یہ آخری نماز ہمارے حضرت کے ساتھ ہو تو عین سعادت ہے فَلَعَلَّنَا نَلْقَى اللّٰهَ تَعَالٰى عَلٰى اَدَاءِ الْفَرِيْضَةِ مَعَكَ فَلَمَّا سَمِعَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ذٰلِكَ اَقْبَلَ اِلَى الْقَوْمِ وَنَادٰى وَيْلَكَ يَا ابْنَ سَعْدٍ اَنَسِيْتَ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ وَلَا تَقِفُ عَنِ الْحَرْبِ حَتّٰى نُصَلِّيَ وَنَعُوْدَ اِلَى الْحَرْبِ فَلَمْ يُجِبْهُ شَيْئًا پس جب کہ امام حسینؑ نے ان سعادتمندوں کو مشتاق نماز پایا اور دیکھا کہ اوّل وقت نماز ظہر ہے طرف اس قوم اشرار کے متوجہ ہوئے اور بآواز بلند فرمایا کہ اے عمر سعد شیطان بے ایمان ایسا تجھ پر غالب و مسلط ہوا ہے کہ طریقہ اسلام کو تونے بھلا دیا کیا غضب ہے کہ وقت نماز ظہر داخل ہوا اور تو حرب و ضرب کو نہیں موقوف کرتا ہے اور متوجہ طرف نماز واجب کے نہیں ہوتا ہے اور نہ ہمیں مہلت نماز کی دیتا ہے پس تجھے لازم ہے کہ اسقدر جنگ و قتال کو موقوف رکھ کہ ہم نماز پڑھ لیں اور بعد فراغ نماز کے پھر ہم واسطے جنگ کے موجود ہیں پس یہہ ارشاد حضرت کا سُنکر وہ ملعون ساکت ہو رہا اور مطلق جواب ندیا فَنَادٰى حُصَيْنُ ابْنُ نُمَيْرٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ يَا حُسَيْنُ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ صَلٰوتَكَ فَقَالَ لَهٗ حَبِيْبُ بْنُ مُظَاهِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَا ابْنَ الْخَمَّارَةِ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ اَنَّ صَلٰوةَ الْحُسَيْنِ اِمَامِ الْكَوْنَيْنِ لَا تُقْبَلُ وَصَلٰوتُكَ الْفَاجِرِ الْفَاسِقِ اَلْخَمَّارِ پس ناگاہ حصین بن نمیر لعنت اللہ مثل سگ ناپاک کے چلایا کہ اے حسینؑ عبث تم مہلت نماز طلب کرتے ہو

ہرگز نماز تمہاری نزدیک خدائے عزوجل کے مقبول نہیں ہو سکتی یہ کلام اُس ملعون کا سنکر حبیب
بن مظاہر رضی اللہ عنہ بیتاب ہوگئے اور فرمایا کہ اے حصین اے فرزند زانیہ حبشیہ لعنت خدا تجھ پر ای ملعون
تیرے زعم باطل میں یہ ہے کہ نماز حسین امام کونین فرزند رسول الثقلین کے نزدیک خدائے عزوجل کے
مقبول نہیں ہے اور نماز تجھ سے فاسق و فاجر و شراب خوار کی قبول ہو فَغَضِبَ الْمَلْعُونُ وَقَالَ اَنْتَ
اَنْتَ یَا حَبِیْبُ اُبْرُزْ اِلَیَّ تَجِدُنِیْ قَاتِلَكَ فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ حَبِیْبٌ قَالَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ
اِنِّیْ لَاَرْجُوْا اَنْ اُصَلِّیَ مَعَ جَدِّكَ فِی الْجَنَّۃِ پس جب کہ حبیب بن مظاہر رضی اللہ
عنہ نے اُس ملعون پر بآواز بلند لعنت کی اُس ملعون نے مثل مار سیاہ کے پیچ و تاب کھا کر آواز دی کہ اے
حبیب اگر بہادر ہو تو تم صف لشکر سے باہر نکلو اور مجھے قاتل اپنا جانو پس یہ سنکر وہ سعادتمند غضبناک ہوئے
اور خدمت باسعادت امام حسین علیہ السلام میں عرض کی کہ اے فرزند رسول الثقلین فدوی اب امیدوار
اسکا ہے کہ مجھے اجازت جہاد ملے اور میں یہ نماز آپ کے جد امجد جناب رسولخدا کے ساتھ جنت میں پڑھوں
فَاَذِنَ لَہُ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَحَمَلَ عَلَیْہِ وَسَطَا عَلَیْہِ کَالْھِزَبْرِ مِنْ عَیْنٍ
فَاَذَاقَہُ بِالسَّیْفِ حَرَّ النَّارِ فَطَعَنَہُ بِرُمْحِہٖ وَاَخْرَجَ السِّنَانَ
مِنْ ظَھْرِہٖ حَتّٰی عَجَّلَ اللّٰہُ رُوْحَہُ عَلَی النَّارِ پس حضرت نے ناچار حبیب ابن مظاہر کو اجازت
کارزار دی منقول ہے کہ حبیب وہ مرد دیندار رخصت جہاد اُس امام ابرار سے حاصل کر چکے تو مثل شیر غضبناک
کے لشکر سے نکلے اور مثل شیر کے آواز دی کہ اے نامراد اگر تجھے دعوائے شجاعت ہے تو سامنے میرے آ
چنانچہ وہ ملعون مثل سگ ناپاک کے سامنے حبیب رح کے آیا اور اُس شیر دلیر نے بکمال جرات اُس شقی کے
مونہہ نجس پر کہ جس منہہ سے کلمات بیہودہ شان بادشاہ انس و جان میں کہے تھے ایک تلوار آبدار ماری
اور ساتھہ ہی اُسکے ایک ایسا نیزہ سینہ پر کینہ پر مارا کہ وہ نیزہ پشت سے اُس شقی کے نکل آیا اور اُسی وقت
داخل دوزخ ہوا ثُمَّ ھَاجَ فِیْ عَسْکَرِ ابْنِ سَعْدٍ فَقَتَلَ مِنْھُمْ مِائَۃً وَسِتِّیْنَ رَجُلًا فَرَجَعَ
اِلٰی سَیِّدِہٖ وَقَبَّلَ یَدَیْہِ وَرِجْلَیْہِ وَوَدَّعَہٗ وَھُمَا یَبْکِیَانِ پس بعد قتل کرنے حصین
ملعون کے حبیب بن مظاہر رضی اللہ عنہ نے تلوار پکڑ کر اتنا کفار پر حملہ کیا اور اسی حملہ میں ایک سو ساٹھ اشقیا

کو واصل جہنم کیا یہاں تک کہ صفیں لشکر شقاوت اثر کی متفرق و پریشان کردیں اور خدمت بابرکت امام
حسین علیہ السلام میں پھر حاضر ہوئے اور قدم مبارک کے بوسے لیے اور پھر طالب رخصت ہوئے حضرت نے
حبیب ابن مظاہرؓ کو گلے سے لگا لیا اور بہت روئے اور پھر حبیب ابن مظاہرؓ کو بکمال حسرت رخصت کیا
فَبَرَزَ حَبِيبُ بْنُ مُظَاهِرٍ اِلَى الْاَعْدَاءِ وَلَمْ يَزَلْ يُقَاتِلُ حَتّٰى قَتَلَ مِنْهُمْ اَرْبَعَمِائَةِ
فَارِسٍ ثُمَّ قُتِلَ رَحِمَهُ اللّٰهُ مقتل ابو مخنف میں منقول ہے کہ حبیب ابن مظاہر رضی اللہ عنہ دوبارہ
اُس امام کونین سے رخصت لے کر مقابل لشکر کفار ستم شعار ہوئے ہیبت و خوف سے اُس شیر کے کسی نامرد کو
جرات اتنی نہ ہوئی کہ بقصد جنگ سامنے اس دلیر کے آسکے سب ساکت و صامت مثل تصویر کھڑے رہ گئے
پس حبیب بن مظاہر نے جب دیکھا کہ کوئی شخص صفوف کفار سے باہر نہیں نکلتا ہے آپ ہی مثل شیر غضبناک کے
اُس تمام لشکر روباہ پر حملہ کیا اور اُسی حملہ میں چار سو سوار نامی آوران لشکر کفار سے راہی دارالبوار کیے آخر
کار فرزند رسول مختار پر نثار ہوئے قَالَ مَنْ شَهِدَ الْوَاقِعَةَ لَمَّا قُتِلَ حَبِيبُ بْنُ مُظَاهِرٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ
وَاللّٰهِ رَأَيْتُ الْحُسَيْنَ اَنَّهُ قَدْ بَانَ الْاِنْكِسَارُ عَلٰى وَجْهِهِ راوی کہتا ہے کہ جس وقت حبیب ابن مظاہر رحمۃ اللہ
شہید ہوئے میں اس وقت وہاں موجود تھا قسم بخدائے عز و جل کہ شہید ہوتے ہی حبیب ابن مظاہر کے دیکھا
میں نے کہ رنگ چہرہ انور امام حسین علیہ السلام بسبب اُس رنج عظیم کے متغیر ہوگیا وَهُوَ يَبْكِي وَيَسْتَرْجِعُ
وَيَقُولُ رَحِمَكَ اللّٰهُ يَا حَبِيبُ لَقَدْ كُنْتَ تَخْتِمُ الْقُرْاٰنَ فِي رَكْعَةٍ وَاحِدَةٍ اور چشم مبارک سے حضرت کی مثل
ابر بہار جاری تھے اور بار بار کلمہ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ حق سبحانہ تعالیٰ
رحمت اپنی نازل کرے حبیب ابن مظاہر پر کہ بڑے دیندار تھے مقام تاسف و تحسر ہے شہادت پر ایسے عابد و
زاہد و متقی و پرہیزگار کے اور افسوس ہے مفارقت پر ایسے نمازگذار کی کہ جو ایک رکعت میں تمام قرآن ختم کرتا
تھا فَلَمَّا سَمِعَتِ النِّسَاءُ اَنَّهُ قُتِلَ بَكَيْنَ عَلَيْهِ بُكَاءً شَدِيْدًا كَمَا يَبْكِيْنَ عَلٰى اَقْرِبَائِهِنَّ
اور جب کہ خبر شہادت حبیب کی اہل حرم نے سنی تو سنتے ہی اس خبر وحشت اثر کے تمام پردگیان عصمت و
طہارت میں ایسا ماتم برپا ہوا اور سب بیبیاں حبیب حبیب پکارتی تھیں اور روتی تھیں جیسا کہ اپنے عزیز
و اقربا کے ماتم میں روتی ہیں لَمَّا قُتِلَ حَبِيبُ ابْنُ مُظَاهِرٍ وَقَضٰى نَحْبَهُ قَالَ الْحُسَيْنُ

عَلَیْہِ السَّلَامُ لِزُھَیْرِ بْنِ قَیْنٍ وَسَعِیْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَحِمَہُمَا اللّٰہُ تَقَدَّمَا اَمَامِیْ
حَتّٰی اُصَلِّیَ راوی کہتا ہے جب کہ حبیب بن مظاہر راہی جنت ہوئے امام حسینؑ کو یقین اس کا
ہوا کہ اعدائے دین ہرگز مہلت ادا کرنے نماز کی نہ دیں گے ناچار زہیر ابن قین و سعید بن عبداللہ سے
ارشاد فرمایا کہ تم دونوں سعادتمند آگے میرے برابر ہو کر کھڑے ہو جاؤ تاکہ میں نماز ظہر ادا کروں فَقَالَا
سَمْعًا وَطَاعَۃً فَتَقَدَّمَا اَمَامَہٗ اَمَامَ الْکَوْنَیْنِ مُسْتَبْشِرَیْنِ فَکُلَّمَا یَرْمِی الْاَعْدَاءُ
السَّہْمَ اِلَی الْاِمَامِ یَسْتَھْدِفَانِ یَمِیْنًا وَشِمَالًا لَا یَصِلُ اِلَیْہِمَا پس یہ حکم محکم سن کر ان دونوں سعادتمندوں نے سمعًا
وطاعۃً کہا اور بہ کمال فرحت و سرور سامنے اس امام غیور کے سینہ سپر ہو کر برابر کھڑے ہوئے اور جو نیزہ
و تیر اس قوم شریر اور فرقہ بے پیر سے طرف امام حسینؑ کے آتا تھا یہ دونوں جاں نثار اُسے بکمال سرور و بشاشت
مشتاقانہ اپنے سینوں پر روک لیتے تھے اور کسی طرف سے وہ تیر حضرت پر نہ آنے دیتے تھے فَصَلَّی الْحُسَیْنُ مَعَ
اَصْحَابِہٖ صَلٰوۃَ الْخَوْفِ پس جناب امام حسین علیہ السلام نے پہلے ساتھ نصف اصحاب کے اور اسی طرح بعد ان کے
ساتھ نصف باقی اصحاب کے کہ جو مشغول بحرب و ضرب تھے نماز ظہر بطور نماز خوف ادا فرمائی فَلَمَّا فَرَغَ
الْاِمَامُ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَنِ الصَّلٰوۃِ وَسَلَّمَ سَقَطَ سَعِیْدُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰہِ رَحِمَہُ اللّٰہُ عَلَی الْاَرْضِ
حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب امام حسینؑ علیہ السلام نماز ظہر سے فارغ ہو چکے اور نوبت سلام کی پہونچی اُسی وقت
سعید بن عبداللہ رحمۃ اللہ بہ سبب کثرت زخمہائے کاری کے زمین پر گر پڑے وَھُوَ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ الْعَنْہُمْ
لَعْنَ عَادٍ وَّثَمُوْدَ اَللّٰھُمَّ بَلِّغْ نَبِیَّکَ السَّلَامَ عَنِّیْ وَاَبْلِغْہُ مَا لَقِیْتُ مِنَ الْاَلَمِ الْجِرَاحِ فَاِنِّیْ اَرَدْتُّ
بِذٰلِکَ نُصْرَۃَ ذُرِّیَّۃِ نَبِیِّکَ ثُمَّ مَاتَ رَحِمَہُ اللّٰہُ پس جبکہ سعید بن عبداللہ حنفی زمین پر گرے اسوقت جناب میں
میں یہ دعا کی کہ اے پروردگار عالم امیدوار ہوں تجھسے کہ لعنت کر تو اُس قوم جفاکار پر وہ لعنت کہ جو تونے قوم
عاد و ثمود پر کی ہے اے خداوند جلیل اُمیدوار ہوں تجھسے کہ تو اپنے فضل و کرم سے سلام اس بندہ ذلیل کا خدمت
باسعادت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ میں پہنچا اور مطلع کر اُن حضرت کو اُس اذیت و تکلیف سے
کہ جو مجھ پر بہ سبب زخمہائے کاری کے نصرت و یاری میں اولاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے گذری ہے پس
اُس سعادتمند نے اتنا کہا اور جان بحق تسلیم کی فَبَکٰی الْحُسَیْنُ بُکَاءً شَدِیْدًا وَّ وُجِدَ بِہٖ ثَلٰثَۃَ عَشَرَ سَہْمًا سِوَی مَا بِہٖ

مِنْ ضَرْبِ السُّیُوْفِ وَطَعْنِ الرِّمَاحِ پس جبکہ امام حسین علیہ السلام نے اُس سعادتمند کو راہی جنت پایا مفارقت
پر اُس سعادتمند جاں نثار کی بہت روئے اور دیکھا کہ بدن نازنین اُس سعید ازلی پر تیرہ ۱۳ ضرب ستم سوائے
زخم نیزہ و شمشیر کے لگے ہیں اور تمام سینۂ اطہر اُن بزرگوار کا تیروں سے مشبک ہے قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ
وَاَبُوْ مِخْنَفٍ ثُمَّ اسْتَاذَنَ زُهَیْرُ بْنُ الْقَیْنِ مِنْ سَیِّدِہِ الْحُسَیْنِ وَهُوَ مَجْرُوْحٌ نقل محمد ابن ابی طالب اور ابو
مخنف نے نقل کیا ہے کہ ہرچند زہیر بن قین بھی بہ سبب زخم ہائے کاری کے مجروح تھے لیکن حال زار فرزند
حیدر کرار کا نہ دیکھ سکے اور عرض کی یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ فدوی تاب اسکی نہیں لا سکتا ہے
کہ حضرت کو اس مصیبت میں مبتلا دیکھے امیدوار ہوں کہ مجھے اذن جہاد ملے کہ میں ان کفار کو جسقدر ہو سکے
قتل کرکے راہی جنت ہوں ہرچند کہ مفارقت زہیر کی حضرت کو نہایت ناگوار تھی لیکن ناچار اجازت دی پس
زہیر بن قین رخصت کارزار کے مقابل لشکر کفار ہوئے اور رجز میں یہ اشعار پڑھے ؎ اَنَا زُهَیْرُ
بْنُ الْقَیْنِ ؛ اَذُوْدُکُمْ بِالسَّیْفِ عَنْ حُسَیْنِ ؛ اِنَّ حُسَیْنًا اَحَدُ السِّبْطَیْنِ ؛ مِنْ عِتْرَةِ الْبَرِّ
التَّقِیِّ الزَّیْنِ ؛ ذَاکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ غَیْرُ الْمَیْنِ ؛ اَضْرِبُکُمْ وَلَا اَرٰی مِنْ شَیْنِ
یَا لَیْتَ نَفْسِیْ قُسِمَتْ قِسْمَیْنِ یعنی اے گروہ ستم شعار آگاہ ہو میرے نام و نسب سے
کہ میں ہوں زہیر بن قین بجلی کہ بحول و قوت الٰہی تم سب کو دفع کروں گا تلوار آبدار سے اپنے آقائے نامدار ابن علی
و ذوالفقار حسینؑ فرزند حیدر کرار و سبط رسول مختار سے اور قتل کروں گا میں تم سب اعدائے دین کو اس سیف
صاعقہ بار سے اور آرزو مند ہوں میں اسکا کہ کاش محبت امام حسین علیہ السلام میں بدن میرا ٹکڑے ٹکڑے
کیا جائے اور میں جاں نثاران امام زمانؑ سے محسوب ہوں فَحَمَلَ عَلَی الْقَوْمِ فَقَتَلَ مِنْهُمْ
مِائَةً وَعِشْرِیْنَ رَجُلًا فَوَجَدَ وَبِهٖ جِرَاحَاتٌ ثُمَّ سَمِعَ الْحُسَیْنَ وَهُوَ یُنَادِیْ
پس بعد رجز خوانی کے اُس مرد دیندار نے اُس قوم ستم شعار پر حملہ کیا اور اُسی حملہ میں ایکسو بیس ۱۲۰ کفار کو راہی
دار البوار کیا اور آپ بھی بہت زخمی ہوئے اور چاہتے تھے کہ [illegible] کشتوں سے پشتے جمع کریں کہ ناگاہ
آواز امام حسین علیہ السلام کی سنی کہ حضرت بآواز بلند اپنے اصحاب سے کچھ فرماتے ہیں پس سنتے ہی اُس آواز
کے زہیر بن قین خدمت بابرکت اُن حضرت میں حاضر ہوئے وَهُوَ یَقُوْلُ یَا کِرَامُ هٰذِهِ الْجَنَّةُ

فُتِّحَتْ اَبْوَابُهَا وَالْحُوْرُ قَدْ تَزَيَّنَتْ لَكُمْ فَحَامُوْا عَنِ ابْنِ نَبِيِّكُمْ وَحَرِيْمِهٖ وَهُوَ مَا ذٰلِكَ يَحْيٰی بْنِ بُکَا
نہیر میدان سے پھر آئے سُنا کہ جب امام حسین علیہ السّلام بآواز بلند اپنے اصحاب کو فرماتے ہیں کہ اے بزرگوارو
کہ دروازے جنت کے کُھلے ہوئے ہیں اور حوران بہشتی واسطے تمہاری زینت کئے ہوئے مشتاق کھڑے
ہوئے ہیں پس حمایت کرو فرزند رسول مختار کی اور اہلبیت اطہار کی پس حضرت یہ فرماتے ہیں اور مخدراتِ
احباب واقربا پر روتے ہیں فَخَرَجْنَ النِّسَاءُ وَيَصْرَخْنَ وَيَقُلْنَ يَا جَمَاعَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَيَا حُمَاةَ
دِيْنِ اللّٰهِ انْصُرُوْا فِيْ حُرْمَةِ نَبِيِّكُمْ فَقَالُوْا جَمِيْعُهُمْ نُفُوْسُنَا نَفْدِيْكُمْ وَاللّٰهِ لَا يَصِلُ
اَحَدٌ مِنَّا اِلَيْكُمْ حَتّٰى يَشْرَبَ كَاْسَ الْمَوْتِ فَرَدُّوْهُنَّ اِلٰى مَضَارِبِهِنَّ پس سُنتے ہی آواز امام حسین
علیہ السّلام کی سب پردگیان عصمت وطہارت بے تاہانہ خیمہ سے باہر نکل آئیں اور متوجہ طرف اصحاب کے ہو کر
فرمایا کہ اے گروہ مومنین اے حامیان دین حمایت کرو اہلبیت رسولِ خدا و ذریت فاطمہ زہرا اور علی مرتضیٰ
کی زہیر بن قین اور سب اصحاب باوفا نے جواب دیا کہ ہم سب جان اپنی آپ پر سے فدا کریں گے اور قسم
بخدائے عزّ وجلّ ہم میں سے کوئی ایسا باقی نہ رہے گا کہ جام شہادت سے سیراب نہو اور آپ کی محبت میں جان
اپنی آپ پر سے فدا نہ کرے لیکن آپ خیمہ عصمت میں تشریف لیجائیے پس اُن بزرگواروں نے اہلحرم کو سمجھا کر داخل
خیمہ کیا فَحَمَلَ زُهَيْرُ بْنُ قَيْنٍ اِلَى الْقَوْمِ وَحَمَلَ عَلَيْهِمْ وَقَتَلَ مِنْهُمْ ثَلٰثَمِائَةٍ وَسِتِّيْنَ مُبَارِزًا فَشَدَّ
عَلَيْهِ كَثِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الشَّعْبِيُّ وَمُهَاجِرُ بْنُ اَوْسٍ التَّمِيْمِيُّ فَقَتَلَاهُ رَحِمَهُ اللّٰهُ پس زہیر بن قین دوبارہ
رخصت ہو کر میدان میں تشریف لائے اور تین سو ساٹھ ۳۶۰ اشرار کو بہر واصل جہنم کیا آخرکار سب شقیانے
اُس دیندار پر ہر طرف سے حملہ کیا اور کثیر بن عبداللہ شعبی اور مہاجر بن اوس تمیمی نے اُس سعادتمند کو قتل کیا
فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِيْنَ صُرِعَ زُهَيْرٌ يَا زُهَيْرُ لَعَنَ اللّٰهُ قَاتِلَكَ لَعَنَ الَّذِيْنَ مُسِخُوْا
قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ لکھا ہے کہ جب زہیر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اسوقت جناب امام حسین علیہ السّلام
نہایت متاسف ہوئے اور فرمایا کہ اے زہیر خدا لعنت کرے اون اشقیا پر کہ جن ہیجیاؤں نے تجھ سے دیندار کو
ناحق قتل کیا اور دور کرے اپنی رحمت سے ان سب کو مثل اُن کفار کے کہ جو بہ سبب نافرمانی خدا کے بصورت
میمون وخنزیر مسخ کئے گئے ہیں اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُوْنَ

مجلس بیسویں مشتمل ہے شہادت پر عابس و سوید بن عمرو و عروہ غفاری و غلام ترکی کے

فِي الْكَافِي عَنْ أَبِي بَصِيرٍ أَنَّهُ قَالَ أَتَيْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ بَعْدَ أَنْ كَبُرَتْ سِنِّي وَدَقَّ عَظْمِي وَقَرُبَ أَجَلِي مَعَ أَنِّي أَقُولُ لَسْتُ أَدْرِي مَا أَصِيرُ إِلَيْهِ فِي آخِرَتِي کتاب کافی میں ابو بصیر سے منقول ہے کہ کہا اُس نے ایک روز میں خدمت باسعادت امام برحق جناب جعفر صادق علیہ السّلام میں حاضر ہوا از بسکہ میں ایسا کبیر السن تھا کہ گوشت اور استخواں میرے گھل گئے تھے اور مشرف بمرگ تھا مقام یاس میں میں نے کہا کہ دیکھئے انجام میرا روز قیامت کیا ہوگا فَقَالَ لِي الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّكَ تَقُولُ هٰذَا الْقَوْلَ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ كَيْفَ لَا أَقُولُ پس سنتے ہی اس کلمۂ نحسرت کے جناب صادق علیہ السّلام نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابو بصیر عجب ہے کہ تو ایسا کلمہ کہے کہ دیکھئے انجام میرا کیا ہو میں نے عرض کی کہ فدا ہوں آپ پر یا ابن رسول اللّٰہ یہ کہنا میرا کیا مقام تعجب ہے فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يُكْرِمُ الشَّبَابَ مِنْكُمْ وَيَسْتَحْيِي مِنَ الْكُهُولِ پس حضرت نے فرمایا کہ اے ابو بصیر کیا تو نہیں جانتا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نوجوان کو تمہارے اکرام کرے گا اور حیا و شرم کرے گا ان لوگوں سے کہ جو تم میں کبیر السن ہیں یہ ارشاد سنکر میں نے عرض کی کہ قربان ہوں آپ پر سے اے فرزند رسول مختار کیوں کر حق سبحانہ تعالیٰ ہمارے جوانوں کو اکرام فرمائے گا اور کیونکر ہمارے شیوخ سے حیا کرے گا. قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُكْرِمُ الشَّبَابَ مِنْكُمْ أَنْ يُعَذِّبَهُمْ وَيَسْتَحْيِي مِنَ الْكُهُولِ أَنْ لَا يُحَاسِبَهُمْ۔ پس فرمایا اُن حضرتؑ نے کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ حق سبحانہ تعالیٰ عذاب نہ کرے گا تمہارے جوانوں کو اور حساب نہ لے گا تمہارے کہول و شیوخ سے فَقَالَ لِي هَلْ سُرِرْتَ بِذٰلِكَ قُلْتُ لَهُ بِأَبِي وَأُمِّي يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ زِدْنِي پس ارشاد فرمایا مجھ سے کہ ابو بصیر یا عم تیرا اس خوشخبری سے میدل مسرور ہوا میں نے عرض کی کہ فدا ہوں آپ پر ماں و باپ ہمارے کچھ اور بھی زیادہ اسپر بیان فرمائے فَقَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَمَلَائِكَتَهُ يُسْقِطُونَ الذُّنُوبَ عَنْ ظُهُورِ شِيعَتِنَا كَمَا تُسْقِطُ الرِّيحُ الْأَوْرَاقَ مِنَ الشَّجَرَةِ أَوَانَ سُقُوطِهَا پھر ارشاد فرمایا مجھسے جناب صادق علیہ السّلام نے کہ ابو محمد بدرستی کہ حق سبحانہ تعالیٰ اور

اور فرشتہ اُسکے گناہوں کو ہمارے شیعوں کے ان کی پشتوں سے اس طرح سے گراتے ہیں کہ جس طرح ہوائے
تند وسخت برگ ہائے درخت کو موسم خزاں میں گراتی ہے وَذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ
بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ وَاسْتِغْفَارُهُمْ وَاللّٰهِ لَكُمْ دُوْنَ هٰذَا الْعَالَمِ اور فرمایا حضرت نے
کہ اے ابوبصیر یہ جو کچھ میں نے تجھ سے کہا دلیل اسپر قول خدائے عزّوجلّ ہے کہ خداوند جلیل قرآن مجید میں فرماتا ہے
وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ آخر تک یعنی فرشتے تسبیح خدائے عزّوجلّ کیا کرتے ہیں کہ وہ رب ہے اُن کا اور طلب مغفرت
کیا کرتے ہیں پروردگار غفّار سے واسطے اہل زمین کے اے ابوبصیر قسم بخدائے عزّوجلّ کہ مراد حق سبحانہ تعالیٰ کی
اہل زمین میں سے وہی لوگ ہیں کہ شیعہ ہیں ہم اہلبیت رسولؐ خدا کے نہ اور مخلوقات سے عَنْ عُمَرَ ابْنِ يَزِيْدَ
اَنَّهٗ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ جُعِلْتُ فِدَاكَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِنَّ النَّاسَ يَرْوُوْنَ
عَنْكَ تَقُوْلُ كُلُّ شِيْعَتِنَا فِي الْجَنَّةِ عَلٰى مَا كَانَ فِيْهِمْ عمر بن یزید سے منقول ہے کہ کہا میں نے
ایکروز میں نے خدمت جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام میں عرض کی فدا ہوں آپ پر سے یا ابن رسول اللہ
اکثر اشخاص آپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا ہے کہ تمام شیعہ ہمارے داخل بہشت ہوں گے ہر چند کہ اُن
سے اعمال ناشائستہ سرزد ہوئے ہوں قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَعَمْ وَاللّٰهِ كُلُّهُمْ فِي الْجَنَّةِ فَقُلْتُ لَهٗ يَا ابْنَ
رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلَيْسَ هُمْ يَرْتَكِبُوْنَ بِالْكَبَائِرِ فَقَالَ اَمَّا فِي الْقِيٰمَةِ وَكُلُّهُمْ فِي الْجَنَّةِ حضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ البتہ
یہ روایت سچ ہے قسم بخدائے عزّوجلّ کہ سب شیعہ ہمارے داخل بہشت ہونگے عمر بن یزید کہتا ہے کہ میں نے عرض
کی یا ابن رسولؐ اللہ اکثر شیعہ آپ کے مرتکب بہ گناہ کبیرہ ہوتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ باوصف اس کے بروز
قیامت سب کے سب داخل بہشت ہونگے عَنِ الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَبْعَثُ شِيْعَتَنَا
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ قُبُوْرِهِمْ مَعَ مَا كَانَ عَلَيْهِمْ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالْعُيُوْبِ وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ
كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ جناب امام محمّد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرتؑ نے حق سبحانہ تعالیٰ
بروز قیامت ہمارے شیعوں کو مبعوث کرے گا اُن کی قبروں سے درآں حالیکہ منہ اُن کے مثل ماہ شب چہاردہ
کے روشن و درخشاں ہوں گے ہر چند کہ وہ سب عاصی و گنہگار ہوں وَقُلُوْبُهُمْ مُطْمَئِنَّةٌ وَعَوْرَاتُهُمْ
مَسْتُوْرَةٌ وَالنَّاسُ فِي الْفَزَعِ وَهُمْ اٰمِنُوْنَ قَائِلُوْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَآلِهِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ - اور محشور ہوں گے وہ سب اسطرح پر کہ قلب اُن کے اہوال قیامت سے
مطمئن ہوں گے اور عورتیں اُنکی مستور و پوشیدہ ہوں گی حالانکہ تمام عالم ہوں قیامت سے خائف و ترساں
و ہیدلرزاں ہوں گے لیکن شیعہ ہمارے با امن و اطمینان لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَيْهِ وَآلِهِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ گویاں وارد عرصہ محشر ہوں گے وَلِبَاسُهُمْ اَبْيَضُ وَعَلٰی رُؤُسِهِمْ
تِيجَانُ السَّلْطَنَةِ وَهُمْ رَاكِبُوْنَ عَلٰی نُوْقِ الْجَنَّةِ كَانَتْ اَشْعَارُهَا مِنَ الذَّهَبِ النَّاصِعِ
وَرِقَابُهَا مِنَ الْيَاقُوْتِ الْاَحْمَرِ اور فرمایا جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ جب شیعہ ہمارے عرصہ محشر میں آئیں گے
اسوقت لباس اون کے نورانی و سفید ہوں گے اور سروں پر سب کے تاج سلطنت رکھے ہوں گے
اور سب ایسے ناقہ ہائے جنت پر سوار ہوں گے کہ بال جن کے طلائے خالص سے اور گردنیں جنکی یاقوت سرخ
کی ہونگی قَالَ الْبَاقِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُوْلُ مِرَارًا كَثِيْرَةً اَحِبَّ مَنْ يُحِبُّ اٰلَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَاِنْ كَانَ عَاصِيًا وَعَادِ مَنْ عَادَاهُمْ وَاِنْ كَانَ صَائِمًا بِالنَّهَارِ وَقَائِمًا بِاللَّيْلِ اور منقول ہے
کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام اکثر فرماتے تھے کہ دوست رکھو اور محبت کرو اس شخص سے کہ جو دوست رکھے اہلبیت
رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کو اگرچہ وہ شخص عاصی و گنہگار ہو اور دشمنی رکھو اس شخص سے کہ جو دشمنی رکھتا ہو
ہے اولاد رسول خدا سے يَا مَعْشَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَمَّا كَانَتْ هٰذِهِ الْمَرَاتِبُ الْعَلِيَّةُ لِلَّذِيْنَ ارْتَكَبُوا الْمَعَاصِيَ
وَهُمْ مِنَ الشِّيْعَةِ الْاِمَامِيَّةِ فَمَا اَعْلٰی مَرَاتِبَ الَّذِيْنَ بَذَلُوْا نُفُوْسَهُمْ فِيْ
رِضَاءِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ يَوْمِ الطَّفِّ - پس مومنین مقصود اس
تمہید سے یہ ہے کہ تا حضرات تامل فرمائیں کہ جب ایسے درجات عالی ہوں ان لوگوں کے جو محبت رکھتے ہوں
محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ سے ہر چند کہ وہ سب عاصی و گنہگار و مرتکب نافرمانی پروردگار ہوں
پس کس قدر درجات عالی و بلند ہوں گے اُن سعادتمندوں کے کہ جنہوں نے جان اپنی تصدق و عاشورا
فدائی فرزند رسول ثقلین امام حسین علیہ السلام پر اور بکمال سرور و بشاشت محبت امام حسین علیہ السلام میں
اپنے بدنوں پر تیر کھائے اور تلواروں سے ٹکڑے ہوئے اور جب تک کہ زندہ رہے ان حضرت کو زخم و تیر و نیزہ
سے بچاتے رہے وَاَمَّا ... اِلٰی طَالِبٍ وَجَاءَ عَابِسُ الشَّاكِرِيُّ وَمَعَهُ شَوْذَبٌ مَوْلٰی شَاكِرٍ فَقَالَ

یا شوذبُ مَا فِی نَفْسِکَ اَنْ تَصْنَعَ مَا اَصْنَعُ اُقَاتِلُ حَتّٰی اُقْتَلَ محمد بن ابیطالب نے نقل کیا ہے کہ جب رفتہ رفتہ اصحاب باوفا امام حسین علیہ السلام نے دیکھا کہ اعدائے دین درپے قتل فرزند سید المرسلین و دلبند امیر المومنین سید الوصیین ہیں یہ سب مستعد و آمادہ مرگ پر ہوئے اور باری باری میدان کارزار میں صدہا کفار ستم شعار کو قتل کر کے راہی جنت ہونے لگے یہانتک کہ عابس شاکری رضی اللہ عنہ آمادہ و مستعد شہادت ہوئے اور اپنے غلام سے کہ نام اُسکا شوذب تھا کہا کہ ای شوذب کیا قصد ہے تیرا آیا تو وہ امر اختیار کرے گا کہ جس امر کو میں اختیار کرتا ہوں اور قصد میرا یہ ہے کہ میں اسوقت بیکسی و مصیبت میں جان اپنی فرزند رسول خدا محمد مصطفےٰ سے عزیز نہ کروں اور اس قوم نابکار سے جنگ و کارزار کر کے فرزند حیدر کرار پر فدا ہوں

قَالَ شَوْذَبُ ذٰلِكَ الظَّنُّ بِكَ فَنَقْتَدِمُ بَيْنَ يَدَيْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ حَتّٰى يَأْمُرَكَ فَاِنَّ هٰذَا يَوْمٌ يَنْبَغِيْ لَنَا اَنْ نَطْلُبَ فِيْهِ الْاَجْرَ بِكُلِّ مَا نَقْدِرُ عَلَيْهِ فَاِنَّهٗ لَا عَمَلَ بَعْدَ الْيَوْمِ وَاِنَّمَا هُوَ الْحِسَابُ

پس شوذب نے اپنے آقا عابس رضی اللہ عنہ کو جواب دیا کہ یہ جو قصد ہے تمہارا نہایت ہی مناسب و بہتر ہے اب جلد خدمت بابرکت امام کونین جناب امام حسین علیہ السلام میں حاضر ہو کر رخصت جہاد حاصل کرو اسلئے کہ آج بہ مقتضائے عقل و فہم وہ دن ہے کہ جس طرح ممکن ہو ہم تحصیل اجر و ثواب کریں اور بعد آج کے پھر کبھی ایسا موقع و محل میسر نہ آئے گا کہ کوئی عمل خیر بہتر اسے کریں فَتَقَدَّمَ عَابِسٌ وَسَلَّمَ عَلَى الْحُسَيْنِ وَقَالَ يَا سَيِّدِيْ وَاللّٰهِ لَا شَيْءَ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اَعَزُّ وَاَحَبُّ بِهٖ اِلَيَّ

پس عابس رضی اللہ عنہ اُسی وقت خدمت عالیمرتبت امام حسین علیہ السلام میں حاضر ہوئے اور بعد تسلیم کے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ قسم ہے مجھے خدائے عزوجل کی کہ کوئی چیز عالم میں مجھے زیادہ آپ سے اَحب و عزیز نہیں ہے وَلَوْ قَدَرْتُ عَلٰى اَنْ اَدْفَعَ عَنْكَ هٰذَا الْقَتْلَ بِشَيْءٍ اَعَزَّ عَلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ وَدَمِيْ لَفَعَلْتُ فَاُرِيْدُ اَنْ اُقْتَلَ بَيْنَ يَدَيْكَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ اور ای فرزند رسول مختار واللہ اگر کوئی چیز عالم میں مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہوتی اور میں جانتا کہ عوض اُسکے آپ پر سے یہ بلائے عظیم قتل کی دفع ہو جائے گی تو ہرگز میں اُسے حضرت سے عزیز نہ کرتا لیکن ناچار ہوں کوئی چیز عزیز تر جان سے نہیں رکھتا ہوں اب چاہتا ہوں کہ اسی حضرت پر سے نثار کروں اور یہ سلام آخری میرا ہے ثُمَّ مَضٰى بِالسَّيْفِ نَحْوَهُمْ

قَالَ رَبِيعُ بْنُ تَمِيمٍ فَلَمَّا رَأَيْتُهُ مُقْبِلًا عَرَفْتُهُ وَقَدْ كُنْتُ شَاهَدْتُهُ فِي الْمَغَازِي كَانَ أَشْجَعَ النَّاسِ پس جب کہ عابس رحمہ اللہ اجازت جہاد لے چکے تلوار کھینچکر میدان کارزار میں آئے ربیع بن تمیم کہتا ہے کہ جب اُس دلیر کو میں نے میدان میں آتے دیکھا تو پہچانا اور میں نے اکثر معارک جہاد میں انہیں لڑتے دیکھا تھا اور وہ مثل و نظیر اپنا شجاعت و بہادری میں نہ رکھتے تھے فَقُلْتُ أَيُّهَا النَّاسُ هٰذَا أَسَدُ الْأُسُودِ هٰذَا ابْنُ شَبِيبٍ لَا يَخْرُجَنَّ إِلَيْهِ أَحَدٌ مِنْكُمْ فَأَخَذَ يُنَادِي أَلَا رَجُلٌ أَلَا رَجُلٌ پس عابس کو دیکھکر میں نے اپنے لشکر کو آواز دی کہ یہ شیر ہے شیران عرب سے اور نام اس بہادر کا عابس بن شبیب ہے اور یہ مثل اپنا شجاعت میں نہیں رکھتا ہے خبردار اگر کوئی شخص تم میں سے اپنی بہادری پر نازاں ہو کے وتنہا مقابل اس جرار کے ہوگا تو ہاتھ سے اُسکے واصل جہنم و راہی دارالبوار ہوگا یہ سُنکر سب نامرد خائف و ترساں کھڑے رہ گئے ہرچند کہ عابس رضی اللہ عنہ پکارا کہ کوئی تم میں ایسا شجاع و دلیر ہے کہ سامنے میرے آئے اور مجھ سے مقابلہ کرے مگر کوئی اُنمیں سے نہ نکلا فَنَادَى ابْنُ سَعْدٍ أَثْخِنُوهُ بِالْحِجَارَةِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ أَلْقَى دِرْعَهُ وَمِغْفَرَهُ ثُمَّ شَدَّ عَلَيْهِمْ پس جب کہ ابن سعد بد نہاد نے دیکھا کہ کوئی شخص صفوف لشکر سے واسطے مقابلہ عابس کے نہیں نکلتا ہے اپنے لشکر کو آواز دی کہ اے لشکر روباہ اگر کوئی تم میں سے بہ سبب خوف جان کے سامنے اس شیر کے نہیں ہوسکتا ہے تو سب ملکر اس بہادر کو پتھروں سے سنگسار و ضعیف کرو کہ اس سے بہتر کوئی تدبیر اسکے قتل کی نہیں ہے جب کہ عابس رضؓ نے یہ سُنا ذرہ اپنے بدن سے اور خود اپنا سر سے اتار کر زمین پر پھینکدیا اور بدن اپنا وقف براہ خدا کیکے مثل شیر غضبناک اُس قوم ناپاک پر حملہ کیا قَالَ رَبِيعُ ابْنُ تَمِيمٍ فَوَاللّٰهِ رَأَيْتُهُمْ يَفِرُّونَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ أَكْثَرَ مِنْ مِائَتَيْنِ ثُمَّ حَمَلُوا عَلَيْهِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ فَقَتَلُوهُ ربیع بن تمیم کہتا ہے کہ جب اُس جری نے لشکر کفار پر حملہ کیا قسم بخدائے عزوجل کہ دیکھتا تھا میں کہ دو دو سو نامرد نام آوران لشکر سامنے سے عابس کے اسطرح بدحواس ہو کر بھاگتے تھے کہ جیسے خوف سے باز کے چڑیاں اور سامنے سے شیر کے بکریاں بھاگتی ہیں آخرکار سب اشقیا اُس دیندار پر ایکبارگی ٹوٹ پڑے اور قتل کیا فَرَأَيْتُ رَأْسَهُ فِي أَيْدِي رِجَالٍ كُلٌّ مِنْهُمْ يَقُولُ أَنَا قَتَلْتُهُ

وَالْآخَرُ يَقُولُ كَذَالِكَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ لَاتَخْتَصِمُوا فَاِنَّهُ لَمْ يَقْتُلْهُ اِنْسَانٌ وَاحِدٌ
ربیع کہتا ہی کہ سر عابس کا لوگ لئے ہوئے ہیں اور آپس میں لڑتے ہیں اور ہر شخص اُنمیں سی بہ فخر یہ
بات کہتا ہی کہ میں نے عابس سی شجاع کو قتل کیا ہی پس جب کہ عمر سعد ملعون نے اُن سب کو آپس میں لڑتے
دیکھا اُن سبسے کہا کہ عبث لڑتے مرتے ہو کسی ایک شخص کی تم میں سے مجال اسکی نہ تھی کہ عابس سی بہادر
کو قتل کرنا اور سر اُسکا تن سے جدا کرتا بلکہ سبنے ملکر اُسے قتل کیا ہی وَفِي الْبِحَارِ اَنَّهُ بَرَزَ مِنْ
اَصْحَابِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ سُوَيْدُ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ شَرِيْفًا عَبِيْدًا نَسِيْبًا
كَثِيْرَ الصَّلٰوةِ کتاب بحار الانوار میں منقول ہے کہ جب اصحاب امام حسین علیہ السلام کی سعادت
شہادت سی فائز ہونے لگے اسوقت ایک مرد دیندار قائم اللیل و صائم النہار اصحاب سے اُن حضرت کی کہ حسباً و نسباً
شریف تھے رخصت جہاد لیکر میدان کارزار میں تشریف لائے وَقَاتَلَ قِتَالَ الْاَسَدِ الْبَاسِلِ وَ
بَالَغَ فِي الصَّبْرِ عَلَى الْخَطْبِ النَّازِلِ حَتّٰى سَقَطَ عَلَى الْاَرْضِ وَقَدْ اُثْخِنَ وَلَيْسَ بِهٖ
حَرَاكٌ پس اُن سعادتمند نے مثل شیر کے اُس لشکر روباہ پر حملہ کیا اور بضرب شمشیر آبدار بہت سی
کفار واصل جہنم کئے پس اُن اشقیانے ہر طرف سی گھیر کر ایسا زخمی کیا کہ سوید رحمہ اللہ ضعیف و ناتوان ہو کر
زمین پر گر پڑے ہر چند کہ رمق حیات سی باقی تھی لیکن بہ سبب نہ ہونے حس و حرکت کے اعدائے دین کو یقین
اسکا ہوا کہ شہید ہو گئے اور زندہ نہیں ہیں اس لئے کوئی ملعون در پے قتل اُن کے نہوا فَلَمْ يَزَلْ
كَذٰلِكَ حَتّٰى سَمِعَ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ قَدْ قُتِلَ الْحُسَيْنُ فَتَحَامَلَ وَاَخْرَجَ سِكِّيْنًا مِنْ
خُفِّهٖ وَجَعَلَ يُقَاتِلُ حَتّٰى قُتِلَ منقول ہی کہ سوید رضی اللہ عنہ دیر تک بیہوش زمین پر
پڑے رہے جب کہ کچھ غش سے افاقہ ہوا ناگاہ سُنا ان بزرگوار و دیندار نے کہ صدائے قد قتل الحسین
کے لشکر شقاوت اثر سے بلند ہی سُنتے ہی اس آواز ہلاکت طراز کے وہ سعادتمند شہادت امام حسین پر
بہت روئے اور بقیہ زیست پر اپنی نہایت ہی متاسف و متحسر ہوئے اور زندگی اپنی اُن بزرگوار کو
بہت ناگوار ہوئی ہر چند کہ جوش محبت و دینداری سے چاہا کہ اس قوم جفا کار پر حملہ کریں لیکن مطلق طاقت جنگ
و قتال اپنے میں نہ پائے پس بکمال جرات و دلیری اپنی تئیں درست کر کے چھری موزے سے نکالکر

یعنی اشقیا کو اُسے قتل کیا اور آپ بھی ہاتھ سے ان ظالموں کے شہید ہوئے ثُمَّ تَقَدَّمَ مِنْ اَصْحَابِهٖ بَطَلٌ عُرْوَةُ الْغِفَارِيُّ وَ قُرَّةُ بْنُ اَبِي قُرَّةَ الْغِفَارِيُّ كَانَ شَيْخًا كَبِيْرًا قَدِ احْدَوْدَبَ ظَهْرُهٗ وَ سَقَطَتْ حَوَاجِبُهٗ عَلٰى عَيْنَيْهِ ـ مقتل ابومخنف میں منقول ہے کہ شہادت بعض رفقا او حضرت کی عروہ غفاری یا اسم شریف ان کا قرہ بن ابی قرہ غفاری تہا اور وہ مرد مقدس شعار کبیر السن وکثیر الصلوٰۃ تہے کہ پشت مبارک ونکی بہ سبب کثرت رکوع وسجود وقیام وقعود کے مثل محراب عبادت کے دوتا وخمیدہ ہوگئی تہی اور دونوں ابروئے ہلالی اُن کی بہ سبب کمال پیرانہ سالی کے دونوں آنکہوں پر ایسی جُہک گئی تہی کہ دیکہنا کسی چیز کا ان کو دشوار تہا وَ شَهِدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ فِيْ اَغْلَبِ الْوَقَائِعِ وَ كَانَ الْمَشْهُوْرُ بَدْرِيًّا اور اکثر معارک جہاد میں وہ بزرگوار ہمرکاب سعادت انتساب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کے شریک رہے تہے اور بہت سے اشخاص ان کو بدری کہتے تہے فَشَدَّ وَسَطَهٗ بِمِنْطَقَةٍ وَ قَلَّبَ حَاجِبَيْهِ عَنْ عَيْنَيْهِ فَنَظَرَ اِلَيْهِ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ اَعْجَبَ اَمْرُهٗ وَ قَالَ لَهٗ رَحِمَكَ اللّٰهُ مِنْ جَوَارِيْ فِي الْجَنَّةِ وَ اَذِنَ لَهٗ پس وہ مرد دیندار فرزند رسول مختار کو نرغہ کفار میں مبتلا دیکہ کر کمال متاسف ہوئے اور اُسی وقت کمر خمیدہ اپنے ایک پٹکے سے باندہی اور دونوں ابرو اپنی چشم مبارک سے اوپر اُٹھا کر خدمت بابرکت امام حسین علیہ السلام میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ یہ غلام قدیم آپ کا اور آپ کے جد امجد رسول خدا کا بھی امیدوار رخصت جہاد ہے راوی کہتا ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام نے اُس سعادتمند کو باوجود کبر سن وشیخوخت مثل نوجوانوں کے آمادہ جہاد دیکہا نہایت متعجب ومسرور ہوئے اور فرمایا کہ یا شیخ خداوند جلیل عوض اس نصرت ہمارے اہلبیت رسول خدا کی تم پر رحمت اپنی نازل کرے اور تمہیں جنت میں ہمارے رفقا سے گردانے بسم اللہ تمہیں بہی رخصت جہاد ہے فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ وَ قَتَلَ مِنْهُمْ سِتِّيْنَ فَارِسًا حَتَّى اسْتُشْهِدَ اَمَامَ اِمَامِهٖ وَ سَيِّدِهٖ پس جب کہ عروہ غفاری رضی اللہ عنہ رخصت جہاد حاصل کر چکے میدان کارزار میں دلیرانہ تشریف

اور بعد رجز خوانی کے قتل شیر اس لشکر رو سیاہ پر حملہ کیا اور ساٹھ سوار نابکار فرقہ کفار سے قتل کئے انجام کار سامنے اپنے آقائے عالی وقار امام حسین علیہ السلام کے شہید ہوئے ثُمَّ خَرَجَ غُلَامٌ تُرْكِيٌّ لِلْحُسَيْنِ كَانَ قَارِيًا لِلْقُرْآنِ مُمْتَازًا بَيْنَ الْأَقْرَانِ فَاسْتَأْذَنَ مِنْ سَيِّدِهِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَكَرِهَ اَنْ يَأْذَنَهُ کتب معتبرہ سیر و اخبار میں منقول ہے کہ جب اصحاب رفقا امام حسین علیہ السلام کے باری باری سعادت شہادت سے فائز ہوئے لگے اسی اثنا میں ایک غلام ترکی غلامان امام حسین علیہ السلام کہ قاری قرآن و متہجد و عابد و ممتاز اپنی امثال و اقران میں تھا خدمت باسعادت اپنے آقائے نامدار میں واسطے رخصت کے حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے آقائے معظم اب زیادہ اسی جور و ستم میں اس قوم اظلم کے اے خادم سے نہیں دیکھے جاتے ہیں وائے اس زندگی پر کہ ایسا آقا اس مصیبت میں مبتلا ہوا اور میں غلام آپ کا زندہ رہوں اور جان اپنی حضرت پر سے فدا نہ کروں چونکہ حضرت اُس سعادتمند کو اپنے غلاموں میں سے بہت دوست رکھتے تھے اسلئے رخصت کرنا اُس کا ناگوار ہوا اور اجازت جہاد نہ دی فَأَلَحَّ عَلَيْهِ وَ قَبَّلَ يَدَيْهِ وَ رِجْلَيْهِ حَتّٰى اَذِنَ لَهٗ فَبَرَزَ اِلَى الْقِتَالِ وَ اَتٰى اِلٰى مَيْدَانِ النِّزَالِ وَ هُوَ يَرْتَجِزُ بِهٰذَا الْمَقَالِ پس جب کہ اُس عبد وفا شعار نے دیکھا کہ وہ حضرت بہ سبب فرط محبت و شفقت کے رخصت نہیں عنایت کرتے ہیں ہاتھ جوڑ کر قدم مبارک امام حسین علیہ السلام پر گر پڑا اور اپنی رخصت میں اسقدر الحاح و زاری کی کہ آخرکار حضرت نے اجازت جہاد عنایت فرمائی پس وہ جری و سعید ازلی میدان کارزار میں مقابل لشکر کفار ستم شعار کے بایں اشعار رجز خواں ہوئے ۵ اَلْبَحْرُ مِنْ طَعْنِيْ وَ ضَرْبِيْ يَصْطَلِيْ ؛ وَالْجَوُّ مِنْ سَهْمِيْ وَ نَبْلِيْ يَمْتَلِيْ ؛ اِذَا حُسَامِيْ فِيْ يَمِيْنِيْ يَنْجَلِيْ ؛ يَنْشَقُّ قَلْبُ الْحَاسِدِ الْمُبَخَّلِ ؛ فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ وَ قَتَلَ كَثِيْرًا مِنَ الشُّجْعَانِ وَ اَبَارَ مَنْ بَارَزَهٗ مِنَ الْكُهُوْلِ وَالشُّبَّانِ یعنی اے گروہ غدار آگاہ ہو مجھ سے کہ میں ہوں غلام فرزند حیدر کرار صاحب ذوالفقار کا اور میں وہ شیر دلیر ہوں کہ اگر میں بہ مدد اسم مبارک اسد اللہ الغالب دریائے مواج میں نیزہ ماروں تو وہ بھی بطعن سناں و ضرب نیزہ آتش فشاں جوش مارنے لگے اور میں وہ تیر انداز میدان دغا ہوں کہ اگر طرف تیر اندازی

کے متوجہ ہوں تو اسقدر تیر باران کروں کہ کثرت تیروں سے فضائی مابین الارض والسماء بھر دوں اور وہ
غلام فرزند رسول مختار ہوں کہ چمک شمشیر آبدار سے میری چشمہائے کفار نابینا ہو جائے اور خوف سے میری
تلوار برق نما صاعقہ بار کے دل شقاوت منزل اشقیا کے شق ہو جائیں پس بعد اس رجز کے مثل
شیر غضبناک اُس لشکر ناپاک پر حملہ کیا اور بہت نامردوں کو کہ شجاع و بہادر اس فوج سقر موج میں
مشہور تھے واصل جہنم کئے اور جو پیر و جوان اس فرقہ بے ایمان سے سامنے اُس جری کے آیا اس اجل
گرفتہ کو راہی دوزخ کیا فَشَدُّوا عَلَيْهِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ وَمَكَانٍ وَضَرَبُوا بِالنِّبَالِ
وَالسِّنَانِ حَتّٰى سَقَطَ عَلَى الْاَرْضِ وَنَادٰى يَاسَيِّدِيْ اَدْرِكْنِيْ پس جب کہ وہ اشقیا حرب
ضرب سے اُس دلیر کے عاجز ہوئے سبھوں نے چار طرف سے حملہ کیا اور اُس دیندار کو نیزہ و شمشیر سے
ایسا زخمی کیا کہ وہ سعید ازلی گھوڑے سے زمین پر گر پڑا اور آواز دی کہ اے آقائے کونین یا حسینؑ میری
نصرت و مدد کو پہونچو کہ مجھے ان اشقیا نے قتل کیا فَلَمَّا سَمِعَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ نِدَائَهُ اَقْبَلَ
اِلَيْهِ فَوَجَدَهُ مُرَمَّلًا بِدَمِهِ فَاَخَذَ رَاْسَهُ فِيْ حِجْرِهِ وَوَضَعَ خَدَّهُ عَلٰى
خَدِّهِ وَبَكٰى راوی کہتا ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام نے آواز اس شہید راہ خدا کی سنی اُسی وقت بے
تابانہ طرف قتل گاہ کے روانہ ہوئے اور جب لاش پر اُس سعادتمند کی پہونچے دیکھا کہ وہ سعادتمند اپنے
خون میں لوٹ رہا ہے یہ دیکھ کر بالین سر اوسکی بیٹھ گئے اور سر اس غلام نیک انجام کا زمین سے اٹھا کر
بکمال شفقت اپنے زانوئے مبارک پر رکھ لیا اور غلبہ محبت و غایت شفقت سے مونہہ اپنا منھ پر اس نیک
کے رکھ دیا اور حال زار پر اُس جان نثار کے بہت روئے فَفَتَحَ الْعَبْدُ عَيْنَيْهِ وَرَاٰى
وَجْهَ سَيِّدِهٖ فَتَبَسَّمَ وَمَاتَ فَبَكَى الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَوَضَعَهٗ بَيْنَ الْقَتْلٰى جب کہ مولا اپنا سید الشہدا
علیہ السلام نے منھ پر اُس نیک طالع کے رکھا اُسی وقت اُسنے آنکھیں اپنی کھولدیں اور رخ انپا حالی
دیکھ کر متبسم ہوا اور آغوش مطہر امام حسین علیہ السلام سے طرف جنت کے انتقال کر گیا پس مفارقت پر
اس عبد وفا شعار کی حضرت بہت روئے اور لاش اُس کی لاشہ ہائے شہدا میں رکھدی
اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۵

مجلس اکیسویں مشتمل ہی شہادت بر عبداللہ بن مسلم و قاسم بن الحسن کے

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ ذَكَرَ الْحُسَيْنَ فَخَرَجَ مِنْ عَيْنَيْهِ دَمْعٌ وَلَوْ بِقَدْرِ جَنَاحِ الذُّبَابَةِ كَانَ ثَوَابُهُ عَلَى اللّٰهِ وَلَمْ يَرْضَ لَهُ بِدُوْنِ الْجَنَّةِ فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ جو مومن ذکر کرے یا سُنے مصیبت امام حسین علیہ السلام کو اور اس مصیبت عظمیٰ میں آنکھ سے اس مومن کے اشک نکلے اگرچہ وہ اشک بقدر پر مگس ہو تو ثواب اس کا خدا پر ہے اور حق سبحانہ تعالیٰ بدون داخل کرنے اس مومن کے بہشت میں راضی و خوشنود نہ ہوگا پس مومنین ذکر کرو اور سنو وہ مصائب کہ جو روز عاشورہ معرکۂ کربلا میں فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ پر ہاتھ سے کوفیان پر دغا و شامیان بے حیا کے گذرے ہیں تاکہ عوض اسکا حق سبحانہ تعالیٰ تم سے راضی و خوشنود ہو اور تمہیں داخل بہشت کرے لَقَدْ رُوِيَ فِي الْبِحَارِ وَغَيْرِهِ مِنْ كُتُبِ السِّيَرِ وَالْأَخْبَارِ عَنِ الرُّوَاتِ الْأَخْيَارِ أَنَّهُ لَمَّا رَأَى أَصْحَابُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَيِّدَهُمْ مُحَاطًا مُوَحَّدًا بَيْنَ الْأَعْدَاءِ فَهَمُّوا عَلَى نُصْرَتِهِ وَاسْتَأْذَنُوا مِنْهُ الْقِتَالَ ۔ کتاب بحار الانوار و کتب سیر و اخبار میں راویان اخیار سے منقول ہے کہ جب فرزند احمد مختار و دلبند حیدر کرار روز عاشورا نرغۂ کفار میں مبتلا ہو گئے اور جاں نثاران امام ابرار نے اپنے آقائے عالی وقار کو اس مصیبت عظمیٰ میں گرفتار دیکھا سبھوں کو زندگی اپنی تلخ و ناگوار ہوئی اور سب کے سب آمادہ کارزار و مستعد بہ جنگ و پیکار ہوئے اور نصرت و یاری اُن حضرت کی اپنے اوپر واجب جانکر طالب رخصت ہوئے فَكُلَّمَا يَأْتِي وَاحِدٌ بَعْدَ وَاحِدٍ عِنْدَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَيَسْتَأْذِنُ مِنْهُ فَيَقُوْلُ لَهُ نَحْنُ خَلْفَكَ وَيَقْرَأُ وَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ پس جو شخص کہ اُن بزرگواروں سے واسطے رخصت کے خدمت والا منزلت میں حاضر ہوتا تھا ناچار وہ حضرت بکمال حسرت و کراہت رخصت جہاد دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ تم چلو اور ہم بھی پیچھے تمہارے آتے ہیں اور آیہ وافی ہدایہ مِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ کی تلاوت فرماتے تھے کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ جنکا پیمانہ عمر لبریز ہوا اور اجل اُن کی آ پہونچی پس اُن سعادتمندوں نے راہ اپنی لی اور بہت سے شخص ایسے ہیں کہ ابھی منتظر مرگ ہیں فَقَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا جَمِيْعًا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ فَقَامَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى

قَدْ مَيِّدٍ وَنَظَرَ يَمِيْناً وَشِمَالاً فَلَمْ يَرَ اَحَداً فَنَادیٰ وَامُحَمَّدَاهُ وَاحَمْزَتَاهُ وَاحَسَنَاهُ
پس تمام اصحاب ورفقا امام حسینؑ کے سامنے اپنے آقا کے قوم جفاکار سے لڑ کر راہی جنت ہوئے راوی کہتا ہے کہ جب کوئی
شخص اعوان وانصار سے اُن حضرت کے باقی نہ رہا اُسوقت امام حسینؑ آپ پیادہ پا لاشہ ہائے شہدا میں تشریف
لے گئے اور ان شیروں کو خواب گاہ شہادت میں سوتا دیکھ کر چشم مبارک میں اشک بھر لائے اور بکمال حسرت و یاس
باواز بلند فرمانے لگے کہ وامحمداہ واعلیاہ واحمزتاہ واحسناہ افسوس کہ اسوقت بیکسی میں کوئی ایسا ناصر و مددگار نہ
نہیں ہے کہ اس تنہائی و بیکسی میں مجھ بیکس کی نصرت و مدد کرے اَيْنَ الْكِرَامُ الْبَرَرَةُ اَيْنَ الثِّقَاتُ الْخِيَرَةُ اَيْنَ
الَّذِيْ اَوْجَبَ حَقَّنَا عَلَيْهِمُ الْاِسْلَامُ اَيْنَ الْوَصِيَّةُ فِيْنَا مِنَ الرَّسُوْلِ خَيْرِ الْاَنَامِ ثُمَّ اسْتَعْبَرَ
وَبَكٰى بُكَاءً شَدِيْداً حَتّٰى غُشِيَ عَلَيْهِ اور حضرت فرماتے تھے کہ کہاں گئے وہ بزرگوار نیکوکار و متقی و پرہیزگار کہ جو ہم اہلبیت رسول
مختار کے ناصر و مددگار تھے اور کہاں ہیں وہ دیندار کہ جن پر واجب کیا ہے اسلام نے حق ہمارا اور کہاں ہیں وہ لوگ
امین و دیانت دار کہ جو عمل کریں وصیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ پر کہ جو اُن حضرت نے اپنی اُمت سے ہمارے باب
میں کی تھی یہ فرما کر حضرت اسقدر روئے کہ غش آگیا فَلَمَّا سَمِعَتِ النِّسَاءُ بُكَاءَهُ صَرَخْنَ مِنْ دَاخِلِ
الْخِبَاءِ صَرْخَةً وَاحِدَةً وَارْتَجَّتِ الْاَرْضُ بِصُرَاخِهِنَّ وَبَكَتِ الْاَطْفَالُ فِيْ حُجُوْرِهِنَّ
وَبَكَتِ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ لِبُكَائِهِنَّ پس جبکہ آواز گریہ و بکا امام حسین علیہ السلام کی اہل حرم نے سُنی سب بیبیاں ایسی روئیں
چیخیں کہ شور ماتم سے اُن کے زمین کانپنے لگی اور اطفال خورد سال گود میں اپنی ماؤں کے بلکنے لگے اور اُن کے
رونے سے زمین و آسمان رونے لگے قَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ لَمَّا رَاَی الْحُسَيْنُ قِلَّةَ اَصْحَابِهِ وَاَقْرِبَائِهِ هَلَكُوْا وَدَعَا
بَعْضُهُمْ بَعْضاً وَهُمْ وُلْدُ عَلِيٍّ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَوُلْدُ جَعْفَرٍ وَوُلْدُ مُسْلِمٍ وَوُلْدُ عَقِيْلٍ وَوُلْدُ
وَوُلْدُ الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ منقول ہے کہ جب رفقا و انصار اُس امام ابرار کے درجۂ شہادت پر فائز ہو چکے
اور جناب امام حسین علیہ السلام مفارقت احباب و اصحاب باوفا پر رو چکے اُسوقت سب عزیز و اقربا اُن
حضرت کے سترہ نوجوان کہ بعضے انہیں سے علوی اور بعضے جعفری اور بعضے عقیلی اور بعضے حسنی اور بعضے حسینی
تھے مستعد اپنے مرگ پر ہوئے اور ایک نے دوسرے کو وداع و رخصت کیا فَاَوَّلُ مَنْ بَرَزَ مِنْهُمْ وَوَقَفَ
بَيْنَ يَدَيْ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيْلِ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَاُمُّهُ رُقَيَّةُ بِنْتُ

عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْطَالِبٍ عَلَیْہِ السَّلٰمُ پس باتفاق مورخین منقول ہے کہ جو اول اقربا سے اُن حضرت کے آمادہ جہاد ہوا اور امام حسین علیہ السلام سے طالب رخصت ہوا وہ نوجوان عبداللہ فرزند مُسلم بن عقیل بن ابی طالب تھے اور والدہ ماجدہ ان سعادتمند کی رقیہ خاتون دختر جناب امیرالمومنین علیؑ بن ابیطالب علیہ السلام تھیں فَقَالَ لَہُ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلٰمُ یَا سَیِّدِیْ ھَلْ مِنْ رُخْصَۃٍ فَقَالَ لَہُ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلٰمُ یَا بَنِیْ عَقِیْلٍ حَسْبُکُمْ مِنَ الْقَتْلِ قَتْلُ اَبِیْکُمْ مُسْلِمٍ پس اُس نوجوان عالیشان نے خدمت بابرکت اپنے ماموں جناب امام حسین میں عرض کی کہ اے سیّد کونین فدوی اُمیدوار رخصت ہے حضرت نے طرف عبداللہ رضی اللہ عنہ کے دیکھکر فرمایا کہ اے فرزند دلبند تم کیوں آمادہ شہادت و قتل ہو تم سب کیلئے قتل ہونا باپ تمہارے مسلم کا کافی ہے تمہیں چاہیے کہ اپنے تئیں تلف نہ کرو اور اس ورطۂ ہلاکت میں آپ کو نہ ڈالو فَقَالَ لَہُ عَبْدُ اللّٰہِ رَحِمَہُ اللّٰہُ یَا عَمِّ فَبِاَیِّ وَجْہٍ نَلْقَی اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اِذَا نَحْنُ تَرَکْنَا الْجِھَادَ بَیْنَ یَدَیْکَ پس عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اے عم نامدار جس صورت میں فرزند رسول مختار و برگزیدہ پروردگار ایسا سردار عالی وقار زرغہ کفار میں گرفتار ہو اور ہم زندہ ہوں اور جان اپنی آپ پر سے فدا و نثار نہ کریں تو پھر کس مُنھ سے ملاقات کریں گے خدا و رسول خدا سے اور جواب کیا دیں گے ہم خدائے عزّ وجل کو اگر جان اپنی آنحضرت سے عزیز کریں ثُمَّ اِنَّہٗ بَرَزَ وَحَمَلَ عَلَی الْقَوْمِ حَمْلَۃَ اللَّیْثِ الْمُغْضَبِ وَقَتَلَ مِنْھُمْ اَرْبَعَمِائَۃِ فَارِسٍ حَتّٰی قَتَلَہٗ عَمْرُو بْنُ صَبِیْحِ الصَّیْدَاوِیُّ وَاَسَدُ بْنُ مَالِکٍ لَعَنَھُمَا اللّٰہُ پس اُس جری نے رخصت جہاد حاصل کر کے مقابل لشکر کفار رجز میں چند اشعار پڑھے اور بعد اس کے مثل شیر غضبناک لشکر شقاوت اثر پر حملہ کیا اور چار سو سوار ستم شعار فی النار کئے یہاں تک عمرو بن صبیح صیداوی و اسد بن مالک لعنہما اللہ نے اُس دلیر کو شہید کیا فَاَقْبَلَ اِلَیْہِ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلٰمُ وَھُوَ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ فَبَکٰی بُکَاءً شَدِیْدًا وَقَالَ قَتَلَ اللّٰہُ قَاتِلَ اٰلِ عَقِیْلٍ ثُمَّ قَالَ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ راوی کہتا ہے جب کہ امام حسین علیہ السلام نے اُس سعادتمند کو زمین پر گرتے دیکھا بے تابانہ طرف قتلگاہ کے روانہ ہوئے دیکھا کہ وہ نوجوان طرف جنّت کے راہی ہوا اور لاش اُس شہید راہ خدا کی خاک پر پڑی ہے یہ دیکھکر وہ حضرت بہت روئے اور فرمایا کہ خدا قتل کرے اُن اشقیا کو کہ جنہوں بیرحموں نے اولاد عقیل کو قتل کیا اور کلمہ انا للہ وانا الیہ

راجعون زبان مبارک پر جاری کیا فَبَرَزَ عَوْنُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَعْفَرٍ نَحْوَ الْقَوْمِ فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ
وَلَمْ يَزَلْ يُقَاتِلُ حَتّٰى قَتَلَ مِنْهُمْ مِائَةً وَخَمْسِيْنَ فَارِسًا فَاسْتُشْهِدَ اَمَامَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
پس بعد شہادت عبداللہ بن مسلم کے عون بن عبداللہ بن جعفر رخصت جہاد کر مقابل فوج سقر موج ہوئے اور
اور ایک سو پچاس سوار اُس قوم بدکردار سے واصل جہنم کئے یہانتک وہ نوجوان بھی سامنے اپنے امام کے شہید ہوئے
بعد اُن کے تمام اولاد جناب امیرالمومنین علیہ السلام حضرت پر سے فدا ہوئے فَوَقَعَتِ النَّوْبَةُ لِوُلْدِ الْحَسَنِ
بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَخَرَجَ قَاسِمُ بْنُ الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ صَغِيْرًا لَمْ يَبْلُغِ الْحُلُمَ
وَوَجْهُهُ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ پس فرزندان امام حسن علیہ السلام سے شاہزادہ قاسم کہ ابھی حد بلوغ کو نہ پہنچے تھے اور
چہرہ نورانی اُس سیم تن کا مانند شب چاردہ کے تاباں و روشن تھا خیمہ حرم محترم سے باہر آئے۔ فَوَقَفَ بِإِزَاءِ
عَمِّهِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ يَا عَمِّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ هَا اَنَا بَيْنَ يَدَيْكَ فَأْمُرْنِيْ بِاَمْرِكَ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ پس سامنے امام حسین علیہ السلام کے کھڑے ہوئے اور آواز دی کہ ای عم عالی وقار
یہ فدوی بھی خدمت باسعادت میں حاضر ہے اُمیدوار اس کا ہوں کہ مجھے بھی اجازت جہاد ملے فَقَالَ
لَهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا نُوْرَ عَيْنِيْ اَنْتَ عَلَامَةٌ مِنْ اَخِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَبِكَ
اَتَسَلّٰى وَاَصْبِرُ وَلَا تَمْشِ بِرِجْلِكَ اِلَى الْمَوْتِ جب کہ امام حسین علیہ السلام نے شاہزادہ
قاسم کو طالب رخصت پایا بہ نگاہ حسرت و یاس طرف اُس نور نظر کے دیکھا اور فرمایا کہ اے جان عم میں کس
طرح تجھے اجازت کارزار دوں اور کیوں کر تیرے مرگ پر راضی ہوں کہ تو مجھے بجائے میرے بھائی حسن کے
ہی اور تو ہی باعث میری تسکین کا ہے پس ای نور چشم صبر کر اور اپنے پاؤں سے طرف موت کے نہ جا اور مجھے اپنے غم
میں محزون و مغموم نہ کر قَالَ لَهُ الْقَاسِمُ يَا عَمِّ كَيْفَ اَصْبِرُ وَلَا اَمْشِيْ اِلَى الْمَوْتِ وَاِنِّيْ
اَرَاكَ بِلَا نَاصِرٍ وَلَا مُعِيْنٍ جبکہ امام حسین علیہ السلام نے ازراہ شفقت و بکمال محبت
اجازت میدان نہ دی قاسم نے عرض کی کہ اے چچا جان جس حالت میں آپ سا سردار کونین فرزند رسول الثقلین نرغہ
کفار میں بے معین و مددگار یکہ و تنہا گرفتار ہو تو مجھے غلام کو کیونکر زندگی اپنی گوارا ہوا ور کس طرح سے صبر کیا جائے
[illegible] مُنْتَخَبِ وَمُحْرِقِ الْقُلُوْبِ وَغَيْرِهِمَا اَنَّهُ لَمَّا رَاَى الْقَاسِمُ اَنَّ عَمَّهُ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ

السَّلَامُ اَیَاذَنُ لِلْجِهَادِ رَجَعَ مُتَاَلِّمًا وَجَلَسَ وَاضِعًا رَاسَهُ عَلٰی رُکْبَتَیْهِ وَ
الدُّمُوعُ تَجْرِیْ عَنْ عَیْنَیْهِ کتاب منتخب ومحرق القلوب وغیرہ کتب احادیث میں
منقول ہی کہ جب قاسم بن الحسن علیہ السلام نے اپنی رخصت میں اپنی چچا سے ہر چند اصرار کیا اور وہ حضرت کسی طرح رخصت
پر اُس شاہزادہ کی راضی نہوئے ناچار محزون ومغموم سامنے سی اُن حضرت کے ہٹ کر ایک سمت کو علیحدہ بیٹھ گئے
اور سر اپنا زانو پر رکھ کر بکمال حسرو یاس رونے لگے فَذَکَرَ اَنَّ اَبَاهُ الْحَسَنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَدْ رَبَطَ
لَهٗ عُوْذَةً فِیْ کَتِفِهٖ وَاَوْصٰی لَهٗ یَا وَلَدِیْ اِذَا اَصَابَکَ مُصِیْبَةٌ فَعَلَیْکَ بِحَلِّهَا وَ اَعْمَلْ
بِکُلِّ مَاتَرٰی مَکْتُوْبَةً فِیْهَا راوی کہتا ہے کہ وہ شاہزادہ بہ سبب نہ حاصل ہونے رخصت جہاد کے کمال متاسف
و متردد تھا اور کوئی تدبیر صائب واسطے تحصیل اس سعادت کی خیال میں نہ آتے تھے کہ ناگاہ یاد آگئے وصیت پدر بزرگوار
اپنے امام حسن علیہ السلام کی کہ اُن حضرت نے بہ وقت رحلت تعویذ بازو پر اُس ماہ رو کے باندھا تھا اور فرمایا تھا کہ
اے فرزند دلبند جب تو کبھی کسی مصیبت عظیم وبلائے جسیم میں مبتلا ہو تو اسوقت اس تعویذ کو اپنے بازو سے کھول کر پڑھنا
اور جو کچھ کہ اسمیں لکھا ہو اسپر ضرور عمل کرنا فَحَلَّهَا عَنْ کَتِفِهٖ وَنَظَرَ اِلٰی کِتَابَتِهَا وَاِذَا فِیْهَا یَا
وَلَدِیْ یَا قُرَّةَ عَیْنِیْ اِذَا رَاَیْتَ عَمَّکَ الْحُسَیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ طَفِّ کَرْبَلَاءَ
بَیْنَ الْاَعْدَاءِ وَحِیْدًا فَرِیْدًا فَجُدْ بِهٖ بِنَفْسِکَ - پس یاد آئی جو اس
وصیت پدری کے اُس ماہ رو نے وہ تعویذ اپنے بازوئے مبارک سی کھولکر پڑھا کہ اسمیں یہ لکھا ہے کہ ای قاسم اے
فرزند دلبند جب کہ دیکھے تو اپنے عم نامدار حسین علیہ السلام کو کہ وہ حضرت روز عاشورا زمین کربلا میں مجبور و ناچار
بے مونس ومددگار ہیں اور وہ راہ چارہ و تدبیر کی اُن حضرت پر بند ہے تجھے لازم ہی کہ تو اسوقت جان اپنے فرزند
رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا کرنا فَسُرَّ بِذٰلِکَ وَاَتٰی اِلٰی عَمِّهٖ وَ رَاهُ مَاکُتِبَ فِیْهَا اَلْوَرَقَةُ
فَلَمَّا قَرَاَهُ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ ذَکَرَ اَخَاهُ الْحَسَنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَبَکٰی پس اُس تعویذ کو
پڑھ کر قاسم بہت مسرور ہوئے اور اُسی کتابت کو ذریعہ تحصیل مقصود کا گردان کر بکر خدمت جناب امام حسین میں حاضر
ہوئے اور وصیت نامہ پیش کیا جب کہ اُن حضرت نے اس مکتوب کو پڑھا اپنے بھائی امام حسن علیہ السلام کو یاد کرکے
بہت روئے وَقَالَ لَهٗ یَا وَلَدِیْ هٰذِهٖ وَصِیَّةٌ مِنْ اَبِیْکَ اِلَیْکَ وَکُلَّمَا اَوْصَانِیْ بِهٖ فَلَا بُدَّ

مِنْ اِنْفَاذِہٖ فَمَسَكَ يَدَ الْقَاسِمِ وَدَخَلَ الْخَيْمَةَ مَعَ الْعَبَّاسِ اور قاسم سے فرمایا کہ اے فرزند جو وصیت تمہارے پدر بزرگوار امام حسن علیہ السلام نے تمہیں کی ہے لازم ہے کہ تم اسے عمل میں لاؤ اور جو کچھ کہ اس امام مسموم معصوم نے تمہارے امر میں مجھ سے وصیت کی ہے میں چاہتا ہوں کہ اسے عمل میں لاؤں یہ فرما کر ہاتھ شاہزادہ قاسم کا پکڑ لیا اور عباس بن علی علیہ السّلام کو اپنے ہمراہ لے کر خیمہ اہل حرم میں تشریف لائے وَقَالَ لِاُخْتِهٖ زَيْنَبَ يَا اُخْتِيْ اِيْتِيْنِيْ بِالصَّنْدُوْقِ فَاَتَتْهُ فَفَتَحَهٗ وَاَخْرَجَ مِنْهُ قَبَاءَ الْحَسَنِ وَاَلْبَسَهُ الْقَاسِمَ وَلَفَّ عِمَامَتَهٗ عَلٰى رَاْسِهٖ یعنی حضرت مع عباس بن علی کے داخل خیمہ حرم محترم ہوئے اپنی بہن جناب زینب خاتون دختر امیر المومنین علیہ السّلام سے فرمایا کہ اے بہن صندوق پوشاک کا لاؤ جناب زینب خاتون نے حسب الارشاد صندوق پوشاک کا حاضر کیا پس حضرت نے قفل صندوق کا کھولکر قبائے مبارک جناب امام حسن علیہ السلام کی صندوق سے نکالی اور اُسے اپنے ہاتھ سے شاہزادہ قاسم کو پہنائی اور عمامہ اُس امام مسموم کا سر اطہر قاسم پر باندھا فَمَسَكَ بِيَدِ ابْنَتِهٖ الَّتِيْ كَانَتْ مُسَمَّاةً لِلْقَاسِمِ وَعَقَدَ لَهٗ عَلَيْهَا وَخَرَجُوْا جَمِيْعًا مِنَ الْخَيْمَةِ وَبَقِيَ الْغُلَامُ مَعَهَا فِيْهَا پس بعد پہنانے لباس عروسی کے امام حسین علیہ السلام نے ہاتھ اپنی دختر نیک اختر کا کہ جو صاحبزادی سابق سے منسوب بہ قاسم تھی دست مبارک میں پکڑ کر قاسم سے عقد اُس کا پڑھا اور دُلہن ناشاد و دولہ نامراد کو خیمہ میں چھوڑ کر سب لوگ مرد باہر نکل آئے وَاَرَادَ الْقَاسِمُ اَنْ يَّخْرُجَ مِنَ الْخَيْمَةِ فَجَذَبَتْ ذَيْلَهٗ وَلَمْ تَتَكَلَّمْ حَيَاءً مِّنْهُ فَقَالَ لَهَا الْقَاسِمُ خَلِّيْ ذَيْلِيْ فَاِنَّ عُرْسَنَا قَدْ لَحِقَ اِلَى الْاٰخِرَةِ یعنی بعد تخلیہ کے شاہزادے نے قصد اُٹھنے کا کیا اور چاہا کہ رخصت جہاد حاصل کرکے میدان کارزار میں جاؤں اُسی وقت دختر سلطان کربلا نے کہ مشہور بہ فاطمہ کبریٰ تھیں فقط دامن قاسم کا پکڑ لیا اور مارے شرم و حیا کے زبان اطہر سے کچھ نہ کہہ سکیں شاہزادہ قاسم یہ دیکھ کر رونے لگے اور فرمایا کہ اے بنت عم سد راہ میرے نہو اور مجھے تحصیل سعادت ابدی سے مانع نہ ہو کہ وقت تاخیر کا نہیں ہے اور اب لطف عروسی ہمارا و تمہارا قیامت پر رہا فَبَكَتْ وَقَالَتْ يَا اَيَّةَ عَلَامَةٍ اَعْرِفُكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَطَعَ الْقَاسِمُ كُمَّهٗ وَاَعْطَاهُ بِهَا وَقَالَ اعْرِفِيْنِيْ بِهٰذَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔ پس جب کہ اس صاحبزادہ نے معلوم کیا کہ وہ

شاہزادہ مشتاق شہادت ہی اور کسی طرح رکنا میرا مطیعہ نہ ہوگا بہت روئیں اور کمال شرم وحیا دامن قاسم چھوڑ کر آہستہ
اتنا کہا کہ اگر تم قاصد سفر آخرت و تمنی شہادت ہو تو مجھے کچھ نشانی اپنی دیتے جاؤ کہ تا میں عرصہ محشر میں اُس نشانی سے
تمہیں پہچان لوں پس اُس نورچشم حسن نے آستین اپنی پھاڑ کر اس دلہن ناشاد کے حوالے کی اور فرمایا کہ اس نشانی سے مجھے
بروز قیامت عرصہ محشر میں پہچان لینا فَخَرَجَ الْقَاسِمُ وَاسْتَاذَنَ مِنْ عَمِّہِ الْحُسَیْنِ فَبَکَی الْحُسَیْنُ
عَلَیْہِ السَّلَامُ وَضَمَّہٗ اِلٰی صَدْرِہٖ وَشَقَّ جَیْبَہٗ وَتَوَشَّحَ عِمَامَتَہٗ بِعِمَامَۃِ الْمَوْتٰی منقول ہی کہ شاہزادہ
قاسم نے سب اہل حرم کو روتا چھوڑا اور آپ خدمت امام حسین علیہ السلام میں حاضر ہوئے اور مکرر سائل رخصت ہوئے پس امام
حسین علیہ السلام نے اُس نور نظر کو اپنے سینۂ اطہر سے لگایا اور بہت روئے اور گریبان پیراہن قاسم کا بہ صورت کفن
پھاڑ کر اُسے پہنایا اور عمامہ سر پر اُس پارۂ جگر کے بطور عمامہ میت کے باندھا اور دونوں گوشۂ عمامے کے سینۂ قاسم پر
لٹکائے وَشَدَّ سَیْفَہٗ بِوَسَطِہٖ وَرَکِبَہٗ عَلَی الْعُقَابِ فَنَظَرَ اِلَیْہِ نَظْرَۃَ اٰیِسٍ مِّنْہُ
وَقَالَ اَسْتَوْدِعُکَ اللّٰہَ بعد آراستگی لباس کے ایک نیمچہ کمر میں قاسم کے باندھا اور اُس بچے کو اپنی گود میں
لے کر سمند عقاب پر سوار کیا اور از سر تا پا اُس پارہ جگر و ماہ انور کی طرف بہ حسرت و یاس دیکھا اور بہت روئے اور
فرمایا کہ اے فرزند دلبند لو سدھارو ہم نے تمہیں خدائے عزوجل کے سپرد کیا فَوَقَفَ الْقَاسِمُ بِاِزَاءِ الْقَوْمِ
وَتَوَجَّہَ اِلٰی عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ لَعَنَہُ اللّٰہُ وَقَالَ لَہٗ یَا ابْنَ سَعْدٍ اَیَجُوْزُ ذٰلِکَ اَنْ تَشْرَبَ وَتَسْقِیَ
فَرَسَکَ مِنْ مَاءِ الْفُرَاتِ منقول ہے کہ جب وہ شاہزادہ مسلح بہ سلاح کارزار سمند عقاب پر سوار مستعد جنگ و
پیکار سامنے فوج کفار ستم شعار کے کھڑا ہوا جرأت سے اس طفل جری کے تمام لشکر شقاوت اثر متعجب و متحیر ہوگیا پس
شاہزادہ قاسم نے طرف عمر سعد لعین کی خطاب کر کے فرمایا کہ اے ابن سعد بدنہاد آیا تجھے گوارا ہی کہ تو اس نہر فرات سے
پانی پیئے اور گھوڑے کو اپنے اس پانی سے سیراب کرے وَتَمْنَعَ مِنْ ذٰلِکَ الْمَاءِ الْمُبَاحِ اَوْلَادَ الرَّسُوْلِ
وَعِتْرَۃَ الْبَتُوْلِ یَا اَیُّہَا الْکَلْبُ مَا تَقُوْلُ لِلرَّسُوْلِ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ الْمُجْتَبٰی اِذَا سَئَلَکَ
ظُلَامَتِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ وائے بحال تیرے اے ملعون اولاد رسول مقبول و ذریت بتول شدت سے جاں بلب ہوں اور تو
اس پانی سے انہیں منع کرے اے سگ ناپاک کیا جواب دے گا تو بروز قیامت رسول خدا کو جب کہ وہ حضرت تجھ سے
پوچھیں کہ اے ملعون خود تو نہر فرات سے سیراب ہوا اور میری اولاد کو اس پانی مباح سے منع کیا اور میری اولاد پر ناحق

ظلم کیا فَسَکَتَ الْمَلْعُوْنُ وَلَمْ یُجِبْہُ وَقَالَ لِاَصْحَابِہٖ یَا قَوْمُ اَتَعْلَمُوْنَ مَنْ ھٰذَا الطِّفْلُ قَالُوْا لَا ۔ پس یہ کلام ہدایت التیام شاہزادہ عالیمقام سے سُنکر وہ ملعون ساکت رہا اور کچھ جواب نہ دیا مگر افسران فوج سقر موج کیطرف متوجہ ہوا اور اُنسے کہنے لگا کہ تم جانتے ہو یہ طفل جری وسحر بیان کس خاندان عالیشان سے ہے اُن سبھوں نے جواب دیا کہ اے عمر سعد ہم نام ونسب سے اس طفل صغیر کے ہرگز واقف نہیں ہیں بلکہ ہم کمال متعجب ہیں کہ یہ لڑکا با ایں صغر سن اس فصاحت وبلاغت سے کلام کرتا ہے کہ اسکے کلام کو کسی فصیح کو فصحائے عرب سے ہم نے ایسا کلام کرتے نہیں سُنا ہے اور تجھے اپنے نزدیک بدتر از خوک وسگ جانتا ہے قَالَ لَھُمْ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ ھٰذَا قَاسِمُ ابْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَلَہٗ شُجَاعَۃٌ مِنْ اٰبَائِہٖ فَلَا تُبَارِزُوْہُ وَاحِدًا وَّاحِدًا بَلِ احْمِلُوْا عَلَیْہِ جَمِیْعًا فَتَقْتُلُوْہُ عمر سعد نے جواب دیا کہ اے جاہلو یہ قاسم بن حسن بن علی بن ابی طالب ہے اور یہ فصاحت وشجاعت میں مانند آبا واجداد اپنے کے مثل ونظیر اپنا نہیں رکھتا ہے خبردار ایک ایک شخص تم میں سے اس شیر دلیر کے مقابل نہ ہو کہ اسطرح سے کوئی اس جری پر فتحیاب نہو گا بلکہ مقتضائے عقل یہ ہے کہ تمام لشکر شقاوت اثر ایک مرتبہ اس بہادر پر حملہ کرے فَنَادَی الْقَاسِمُ ھَلْ مِنْ مُبَارِزٍ یَاتِیْنِیْ فِیْ مَیْدَانِ الْقِتَالِ وَھُوَ یَرْتَجِزُ بِھٰذَا الْمَقَالِ ۔ راوی کہتا ہے کہ نام ونسب شاہزادہ قاسم کا سنکر تمام لشکر خائف وترساں ساکت وصامت مثل تصویر کھڑا رہ گیا جب دلبند حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ عمر سعد بد نہاد باوصف سننے اِن دطعن کے راہ راست پر نہیں آتا ہے بلکہ مصر ہے اپنی شقاوت وعناد پر اسوقت میدان کارزار میں سمند تیز رفتار کو جولاں کیا اور آواز دی کہ کون شخص تم سب میں ایسا شجاع ودلیر و زندگی سے سیر ہے کہ میرے سامنے آئے اور مجھ سے مقابلہ کرے اور اسوقت بایں اشعار رجز خواں ہوئے ۵ اِنْ تُنْکِرُوْنِیْ فَاَنَا ابْنُ الْحَسَنِ ؎ سِبْطُ النَّبِیِّ الْمُصْطَفٰی الْمُؤْتَمَنِ ؎ ھٰذَا حُسَیْنٌ کَالْاَسِیْرِ الْمُرْتَھَنِ ؎ بَیْنَ اُنَاسٍ لَا سُقُوْا صَوْبَ الْمُزُنِ یعنی اے کفار لئیام اے اشقیائے کوفہ وشام جو شخص کہ تم میں سے میرے نام ونسب سے واقف ہے وہ واقف ہے اور جو نہیں جانتا وہ اب جان لے کہ میں ہوں قاسم بن حسن فرزند محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ لعنت خدا تم پر کہ تم نے حسین فرزند رسول ثقلین کو مانند گنہگار کے بیکس وناچار کر رکھا ہے اور اُس امام کونین پر تین شبانہ روز سے پانی بند کیا ہے حق سبحانہ تعالےٰ عوض اس ظلم وستم کے تم سب اشقیا

کو اپنے ابر رحمت سے سیراب نہ کرے راوی کہتا ہے کہ ہر چند قاسم بن حسن ہل من مبارز کہتے تھے لیکن کوئی نامرد سامنے اُس
جری کو نہ ٹھہرا پس عمر سعد نے تمام لشکر کو خوف قاسم سے مرعوب دیکھ کر زبان بلعن و طعن وملامت کھولی فَعَیَّرَهُمْ
رَجُلٌ يُعَدُّ بِأَلْفِ فَارِسٍ فَقَتَلَهُ قَاسِمٌ فَقَتَلَ اَرْبَعَةً مِنْ اَوْلَادِهٖ
پس بعد ایک عرصہ دراز کے ایک سگ ناپاک کہ سب اہل کوفہ و شام شجاعت میں برابر ہزار سوار کے شمار کرتے
تھے مستانہ وار میدان کارزار میں سامنے قاسم کے آیا اور تلوار شرربار کھینچ کر چاہا کہ سر اطہر پر شہزادہ کے لگائے کہ ساتھ
ہی اُس کے قاسم نے ضرب اُس کی اپنے سر پر روک کر خنجر اپنا نیام سے نکال کر بہ قوت حیدریہ سر نحس پر اُس نابکار کو اِس
صفائی سے مارا کہ سر اُس خیرہ سر کا مثل خیار تر کٹ کر زمین پر گر پڑا اور وہ ملعون واصل جہنم ہوا منقول ہے کہ جب اولاد بد
نہاد نے اُس ملعون کی کہ چار تھے اپنے باپ کو راہی دوزخ پایا چاروں اشقیا آتش غضب سے سوختہ و سیاہ ہو کر یکبارگی
قاسم پر حملہ آور ہوئے اور چار طرف سے اُس یکہ و تنہا کو گھیر کر چاہا کہ قتل کریں ہنوز تلواریں اُن کی نہ کھنچنے پائی تھیں کہ اُس شہزادہ
والا تبار نے اپنے نیمچہ صاعقہ بار کو اس صفائی سے گردش دی کہ ایک ہی وار میں سر چار یار بدکردار کے تنوں سے
جدا ہوئے اور چاروں ساتھ ہی فی النار ہوئے اور صدائے تحسین کی زمین و آسمان سے بلند ہوئی بعد اُس کے
اُس جری نے بآواز بلند ہل من مبارز کہا اور مکرر فرمایا کہ کوئی اس لشکر روباہ سے میرے مقابل ہو لیکن کسی نامرد کو
اُس جماعت کثیر سے جرات اِس کی نہ ہوئی کہ بقصد جنگ سامنے اُس شجاع کے آئے فَبَيْنَا كَذٰلِكَ اِذَا بِالْاَزْرَقِ
الشَّامِيِّ كَانَ مَشْهُوْرًا كَالشَّيْطَانِ فِي الشُّجْعَانِ وَمُمْتَازًا فِي الْاَمْثَالِ وَالْاَقْرَانِ خَرَجَ
مِنْهُمْ وَاَتٰى اِلَى الْمَيْدَانِ راوی کہتا ہے کہ اسی اثنا میں ایک شخص کہ اُس شقی کو ازرق شامی کہتے تھے اور
فن سپہگری میں وہ ملعون زیادہ از شیطان مشہور اور اپنی شجاعت پر ایسا نازاں و مغرور تھا کہ کسی شجاع کو عالم
میں مثل اپنا نہ جانتا تھا بکمال غیظ و غضب صف لشکر سے باہر نکلا اور گھوڑا اپنا بڑھا کر بقصد جنگ مقابل شاہزادہ قاسم کے
ہوا فَلَمَّا رَاٰهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اسْتَعْبَرَ وَدَعَا عَلَيْهِ وَدَعَا لِنُصْرَةِ ابْنِ
اَخِيْهِ پس جبکہ امام حسین علیہ السلام نے اُس سگ ناپاک کو مقابل شہزادہ قاسم کے دیکھا کم سنی سے اُس ماہ رو کے
کمال متردد ہوئے اور اشک چشم مبارک میں بھر لائے اور اُس شقی کے لیے بددعا کی اور جناب باری میں واسطے فتح و نصرت
قاسم کے دست بدعا ہوئے فَلَمَّا اَرَادَ الْمَلْعُوْنُ اَنْ يَضْرِبَ الْقَاسِمَ قَالَ لَهٗ يَا هٰذَا

اَمَا تَنظُرُوا اِلیٰ رَبْطَۃِ فَرَسِكَ وَھِیَ غَیْرُ مَشْدُوْدَۃٍ پس موافق روایت مشہور کے یہ ہے کہ
جب ازرق شقی نے گھوڑا اپنا بڑھا کر چاہا کہ سر اطہر قاسمؑ پر تلوار مارے اُسوقت اُس شیر دلیر نے بمقتضائے فنون سپاہگری
اُس نامرد کو آواز دی کہ اے بدحواس تو کیا شجاع و بہادر مشہور ہے کہ زیر بند تیرے گھوڑے کا کھلا جاتا ہے اور تجھے مطلق
خبر نہیں ہے فَلَمَّا نَظَرَ الْمَلْعُوْنُ اِلیٰ رَبْطَۃِ فَرَسِہٖ ضَرَبَ الْوَلَدُ سَیْفَہٗ عَلیٰ اُمِّ رَاْسِہٖ
وَقَتَلَہٗ ثُمَّ حَمَلَ حَمْلَتَہٗ عَلیٰ حَامِلِ لِوَآءِ عَسْکَرِ الْاَعْدَاءِ پس جبکہ ازرق مغرور نے کلمہ
زبان قاسمؑ سے سنا نہایت نادم و منفعل ہو کر طرف زیر بند گھوڑے کے نگاہ کی پس ساتھ ہی پھرنے نگاہ اُس شریر کے اُس
شیر بیشہ شجاعت نے زین سے بلند ہو کر سیف آبدار مانند ذوالفقار سر نجس پر اُس نابکار کے اس صفائی سے لگائی کہ از سر
تا کمر و از کمر تا موخر مع گھوڑے کے وہ خیرہ سر دو ٹکڑے ہوا اور بعد اُسکے علمدار لشکر کفار پر حملہ کیا فَاَحَاطُوْا بِہٖ مِنْ
کُلِّ جَانِبٍ وَمَکَانٍ وَرَمَوْہُ بِالسِّھَامِ وَطَعَنُوْہُ بِالرِّمَاحِ وَالسِّنَانِ حَتّٰی وَقَعَ
الْوَلَدُ عَلَی الْاَرْضِ وَنَادَا یَاعَمَّاہُ اَدْرِکْنِیْ راوی کہتا ہے جبکہ شاہزادہ والا تبار نے علمدار
لشکر کفار پر حملہ کیا اور چاہا کہ اس شقی کو قتل کرے ناگاہ اُن اشقیا نے اُس ماہ رو کو ہر طرف سے گھیر لیا اور تیر و نیزہ و شمشیر سے
اسقدر زخمی و مجروح کیا کہ قاسمؑ پشت زین سے زمین پر گرے اور آواز دی کہ اے عم نامدار خبر لو میری کہ میں ابھی حضرت پر نثار
ہوا فَلَمَّا سَمِعَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ صَوْتَہٗ اضْطَرَبَ وَاَقْبَلَ اِلَی الْاَعْدَاءِ کَالصَّقْرِ
الْمُنْقَضِّ فَتَخَلَّلَ الصُّفُوْفَ وَضَرَبَ قَاتِلَہٗ فَحَمَلَ عَلَیْہِ لِیَسْتَنْقِذُوْہُ مِنَ الْحُسَیْنِ فَجَرَحَتْہُ
الْخُیُوْلُ بِہٖ بِحَوَافِرِھَا جبکہ امام حسین علیہ السلام نے آواز قاسمؑ کی سنی بیتاب ہو گئے اور مثل
شیر غضبناک اُس لشکر ناپاک پر حملہ کیا اور تمام صفیں لشکر شقاوت اثر کی پریشان کر دیں اور قاتل کو قاسمؑ کے ڈھونڈ
کر قتل کیا پس سواروں نے اُس فوج سقر موج کے چاہا کہ قاتل کو قاسمؑ کے حضرت سے چھڑالیں پس اُن اشقیا نے گھوڑے
اپنے بقصد میدان میں دوڑائے منقول ہے کہ آمد و رفت سے گھوڑوں کے بدن نازنین قاسمؑ کا پاش پاش ہو گیا
فَلَمَّا انْجَلَتِ الْغَبَرَۃُ وَجَدَہُ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ یَفْحَصُ بِرِجْلَیْہِ التُّرَابَ
جبکہ امام حسینؑ نے اُن اشقیا کو مار کر ہٹا دیا اور گرد و غبار فرو ہو گیا دیکھا کہ بدن نازنین اُس شاہزادے کا پامال سم
ہے اور حالت نزع میں زمین پر ایڑیاں رگڑ رہا ہے پس دیکھتے ہی اُس مصیبت عظمیٰ کے بالین سر اُس ماہ رو کے بیٹھ گئے

و بکیٰ بکاءً شدیداً وقال یا بنی قتل اللّٰہ قوماً قتلوک لعن واللّٰہ علی عمک ان تدعوہ فلا یجیبک پس امام حسینؑ صورت اُس پارۂ جگر کی بنگاہ حسرت و یاس دیکھتے تھے اور روتے تھے اور فرماتے تھے کہ حق سبحانہ تعالیٰ قتل کرے اُس قوم شریر کو کہ جسنے تجھے طفل صغیر ماہ منیر کو ناحق قتل کیا اے نور نظر قسم بخدائے عزوجل کہ بہت دشوار ہے تیرے چچا پر یہ مصیبت عظیم کہ ہیں تو واسطے اپنی نصرت و مدد کے بلائے اور ہم سے کچھ مدد تیری نہ ہوسکے اور تجھے اس حالت کرب میں زمین پر لوٹتا دیکھیں فبینا لذ الک اذ امات القاسم لحمدہ الحسین علیہ السلام علی صدرہ واقبل الی الخیمۃ پس حضرت اپنی بالین سر اُس ماہ رو کے رو رہے تھے کہ قاسمؑ دنیا سے رحلت کر گئے یہ دیکھکر امام حسین علیہ السلام اور زیادہ بیتاب ہوکر روئے اور لاش اُس پارۂ جگر کی اپنی گود میں اُٹھائی اور طرف خیمہ گاہ کے روانہ ہوئے قال حمید ابن مسلم کانی انظر الی رجلی الغلام یخطان علی الارض فجاء بہ حتی القاہ بین القتلیٰ من اہل بیتہ حمید بن مسلم کہتا ہے کہ اُسوقت دیکھا میں نے کہ جناب حسین علیہ السلام لاش قاسمؑ کی آغوش مبارک میں اُٹھائے ہیں اور اس مصیبت عظیم میں ایسے ضعیف و ناتوان ہوگئے ہیں کہ لاش قاسمؑ سے طفل صغیر کی بھی نہیں سنبھل سکتی ہے بلکہ سر قاسمؑ کا سینہ مبارک سے لگا رکھا ہے اور دونوں پاؤں اُس دلبند حسن علیہ السلام کے زمین پر گھسٹتے جاتے ہیں یہاں تک کہ آنحضرت نے لاش اُس فرزند کی مقتل شہداء میں رکھدی اور آپ روتے ہوئے میدان کارزار میں تشریف لائے

الا لعنۃ اللّٰہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ہ

مجلس بائیسویں بھی مشتمل ہے شہادت پر عبداللہ بن حسن و قاسم بن حسن کی

قال الصادق علیہ السلام من بات یبکی علی الحسین علیہ السلام الا وصل فاطمۃ علیہا السلام واسعدہا ووصل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وادیٰ حقنا اہل البیت علیہم السلام کتب احادیث میں جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ جو مومن روئے مصیبت پر امام حسینؑ علیہ السلام کی اُسنے نیکی و احسان کیا جناب فاطمہ زہراؑ صلوات اللّٰہ علیہا

ہے اور احسان کیا اُس شخص نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ پر اور اُس مومن نے حق ہم اہل بیت رسولخدا کا ادا کیا رُوِیَ نَجْمُ الدِّیْنِ الشَّیْخُ مُحَمَّدُ یُوْسُفُ بْنُ عَبْدِ الْحَیِّ فِیْ کِتَابِہِ الْمُسَمّٰی بِالْمَجَالِسِ الْعَشَرَۃِ اَنَّ قَاسِمَ بْنَ الْحَسَنِ وَاَخَاہُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ الْحَسَنِ کَانَ مَعَ عَمِّہِمَا الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِی طَفِّ کَرْبَلَا یَوْمَ عَاشُوْرَا شیخ نجم الدین محمد یوسف بن عبد الحی نے کتاب اپنی میں کہ موسوم بمجالس عشرہ ہے نقل کیا ہے کہ جب روز عاشورا صحرائے کربلا میں جناب امام حسینؑ فرزند رسول الثقلینؐ صلی اللہ علیہ وآلہ نرغہ کفار میں مبتلا وگرفتار ہوگئے اُس روز قاسمؑ بن حسنؑ وعبد اللہ بن حسنؑ علیہ السلام بھی ہمراہ اپنے عم نامدار حسینؑ فرزند رسول مختار صلی اللہ علیہ وآلہ کے اُس معرکہ میں حاضر تھے فَلَمَّا قُتِلَ اَصْحَابُہُمْ وَاَنْصَارُہُ جَمِیْعًا وَمِنْ اَقْرِبَائِہِ وَعَشِیْرَتِہِ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ مُسْلِمِ بْنِ عَقِیْلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ بَرَزَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ الْحَسَنِ وَجَاءَ عِنْدَ عَمِّہِ الْحُسَیْنِؑ پس جبکہ اصحاب وانصار اُس امام اخیار کے باری باری درجہ شہادت پر فائز ہوچکے یہاں تک کہ عبد اللہ بن مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ بھی زمرہ اقربا سے اُن حضرت کے راہی جنت ہوئے اُسوقت عبد اللہ بن حسن علیہ السلام بقصد شہادت خدمت باسعادت عم عالی وقار اپنے جناب امام حسینؑ علیہ السلام میں حاضر ہوئے فَقَالَ یَا عَمِّیَ الْکَرِیْمُ رُوْحِیْ لَکَ الْفِدَاءُ اِئْذَنْ لِیْ عَنِّیْ اُقَاتِلُ اَعْدَاءَ اللّٰہِ وَاَعْدَاءَ اَئِمَّتِکَ بَیْنَ یَدَیْکَ پس عرض کی کہ اے عم نامدار روح وجان میرے فدا ہو آپ پر سے فدوی بھی تمنی واُمیدوار اسکا ہے کہ مجھے اجازت کارزار ملے تاکہ میں بھی آپکے دشمنوں سے کہ یہ سب دشمنان خدا ہیں لڑکر جان اپنی حضور پر سے نثار کروں فَقَالَ لَہُ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِصْبِرْ یَا نُوْرَ عَیْنِیْ وَلَا تَعْجَلْ یَا ثَمَرَۃَ فُؤَادِیْ پس امام حسین علیہ السلام نے بہ نظر شفقت ومحبت کی طرف عبد اللہ کے دیکھا اور فرمایا اے نور نظر اے پارہ جگر ابھی صبر کرو اپنی رخصت میں اسقدر تعجیل نہ کرو وَہُمَا فِی الْکَلَامِ اِذَا سَمِعَ الصَّوْتَ مِنْ عَسْکَرِ الْاَعْدَاءِ ہَلْ مِنْ مُبَارِزٍ یَا اَصْحَابَ الْحُسَیْنِ اِنْ کُنْتُمْ مِنْ ذَوِیْ شَجَاعَۃٍ وَذَوِیْ ہِمَّۃٍ فَلْیَبْرُزْ اِلَیْنَا اَحَدٌ مِنْکُمْ راوی کہتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کو رخصت عبد اللہ نہایت ناگوار تھی اور اُس دلبند حسنؑ کو اپنی رخصت میں کمال اصرار تھا کہ ناگاہ صدا لشکر اعدا سے بلند ہوئی کہ اے اصحاب وانصار حسینؑ کوئی تم میں ایسا بہادر وشجاع ہے کہ میدان کارزار میں واسطے جنگ کے ہمارے آئے اور ہم سے مقابلہ کرے فَلَمَّا سَمِعَ عَبْدُ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَوْلَہُمْ اِضْطَرَبَ

فَجَاءَ فِي حِلْيَةِ الْمَيْدَانِ وَهُوَ اَشْجَعُ الشُّجْعَانِ مُعْتَقِلًا لِلْخَطِّيِّ مُنْتَضِيًا لِلْحُسَامِ
جب کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آواز کفار ستم شعار کی سُنی چونکہ بہادر و شجاع مشہور تھے بمقتضائے جرأت و ہمت امام ہُمام
سے رخصت لے کر بے تابانہ نیزہ بکف کمان بر دوش تلوار صاعقہ بار کھینچے ہوئے میدان کارزار میں تشریف لائے وَنَادَى
اَيُّهَا الْمُتَشَكُّوْنَ جَاءَكُمُ الْمُجِيْبُ هَا اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ
عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اور آواز دی کہ اے گروہ مشرکین جو تم میں سے کہ مدعی شجاعت ہو میدان میں آئے کہ قاتل
تمہارا آپہونچا ہے اور آگاہ ہو میرے نام و نسب سے کہ میں ہوں عبداللہ بن حسنؑ بن ابی طالب علیہ السلام فَلَمَّا وَقَفَ
عَبْدُ اللّٰهِ قَلِيْلًا وَ لَمْ يَرَ مِنْ اَحَدِهِمْ هِمَّةً اَنْ يَبْرُزَ اِلٰى ذٰلِكَ الْاَسَدِ اِقْتَحَمَ
بَيْنَ عَسْكَرِ الْاَعْدَاءِ وَحَمَلَ عَلَيْهِمْ كَاللَّيْثِ الْغَضْبَانِ پس جب کہ عبداللہ بن حسن علیہ السلام دیر تک پکارا کئے اور کوئی
شخص بسبب خوف اُس شیر دلیر کے صفوف لشکر شقاوت اثر سے سامنے نہ آیا اسوقت اُس شاہزادہ نے مثل شیر غضب
ناک کے خود اُس قوم ناپاک پر حملہ کیا فَقَتَلَ مِنْهُمْ خَمْسِيْنَ وَعِشْرِيْنَ فَارِسًا وَقَدْ وَقَعَ فَوْقَ جِسْمِهِ
الشَّرِيْفِ سَبْعَ عَشَرَةَ جِرَاحَةً ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى عَمِّهِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَخَرَّ عَلٰى قَدَمَيْهِ
پس اُسی حملہ میں اُس جری نے پچیس کافر شجاعان لشکر سے قتل کئے اور تمام صفیں فوج ستمگر کی پریشان کردیں
حالانکہ سترہ زخم کاری جسم نازنین عبداللہ پر لگ چکے تھے جب کہ دلبند حسنؑ مجتبیٰ نے ان سب کو مار کر ہٹا دیا اُس وقت خدمت
بابرکت امام حسین علیہ السلام میں پھر حاضر ہوئے اور قدم مبارک پر حضرت کے گر پڑے وَقَالَ لَهُ يَا عَمِّيَ الْكَرِيْمَ
اَلْعَطَشُ قَدْ قَتَلَنِيْ لَوْ كَانَ شَرْبَةُ مَاءٍ لَاَفْنَيْتُ جَمِيْعَ بِهٖ اَعْدَائِكَ
اور عرض کی کہ اے عم بزرگوار پیاس اس فدوی کو مارے ڈالتی ہے اگر ایک جرعہ آب کا اس غلام کو میسر آئے تو میں ایک کو
اس لشکر شقاوت اثر سے باقی نہ رکھوں اور سب کو قتل کروں فَبَكَى الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ لَهُ يَا
بُنَيَّ اِصْبِرْ يَسْقِيْكَ جَدُّكَ مُحَمَّدُنِ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ مِنْ كَاْسٍ لَا تَظْمَاُ بَعْدَهٗ اَبَدًا
جب کہ حضرت نے یہ کلام حسرت التیام اُس پارہ جگر سے سُنا بہت روئے اور فرمایا کہ اے نور نظر تھوڑی دیر اس محنت
تشنگی پر تحمل و صبر کر کہ عنقریب جد امجد تیرے جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ تجھے ایسے پانی شیریں و خوشگوار سے سیراب
کرینگے کہ تو کبھی پھر پیاسا نہ ہوگا۔ فَانْصَرَفَ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَحْوَهُمْ وَحَمَلَ عَلَيْهِمْ فَقَتَلَ

مِنْهُمْ مَقْتَلَةً عَظِيْمَةً فَحَاصَرَهُ الْمُشْرِكُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ضَرَبُوْهُ بِالسُّيُوْفِ وَطَعَنُوْهُ بِالرِّمَاحِ
جبکہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے عم عالیمقدار سے بحکم بہ تحمل و صبر نیا بہر میدان قتال میں آئے اور اسقدر کفار
کو فی النار کیا کہ کشتوں سے پشتے جمع کر دئے آخر کاران اشقیائے اس یکہ و تنہا کو ہر طرف سے گھیر کر اسقدر نیزہ و شمشیر
زخمی کیا کہ نہایت ضعیف ناتوان ہو گئے حَتّٰى سَقَطَ عَلَى الْاَرْضِ فَاَقْبَلَ اِلَيْهِ الْحُسَيْنُ مُسْرِعًا فَفَرَّقَهُمْ
وَاَبْعَدَهُمْ وَقَتَلَ مِنْهُمْ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا پس عبداللہ رحمۃ اللہ
بہ سبب کثرت زخمہائے کاری کے زمین پر گر پڑے جب کہ امام حسین علیہ السلام نے اس نور نظر کو گھوڑے سے زمین پر گر
دیکھا بیتاب ہو کر طرف مقتل کے روانہ ہوئے اور گرد سے اس دلبر کے جمعیت مشرکین کو متفرق و پریشان کر دیا اور گیارہ
کافروں کو قتل کیا وَحَمَلَهٗ وَجَاءَ بِهٖ فِيْ خَيْمَةِ النِّسَاءِ فَلَمَّا رَاَتْهُ اُمُّهٗ وَهُوَ فِيْ اٰخِرِ رَمَقٍ صَاحَتْ
وَبَكَتْ وَبَكَتِ النِّسَاءُ كُلُّهَا پس امام حسین علیہ السلام نے اس ماہ رو کو کہ ابھی ایک رمق حیات سے باقی تھی
زمین سے اٹھا کر خیمہ اہل حرم میں لائے جب کہ مادر عبداللہ نے لاش اپنے فرزند کی خون میں تر دیکھی اسقدر روئی و پیٹی
کہ غش کر گئی۔ اور سب اہل حرم نے ماتم میں عبداللہ کے حال اپنا غیر کیا فَجَاءَ اِلَيْهِ الْقَاسِمُ اَخُوْهُ فَمَسَحَ وَجْهَهٗ
بِكُمِّهٖ مِنْ لَطْخِ الدَّمِ وَيَبْكِيْ حَتّٰى اَفَاقَ وَفَتَحَ عَيْنَيْهِ وَقَالَ يَا اَخِيْ قَدْ فَدَيْتُ نَفْسِيْ لِعَمِّيَ
الْحُسَيْنِ فَاَقْدِ نَفْسَكَ لَهٗ پس قاسم بالین سر اپنے بھائی کے آن کر بیٹھ گئے اور چہرہ خون آلودہ عبداللہ کا اپنی
آستین سے پونچھتے جاتے تھے اور منہ بھائی کا بحسرت و یاس دیکھتے تھے اور روتے تھے یہانتک کہ عبداللہ نے
غش سے آنکھیں کھولیں دیکھا کہ بھائی سرہانے بیٹھا رو رہا ہے عبداللہ بھی رونے لگے اور کہا کہ اے قاسم شکر کرتا
ہوں میں خداوند جلیل کا کہ میں نے جان اپنی اپنے عم نامدار حسین علیہ السلام پر فدا کی اور تم سے وصیت میری
یہ ہے کہ تم بھی جان اپنی حضرت پر سے نثار کرنا پس یہ وصیت کر کے عبداللہ رضی اللہ عنہ دنیا سے رحلت کر گئے
فَبَكٰى قَاسِمٌ وَقَالَ لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا عَمِّ اَخِيْ عَبْدُ اللّٰهِ قَدْ قَضٰى نَحْبَهٗ فَائْذَنْ
لِيْ اَنْ اَخْرُجَ اِلٰى اَعْدَاءِ اللّٰهِ وَاٰخُذَ مِنْهُمْ ثَارَ اَخِيْ پس جب عبداللہ قضا کر گئے
تو امام حسین علیہ السلام اور تمام اہل حرم اسقدر روئے کہ ملائکہ آسمان رونے لگے پس قاسم بن حسن علیہ السلام بہت
روئے اور خدمت با سعادت امام حسین علیہ السلام میں عرض کی کہ اے عم عالیمقدار عبداللہ بھائی میرا حضرت پر سے

فدا ہوا اور سعادت شہادت سے فائز ہوا اب فدوی بھی امیدوار ہے کہ مجھے بھی اجازت کارزار ملے تاکہ میں عوض خون عبد اللہ کا اس قوم ستم شعار سے لوں اور اپنے بھائی سے ملحق ہوں فَبَكَى الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ قَالَ لَهُ يَا بُنَيَّ كَيْفَ لِيْ اَنْ اُفَارِقَكَ وَاٰذَنَ لَكَ فِيْ قِتَالِ الْمُشْرِكِيْنَ ۔ پس یہ سنکر جناب امام حسین علیہ السلام بہت روئے اور فرمایا کہ اے فرزند دلبند کیونکر گوارا ہو مجھ کو کہ میں تجھ سے پارہ جگر کو اپنے سے جدا کر کے واسطے قتل ہونے کے ان کفار ستم شعار میں بھیجوں فَخَرَجَ الْقَاسِمُ كَئِيْبًا حَزِيْنًا اِلَى الْخَيْمَةِ فَجَلَسَ فِيْهَا فَعِنْدَهَا ذَكَرَ وَصِيَّةَ اَبِيْهِ الْحَسَنِ اَنَّهُ قَالَ يَا بُنَيَّ خُذْ هٰذَا التَّعْوِيْذَ وَارْبِطْهُ فِيْ عَضُدِكَ

پس جب کہ قاسم نے اپنے چچا کو رخصت جہاد پر راضی نہ پایا محزون و مغموم با دیدۂ گریاں خیمہ میں آن کر علیحدہ بیٹھ گئے اور فکر میں تھے کہ کوئی تدبیر رخصت کی نکلے کہ ناگاہ یاد آگئی وصیت اپنے پدر بزرگوار امام حسن علیہ السلام کی کہ اُن حضرت نے وقت رحلت کے وصیت کی تھی کہ اے فرزند یہ وصیت نامہ میرا بطور تعویذ اپنے بازو پر باندھ اور اسے بکمال حفاظت اپنے پاس رکھنا فَاِذَا اشْتَدَّتْ بِكَ الْاُمُوْرُ فَفُكَّهُ وَاقْرَأْهَا فِي الْمَكْتُوْبِ وَاعْمَلْ بِمَا اَمَرْتُكَ فِيْهِ اور ارشاد فرمایا تھا کہ اے فرزند جب تو کسی مصیبت میں گرفتار ہو اور تجھ پر راہ چارہ کی بند ہو تو اُس وقت اس تعویذ کو اپنے بازو سے کھول کر پڑھنا اور جو کچھ کہ میں نے اس میں لکھا ہے اس پر عمل کرنا فَقَالَ الْقَاسِمُ فِيْ نَفْسِهٖ اَيُّ وَقْتٍ اَصْعَبُ مِنْ هٰذَا الْوَقْتِ وَاَيُّ اَمْرٍ اَعْظَمُ مِنْ هٰذَا الْاَمْرِ وَاَيَّةُ مُصِيْبَةٍ يُصَابُ بِمِثْلِهَا مِنَ الْمَصَائِبِ پس یاد آتے ہی اس وصیت کے قاسم نے اپنے دل میں کہا کہ کونسا وقت اس وقت سے زیادہ سخت تر ہوگا اور کونسا امر عظیم اس امر سے اعظم ہوگا اور کونسی مصیبت اس مصیبت سے زیادہ ہوگی پس یہی وقت ہے تعمیل وصیت پدر بزرگوار کا فَفَضَّ التَّعْوِيْذَ مِنْ رَبْطِهٖ وَقَرَأَهَا فَاِذَا فِيْهِ مَكْتُوْبٌ مِنْ خَطِّ اَبِيْهِ يَا بُنَيَّ اِذَا كُنْتَ مَعَ اَخِي الْحُسَيْنِ فِيْ اَرْضِ كَرْبَلَاءَ وَرَاَيْتَهُ وَحِيْدًا مَظْلُوْمًا بَيْنَ الْاَعْدَاءِ فَجُدْ بِنَفْسِكَ وَابْذُلْ لَهُ مُهْجَتَكَ ۔ پس یہ سوچکر قاسم نے اس تعویذ کو کھولکر پڑھا دیکھا کہ اس میں امام حسن نے بخط خود یہ لکھا ہے کہ اے فرزند دلبند جب کبھی تو ہمراہ رکاب سعادت انتساب میرے بھائی حسین کے وارد زمین کربلا ہو اور دیکھے تو کہ وہ امام مبین نرغۂ مشرکین میں بے یار و مددگار گرفتار ہے پس اے قاسم تجھے لازم ہے کہ اسی وقت جان اپنی فرزند احمد مختار

ودلبند حیدر کرار پر فدا و نثار کرنا اور سعادت شہادت ابدی کو حاصل کرنا فَجَاءَ بِهِ اِلَى الْحُسَيْنِ وَاَعْطَاهُ
التَّعْوِيْذَ فَقَرَاَهُ الْحُسَيْنُ وَقَالَ لِلْقَاسِمِ يَا بُنَيَّ اِنْ كَانَ فِيْ حَقِّيْ وَصِيَّةُ اَبِيْكَ وَعَلَيَّ اَيْضًا وَصِيَّةُ
اَخِي الْحَسَنِ فِيْ حَقِّكَ پس شاہزادہ قاسم وہ تعویذ لیکر خدمت والا منزلت جناب امام حسین علیہ السلام میں حاضر ہوئے
اور وہ تعویذ ملاحظہ اقدس میں گذرا جب کہ اُن حضرت نے وصیت اپنے برادر عالیمقدار جناب امام حسن علیہ السلام
کی کہ قاسم کو تھی پڑھا اسوقت وہی تصویر بھائی کی نظر انور میں پھر گئی بہت روئے اور فرمایا کہ اے نور چشم اگر وصیت
تمہارے باپ نے تمہیں میرے حق میں کی ہے تو البتہ تمہیں انفاذ وصیت ضرور ہے لیکن جو وصیت کہ اُس امام مسموم نے
مجھے تمہارے حق میں کی ہے مجھے بھی واجب ہے کہ اُسے عمل میں لاؤں فَاَخَذَ بِيَدِ الْقَاسِمِ وَجَاءَ بِهِ فِيْ خَيْمَةِ
النِّسَاءِ فَجَلَسَ وَاَجْلَسَهُ عِنْدَهُ وَقَالَ لِاُمِّهِ هَاتِي الصُّنْدُوْقَ پس یہ فرما کر ہاتھ قاسم کا
پکڑ کر خیمہ الحرم میں تشریف لائے اور آپ بیٹھے اور اُس نور نظر کو پاس اپنے بٹھایا اور مادر قاسم سے فرمایا کہ صندوق کو لا
فَجَاءَتْ بِهِ وَتَرَكَتْهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاَخْرَجَ مِنْهُ الثِّيَابَ مِنْ اَفْخَرِ اللِّبَاسِ فَاَلْبَسَهَا
لِلْقَاسِمِ ثُمَّ عَمَّمَهُ بِعِمَامَةِ الْعُرُوْسِ پس مادر قاسم نے صندوق پوشاک کا حسب الارشاد سامنے
امام حسین علیہ السلام کے رکھدیا حضرت نے صندوق کھولکر اسمیں سے وہ لباس کہ جو بہترین لباس تھا نکالا
اور اُس شہزادہ کو پہنایا اور عمامہ عروسی اپنے دست مبارک سے سرانور قاسم پر باندھا وَاَخَذَ بِيَدِ ابْنَتِهِ الَّتِيْ
كَانَتْ مَنْسُوْبَةً بِالْقَاسِمِ وَقَالَ لَهُ يَا قُرَّةَ عَيْنِيْ خُذْ اَمَانَتَكَ قَالَ سَلَّمَهَا اِلَيْكَ ثُمَّ
عَقَدَ بَيْنَهُمَا عَقْدًا صَحِيْحًا فَقَبَضَ الْقَاسِمُ كَفَّهَا بِكَفِّهِ پس بعد دعاء تبلیغ کے امام حسین نے ہاتھ اپنی دختر نیک اختر کا
کہ جو سابق سے منسوب بہ قاسم تھی پکڑا اور قاسم سے فرمایا کہ اے نورچشم بسبب وصیت تمہارے پدر بزرگوار امام حسن علیہ السلام
کی یہ امانت تمہاری میرے سپرد تھی اب میں اسے تمہارے حوالے کرتا ہوں یہ فرما کر حضرت نے آپ ہی صیغہ عقد صحیح پڑھا
پس قاسم نے ہاتھ دلہن کا اپنے ہاتھ میں لیا فَلَمَّا خَرَجَ الْحُسَيْنُ وَالنِّسَاءُ مِنْ تِلْكَ الْخَيْمَةِ اَرَادَ الْقَاسِمُ
اَنْ يَتَكَلَّمَ بِهَا اِذْ سَمِعَ صَائِحًا مِنْ عَسْكَرِ الْاَعْدَاءِ يَقُوْلُ مَنْ مُبَارِزٌ
يُخْرَجُ فِيْ مَيْدَانِنَا جب کہ امام حسین علیہ السلام اور اہلبیت کرام سب اُس مقام سے علیحدہ ہوگئے قاسم نے چاہا کہ دلہن
سے ہمکلام ہوں ناگاہ آواز لشکر مخالف سے سنی کہ کوئی چلاتا ہے اور کہتا ہے کہ ہے کوئی لشکر امام حسین علیہ السلام سے ایسا بہادر

جو میدان کارزار میں ہمسے مقابل ہو فَتَرَكَ الْقَاسِمُ كَفَّهَا وَأَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ فَأَخَذَتْ ذَيْلَهُ وَ
قَالَتْ أَيْنَ تَرُوحُ قَالَ أُرِيدُ أَنْ آخُذَ ثَارَ أَخِي مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَهٰذَا لِفِرَاقِ بَيْنِي
وَبَيْنَكِ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ پس سنتے ہی آواز ان اشقیا کے قاسم نے ہاتھ دُلہن ناشاد کا چھوڑ دیا اور چاہا کہ خیمے
باہر آئیں کہ اُسی وقت دلہن نے شرم سے دامن قاسم کا پکڑ لیا اور آسنا کہا کہ کہاں جاتے ہو شاہزادہ نے فرمایا کہ میں
چاہتا ہوں اسوقت عوض خون ناحق اپنے بھائی کا ان مشرکین سے لوں اور ہم نے تمہیں خداوند کریم کے سپرد کیا اب ملاقات
ہماری اور تمہاری قیامت پر ہے اب کبھی دنیا میں ہم سے اور تم سے ملاقات نہ ہوگی قَالَتْ بِأَيِّ عَلَامَةٍ
أَعْرِفُكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ مِنْ هٰذَا الْقَمِيصِ الْمَشْقُوقِ فَسَارَ إِلَى الْحُسَيْنِ
پس دلہن نے کلمہ فراق سُنکر کہا کہ پھر عرصہ محشر میں کس نشان سے تمہیں پہچانوں گی قاسم نے کہا کہ اس پیراہن گریبان چاک
سے مجھے پہچان لینا پس دُلہن نامراد کو روتا چھوڑ کر خدمت باسعادت امام حسین علیہ السلام میں حاضر ہوئے فَقَالَ
الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا وَلَدِي وَأَتَيْتُكَ تُرِيدُ الْقِتَالَ فَضَمَّهُ إِلَى صَدْرِهِ وَشَقَّ جَيْبَ
قَمِيصِهِ وَأَلْبَسَهُ مِثْلَ الْكَفَنِ وَتَوَشَّحَ عِمَامَتَهُ بِعِمَامَةِ الْمَوْتَىٰ وَقَالَ أَسْتَوْدِعُكَ اللّٰهَ پس امام حسین نے
قاسم کو دیکھ کر فرمایا معلوم ہوا کہ تم آمادہ شہادت ہو یہ فرمایا کر قاسم کو گلے سے لگا لیا اور گریبان پیراہن بطور کفن چاک کرکے
قاسم کو پہنایا اور عمامہ بہ طرز عمامہ میت سر اطہر قاسم پر باندھا اور فرمایا کہ اے پارہ جگر اے نور نظر تمہیں ہم نے خدائے عزوجل کے
سپرد کیا فَسَارَ الْقَاسِمُ إِلَى الْمَيْدَانِ وَنَادَىٰ يَا عُمَرَ بْنَ سَعْدٍ أَيَجُوزُ لَكَ أَنْ تَشْرَبَ مِنْ مَاءِ الْفُرَاتِ
وَسَقَيْتَ فَرَسَكَ وَمَنَعْتَ أَوْلَادَ الرَّسُولِ مِنْهُ أَنْ يَشْرَبُوا راوی کہتا ہے جب کہ شاہزادہ
قاسم امام حسین علیہ السلام سے رخصت ہو چکے مسلح بہ سلاح کارزار اسپ عقاب پر سوار مقابل لشکر کفار ستم شعار ہوئے تو
آواز دی کہ اے عمر سعد بدنہاد تجھے گوارا ہے کہ تو خود اس نہر فرات سے پانی پئے اور اپنے گھوڑے تک کو اس پانی سے سیراب کرے اور
اولاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ شدت تشنگی سے جاں بلب ہوں اور انہیں ایک جرعہ تک اس پانی سے نہ پینے دے فَمَا
تَقُولُ لِجَدِّنَا مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ إِذَا سَأَلَكَ أَيُّهَا الْكَلْبُ الْمَشْؤُومُ
لِمَ ظَلَمْتَنِي فِي عِتْرَتِي فَلَمْ يُجِبِ الْمَلْعُونُ جَوَابًا اور اے بیحیا کیا جواب دے گا تو
میرے جد بزرگوار جناب احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ کو جب کہ وہ تجھسے پوچھیں گے کہ اے سگ ناپاک کس سبب سے تو نے میری اولاد پر ظلم

ظلم کیا پس عمر سعد ملعون یہ سنکر چپ ہو رہا اور کچھ جواب نہ دیا قَالَ لِاَصْحَابِہٖ اَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هٰذَا الْغُلَامُ
قَالُوْا لَا قَالَ هٰذَا قَاسِمُ بْنُ الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَهٗ شُجَاعَةٌ كَشُجَاعَةِ جَدِّهٖ مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰى
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَعَلِيِّ الْمُرْتَضٰى پس عمر سعد نے افسران لشکر سے کہا کہ آیا تم اس طفل صغیر سے واقف ہو کہ یہ کس قوم
و قبیلہ سے ہے اور نام اس کا کیا ہے سبھوں نے جواب دیا کہ ہم ہرگز اس دلیر کے نام و نسب واقف نہیں ہیں عمر سعد نے کہا کہ خبردار
و ہوشیار رہو کہ یہ قاسم فرزند حسن بن علی بن ابی طالب علیہ السّلام ہے اور شجاعت میں مثل جدامجد اپنے جناب محمد مصطفی
صلی اللہ علیہ و آلہ و جناب علی مرتضے علیہ السّلام کے بہادر و شجاع ہے فَلَا تُبَارِزُوْا وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ بَلِ
اَحْمِلُوْا عَلَيْهِ دَفْعَةً وَاحِدَةً فَلَمَّا سَمِعُوْا ذٰلِكَ مَا بَرَزَ اَحَدٌ مِنْهُمْ بَلْ خَافُوْا
اَنْ يَقْتُلَهُمْ جَمِيْعًا پس نہیں کہ ایک ایک شخص تم میں سے مقابل اس طفل کے ہو کر نہ لڑے بلکہ یکمرتبہ اس شیر پر
سب ملکر حملہ کردو ورنہ یہ ہم سب کو قتل کرے گا پس یہ کلام عمر سعد بد انجام سے سنکر سب اہل لشکر شقاوت اثر مثل بید کانپنے
لگے اور سب کو خوف اپنی جان کا ہو گیا اور کسی کو جرأت صفوف لشکر سے نکلنے کی نہ ہوئی وَالْقَاسِمُ يُنَادِيْ اَيُّهَا
الطُّغَاةُ الْبُغَاةُ هَلْ فِيْكُمْ يُقَابِلُنِيْ وَاَنَا ابْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ
عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَمَنْ بَرَزَ اِلَيَّ فَهُوَ الْمَطْلُوْبُ راوی کہتا ہے کہ وہ سب اشقیا مثل تصویر خوف سے اس ماہ منیر کے ممانعت
وصامت کھڑے ہیں اور شاہزادہ قاسم فرما رہے تھے کہ آگاہ ہوائے گروہ مشرکین کہ میں ہوں قاسم فرزند حسن بن علی بن ابی طالب
علیہ السّلام اب ہے کوئی اس جماعت کثیر میں ایسا جس کو زندگی سے سیر ہو کر سامنے میرے آئے اور میرے ہاتھ سے قتل ہو کر راہی جہنم ہو فَمَا
خَرَجَ اَحَدٌ مِنْهُمْ مَخَافَةً مِنْهُ حَدَّهٗ الْقَاسِمُ فِي الْعَسْكَرِ وَحَمَلَ عَلَيْهِمْ كَحَمْلَةِ جَدِّهٖ عَلِيِّ
اَلْكَرَّارِ الْغَيْرِ فَرَّارٍ وَقَتَلَ مِنْهُمْ فِيْ حَمْلَةٍ مِائَةً وَعِشْرِيْنَ فَارِسًا فَارِسًا
وَاَوْصَلَهُمْ فِي النَّارِ ہر چند کہ جناب قاسم ایک ایک کو بطعن و طعن ٹوکتے رہے لیکن کوئی نامرد سامنے اس شیر دلیر کے
نہ آیا پس قاسم نے قلب لشکر پر مثل جدامجد اپنی جناب حیدر کرار کے حملہ کیا اور ایک ہی حملہ میں ایکسو بیس سوار کفار ستم شعار سے واصل النار
کئے فَلَمَّا رَاٰهُ عُمَرُ ابْنُ سَعْدٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ صَرَفَ وَجْهَهٗ نَحْوَ عَسْكَرِهٖ وَنَادَى ابْنَ الْاَزْرَقِ الشَّامِيَّ
وَهُوَ كَانَ فِيْ عَسْكَرِهٖ مِنْ اَشْجَعِ الشُّجْعَانِ وَاَفْضَلِ الْفُرْسَانِ پس جبکہ عمر سعد شقی نے دیکھا کہ
قاسم لشکر کو قتل کر رہے ہیں اور پاؤں فوج ستمگر کے اکھڑے جاتے ہیں مضطر ہو کر ازرق شامی کو کہ وہ ملعون تمام لشکر میں شجاع

وبہادر مشہور تھا اور فنون سپہ گری میں مثل اپنا نہ رکھتا تھا اور اُس شقی کو اعتماد اُسکی جرأت پر بہت تھا آواز دی کہ ازرق شامی کہاں ہے فَلَبَّاهُ وَقَالَ لَهٗ مُرْ بِاَمْرِكَ اَيُّهَا الْاَمِيْرُ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ ابْنُ سَعْدٍ يَا اَزْرَقُ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاقْتُلْ هٰذَا الْغُلَامَ پس ازرق نے آواز دی کہ میں حاضر ہوں جو حکم ہو میرا اُسے ابھی بجالاؤں ابن سعد شقی نے کہا کہ اے ازرق جلد میدان میں آ اور قاسم فرزند حسن کو قتل کر فَقَالَ اَزْرَقُ عَجَبًا لَكَ يَا بْنَ سَعْدٍ اَنَا مُرْنِيْ بِقَتْلِ الصَّبِيِّ صَغِيْرِ السِّنِّ وَفِيْ قَتْلِهٖ عَلَيَّ عَيْبٌ پس یہ سنکر ازرق شامی نہایت غضبناک ہوا اور کہا کہ ای عمر سعد نہایت عجب ہے تجھ سے اور تیری عقل سے کہ ایک طفل صغیر کے قتل پر تو مجھے مامور کرتا ہے حالانکہ قتل کرنا اُس بچہ کا باعث میری ذلت کا ہے اَلَسْتُ اَنَا بَطَلٌ شُجَاعٌ لَوْكَانَ يُقَابِلُنِيْ اَلْفُ فَارِسٍ مِنَ الْاَبْطَالِ اَقْتُلُهُمْ وَلَا اُبَالِيْ بِهِمْ وَفِي الْقَتْلِ اے ابن سعد کیا تو مجھے واقف نہیں ہے کہ میں وہ شجاع وبہادر ہوں کہ اگر ہزار شجاع شجاعان عرب میرے مقابل ہوں تو میں کو قتل کروں اور ہرگز شجاعت وکثرت انکی میری نظر میں برابر پر پشہ کے بھی نہ سمائے۔ فَغَضِبَ عُمَرُ الْمَلْعُوْنُ وَقَالَ لَهٗ يَا مَلْعُوْنُ اَمَا تَعْرِفُ هٰذَا الصَّبِيَّ هٰذَا قَاسِمُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَاللّٰهِ لَوْلَا كَضَّةُ الْعَطَشِ لَاَهْلَكَنَا كُلَّنَا جبکہ عمر سعد نے کلام غرور التیام ازرق ملعون سے سنا بکمال غضب اُسے کہا کہ ای نامرد تو اپنی شجاعت پر اسقدر مغرور ہے اور قتل کرنا اس طفل کا باعث اپنی ننگ وعار کا جانتا ہے حالانکہ تو نہیں واقف ہے کہ یہ طفل قاسم فرزند حسن مجتبیٰ بچہ شیر خدا علی مرتضیٰ شجاع ابن شجاع ہے کس بہادر و دلیر کی مجال ہے کہ اسکے مقابل ہو اور اسے قتل کرے قسم بخدائے عزوجل اگر شدت تشنگی سے یہ شیر دلیر مضمحل نہوتا تو ہم سب کو قتل کرتا اور ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑتا قَالَ اَزْرَقُ يَا عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ لَا يَلِيْقُ لِيْ مُبَارَزَةُ هٰذَا الصَّبِيِّ وَلٰكِنِّيْ اُخْرِجُ اَحَدَ اَبْنَائِيْ وَكَانَ لَهٗ اَرْبَعُ اَبْنَاءٍ حَاضِرِيْنَ مَعَهٗ وَكَانُوْا كُلُّهُمْ مِثْلَهٗ فِي الشَّجَاعَةِ پس ازرق نے جواب دیا کہ اے عمر سعد مقابلہ اس بچہ کا باعث بدنامی کا ہے تمام ملک روم وشام میں میرے لئے بدنامی ہے میں ہرگز اسے قتل نہ کروں گا مگر ایک کو اپنے چار فرزندوں سے واسطے قتل اس طفل صغیر کے بھیجتا ہوں کہ وہ اسے ابھی قتل کرے گا اور چاروں فرزند اُس فرعون بے سامان کے مثل ذریت شیطان وہاں موجود تھے اور ہر ایک فرزند اُس شقی کا مثل اپنے باپ کے شجاعت میں نامبرآورده مشہور تھا فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ دُوْنَكَ ذٰلِكَ فَاَخْرَجَ الْاَزْرَقُ اَحَدَ اَبْنَائِهٖ اِلٰى مُبَارَزَةِ قَاسِمٍ فَقَاتَلَهٗ فَمَا كَانَ قَلِيْلًا

وَقَدْ قَتَلَهُ الْقَاسِمُ پس عمر سعد نے ناچار ہو کر کہا کہ اگر تجھے مقابلہ اس طفل سے ناگوار ہے تو جا کسی اپنے فرزند کو میدان میں بھیج کہ وہ قاسم سے مقابلہ کرے پس ارزق شامی نے ایک کو اُن چار نابکاروں سے واسطے مقابلہ شاہزادہ قاسم کے بھیجا پس کچھ دیر نہ گذری تھی کہ قاسم نے ایک ہی ضرب تلوار آبدار میں اُس نامرد کو فی النار کیا۔ فَبَرَزَ مِنْ بَعْدِهٖ اَخُوْهُ الثَّانِیْ فَقَتَلَهُ الْقَاسِمُ مِثْلَ الْاَوَّلِ وَكَذَا الثَّالِثَ وَالرَّابِعَ فَلَمَّا رَاَی الْاَزْرَقُ اِلٰی جَمِیْعِ اَوْلَادِهٖ مَقْتُوْلِیْنَ عَظُمَ ذٰلِكَ عَلَیْهِ وَكَبُرَ لَدَیْهِ جب کہ وہ شقی اول واصل جہنم اور دوسرا بھائی اُس کا مقابل شاہزادہ والاتبار کے ہوا پس قاسم نے اُس ملعون ثانی کو بھی مثل اول کے اور بعد اُس کے ثالث کو مثل ثانی کے اور پھر چوتھے کو مثل تیسرے کے واصل جہنم کیا پس ارزق ملعون نے جب کہ اپنی سب اولاد کو موت سے ہمکنار پایا نظر اُس تیرہ بخت کے دُنیا اندھیر ہو گئی اور نشہ غرور شجاعت اُس مغرور کا اُتر گیا۔ فَبَرَزَ مُغْضِبًا فِی الْمَیْدَانِ كَاَنَّهٗ قِطْعَةُ جَبَلٍ فَقَالَ لِلْقَاسِمِ اَیُّهَا الظَّالِمُ قَتَلْتَ جَمِیْعَ اَوْلَادِیْ وَمَا كَانَ لَهُمْ اَمْثَالٌ فِی الْاَبْطَالِ پس وہ سگ ناپاک بکمال حسرت و یاس غضبناک میدان میں آیا اور مثل پہاڑ کے قریب شاہزادہ قاسم کے ہو کر کہنے لگا کہ اے ظالم کیا غضب کیا تو نے میری سب اولاد کو کہ مثل اپنی شجاعت میں نہ رکھتے تھے واصل جہنم کیا فَقَالَ لَهُ الْقَاسِمُ اُسْكُتْ اَیُّهَا الْكَلْبُ لَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَیْهِمْ حَسَرَاتٍ فَاِنِّیْ اُلْحِقُكَ بِاَوْلَادِكَ الْاٰنَ بِحَوْلِ اللّٰهِ الْمُسْتَعَانِ پس شاہزادہ قاسم نے فرمایا کہ اے ملعون سگ ناپاک زبان اپنی بند کر اور مفارقت پسران شقی کی افسوس و تاسف نہ کر بحول اللہ ابھی میں تجھے بھی تیری اولاد سے ملائے دیتا ہوں قَالَ الرَّاوِیْ فَلَمَّا رَاَی الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنَّ الْاَزْرَقَ الشَّامِیَّ قَدْ بَرَزَ نَحْوَ الْقَاسِمِ رَفَعَ رَاْسَهٗ اِلَی السَّمَاءِ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَعَلِیٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ اَنْ تُظْفِرَ الْقَاسِمَ عَلَی الْاَزْرَقِ راوی کہتا ہے جبکہ امام حسین علیہ السلام نے ارزق ملعون کو مقابل قاسم کے دیکھا بیتاب ہو گئے اور اُسی وقت سر اقدس طرف آسمان کے بلند کیا اور جناب باری میں عرض کی کہ اے پروردگار عالم واسطے اپنے حبیب جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کے اور واسطے اپنے ولی علی مرتضیٰ و فاطمہ زہرا و حسن مجتبیٰ صلوات اللہ علیہم کے امیدوار ہوں کہ قاسم فرزند حسین کو ارزق شامی پر فتحیاب کر اور اپنی نصرت و یاری شریک اس طفل صغیر کے کر فَاخْتَطَّ الْاَزْرَقُ سَیْفَهٗ وَصَاحَ صَیْحَةً عَظِیْمَةً كَاَنَّهٗ صَوْتُ رَعْدٍ اَوْ صَاعِقَةٍ وَقَالَ لِلْقَاسِمِ اَیُّهَا الصَّبِیُّ

لَدُ وُقُ الْمَوْتَ عَنْ قَرِيْبٍ پس ازرق ملعون نے تلوار کھینچکر مثل رعد صاعقہ دار کے آواز دی اور کہا اے طفل صغیر اب اجل تیری آپہونچی ہے اور ابھی تجھے قتل کرتا ہوں فَقَالَ الْقَاسِمُ اَيُّهَا الْمَلْعُوْنُ اَفَبِالْمَوْتِ تُخَوِّفُنِيْ وَتَقُوْلُ لِيْ بِمَا صِبَتِيْ وَلٰكِنِّيْ مَا اَرٰى فِيْكَ خِصَالَ الْاَبْطَالِ الشُّجْعَانِ پس شاہزادہ قاسمؑ نے فرمایا کہ اے ملعون کیا تو مجھے موت سے ڈراتا ہے اور مجھے اپنے زعم باطل میں طفل صغیر و کم سن جانتا ہے اور اپنے تئیں بڑا شجاع و بہادر گمان کرتا ہے حالانکہ میرے نزدیک تو ایسا نامرد ہے کہ کوئی مثل تیرے بزدل جہان میں نہ ہوگا اور جو نشان و خصائص شجاعوں کے ہوتے ہیں میں ایک بھی اُن اُصول و ارکان سے تجھ میں نہیں پاتا ہوں فَقَالَ لَہُ الْاَزْرَقُ وَكَيْفَ ذٰلِكَ مَا تُنْكِرُ مِنِّيْ قَالَ الْقَاسِمُ اُنْظُرْ اِلٰى رَبْطَةِ سَرْجِ فَرَسِكَ وَهِيَ غَيْرُ مَشْدُوْدَةٍ اَلْاٰنَ تَسْقُطُ مِنْ فَرَسِكَ پس یہ لعین ذطعن شکر ازرق نے کہا کہ اے قاسمؑ کونسی خصلت خصال ابطال سے مجھ میں نہیں ہے اور کونسا امر فنون سپاہ گری سے مجھسے فرو گذاشت ہوا ہے کہ جسکے سبب سے مجھے اپنی نظر میں نامرد دو جہان جانتا ہے شاہزادہ قاسمؑ نے فرمایا کہ اے سگ ناپاک و بدحواس دیکھ تو طرف تنگ اپنے گھوڑے کے کہ کھلا ہوا ہے اور قریب ہے کہ تو مثل پہاڑ ابھی پشت زین سے زمین پر گر پڑے پس ایسی بے خبری و بدحواسی پر تجھے ادعائے شجاعت ہے حالانکہ یہ امر مقتضائے جرات سے نہایت بعید ہے فَلَمَّا سَمِعَ الْاَزْرَقُ ذٰلِكَ مِنْهُ اَمَالَ رَاْسَهُ لِيَنْظُرَ اِلَى الرَّبْطَةِ فَضَرَبَ الْقَاسِمُ عَلٰى اُمِّ رَاْسِهٖ فَشَقَّهُ بِنِصْفَيْنِ فَخَرَّ مَيِّتًا مِنْ فَرَسِهٖ پس جبکہ ازرق نے کھلنا گھوڑے کے تنگ کا سنا بکمال ندامت و انفعال نگاہ اپنی نیچی کی اور ابھی تنگ کی طرف خوب نہ دیکھا تھا کہ شاہزادہ والا تبار نے سیف آبدار اپنی اس صفائی سے سر نجس پر اُس شقی کے لگائی کہ سر اُسکا مع گھوڑے کے دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑا اور وہ ملعون گرتے ہی راہی سقر ہوا فَنَزَلَ اِلَيْهِ الْقَاسِمُ مِنْ فَرَسِهٖ وَاجْتَزَّ رَاْسَهُ فَرَكِبَ عَلٰى فَرَسِهٖ وَجَاءَ بِفَرَسِهٖ وَبِرَاْسِهٖ اِلٰى عَمِّهِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ جبکہ قاسمؑ اُس افسر مشرکین کو داخل اسفل سافلین کرچکے سمند عقاب سے نیچے اُترے اور سر اُس ملعون کا کاٹ کر پھر گھوڑے پر سوار ہوکر مع اسپ و سر اُس بداختر کے خدمت باسعادت امام بحر و بر جناب امام حسین علیہ السلام میں حاضر ہوئے وَقَالَ لَہٗ يَا عَمَّاهُ اَلْعَطَشُ اَلْعَطَشُ لَوْ كَانَ لِيْ شَرْبَةٌ مِنَ الْمَاءِ لَاَفْنَيْتُ جَمِيْعَ اَعْدَائِكَ اور اپنے عم نامدار سے

عرض کی کہ اے چچا جان اگرچہ عذاب کسی طرح مجھے میسر آجائے تو میں ابھی آپ کے سب دشمنوں کو واصل جہنم کردوں لیکن کیا کروں کہ پیاس مجھے مارے ڈالتی ہے فَبَکَی الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَقَالَ لَهُ یَا بُنَیَّ اصْبِرْ وَسَیَسْقِیکَ جَدُّکَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهِ کَأْساً بَعْدَ ذٰلِکَ أَبَداً فَبَیْنَا الْقَاسِمُ إِذَا سَمِعَ الْقَاسِمُ بُکَاءَ أُمِّهِ پس امام حسین علیہ السلام تشنہ لبی قاسم پر بہت روئے اور فرمایا کہ اے جان عم اے نور نظر تھوڑی دیر صبر کر کہ عنقریب نانا تیرے جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ تجھے آب سرد و خوشگوار کوثر سے ایسا سیراب کریں گے کہ تو پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا راوی کہتا ہے کہ ابھی قاسم و امام حسین علیہ السلام بحسرت و یاس ہمکلام تھے کہ ناگاہ آواز گریہ و بکا اپنی ماں کی قاسم نے سنی وَهِیَ تَقُولُ وَتَنُوحُ آهٍ آهٍ یَا قَاسِمُ فَارَقْتَنِی وَقَدْ طَارَ مِنْ فِرَاقِکَ عَنْ عَیْنَیَّ الْکَرَی یَا ثَمَرَةَ فُؤَادِی تَرَکْتَنِی حَیَارَی أَنُوحُ بَعْدَکَ کَمَا تَنُوحُ الثَّکْلَی اور سنا قاسم نے کہ مادر دل شکستہ با جگر برشتہ یہ بین کرتی ہے کہ آہ آہ اے قاسم اے پارۂ جگر تیری مفارقت میں مجھے زندگی اپنی تلخ ہوگئی ہے اور تمہارے بعد لطف حیات میرا جاتا رہا تم خود چلے گئے اور مجھ دکھیا کو چھوڑ گئے کاش مجھے بھی موت پہلے اس سے آجاتی کہ میں تمہاری مفارقت نہ دیکھتی اب تمہارے دیکھنے کو ترستی ہوں اور مانند عورات پسر مردہ کے تمہارے فراق میں نوحہ و بکا کرتی ہوں یَا قِطْعَةَ کَبِدِی مَتَی أَرَی بَهَاءَ وَجْهِکَ وَتَنُوحُ مَعَ أُمِّهِ زَوْجَتُهُ وَتَبْکِی اور مادر قاسم مثل ماہی بے آب مفارقت قاسم کے تڑپتی ہے اور کہتی ہے اے ماہ رو میرے اے نور چشم اے قاسم پھر بھی کبھی اس مادر ستم دیدہ آفت رسیدہ کو چاند سی صورت دکھاؤ گے اور سنا قاسم نے کہ ہمراہ مادر بیکس کے ناچار کے دلہن ناشاد و نامراد بھی بین کرتی ہے اور روتی ہے فَبَکَی الْقَاسِمُ وَدَخَلَ فِی الْخَیْمَةِ وَقَالَ اصْبِرِی یَا أُمِّی وَیَا عَرُوسِی إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِینَ وَلَا تَبْکِیَا فَقَدْ جَرَحَ قَلْبِی بُکَاؤُکُمَا پس جبکہ اس شاہزادہ مظلوم نے آواز نوحہ و بکا اپنی ماں اور زوجہ کی سنی بیکسی پر انکی بہت روئے اور بے تابانہ داخل حرم محترم ہوئے اور عرض کی کہ اے مادر جان و اے عروس ناشاد میرے ماتم میں صبر کرو اور اپنے تئیں ہلاک نہ کرو بلکہ اپنے بیان پر ضبط کرو کہ تمہارے رونے سے دل بیٹھا جاتا ہے اور جگر میرا زخمی ہوتا ہے اب صبر اختیار کرو کہ حق سبحانہ تعالےٰ صابرین کا معین و مددگار ہے فَبَیْنَا الْقَاسِمُ فِی هٰذَا الْکَلَامِ إِذَا سَمِعَ صَوْتاً مِنْ عَسْکَرِ الْأَعْدَاءِ یَا أَصْحَابَ الْحُسَیْنِ

هل فيكم مبارز يبرز الينا فنادى القاسم الخ درج پس قاسم کلمات تسکین بہی ماں
سے عرض کر رہے تھے کہ ناگاہ لشکر مخالف سے آواز آئی کہ ہے کوئی اصحاب حسینؑ سے کہ میدان کارزار میں آئے اور ہم سے جنگ و پیکار
کرے پس سنتے ہی اس آواز کے قاسم نے قصد میدان کا کیا فاخذت عروسه من جانب وامه ذيله
من جانب قال القاسم اتی کاذیلی هذا وقت الفراق بيني وبينكما جب کہ مادر قاسم نے دیکھا کہ وہ نور
نظر قاصد میدان ہے دامن قاسم پکڑ لیا اور ایک طرف سے بکمال شرم وحیا عروس ستم دیدہ نے دامن اس فرزند حسن کا
پکڑ لیا پس اس شاہزادہ نے کہا کہ عبث مجھے روکتی ہو اور دامن میرا پکڑتی ہو کہ اب میں کسی طرح نہ رکونگا اب وقت
جدائی وفراق کا ہماری تم سے آپہنچا اب بدوں شہادت کے مجھے کچھ چارہ نہیں ہے يا اماه اوصيك
بزوجتي اكفليها احسن الكفالة فانها ما رأت مني لذة الدنيا بل
رأت الهم والمصيبة اور قاسم نے اپنی مادر گرامی سے عرض کی کہ اے اماں جان میں وصیت کرتا ہوں آپ کو
اس دلہن ناشاد کی حق میں کہ تم اسکے ہر امر میں کفیل رہنا اسلئے کہ اسے ہم سے کسی طرح کی راحت نہیں پہونچی ہے بلکہ عوض راحت
کے رنج ومصیبت میں گرفتار ہے فسار القاسم وبكت امه وتنادي خلفه يا ولدي يا نور
عيني ارجع ولا تذهب الى الاعداء فاني بقيت بعدك وحيدة ثاكلة غرض کہ شاہزادہ قاسم طرف
میدان کے روانہ ہوئے اور ماں اس ماہ رو کی پیچھے پیچھے سر پیٹتی روتی یہ کہتی چلی آتی تھی اے نور نظر اے قوت جگر اے
قاسم خیمہ میں پھر آ اور لشکر اعدا کی طرف نہ جا اور میری کمر نہ توڑ اور مجھے اکیلا نہ چھوڑ فاتى القاسم عند الحسين
وقال له يا عمي الكرم هذا وداعي معك وآخر سلامي عليك فبكى الحسين وضمه الى
صدره وقبل ما بين عينيه وقال استودعك الله پس قاسم اپنے عم نامدار امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے
اور عرض کی کہ اے چچا جان یہ آخری رخصت اور آخری سلام اس غلام کا ہے جب کہ ان حضرت نے اس فرزند جگر بند کو
قاصد سفر آخرت پایا گلے سے لگا کر بہت روئے اور بہت پیار کر کے فرمایا کہ اے نور چشم لو سدہارو ہم نے تمہیں خداوند جلیل کے
سپرد کیا فسار القاسم نحو الاعداء وهو اسد الهيجاء واتى في المعركة فحمل على القوم
حملة منكرة وقتل منهم مقتلة وبه عظيمة پس قاسم امام حسین علیہ السلام
سے رخصت ہو کر مانند شیر بر معرکہ قتال میں آئے اور مثل غضنفر غضبناک کی اس لشکر ناپاک پر حملہ ایسا سخت کیا کہ کشتوں کے

کفار ستم شعار سے پشتے اور انبار لگادئے اور لاشہ ہائے فوج نابکار سے میدان کارزار بھر دیا فَحَاصَرُوْهُ مِنْ
كُلِّ جَانِبٍ وَمَكَانٍ جَرَحُوْهُ بِالسُّيُوْفِ وَالسِّهَامِ وَالسِّنَانِ فَخَرَّ عَنْ ظَهْرِ جَوَادِهٖ
فَقَرُبَ مِنْهُ شَيْثُ ابْنُ سَعْدٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ فَطَعَنَهُ بِالرُّمْحِ وَبِهٖ
فَنَادٰى يَا عَمَّاهُ اَدْرِكْنِيْ پس ان اشقیا نے جب دیکھا کہ فرزند حسنؑ مجتبیٰ دلبند علیؑ مرتضےٰ نے تمام
لشکر شقاوت اثر کو متفرق و پریشان کر دیا اور قریب ہے کہ ایک کو بھی اُس جماعت کثیر سے زندہ نہ رکھے سب نے
مشورہ کرکے اُس شیر فرزند شیر کو ہر طرف سے گھیر لیا اور تیر و نیزہ و شمشیر سے اسقدر گھائل کیا کہ بدن نازنین اس ماہ جبیں کا
مثل غربال آشبک ہو گیا یہاں تک کہ وہ شاہزادہ ضعیف ہو کر پشت زین سے زمین پر گر پڑا اور گرتے ہی اُس طفل صغیر
کے لعین شیث ابن سعد شریر نے قریب آن کر اس بیرحمی سے ایک نیزہ مارا کہ وہ ماہ رو تڑپ گیا اور اُس حال لت کرب
میں امام حسین علیہ السلام کو آواز دی کہ اے چچا جان میری خبر لو کہ ان اشقیا نے مجھے قتل کیا فَاَقْبَلَ اِلَيْهِ
الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُسْرِعًا وَقَتَلَ مَنْ كَانَ حَوْلَهٗ ثُمَّ وَاثَبَ عَلٰى شَيْثِ ابْنِ
سَعْدٍ فَقَتَلَهٗ وَحَمَلَ الْقَاسِمُ عَلٰى فَرَسِهٖ وَجَاءَ بِهٖ اِلٰى خَيْمَةِ النِّسَاءِ
وَتَرَكَهٗ عِنْدَ اُمِّهٖ وَجَلَسَ عِنْدَ رَاْسِهٖ پس سنتے ہی آواز قاسم کی امام حسین علیہ السلام بیتاب ہو گئے
اور شتاب مثل اسد غضبناک مقتل میں پہونچے اور سب اشقیا کو جو گرد قاسم کے تھے مار کر ہٹا دیا اور شیث ملعون کو ڈھونڈ کر
قتل کیا اور بعد اُسکے لاش اُس شاہزادے کی گھوڑے پر رکھ کر خیمہ گاہ میں لائے اور سامنے مادر قاسم کے لٹا دی اور
آپ زمین پر بالین سر اُس نور نظر کے بیٹھ گئے اور سب اہلحرم پیٹنے اور رونے لگے فَفَتَحَ الْقَاسِمُ عَيْنَيْهِ فَرَاٰى
عَمَّهُ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاُمَّهٗ عِنْدَهٗ بَاكِيَيْنِ فَقَالَ لِاُمِّهٖ يَا اُمَّاهُ اِصْبِرِيْ عَلَى الصَّبْرِ
اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ پس قاسم نے غش سے آنکھیں کھولکر دیکھا کہ عم نامدار امام حسین علیہ السلام اور مادر ستمرسیدہ
سوگوار اور سب اہلحرم سرہانے بیٹھے رو رہے ہیں اپنی ماں کو روتا دیکھکر کہا کہ اے اماں جان اپنے آپ کو درد و کرب الاک
نہ کرو اور میرے ماتم میں صبر اختیار کرو کہ حق سبحانہ تعالیٰ صابروں کو دوست رکھتا ہے اور صابرین کا معین مددگار ہے
وَقَالَ لِعَمِّهِ الْحُسَيْنِ يَا عَمِّيَ الْكَرِيْمَ قَدْ فَدَيْتُكَ نَفْسِي الْيَوْمَ وَهٰذَا جَدِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَهٰذَا اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَهٰذِهٖ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ وَهٰذَا اَبِيْ اور طرف جناب امام حسین علیہ السلام

کے مخاطب کرکے عرض کی کہ اے عم بزرگوار شکر کرتا ہوں میں پروردگار عالم کا کہ یہ فدوی بھی حضرت پر سے فدا ہوتا ہوا
اور اے چچا جان جد امجد میرے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ اور جناب امیرالمومنین اور جدہ ماجدہ میری جناب
فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہم اجمعین اور پدر عالیمقدار میرے جناب امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام قریب میرے کھڑے ہوئے
رہے ہیں وَيَقُولُونَ لَكَ عَجِّلْ فَإِنَّا مُشْتَاقُونَ إِلَيْكَ وَهٰذَا الْكَأْسُ الْأَوْفَى مَذْخُورٌ
لَكَ ثُمَّ فَضْلٌ نُخْبَةٌ اور اے چچا جان یہ سب حضرات آپ سے فرماتے ہیں کہ اے حسینؑ جلد آؤ کہ ہم منتظر
تمہارے ہیں اور کاسہ آب سرد و خوشگوار واسطے تمہارے مہیا ہے پس شاہزادہ قاسم اتنا کہہ کر راہی جنت ہوئے
راوی کہتا ہے کہ جب قاسمؑ رحلت کر گئے مادر قاسم و عروس اس ماہ رو کی اور سب اہل حرم اس قدر روئے پیٹے
کہ زمین کربلا میں زلزلہ پڑ گیا اور ملائکہ آسمان سے آواز گریہ و بکا بلند ہوئی،

أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

مجلس تیئیسویں ۲۳ مشتمل ہے شہادت پر جناب عباسؑ بن علی علیہ السلام کے

فِي كُتُبِ الْأَخْبَارِ كَالْأَمَالِي وَالْخِصَالِ وَالْبِحَارِ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ سَيِّدَ السَّاجِدِينَ نَظَرَ
إِلَى عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاسْتَعْبَرَ کتب معتبرہ احادیث مثل
امالی صدوق و خصال و بحار الانوار کے راویان معتبر سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ سید الساجدین امام زین العابدین
علیہ السلام نے طرف عبید اللہ پسر عباس بن علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے نگاہ کی اور اشک چشم مبارک میں بھر لائے
وَقَالَ مَا مِنْ يَوْمٍ أَشَدُّ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ
قُتِلَ فِيهِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَسَدُ اللّٰهِ وَأَسَدُ رَسُولِهِ اور جناب امام زین العابدین نے فرمایا کہ جناب
رسالت مآبؐ پر کوئی اور مصیبت کا سخت و دشوار تر روز جنگ احد سے نہیں گذرا ہے سبب اسکا کہ اس روز اسد اللہ و اسد رسول مقبول یعنی جناب امیر حمزہ بن
عبدالمطلب ہاتھ سے اعدائے دین کے شہید ہوئے وَبَعْدَهُ يَوْمُ مُؤْتَةَ قُتِلَ فِيهِ ابْنُ عَمِّهِ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ
اور بعد اس روز کے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ پر وہ روز سخت گذرا کہ جس روز برادر عزیز عزیز القدر ابن
عم ان حضرت کے یعنی جناب جعفر علیہ السلام بن ابی طالب علمدار لشکر سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ شہید ہوئے

ثُمَّ قَالَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ وَلَا یَوْمَ کَیَوْمِ الْحُسَیْنِ اِزْدَلَفَ عَلَیْهِ ثَلٰثُوْنَ اَلْفَ رَجُلٍ یَزْعَمُوْنَ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ کُلُّهُمْ یَتَقَرَّبُ اِلَی اللّٰهِ بِدَمِهٖ اور سخت ترین ایام مصائب جناب رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ پروہ روز تھا کہ جس روز تیس ہزار کفار ستم شعار نے جناب امام حسین علیہ السلام کو محاصرہ کیا اور ہر ایک ملعون اُن اشقیا سے قتل کرنا آنحضرت کا باعث قرب منزلت اپنا خدا سے جانتا تھا حالانکہ اپنے زعم باطل میں وہ سب ملعون اپنے تئیں امت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے جانتے تھے وَهُوَ بِاللّٰهِ یُذَکِّرُهُمْ فَلَا یَتَّعِظُوْنَ بِهٖ حَتّٰی قَتَلُوْهُ بَغْیًا وَظُلْمًا وَعُدْوَانًا حالانکہ امام حسین علیہ السلام ایک ایک سے یحیا کو واعظ ونصیحت کرتے تھے اور عذاب خداوند قہار سے ڈراتے تھے مگر کوئی اُن میں سے راہ راست پر نہ آیا یہانتک کہ اُس امام مظلوم کو ازراہ کفر وعناد بکمال ظلم وستم شہید کیا ثُمَّ قَالَ عَلِیُّ ابْنُ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ رَحِمَ اللّٰهُ عَبَّاسَ بْنَ عَلِیٍّ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَلَقَدْ اٰثَرَ وَفَدٰی بِنَفْسِهٖ اَخَاهُ حَتّٰی قُطِعَتْ یَدَاهُ پھر جناب سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ رحمت اپنی نازل کرے عباس بن علیؑ علیہ السلام پر کہ آنحضرت نے روز عاشورا جان اپنی اپنے بھائی حسینؑ فرزند رسول الثقلین علیہ السلام پر فدا کی اور جب تک کہ زندہ رہے حضرت کی حمایت وحفاظت کرتے رہے یہانتک کہ محبت امام حسین علیہ السلام میں دست حق پرست اُس علمدار وفا شعار کے قطع ہوگئے فَاَبْدَلَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِمَا جَنَاحَیْنِ یَطِیْرُ بِهِمَا مَعَ الْمَلٰٓئِکَةِ فِی الْجَنَّةِ کَمَا جَعَلَ لِجَعْفَرِ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ پس حق سبحانہ تعالیٰ نے عباس بن علی علیہ السلام کو عوض دستہا ئے بریدہ کے دو شہپر عطا فرمائے کہ وہ حضرت اُنہیں شہپروں سے جنت میں ہمراہ ملائکہ کے پرواز کرتے ہیں جسطرح کہ حق تعالیٰ نے جناب جعفر طیارؑ کو دو شہپر عنایت فرمائے ہیں وَ اِنَّ لِلْعَبَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مَنْزِلَةً یَغْبِطُ بِهَا جَمِیْعُ الشُّهَدَاءِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۔ از تحقیق کہ نزدیک حق سبحانہ تعالیٰ کے واسطے جناب عباس علیہ السلام کے وہ قدر ومنزلت ہے کہ اُن درجات عالیہ کو دیکھکر تمام شہدا غبطہ کرینگے مومنین حق یہ ہے کہ جو مروّت ووفا کو جناب عباس علیہ السلام نے روز عاشورا کام فرمایا ہے اور اطاعت اپنے بھائی امام حسینؑ علیہ السلام کی کی ہے وہ مروّت کسی بھائی نے بھائی سے اور وہ وفا کسی غلام نے اپنے آقا سے عالم میں نہیں کی ہے یہانتک کہ شانے اپنے محبت امام حسین علیہ السلام میں کٹوائے

اور جان اپنی اُن حضرت پر سے فدا کی لَقَدْ رُوِیَ فِی الْبِحَارِ اَنَّہٗ لَمَّا قُتِلَ قَاسِمُ بْنُ الْحَسَنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَرَاَی الْعَبَّاسُ ذٰلِکَ بَکٰی وَاَنَّ وَحَنَّ وَاِلٰی لِقَاءِ رَبِّہٖ اشْتَاقَ کتاب بحار الانوار میں منقول ہے کہ جب شاہزادہ قاسم فرزند حسن مجتبیٰ درجۂ شہادت پر فائز ہو چکے اور بدن نازنین اُس ماہ جبیں کا پامال سُم اسپاں ہو چکا اور عباسؑ ابن علیؑ نے یہ مصیبت عظیم مشاہدہ کی بہت روئے اور آہ سرد دل پر درد سے کھینچ کر آمادہ شہادت ہوئے فَحَمَلَ الرَّایَۃَ وَقَالَ لِاَخِیْہِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ هَلْ مِنْ رُخْصَۃٍ فَبَکَی الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَالَ لَہٗ یَا اَخِیْ کَیْفَ اٰذَنُ لَکَ وَاَنْتَ حَامِلُ لِوَائِیْ وَعَلَامَۃٌ مِنْ عَسْکَرِیْ پس حضرت عباسؑ علم سعادت شیم بکمال جاہ و حشم دوش مبارک پر رکھ کر خدمت بابرکت امام حسین علیہ السلام میں بقصد رخصت حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا ابن رسول اللہؐ اب زیادہ ظلم و ستم اس فرقۂ اشرار ستم شعار کا اس فدوی سے نہیں دیکھا جاتا ہے امیدوار ہوں کہ مجھے بھی اجازت میدان ملے تاکہ میں بھی جان اپنی حضرت پر سے فدا و نثار کروں راوی کہتا ہے کہ جب جناب امام حسین علیہ السلام نے حضرت عباسؑ کو آمادہ شہادت و طالب رخصت پایا اشک چشم مبارک میں بھر لائے اور فرمایا کہ اے عباس ہر چند کہ لشکر مجھ بیکس کا تمام ہو چکا ہے اور اب کوئی ناصر و مددگار ہمارا سوائے سردار و علمدار کے باقی نہیں رہا ہے لیکن پھر بھی تم سے نشان لشکر باقی ہے اور اگر تم بھی ہم سے جدا ہوئے تو پھر میں یکہ و تنہا رہ جاؤں گا اور نشان لشکر بھی مٹ جائے گا فَقَالَ الْعَبَّاسُ یَا سَیِّدِیْ قَدْ ضَاقَ صَدْرِیْ وَسَئِمْتُ مِنَ الْحَیٰوۃِ فَاُرِیْدُ اَنْ اَطْلُبَ ثَارِیْ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ جبکہ جناب عباسؑ علمدار نے یہ ارشاد ہدایت بنیاد اس فخر عالم ایجاد سے سُنا عرض کی کہ اے امام دوجہاں اے سردار انس و جان اب اس فدوی کو ایک لمحہ و ایک آن زندگی اپنی دشوار و ناگوار ہے اور یا ابن رسول اللہ کیا لطف اُس جینے کا ہے کہ جب اطفال صغیر مثل عبداللہ و قاسم سا ماہ منیر سامنے آنکھوں کے قتل ہوا اور ایسا سردار عالی وقار بار بیکسی تر غنہ کفار میں گرفتار رہوا اور علمدار جیتا رہے اے آقائے نامدار جب تک کہ عوض اس ظلم و ستم کا اس فرقۂ ظلم سے نہ لوں گا مجھے ہرگز راحت نہ ملے گی فَکُلَّمَا یَسْتَاْذِنُ الْعَبَّاسُ مِنْ اَخِیْہِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمْ یَرْضَ بِہٖ وَلَمْ یَاْذَنْہُ منقول ہے کہ ہر چند جناب عباسؑ

علیہ السّلام اپنی رخصت میں عرض کرتے ہو لیکن امام حسین علیہ السّلام کسی طرح اُس قوت بازو کی مفارقت پر راضی
نہوئے فِی بَعْضِ نُسَخِ اَبِیْ مِخْنَفٍ اِنَّ الْحُسَیْنَ قَدْ هَمَّ بِنَفْسِهٖ اِلَی الْقِتَالِ وَ تَوَجَّهَ اِلَی
الْمَضَارِبِ لِیُوَدِّعَ الْاَهْلَ وَ الْعِیَالَ فَاَقْبَلَ اِلٰی اُخْتِهٖ زَیْنَبَ وَ قَالَ یَا اُخْتَاهُ اُوْصِیْكِ
بِوَلَدِیْ وَ اَهْلِبَیْتِیْ قَاطِبَةً وَ لِعَبْدِ اللّٰهِ الرَّضِیْعِ خَاصَّةً وَ اِنِّیْ بَارِزٌ اِلٰی هٰؤُلَاءِ الْكُفَّارِ
پس بہ روایت مقتل ابو مخنف امام حسین علیہ السّلام خود آمادہ شہادت ہوئے اور واسطے رخصت عیال و اطفال کے
داخل خیمہ الحرم ہو کر اپنی بہن جناب زینبؑ خاتون سے فرمایا کہ اے بہن سب عوان و انصار مجھ بیکس کے راہی جنت ہو چکے
اب کوئی ہمارے ناصر و مددگار سے باقی نہیں ہے کہ ہماری نصرت کرے اور عوض ہمارے لڑنے کو جائے لہذا اب مجھے
بدوں اپنی شہادت کے چارہ نہیں ہے پس میں بھی تم سے رخصت ہوتا ہوں اور تمہیں خدائے عزوجل کے سپرد
کرتا ہوں کہ وہ خیر الحافظین ہے اور اے بہن چونکہ تم سب اہلبیت میں بزرگ ہو اسلئے وصیت میری تم سے یہ ہے کہ بعد
میری شہادت کے میرے اہلبیت کی نگاہبان رہنا اور ان کی حمایت و حفاظت اپنے اوپر لازم جاننا خاصّۃً فرزند
دلبند میرے عبد اللہ شیر خوار کے حال سے خبردار رہنا کہ یہ نور نظر مجھے احب و دوست تر ہے فَلَمَّا سَمِعَتْ
زَیْنَبُ وَصِیَّتَهُ بَكَتْ وَ قَالَتْ لَهٗ یَا اَخِیْ فِیْ حَقِّ مَنْ تُوْصِیْ فَاِنَّ ابْنَكَ الرَّضِیْعُ
قَدْ جَفَّ لَبَنُ اُمِّهٖ وَ هُوَ یَمُوْتُ مِنَ الْعَطَشِ ۔ جبکہ امام حسین علیہ السّلام نے وصیت
اپنی تمام کی جناب زینبؑ خاتون سُنتے ہی نام عبد اللہ شیرخوار کے بہت روئیں اور عرض کی کہ اے یادگار جد و
پدر فدا ہو یہ بہن بیکس و بے پر آپ پر سے کس کے حق میں آپ مجھے وصی گردانتے ہیں یہ فرزند رضیع آپ کا عبد اللہ
جاں بلب ہے بلکہ قریب ہے کہ شدت تشنگی سے اس دار ناپائدار سے انتقال کرے اے بھائی پانی تو ہمیں کہاں میسر ہے
کہ اُسے پلائیں لیکن افسوس یہ ہے کہ دودھ بھی پستان مادر اصغر شیرخوار کا بسبب نایابی آب و طعام و مصائب
عظام کے خشک ہو گیا ہے فَلَمَّا سَمِعَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ ذٰلِكَ مِنْ اُخْتِهٖ اضْطَرَبَ وَ خَرَجَ
مِنَ الْخَیْمَةِ وَ نَادٰی بِاَخِیْهِ الْعَبَّاسِ عَلَیْهِ السَّلَامُ پس سنتے ہی حال پر ملال اُس
نور چشم کے امام حسین علیہ السّلام نہایت مضطر و بیقرار ہوئے اور خیمہ الحرم سے باہر نکل آئے اور اپنے بھائی عباسؑ نامدار
وفا شعار کو اپنی حضوری میں طلب فرمایا فَقَالَ لَهٗ یَا اَخِیْ لَمْ یَبْقَ مَعِیَ غَیْرُكَ وَ اِنِّیْ

تمنی ان تبقی لعدی لهذه النبوة لکن الدهر ابی ذلک - جبکہ جناب عباسؑ حاضر ہوئے اسوقت حضرت نے بکمال حسرت و یاس فرمایا کہ اے عباسؑ اس حالت بیکسی و تنہائی میں کہ اب کوئی مددگار میرا باقی نہیں رہا ہے میں تمنی و آرزومند اسکا تھا کہ بعد میری شہادت کے تم کسی طرح زندہ و سلامت رہو تاکہ حفاظت و حمایت ان عورات و اطفال خورسال کی کروگے اور یقین تھا کہ تمہارے باقی رہنے سے کوئی شقی اس قوم نابکار سے درپے آبروریزی و آزار ان بیکسوں کے نہو گا لیکن مجبور ہوں کہ فلک کجرفتار و زمانہ ستم شعار کو یہ امر ناگوار ہے بلکہ یہ چاہتا ہے کہ ان بیوؤں و بیکسوں کے لیئے کوئی حامی و مددگار باقی نہ رہے فیا اخی فاقصد الفرات واتنی بقلیل من الماء لعبد الله الرضیع فانه یموت من شدة الظماء فقال العباس یا سیدی سمعاً و طاعةً اے عباسؑ اب مناسب وقت یوں معلوم ہوتا ہے کہ تم قصد نہر فرات کا کرو اور جسقدر کہ ممکن ہو عبد اللہ شیرخوار کے لیئے پانی لاؤ کہ یہ شدت تشنگی سے جانبلب ہے جناب عباسؑ نے عرض کی کہ فدوی تعمیل اس ارشاد ہدایت بنیاد کی واجب جانکر اسی حکم قضا شیم بچشم بجالاتا ہے فلما اراد العباس ان یبرز قال له الحسین علیه السلام یا اخی ادخل خیمة النساء و ودعهن جبکہ عباس بن علی علیہ السلام قاصد فرات ہوئے اسوقت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بھائی اب مناسب یوں معلوم ہوتا ہے کہ پہلے خیمہ اہلحرم میں جاکر اپنی بہنوں اور بھتیجیوں اور اطفال خورسال سے مل لو اور رخصت ہو لو کہ شاید یہ ملاقات تمہاری اور اُن بیکسوں کی آخری ہو ایسا نہو کہ طرفین کو حسرت دیدار باقی رہ جائے فدخل العباس فی الخیمة فقمن النساء باکیات حافیات حاسرات نائحات واحدقن حوله پس جناب عباسؑ حسب ارشاد اُس امام عالیمقام کے خیمہ حرم محترم میں واسطے رخصت کے تشریف لیگئے اور فرمایا کہ تم سب اہلبیت پر سلام آخری میرا ہو جیو کہ میں تم سے رخصت ہوتا ہوں اور تمہیں سپرد خدائے عزوجل کرتا ہوں سنتے ہی اس کلام ہلاکت التیام کے سب پردگیان عصمت و طہارت سر و پا برہنہ بیتابانہ قریب حضرت عباسؑ کے آئیں اور سبھوں نے گرد اُس ماہ بنی ہاشم کے حلقہ کیا اور بکمال حسرت و یاس رونے و پیٹنے لگیں ایک طرف جناب زینب خاتون ہائے عباس کہکر زمین پر پچھاڑیں کھاتی تھیں اور ایک سمت کو جناب اُم کلثوم مثل ماہی بے آب خاک پر لوٹتی تھیں اور ایک طرف کو سکینہ خاتون اور ایک جانب کو فاطمہ صغرا ہائے چچا جان ہائے چچا جان کہکر سروں پر اپنے

خاک ڈالتی تہیں غرض کہ خیمہ اہل حرم میں رخصت جناب عباس علیہ السلام سے شور قیامت بپا تھا اور وہ حضرت سقائے
وغربت پر ان بیکسوں کی مثل ابر بہار اشک بار تھے اور چاہتے تھے کہ کسی طرح جلد رخصت ہوکر روانہ میدان ہوں
لیکن سب بیبیاں اور بچے سد راہ تھے اور دامن اُن حضرت کا نہ چھوڑتے تھے فَبَيْنَا كَذٰلِكَ فَسَمِعَ صَوْتَ
اَخِيْهِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يَقُوْلُ يَا عَبَّاسُ اَدْرِكْ اَخَاكَ
راوی کہتا ہے کہ خیمہ اہل حرم میں صدائے گریہ وبکا اہلبیت اطہار سے کہرام بپا تھا کہ ناگاہ حضرت عباس نے سُنا کہ
امام حسین علیہ السلام پکارتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے بھائی عباس جلد اپنے تئیں مجھ تک پہنچاؤ کہ اس قوم اشرار
نے مجھ پر ہجوم کیا ہے فَاضْطَرَبَ الْعَبَّاسُ وَخَرَجَ وَبَقِيَتِ النِّسْوَانُ نَادِبَةً بَاكِيَةً فَرَاٰى
اَنَّ الْقَوْمَ تَدَافَعَتْ عَلَى الْحُسَيْنِ وَاَحْدَقَتْهُ بِالرِّمَاحِ وَهِيَ كَاجَامِ الْقَصَبِ پس سنتے ہی آواز امام
حسین علیہ السلام کے حضرت عباس بیتاب ہوگئے اور سب اطفال وعورات کو روتے پیٹتے چھوڑ کر باہر تشریف لائے
دیکھا کہ اُس فرقہ اشرار نے امام اخیار کو چار طرف سے گھیر لیا ہے اور کثرت سواران نیزہ دار سے تمام میدان نیستان
معلوم ہوتا ہے فَحَمَلَ الْعَبَّاسُ عَلَيْهِمْ وَفَرَّقَهُمْ وَقَتَلَهُمْ وَتَوَجَّهَ اِلَى الْفُرَاتِ فَحَالَ الْقَوْمُ
بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمَاءِ فَقَتَلَ مِنْهُمْ مَقْتَلَةً عَظِيْمَةً حَتّٰى اخْتَارُوا الْفِرَارَ وَالْهَزِيْمَةَ پس کہتے ہیں اس ظلم وستم
کے جناب عباس نے اُس قوم نابکار پر مثل شیر غضبناک حملہ کیا اور جماعت کو اُن اشقیا کی بہ ضرب شمشیر صاعقہ بار
متفرق وپریشان کردیا اور اکثر کافروں کو فی النار کیا اور طرف نہر فرات کے متوجہ ہوئے جب کہ اُس قوم ستمگار نے
دیکھا کہ عباس علمدار قاصد فرات ہوئے سب ملعون جمع ہوکر سدِّ راہ دریا ہوئے یہ دیکھ کر پھر اُس فرزند حیدر کرار نے
اُس فرقہ اشرار پر حملہ کیا اور اسقدر کافروں کو قتل کیا کہ شمار کشتہ ہائے قوم ستم شعار کے دشوار تھے اور کنارہ فرات
پر اتنے کافر قتل کئے کہ ایک ندی خون سے اشقیا کے بہادی یہاں تک کہ جو ملعون اُس لشکر شقاوت اثر سے باقی
تھے سامنے سے اُس شیر کے بھاگ گئے فَدَخَلَ الْعَبَّاسُ الْمَشْرَعَةَ وَمَلَأَ الرَّكْوَةَ وَاَرَادَ اَنْ يَّشْرَبَ
مِنَ الْمَاءِ جُرْعَةً لِشِدَّةِ عَطَشِهٖ پس جب کہ اُس فرزند اسد اللہ الغالب نے اُن نامردوں کو بضرب
سیف آبدار ہٹا دیا اور راہ دریا اُس خس وخاشاک قوم ناپاک سے پاک وصاف کردیا اسوقت گھوڑا فرات میں
ڈالدیا اور مشک پانی سے بھری اور بسبب شدت تشنگی کے چاہا کہ کچھ پانی دریا سے پئیں فَذَكَرَ عَطَشَ اَخِيْهِ

الحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعَطَشَ اَطْفَالِهِ وَرَمَى الْمَاءَ مِنْ يَدِهٖ وَقَالَ لِنَفْسِهٖ يَا عَبَّاسُ اَتَشْرَبُ الْمَاءَ وَسَيِّدِي الْحُسَيْنُ ظَمْآنُ پس یاد آگئی تشنگی امام حسین علیہ السلام اور تڑپنا عورات واطفال خوردسال کا شدت پیاس سے اُسوقت اپنے دلمیں کہاکہ اے عباس مقتضائے مروت ومحبت سے بہت بعید ہے کہ تو آب سرد وخوشگوار سے سیراب ہو اور حسینؑ فرزند رسولؐ مختار واطفال خوردسال مثل سکینہؑ وعلی اصغر شیرخوار کے شدت پیاس سے جاں بلب ہوں یہ فرماکر وہ پانی ہاتھ سے پھینک دیا فَوَضَعَ الرَّكْوَةَ عَلٰى عَاتِقِهٖ وَخَرَجَ مِنَ الْمَشْرَعَةِ وَهَمَزَ جَوَادَهٗ نَحْوَ الْخَيْمَةِ، پس اُس دلیر نے مشکیزہ پرآب اپنے دوش مبارک پر رکھا اور نہر فرات سے باہر تشریف لائے اور سمند صبا رفتار کو طرف خیمہ گاہ کے اُٹھایا۔ فَصَاحَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ يَا قَوْمُ وَيْلَكُمُ اقْتُلُوْهُ فَاِنْ وَصَلَ هٰذَا الْمَاءُ اِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَفْنَاكُمْ مِنْ اٰخِرِكُمْ جبکہ عمر سعد بدنہاد نے دیکھاکہ جناب عباسؑ مشک پرآب طرف خیمہ کے لئے جاتے ہیں وہ ملعون کمال متردد ہوا اور مضطر ہوکر اپنی ذریت کو آواز دی کہ اے بیحیاؤ لعنت خدا تم پر کہ تمہارے روبرو سے عباسؑ مشک لبریز آب لئے جاتے ہیں اور تم اس جری کو نہیں روکتے ہو قسم بخدائے عزوجل اگر یہ مشکیزہ پانی کا حسینؑ فرزند رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ تک پہنچ جائے گا اور وہ دلبند پیغمبرؐ اُسمیں سے ایک جرعہ آب پی لے گا تو اُسی وقت تم میں سے ایک کو باقی نہ رکھیں گے اور سبکو قتل کرینگے اور اگر تمام عالم جمع ہوکر چاہیگا کہ اُس فرزند رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ پر فتحیاب ہو تو ہرگز اُس شیر پر کوئی غالب نہ ہوگا فَاَحْمَلُوْا عَلَيْهِ حَمْلَةَ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ بِالسُّيُوْفِ وَالسِّهَامِ وَالسِّنَانِ فَحَمَلُوْا عَلَيْهِ بِالرِّمَاحِ وَالْحُسَامِ وَاَحَدَ قَتَهُ الْكَفَرَةُ اللِّئَامُ حَتّٰى ضَرَبَ الْمَلْعُوْنُ عَلٰى يَدِهِ الْيُمْنٰى فَبَرَى هَامِنَ الزَّنْدِ پس اے بیحیاؤ اگر ایک ایک تم میں سے مقابل اس جری کے نہیں ہوسکتا ہے تو تم سب جمع ہوکر عباسؑ کو گھیر لو اور ایکمرتبہ تیر باراں کرو اور نیزہ وشمشیر سے اُسے زخمی کرو اور اس سے بہتر کوئی تدبیر اُسکے قتل کی نہیں نظر آتی ہے راوی کہتا ہے جبکہ اُس ملعون نے ۔۔ کلمات لعن وطعن اپنے لشکر کی نسبت کہے سب نامرد آمادہ قتل پر عباس جری کے ہوئے اور ہر طرف سے تیر ونیزہ وشمشیر اُس شیر دلیر پر لگانے لگے اور حضرت عباسؑ باوصف اسکے کہ ہر قدم پر زخمی ہوتے تھے لیکن طرف خیمہ کے چلے جاتے تھے پس اسی اثنا میں ایک ملعون نے کمین گاہ سے ایسی تلوار دست اقدس فرزند ید اللہ پر ماری کہ داہنا ہاتھ اُن حضرت کا کٹ کر گر پڑا فَحَمَلَ الْعَبَّاسُ الرَّكْوَةَ عَلٰى عَاتِقِهِ الْاَيْسَرِ فَضَرَبَ الْمَلْعُوْنُ عَلَى الْيُسْرٰى

فقطعها فحمل القربة باسنانه پس جب کہ اُس مجاہد راہ خدا نے دست راست اپنا کٹا لیا
شانے سے مشکیزہ دوش چپ پر رکھ لیا اور قصد آگے بڑھنے کا کیا تھا کہ پھر اُسی ملعون نے دست چپ بھی قطع کیا اور
قریب تھا کہ مشکیزہ زمین پر گر پڑے اسوقت اُس جری نے بہ عجلت تسمہ مشک کا دندان مبارک سے پکڑ لیا اور مشکیزہ کو
سینہ اقدس سے لگا لیا فجاءه سهم وفرق القربة فاريق ماؤها فضربه الملعون بعمود من
من الحديد على ام راسه المجيد حتى وقع العباس على الارض راوی کہتا ہے جناب عباسؑ اگرچہ مقطوع الیدین
و زخمی تھے لیکن مطلق اُس جری کو رنج قطع ہونے ہاتھوں کا نہ تھا بلکہ ہمت عالی بہ مقتضائے محبت امام حسین علیہ السلام
تمام تر اسطرف مصروف تھی کہ کسی طرح یہ مشکیزہ آب کا فرزند رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ تک پہنچاؤں چونکہ تدبیر مطابق
تقدیر کے نہ تھی چند ہی قدم آگے بڑھے تھے کہ ناگاہ ایک تیر لشکر شریر سے اُس مشک پر ایسا آن کر لگا کہ تمام پانی اسکا بہہ کر زمین پر
گر پڑا اور ساتھ ہی اُس کے ایک بےرحم نے سر اطہر عباس دلاور پر گرز آہنی اس زور سے مارا کہ سر اقدس شق ہو گیا اور
حضرت پشت زین سے زمین پر تشریف لائے ونادى السلام عليك يا ابن رسول الله روحي لك
الفداء يا ابا عبد الله فلما سمع الحسين عليه السلام منه انه صاح ونادى واخاه وا
عباساه وقلة ناصراه جبکہ عباس علمدار فرزند حیدر کرار زین پر گر پڑے آواز دی کہ سلام آخری میرا ہو جیو آپ پر اے
فرزند رسول مختار شکر کرتا ہوں پروردگار عالم کا کہ یہ فدوی حضرت پہ سے فدا و نثار ہو راوی کہتا ہے کہ جب صدائے عباسؑ
امام حسین علیہ السلام نے سُنی سُنتے ہی آواز بھائی کی بیتاب ہو گئے اور بآواز بلند رونے لگے اور فرمایا کہ ہائے بھائی ہائے عباسؑ
افسوس صد افسوس کہ اب ہم بے یار و مددگار رہ گئے اور اس بیکسی و تنہائی میں تم ہم سے جدا ہو گئے۔ فاقبل اليه
وراٰه انه يغرق في دمه فبكى وقال واخاه واعباساه الآن انكسر ظهري
وقلت حيلتي بعد اُسکے وہ حضرت افتاں و خیزاں و گریاں و نالاں لاش عباسؑ پر پہونچے دیکھا کہ وہ شیر
دلاور بہ سبب زخم ہائے کاری کے مانند طائر مذبوح زمین پر تڑپ رہا ہے اور خون بدن نازنین عباسؑ سے جاری ہے
پس یہ حال پُر ملال اُس ماہ تمثال کا دیکھ کر بکمال کرب و سوزش قلب بہت روئے اور فرمایا کہ اے بھائی عباسؑ تمہارے
مرنے سے کمر ہماری ٹوٹ گئی اور راہ چارہ کی بند ہو گئی۔ فحمله على ظهر جواده واتى به
والقاه على اهل بيته ثم النساء جددن عليه العزاء پس حضرت نے بعد گریہ و بکا کے

لاش عباسؑ کی گھوڑے پر رکھ کر خیمہ الحرم میں سامنے بی بیوں کے لٹا دی پس سب اہلبیت اطہار دیکھتے ہی لاش علمدار کی پیٹنے لگے اور سب بی بیاں مصیبت علمدار پر اسقدر روئیں اور ایسا حال اپنا سب نے غیر کیا کہ سب کو غش آ گیا اور امام حسین بہ حسرت و یاس طرف لاش عباسؑ کے دیکھتے تھے اور یہ فرماتے تھے ۵ لَهفی عَلَى العبّاسِ لمّا اَن دَنی ؛ نحوَ الفُراتِ بِقَلْبِهِ الجُذّاتِ یعنی افسوس مفارقت پر عباسؑ کی کہ جو محبت سے میری و میرے بچوں کی بہ کمال جدوجہد مشکیزہ لے کر مغموم و محزون نہر فرات سے پانی لینے گئے ۵ وَاَرادَ شُرْبَ المَاءِ قَالَ لِنَفْسِهِ ؛ وَاحَسْرَتَاهُ لِلسَّیِّدِ الظَّمْآنِ ؛ عَافَ الشَّرابَ مِنَ الفُراتِ وَلَمْ يَنَلْ ؛ وَجْدًا لِوَلَدِ اَخِيهِ وَالاِخْوَانِ ہائے افسوس جدائی پر ایسے بھائی کی کہ جب نہر فرات سے مشک پانی کی بھر لی اور بہ سبب شدت تشنگی کے چلو پانی سے بھر کر چاہا کہ پیوں لیکن میری و میرے اطفال کی پیاس یاد کر کے وہ پانی پھینک دیا اور لب تک اُس پانی کو تر نہ کئے ۵ يَا اَفْضَلَ الشُّهَدَاءِ يَا ابْنَ المُرْتَضٰى ؛ صَلّٰى عَلَيْكَ اللهُ كُلَّ اَوَانٍ ؛ وَاللهِ تِلْكَ مُصِيبَةٌ لَا اَنْسَاهَا ؛ اِلَّا اِذَا اُدْرِجْتُ فِي اَكْفَانِ اور وہ حضرت طرف صورت عباسؑ کی دیکھ کر فرماتے تھے کہ اے افضل شہدائے راہ خدا اے فرزند علیؑ مرتضیٰ حق سبحانہ تعالیٰ اپنی رحمت تم پر نازل کرے قسم بہ خدائے عزوجل کہ مصیبت تمہاری وہ مصیبت عظیم ہے کہ جب تک کہ میں زندہ ہوں کبھی نہ بھولوں گا مگر اُس وقت کہ میں بھی شہید ہوں پس جب کہ وہ حضرت لاش عباس پر نوحہ و بکا کر چکے لاش کو اُٹھا کر مقتل شہدا میں لٹا دیا۔

اَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُوْنَ

مجلس چوبیسویں ۲۴ مشتمل ہے شہادت پر حضرت عباس علیہ السلام کی

قَالَ الصَّادِقُ مَا مِنْ عَبْدٍ يُحْشَرُ اِلَّا وَعَيْنَاهُ بَاكِيَةٌ اِلَّا الْبَاكِيْنَ عَلٰى جَدِّيَ الْحُسَيْنِ فَاِنَّهُ يُحْشَرُ وَعَيْنَاهُ قَرِيْرَةٌ وَالسُّرُوْرُ عَلٰى وَجْهِهِ فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ ہر شخص بروز قیامت ہول قیامت سے گریاں ہوگا مگر وہ شخص کہ جو دار دنیا میں رویا ہوگا مصیبت پر میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کی البتہ وہ شخص با روئے درخشاں مسرور و با دیدہ خنداں محشور ہوگا وَالْخَلْقُ فِي الْفَزَعِ وَهُمْ اٰمِنُوْنَ وَهُمْ حُدَّاثُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَحْتَ الْعَرْشِ وَ

النَّاسُ يُعْرَضُوْنَ اور فرمایا اُن حضرت نے کہ تمام اہل محشر ہول قیامت سے خائف و ترساں و مثل بید
لرزاں اور سب معرض حساب میں مبتلا و گرفتار ہوں گے مگر عزادار و ماتم دار فرزند رسول مختار صلعم و دلبند حیدر کرار صلوات اللہ
علیہما کی زیر سایہ عرش خدا خدمت بابرکت جگر گوشۂ فاطمۂ زہرا میں سعادت حضوری سے بہرہ یاب اور افادات حسینیہ
سے مستفید و کامیاب ہوں گے فَيُقَالُ لَهُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ فَيَخْتَارُوْنَ مَجْلِسَهُ وَحَدِيْثَهُ وَالْحُوْرُ
تُرْسِلُ اِلَيْهِمْ نَحْنُ مُشْتَاقُوْنَ وَقَدِ اشْتَاقَكُمْ مَعَنَا الْوِلْدَانُ الْمُخَلَّدُوْنَ فَمَا يَرْفَعُوْنَ رُؤُسَهُمْ
فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ اُس حالت سرور موفور میں ایک سمت سے ملائکہ رحمت ماتم داران امام حسین علیہ السلام
سے کہیں گے کہ اے عزاداران حسینؑ فرزند رسول الثقلینؐ خوشخبری ہو تمہیں کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے نعمتیں بہشت کی
تمہارے لئے آمادہ و مہیا کی ہیں اب چلو داخل بہشت ہو اور ایک جانب سے پیام حوران بہشتی کے اُن سب کو پیام
دینگے کہ حور و غلمان جنت میں دیر سے تمہاری ملاقات کے مشتاق ہیں پس اُنہیں اپنی ملاقات سے مسرور کرو لیکن
غلامان حسین علیہ السلام ایسے محو زیارت امام کونین ہوں گے اور اس قدر نعمت حضوری سے اپنے آقا کی
متلذذ ہوں گے کہ اُن ملائکہ رحمت کو کچھ جواب بلا و نعم نہ دینگے اور نہ اُس پیام بر کی طرف سر اپنا اُٹھا کر دیکھیں
گے بلکہ حاضر رہنا اپنا خدمت باسعادت امام حسین علیہ السلام میں افضل و بہتر بہشت و نعمت ہائے بہشت سے
سمجھیں گے یہانتک کہ ساتھ ہی اُن حضرت کے داخل بہشت ہوں گے پس مومنین حق سبحانہ تعالےٰ ہم سب کو
زمرۂ عزاداران و ماتم داران امام حسین علیہ السلام سے محسوب کرے اور ہمیشہ مصائب پر اُس امام بیکس کے
موفق بہ گریہ و بکا رکھے فَنُوْحُوْا عَلٰى مَصَائِبِ السَّيِّدِ الْمَظْلُوْمِ وَعَلٰى رَزَايَا الْاِمَامِ الْمَهْمُوْمِ عُمُوْمًا
وَخُصُوْصًا عَلَى الْمُصِيْبَةِ الَّتِيْ اَذَابَتْ قَلْبَهُ وَكَسَرَتْ ظَهْرَهُ وَهُوَ مَوْتُ اَخِيْهِ الشَّابِّ
الْجَرِيِّ عَبَّاسِ ابْنِ عَلِيٍّ پس حضرات نوحہ و بکا کرو مصائب امام مظلوم اور رزایا و آلام
سید مہموم پر عموماً خصوصاً اس مصیبت عظیم پر کہ جس مصیبت میں قلب نازنین اُس فرزند سید المرسلینؐ کا
پگھلا دیا اور کمر اقدس دلبند امیر المومنین علیہ السلام کی شکستہ کر دی وہ کیا ہے مرنا برادر بجان برابر اُن حضرت کا
یعنی نوجوان شجاع و جری عباسؑ ابن علیؑ کا کہ مرتے ہی اُس شیر دلیر کے طاقت اُس امام بیکس کی زائل ہو گئی
اور فرمایا کہ مرنے سے عباس کے کمر میری ٹوٹ گئی رَوَى الشَّيْخُ الْمُفِيْدُ (رہ) اَنَّهٗ لَمَّا قُتِلَ اِخْوَانُ

الحسین علیہ السلام و انصارہ و عشیرتہ و ابنائہ و لم یبق معہ الا العباس بن علی
فاستاذن من الحسین علیہ السلام شیخ مفید علیہ الرحمان نے کتاب ارشاد میں بطور اجمال نقل کیا ہے اور
ترجمہ اس کا بطرز تفصیل یہ ہے کہ جب اعوان و انصار و اقربا فرزند رسول مختار کے درجہ شہادت پر فائض ہو چکے
یہاں تک علی اصغر و علی اکبر بھی شہید ہوئے اور کوئی جاں نثار سوائے فرزند حیدر کرار یعنی عباس علمدار کے ہمراہ اس امام
ابرار کے باقی نہ رہا اسوقت حضرت عباس بیکسی پر اپنے بھائی کی بہت روئے اور آمادہ شہادت ہو کر طالب رخصت
ہوئے وھو کان رجلا وسیما جمیلا یقال لہ قمر بنی ہاشم لحسنہ وبہائہ وبطلا
ضرغاما جسورا علی الطعن الرماح والضراب فی میدان الکفاح اور جناب عباس ایسے حسین
وخوبصورت و سیمیں بدن و ماہ طلعت تھے کہ بسبب کمال حسن و جمال کے اہل مدینہ اس نوجوان عدیم المثال کو ماہ
بنی ہاشم کہتے تھے اور فنون سپہ گری میں مثل شمشیر زنی و نیزہ بازی و تیر افگنی کے نظیر اپنا نہ رکھتے تھے رئیس
الشجعان سید الفرسان ویرکب الفرس المطھم وحبۃ الامام
الافخر الاعظم اور وہ شیر فرزند شیر خدا شجاعت و جرات میں ایسے عدیل تھا کہ تمام شجاعان عرب
سامنے اس بہادر کے سرنگوں تھے اور کسی کی مجال نہ تھی کہ مقابل دلبند اسد اللہ الغالب کے ہو سکے اور خوش قد
و بلند قامت نام خدا ایسے تھے کہ اگر اسپ دو رکابہ پر سوار ہوتے تھے تو قدم مبارک زمین تک پہونچتے تھے بلکہ زمین اپنی
خوش طالعی جان کر قدم اقدس کو آنکھوں سے لگاتی تھی اور بوسہ لیتی تھی اور امام حسین علیہ السلام کو اس بھائی وفا
شعار سے ایسی محبت تھی کہ سب بھانجے و بھتیجے و بھائی و بیٹوں تک کو اجازت جہاد دی یہاں تک کہ سب شہید ہوئے
اور ہر چند عباس نے اپنی رخصت میں اصرار کیا اور مکرر عرض کی لیکن عباس کو کسی طرح رخصت میدان نہ دی و لا
مفارقت اس قوت بازو کی گوارا نہ ہوئی فلم یاذن الحسین علیہ السلام و رکب المسناۃ
یرید الفرات و بین یدیہ اخوہ العباس فاعترضہ خیل ابن سعد لعنہم اللہ
پس جبکہ عباس بن علی بعد شہادت علی اکبر بہر طالب رخصت ہوئے امام حسین علیہ السلام نے خود قصد جہاد
کیا اور جدائی بھائی کی گوارا نہ کی یہاں تک کہ بلندی مورچہ ہائے جنگ پر تشریف لائے اور قاصد نہر فرات
ہوئے آگے آگے آنحضرت کے عباس بن علی شمشیر بکف سینہ سپر ہمراہ رکاب سعادت انتساب فرزند رسالتمآب تھے،

کچھ راقطع کی تھی کہ سوار لشکر عمر سعد نابکار کے موکل فرات تھے سدّراہ ہوئے اور حضرت کو آگے بڑھنے سے منع کیا فقالَ
لَهُمْ رَجُلٌ مِنْ دَارِمٍ وَيْلَكُمْ حَاصِرُوهُ وَحُولُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْفُرَاتِ
اسی اثنا میں ایک ملعون نے کہ قبیلۂ بنی دارم سے تھا ان سواروں کو آواز دی کہ وائے تم پر غفلت نہ کرو اور جلد امام
حسین علیہ السّلام کو ہر طرف سے گھیر لو اور بیچ میں ان حضرت کے اور نہر فرات کے حائل ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ حسینؑ فرات
سے پانی پی لیں فَلَمَّا سَمِعَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ ذٰلِكَ مِنْهُ قَالَ اَللّٰهُمَّ اقْتُلْهُ ظَمَاٰنًا فَغَضِبَ
الْمَلْعُونُ وَرَمَاهُ بِسَهْمٍ فَاَثْبَتَهُ فِيْ حَنَكِهٖ - امام حسین علیہ السّلام نے آواز اُس سگ ناپاک کی سنی
جناب باری میں دعا کی کہ اے پروردگار عالم اس ملعون کو پیاسا شدّت تشنگی سے قتل کر راوی کہتا ہے کہ جب یہ بددعا
اُن حضرت کی اپنی نسبت اُس شقی نے سنی نہایت غضبناک ہوا اور ایک پیکان تیر مارا کہ وہ تیر ستم حنک اقدس پر لگا
فَانْتَزَعَ الْحُسَيْنُ وَبَسَطَ يَدَهُ تَحْتَ حَنَكِهٖ فَلَمَّا امْتَلَئَتْ وَاحْتَاهُ مِنَ الدَّمِ
فَرَمٰى بِهٖ اِلَى السَّمَاءِ پس اسوقت حضرت نے اُس تیر کو حنک اطہر سے نکالکر پھینک دیا اور دونوں
ہاتھ اپنے نیچے اُس زخم کے کئے جب کہ دست مبارک لہو سے بھر گئے اسوقت وہ لہو طرف آسمان کے پھینکا وَقَالَ
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَشْكُوْ اِلَيْكَ مَا يَفْعَلُ بِابْنِ بِنْتِ نَبِيِّكَ فَاَحَاطَ الْقَوْمُ بِالْعَبَّاسِ
فَاقْتَطَعُوْهُ مِنَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اور اس حالت یاس و شدّت پیاس میں جناب
باری میں التماس کی کہ اے خداوند قہار یہ بندہ ناچار سوائے تجھ سے عادل و محکم کار کے کس سے شکایت ظلم اس فرقہ
اشرار کی کرے کہ جو ظلم یہ ستم شعار فرزند رسول مختار پر کرتے ہیں پس اُن اشقیا نے جناب عباسؑ کو گھیر لیا اور بھائی
کی بھائی سے جدا کر دیا حَمَلَ الْعَبَّاسُ عَلَى الْقَوْمِ كَاللَّيْثِ الْمُغْضَبِ وَحْدَهٗ فَاَبَادَ مَنْ
بَارَاهُ مِنَ الرِّجَالَةِ وَالْخُيُوْلِ وَاَلْقٰى عَلَى الْاَرْضِ كَثِيْرًا مِنَ الشُّجْعَانِ وَالْكُمَاةِ پس جبکہ حضرت عباسؑ
نے اپنے تئیں امام حسین علیہ السلام سے جدا پایا اور دیکھا کہ ان اشقیا نے ہر طرف سے گھیر لیا ہے دیکھتے ہی یہ بھائی
اُس قوم نابکار کی اس دلیرانہ مثل شیر غضبناک کے لشکر شقاوت پیکر پر حملہ کیا اور جو کوئی پیادہ و سوار سامنے اُس
جرار کے آیا بضرب شمشیر صاعقہ بار راہی دار البوار کیا اور جو برنا و پیر اُس قوم شریر سے اُس جری کے مقابل ہوا
اُسے واصل جہنم کیا فَحَمَلُوْا عَلَيْهِ وَاَثْخَنَتْهُ الْجِرَاحُ وَاشْتَبَكَتْ عَلَيْهِ الْاَسِنَّةُ وَالرِّمَاحُ

ہ فمازال فی حرب الطغاۃ مجاہدًا ؛ الی ان ہوی فوق الصعید مجدلًا ؛ فنادی حسینًا و
الدمع ہوامل ؛ ایا ابن ابی قد خبت ما کنت املًا ہرچند کہ وہ اشقیا حضرت عباسؑ پر ہر طرف سے تیر و نیزہ و شمشیر
مارتے تھے مگر وہ جری میمنہ و میسرہ و قلب لشکر پر باوصف زخمی ہونے کے جب حملہ کرتا تھا سب نامرد بدجوہر ہو کر ایسا
بھاگتے تھے کہ جیسے بکریاں خوف سے شیر کے بھاگتی ہیں پس جبکہ حضرت عباسؑ یک و تنہا ہزاروں اشقیا سے دیر تک لڑتے
رہے اور بدن مبارک اُن حضرت کا کثرت بارش تیر و نیزہ سے مشبک ہو گیا اور شدت تشنگی سے بیتاب ہو کے گھوڑے
سے زمین پر گر پڑے اور مفارقت و بیکسی امام حسین علیہ السّلام پر بہت روئے اور آواز دی کہ ای برادر عالی مقدار
یا حسین علیہ السّلام افسوس صد افسوس کہ آرزو اس فدوی کی نہ بر آئی اور جو چاہتا تھا وہ نہوا اور اجل نے مہلت
نہ دی ہ علیک سلام اللہ یا ابن محمد ؛ علے الرغم منی یا اخی نزل البلا ؛ فجاء
الیہ والفواد مقروح ؛ ونادی بقلب بالھموم قد امتلا اور آواز دی کہ اے فرزند
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و دلبند علی مرتضےٰ علیہ السّلام سلام آخری فدوی کا آپ پر ہو جو کہ اب میں رخصت ہوتا ہوں
لیکن افسوس صد افسوس کہ جو چاہتا تھا وہ نہوا بلکہ خلاف توقع و امید کے بلائے عظیم و مصیبت جسیم مجھ پر نازل ہوئی راوی
کہتا ہے کہ سنتے ہی آواز عباسؑ علمدار وفا و شعار کے فرزند رسول مختار بیتاب ہو گئے اور بادل مجروح و جگر مقروح گریاں
نالاں افتاں و خیزاں اپنے تئیں لاش عباس تک پہنچایا ہ یا اخی کنت عونی فی الامور جمیعہا ؛
ابا الفضل یا من کنت للنفس باذلًا ؛ یعز علینا ان نراک علی الثری ؛ طریحًا و
منک الوجہ اضحی مرملًا اور لاش عباس پر پہونچکر دیکھا کہ وہ شیر دلیر طرف جنت کے راہی ہوا اور لاش مطہر
شہید راہ خدا کی خاک پر آلودہ بخون پڑی ہے یہ مصیبت عظیم دیکھکر اور زیادہ بیتاب ہوئے اور رو رو کر فرمایا
کہ اے عباسؑ حق سبحانہ تعالےٰ رحمت اپنی تم پر نازل کرے کہ تم ہمیشہ امر دشوار میں میرے معین و مددگار رہے اور تم ایسے فاتح
ہے کہ تمنے جان اپنی مجھ پر نثار کی اے بھائی تمہارے مرنے سے کمر حسین کی ٹوٹ گئی اور راہ چارہ و تدبیر کی بند ہو گئی بہت
دشوار ہے مجھ پر کہ تمہیں آلودہ بخون خاک پر پڑا دیکھوں پس حضرت لاش عباسؑ پر خوب نہ رونے پائے تھے کہ صدائے ھل
من مبارز کی لشکر اعدا سے بلند ہوئی ناچار فرزند حیدر کرار نے لاش علمدار کو اُسی طرح خاک پر چھوڑ کر مقابل کفار
ستم شعار ہوئے اور بہ ضرب ذوالفقار بیس ہزار بیدین و بدکردار کو واصل جہنم کیا اور قریب تھا کہ ایک ملعون کو اُس

لشکر شقاوت اثر سے باقی نہ رہیں مگر حسب ارشاد پروردگار صبر اختیار کیا اور ذوالفقار حیدر کرار کو میان میں کرکے سر جھکا کر آمادہ شہادت کھڑے ہوگئے یہاں تک کہ اُن اشقیا نے اُس امام بیکس کو شہید کیا منقول ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے اُسوقت منادی نے آسمان سے آواز دی اَلَا قُتِلَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَا ؛ اَلَا ذُبِحَ الْحُسَیْنُ بِکَرْبَلَا یعنی آگاہ ہوا اہل زمین کہ اسوقت حسین فرزند رسول ثقلین زمین کربلا پر کئی روز کا پیاسا شہید ہوا اور اشقیا امت جفا کار نے اُس امام کونین کو مثل گوسفند قربانی ذبح کیا

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس پچیسویں ۲۵ مشتمل ہے شہادت پر حضرت علی اکبر علیہ السلام کی

قَالَ الصَّادِقُ عَلَیْہِ السَّلَامُ کُلُّ الْجَزَعِ وَالْبُکَاءِ مَکْرُوْہٌ سِوَی الْجَزَعِ وَالْبُکَاءِ عَلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ رونا بہ آواز بلند کسی مصیبت میں اور بیتاب ہونا ہر بلا و رنج میں مکروہ ہے مگر نوحہ و بکا کرنا ماتم میں امام حسین علیہ السلام کے کہ وہ باعث خوشنودی خدا و موجب حسنات لاتعد ولاتحصیٰ ہے اور بیتاب ہونا مصیبت جناب سید الشہدا علیہ السلام پر کفارہ ہے گناہان بزرگ کا اور سبب مغفرت سیات شرک ہے۔ اَسَفًا عَلَی الْبَیْتِ الرِّسَالَۃِ قَدْ خَلَا ؛ مِنْ ذِکْرِھِمْ وَمِنَ الصَّلٰوۃِ الْمَسْجِدُ ؛ اَسَفًا عَلٰی اٰلِ الرَّسُوْلِ فَاِنَّھُمْ ؛ قُتِلُوْا وَبَعْضٌ بِالسُّمُوْمِ اُسْتُشْھِدُوْا مومنین جائے تحسر و مقام تاسف ہے کہ خاندان رسالت و دودمان نبوت ایسا برباد و تباہ ہوا کہ کوئی گھر عالم میں ایسا تباہ و برباد نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا وہ گھر کہ جو مہبط جبرئیل و سجدہ گاہ میکائیل و اسرافیل تھا اور ہر وقت جس گھر سے صدائے تکبیر و تہلیل کے بلند تھی افسوس کہ اُس گھر سے ذکر خدا بالکلیہ معدوم و مفقود ہوگیا اور وہ مساجد کہ جن سے ہر آن صدائے تلاوت قرآن آتی تھی اب اُن مساجد سے آواز نماز و اذان کی بھی کسی کے کان میں نہیں آتی ہے اور زیادہ تر مقام تحسر و تلہف یہ ہے کہ مالک اُس گھر کے یعنی اولاد رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و ذریت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو جو بہترین خلق خدا و باعث ایجاد دہر و مسا تھے بعضے اُنمیں سے مقتول بہ سیف جفا ہوئے اور بعضے اُن میں سے مسموم بسم جفا ہو کر راہی دار بقا و شہید راہ خدا ہوئے۔ وَقُبُوْرُھُمْ شَتّٰی بِکُلِّ مَحَلَّۃٍ ؛ وَبُیُوْتُھُمْ لِلْیَوْمِ فِیْھَا مَرْقَدُ ؛ فَبِاَیِّ سَامِرَّا

وَبِبَغْدَادَ ثُوىٰ : بَعْضٌ وَبَعْضٌ بِالْغَرِيِّ مُلْحَدٌ پس بعضے اولاد رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے جناب امام نقی علیہ السلام
و امام حسن عسکری علیہما السلام ہیں کہ وہ دونوں امام بیکس و مظلوم زہر ستم سے شہید ہو کر زمین سامرہ میں دفن ہوئے اور
بعضے اولاد امجاد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ سے جناب امام معظم سید اکرم امام موسیٰ کاظم و امام محمد تقی علیہما السلام ہیں
کہ اُن دونوں ہادیان دین دلبند سید المرسلینؐ کو آوارہ وطن کر کے ایک مدت دراز تک مقید بہ قید شدید رکھا اور آخر
اشقیائے عباسیہ نے زہر سے شہید کیا پس قبریں اُن کی بغداد میں بنائی گئیں اور بعضے اُن پیشوایان دین سے جناب
سید الوصیین حضرت امیر المومنین علیہ السلام ہیں کہ ابن ملجم شقی نے اُن حضرت کو مسجد کوفہ میں تلوار سے قتل کیا اور لاش اقدس
اُن حضرت کی ارض غری یعنی نجف اشرف میں دفن کئے گئے ؎ قَبْرٌ بِطُوْسٍ وَالْبَقِيْعِ وَ
طَيْبَةٍ : وَبِكُوْ بَلَاءٍ بَعْضُ الَّذِيْنَ اسْتُشْهِدُوْا اور ایک اُن ائمہ ہدیٰ علیہم السلام سے مسموم بہ
سم جفا غریب الغربا جناب امام رضا علیہ السلام ہیں کہ مامون رشید ملعون نے مدینہ منورہ سے بہ مکر و دغا شہر طوس میں
بلا کر زہر سے شہید کیا اور لاش اطہر اُس امام جنؑ و بشر کی طوس میں دفن کی اور چار معصوم انہیں سے یعنی جناب امام حسنؑ
و امام زین العابدین سید الساجدین و امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام مدینہ طیبہ میں زہر سے شہید ہوئے اور
اُسی ارض مقدس یعنی قبرستان بقیع میں وہ حضرات دفن ہوئے اور بعضے اولاد رسول الثقلینؐ سے جناب امام حسین علیہ السلام
ہیں کہ مصیبت جن کی عظیم ترین مصائب ہے وہ حضرت مع ہشتدہ جوانان علوی و عقیلی و جعفری و حسنی و حسینی کہ شبیہ و
نظیر جن کا عالم میں نہ تھا ایک ساعت واحدہ میں تین شبانہ روز کے بھوکے و پیاسے مثل گوسفندان قربانی زمین کربلا پر
ذبح ہوئے اور لاشہ ہائے مقدسہ ان کے بے غسل و کفن بعد کئی روز کے ایک جگہ دفن ہوئیں اور کسی کی قبر کا اُن
میں سے علیحدہ نشان نہیں ہے سوائے جناب امام حسین علیہ السلام و جناب علی اکبر و جناب عباس علیہ السلام کے کہ اُن
تین حضرات کو بنی اسد نے علیحدہ علیحدہ دفن کیا حضرات کیونکر ویران و برباد نہ ہو وہ گھر جس گھر کے ہشتدہ چاند
ایک ساعت میں نیچے خاک کے پنہاں ہو گئے فَنُوْحُوْا عَلٰى سَيِّدِنَا الْحُسَيْنِ سِبْطِ رَسُوْلِ الثَّقَلَيْنِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ مَادُمْتُمُ النَّشْاَتَيْنِ فَاِنَّهٗ قُتِلَ مُحِبُّهٗ بِالْاَمْرِ الْاَصْلِ فَاِذَا اُصِيْبَ
وَمَعْنٰى مَحْزُوْنًا بِاَحْزَانِ الْاَقْرِبَاءِ وَالْاَحْبَابِ یعنی گروہ اس امام بیکس و مظلوم پر کہ جس نے انواع و اقسام کے رنج و الم اعوان
و انصار کے اٹھا کر دنیا سے رحلت فرمائی اور رو اُس امام محزون و مہموم پر کہ جو داغ پر داغ تمام عزیزوں و اقربا کے قلب

اقدس پر کھا کر شہید ہوئے ہرچند کہ جناب سید الشہدا لخاتم آل عبا علی التحیۃ والثنا کو مفارقت ایک ایک اپنی اقربا و اصحاب
سے نہایت شاق و دشوار تھی اور وہ حضرت شہادت پر ہر ایک رفیق کی بہت روئے لیکن دو مصیبتیں ان مصائب
میں حضرت پر بہت سخت گذریں ایک اُن میں سے شہادت ہے برادر وفا شعار عباسؑ علمدار کی کہ حضرت نے لاش عباسؑ
پر بصد حسرت و یاس فرمایا کہ الآن انکسر ظہری یعنی اب مرنے سے عباسؑ کے کمر ہماری ٹوٹ گئی اور دوسرے مصیبت
عظیم ترین مصائب شہادت ہے فرزند نوجوان علی اکبر شبیہ پیمبرؐ کے کہ مرنے سے اُس نور نظر کے قوت قلب و جگر و بصارت
چشم و بصر اُن حضرت کی جاتی رہی لَقَدْ رُوِیَ اَنَّہٗ لَمَّا قُتِلَ عَبَّاسُ بْنُ عَلِیٍّ تَدَافَعَتِ الرِّجَالُ
عَلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ ارشاد شیخ مفید و مقتل ابو مخنف وغیرہ میں منقول ہے کہ جب حضرت عباس درجہ شہادت
پر فائز ہو چکے اُسوقت اعدائے دین نے امام حسین علیہ السلام پر ہر طرف سے شدت کی اور آواز دی کہ ہے کوئی اصحاب حسینؑ سے
باقی کہ میدان میں آئے اور ہم سے مقابلہ ہو فَعِنْدَ ذٰلِکَ بَرَزَ عَلِیُّ ابْنُ الْحُسَیْنِ مِنْ دَاخِلِ الْخِبَاءِ
وَزَیْنَبُ وَسَکِیْنَۃُ وَرُقَیَّۃُ وَاُمُّ کُلْثُوْمٍ مُتَعَلِّقَاتٌ ۔ پس جبکہ صدائے ہل من مبارز
کی جناب علی اکبر نے سُنی بیتابانہ خیمہ الحرم سے برآمد ہوئے راوی کہتا ہے کہ جناب زینبؑ خاتون و رقیہؑ و ام کلثومؑ و سکینہ و
سب پردگیان عصمت و طہارت دامن علی اکبرؑ پکڑے ہوئے خیمہ سے باہر نکل آئیں وَھُوَ یَجْذِبُ نَفْسَہٗ
مِنْھُنَّ وَھُنَّ فِیْ نَوْحٍ وَعَوِیْلٍ فَجَذَبَ نَفْسَہٗ مِنْھُنَّ وَاَتٰی اِلٰی اَبِیْہِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ
وَاسْتَاْذَنَ مِنْہُ ہرچند کہ وہ شاہزادہ دامن اپنا ان بی بیوں سے چھڑاتا تھا لیکن وہ سب بی بیاں چلاتی ہیں اور
اور نوحہ و بکا کرتی ہیں اور دامن علی اکبر کا نہیں چھوڑتی ہیں آخر کار اُس شاہزادہ والا تبار نے بہ ہزار دشواری دامن
اپنا اہلبیت اطہار سے چھڑایا اور خدمت میں اپنے پدر عالی وقار امام حسین علیہ السلام کے حاضر ہوئے اور رخصت جہاد
طلب کی فَنَظَرَ اِلَیْہِ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَبَکٰی وَرَفَعَ رَاْسَہٗ اِلَی السَّمَاءِ
جب کہ امام حسینؑ علیہ السلام نے اُس ماہ انور کو طالب رخصت پایا بکمال حسرت و یاس طرف صورت اُس نور نظر کی
نگاہ کی اور اشک چشم مبارک میں بھر لائے اور سر اقدس طرف آسمان کے بلند کیا وَقَالَ اللّٰھُمَّ اشْھَدْ عَلٰی
ھٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ فَاِنَّھُمْ قَتَلُوْا اَصْحَابِیْ وَاَوْلَادِیْ وَقَدْ بَرَزَ اِلَیْھِمْ غُلَامٌ اَشْبَہُ
النَّاسِ خَلْقًا وَخُلْقًا وَمَنْطِقًا بِرَسُوْلِکَ پس جناب اقدس الٰہی میں عرض کی کہ اے پروردگار عالم تجھے گواہ

کرتا ہوں اس کا کہ اس قوم ستم شعار نے میرے سب اعوان و انصار و اقربا و مددگار ناحق قتل کئے ہیں اور اب حسنجملہ
میرے نور نظر پارۂ جگر میرا کہ جو مشابہ ہی تیرے نبی سے صورت و سیرت و گفتار و رفتار میں اَللّٰھُمَّ اِنَّا کُنَّا اِذَا
اشْتَقْنَا اِلٰی نَبِیِّکَ نَظَرْنَا اِلٰی وَجْھِہٖ فَامْنَعْھُمْ بَرَکَاتِ الْاَرْضِ وَفَرِّقْھُمْ
تَفْرِیْقًا فَاِنَّھُمْ دَعَوْنَا لِیَنْصُرُوْنَا ثُمَّ یُقَاتِلُوْنَنَا اے خلاق عالم جب کہ یہ عبد ذلیل مشتاق زیارت تیرے رسول جلیل
کا ہوتا تھا تو صورت علی اکبر کو دیکھ لیتا تھا افسوس صد افسوس کہ اب زیارت سی تیرے نبی کی ہم محروم ہوئے اے خدائے
قہار اُمیدوار ہوں تجھ سے کہ میری بیکسی پر نظر کرکے اس قوم بدکردار کو اپنی رحمت سی دور رکھ اور برکات اپنی ان
اشقیا پر نازل نہ کر اور جمعیت ان کی متفرق و پریشان کر کہ اس قوم جفاکار نے مجھے بہ مکر و دغا اس طرف طلب کیا
اور مجھے بہ فریب بلاکر تمام اصحاب و اقربا میرے ناحق قتل کئے ثُمَّ صَاحَ لِعُمَرَ ابْنِ سَعْدٍ قَطَعَ اللّٰہُ رَحِمَکَ کَمَا قَطَعْتَ
رَحِمِیْ وَلَا بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ فِیْ اَمْرِکَ وَسَلَّطَ عَلَیْکَ مَنْ یَّذْبَحُکَ
عَلٰی فِرَاشِکَ بعد اُس کے امام حسین علیہ السّلام نے آواز دی کہ اے ابن سعد شقی خداوند قہار تیرے بھی عزیز
و اقربا کو قتل کرے جیسے کہ تو نے میرے اقربا کو قتل کیا اور مجھ سی انہیں جدا کیا اور عوض اس ظلم و ستم کے تجھ پر غضب اپنا
نازل کرے اور تجھے کسی کام میں برکت نہ دے اور تجھ پر ایسے شخص کو مسلط کرے کہ جو تجھے تیرے فرش خواب پر ذبح کرے
قَالَ السَّیِّدُ ابْنُ طَاؤُسٍ رَحِمَہُ اللّٰہُ ثُمَّ اَذِنَ عَلِیَّ بْنِ ابْنَہُ لِلْجِھَادِ وَنَظَرَ اِلَیْہِ
نَظَرَ اٰیِسٍ مِّنْہُ وَاَرْخٰی عَیْنَیْہِ وَبَکٰی وَقَالَ لَہٗ بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ سید بن طاؤس علیہ الرحمہ
نے لکھا ہے کہ جب علی اکبر کو اپنی رخصت پر مصر پایا اسوقت حضرت نے بنگاہ حسرت از سر تا پا قامت زیبا اُس جوان
رعنا کا دیکھا اور بہت روئے اور فرمایا کہ اے نور نظر تو سدھارو ہم نے تمہیں خدا کی سپرد کیا خداوند کریم تمہارے ارادہ
میں برکت عطا کرے فَبَرَزَ عَلِیُّ ابْنُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِلَی الْمَیْدَانِ وَھُوَ ابْنُ
ثَمَانِیَ عَشَرَۃَ سَنَۃً یُخْجِلُ الشَّمْسَ نُوْرُہٗ وَضِیَاءُہٗ وَھُوَ یَرْتَجِزُ پس جب کہ وہ شاہزادہ شبیہ پیغمبر اجازت
جہاد اپنے پدر بزرگوار سے حاصل کر چکا مسلح بہ سلاح کارزار اسپ عقاب پر سوار مقابل لشکر کفار ہوا اور سن شریف
اُس شاہزادہ عالی وقار کا اٹھارہ برس کا تھا اور نور چہرۂ انور سے ایسا روشن و تاباں تھا کہ نور آفتاب کو اُس
نور و ضیا سے کچھ نسبت نہ تھی پس اسوقت ساتھ اُن اشعار کے رجز خواں ہوئے ؎ اَنَا عَلِیُّ بْنُ حُسَیْنٍ

بْنُ عَلِیٍّ ۞ نَحْنُ وَ بَیْتُ اللّٰہِ اَوْلٰی بِالنَّبِیِّ ۞ تَاللّٰہِ لَا یَحْکُمُ فِیْنَا ابْنُ الدَّعِیِّ ۞ وَ
اَطْعَنُکُمْ بِالرُّمْحِ حَتّٰی یَنْثَنِیْ یعنی اے اہل کوفہ و شام آگاہ ہو میرے نام و نسب سے کہ میں ہوں علیؑ فرزند
حسینؑ بن علی کرار غیر فرار قسم بہ خدائے خانہ کعبہ کہ ہمیں ہیں اہلبیت رسول مختار صلی اللہ علیہ وآلہ کہ جن کی محبت و مودت
خدا امت رسول خدا پر واجب کی ہے اور ہم سے زیادہ ترکوئی جان و جگر عزیز و قریب تر سید البشر سے نہیں ہے اور قسم
بخدائے عز و جل کہ ہم ہرگز محکوم و تابع کسی ولد الزنا کے نہوں گے اور مرنا اپنا ہمارے نزدیک اس ننگ و عار سے
بہتر ہے اور اے فرقہ اشرار تم اس جمعیت و کثرت اشقیائے ستم شعار پر نہ پھولنا اور مغرور نہ ہونا اور مجھے اپنے گمان
باطل میں کم سن جان کر حقیر نہ سمجھنا کہ ابھی حال میری جرات و شجاعت کا تم پر کھلجائے گا بحول اللہ اس کم سنی پر
اسقدر نیزے ماروں گا کہ نیزہ میرا تمہارے سینوں کو توڑ کر دوتا ہو جائے گا ؎ اَضْرِبُکُمْ بِالسَّیْفِ
اَحْمِیْ عَنْ اَبِیْ ۞ ضَرْبَ غُلَامٍ ھَاشِمِیٍّ عَرَبِیْ اے گروہ غدار حمایت و
نصرت پر اپنے پدر نامدار کے اس جرارت سے تلواریں ماروں گا کہ تا قیامت یہ جنگ پیکار یادگار رہے کہ کسی طفل
ہاشمی و علوی نے باوصف شدت تشنگی و صغر سنی کے کسی معرکہ جنگ میں لاکھوں کفار نابکار سے تلوار کی تھی فِیْ
مَقْتَلِ اَبِیْ مِخْنَفٍ اَنَّہٗ حَمَلَ عَلَی الْقَوْمِ وَلَمْ یَزَلْ یُقَاتِلُ حَتّٰی قَتَلَ مِنْھُمْ
ثَلٰثَ مِائَۃٍ وَخَمْسِیْنَ فَارِسًا - مقتل ابو مخنف میں منقول ہے کہ بعد رجز خوانی کے ہر چند
علی اکبر با آواز بلند ہل من مبارز فرمایا کئے لیکن خوف سے اُس شیر دلیر کے کسی کو جرارت سامنے آنے کی نہ ہوئی آخر کار
شاہزادہ والا تبار نے تلوار پکڑ کر مثل شیر غضبناک اس لشکر ناپاک پر حملہ کیا اور موافق روایت مقتل ابو مخنف
کے تین سو پچاس سوار ستم شعار بہ ضرب شمشیر آبدار راہی دار البوار کئے فَلَمَّا کَظَہٗ الْعَطَشُ وَاَصَابَتْہُ
جِرَاحَاتٌ کَثِیْرَۃٌ رَجَعَ اِلٰی اَبِیْہِ وَغَارَتْ فِیْ اُمِّ رَاسِہٖ عَیْنَاہُ وَ
تَقَلَّصَتْ شَفَتَاہُ ؎ جبکہ ہیبت ضرب سے اُس شیر جرار کی تمام لشکر روباہ نے راہ فرار اختیار کی اور سب سامنے
سے بھاگ گئے اور بہ سبب کثرت زخم ہاکاری اور شدت تشنگی کے کہ چشمہائے انور میں اُس دلاور کے حلقے پڑ گئے تھے اور
لب ہائے نازک بہ سبب نایابی آب کے مثل برگ گل پژمردہ و خشک ہو گئی تھی اُسوقت علی اکبر شبیہ پیغمبر اپنے پدر
عالی قدر کی خدمت میں حاضر ہوئے وَ قَالَ یَا اَبَتَاہُ الْعَطَشُ قَدْ قَتَلَنِیْ وَ ثِقْلُ

الحَدِیْدِ اَجْهَدَنِیْ فَهَلْ اِلٰی شَرْبَةٍ مِنَ المَاءِ سَبِیْلٌ پس عرض کی اے پدر بزرگوار شدت تشنگی سے جگر میرا کباب ہے اور پیاس مجھے مارے ڈالتی ہے علاوہ اسپر سنگینی سلاح حرب بہ سبب ضعف وناتوانی کے مجھے تعب میں لاتی ہے اور یہ بار گراں ان ہتھیاروں کا مجھ سے نہیں اُٹھ سکتا ہے اگر ممکن ہو تو تھوڑا سا پانی مجھے عنایت ہو کہ اُس سے فی الجملہ تسکین میری ہو اور اب کی مرتبہ بحول اللہ ان سب مشرکین کو داخل اسفل سافلین کروں فَلَمَّا سَمِعَ الحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ ذٰلِكَ بَكٰی وَقَالَ لَهٗ یَا وَلَدِیْ یَا قُرَّةَ عَیْنِیْ مِنْ اَیْنَ اٰتِیْ بِالْمَاءِ وَاللهِ یَعِزُّ عَلَیَّ اَنْ تَدْعُوْنِیْ فَلَا اُجِیْبُكَ راوی کہتا ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام نے ترستا پیاسا اُس ماہ جبیں ہم صورت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ کا شدت تشنگی سے مشاہدہ کیا بہ کمال حسرت ویاس فرمایا کہ اے نور نظر اے پارہ جگر بہت دشوار ہے مجھ پر کہ تو اس شدت پیاس میں مجھ سے پانی طلب کرے اور مجھے پانی میسر نہ آئے کہاں ہے پانی کہ میں تجھے لاکر پلاؤں فَهَاتِ لِسَانَكَ فِیْ فَمِیْ فَاَخَذَ لِسَانَهٗ فِیْ فِیْهِ وَمَصَّهٗ فَاَخْرَجَ عَلِیٌّ لِسَانَهٗ وَبَكٰی وَقَالَ یَا اَبَتَاهُ لِسَانُكَ اَیْبَسُ مِنْ لِسَانِیْ پس امام حسینؑ نے فرمایا کہ اے علی اکبر زبان خشک اپنی میرے موہنہ میں دے کہ شاید تیری پیاس کو کچھ تسکین ہو پس علی اکبرؑ نے زبان اپنی دہن مبارک امام حسین علیہ السلام میں دی حضرت نے اُسے مُنھ میں اپنے لیا تھا کہ علی اکبر نے زبان اپنی نکال لی اور بہت روئے اور عرض کی کہ اے پدر عالی وقار فدا ہو جان علی اکبر کی آپ پر سے زبان حضرت کی تو میری زبان سے بھی زیادہ خشک ہے فَدَفَعَ اِلَیْهِ خَاتَمَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَقَالَ یَا بُنَیَّ اَمْسِكْهُ فِیْ فِیْكَ وَارْجِعْ اِلٰی قِتَالِ اَعْدَائِكَ فَاِنِّیْ اَرْجُوْ اَنْ یَسْقِیَكَ جَدُّكَ بِكَاْسِهِ الْاَوْفٰی شَرْبَةً لَا تَظْمَاُ بَعْدَهَا اَبَدًا پس امام حسینؑ نے انگشتری رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ اُس ماہ رو کو عنایت فرمائی اور کہا کہ اے نور نظر علی اکبرؑ اس انگشتری کو اپنے منھ میں رکھ اور مکرر اس قوم شریر پر حملہ کرو مجھے یقین ہے کہ اب کی مرتبہ تم زندہ ہم سے نہ ملوگے ملکہ یہ شام تمہیں خدمت باسعادت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ میں ہوا در ہاتھ سے اپنے جد امجد کے کاسہ آب سرد و خوش گوار سے ایسے سیراب ہونگے۔ کہ پھر کبھی پیاسے نہ ہوگے فَرَجَعَ عَلِیُّ ابْنُ الحُسَیْنِ اِلٰی مَوْقِفِ النِّزَالِ وَقَاتَلَ مِنَ الْاَعْدَاءِ اَعْظَمَ الْقِتَالِ حَتّٰی ضَرَبَ الْمَلْعُوْنُ عَلٰی مَفْرَقِ رَاْسِهٖ فَخَرَّ عَنْ جَوَادِهٖ عَلَی الْاَرْضِ وَصَارَ دَجَاسًا پس جناب علی اکبر انگشتر سید البشر اپنے دہن اطہر میں رکھ کر مکرر اُس فوج سقر

موج پر حملہ آور ہوئے اور اس مرتبہ اس جرات و دلاوری سے ایسی تلوار چلائی کہ کشتوں سے اشقیا کے انبار جمع کردئے
قضائے کار ایک ملعون نے کہ نام اُس شقی کا مُرّہ بن منقذ بن نعمان عبدی تھا سر اطہر شہزادہ علی اکبر پر تلوار ماری
کہ اُس صدمہ سے وہ ماہ انور گھوڑے سے غش کھا کر زمین پر گر پڑا اور جب غش سے کچھ افاقہ ہوا اسوقت وہ شیر دلاور
بہ مقتضائے شجاعت سنبل کر زمین پر درست ہو کر بیٹھ گیا وَنَادیٰ یَا اَبَتَاہُ ھٰذَا جَدِّیْ مُحَمَّدِنِ
الْمُصْطَفٰی وَھٰذَا جَدِّیْ عَلِیُّ الْمُرْتَضٰی وَھٰذَا عَمِّیْ حَسَنُ الْمُجْتَبٰی وَھٰذِہٖ جَدَّتِیْ فَاطِمَۃُ
الزَّھْرَاءُ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ وَھُمْ بِہٖ مُشْتَاقُوْنَ اِلَیْكَ
راوی کہتا ہے جبکہ علی اکبر جاں بہ لب ہوئے اسوقت امام حسین علیہ السلام کو آواز دی کہ اے پدر عالی مقدار جلد
تشریف لاؤ کہ فدوی رخصت ہوتا ہے ثُمَّ مَاتَ فَلَمَّا اَتَاہُ الْحُسَیْنُ مُسْرِعًا وَقَعَ طَرِیْحًا
عَلَی الْاَرْضِ لَا یَتَکَلَّمُ فَقَالَ عَلَی الدُّنْیَا بَعْدَكَ الْعَفَا وَوَیْلٌ لَکُمْ یَا قَوْمِ مِمَّا فَعَلْتُمْ
احادیث معتبرہ میں وارد ہوا ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام نے آواز ہلاکت طراز علی اکبر کی سُنی بیتاب ہو گئے اور
واعلیاہ کہتا اور افتاں و خیزاں باحال پریشان بالین سر اُس نور نظر کے پہنچے مگر افسوس صد افسوس کہ قبل پہنچے
اُن حضرت کے وہ شاہزادہ طرف جنت کے رحلت کر چکا تھا ہر چند کہ امام حسین علیہ السلام ۔۔ علی اکبر علی اکبر کہا کئے
مگر کچھ جواب نہ سُنا اور دیکھا کہ وہ جوان رعنا سیمیں بدن غلطاں بخاک آلودہ بخون مثل شیر خواب گاہ شہادت
میں سوتا ہے پس یہ مصیبت عظیم دیکھ کر ہائے علی اکبر کہا اور بالین سر اُس ماہ انور کے زمین پر بیٹھ گئے اور سر
اُس پارہ جگر کا اپنے زانو پر رکھ لیا اور بہ کمال حسرت و یاس صورت علی اکبر دیکھتے تھے اور خون چہرہ انور اُس
نور نظر سے اپنے پنجے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے فرزند دلبند جب کہ تجھ سا نوجوان ماہ طلعت آفتاب صورت
سامنے ہمارے اس بیکسی سے شہید ہو جائے تو کیا لطف زندگی باقی رہے اے نور نظر اے شبیہ پیغمبر اب بعد تمہارے
خاک ہے اس دُنیا و زندگانی دُنیا پر یَا بُنَیَّ قَدِ اسْتَرَحْتَ مِنْ کَرْبِ الدُّنْیَا وَ
ھَمِّھَا وَتَرَکْتَ اَبَاكَ وَحِیْدًا فَرِیْدًا بَیْنَ الْاَعْدَاءِ اے فرزند ماہ لقا تم نے
تو اس رنج و الم دُنیا سے راحت پائی اور طرف جنت کے رحلت کی لیکن افسوس ہے کہ اپنے باپ بیکس و تنہا کو نرغہ اعدا میں
اور اس مصیبت و بلا میں گرفتار چھوڑ گئے قَتَلَ اللّٰہُ قَوْمًا قَتَلُوْكَ مَا اَجْرَاھُمْ عَلَی اللّٰہِ وَعَلٰی

اِنْتِهَاكِ حُرْمَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ اے علی اکبر خدا قتل کرے اُس قوم ستم شعار کو کہ جس نے تجھ سے
جوان رعنا ماہ لقا کو قتل کیا اور بکمال بے حیا ہیں وہ ملعون کہ جن اشقیا نے تیرے قتل پر جرأت کی اور مطلق خوف خدا و
رعایت حرمت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ کی قَالَ حُمَیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ فَبَیْنَا کَذٰلِكَ اِذْ رَاَیْتُ کَرِیْمَةً
خَرَجَتْ مِنَ الْخِبَاءِ بَاکِیَةً حَزِیْنَةً وَهِیَ کَالشَّمْسِ طَالِعَةٌ فِیْ کَبِدِ السَّمَاءِ وَتُنَادِیْ
بِرَفِیْعِ صَوْتِهَا وَاقُرَّةَ عَیْنَاهُ وَوَالِدَاهُ حمید بن مسلم کہتا ہے کہ گریہ و بکا امام حسین علیہ السلام سے دل تمام لشکر شقاوت اثر کا شق
ہوتا تھا کہ دیکھا ہم نے کہ ایک خاتون معظمہ با عفت و عصمت آفتاب صورت مریم سیرت خیمہ حرم محترم سے سر و پا
برہنہ باہر نکلی اور گریاں و نالاں باحال پریشان افتاں و خیزاں ہائے علی اکبر ہائے نور نظر ہائے پارۂ جگر کہتی
لاش علی اکبر نوجوان پر پہونچی وَانْکَبَّتْ عَلَیْهِ وَتَبْکِیْ وَتَنُوْحُ بِحُرْقَةٍ وَنَحِیْبٍ وَتَدْمَعُ بِدَمْعٍ
سَکِیْبٍ فَقَالَ لَهَا الْحُسَیْنُ یَا اُخْتَاهُ ارْجِعِیْ اِلَی الْخِبَاءِ وَاشْکُرِیْ اِلٰهَ السَّمَاءِ وَاصْبِرِیْ فِیْ
پس دیکھتے ہی صورت علی اکبر کی وہ خاتون معظمہ لاش علی اکبر سے لپٹ گئی اور اس قدر روئی و پیٹی کہ زمین کربلا
میں زلزلہ پڑ گیا یہاں تک کہ وہ بی بی غش کر گئی جب کہ حال اُس مخدومۂ کونین کا امام حسین نے کمال ہی متغیر پایا
اسوقت رو کر فرمایا کہ اے بہن اب رضائے خدا پر راضی رہو اور اس نزول مصائب و بلا پر شکر کرو کہ حق سبحانہ
تعالےٰ صابرین کو دوست رکھتا ہے اور خیمہ الحرم میں جاؤ غرض کہ اُن حضرت نے بکمال دشواری اُس بی بی
کو لاش علی اکبر سے جدا کیا اور خیمہ میں پہنچایا قَالَ حُمَیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ فَسَاَلْتُ عَنْهَا فَقِیْلَ هِیَ
زَیْنَبُ بِنْتُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ
حمید بن مسلم کہتا ہے کہ اسوقت میں نے اپنے لشکر کے لوگوں سے پوچھا کہ یہ خاتون معظمہ عرش مرتبت آفتاب طلعت مریم سیرت
کہاں جلالت قدر و منزلت سر و پا برہنہ مضطربانہ عصمت سرا سے مقتل تک افتاں و خیزاں آئی اور اُس نے لاش
علی اکبر پر اپنے تئیں گرا دیا اور یہ بکمال کرب رقت قلب دیر تک رویا کی یہ مخدومۂ عالم کون تھی اہل لشکر نے مجھے
جواب دیا کہ تو نہیں جانتا ہے کہ یہ خاتون معظمہ بہن ہے امام حسین علیہ السلام کی جناب زینبؑ خاتون دختر امیر المومنین
سید الوصیین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہے چونکہ علی اکبر زیادہ تر اُس کو اچھے تھا مآب
لہذا لاش علی اکبر پر چلی آئی فِیْ بِحَارِ الْاَنْوَارِ اَنَّهٗ اِذَا اَخْرَجَ صَبِیٌّ خَلْفَ النِّسَاءِ وَفِیْ اُذُنَیْهِ دُرَّتَانِ

وَهُوَ مَرْعُوْدٌ فَجَعَلَ يَنْظُرُ يَمِيْنًا وَ شِمَالًا وَالْقُرْطَانِ يَتَذَبْذَبَانِ کتاب بحار الانوار میں منقول ہے کہ جب جوانِ تما
خوش قامت و ماہ لقا مہر انور شبیہ پیغمبر یعنی علی اکبر شہید ہوئے اور سب پردگیان عصمت و طہارت اس مصیبت
عظمیٰ میں بے تابانہ سر و پا برہنہ خیمۂ الحرم سے باہر نکلیں اُسوقت پیچھے پیچھے اُن بیبیوں کے ایک شاہزادہ ہمشکل
سن چاند کی صورت سیمیں بدن کانوں میں اسکے گوشوارے مروارید سفید سے مانند ستاروں کے روشن تھے خیمۂ الحرم
سے باہر نکل آیا اور یہ مقتضائے صغرسنی کے ہول معرکۂ قتال و جدال سے ایسا خائف و ترساں تہا کہ تمام بدن نازنین
اُس ماہ جبیں کا کانپتا تھا اور دونوں بندے کانوں کے اُس ماہرو کے ہلتے جاتے تھے اور ہر طرف خوف سے نگراں تھا
فَلَمَّا رَاٰهُ هَانِیْ ابْنُ بُعَیْثٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ خَرَجَ مِنْ عَسْکَرِ بْنِ سَعْدٍ وَ قَالَ اِنِّیْ اَقْتُلُ
هٰذِهِ الصَّبِیَّ فَدَنَا مِنْهُ وَضَرَبَهُ مِنْ قَفَاهُ ضَرْبَةً صَعْقًا عَلٰی جبکہ نظر ہانی بن بعیث ملعون کی
اُس بچے پر پڑی اُس شقی ازلی نے یاران لشکر سے کہا کہ اس طفل صغیر کو میں ابھی قتل کرتا ہوں ہرچند کہ سب نے اُس کو
اس ظلم قبیح سے منع کیا بلکہ سب منت دار ہوئے اور اُسے بہت سا سمجھایا کہ اے نامرد واسطے خدا کے اس بچے
معصوم کو قتل نہ کر کہ یہ بے قصور ہے لیکن اُس شیطان بے ایمان و فرعون بے سامان نے کہنا کسی کا نہ سنا
اور لشکر عمر سعد سے باہر نکلا اور قریب اُس شاہزادہ ماہ پارہ کے آن کر پس پشت سے ایسی تلوار ماری کہ وہ کم
بے گناہ زمین پر گر پڑا اور اُسی وقت راہی جنت ہوا فَبَکَی الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَالنِّسَاءُ وَصَارَتْ
شَهْرُبَانُوْیَهِ تَنْظُرُ اِلَیْهِ وَ لَا تَتَکَلَّمُ کَالْمَدْهُوْشَةِ جبکہ امام حسین علیہ السلام نے اور سب
اہل حرم نے یہ ظلم و ستم اُس شقی اظلم سے مشاہدہ کیا سب بیکسی پر اُس صاحبزادے کی رونے لگے مگر جناب عصمت مآب
حضرت شہربانو دیکھتے ہی اس صدمہ ہوش ربا و مصیبت حیرت افزا کے مثل تصویر ساکت و صامت انگشت بدنداں
حیران کھڑی رہ گئیں اور دیر تک کچھ نہ بولیں اور نہ روئیں غرض کہ سید الصابرین امام شاکرین نے اُن
مصائب عظمیٰ کو باعث رضائے خدا جان کر صبر کیا اور سب پردگیان عصمت و عفت کو امر بصبر و تشکر فرمایا
اور اُن بیکسوں کو سمجھا کر داخل خیمہ حرم محترم کیا اور آپ آمادہ شہادت ہوئے۔
اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس چھبیسویں ۲۶ مشتمل ہے شہادت پر حضرت علی اصغر کی

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَكَتِ الْجِنُّ وَالْإِنْسُ وَالْوُحُوشُ وَالطُّيُورُ عَلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى ذَرَفَتْ دُمُوعُهَا فرمایا حضرت جناب جعفر صادق علیہ السلام نے کہ مصیبت امام حسین علیہ السلام وہ مصیبت عظیم ہے کہ مصیبت پر اُس امام مظلوم کی تمام جن وانس وحش وطیور روئے یہاں تک کہ آنکھوں سے جانوران وحشی کے اشک جاری ہوئے مومنین جب کہ جانوران چرند و پرند کے اشک اس مصیبت عظیم میں جاری ہوں تو عجب ہے کہ ہم غلام امام حسین علیہ السلام کے کہلائیں اور حق سبحانہ تعالیٰ نے ہمیں واسطے رونے کے مصائب سید الشہداء پر خلق کیا ہو اور ہم نہ روئیں اور مصیبت پر اُس امام بیکس کے گریہ و بکا نہ کریں فِی الْمُنْتَخَبِ وَغَيْرِهٖ اَنَّهٗ لَمَّا اٰلَ الْاَمْرُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَى الْقِتَالِ وَلَمْ يَبْقَ اَحَدٌ مِنْ اَعْوَانِهٖ اِلَّا النِّسَاءَ وَالْاَطْفَالَ نَظَرَ اِلٰى اثْنَيْنِ وَسَبْعِيْنَ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ وَعَيْنُ الصُّوَرِ كَالْاَضَاحِيْ عَلَى الرِّمَالِ کتاب منتخب ومقتل ابو مخنف وغیرہ کتب احادیث میں منقول ہے کہ جب روز عاشورا مآل کار فرزند رسول مختار کا سوائے جنگ و کارزار کے کچھ نہ ٹھہرا اور سب اعوان و انصار و مونس غمگسار اس امام انام کے راہی جنت ہو چکے اور کوئی شخص اولاد واقربا سے بجز عورات وچند اطفال خورد سال کے باقی نہ رہا اسوقت اس امام مظلوم نے بے گناہ حسرت ویاس طرف لاشہ ہائے انصار واقربا کے ملاحظہ کیا دیکھا کہ عجب صورت وشمائل کے نوجوان ذی شان مانند عباس دلاور، عون ومحمد وقاسم وعلی اکبر اور سب بھائی اور بھتیجے اور بھانجے مثل گوسفندان قربانی بخاک وخون غلطاں ریگستان گرم پر پڑے ہیں اور وہ سب جری ودیندار ماہ طلعت وعالی وقار مثل شیروں کے خوابگاہ شہادت میں سوتے ہیں فَبَكٰى بُكَاءً شَدِيْدًا وَنَادٰى وَاحَسْرَتَاهُ وَاغُرْبَتَاهُ وَاقِلَّةَ نَاصِرَاهُ فَاَقْبَلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِوِدَاعِ اَهْلِهٖ اِلَى الْخِيَامِ جبکہ حضرت نے سب اپنے اصحاب کو درجہ شہادت پر فائز پایا اور کوئی ناصر ومددگار ومعین وجاں نثار یمین ویسار آپ نے نہ دیکھا اسوقت اپنی تنہائی وبیکسی پر کمال متاسف ہوئے اور مفارقت پر اُن سب انصار وفا شعار کی بہت روئے اور فرمایا افسوس صد افسوس کہ ہم یکہ وتنہا اس مجمع اعدا میں رہ گئے افسوس کہ اس غربت و

بیکسی میں کیسے کیسے دوست وجاں نثار در کیسے کیسے رفیق قدیم وفا شعار دینداراٰج ہم سے جدا ہوگئے پس امام
گریہ وبکا کے متوجہ طرف خیمہ گاہ کے ہوئے تاکہ اہل حرم سے وداع ہو کر میدان کارزار میں تشریف لائیں فَقَامَ عَلٰی
بَابِ الْفُسْطَاطِ وَنَادٰی یَا اُخْتِیْ زَیْنَبُ وَیَا اُخْتِیْ اُمَّ کُلْثُوْمٍ وَیَا سُکَیْنَۃُ وَ
یَا رَبَابُ عَلَیْکُنَّ مِنِّی السَّلَامُ خَلِیْفَتِیْ عَلَیْکُمُ اللّٰہُ پس حضرت نے در خیمہ سے آواز دی
کہ اے بہن میری زینبؑ وام کلثوم اور اے سکینہ اور اے رباب تم سب کو سلام آخری میرا پہونچے کہ
اب میں رخصت ہوتا ہوں اور تم کو بخدائے عزوجل سپرد کرتا ہوں کہ وہ خداوند حفیظ حافظ [illegible] تمام
عالم کا ہے فَخَرَجْنَ النِّسَاءُ مِنْ خُدُوْرِہِنَّ بَاکِیَاتٍ حَاسِرَاتِ الشُّعُوْرِ وَتَعَلَّقْنَ بِہٖ
یُحَوِّافِرِ فَرَسِہٖ پس سنتے ہی آواز ہلاکت طراز اس امام بیکس کے سب بی بیاں خیمۂ عصمت و طہارت
سب بے تابانہ سر و پا برہنہ روتی پیٹتیں ڈیوڑھی پر آئیں اور دیکھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام
آمادہ شہادت یکہ وتنہا کھڑے رو رہے ہیں پس دیکھتے ہی اس حال پر ملال ان حضرت کے کوئی بی بی دامن امام
زماں سے لپٹ گئی اور کوئی مخدومہ ستم دیدہ سمو پر ذوالجناح کے سر اپنا پٹکنے لگی اور کوئی زمین پر بیتاب ہو کر پچھاڑیں
کھانے لگی فَاَقْبَلَ الْحُسَیْنُ اِلٰی اُخْتِہٖ زَیْنَبَ الْکُبْرٰی وَقَالَ لَہَا یَا اُخْتَاہُ اِنِّیْ یَا رِدٌ اِلٰی
ہٰؤُلَاءِ الْکُفَّارِ وَعَلَیَّ بِہٰذَا الطِّفْلِ الرَّضِیْعِ فَاِنِّیْ اُرِیْدُ [illegible] پس اس وقت امام حسین علیہ السلام
نے جناب زینبؑ خاتون دختر خاتونِ قیامت سے فرمایا کہ اے بہن تمام اعوان و انصار ہمارے ہمیں تنہا چھوڑ کر راہی
جنت ہوئے اب کوئی ایسا غمگسار باقی نہیں ہے کہ ہماری نصرت و یاوری کرے اور عوض ہمارے جان اپنی ہم
پر فدا کرے پس اب میں شہادت پر آمادہ ہوں اور تم سے رخصت ہو کر مرنے کو جاتا ہوں لیکن حال علی اصغر شیرخوار
کا مجھے بہ سبب پیاس کے متغیر معلوم ہوتا ہے لہٰذا مجھے ضروری کہ میں تدبیر تحصیل آب واسطے اس دُرِّ بے بہا و نایاب
کے کروں فَبَکَتْ زَیْنَبُ وَقَالَتْ یَا اَخِیْ رُوْحِیْ لَکَ الْفِدَا کَیْفَ لَا وَہُوَ مُنْذُ
ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ لَمْ یَذُقْ قَطْرَۃً مِنَ الْمَاءِ وَجَفَّ لَبَنُ اُمِّہٖ مِنَ الظَّمَاءِ پس یہ کلام حسرت التیام
امام علیہ السلام سے سنکر جناب زینبؑ ناکام بہت روئیں اور عرض کی کہ فدا ہو جان بہن کی آپ پر سے کیونکہ حال
علی اصغر کا متغیر ہو کہ تین شبانہ روز متصل گذر چکے ہیں کہ ایک قطرہ پانی کا لب ہائے نازنین اس ماہ جبین تک

نہیں پہونچا ہے اور نہ کوئی قطرہ دودھ کا اُسے میسّر آیا ہے کہ اُس سے صورت اُسکی زندگی کی ہوتی اور خود اُس
اُس بچے کی یعنی رباب نایابی آب سے جاں بلب ہے اور دودھ اُس کا خشک ہوگیا ہے فَبَکَی الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ
السَّلَامُ وَحَمَلَہٗ بَیْنَ یَدَیْہِ عَلٰی قَرَبُوْسِ سَرْجِہٖ وَکَانَ یُحِبُّہٗ حُبًّا شَدِیْدًا یَجْعَلُ
یُقَبِّلُہٗ وَھُوَ مَشْغُوْفٌ بِہٖ وَعَیْنَاہُ تَہْمِلَانِ دُمُوْعًا عَلٰی مَا اَصَابَہٗ پس امام حسینؑ نے اُس ماہ
رو کو زینبؑ خاتونؑ کی آغوش سے لیکر اپنے آگے قربوس ذوالجناح پر بٹھالیا اور بہ سبب کمال محبت کے بہ حسرت و
یاس صورت اُس ماہ طلعت کی دیکھتے تھے اور تشنہ لبی پر اُس شیرخوار کے روتے تھے اور اُسے پیار کرتے جاتے تھے
ثُمَّ اَتَاہُ فَقَصَدَ الْقَوْمَ وَوَضَعَ الطِّفْلَ عَلٰی یَدَیْہِ وَرَفَعَہٗ بِحَیْثُ یُرٰی
بَیَاضُ اِبْطَیْہِ پس وہ امام عالی مقام علیہ السلام سامنے صفوف لشکر ستم شعار کے کھڑے ہوگئے اور اُس طفل صغیر
کو ہاتھوں پر رکھ کر اُسے اسقدر بلند کیا کہ سفیدی زیر بغل اقدس نمایاں تھی وَنَادٰی بِرَفِیْعِ صَوْتِہٖ ھٰکَذَا
ع اَیَا سَاکِنِیْ شَامٍ وَیَا اَھْلَ کُوْفَۃٍ ۞ فَھَلْ ھٰکَذَا اَوْصَی النَّبِیُّ الْمُکَرَّمُ ۞ اَاُمْنَعُ بِہِمْ مَاءَ الْفُرَاتِ
حَیُّوْتَکُمْ ۞ وَاَوْلَادُ طٰہٰ لِلصَّلٰوۃِ تَیَمَّمُوْا اور اُس وقت باواز بلند واسطے اتمام حجت کے اُس قوم نابکار سے ایسا کچھ فرمایا کہ اے
اہل کوفہ و شام آیا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے اپنی اُمّت سے یہ وصیت کی تھی کہ میری اولاد سے یہ دغا
دغا و دشمنی آنا اور اُن کو یہ ظلم و ستم قتل کرنا مقام حیرت ہے کہ راکب و مرکب تمہارے پانی سے سیراب ہوں اور پانی
پینا سگ و خوک تک کا تمہیں گوارا ہو اور اولاد جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ و ذرّیت فاطمہ زہرا
صلواۃ اللہ علیہا کو ایک قطرہ پانی کا نہ ملے اور اُن پر اسقدر ممانعت پانی کی ہو کہ وہ سب نایابی آب سے بجائے
وضو تیمم خاک سے کریں ع یَمُوْتُ عُطَاشًا اَھْلُبَیْتِ مُحَمَّدٍ ۞ وَیَشْرَبُ ھٰذَا الْمَاءَ تُرْکٌ وَدَیْلَمٌ
ثَلٰثُ لَیَالٍ قَدْ مَضَیْنَ عَلَی الْوَرٰی ۞ بِاَیَّامِھَا وَالْمَاءُ عَلَیْنَا مُحَرَّمٌ اے قوم بدکردار کیا قیامت ہے کہ کفار
ترک و دیلم تک کو تمہاری اجازت ہو کہ وہ جسقدر چاہیں آب فرات سے سیراب ہوں مگر اطفال خورد سال
تک ہمارے ایک جرعہ پانی کا نہ پائیں گو شدت تشنگی سے جاں بلب ہوں اے قوم ستمگار اے فرقۂ اشرار تین
شبانہ روز ہم پر گذر چکے ہیں کہ تم نے ہم پر پانی حرام کر دیا ہے حالانکہ ہم اہلبیت رسالت و معدن نبوت ہیں
یَا قَوْمِ قَدْ قَتَلْتُمْ بَنِیْ اَبِیْ وَوَلَدِیْ وَشِیْعَتِیْ وَاَنْصَارِیْ وَتَرَکْتُمُوْنِیْ وَحِیْدًا

فَرِيداً ظَمَانًا وَلَمْ يَبْقَ مَعِيَ اِلَّا هٰذَا الطِّفْلُ وَهُوَ عَطْشَانٌ مِنْ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ
اے اعدائے دین وئے معاندین سیدالمرسلین آج تم نے مجھ مظلوم پر وہ ظلم کیا ہے کہ کوئی بیرحم عالم میں کسی ادنےترین
مخلوقات پر ایسا ظلم نہ کرے لعنت خدا ہو تم پر کہ تم نے سب بھائی و فرزند و اصحاب و فاشعار و اعوان و انصار میرے
قتل کئے اور مجھے ایسا بیکس و بے یار و مددگار کر دیا ہے کہ کوئی انیس و غمگسار میرا باقی نہیں ہے مگر یہ طفل شیرخوار کہ یہ بھی
شدت پیاس سے جاں بلب ہے تین شبانہ روز متصل اسپر بھی گذرے ہیں کہ ایک قطرہ پانی کا اُس ماہ رو کے لبوں
تک نہیں پہونچا ہے فَاسْقُوهُ جُرْعَةً مِنَ الْمَاءِ فَبَيْنَا هُوَ يُخَاطِبُهُمْ اِذْ رَمَاهُ مَلْعُونٌ
بِسَهْمٍ مَسْمُومٍ فَوَقَعَ فِي حَلْقِ الطِّفْلِ فَذَبَحَهُ مِنَ الْاُذُنِ اِلَى الْاُذُنِ كَمَا هُوَ فِي الْمَقْتَلِ
اے گروہ اشقیائے قوم بے حیا اگر تمہارے زعم باطل میں واجب القتل و گنہگار ہوں تو مجھے قتل کرو لیکن یہ بچہ شیرخوار
محض بے گناہ ہے اسپر رحم کرو اور اسے ایک جرعہ آب دو کہ یہ شدت تشنگی سے ہلاک ہوتا ہے مقتل ابومخنف میں
منقول ہے کہ جناب سیدالشہدا علیہ التحیۃ والثنا ابھی اُس قوم اشقیا پر اتمام حجت کر رہے تھے کہ ایک ملعون بیرحم نے ایک
تیر مسموم طرف امام مظلوم کے ایسا تاک کر مارا کہ وہ تیر ستم حلق نازنین علی اصغر ماہ جبیں کو اُس کان سے دوسرے
کان تک زخمی کر کے نکل گیا وَفِي رِوَايَةٍ اَنَّ ذٰلِكَ السَّهْمَ قَدْ اَصَابَ خَاصِرَةَ الطِّفْلِ فَانْقَلَبَ
عَلٰى يَدَيِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَصَاحَ وَقَالَ وَاوَلَدَاهُ وَاقُرَّةَ عَيْنَاهُ وَهُوَ يَنْظُرُ اِلٰى
وَجْهِ اَبِيهِ وَتَبَسَّمَ فَمَاتَ اور ایک روایت میں یوں وارد ہوا ہے کہ وہ تیر جفا پہلوئے نازنین اُس ماہ لقا پر اس قوت
سے آن کر لگا کہ وہ شاہزادہ ہاتھوں پر امام حسین علیہ السلام کے تڑپنے لگا اور وہ حضرت دیکھتے ہی اس مصیبت
عظیم کے چلائے اور فرمایا ہائے علی اصغر نور نظر ہائے ای پارۂ جگر افسوس ہے کہ تجھ سے ماہ انور کو قتل کیا اور ایک
قطرہ پانی کا نہ دیا بس اُس طفل شیرخوار نے بہ نگاہ یاس طرف صورت اپنے باپ کی دیکھا اور کچھ مسکرایا اور حلت
کر گیا فَبَكَى الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بُكَاءً شَدِيدًا فَجَعَلَ يَتَلَقَّى الدَّمَ بِكَفَّيْهِ وَيَرْمِيهِ اِلَى الْهَوَاءِ
وَيَقُولُ اللّٰهُمَّ اَنْتَ الشَّاهِدُ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ فَاِنَّهُمْ قَدْ قَتَلُوا اَشْبَهَ الْخَلْقِ بِرَسُولِكَ فَلَمْ يَسْقُطْ
عَنْ ذٰلِكَ الدَّمِ قَطْرَةٌ عَلَى الْاَرْضِ پس امام حسین مفارقت پر علی اصغر کی بہت روئے اور خون زخم گلوئے نازنین اس
ماہ جبیں سے چلو بھر کر طرف آسمان کے پھینکا اور جناب احدیت میں عرض کی کہ ای پروردگار عالم و عالمیان تو خوب واقف

ہے حال سے میرے اوسان اعدائے دین کی کہ ان بےرحموں نے کیسے کیسے ظلم و ستم مجھ مستظلوم پر کئے ہیں یہاں تک کہ قتل کیا اُن اشقیانے اس طفل شیرخوار کو کہ جو ہم صورت تھا میرے رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ کا حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اُس خون سے ایک قطرہ تک زمین پر نہ گرتا تھا۔ ثُمَّ رَجَعَ اِلَى الْخَيْمَةِ وَنَاوَلَهُ بِاُمِّهٖ وَقَالَ لَهَا يَا رَبَابُ اصْبِرِي عَلَى الْبَلَاءِ وَاشْكُرِي اِلٰهَ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ فَاِنَّهُ لَا يَظْمَأُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَبَدًا پس امام حسین علیہ السلام خیمہ حرم محترم میں تشریف لائے اور لاش اُس بچہ شیرخوار کی مادر ستم دیدہ کو اوسکی دیدی اور رو کر فرمایا کہ اے رباب صبر کرو اس مصیبت عظیم پر کہ جو تم پر نازل ہوئی ہے اور شکر کرو اُس پروردگار کا کہ جو خالق آسمان و زمین ہے اور یہی امر باعث رضائے خدائے عزوجل ہے اور علی اصغر اب ایسے آب خوشگوار سے سیراب ہوا ہے کہ پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا فَجَعَلَتْ تُقَبِّلُهُ وَتَشُمُّ الدَّمَ مِنْ جِهَهٖ وَنَحْرِهٖ وَتَبْكِي وَتَلْطِمُ وَجْهَهَا وَخُدُودَهَا وَعُيُونُهَا تَجْرِي دَمًا وَتَقُولُ وَقَدْ تَغَيَّرَ خَدُّهَا بِدَمَائِهٖ وَتَقُولُ وَاحُزْنَاهُ مِثْلُكَ يُبْخَسُ - پس جناب رباب خاتون لاش اُس پارہ جگر کی اپنی آغوش میں لے کر بہت روئیں اور بکمال حسرت صورت اُس ماہ طلعت کی دیکھتی تھیں اور خون حلق نازنین اُس ماہ جبیں سے پونچھتی جاتی تھیں اور منہ اپنا منہ پر اُس نور نظر کے رکھے ہوئے یہ بین جگرخراش کرتی تھیں کہ ہائے ہائے پارہ جگر ہائے ای نور نظر ہائے اے علی اصغر افسوس ہے کہ کسی بےرحم نے تجھ معصوم شیرخوار پر رحم نہ کیا اور تجھ سے بےگناہ ماہ منیر تصویر رسول مقبول کو تیر سے شہید کیا اور وہ مخدومہ کونین خون گلوئے شیرخوار سے لیکر اپنے منہ پر ملتی اور پیار کرتی جاتی تھی اور کہتی تھی کہ اے علی اصغر مجھے یہ نہ معلوم تھا کہ دودھ تمہارا پیکان تیر سے بڑھایا جائے گا فَلَمَّا تَغَيَّرَتْ حَالُهَا اَخَذَهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ حِجْرِهَا وَجَاءَ بِهٖ فِي الْمُعْتَرَكِ وَوَضَعَهُ فِي الْقَتْلٰى راوی کہتا ہے کہ جب امام حسینؑ نے حال مادر علی اصغرؑ کا نہایت ہی متغیر پایا جلد اُس نور چشم کو گود سے اُس معظمہ ستم رسیدہ کے لے لیا اور اُس بی بی مظلومہ کو روتی پیٹتی چھوڑ کر قتل گاہ میں تشریف لائے اور لاش اُس بچے کی لاشہائے شہدا میں رکھ دی وَفِي الْاِحْتِجَاجِ اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَزَلَ عَنْ فَرَسِهٖ وَحَفَرَ لَهُ بِجَفْنِ سَيْفِهٖ وَرَمَّلَهُ بِدَمِهٖ وَدَفَنَهُ بِيَدِهٖ وَبَكٰى عَلَيْهِ بُكَاءً شَدِيدًا اور احتجاج طبرسی میں یوں منقول ہے کہ جناب

جناب امام حسینؑ لاش علی اصغرؑ کو آغوش اقدس میں لے کر مقتل شہدا میں تشریف لائے اور بہ نیت ذوالجناح سے اُتر کر نوک شمشیر سے ایک گڑھا بہ صورت قبر آپ کھودا اور خون حلق نازنین علی اصغر سے لیکر تمام بدن پر اُس بچے کے بجائے کفن ملا اور آپ ہی اپنے ہاتھ سے اُس چاند سی صورت کو خاک میں چھپا دیا پس بعد دفن اُس ماہ منور کے قبر پر اُس کی روتے تھے اور فرماتے تھے ۵ وَاللّٰہِ مَا لِیْ اَنِیْسٌ بَعْدُ فُرْقَتِکُمْ اِلَّا الْبُکَاءَ وَ قَرْعُ السِّنِّ مِنْ نَدَمٍ یعنی اے نور نظر اے علی اصغرؑ قسم بخدائے عزوجل کہ بعد تیری شہادت کے اب کوئی ناصر و مددگار و مونس و غمگسار ہمارا باقی نہیں ہے کہ جس سے اس مصیبت عظیم و بلائے جسیم میں تسکین مجھ بیکس کی ہو پس اے نور چشم جب تک کہ ہم جیتے ہیں تیری مفارقت میں رویا کریں گے اور دست تاسف ہمیشہ ملا کریں گے جب تک کہ تجھ سے نہ ملیں پس وہ حضرت بکمال حسرت قبر علی اصغرؑ پر گریہ و بکا کیا کئے۔ اور بعد اسکے خود آمادہ شہادت ہوئے، اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس ستائیسویں مشتمل ہے شہادت پر حضرت علی اصغرؑ کے بروایت دیگر

فِیْ کُتُبِ الْاَخْبَارِ عَنِ الرُّوَاۃِ الْاَخْیَارِ اَنَّہٗ لَمَّا رَاٰی اٰدَمُ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَسْمَاءَ النَّبِیِّ وَالْاَئِمَّۃِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ عَلٰی سَاقِ الْعَرْشِ ذَکَرَھَا وَسُرَّ بِہٖ کتب احادیث میں راویان ثقات و عدول سے منقول ہے کہ جب جناب حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسم مبارک جناب رسالت مآب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ اور تمام اسمائے متبرکہ حضرات ائمہ ہدیٰ علیہ السلام کی ساق عرش پر لکھے دیکھے اسوقت اُن اسمائے مقدسہ کو پڑھنا شروع کیا اور ہر اسم اطہر کو پڑھ کر بکمال خوش و مسرور ہوتے تھے فَلَمَّا ذَکَرَ الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَکٰی وَقَالَ لِجِبْرَئِیْلَ یَا اَخِیْ مَا لِیْ بِذِکْرِ الْخَامِسِ مِنْھُمْ تَسِیْلُ عَبْرَتِیْ وَیَنْخَشِعُ قَلْبِیْ وَیَزِیْدُ غَمِّیْ وَھَمِّیْ جبکہ اسم اقدس جناب سید الشہدا خامس آل عبا مظلوم کربلا امام حسین علیہ التحیۃ والثنا کا زبان مبارک پر جاری کیا بہت روئے اور جبرئیل امین سے کہ ہمراہ اُن حضرت کے تھے فرمایا کہ اے جبرئیل کیا سبب ہے اس کا کہ جناب محمد مصطفےٰ و علی مرتضیٰ و فاطمہ زہرا و حسن مجتبیٰ صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین تک میں نے ان اسمائے مقدسہ کو پڑھا اور ہر اسم مبارک کے پڑھنے سے مجھے

سرور و خوشی کمال حاصل ہوئی اور دل میرا شاش و بشاش ہوا لیکن جب کہ اسم امام حسین کا زینت بخش چشم کی
لیا بے اختیار مجھے رونا آیا اور دل میرا بیٹھا جاتا ہے اور رنج و الم و ہم و غم مجھ پر طاری ہے؟ قَالَ لَہٗ جِبْرَئِیْلُ
یَا اٰدَمُ وَلَدُکَ ھٰذَا یُصَابُ مُصِیْبَۃً تَصْغُرُ عِنْدَھَا الْمَصَائِبُ جبرئیل امین نے عرض کی
کہ اے نبی خدا سبب اس کا یہ ہے کہ دلبند محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و فرزند تمہارا ایسی مصیبت عظیم و بلائے جسیم میں
مبتلا ہوگا کہ مصائب تمام عالم کے سامنے اس کی مصیبت کے پست و حقیر ہوں گے فَقَالَ لَہٗ یَا اٰدَمُ یَا جِبْرَئِیْلُ
بَیِّنْہَا لِیْ مَا ھِیَ قَالَ جِبْرَئِیْلُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ یُقْتَلُ ھٰذَا عَطْشَانًا غَرِیْبًا وَحِیْدًا فَرِیْدًا لَا نَاصِرَ
وَلَا مُعِیْنَ یہ سنکر حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اخی جبرائیل بیان کرو مجھ سے کہ وہ ایسی مصیبت
عظیم کہ جس میں یہ فرزند میرا مبتلا ہوگا وہ کیا مصیبت ہے جبرئیل نے عرض کی کہ یا نبی خدا یہ فرزند دلبند آپ کا [illegible]
گرفتار رنج و محن کئی روز کا بھوکا پیاسا بے یار و مددگار بے مونس و غمگسار صحرائے کربلا میں قتل کیا جائے گا وَھُوَ
یَسْتَغِیْثُ فَلَا یُغَاثُ وَلَمْ یُجِبْہُ اَحَدٌ اِلَّا بِالسُّیُوْفِ وَشُرْبِ الْحُتُوْفِ فَیُذْبَحُ کَذَبْحِ
الشَّاۃِ مِنَ الْقَفَا وَیَبْقٰی جِسْمُہٗ عَلَی الرَّمْضَاءِ بِلَا غُسْلٍ وَلَا کَفَنٍ اور یہ امام بیکس اس حالت تنہائی
وگرفتاری میں ایک ایک کو امت سے اپنے نانا کی واسطے نصرت و مدد کے پکاریگا و فریاد کریگا لیکن کوئی اس قوم
جفاکار ستم شعار سے اس کی مدد نہ کرے گا اور کوئی اس کی فریاد کو نہ پہنچے گا مگر یہ کہ ہر طرف سے اس امام مظلوم پر تیر
و نیزہ و شمشیر لگائیں گے اور اسے مثل گوسفندان قربانی تشنہ لب پس گردن سے ذبح کریں گے اور سر مبارک اس کا
تن سے جدا کرکے نیزہ پر رکھیں گے اور جسم اطہر اس کا بے غسل و کفن عریاں بہ خاک و خون غلطاں ریگستان
گرم پر چھوڑ کر چلے جائیں گے وَیُنْھَبُ رَحْلُہٗ وَتُسْلَبُ نِسْوَانُہٗ وَیُشْھَرُ رَاْسُہٗ وَمَعَہٗ اَھْلُہٗ وَ
اَطْفَالُہٗ فَبَکٰی اٰدَمُ بُکَاءَ الثَّکْلٰی وَمَعَہٗ جِبْرَئِیْلُ بَکٰی اور اے نبی خدا بعد شہادت
حسین علیہ السلام کے وہ اشقیا خیمۂ اہل حرم کو جلائیں گے اور تمام اسباب اس حضرت کا لوٹ لیں گے اور سب اہل
حرم سے زیور چھین لیں گے اور سر اطہر اس امام بیکس و مظلوم کا شہر بہ شہر و دیار بدیار نیزہ پر رکھ کر پھرائیں گے اور
عورات و اطفال خورد سال کو مثل بندیان ترک و روم کے مقید کرکے سر برہنہ پشت شتران برہنہ پر سوار کوچہ و
بازار میں تشہیر کرینگے پس سنتے ہی اس حال پر اختلال کے حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام بآواز بلند اس

کرب سے روئے کہ جس بیتابی سے وہ عورت ستم رسیدہ روتی ہے کہ جس کا فرزند مرجاتا ہے اور اسی طرح ساتھ
اُن حضرت کے حضرت جبرئیل مصائب امام حسین علیہ السّلام پر روئے پس مومنین تم سب بھی روؤ مصیبت پر اُس
بیکس و مظلوم کی کہ جو روز عاشورا انواع و اقسام کے مصائب میں مُبتلا تھا اور جس مظلوم کے سامنے بھائی و بھتیجے
و بھانجے و بیٹے مانند گوسفندان قربانی ذبح ہوئے اور سب کا رنج و الم و مصیبت و غم اپنے قلب نازنین پر
اُٹھا کر وہ بیکس شہید ہوا مومنین وہ داغ آخری کہ جس کے بعد وہ حضرت دُنیا سے رحلت کر گئے وہ داغ شہادت
ماہ انور علی اصغر ہے کہ بیان سے اس مصیبت عظمیٰ کے دل بیٹھا جاتا ہے فِی الْمُنْتَخَبِ وَغَیْرِہٖ اَنَّہٗ لَمَّا قُتِلَ
اَعْوَانُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَنْصَارُہٗ وَعَشِیْرَتُہٗ تَدَافَعَتِ الرِّجَالُ عَلَیْہِ فَهَمَّ
بِنَفْسِہٖ اِلَی الْقِتَالِ وَاَرَادَ اَنْ یَبْرُزَ اِلَی الْمُبَارَزَۃِ فِیْ مَیْدَانِ النِّزَالِ منتخب وغیرہ میں منقول ہے کہ جب اعوان و انصار
فرزند رسولؐ مختار یعنی امام حسین علیہ السّلام کے شہادت پا چکے اور کوئی مونس و غمگسار و ناصر و مددگار اُس امام ابرار
کا باقی نہ رہا اس وقت اعدائے دین و قوم مشرکین نے اُس امام متقین کو تنہا پا کر ہر طرف سے ہجوم کیا پس حضرت
اپنی بیکسی و قلت مددگاری پر روئے اور خود بہ نفس نفیس آمادہ شہادت ہوئے اور چاہا کہ میدان کارزار میں
مقابل لشکر کفار کے ہوں فَبَیْنَا کَذٰلِکَ اِذَا سَمِعَ اَصْوَاتَ النِّسَاءِ بِالْبُکَاءِ وَالْعَوِیْلِ فَاضْطَرَبَ وَدَخَلَ
الْفُسْطَاطَ فَرَاٰی اِبْنَہُ الرَّضِیْعَ یَمُوْتُ مِنَ الْعَطَشِ پس امام حسین علیہ السّلام قاصد جہاد ہوئے تھے کہ یکایک
صدائے گریہ و بکا اہل حرم کی گوش مبارک میں آئی سنتے ہی اُس آواز دردناک عورات و اطفال کے حضرت مضطرب
و بے قرار ہو گئے اور واسطے استدراک حال پُر ملال اُن بیکسوں کے داخل خیمہ حرم محترم ہوئے دیکھا کہ عبداللہ شیرخوار
آغوش مادر میں شدت تشنگی سے جاں بہ لب ہے اور سب اہل حرم گرد اُسکے بیٹھے رہے ہیں اور روتے ہیں پس یہ حال
اُس بچہ کا دیکھکر حضرت گھبرا گئے وَقَالَتْ زَیْنَبُ بِنْتُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ یَا اَخَاہُ عَلَیَّ بِھٰذَا
الطِّفْلِ الرَّضِیْعِ فَاِنِّیْ اَرَاہُ عَطْشَانًا فَاَخَذَہٗ فِیْ حِجْرِہٖ وَاَتٰی بِہٖ اِلَی الْمَیْدَانِ پس اُس حالت اضطرار
میں حضرت نے جناب زینبؑ خاتون دختر امیر المومنین علیہ السّلام سے فرمایا کہ اے بہن اس طفل شیرخوار کو مجھے دو
کہ تا میں کچھ تدبیر پانی کی واسطے اس شیرخوار کے کروں کہ یہ بہت پیاسا ہے پس جناب زینبؑ خاتون نے عبداللہ
معصوم کو آغوش مبارک امام حسین علیہ السلام میں دیا حضرت اُسے اپنی گود میں لے کر میدان قتال میں تشریف لائے

وَنَادَى يَا قَوْمُ أَمَا مِنْ مُجِيرٍ يُجِيرُنَا أَمَا مِنْ مُغِيثٍ يُغِيثُنَا أَمَا مِنْ طَالِبِ حَقٍّ يَنْصُرُنَا أَمَا مِنْ أَحَدٍ يَأْتِينَا بِشَرْبَةٍ مِنَ الْمَاءِ لِهَذَا الطِّفْلِ فَإِنَّهُ لَا يُطِيقُ الظَّمَاءَ

پس واسطے اتمام حجت کے اُس حجت خدا نے آواز بفریاد و استغاثہ بلند کی اور فرمایا کہ آیا ہے کوئی ایسا جو ہم کو پناہ دے اس وقت مصیبت میں ہماری فریاد کو پہونچے آیا ہے کوئی ایسا دیندار حق پرست کہ اس وقت بیکسی میں ہمارے بچوں کی نصرت و مدد کرے آیا ہے کوئی ایک بھی اس جماعت کثیرہ و قوم شریر میں ایسا رقیق القلب و نرم دل کہ اس طفل شیرخوار ناداں کو ایک جرعہ پانی کا دے کہ یہ بے گناہ و بے زبان شدت تشنگی سے جاں بلب ہے فَلَمَّا سَمِعَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا اسْتِغَاثَةَ أَبِيهِ وَقَفَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ كَانَ يَوْمَئِذٍ ابْنُ سَبْعَ عَشَرَةَ سَنَةً فَقَالَ لَهُ يَا أَبَاهُ رُوحِي لَكَ الْفِدَاءُ أَنَا آتِيكَ بِالْمَاءِ يَا سَيِّدِي

ہر چند کہ امام حسین علیہ السلام استغاثہ و فریاد کیا کیے مگر وہ سب اشقیا کسی طرح اپنے ظلم و عناد سے باز نہ آئے اور کسی نے اُس جماعت کثیر سے جواب باصواب نہ دیا مگر فرزند امام حسینؑ شبیہ رسول الثقلینؐ جوان رعنا ماہ لقا یعنی جناب علی اکبرؑ کہ بموجب اس روایت کے اُسوقت تک درجہ شہادت پر فائز نہ ہوئے تھے اور سن شریف اُس شاہزادہ عالیوقار کا سترہ برس کا تھا دست بستہ سامنے اپنے پدر بزرگوار امام حسین علیہ السلام کے کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ اے پدر نامدار جان علی اکبرؑ کی حضرت پر سے فدا و نثار ہو اگر فدوی کو حکم ہو تو میں ابھی مؤکلان آب فرات کو بضرب شمشیر صاعقہ بار کنارہ نہر سے مار کر ہٹا دوں اور ابھی مشکیزہ آب سرد و خوشگوار اُس نہر سے بھر کر اپنے بھائی شیرخوار علی اصغرؑ کے لیے حاضر کروں منقول ہے کہ امام حسین علیہ السلام قبل اسکے کسی طرح رخصت علی اکبرؑ پر راضی نہ ہوے تھے اور مفارقت اُس مہر طلعت کی آنحضرت کو ہرگز گوارا نہ تھی لیکن اُسوقت شدت تشنگی علی اصغرؑ سے ایسے مضطر و بیقرار تھے کہ مفارقت علی اکبرؑ شبیہ پیغمبرؐ کی گوارا کی وَقَالَ لَهُ يَا بُنَيَّ امْضِ بَارَكَ اللَّهُ فِيكَ فَأَخَذَ عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ الرَّكْوَةَ بِيَدِهِ وَحَمَلَ عَلَيْهِمْ كَاللَّيْثِ الْمُغْضَبِ وَقَتَلَ مِنْهُمْ مَقْتَلَةً عَظِيمَةً وَفَرَّقَهُمْ تَفْرِيقًا پس حضرتؑ نے علی اکبرؑ سے فرمایا کہ اے نور نظر حق سبحانہ تعالی تمہارے اس ارادہ میں برکت عطا فرمائے اگر ہو سکے تو تھوڑا سا پانی اپنے بھائی کے لیے لاؤ کہ یہ مارے پیاس کے مُوا جاتا ہے چنانچہ شاہزادہ علی اکبرؑ باجازت فرزند خیر البشر زرہ و جوشن بلتر و مغفر بسر نیزۂ خطی بکف سیف

حیدر صفدر بجگر کمان بر دوش بکمال جوش وخروش اسپ عقاب پر سوار ایک ڈولچی لیکر میدان جنگ و پیکار میں
مقابل لشکر کفار ہوئے اور بعد رجز خوانی کے طرف نہر فرات کے متوجہ ہوئے اور کئی ہزار نابکار کو کہ موکل آب تھے
تھے بضرب شمشیر آبدار مار کر ہٹا دیا اکثر اُن اشقیائے بدکردار سے راہی دار البوار ہوئے اور اکثر خوف و ہیبت
سے اُس شیر حیدر کے فرار و ار بسمت صحرا فرار کر گئے سغرض کہ دلبند حیدر کرار غیر فرار نے کشتہائے مشرکین و کفار سے
پشتے کنار فرات پر جمع کر دیئے فَاقْتَحَمَ الْمَشْرَعَةَ وَمَلَأَ الرَّكْوَةَ وَاَقْبَلَ بِهَا نَحْوَ اَبِيْهِ الْحُسَيْنِ
عَطْشَانًا وَلَمْ يَشْرَبْ مِنَ الْمَاءِ شَيْئًا پس جبکہ شاہزادۂ علی اکبرؑ تخلیہ تمام کفار لیام
سے حاصل کر چکے گھوڑا فرات میں ڈالدیا اور ڈولچی پانی سے بھر لی ہر چند کہ لبہائے نازنین اُس ماہ جبین کے نایابی
آب سے خشک و پژمردہ تھے اور جگر اطہر اُس مہر انور کا شدت تشنگی سے کباب تھا لیکن بسبب پیاس اپنے پدر نامدار
و تشنگی علی اصغر شیر خوار کے ایک جرعہ بھی اُس آب سرد و خوشگوار سے نہ پیا اور اُسی طرح پیاسے خدمت باسعادت
اپنے باپ امام حسین علیہ السلام میں حاضر ہوئے ثُمَّ قَالَ لَهٗ يَا اَبَتَاهُ الْمَاءُ لِمَنْ طَلَبَ اَسْقِ اَخِيْ
وَاِنْ بَقِيَ مِنْهُ شَيْءٌ فَصُبَّهُ عَلَيَّ فَاِنِّيْ وَاللّٰهِ عَطْشَانٌ پس وہ ڈولچی بر آپ حضرتؑ کو دیکر عرض
کی کہ اے پدر عالیمقدار یہ پانی حاضر ہے اور مستحق اسکا بھائی میرا علی اصغرؑ ہے کہ جسکے لیئے حضرت نے پانی طلب فرمایا تھا
لیکن یہ فدوی اُمیدوار اسکا ہے کہ اگر کچھ اس پانی سے بعد پلانے علی اصغرؑ کے بچ رہے تو اُسے میرے بدن پر چھڑک
دیجیے کہ تا اُس سے فی الجملہ مجھے تسکین ہو قسم بخدائے عزوجل کہ میں بھی بہت پیاسا ہوں فَلَمَّا سَمِعَ الْحُسَيْنُ
كَلَامَهٗ بَكٰى وَاَجْلَسَ الطِّفْلَ عَلٰى فَخِذِهٖ وَقَرَّبَ الرَّكْوَةَ اِلٰى فَمِهٖ راوی کہتا ہے جبکہ
یہ کلام حسرت التیام امام حسینؑ نے اپنے نور بصر پارہ جگر علی اکبرؑ سے سنا بیکسی پر اُس شبیہ پیغمبر کی بہت روئے اور
طفل شیر خوار علی اصغرؑ کو زانوئے اطہر پر بٹھا کر وہ ڈولچی قریب لبہائے نازک اُس ماہ رو کے لائے فَلَمَّا هَمَّ الطِّفْلُ
اَنْ يَشْرَبَ اَتَاهُ سَهْمٌ مَسْمُوْمٌ فَوَقَعَ فِيْ حَلْقِ الطِّفْلِ فَذَبَحَهٗ قَبْلَ اَنْ يَشْرَبَ
مِنَ الْمَاءِ شَيْئًا۔ پس علی اصغرؑ دیکھکر اُس پانی کو بکمال اشتیاق طرف ڈولچی کے جھکے اور چاہا کہ وہ
پانی پیئے ناگاہ ایک ملعون نے تیر ستم زہر آلودہ حلق خشک اُس معصوم پر ایسا مارا کہ اُس شاہزادے نے لب بھی اپنے
اُس پانی سے ابھی تر نکیئے تھے کہ لگتے ہی اُس تیر کے راہی جنت ہوئے فَبَكَى الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَمٰى

الزَّنُوۃَ مِنۡ یَدِہٖ وَرَفَعَ رَأسَہٗ اِلَی السَّمَاءِ وَقَالَ اللّٰھُمَّ اَنۡتَ الشَّاھِدُ عَلَیۡ وَعَلَیۡھِمۡ فَاِنَّھُمۡ قَتَلُوۡا اَشۡبَھَ الۡخَلۡقِ بِرَسُوۡلِکَ جبکہ امام حسین علیہ السلام نے اُس بچے شش ماہے کو آغوش مبارک میں شہید پایا دیکھتے ہی اس مصیبت عظیم کے رونے لگے اور اُس حالت یاس و بیکسی میں سر اقدس طرف آسمان کے بلند کیا اور جناب اقدس الٰہی میں عرض کی کہ اے پروردگار محکم کار عادل و راحم تجھ پر خوب ہویدا و آشکار ہے کہ جس طرح یہ فرقہ اشرار اس بندہ بیکس و ناچار سے پیش آتا ہے اور مجھے بے ناصر و مددگار و بے مونس و غمگسار کر دیا ہے یہانتک کہ یہ فرزند شیر خوار میرا تشنہ لب تیر ستم سے شہید کیا حالانکہ وہ آفتاب طلعت ہم صورت تیرے رسول مقبول کے تھا

فَجَعَلَ یَتَلَقَّی الدَّمَ مِنۡ حَلۡقِہٖ بِکَفِّہٖ وَیَرۡمِیۡہِ اِلَی السَّمَآءِ وَیَقُوۡلُ اللّٰھُمَّ لَا یَکُوۡنُ ذٰلِکَ اَھۡوَنَ عَلَیۡکَ مِنۡ فَصِیۡلٍ بعد اُسکے حضرت نے خون حلق نازنین علی اصغر سے اپنے ہاتھ میں لیا اور اُسے طرف آسمان کے پھینکا اور جناب احدیت میں التماس کی کہ اے مالک میرے یقین ہے کہ یہ فرزند شیر خوار میرا کہ جسے ناحق اشقیا نے قتل کیا ہے تیرے نزدیک مرتبہ میں ناقہ صالح سے کم نہ ہوگا حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اُس خون سے کوئی قطرہ زمین پر نہ گرتا تھا پس امام حسین علیہ السلام گھوڑے سے اُترے اور اُس چاند کو اپنے ہاتھوں سے خاک میں چھپا دیا اور قبر علی اصغر پر گریہ و بکا کر کر آمادہ شہادت ہوئے اَلَا لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ

مجلس اٹھائیسویں مشتمل ہے رخصت و وداع امام حسینؑ پر اہل حرم سے

قَالَ الصَّادِقُ عَلَیۡہِ السَّلَامُ اَلۡبَکَّاؤُنَ خَمۡسَۃٌ اٰدَمُ وَیَعۡقُوۡبُ وَیُوۡسُفُ وَفَاطِمَۃُ بِنۡتُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَعَلِیُّ ابۡنُ الۡحُسَیۡنِ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ بعض کتب احادیث میں جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اُن حضرت نے فرمایا کہ بڑے رونے والے تمام عالم میں پانچ شخص گذرے ہیں کہ مثل اُن کے کسی نے اسقدر گریہ و بکا نہیں کیا ہے اوّل اُن میں سے جناب آدم صفی اللہ صلوات اللہ علی نبینا و علیہ السلام اور دوسرے حضرت یعقوبؑ اور تیسرے حضرت یوسف اور چوتھے جناب مریم کبریٰ دختر رسولخداؐ جناب فاطمہ زہرا اور پانچویں جناب سید الساجدین امام زین العابدین علی ابن الحسین صلوات اللہ علیہم اجمعین ہیں فَاَمَّا اٰدَمُ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیۡہِ السَّلَامُ فَبَکٰی عَلَی الۡجَنَّۃِ حَتّٰی صَارَ فِیۡ خَدَّیۡہِ اَمۡثَالُ الۡاَوۡدِیَۃِ وَ

اَمَّا یَعْقُوْبُ فَبَکٰی عَلٰی اِبْنِہٖ یُوْسُفَ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ حَتّٰی ذَھَبَ بَصَرُہٗ

لیکن حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام فراق جنت میں اسقدر روئے کہ رخسار ہائے مبارک پر گڑھے پڑ گئے تھے اور حضرت یعقوب علیٰ نبینا وعلیہ السلام مفارقت میں اپنے فرزند دلبند حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے اتنا روئے کہ بصارت چشم انور زائل و پشت اقدس خم اور موئے محاسن شریف سفید ہو گئے تھے وَاَمَّا یُوْسُفُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَبَکٰی عَلٰی اَبِیْہِ حَتّٰی تَاَذّٰی بِہٖ اَھْلُ السِّجْنِ اور جناب یوسف علیٰ نبینا علیہ الصلوات والسلام مفارقت میں اپنے پدر عالیمقدار حضرت یعقوب علیہ السلام کے اسدرجہ روئے کہ کثرت گریہ و بکا سے اُس معصوم و مغموم کے اہل زندان پر خواب و خور حرام ہو گئی تھی اور سب کو اذیت و تکلیف تھی وَاَمَّا فَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفٰی صَلَوٰۃُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِمَا فَبَکَتْ عَلٰی اَبِیْھَا حَتّٰی تَاَذّٰی بِبُکَائِھَا اَھْلُ الْمَدِیْنَۃِ لیکن جناب فاطمہ زہرا سیدۃ نساء العالمین بنت سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وآلہ اجمعین پس اس کثرت و کرب سے اپنے پدر عالی قدر کی مفارقت میں اسقدر روئیں کہ رونے سے اُن مظلومہ کے تمام اہل مدینہ اذیت و تکلیف میں تھے فَقَالُوْا لَھَا یَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ لَقَدْ اٰذَیْتِنَا بِکَثْرَۃِ بُکَائِکِ فَنَحْنُ نَرْجُوْ مِنْکِ اَنْ تَبْکِیَ لَیْلًا اَوْ نَھَارًا فَکَانَتْ تَخْرُجُ اِلٰی مَقَابِرِ الشُّھَدَآءِ فَتَبْکِیْ ثُمَّ یَنْصَرِفُ

پس اہل مدینہ جمع ہو کر خدمت باسعادت جناب سید الوصیین امیر المومنین علیہ السلام میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے امام کونین ہم سب بسبب گریہ و بکا اُم الحسنین علیہما السلام کے ایسے تکلیف شدید میں ہیں کہ نہ دن کو ہمیں مہلت ہے کہ معاش اپنی طلب کریں اور نہ شب کو ہمیں راحت ہے کہ نیند آجائے اور ہم سو رہیں پس یہ ہم چاہتے ہیں کہ جناب سیدہ فاطمہ زہرا یا دن کو رویا کریں اور شب کو آواز بلند نہ روئیں یا شب کو گریہ و بکا کریں اور دن کو گریہ و بکا و نوحہ و شیون اپنا موقوف کریں پس جناب امیر المومنین علیہ السلام نے پیام اہل مدینہ کا جناب معصومہ سے نقل کیا لیکن اُن مظلومہ نے کہنا اُن کا قبول نہ فرمایا یہانتک کہ جناب امیر علیہ السلام نے واسطے رفع شکایت اہل مدینہ کے ایک مکان قبرستان بقیع میں بنوا دیا کہ صبح سے جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام حسنین علیہم السلام کو لیکر اُس بیت الاحزان میں تشریف لیجاتی تھیں اور اپنے باپ کی مفارقت میں وہاں تمام روز گریہ و بکا کرتی تھیں اور تمام شب از شام تا صبح دولت سرا میں آن کر رویا کرتی تھیں غرض کہ اسی طرح بچھتر روز متصل مفارقت

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ میں رویا کئے یہاں تک کہ روتے روتے دُنیا سے رحلت فرمائی اور اپنے پدر عالیمقدار رسول مختار سے ملحق ہوئیں وَاَمَّا عَلِیُّ ابْنُ الْحُسَیْنِ بَکٰی عَلٰی اَبِیْہِ الْحُسَیْنِ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً وَمَا وُضِعَ بَیْنَ یَدَیْہِ طَعَامٌ اَوْ مَاءٌ اِلَّا بَکٰی یعنی بخوبی حضرت ان پنجتن گرفتاران رنج ومحن وبرگزیدگان رب ذوالمنن سے امام مشرقین جناب علی ابن الحسین علیہما السلام مصیبت پر اپنے باپ امام حسین علیہ السلام کے چالیس برس کامل رویا کئے شبانہ روز بجز عبادت خدا گریہ وبکا مصائب جناب سید الشہدا علیہ آلاف التحیة والثنا کے کوئی شغل اُن کو نہ تھا اور جس وقت کھانا یا پانی بوقت افطار سامنے اُن حضرت کے آتا تھا تو اس کرب سے نوحہ وبکا کرتے تھے کہ دل ہر ایک دوست ودشمن کا شق ہوتا تھا اور وہ کھانا وپانی ممزوج ومخلوط اشک چشم مبارک سے ہوجاتا تھا فَقَالَ لَہٗ مَوْلَاہُ یَا سَیِّدِیْ جُعِلْتُ فِدَاکَ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْھَالِکِیْنَ فَقَالَ لَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّمَا اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ پس غلام نے اُن حضرت کے جب حال اپنے آقا کا کثرت گریہ وبکا سے نہایت متغیر پایا عرض کی کہ اے سید عالیوقار واے آقائے نامدار ایسا نہ ہو کہ روتے روتے آپ اپنے تئیں ہلاک کریں فدا ہوں آپ پر مجھے خوف ہے حضرت کی جان کا پس جواب میں اُس خادم کے اُنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ میں شکایت اپنے رنج والم وحزن وغم کی پروردگار عالم سے کرتا ہوں اور جو کچھ کہ ثواب گریہ وبکا کا مصائب فرزند جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ پر نزدیک خداوند کریم کے ہے اُس سے میں خوب واقف ہوں تم اُسے نہیں جانتے ہو پس مومنین گریہ وبکا کرو مصائب پر اُس امام بیکس ومظلوم کے کہ جیسے مصائب پر جناب سید الساجدین چالیس برس کامل شب وروز مشغول رونے اور رونا مصیبت پر اُنحضرت کی باعث اجر جمیل وموجب ثواب جزیل جانتے تھے حضرات مصائب جناب سید الشہداء لاتعد ولاتحصیٰ ہیں لیکن مصیبت رخصت آنحضرت کی اپنے اہل حرم سے اور اُن سے وداع ہونا عظیم ترین مصائب ہے لَقَدْ رُوِیَ فِی الْمُنْتَخَبِ وَغَیْرِہٖ لَمَّا قُتِلَ عَلِیُّ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ طَفِّ کَرْبَلَا وَنَادٰی یَا اَبَتَاہُ اَدْرِکْنِیْ اَقْبَلَ اِلَیْہِ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَعَلَیْہِ جُبَّةُ خَزٍّ دَکْنَاءُ وَعِمَامَةٌ مُوَرَّدَةٌ کتاب منتخب وغیرہ میں منقول ہے کہ جب روز عاشورا شاہزادہ علی اکبر شبیہ پیغمبر زخمی ہو کر گھوڑے سے زمین پر گرے اور اپنے پدر بزرگوار امام حسین علیہ السلام کو آواز دی کہ اے آقائے کونین جلد غلام کی خبر لو

کہ یہ فدوی جان بلب ہے اور حضرت پر سے فدا ہوا۔ پس سنتے ہی اُس آواز مصیبت طراز اُس نور نظر کے تمام عالم نظر امام حسین علیہ السلام
تیرہ و تاریک ہوگیا اور دل الم منزل مثل مرغ نیم بسمل سینۂ گنجینۂ علوم الٰہی میں تڑپنے لگا بے تابانہ افتاں و خیزاں وا دلداہ و اعلیاہ
گویاں طرف مقتل کے روانہ ہوئے اور اُسوقت عبائی خز سیاہ رنگ دوش اقدس پر تھی اور عمامہ گلابی سر اطہر پر بندھا تھا
فَجَلَسَ عِنْدَ رَاسِہٖ وَهُوَ قَدْ مَاتَ فَبَكٰى بُكَاءً شَدِيْدًا وَنَادٰى وَا نُوْرَ عَيْنَاهُ وَ اَثْمَرَةَ
فُؤَادَاهُ فَقَدِ اسْتَرَحْتَ مِنْ كَرْبِ الدُّنْيَا وَ هَمِّهَا جب کہ گریاں و نالاں با حال پریشاں
وہ حضرت لاش علی اکبر پر پہنچے دیکھا کہ وہ نور چشم ماہ تاباں قبل پہونچنے کے راہی ریاض جناں ہو چکا ہے اور لاش اُس
پارۂ جگر کی آغشتہ بخاک و خوں زمیں پر پڑی ہے دیکھتے ہی اس مصیبت عظیم کے بہت روئے و فرمایا کہ افسوس صد افسوس
اے نور نظر اے علی اکبر کہ تم تک نہ پہنچ سکے اور تم دنیا سے رحلت کر گئے لیکن اے فرزند دلبند تم تو درجۂ شہادت پر فائز ہوئے
اور تم نے رنج و الم دنیا سے راحت پائی وَتَرَكْتَ اَبَاكَ وَحِيْدًا فَرِيْدًا بَيْنَ الْاَعْدَاءِ
يَا بُنَيَّ عَلَى الدُّنْيَا بَعْدَكَ الْعَفَا۔ لیکن اے پارۂ جگر بعید از محبت ہے کہ اپنے پدر مظلوم بیکس
کو بے مونس و غمگسار بے ناصر و مددگار نرغہ کفار ستم شعار میں چھوڑ گئے اے علی اکبر شبیہہ پیغمبر جب بچہ سا فرزند جوان رعنا
ماہ لقا ہم صورت رسول خدا دنیا سے اُٹھ جائے اور سامنے آنکھوں کے باپ بیکسی مر جائے تو پھر باپ کو جینا اپنا کیونکر گوارا
ہو اور اُسے کیا لطف زندگی کا باقی رہے اے علی اکبر اب بعد تمہارے خاک ہے اس دنیا و زندگانی دنیا پر ثُمَّ وَثَبَ
عَلٰى قَدَمَيْهِ وَاَقْبَلَ اِلَى الْخَيْمَةِ لِوَدَاعِ اَهْلِهٖ فَاَقْبَلَ اِلٰى اُمِّ كُلْثُوْمٍ وَقَالَ لَهَا
يَا اُخْتَاهُ اُوْصِيْكِ بِنَفْسِكِ خَيْرًا وَاِنِّيْ بَارِزٌ اِلٰى هٰؤُلَاءِ الْكُفَّارِ جب کہ امام حسین علیہ السلام لاش علی
اکبر پر رو چکے اُسوقت پیادہ پا طرف خیمہ گاہ کے واسطے وداع اہل حرم کے روانہ ہوئے پس عصمت سرا میں پہنچکر بہن اپنی
جناب اُم کلثوم دختر امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا کہ اے بہن آگاہ ہو کہ میں اب آمادۂ شہادت ہوں اور ان کفار ستم
شعار سے لڑنے کو جاتا ہوں لیکن وصیت میری تم سے یہ ہے کہ بعد میرے اُمور خیر و نیک کو اختیار کرنا اور سلسلۂ صبر و شکر کو اس
مصیبت عظیم میں ہاتھ سے اپنے نہ دینا کہ اسمیں خوشنودی و رضامندی خدائے عز و جل ہے یہ سنتے ہی جناب اُم کلثوم اور سب
اہل حرم نے روتے روتے حال اپنا متغیر کیا اور صدائے وا محمداہ وا علیاہ کی عصمت سرا سے بلند ہوئی فَاَقْبَلَ
اِلٰى اُخْتِهٖ زَيْنَبَ بِنْتِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَقَالَ لَهَا يَا اُخْتَاهُ اِئْتِيْنِيْ بِثَوْبٍ عَتِيْقٍ لَا يَرْغَبُ

اَحَدٌ حَتّٰی اَجْعَلَهٗ تَحْتَ ثِیَابِیْ فَقَالَتْ زَیْنَبُ یَا اَخِیْ لِمَ تَلْبَسُ الثَّوْبَ الْعَتِیْقَ
پس حضرت بیکسی پر اپنے اہل حرم کے بہت روئے اور اپنی بہن زینبؑ خاتون دختر امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا کہ بہن ایسا
کوئی کپڑا بوسیدہ و کہنہ لاؤ کہ جس کی طرف کسی کو رغبت نہ ہو اور میں اُسے نیچے لباس کے پہن لوں یہ سُنکر جناب زینبؑ خاتون نے
اور عرض کی کہ اے یادگار پدر و مادر فدا ہوں آپ پر ایسا لباس کہنہ کیوں مطلوب ہے اور حضرت کو کس لئے مرغوب ہے۔
قَالَ لَهَا یَا اُخْتَاهُ لِئَلَّا یَطْمَعَ فِیْهِ الْاَعْدَاءُ وَلَا یَسْلِبُ الْاَشْقِیَاءُ مِنْهَا وَلَا اَبْقٰی عُرْیَانًا
بَعْدَ الْقِتَالِ جناب حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا اے بہن زینبؑ سبب طلب لباس کہنہ کا یہ ہے کہ جب میں شہید
ہو چکوں گا اُسوقت یہ شقیا بسبب طمع دنیا میرا لباس و ہتیار چھین لیں گے اور کسی کو انہیں سے خوف خدا کا نہوگا اگر لباس پوشیدہ
و کہنہ میرے بدن پر دیکھکر رغبت طرف اُسکی نہ کریں و لاش میری برہنہ و عریاں نہ چھوڑ دیں تو عجب نہیں ہے وَ اِمَّا مَعْنَا
لَمَّا قُتِلَ ذٰلِكَ السَّیِّدُ الْاِمَامُ سَلَبُوْهُ الْکَفَرَةُ اللِّئَامُ وَ بَقِیَ نَعْشُهٗ عُرْیَانًا
ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ لیکن مومنین جائے تاسف ہے کہ جب وہ امام مظلوم شہید ہو چکے اُسی وقت وہ سب اشقیا متوجہ طرف اتارنے لباس
کے اور چھین لینے ہتیار اُن حضرت کے ہوئے یہاں تک کہ لاش اقدس جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کے باوصف اُس
حزم و احتیاط کے تین شبانہ روز غلطاں بخاک و آلودہ بخوں برہنہ و عریاں ریگستان گرم پر دہوپ میں بے غسل و کفن پڑی
رہی فَبَکَتْ زَیْنَبُ وَالنِّسَاءُ فَاُوْتِیَ بِثِیَابٍ تَلْبَسُهَا وَخَرَقَهَا مِنْ اَطْرَافِهَا وَکَانَ
لَهٗ سِرْوَالٌ جَدِیْدٌ فَخَرَقَهٗ وَمَزَّقَهٗ وَجَعَلَهٗ تَحْتَ ثِیَابِهٖ پس اس بیان ہلاکت توامان سے جناب زینبؑ
خاتون روتے روتے غش کر گئیں اور سب اہل حرم بیکسی پر اُس امام محترم کے پیٹنے لگے آخر کار حسب الارشاد لباس کہنہ حاضر ہوا
پس امام حسین علیہ السلام نے اُس لباس کو باوصف بوسیدگی و کہنگی کے جابجا سے پھاڑ کر پہن لیا اور ملا ایک زیر جامہ کہ
فی الجملہ ثابت و نیا تھا اُسے بھی ہر طرف سے پھاڑ کر نیچے لباس کے پہن لیا ثُمَّ دَعَا بِبُرْدَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَبِسَهَا
بِصُوْرَةِ الْکَفَنِ وَاَفْرَغَ عَلٰی نَفْسِهٖ دِرْعَهُ الْفَاضِلَ وَتَعَمَّمَ بِعِمَامَتِهٖ وَتَقَلَّدَ بِسَیْفِهٖ وَاَخَذَ
بِرُمْحِ اَبِیْهِ الذَّائِبِ بعد اُس کے اُس امام مظلوم نے چادر رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ کو بصورت کفن پہن لیا اور
زرہ اپنے نانا کی کہ نہایت بہتر و افضل تہی بدن اطہر پر درست کی اور عمامہ مقدسہ اُن حضرت کا سر اقدس پر باندہا اور
ذو الفقار حیدر کرار کو حمائل کی اور نیزہ اپنے پدر بزرگوار علیؑ ابن ابی طالبؑ کو ہاتھ میں لیا۔ ثُمَّ تَوَجَّهَ اِلٰی اَهْلِهٖ وَقَالَ

لھُمْ یَا اَھْلَ بَیْتِ النُّبُوَّۃِ وَمَعْدَنِ الرِّسَالَۃِ خَلِیْفَتِیْ عَلَیْکُمُ اللّٰہُ ۔ فَخَرَّتْ اِلَیْہِ زَیْنَبُ مُسْتَغِیْثَۃً ﴿﴾ وَمَحْجَرُھَا مِنْ دَمْعِھَا یَتَبَلَّلُ ﴿﴾ تَقُوْلُ اَخِیْ ھٰذَا الْفِرَاقُ مَتَی اللِّقَا: اَخِیْ مَنْ لَنَا مِنْ بَعْدِ فَقْدِکَ کَافِلُ پس اُن حضرت نے اپنی اہلِ حرم سے فرمایا کہ اے اہلبیت رسالت و معدن نبوت تم سب پر سلام میرا پہونچے اور میری و تمہاری ملاقات قیامت پر رہی تم سب کو حفظ و حمایت خدائے عزوجل میں سپرد کیا میں نے کہ وہ خیر الحافظین ہے راوی کہتا ہے کہ سنتے ہی لفظ رخصت و وداع کے جناب زینبؑ خاتون دختر خاتونؑ قیامت آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر غش کر گئیں اور زمین پر گر پڑیں پس امام حسینؑ علیہ السلام یہ حال پر اختلال اپنی بہن کا دیکھ کر سرہانے اُن معظمہ کے بیٹھ گئے اور سر اطہر اُس مظلومہ کا اپنی چھاتی سے لگایا جب کہ حضرت زینبؑ کو غش سے افاقہ ہوا اسوقت اُس امام بیکس نے بہت سے کلمات تسکین کے ارشاد فرمائے اور حکم بصبر و شکر کیا پس اُس محترمہ مکرمہ نے رو کر عرض کی کہ اے نفیہ پدر و مادر مجھے کیونکر صبر آئے اور کیونکر میں اپنے تئیں ہلاک نہ کروں کہ بعد آپ کے کوئی ایسا سرپرست مجھے نہیں نظر آتا ہے کہ جو عزت و آبرو مجھ ستم رسیدہ کی بچائے اور میری حمایت کرے اور نہ اس بہن بیکس کو توقع اس کی ہی کہ پھر تم کبھی مجھ سے ملوگے اور میں پھر کبھی یہ چاند سی صورت دیکھوں گی کاش بہن کو قبل اسکے موت آتی کہ میں آپ کو اس مصیبت میں مبتلا نہ دیکھتی

۵ وَفَاطِمَۃُ الصُّغْرٰی تَقُوْلُ لِاُخْتِھَا: ھَلُمِّیْ عَلَی التَّوْدِیْعِ وَالْاَمْرُ مُھْوِلُ: اَرٰی وَالِدِیْ یُوْصِیْ بِنَا اِخْوَانَہٗ: وَعَیْنَاہُ مِنْ حُزْنٍ تَفِیْضُ وَتَھْمِلُ راوی کہتا ہے کہ قسم بخدائے عزوجل نہیں بھولتا مجھے وہ اضطراب فاطمہؑ صغریٰ دختر جناب سید الشہدا علیہ السلام کا کہ جسوقت اُس شاہزادی نے اپنے باپ بھوکے پیاسے کو روتے پایا اور شور رخصت والوداع کا اہلِ حرم میں بپا دیکھا اُسوقت بہ کمال اضطراب روتی و پیٹتی اپنی بہن سکینہ خاتون کے پاس دوڑی گئی اور اُس مظلومہ سے کہا کہ اے بہن کیا بیٹھی ہو کہ اب ہم بیکسوں پر بلائے عظیم نازل ہوا چاہتی ہے اور قریب ہے کہ اس غربت و بے وطنی میں ہم یتیم ہوں اس لئے پدر بزرگوار ہمارے امام حسین علیہ السلام خیمۂ اہلحرم میں تشریف لائے ہیں اور گرد اُن کے تمام اہلحرم حلقہ کئے بیٹھ رہے ہیں اور حضرت بھی اُن سب کی بیکسی و غریب الوطنی پر روتے ہیں اور ہماری پھوپھیوں سے رخصت ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے ام کلثومؑ اے زینبؑ خاتون میں تم سب سے رخصت ہوتا ہوں مگر وصیت میری تم سے یہ ہے کہ بعد میرے میرے بچوں کی دلجوئی کرنا اور انکی دلداری میں مصروف رہنا کہ یہ سب یتیم ہیں اور دل یتیموں کا نازک ہوتا ہے اور یہ سب تمہاری سپرد ہیں اور تم سب کو خدائے عزوجل کے سپرد کیا میں نے

کہ وہ خیر الحافظین ہے فَلَمَّا سَمِعَتْ ذٰلِکَ سُکَیْنَۃُ بَکَتْ وَاَقْبَلَتْ اِلٰی اَبِیْہَا وَہِیَ صَارِخَۃٌ فَقَالَتْ لَہٗ
یَا اَبَتَاہُ اِسْتَسْلَمْتَ لِلْمَوْتِ فَمَنْ لَنَا بَعْدَکَ قَیِّمٌ نَرْجُوْہُ جب کہ یہ خبر ہلاکت اثر سکینہ خاتون دختر امام حسین نے
سنی سنتے ہی اسکے بے اختیار رونے لگی اور گریاں و نالاں افتاں و خیزاں باحال پریشان قریب اپنے باپ کے آئی اور دامن
اقدس آنحضرت کا پکڑکر رونے لگی اور بہ کمال حسرت و یاس طرف حضرت کے دیکھ کر عرض کی کہ اے باباجان کیا آپ بھی مانند
چچاجان عباس دلاور اور بھیا قاسم و علی اکبر کے ہمیں اس دشت غربت و صحرائے مصیبت میں چھوڑ کر مرنے کو چلنے
والے ہیں پدر عالی مقدار اگر آپ بھی شہید ہوئے تو ہمارا کون حامی و مددگار ہے کہ ہمیں دست ظلم مشرکین سے بعد آپ کے
بچائے گا اور ہماری سرپرستی کرے گا فَبَکَتِ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَالَ لَہَا یَا قُرَّۃَ عَیْنِیْ کَیْفَ لَا
یَسْتَسْلِمُ لِلْمَوْتِ مَنْ لَا نَاصِرَ لَہٗ وَلَا مُعِیْنٌ جب امام حسین نے یہ کلام حسرت التیام اس
دختر ناکام سے سنا بہت روئے اور فرمایا کہ اے نور نظر اے سکینہ پارہ جگر کیونکر اپنے مرگ پر کمر بستہ نہ ہو وہ ناچار و مضطر جس کا
کوئی ناصر و مددگار و مونس و غمگسار باقی نہ رہے اور وہ یکہ و تنہا نرغہ کفار ستمشعار میں گرفتار ہو فَبَکَتْ سُکَیْنَۃُ وَ
قَالَتْ یَا اَبَتَاہُ رُدَّنَا اِلٰی حَرَمِ جَدِّنَا فَقَالَ الْحُسَیْنُ ہَیْہَاتَ ہَیْہَاتَ یَا قُرَّۃَ
فُؤَادِیْ لَوْ تُرِکَ الْقَطَا لَغَفَا وَنَامَ پس یہ سنکر وہ دختر یتیم بہت روئی اور عرض کی کہ اے پدر عالی مقدار
اگر آپ ضرور آمادہ شہادت ہیں تو پہلے مجھے اور میری اماں و میری پھوپھیوں کو وطن میں پہنچا آئیے کہ تاہم اس مصیبت غربت الوطنی
و ذلت و رسوائی سے محفوظ رہیں راوی کہتا ہے کہ یہ سنکر امام حسین علیہ السلام بیتاب ہو گئے اور بیکسی و کمسنی پر اس دختر
یتیم کے بآواز بلند رونے لگے اور فرمایا کہ اے جان پدر اے پارہ جگر اگر مجھے اتنا اختیار باقی ہوتا کہ میں تمہیں وطن میں
پہنچا دوں تو میں تمہیں بے حامی و مددگار اس دشت غربت میں چھوڑ کر کیوں مرنے کو جاتا مگر اے بیٹی باپ تیرا نہایت ہی
مجبور ناچار ہے ہرگز مجھے کچھ اختیار باقی نہیں ہے فَبَکَتْ سُکَیْنَۃُ بُکَاءً شَدِیْدًا فَضَمَّہَا
اِلٰی صَدْرِہٖ وَبَکٰی وَمَسَحَ دُمُوْعَہَا بِکُمِّہٖ وَیَقُوْلُ جبکہ سکینہ خاتون نے اپنے باپ کو کمال
بیکس دیکھ پایا اسقدر پیٹی و روئی کہ قریب تھا کہ روح اس شاہزادی کی نکل جائے پس دیکھ کر امام حسین علیہ السلام نے
اس یتیم کو اپنی چھاتی سے لگایا اور آستین سے اپنے اشک چشم در خسار اس بیکس و زار کے پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے تھے
۵ سَیَطُوْلُ بَعْدِیْ یَا سُکَیْنَۃُ فَاعْلَمِیْ ۞ مِنْکِ الْبُکَاءُ اِذَا الْحِمَامُ دَہَانِیْ ۞ لَا تُحْرِقِیْ قَلْبِیْ بِدَمْعِکِ

حسرۃً ؛ مَا دَامَ مِنِّی الرُّوْحُ فِیْ جُثْمَانِیْ یعنی اے دختر پارۂ جگر اے سکینہ نورِ نظر قریب ہے اور کچھ عرصہ باقی نہیں ہے کہ میں شہید ہوں اور تو میری لاش پر میری مصیبت میں روئے اور پیٹے اور سب مجھے یاد کرکے حال اپنا متغیر کرے پس اے جانِ پدر چند نفس کہ میں زندہ ہوں تو نہ رو اور میرے سامنے اسقدر گریہ و بکا نہ کر کہ تیرے رونے سے جگر میرا کباب ہوتا ہے فَبَیْنَا کَذٰلِکَ اِذْ اَقْبَلَتْ اِلَیْہِ اُمُّ سُکَیْنَۃَ وَ اُمُّ عَبْدِ اللّٰہِ الرَّضِیْعِ تُدْعٰی بِالرَّبَابِ وَھِیَ بِنْتُ اِمْرَءِ الْقَیْسِ الْکِنْدِیْ یَقُوْلُ فِیْھِمَا الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ راوی کہتا ہے کہ ابھی وہ حضرت تسکین و دلداری سکینہؑ کی کر رہے تھے کہ اسی اثنا میں مادرِ سکینہؑ و علی اصغرؑ شیر خوار یعنی مخدرہ تتق عصمت و کرامت صدر نشین محفلِ اہبت و عفت ماہ خورشید احتجاب یعنی جناب رباب دختر امرالقیس کندی روتی پیٹتی قریب امام حسینؑ کے آئیں اور وہ مخدومہ سب ازواج مطہرات میں اُن حضرت کے معزز و ممتاز و امثال و اقران میں اپنے سرافراز تھیں اور جناب امام حسین علیہ السلام کو اُس محترمہ سے اسقدر محبت تھی کہ اکثر بہ سبب فرطِ محبت کے فرماتے تھے ؎ لَعَمْرُکَ اِنَّنِیْ لَاُحِبُّ دَارًا ؛ تَکُوْنُ بِھَا سُکَیْنَۃُ وَالرَّبَابُ ؛ اُحِبُّھُمَا وَاَبْذُلُ جُلَّ مَالِیْ وَلَیْسَ لِعَاتِبٍ عِنْدِیْ عِتَابُ یعنی مجھے نہایت پسند ہے اور بہت بھاتا ہے وہ گھر کہ جس گھر میں نورِ نظر پارۂ جگر میری سکینہؑ اور ماں اُسکی رباب ہو اور مجھے ان دونوں سے اسدرجہ محبت ہے اور اسقدر انہیں دوست رکھتا ہوں کہ تمام مال اپنا ان دونوں کی خوشی خاطر و رضا جوئی میں صرف کرتا ہوں ہرچند کہ اور لوگ اس امر میں مجھے برا جانیں اور مجھ سے ناخوش ہوں وَکَثِیْرًا مَا یَقُوْلُ فِیْھِمَا الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَا یُعْجِبُنِیْ بَیْتٌ لَا تَکُوْنُ فِیْھَا سُکَیْنَۃُ وَالرَّبَابُ اور اکثر اوقات جناب امام حسینؑ علیہ السلام فرماتے تھے کہ ہرگز مجھے وہ گھر پسند نہیں آتا ہے کہ جس گھر میں میری دختر نیک اختر پارۂ جگر سکینہؑ اور ربابؑ نہوں فَاَخَذَتْ لِجَامَ فَرَسِہٖ وَبَکَتْ وَقَالَتْ لَہٗ یَا سَیِّدِیْ اِنَّکَ تُقْتَلُ فَمَنْ لِیْ بَعْدَکَ یَحْمِیْنِیْ فِی الْمَصَائِبِ وَیَحْفَظُنِیْ مِنَ النَّوَائِبِ پس اُن معظمہ نے لگام ذوالجناح پکڑلی اور بہت روئیں اور عرض کی کہ اے مالک و سردار مجھ بیکس کے اب حضرت تو آمادہ شہادت ہیں اس کنیز کا کوئی حامی و مددگار ہے کہ جو بعد آپ کے میری آبرو بچائے گا اور مجھ بے وارث کی حمایت کرے گا۔ فَبَکَی الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَقَالَ لَھَا یَا رَبَابُ اِصْبِرِیْ عَلَی الْبَلَاءِ وَاشْکُرِیْ اِلٰہَ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ فِیْ

وَالضَّرَّاءِ فَاِنَّہٗ یَعْصِمُكِ مِنَ النَّاسِ ۔ پس حضرت سکینہ پر رباب کی بہت روئے اور فرمایا کہ اے رباب اب وقت صبر و محل شکر ہی نہیں لازم ہی کہ اس مصیبت عظیم میں سلسلۂ صبر کو ہاتھ سے نہ دینا اور حق سبحانہ تعالے پر اعتماد و توکل کرنا اور ہر نفع و ضرر میں شکر خدائے عزوجل کرنا کہ وہی حافظ و نگہبان و کفیل و خبرگیراں بیکساں ہے۔ فَوَدَّعَهَا وَوَدَّعَ اَهْلَهٗ وَنِسَاءَهٗ وَاَتٰى اِلَى الْمَيْدَانِ وَقَتَلَ مِنْهُمْ ثَلٰثِيْنَ اَلْفَ فَارِسٍ مِنَ الشُّجْعَانِ حَتّٰى حَمَلُوْا عَلَيْهِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ مَكَانٍ وَقَتَلُوْهُ بِالسُّيُوْفِ فَتَمَّمُوْا سَنَانَ غرض امام نے اس مخدومہ کو امر بصبر و شکر فرما کر رخصت کیا اور اسی طرح سب اہلبیت کو وداع کیا اور عورات و اطفال کو روتے پیٹتے چھوڑ کر میدان کارزار میں تشریف لائے اور مثل شیر پروردگار اس قوم نابکار پر حملہ کیا اور تیس ہزار سوار شجاعان لشکر شقاوت شعار سے بہ ضرب ذوالفقار حیدر کرار غیر فرار راہی دار البوار کئے آخر کار اس مجمع اشرار نے اس امام ابرار کو ہر طرف سے گھیر کر تیر و نیزہ و شمشیر سے قتل کیا اور خیمہ ہائے اہلبیت اطہار کو جلا دیا اور عورات و اطفال خورد سال کو مقید کیا کتب معتبرہ اخبار احادیث میں مروت و وفا، و عصمت، و حیا عفت مآب جناب رباب سے منقول ہے کہ ہر چند بعد شہادت جناب سید الشہدا علیہ آلاف التحیۃ والثنا کے وہ مظلومہ تو ایب بے انتہا و مصائب لا تعد ولا تحصٰی میں مبتلا ہوئیں اور ہمراہ اہلبیت رسول خدا و ذریت علی مرتضیٰ کی از کربلا تا کوفہ و از کوفہ تا شام سر برہنہ بلوائے عام میں مقید ہو کر مثل کنیزان حبش و زنگبار کے پھرائی گئیں اور مدت دراز تک دمشق میں مقید رہیں لیکن ہرگز کبھی ایک سر مو جادہ صبر و رضا سے تجاوز نہ فرمایا اور کسی حالت میں موافق وصیت اپنے شوہر امام عالیمقام کے سلسلۂ صبر کو ہاتھ سے نہ دیا اور بجز گریہ و زاری و فکر جناب باری کے کسی وقت حرف شکایت لب مبارک پر نہ لائیں فَلَمَّا رَجَعَتْ مِنْ دِمَشْقَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ خَطَبَهَا اَشْرَافُ قُرَيْشٍ فَبَكَتْ وَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَا يَكُوْنُ لِيْ حَمٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ جب کہ بعد مدت دراز کے قید ستم سے چھوٹ کر ہمراہ اہلبیت کے وہ معظمہ مدینہ منورہ میں تشریف لائیں پس بعد چند روز کے اشراف قریش نے خواستگاری کی اور پیام عقد کا اُن مخدومہ پاس بھیجا جب کہ اُن مکرمہ عصمت و عفت شعار کو یہ پیام الم انضمام اشراف قریش کا پہنچا اسوقت امام حسین علیہ السلام کو بہت یاد کیا اور بہت روئیں اور پیٹیں اور اُن کے جواب میں کہلا بھیجا کہ وائے تم پر اور تمہاری عقل و فہم پر آیا کوئی شخص مثل جناب رسول الثقلین کے خسر اور امام حسین علیہ السلام سا شوہر عالم میں ہے کہ میں اپنے تئیں اُسکے عقد

میں لاؤں اور اشرف انبیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی بہو کہلا کر اب اور کسی ادنے کی بہو کہلاؤں قسم بخدائے عزوجل کہ بعد شہادت ایسے شوہر امام مشرقین شاہنشاہ کونین کی مجھے زندگی اپنی ناگوار ہے اب آرزومند اسکی ہوں کہ یہ بقیہ زندگانی گریہ وبکا مصیبت جناب سید الشہدا خامس آل عبا میں بسر کروں اور اسے ماتم وعزا میں روح میری تن سے جدا ہو جائے فَبَقِيَتْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمْ يُظِلَّهَا سَقْفٌ حَتّٰى مَاتَتْ كَمَدًا منقول ہے کہ وہ معظمہ جبتک زندہ رہیں اس ماتم عظیم ومصیبت جسیم میں کبھی زیر سایہ نہ بیٹھیں بلکہ ہمیشہ زیر آسمان دھوپ وشبنم و ابرو باراں میں تمام عمر اپنی بسر کی اور ہر وقت مصیبت اپنی وارث مظلوم کے یاد کر کر رویا کیں یہانتک کہ روتے روتے ہی اس دار فنا سے طرف عالم بقا کے رحلت فرمائی۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس انتیسویں بھی مشتمل ہے رخصت پر حضرت کی اہلحرم سے موافق روایت محرق القلوب

فِي عُيُوْنِ اَخْبَارِ الرِّضَا عَنْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْطَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ يَا عَلِيُّ مَا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى خَلْقًا اَفْضَلَ مِنِّيْ کتاب عیون اخبار الرضا میں جناب امیر المؤمنین سید الوصیین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرت نے کہ ایک مرتبہ ارشاد فرمایا مجھے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ یا علی حق سبحانہ تعالے نے کسی مخلوق کو اپنی مخلوقات سے بہتر و افضل مجھ سے نہیں پیدا کیا۔ فَقُلْتُ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَاٰلِكَ فَاَنْتَ اَفْضَلُ اَمْ جَبْرَئِيْلُ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ ارشاد ہدایت بنیاد حضرت سے سنکر میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وآلک آیا جبرئیل امین حامل وحی رب العالمین آپ سے افضل ہیں یا آپ اُن سے بھی افضل ہیں مومنین ہر چند کہ جناب امیر علیہ السلام ارشاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو بخوبی سمجھ چکے تھے لیکن واسطے تفہیم وتعلیم عوام کے طالب تفصیل ہوئے کہ تا سب اور اہل اسلام سے بخوبی مفصلاً واقف ہوں کہ مراد ان حضرت کی مخلوقات سے سب جن وانس وملائکہ ہیں عموماً نہ یہ کہ مخلوقات سے مراد آنحضرت کی فقط انسان ہیں فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ يَا عَلِيُّ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَضَّلَ الْاَنْبِيَاءَ وَالْمُرْسَلِيْنَ عَلٰى

الْمَلٰئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَفَضَّلَنِیْ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَی الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ پس رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے یہ جواب ارشاد فرمایا کہ یاعلیؑ بہ تحقیق کہ جناب قدس آلہی نے تمام انبیاء مرسلین کو فرشتہائے مقربین سے افضل پیدا کیا ہے اور مجھے تمام انبیائے مرسلین سے بہتر و افضل پیدا کیا ہے یعنی یاعلیؑ میں وہ درجہ کہ افضل ہوں جبرئیل سے وَالْفَضْلُ بَعْدِیْ لَکَ یَاعَلِیُّ وَلِلْاَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِکَ وَاِنَّ الْمَلٰئِکَةَ خُدَّامُنَا وَخُدَّامُ مُحِبِّیْنَا اور یاعلیؑ بعد میرے حق سبحانہ تعالیٰ نے تمہیں اشرف و افضل تمام اپنی مخلوقات سے خلق کیا ہے اور مثل تمہارے ہی گیارہ امام تمہارے اولاد سے افضل مخلوقات ہیں اور یاعلیؑ سب ملائکہ خادم ہیں ہمارے اور خادم ہیں اُن لوگوں کے کہ جو دوست و شیعہ ہیں ہمارے یَاعَلِیُّ الَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِوِلَایَتِنَا یاعلیؑ وہ ملائکہ کہ جو عرش کو اٹھائے ہیں اور جو ملائکہ گرد عرش کے ہیں وہ سب تسبیح بحمد خدائے عزوجل کرتے ہیں اور طلب مغفرت کرتے ہیں اُن لوگوں کے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں ہماری ولایت و محبت کا یَاعَلِیُّ لَوْلَا نَحْنُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی اٰدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَلَا حَوَّاءَ وَلَا الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ وَلَا السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ یاعلیؑ اگر جناب احدیت ہمیں نہ پیدا کرتا تو نہ پیدا کرتا حضرت آدم و حضرت حوا علیہ السّلام کو اور ہرگز نہ خلق کرتا بہشت و دوزخ و آسمان و زمین کو فَکَیْفَ لَا نَکُوْنُ اَفْضَلَ مِنَ الْمَلٰئِکَةِ وَقَدْ سَبَقْنَاهُمْ اِلٰی مَعْرِفَةِ اللّٰہِ وَتَسْبِیْحِهٖ وَتَهْلِیْلِهٖ وَتَقْدِیْسِهٖ بس یاعلیؑ کیونکر ہم افضل و اشرف نہوں رتبہ میں سب ملائکہ سے حالانکہ ہم سابق ہیں انسے زمانہ معرفت خدائے عزوجل میں اور مقدم ہیں ہم بجالانے تسبیح و تہلیل و تقدیس پروردگار میں ملائکہ سے لِاَنَّ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی خَلَقَ اَرْوَاحَنَا فَاَنْطَقَنَا بِتَوْحِیْدِهٖ وَتَحْمِیْدِهٖ فَلَمَّا شَاهَدُوْا اَرْوَاحَنَا نُوْرًا وَاحِدًا فَاسْتَعْظَمَتْ اَمْرَنَا یاعلیؑ وجہ ہمارے سابق ہونے کی ملائکہ پر یہ ہے کہ پروردگار عالم نے اپنی فضل و کرم سے پہلے پیدا کرنے تمام عالم کے ہماری ارواح کو خلق کیا اور بعد اس کے ہماری ارواح کو گویا کیا ساتھ توحید و تمہید اپنی کے پس جب کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے بعد ہمارے خلقت کے پیدا کیا ملائکہ کو اور اُن سب نے ہمارے نور کو مشاہدہ کیا اُسوقت ملائکہ نے ہمیں معظم و مکرم جانا اور ہماری وقعت و رموز رتبت نے اُن کے دلوں میں جگہ پکڑی اور چاہا کہ ہم سے طریقہ تسبیح و تہلیل و تحمید و تمجید رب مجید سیکھیں

فَسَبَّحْنَا لِتَعْلِيمِ الْمَلَائِكَةِ اَنَا خَلْقٌ مَخْلُوقُوْنَ وَاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى مُنَزَّهٌ عَنْ صِفَاتِنَا فَسَبَّحَتِ الْمَلَائِكَةُ بِتَسْبِيْحِنَا وَقَالُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پس ہم نے تسبیح کی خدائے عزوجل کی واسطے تعلیم ملائکہ کے بلفظ انا خلق یعنی ہم بندگان خدا پیدا کئے ہوئے اسکے ہیں اور خالق ہمارا پاک ہے اُن صفات سے کہ جو ہم میں موجود ہیں پس تسبیح کی ملائکہ نے ساتھ ہماری تسبیح کے اور اُن سبنے ہم سے سیکھ کر لا الٰہ الا اللہ کہا یعنی نہیں ہے کوئی معبود بجز مگر حق سُبحانہٗ تعالےٰ کہ وہی لائق پرستش وعبادت کے ہو ثُمَّ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَوْدَعَنَا صُلْبَهٗ وَاَمَرَ الْمَلَائِكَةَ بِالسُّجُوْدِ لَهٗ تَعْظِيْمًا لَنَا وَاِكْرَامًا فَاَنَا اَفْضَلُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَا عَلِيُّ بعد پیدا کرنے ملائکہ کے حضرت آدم علیہ السلام کو جناب احدیت نے خلق کیا اور نور ہمارا صلب حضرت آدم میں بطور امانت سپرد کیا اور حکم فرمایا ملائکہ کو کہ سجدہ کریں حضرت آدم کو واسطے اکرام وتعظیم ہمارے نور کی کہ صلب آدم میں تہا پس یا علی ہم بدرجات افضل واشرف ہیں ملائکہ مقربین سے مومنین بیان اس حدیث سے اسجگہ مقصود یہ ہے کہ تا مومنین گریہ وزاری کریں مصائب پر اُن برگزیدگان باری کے کہ جو باعث ایجاد عالم وموجب سجدہ تعظیم آدم اور افضل از ملائکہ مقربین اور اساتذہ اسرافیل ومیکائیل وجبرائیل اور اشرف انبیائے مرسلین تہے افسوس کہ اشقیائے اُمت نے چاہا کہ اُن انوار مقدسہ کو ہوائے ظلم وستم سے بجہادیں اور گل کردیں لیکن وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ افسوس صد افسوس کہ ایسے مقربان خدا پر ایسے ایسے ظلم وستم کئے کہ کوئی ظالم کسی گنہگار پر بھی وہ ظلم نہیں کرتا ہے ہر چند کہ سرگذشت ایک ایک اُن حضرات کی از رسول خدا تا حسن مجتبٰی علیہم الصلوٰۃ والثنا بہ موجب گریہ وبکا وماتم عزا ہے لیکن حال پر ملال جناب خامس آل عبا شہید کربلا سید الشہدا علیہ السلام کا اسدرجہ پر درد والم ہے کہ بیان سے اُسکے دل سُننے والے کا شق ہوتا ہے خاصتہً مصیبت رخصت اُن حضرت کی اپنے عیال واطفال سے کہ عظیم ترین مصائب ہے اور ذکر اُس کا دلوں کو گھائل کرتا ہے لَقَدْ رُوِيَ فِيْ مُحْرِقِ الْقُلُوْبِ اَنَّهٗ لَمَّا بَقِيَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَحِيْدًا فَرِيْدًا بَكٰى بُكَاءً شَدِيْدًا کتاب محرق القلوب میں منقول ہے کہ جب روز عاشورا حضرت امام حسین علیہ السلام فرزند رسول الثقلین پادشاہ کونین بعد شہادت علی اصغر کے بے ناصر ومددگار بے مونس وغمگسار یکہ وتنہا رہ گئے اسوقت وہ حضرت اپنی بیکسی و تنہائی پر بہت روئے ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَى الْخَيْمَةِ وَنَادٰى يَا اَهْلَ بَيْتِ النُّبُوَّةِ وَمَعْدِنِ

الرِّسَالَۃِ عَلَیْکُنَّ مِنِّی السَّلَامُ خَلِیْفَتِیْ عَلَیْکُمُ اللہُ پس امام حسین علیہ السلام بعد گریہ و بکا کے متوجہ طرف خیمہ گاہ کے ہوئے اور آواز دی کہ اے اہلبیت نبوت و معدن رسالت تم سب پر میری جانب سے سلام آخری ہو جیو اب میں بھی تم سے رخصت ہوتا ہوں اب ملاقات ہماری و تمہاری قیامت پر رہی اور تم سب بیکسوں کو سپرد خدائے عزوجل کرتا ہوں کہ اُس سے بہتر کوئی وکیل و کفیل عالم میں نہیں ہے فَتَصَارَخْنَ النِّسَاءُ بِالْبُکَاءِ وَالْعَوِیْلِ فَاَمَرَھُنَّ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِالصَّبْرِ الْجَمِیْلِ وَالتَّوَکُّلِ عَلَی الرَّبِّ الْجَلِیْلِ

راوی کہتا ہے کہ جب اُن پردگیان عصمت و طہارت نے حضرت کو آمادہ شہادت پایا اور لفظ رخصت و وداع زبان مبارک سے سُنا سب بیکسوں نے صدا بہ نوحہ و بکا ملند کیا اور پیٹتے پیٹتے حال اپنا غیر کیا اسطرف سب اہلحرم سے آواز واحسیناہ کی ملند تھی اسطرف امام حسین علیہ السلام حال پر اختلال پر عورات و اطفال کے کھڑے رو رہے تھے اور ایک شور قیامت خیمہ عصمت و طہارت میں ملند تھا ہر چند کہ حضرت نے ہر ایک کو ارشاد بہ صبر فرمایا اور بہت سے کلمات تسکین کے ارشاد کئے لیکن کسی طرح رونا اُن بیکسوں کا موقوف نہ ہوتا تھا بلکہ آتش و غم و الم اُن بے وارثوں کی حضرت کے سمجھانے سے اور زیادہ مشتعل ہوتی ثُمَّ اَقْبَلَ اِلٰی اُخْتِہٖ اُمِّ کُلْثُوْمٍ وَقَالَ لَھَا یَا اُخْتِیْ اِنْ اَفَاقَ عَلِیٌّ زَیْنُ الْعَابِدِیْنَ مِنْ غَشْوَتِہٖ فَاطْلُبِیْہِ حَتّٰی اُوَدِّعَہٗ پس اُس حالت گریہ و بکا میں امام حسین علیہ السلام نے اپنی بہن اُمّ کلثوم سے فرمایا کہ اے بہن اگر میرے فرزند علیل زین العابدین کو کچھ غش سے افاقہ حاصل ہو تو اُس نور نظر کو میرے اس حال پُر ملال سے خبر دو اور اُسے ابھی میرے پاس بلاؤ کہ تا میں اُس پارۂ جگر سے بھی رخصت ہو لوں اور وہ مجھ سے رخصت ہوئے کہ بعد اسکے پھر کبھی ملاقات نہ ہوگی فَاَقْبَلَتْ اِلَیْہِ اُمُّ کُلْثُوْمٍ وَاَخْبَرَتْہُ بِمَا جَرٰی عَلٰی اَھْلِبَیْتِ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ پس حسب الارشاد جناب اُمّ کلثوم بالین سر جناب سید الساجدین زین العابدین علیہ السلام کے آئیں اور کہا کہ اے پارۂ جگر اے نور نظر کچھ تمہیں بھی خبر ہے کہ ہم اہلبیت اطہار اہلبیت رسول مختار صلعم پر کیا بلائے عظیم نازل ہو رہی ہے اور صبح سے اسوقت تک کون کون ہمارے اقربا سے شہید ہو چکے بلکہ فرزند دلبند نہ عباس بھائی میرے باقی ہیں اور نہ قاسم نہ علی اکبر زندہ ہیں بلکہ سب بھائی و بھانجے و بھتیجے اور علی اصغر شیرخوار تک شہید ہو چکے ہیں اب نوبت اسکی پہنچی ہے کہ خود سردار کونین جناب امام حسین دلبند رسول الثقلین واسطے لشکر کے خیمۂ اہلحرم میں تشریف لائے ہیں اور سب اہلبیت طہارت اُن حضرت سے رخصت ہو رہی ہیں اور اُن حضرت نے

تمہیں بھی واسطے رخصت کے اپنے پاس طلب کیا ہے فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ بَكٰى وَاَقْبَلَ
اِلٰى اَبِيْهِ فَلَمَّا رَاٰهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ضَمَّهٗ اِلٰى صَدْرِهٖ وَاعْتَنَقَهٗ بِهٖ
فَبَكَيَا طَوِيْلًا راوی کہتا ہے ہرچند کہ جناب سیّد الساجدین علیہ السّلام بہ سبب شدّت تپ کے نہایت ہی
ضعیف و ناتوان ہو رہے تھے اور مطلق طاقت نشست و برخاست اُن حضرت میں نہ تھی لیکن سنتے ہی اُس خبر ہلاکت اثر کے رنگ
اور اُسی وقت بکمال اضطراب و اضطرار بادیدہ اشکبار افتاں و خیزاں خدمت باسعادت امام زماں میں حاضر ہوئے اور
تسلیم عرض کی جب کہ نگاہ حضرت کی اُس نور نگاہ پر پڑی دست حق پرست پھیلا کر اُس پارہ جگر کو سینہ اطہر سے لگا لیا اور دیر
تک طرفین سے صدائے گریہ و بکا بلند رہی اور گرد اُن کے سب بی بیاں اور بچے پیٹتے تھے اور روتے تھے فَقَالَ لَهٗ يَا وَلَدِيْ
اِنِّيْ سَاُقْتَلُ عَلٰى اَيْدِي الْاَعْدَاءِ وَاُوْصِيْكَ بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاحِ فِي
السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ جب کہ صدائے ہل من مبارز کی لشکر شقاوت اثر سے بلند ہوئی اُس وقت حضرت نے
اپنے فرزند بیمار سے ارشاد فرمایا کہ اے نور چشم اب وقت ہماری شہادت کا آپہونچا ہے قریب ہے کہ ہم ہاتھ سے اس فرقہ اشرار کے
قتل ہوں مگر وصیت میری تم سے یہ ہے کہ ہر مصیبت و بلا و رنج و عنا میں شکر جناب باری و صبر و تحمّل و بردباری کو شعار
اپنا کرنا اور ہر امر میں تقویٰ و پرہیزگاری و صلاح و دینداری کو اختیار کرنا اور ہر وقت مشیت ایزدی پر راضی رہنا کہ یہی
شعار ہم اہلبیت رسول مختار کا ہے فَيَا وَلَدِيْ اَنْتَ اِمَامُ الْخَلْقِ بَعْدِيْ يَا بُنَيَّ اِنْ كُنْتَ تَرْجِعُ
الْمَدِيْنَةَ فَاخْبِرْ شِيْعَتِيْ اَنَّ اِمَامَكُمُ الْحُسَيْنُ قَدْ قُتِلَ عَطْشَانًا وَذُبِحَ اَطْفَالُهٗ
ظَمْاٰنًا فَعَلَيْكُمُ التَّذَكُّرُ بِعَطْشِهٖ وَعَطْشِ اَطْفَالِهٖ عِنْدَ شُرْبِ الْمَاءِ الْبَارِدِ اے فرزند میرے بعد میری
شہادت کے تمہیں حکم بامامت فرمایا ہے اب تم بعد ہمارے امام زماں و ہادی عصر و دوراں ہو اے پارہ جگر جبکہ بعد طے مراحل
نوائب و قطع منازل مصائب کے تم قید شدید سے رہائی پاؤ اور دست ظلم یزید پلید سے محفوظ رہو اور پھر تم اہلبیت طاہرین
مدینہ منورہ سیّد المرسلینؐ میں داخل ہو تو یہ پیام ہمارا دوستان وطن سے کہہ دینا کہ حسینؑ فرزند رسول الثقلین امام تمہارا ابن زہرا
کا بھوکا پیاسا راہ خدا میں قتل ہوا اور سب عوان و انصار اُس امام اخیار کے مع اطفال شیرخوار تشنہ لب مثل گوسفندان کے بلا
ذبح کئے گئے پس تم سب شیعیان امیر المومنین و غلامان فرزند سیّد المرسلینؐ کو لازم ہے کہ جب آب سرد و خوشگوار پینا تو اس وقت تشنگی
و پیاس میری اور میرے اعوان و انصار و اطفال شیرخوار کی یاد کر لینا فَعَلَّمَهٗ عِلْمَ الْاِمَامَةِ وَاَعْطَاهُ

الْاَمَانَۃَ مِنْ صَحَائِفِ الْاَدْیَانِ وَصَحِیْفَۃِ فَاطِمَۃَ وَالْقُرْاٰنِ وَمِنَ الْجَفْرِ
الْاَبْیَضِ الْاَحْمَرَ پس بعد اں وصایا کے اُس واقف اسرار یزدانی و عالم علوم ربانی نے تمام علوم اوّلین و آخرین
فرزند اپنے زین العابدینؑ کو تعلیم فرمائی اور علم امامت و اسرار ولایت پر مطلع کیا اور سب امانات مثل صحیفہ فاطمہ زہرا
صلوات اللہ علیہا و قرآن مجید و جفر ابیض و احمر اپنے نور نظر پارۂ جگر کو عنایت فرمائیں فَبَیْنَا کَذَالِکَ اِذَا
اَقْبَلَتْ اِلَیْہِ شَہْرُبَانُوْیَہ اُمُّ زَیْنُ الْعَابِدِیْنَ سَیِّدِ السَّاجِدِیْنَ بَاکِیَۃً نَادِبَۃً
حَاسِرَۃً نَائِحَۃً راوی کہتا ہے کہ ابھی امام حسین علیہ السلام رخصت سید سجاد و وداع زین عباد سے فارغ ہوئے
تھے کہ ناگاہ صدف عصمت و عفت معدن ولایت و امامت ملکۂ زمان شاہ زنان دختر یزدجرد سلطان عجم مادر امام
چہارم علیہ السلام گریاں و نالاں سر برہنہ باحال پریشان خدمت باسعادت امام انس و جان میں حاضر ہوئیں فَبَکَتْ
وَقَالَتْ لَہٗ یَا سَیِّدِیْ اِنَّکَ تُرِیْدُ الْمَیْدَانَ وَتُقْتَلُ الْاٰنَ فَمَنْ لِیْ بَعْدَکَ یَحْمِیْنِیْ وَ
یَحْفَظُنِیْ مِنَ النَّوَائِبِ وَالْحَدَثَاتِ پس وہ مخدومہ عالم بہت روئیں اور عرض کی کہ اے سید
عالی وقار اور اے آقائے نامدار آپ تو قاصد میدان کارزار و آمادۂ جنگ و پیکار ہیں اور قریب ہے کہ ہاتھ سے
اُس قوم نابکار و فرقہ اشرار کے آپ شہید ہوں اور میں بعد آپ کے اس صحرائے پر بلا میں ظلم اعداء سے ذلیل و خوار ہوں
کیونکہ اس ملک عرب میں غریب الوطن غریب الدیار بے حامی و مددگار ہوں کوئی میری قوم و قبیلہ سے یہاں ایسا نہیں ہے
کہ بلحاظ و پاس اپنی قوم کے میری نصرت و مدد کرے اور میری آبرو بچائے وَاَمَّا اَخَوَاتُکَ وَبَنَاتُکَ فَہُنَّ بَنَاتُ
مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی وَعَلِیِّنِ الْمُرْتَضٰی صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِمَا فَلَابُدَّ لِکُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ یُعَظِّمَہُنَّ
بِکُلِّ مَا یَقْدِرُ عَلَیْہِ اور اے امام کونین و سردار دارین اگر آپ اس کنیز کے حال کو حال پر اپنی بہنوں و بیٹیوں
کے قیاس فرمائیں تو ہرگز اُن پر قیاس نہیں ہو سکتا ہے اسلیے کہ وہ سب مخدرات عصمت و طہارت و دختران جناب رسولِ خدا
و ذریّت جناب علی مرتضیٰ و فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہما و علیہا ہیں پس ہر مسلمان پر تعظیم و تکریم اُن کی واجب و لازم
ہے کس کی مجال ہے کہ کسی حال میں بجز عزت و احترام و تعظیم و اکرام کے اُن سے پیش آئے اور درپے آبروریزی و ہتک
حرمت اُن پردگیان عصمت و عفت کی ہو سکے وَاَنَا غَرِیْبٌ فِی الْبُلْدَانِ بِنْتُ یَزْدَجِرْدِ السُّلْطَانِ فَلَا یَجِبُ عَلٰی اَحَدٍ
مِّنْہُمْ اَنْ یَّحْمِیْنِیْ وَیُعَظِّمَنِیْ بخلاف اس کنیز کے کہ میں پوتی ہوں نوشیرواں کی اور بیٹی ہوں یزدجرد سلطان عجم کی میری

حمایت کسی شخص پر واجب نہیں ہے اس سبب سے مجھے اپنی آبرو ریزی کا خیال ہے مومنین یہ جائے گریہ و بکا ہے کہ جناب شہربانو
کو اسوقت تک یقین اسکا تھا کہ اگرچہ اشقیائے اُمت جفاکار نے بسبب طمع دُنیوی کے مردان اہلبیت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ
کو قتل کیا ہے لیکن یہ بیحیا بسبب حمیت اسلام کے جناب زینب خاتونؑ و اُم کلثومؑ و جناب سکینہؑ و فاطمہ صغراؑ و رقیہؑ سے کہ یہ
سب دختران محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و ذریت علی مرتضےٰؑ علیہ السلام ہیں ضرور بہ تعظیم و تکریم پیش آئیں گے اور وہ
مخدومہ جانتی تھیں کہ عالم میں کسی کی مجال نہیں ہے کہ ان شاہزادیوں سے خلاف انکی شانؑ کے کوئی پیش آسکے افسوس
ہزار افسوس کہ وہ مخدومہ کونین یہ نہ جانتی تھیں کہ بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے یہ ملعون اُن شاہزادیوں کو مثل
لونڈیوں کے مقید و گرفتار کر کے سر برہنہ پشت شتران بے کجاوہ و عماری پر سوار ہر شہر و دیار میں پھرائیں گے بلکہ سر بازار مجمع کفار
میں بآواز بلند بکمال فخر و مباہات ایک ایک کو آگاہ کریں گے اَلَا یَا اَهْلَ الْكُوفَةِ وَالشَّامِ هٰذِهٖ سَبَايَا بَنَاتِ رَسُولِ
اللّٰهِ سَيِّدِ الْاَنَامِ یعنی اے اہل کوفہ و شام جو کہ تم میں سے واقف ہے وہ جانتا ہے اور جو کہ قوم و نسب سے آپ کے واقف
نہ ہو وہ آگاہ ہو کہ یہ قیدی دختران فاطمہ زہراؑ و علی مرتضےٰؑ و اہل بیت رسولخدا محمد مصطفےٰؐ ہیں فَبَكَى الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ
قَالَ لَهَا يَا شَهْرَبَانُو لَا تَخَافِي مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَحْفَظُكِ وَهُوَ خَيْرُ الْحَافِظِيْنَ جبکہ حضرت نے جناب شہربانو کا کلام
حسرت التیام سُنا اور آثار خوف و بیم اُن معظمہ میں مشاہدہ فرمائے بہت روئے اور فرمایا کہ اے شہربانو خدائے عزوجل پر
اعتماد و توکل کر اور ہرگز اپنی عزت و آبرو کا خوف نہ کر کہ حق سبحانہ تعالےٰ تیری عزت و آبرو کا حافظ و نگہبان ہے يَا شَهْرَبَانُو
اِذَا اَنَا قُتِلْتُ فَيَصْهَلُ فَرَسِيْ وَيَبْكِيْ بُكَاءَ الثَّكْلٰى مُخْبِرًا لَكُمْ بِقَتْلِيْ فَارْكَبِيْ ظَهْرَهٗ فَيُوْصِلُكِ اِلٰى حَيْثُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ
اے شہربانو اب قریب ہے کہ میں شہید ہوں اور گھوڑا میری سواری کا بعد میری شہادت کے میری لاش پر مانند زن پسر مردہ
کے رو کر یال اپنے میرے خون سے رنگین کر کے در خیمہ پر آئیگا اور تم سب اہلبیتؑ کو میری شہادت کی خبر دیگا اُسوقت تم اُسکی
پشت پر سوار ہو لینا پس وہ سمند صبا رفتار و اسپ وفا شعار تمہیں بکمال حفاظت و حراست ایسے مکان محفوظ میں پہنچا دیگا
کہ جہاں حکم خدائے عزوجل ہوگا ثُمَّ وَدَّعَهَا وَوَدَّعَ اَهْلَهٗ وَاَطْفَالَهٗ وَتَرَكَهُنَّ بَاكِيَاتٍ نَائِحَاتٍ نَادِبَاتٍ
سَاكِبَاتٍ وَاَتٰى اِلَى الْمَيْدَانِ پس امام حسینؑ نے حضرت شہربانوؑ اور سب اہلبیت اطہارؑ کو رخصت کیا اور آپ روتے
ہوئے آمادہ شہادت ہو کر میدان میں تشریف لائے راوی کہتا ہے گریہ و بکا اہلحرم و اطفال خورد سال سے خیمہ حرم محترم
میں ایک شور قیامت بپا تھا کسی بی بی بیکس کی آواز آتی تھی کہ ہائے بھائی میرے کوئی کہتی تھی ہائے ماں جائے میرے کوئی چلاتی

نفی ہائے وارث میرے حیف صد حیف کہ آپ شہید ہوئے اور میں سخت جان جیتی رہی کاش مجھے قبل اسکے موت آئی اور بچے یتیم
اس کرب سے روتے اور ہائے بابا کہتے تھے کہ دل ہر ایک دوست و دشمن کا شق ہوتا تھا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى
الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۔

مجلس تیسویں مشتمل ہے تشریف فرما ہونے امام حسینؑ کے طرف فرات کے

فِی الْكَافِیْ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَوَّلُ مَا يُبْدَاُ بِهٖ فِی الْاٰخِرَةِ
صَدَقَةُ الْمَاءِ يَعْنِیْ فِی الْاَجْرِ کتاب کافی میں جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا جناب امیر المومنین علیہ السلام
نے جبکہ بروز قیامت اعمال خیر و نیک کا اجر و ثواب ہر نیکوکار و متقی و پرہیزگار کو عطا ہوگا تو ابتدا اسکی اُن لوگوں سے کی جائیگی
کہ جن اشخاص نے دار دنیا میں کسی پیاسے کو پانی سے سیراب کیا ہوگا وَفِی الْكَافِیْ عَنِ الصَّادِقِ اَنَّهٗ قَالَ اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ
اِبْرَادُ كَبِدٍ حَرّٰى اور کتاب کافی میں امام بحق جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا اُنحضرت نے کہ بہترین
صدقات سرد کرنا ہے اُس جگر کا کہ جو بسبب شدت تشنگی کے گرم ہوا ہو وَعَنِ الصَّادِقِ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ سَقَی الْمَاءَ فِیْ
مَوْضِعٍ يُوْجَدُ فِيْهِ الْمَاءُ كَمَنْ عَتَقَ رَقَبَةً اور دوسری حدیث میں جناب صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص
نے کسی پیاسے کو پانی پلایا ہو ایسی جگہ کہ وہاں پانی میسر نہ آتا ہو تو حق سبحانہ تعالے اُسے ثواب عطا کریگا برابر اُس شخص کے
کہ جسنے ایک بردہ راہ خدا میں آزاد کیا ہو وَمَنْ سَقَی الْمَاءَ فِیْ مَوْضِعٍ لَا يُوْجَدُ فِيْهِ الْمَاءُ كَانَ كَمَنْ اَحْيَا
نَفْسًا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا اور فرمایا اُن حضرت نے کہ جس کسی نے پیاسے کو پانی پلایا ہو ایسی جگہ کہ جہاں پانی
میسر نہ آتا ہو پس اُس شخص نے گویا کہ زندہ کیا ایک بندہ خدا کو اور جسنے ایک بندہ خدا کو زندہ کیا یعنی جان اُسکی بچائی پس
اُس شخص نے گویا تمام بندگان خدا کو زندہ کیا اور سب کی جان بچالی وَعَنْ مُصَادِفٍ اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ مَعَ اَبِیْ
عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَمَرَرْنَا عَلٰى رَجُلٍ فِیْ اَصْلِ شَجَرَةٍ قَدْ اَلْقٰى بِنَفْسِهٖ اور کتاب کافی
میں مصادف سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں ہمراہ رکاب سعادت انتساب جناب صادق علیہ السلام کے درمیان مکہ و مدینہ
کے ہم سفر تھا اثنائے راہ میں دیکھا ہمنے کہ ایک شخص جڑ میں ایک درخت کی پڑا ہے اور حال اُسکا ایسا متغیر ہے کہ جیسے وقت نزع
کے متغیر ہوتا ہے فَقَالَ لِیَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا مُصَادِفُ مِلْ بِنَا اِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ فَاِنِّیْ اَخَافُ اَنْ يَكُوْنَ

قَدْ اَصَابَہُ الْعَطَشُ پس ایسے حال میں اُسے مبتلا دیکھکر جناب صادق علیہ السلام نے مجھسے فرمایا کہ اے مصادف میرے ساتھ چل کہ تا حال اُسکا معلوم کریں کہ یہ کس مرض میں مبتلا ہے اور سبب اُسکے اسقدر تغیر کا کیا ہے اے مصادف خوف اسکا ہے کہ کہیں یہ شخص شدت تشنگی سے جاں بلب نہ ہو فَمِلْنَا فَاِذَا هُوَ مِنَ الْفَتَى اشِیْنَ طَوِیْلَ الشَّعْرِ فَسَاَلَہُ الصَّادِقُ اَعَطْشَانُ اَنْتَ قَالَ نَعَمْ پس وہ حضرت اسکی طرف روانہ ہوئے اور میں بھی ہمراہ رکاب سعادت کے ہوا یہانتک کہ قریب اُس شخص کے پہونچے دیکھا ہمنے کہ وہ شخص کوئی مزدور یا فراشوں سے ہے اور بال اُسکے بہت بڑھ رہے ہیں پس جناب صادق علیہ السلام نے اُس شخص سے پوچھا کہ حال تیرا اسقدر کیوں متغیر ہے کیا تو پیاسا ہے اُس نے عرض کی کہ البتہ شدت تشنگی سے میں جاں بلب ہوں فَقَالَ لِیَ الصَّادِقُ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَا مُصَادِفُ اِنْزِلْ فَاسْقِہٖ فَنَزَلْتُ وَسَقَیْتُہُ ثُمَّ رَكِبْتُ وَسِرْنَا پس اُس وقت حضرت کو رحم آیا اور مجھسے ارشاد کیا کہ اے مصادف گھوڑے سے نیچے اُترا اور اُس شخص تشنہ لب کو پانی پلا پس میں حسب الارشاد گھوڑے سے اُترا اور اُس شخص کو میں نے پانی سے سیراب کیا اور بعد اسکے سوار ہو کر ہمراہ حضرت کے روانہ ہوا فَقُلْتُ لِسَیِّدِیْ وَمَوْلَایَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ هٰذَا نَصْرَانِیٌّ اَتَصَدَّقُ عَلٰی نَصْرَانِیٍّ - پس مصادف کہتا ہے کہ اثنائے راہ میں میں نے اپنے آقا اور مولے جناب صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ یہ شخص کہ جسے حضرت نے پانی پلوایا ہے یہ شخص نصرانی تھا آیا ایسے کفار بیدین کو پانی پلانا حضرت کے نزدیک جائز ہے فَقَالَ لِیْ عَلَیْہِ السَّلَامُ نَعَمْ یَا مُصَادِفُ اِذَا کَانُوْا فِیْ مِثْلِ هٰذِہِ الْحَالِ حضرت نے مجھسے فرمایا کہ اے مصادف جسوقت کہ ایسے حال میں یہ لوگ کافر بیدین مشرکین گرفتار ہوں اور شدت تشنگی سے جاں بلب ہوں تو البتہ پانی پلانا اُن کا جائز ہے پس مومنین جانے گر یہ دیکھا ہے کہ جس صورت میں پانی پلانا کسی پیاسے کو باعث اجر جمیل و ثواب جزیل ہو یہاں تک کہ شدت تشنگی میں کافر تک کو بھی پانی سے سیراب کرنا جائز ہو لعنت خدا اُن اشقیا پر کہ جنہوں نے حسین فرزند رسول ثقلین پر تین شبانہ روز پانی بند کیا اور اُن حضرت کو اور اُن کے اعوان و انصار بلکہ اطفال شیر خوار کو شدت تشنگی میں قتل کیا ہر چند کہ وہ فرزند ساقی کوثر پانی طلب کرتا رہا ؎ لَمْ اَنْسَ سِبْطَ الْمُصْطَفٰی وَهُوَ ظَامٍ یُذَادُ مِنَ الْمَاءِ الْمُبَاحِ وَیُحْرَمُ وَقَدْ صُرِعَتْ اَنْصَارُہٗ وَهُوَ مُفْرَدٌ یُنَادِی الْاَهْلُ وَاحِدٌ بَیْنَ حَتْمٍ ، راوی کہتا ہے کہ قسم بخدائے عزوجل نہیں

ہوتا مجھے وہ حال پر اختلال امام حسین علیہ السلام فرزند رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ کا کہ جسوقت روز عاشورا تشنہ
پیاس میں وہ امام مظلوم چاہتے تھے کہ یہ ملعون مجھے فرات تک جانے دیں اور پانی سے منع نہ کریں اُسوقت وہ کفار ستم شعار سد راہ
اُن حضرت کے ہوتے تھے اور کسی طرح نہر فرات تک جانے نہ دیتے تھے اور ہر چند اُس حالت تنہائی و بیکسی میں بعد شہادت
اصحاب و انصار و اعوان مددگار کے صدا بہ فریاد و استغاثہ بلند کی لیکن کوئی فریاد کو اُن حضرت کی نہ پہنچا ؎

فَقَالُوا لَہٗ اِنْ شِئْتَ تَرْجِعْ سَالِمًا: وَتُسْقٰی مِنْ مَاءِ الزُّلَالِ وَتُطْعَمُ: فَبَایِعْ
بِطَوْعٍ لِلْاَمِیْرِ مُسَالِمًا: وَاِلَّا فَحَدُّ السَّیْفِ فِیْکَ مُحَکَّمُ

مومنین جب کہ اُن اشقیانے فریاد و
استغاثہ امام حسین علیہ السلام کا سنا حالانکہ وہ استغاثہ واسطے اتمام حجت کے پیش خدا تھا اُسوقت اُن بیحیاؤں نے اُس
استغاثہ فریاد کو محمول عجز پر کرکے جواب دیا کہ یا حسین اگر آپ کو رغبت طرف آب سرد و خوشگوار کے ہے اور جان اپنی عزیز ہے تو
چارہ سوا اسکے نہیں ہے کہ بہ رضا و رغبت بیعت حاکم شام یزید بد انجام کے قبول کرو اور اگر یہ امر قبول نہیں ہے اور اسی باعث ننگ و
عار جانتے ہو تو بجائے آب خوشگوار آب تلوار سے سیراب ہو گے ؎

فَقَالَ لَھُمْ لَا تَزْعُمُوْنَ بِاَنَّنِیْ اُبَایِعُ
رَھْبًا خِیْفَۃَ الْمَوْتِ فَاعْلَمُوْا: وَمَا ھِیَ اِلَّا سَاعَۃً ثُمَّ اَلْتَقِیْ: بِجَدِّیْ وَاُحْظٰی
بِالْجِنَانِ وَاَنْعَمُ

سبحان اللہ کسدرجہ غیور تھے امام حسین علیہ السلام سنتے ہی حرف بیعت کے رنگ چہرہ اقدس کا متغیر
ہوگیا اور جواب میں اُن اشقیا کے فرمایا کہ استغفر اللہ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اے گروہ اشرار اے قوم جفا شعار تم نے
اپنے زعم باطل میں میری فریاد کو محمول میرے عجز و انکسار پر کیا اور مجھے طالب بیعت ہو واسطے یزید پلید فاسق شراب خوار کے اور
جانتے ہو کہ حسین خوف مرگ و شدت تشنگی اور قلت اعوان و انصار سے بیعت کرے گا معاذ اللہ یہ کب ہوسکتا ہے کہ فرزند رسول
سید المرسلین راہ راست دین مبین کو برباد کردے اور محکوم فرزند ناکار بیدین و رئیس مشرکین کا ہو اور اُس ننگ و عار کو
قبول کرے ہر چند کہ تکلیف مرگ تکلیف عظیم ہے اور اذیت تشنگی اذیت فخیم و جسیم ہے لیکن یہ سب تکالیف ایک ساعت سے زیادہ
نہیں ہیں اور بعد اُس کے اپنے جد امجد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ سے ملاقات کروں گا اور انواع اقسام کے نعمائے
بہشت سے متنعم و متلذذ ہوں گا اور آب خوشگوار انہار جنت سے سیراب ہوں گا ؎

فَصَالَ عَلَیْھِمْ صَوْلَۃً
عَلَوِیَّۃً: فَکَانُوْا کَضَانٍ صَالَ فِیْھِمْ ضَیْغَمُ: وَحَکَّمَ فِیْھِمْ سَمْھَرِیًّا مُقَوَّمًا: وَ
اَبْیَضَ لَا یَنْبُوْ وَلَا یَتَثَلَّمُ

پس یہ فرما کر اُن حضرت نے ذوالفقار حیدر کرار کو میان سے

کھینچ لیا اور مانند علی مختار اسد پروردگار کے اُس قوم بدکردار پر حملہ کیا اور نیزہ بے مہری اور سیف حیدری سے ہزاروں کفار
ستم شعار راہی دارالبوار کئے اور کشتہ ہائے نجس قوم بدکردار سے ہر طرف پشتے اور انبار جمع کر دئے قَالَ اَبُو مِخْنَف
فَلَمْ یَزَلْ یُقَاتِلُ حَتّٰی قَتَلَ مِنْهُمْ اَرْبَعَةَ اٰلَافِ فَارِسٍ وَخَمْسَمِائَةِ رَاجِلٍ فَنَادَوْهُ مِنْ
كُلِّ جَانِبٍ وَمَكَانٍ اَلْاَمَانُ مِنْ سَيْفِكَ يَا اِمَامَ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ ابو مخنف کہتا ہے کہ اُن حضرت نے ایک
حملہ میں چار ہزار سوار نامدار اور پانسو پیادے اُس لشکر بدکردار کے فی النار کئے اور باقی نامرد خوف اور ہیبت شیر کردگار
سے مثل روباہ کے فرار کر گئے اور ہر طرف سے آواز الامان الامان لے امام انس وجان کے بلند ہوئی فَفَتَحَ مَنْ كَانَ
مُحِيطًا بِالْمَشْرَعَةِ فَنَزَلَ اِلَيْهِمَا فَلَمَّا حَسَّ الْفَرَسُ بِبَرْدِ الْمَاءِ نَحْتَاجُ فِيهِ حَطَّ رَاسَهُ
فِي الْمَاءِ وَصَبَرَ عَلَيْهِ وَلَمْ يَشْرَبْ مِنْهُ شَيْئًا پس حضرت نے بعد متفرق اور پریشان ہونے اُس ذریت
شیطان کے عنان ذوالجناح طرف نہر فرات کے پھیری اور خرمن ہستی اکثر موکلان آب فرات کا آتش ذوالفقار صاعقہ
بار سے جلا کر نیست ونابود کر دیا اور چند اشرار نے کہ جو ضرب سیف آبدار سے بچ گئے تھے راہ فرار اختیار کی جب کہ راہ دریا
خس وخاشاک اور سگان ناپاک سے پاک وصاف ہو گئی اسوقت حضرت نے گھوڑے کو پانی میں ڈالدیا راوی کہتا ہے
کہ جب گھوڑے کو خنکی اور ٹھنڈک نیچے اپنے سموں کے محسوس ومعلوم ہوئی بہ سبب فرط حرارت اور شدت تشنگی کے
بیتاب ہو کر منھ اپنا پانی میں ڈالدیا مگر باوصف شدت پیاس کے ایک قطرہ اُس پانی سے نہ پیا اور بہ مقتضائے محبت و
وفا کے صبر کیا اور منتظر اس کا رہا کہ جب راکب دوش رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ اس پانی سے کچھ پی لیں گے تو میں بھی
پیوں گا فَلَمَّا رَاٰهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَانِعًا حَتّٰى رَاسَهُ مِنَ الْمَاءِ اَرْخٰى لَهُ الْعِنَانَ وَقَالَ
لَهُ اِنِّي اَعْلَمُ اَنَّكَ عَطْشَانُ وَاَنَا وَاللّٰهِ عَطْشَانُ لَا ذُقْتُ الْمَاءَ حَتّٰى تَشْرَبَ جبکہ امام حسین علیہ السلام نے اُس
اضطراب اضطرار اُس اسپ وفادار سے مشاہدہ کیا باگ اُسکی ڈھیلی چھوڑ دی اور فرمایا کہ اے سمند صبا رفتار مجھے خوب
معلوم ہے کہ تو بہت پیاسا ہے لیکن بخدائے عزوجل کہ میں بھی کئی روز سے تشنہ لب ہوں یہ مجھ سے کبھی نہ ہوگا کہ میں پانی پی
لیتا اور تجھے نہ پلاتا فَشَالَ الْفَرَسُ رَاسَهُ كَاَنَّهُ فَهِمَ كَلَامَهُ وَنَفَضَ نَاصِيَتَهُ نَفْضًا
شَدِيدًا فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِشْرَبْ فَاَنَا اَشْرَبُ وَغَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ وَاَرَادَ اَنْ يَشْرَبَ
حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب یہ ارشاد مرحمت بنیاد اُس خلاصہ کونین ایجاد سے اُس حیوان بے زبان نے سنا اور بخوبی اُسے سمجھا یا اُسی وقت منھ

اپنا پانی سے نکال لیا اور اُسے خوب ہلایا اور جھٹکا کیا کہ وہ حضرت آگاہ ہوں اسپر کہ میں نے کوئی قطرہ بھی اس پانی سے نہیں پیا ہے پس امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے رہوار ! فاشعار اب کیا انتظار ہے پانی پی کہ میں بھی پیاسا ہوں یہ اُس سے فرما دست حق پرست طرف پانی کے بڑھایا اور پانی سے چلو بھر کر چاہا کہ اُسے لب ہائے مبارک تک لائیں فَصَاحَ صَائِحٌ يَا حُسَيْنُ اَدْرِكْ خَيْمَتَهُ فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ اضْطَرَبَ وَاَلْقَى الْمَاءَ مِنْ يَدِهٖ وَاَقْبَلَ اِلَى الْخِيَامِ فَرَاٰهَا سَالِمَةً فَعَلِمَ اَنَّهَا حِيْلَةٌ مِنَ الْكَفَرَةِ اللِّئَامِ پس ناگاہ اُس لشکر اشرار و مکار سے آواز آئی کہ یا حسینؑ کیا پانی پیتے ہو خبر لو کہ خیمہ ہائے الحرم قریب ہے کہ تاراج ہوں اور ہتک آبرو آپ کا ہو سنتے ہی اس خبر وحشت اثر کے مارے غیرت کے رنگ چہرہ انور کا متغیر ہو گیا اور بکمال اضطراب پانی پھینک کر فرات سے باہر تشریف لائے اور متوجہ خیمہ گاہ کے ہوئے دیکھا کہ خیمہ ہائے اہلبیتؑ اطہار دست ظلم اشقیائے ستم شعار سے محفوظ ہیں معلوم کیا کہ یہ فقط حیلہ تھا اس لئے کہ حسینؑ کسی طرح پانی نہ پئے وَفِيْ رَوْضَةِ الشُّهَدَاءِ وَغَيْرِهٖ مِنْ كُتُبِ مَصَائِبِ سَيِّدِ الشُّهَدَاءِ اَنَّهٗ لَمَّا اَرَادَ الْحُسَيْنُ شُرْبَ الْمَاءِ ذَكَرَ عَطَشَ اِخْوَتِهٖ وَاَعْوَانِهٖ وَاَطْفَالِهٖ وَرَمَى الْمَاءَ مِنْ يَدِهٖ اور کتاب روضۃ الشہدا وغیرہ کتب احادیث مصائب جناب سید الشہدا میں یہ منقول ہے کہ جب اُس امام مظلوم نے پانی چلو میں لے کر چاہا کہ پیوں اُسی وقت تشنگی عباسؑ، وعلی اکبرؑ، وقاسمؑ، وعلی اصغرؑ یاد آگئی اور تڑپنا اُن کا شدت پیاس میں نظر مبارک میں پھر گیا اُسی وقت وہ پانی ہاتھ سے پھینک دیا وَقَالَ لِنَفْسِهٖ وَااَسَفَاهُ اَشْرَبُ وَهُمْ قُتِلُوْا عِطَاشًا وَظِمَاءً وَاللّٰهِ لَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ مِنِّيْ اَبَدًا پس پیاس اُن شہدائے راہ خدا کی یاد کر کے فرمایا کہ اے حسینؑ مقام تاسف و تعجب ہے کہ تو پانی سرد و خوشگوار سے سیراب ہوا اور ایسے ایسے پارہ جگر و نور نظر تشنہ لب دنیا سے رحلت کر جائیں قسم بخدائے عزوجل کہ کبھی مجھے یہ پانی گوارا نہ ہوگا یہاں تک کہ اُن سے ملاقات کروں فَعِنْدَ ذٰلِكَ اَيِسَ مِنَ الْحَيٰوةِ وَاَيْقَنَ بِالْمَمَاتِ فَاَنْشَاءَ وَيَقُوْلُ ؎ فَاِنْ تَكُنِ الْاَرْزَاقُ حَتْمًا مُقَدَّرًا ؛ فَقِلَّةُ سَعْيِ الْمَرْءِ فِي الرِّزْقِ اَجْمَلُ یعنی اگر دار دنیا بالفرض و التقدیر جائے خوشتر و نفیس بھی ہو جب بھی دار آخرت اس سے بہتر و انفس و افضل ہے اور جس صورت میں کہ رزق ہر مخلوق کا یقیناً مقدر و مقرر ہے پس جسقدر آدمی طلب رزق میں سعی و کوشش کم کرے افضل و بہتر ہے اس لئے کہ کوشش سے اسکی وہ زیادہ نہ ہوگا ؎ وَاِنْ تَكُنِ الْاَمْوَالُ

لِلتَّرْكِ جُمِعَتْ ؛ فَمَا بَالُ مَتْرُوكٍ بِهِ الْمَرْءُ يَبْخَلُ ؛ فَاِنْ تَكُنِ الْاَبْدَانُ لِلْمَوْتِ
اُنْشِئَتْ ؛ فَقَتْلُ الْفَتٰى بِالسَّيْفِ بِاللّٰهِ اَفْضَلُ درصورتیکہ آدمی یہ جانتا ہی کہ جمع کرنا مال کا محض اسلئے ہی کہ اسے
چھوڑکر ہاتھ خالی چلے جائیں گے اور ہرگز یہ جمع کرنا ہمیں کچھ مفید نہیں ہی پھر کمال بے عقلی و نافہمی ہی اُس شخص کی کہ اسے جمع
کرے اور راہ خدا میں اُسے صرف نہ کرے اور بخل کرے اور جب کہ آدمی کو یقین اسکا ہو کہ ہر ذی حیات کے لئے مرنا ضرور ہے
اور کسی کو اُسسے چارہ نہیں ہی پھر بہادر و شجاعوں کے نزدیک قسم بخدائے عزّوجل راہ خدا میں تلوار سے قتل ہوکر مرنا بہتر
و افضل ہے اُسسے کہ وہ یوں مرجائے یہ فرماکر اُن حضرت نے ایسی تلوار کی کہ کئی لاکھ کفّار ستم شعار کو بھگا دیا اور ہزاروں
کو قتل کیا فَحَمَلُوْا عَلَيْهِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ وَمَكَانٍ وَجَرَحُوْهُ بِالسُّيُوْفِ وَالسِّهَامِ وَ
السِّنَانِ حَتّٰى وَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ پس جب کہ اشقیانے دیکھا اگر اس طرح فرزند حیدر کرار سے
لڑیں گے تو ایک بھی ہاتھ سے اُس شیر پروردگار کے زندہ و سلامت نہ رہے گا لہذا اکبارگیہ تمام لشکر نے اُس امام اخیار
ہر طرف سے حملہ کیا اور ہر سمت سے تیر و نیزہ و شمشیر اُس امام بیکس و دلگیر پر اسقدر لگائے کہ وہ حضرت پشت زین سے زمین
پر تشریف لائے فَتَكَسَّرَتْ اَعْضَائُهُ الْمَجْرُوْحَةُ وَتَقَطَّعَتْ اَوْصَالُهُ الْمَقْرُوْحَةُ فَنَفَرَ شِمْرٌ
اَوْ سِنَانٌ لِقَتْلِهٖ ؛ فَاَحْدَثَ مَا عَنْ ذِكْرِهٖ اَنَا تَمَّ فَاَظْلَمَتِ الْاٰفَاقُ وَانْكَسَفَ الزَّكَاءُ حِيْنَ
بَدَتْ وَقْتَ الظُّهْرِ الْاَنْجُمُ منقول ہی کہ جب حضرت گھوڑے سے اُس حالت ضعف میں زمین پر گرے یہ صدمہ بدن مجروح
و اعضائے مقروح کو پہونچا کہ تمام زخم بدن مبارک کے پھٹ گئے اور اسی حالت میں شمر شقی یا باختلاف روایت سنان
ابن انس ملعون قریب اُس امام مظلوم و بیکس کے آیا اور اُس ولدالزنا بے حیا نے وہ ظلم کیا کہ جس کے بیان تفصیلی سے
دل سننے والے کا شق ہوتا ہے اور عجب نہیں ہی کہ وہ بیان گستاخی و ترک ادب سے شمار کیا جائے غرض کی کہ اُس ملعون سے
وہ امر واقع ہوا کہ جس کے وقوع سے آفتاب تیرہ و تاریک ہو گیا اور بہ سبب تاریکی آفتاب کے سب ستارے نظر آنے
لگے حالانکہ وقت نماز ظہر و عصر تھا اور ہر طرف سے صدائے گریہ و بکا وحوش و طیور کی اس صحرائے پر بلا میں بلند ہوئی اور
آواز رونے ملائکہ کی آسمان سے آنے لگی اور باقی تفصیل اس حال پر ملال کے انشاء اللہ مجالس آیندہ میں مذکور
ہوگی ؛ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس اکتیسویں ۳۱ مشتمل ہے شہادت پر جناب امام حسین علیہ السلام کی

عَنِ الرِّضَا عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ یَا عَلِیُّ بَشِّرْ شِیْعَتَكَ بِاَنَّا نَشْفَعُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْ لَا یَنْفَعُهُمْ اِلَّا شَفَاعَتُنَا جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے کہ یا علی خوشخبری دو اپنے شیعوں کو کہ شفاعت کریں گے ہم تمہاری بروز قیامت ایسے وقت میں کہ اُس وقت بکیسی اضطراب میں کوئی چیز نفع نہ کرے گی بجز شفاعت ہماری کے رَوَی الشَّیْخُ الْمُفِیْدُ وَالطُّوْسِیُّ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ عَنْ حُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ اَیُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ عَلَیْکُمْ بِوِلَایَتِنَا اَهْلَ الْبَیْتِ شیخ مفید و طوسی علیہما الرحمہ نے روایت کی ہے جناب امام حسین علیہ السلام سے کہ اُس امام مومنین نے فرمایا کہ ارشاد کیا ہے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ اے گروہ مومنین واجب و لازم ہے تم پر محبت میری و میرے اہلبیت کی فَاِنَّ کُلَّ مَنْ یُّلَاقِی اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَعَ وِلَایَتِنَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِنَا بِحَقِّ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَمْ یَنْفَعْ عَمَلُ عَامِلٍ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِلَّا بِمَعْرِفَتِنَا حَقَّنَا یعنی کہ جو شخص بروز قیامت ملاقات کرے گا خدائے عزّ و جل سے ساتھ محبت ہماری کے وہ شخص داخل بہشت ہوگا فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے قسم ہے مجھے اُس خدائے عزّ و جل کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں جان میری ہے کہ کوئی عمل نیک کسی نیکوکار کو بروز قیامت مفید نہ ہوگا مگر ساتھ محبت و معرفت حق ہم اہلبیت کی پس حضرات افضل الاعمال محبت ہے اہلبیت رسول مختار و ذریہ حیدر کرار کی اور گریہ و بکا ہے مصائب پر امام ابرار سید عالی وقار سید الشہداء امام حسین علیہ التحیۃ والثنا کی کہ یہی باعث مغفرت و رستگاری و خوشنودی جناب باری ہے رُوِیَ اَنَّهٗ لَمَّا بَقِیَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَحِیْدًا فَرِیْدًا فِیْ طَفِّ کَرْبَلَاءَ هَمَّ جَوَادَهٗ وَاَقْبَلَ الْاَعْدَاءَ وَاَنْشَاءَ یَقُوْلُ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب خامس آل عبا مظلوم کربلا فرزند رسولخدا روز عاشورا معرکہ کربلا میں یکہ و تنہا رہ گئے اور کوئی شخص اعوان و انصار سے اُن حضرت کے باقی نہ رہا اُس وقت فرزند شیر خدا جگر گوشہ فاطمہ زہرا صلوات اللہ و سلامہ علیہا و علی بعلہا و ابیہا و بنیہا ذوالجناح کو آگے بڑھا کے مقابل صفوف اعدا ہوئے اور واسطے اتمام حجت خدا کے یہ ارشاد فرمایا ؎ اَمَا فِیْکُمْ

یَا اَیُّھَا النَّاسُ رَحِمۡ بِعِتۡرَةِ اَوۡلَادِ النَّبِیِّ وَ بُھۡلُوۡلٌ ؛ اَلَیۡسَ اَبِیۡ خَیۡرُ الۡوَصِیِّیۡنَ کُلِّھِمۡ ؛ اَمَا اَنَا لِلطُّھۡرِ النَّبِیِّ سَلِیۡلٌ یعنی اے قوم ستمگار اے فرقۂ غدار کوئی بھی تم میں سے ایسا دیندار ونرم دل ہے کہ جو اسوقت بیکسی واضطرار میں اولاد رسول مختار سے بہ نیکی واحسان پیش آئے وامیدوار رحمت پروردگار ہو اے قوم ناانصاف وبدکردار کیا تم میرے حسب ونسب سے واقف نہیں ہو کہ تم درپۂ آزار وقتل مجھ بیکس کے ہو کیا تمہیں نہیں معلوم ہے کہ پدر عالی وقار میرے جناب علی ابن ابی طالب حیدر کرار غیر فرار وصی رسول مختار بہترین اوصیائے انبیائے سلف ہیں اور نانا میرے جناب محمد مصطفےٰ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ الطاہرین خاتم النبیین سید المرسلین ہیں ؎

اَمَا فَاطِمَ الزَّھۡرَاءُ اُمِّیۡ وَیۡلَکُمۡ ؛ وَعَمِّیۡ اَیۡضًا جَعۡفَرٌ وَعَقِیۡلٌ ؛ اَاُقۡتَلُ مَظۡلُوۡمًا وَ قَدۡ مَا عَلِمۡتُمۡ ؛ بِاَنۡ لَیۡسَ لِیۡ فِی الۡعَالَمِیۡنَ بَدِیۡلٌ یعنی اے اہل کوفہ وشام اے گروہ نیام بدانجام کیا تم منکر ہو اس کے کہ مادر گرامی قدر میری جناب فاطمہ زہرا دختر رسول خیر الانام اور عم بزرگوار میرے حضرت حمزہ سید الشہداء وجناب جعفر طیار علمدار لشکر رسول مختار ہیں پس کمال تاسف وتعجب ہے کہ باوجود اقرار شرافت حسب ونسب میرے کے اور باوصف یقین ہونے اسکے کہ کوئی شخص عالم میں میرا مثل ونظیر نہیں ہے مجھے ناحق قتل کرتے ہو ؎

دَعُوۡنِیۡ اَرِدۡ مَاءَ الۡفُرَاتِ دُوۡنَکُمۡ ؛ بِقَتۡلِیۡ نَکِیۡدُ لِلظَّمَاءِ غَلِیۡلٌ ؛ فَنَادَوۡہُ مَھۡلًا یَا ابۡنَ بِنۡتِ مُحَمَّدٍ ؛ فَلَیۡسَ اِلیٰ مَا تَبۡتَغِیۡہِ سَبِیۡلٌ اور قطع نظر اس سب کے اگر تمہیں مجھ بیکس ومظلوم کا قتل ہی بہر کیف منظور ہے تو اسقدر مجھ پر رحم کرو کہ پہلے قتل سے مجھے تھوڑا سا پانی پلادو کہ شدت حرارت تشنگی سے جگر میرا کباب ہو رہا ہے منقول ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام تفہیم وافہام اہل کوفہ وشام سے فارغ ہوے اسوقت اس قوم اشقیا گروہ بیحیا نے جواب دیا کہ یا حسین شرافت جد ومادر وفضائل پدر وبرادر ہمارے سامنے ذکر کرتے ہو حالانکہ ہم خوب جانتے ہیں کہ تم حسبًا ونسبًا وعلمًا وحلمًا وسخاوةً وشجاعةً بہترین عالم وفاضل ترین نسل آدم ہو لیکن ہمیں آپ کو پیاسا ہی قتل کر [illegible] مگر ممکن نہیں ہے کہ ہم آپ کو ایک قطرہ پانی کا پینے دیں فَلَمَّا سَمِعَ الۡحُسَیۡنُ عَلَیۡہِ السَّلَامُ [illegible] کَاللَّیۡثِ الۡمُغۡضَبِ تَارَةً یَحۡمِلُ عَلَی الۡمَیۡمَنَةِ وَتَارَةً عَلَی الۡمَیۡسَرَةِ حَتّٰی [illegible] جب کہ امام حسین علیہ السلام نے اسقدر بے حیائی اس قوم اشرار سے ملاحظہ فرمائی اسوقت مثل شیر [illegible] اس لشکر ناپاک پر حملہ کیا اور کئی ہزار پیادہ وسوار یمین ویسار سے بضرب سیف صاعقہ

بارواصل جہنم کئے فَلَمْ یَزَلْ یُقَاتِلُ حَتّٰی نَادَی الشِّمْرُ یَا قَوْمُ الرَّأْیُ عِنْدِیْ اَنْ یَتَفَرَّقَ عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمْ اَوْرَضَ بِالْفُرْسَانِ وَنَرْمِیَہٗ بِالسِّہَامِ وَالرِّمَاحِ مِنْ کُلِّ مَکَانٍ پس اسی طرح وہ حضرت قتل کفار میں مشغول تھے جب کہ شمر ملعون نے دیکھا کہ عنقریب تمام لشکر شقاوت اثر ہاتھ سے فرزند خیر البشر کے ہی سے مارا جاتا ہے نہایت ہی مضطر ہوا اور آواز دی کہ اے فرقہ گمراہ و بتدبیر اب مناسب ہے کہ تم سب متفرق ہو کر چہار طرف سے حسینؑ کو محاصرہ کر لو اور ہر سمت سے تیر و نیزہ و شمشیر اُس امام مظلوم و دلگیر پر لگاؤ اور اگر اسی طرح کہ جس بدتدبیری سے تم لڑتے ہو تمام عالم بھی حسینؑ سے مقابل ہوگا تو ہرگز حسینؑ پر غالب نہ ہوگا فَتَفَرَّقُوْا عَلَیْہِ فِرْقًا فِرْقَۃً بِالنِّبَالِ وَفِرْقَۃً بِالرِّمَاحِ وَفِرْقَۃً بِالسُّیُوْفِ وَفِرْقَۃً بِالْحِجَارَۃِ ابومخنف کہتا ہے کہ بہ تعلیم ملعون سے وہ سب اشقیا چار طرف متفرق ہو گئے ایک طرف سے تیر اندازوں نے اور ایک طرف سے نیزہ بازوں نے اور ایک جانب سے شمشیر زنوں نے اور ایک طرف سے سنگ اندازوں نے اُس امام بیکس و مظلوم کو گھیر لیا اور ہر سمت سے پتھر و تیر و نیزہ و شمشیر لگانے لگے یہاں تک کہ بدن نازنین فرزند خیر المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ کا کثرت زخمہائے کاری سے اسقدر مجروح ہوا کہ موافق روایت مشہور کے ایکہزار نو سے ۹۵۰ زخم اُس بدن اطہر پر لگے اور جسم شریف سے فوارہ ہائے خون متصل جاری ہوئے فَرَمَاہُ خَوْلِیُّ بْنُ یَزِیْدَ الْاَصْبَحِیُّ بِسَہْمٍ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ فِیْ لُبَّتِہٖ فَنَزَعَ السَّہْمَ فَانْبَعَثَ الدَّمُ کَالْمِیْزَابِ فَاَخَذَہٗ بِلَقْفِہٖ وَجَعَلَ یَمْسَحُ بِہٖ وَجْہَہٗ وَلِحْیَتَہٗ پس اُسی اثنا میں خولی بن یزید اصبحی نے ایک تیر سہ پہلو قلب اقدس پر ایسا مارا کہ وہ تیر ستم دل ہدایت منزل میں در آیا پس حضرت نے اُسے نکال کر پھینکدیا راوی کہتا ہے کہ نکلتے ہی اُس تیر کے اُس زخم ستم سے خون مثل پرنالہ کے جاری ہوا اُسوقت اُس امام بیکس نے اُس خون سے لے کر چہرہ انور اور ریش مطہر پر ملا وہ خضاب کیا فَقِیْلَ فِیْ ذٰلِکَ فَقَالَ حَتّٰی اَلْقٰی رَبِّیْ وَاَنَا مُخَضَّبٌ بِدَمِیْ وَاَشْکُوْ اِلَیْہِ مَا لَقِیْتُ مِنْ اُمَّۃِ جَدِّیْ پس اُس حالت میں کسی شخص نے سوال کیا کہ یا ابن رسول اللہ اس خون کو آپ چہرہ اطہر پر کیوں ملتے ہیں فرمایا حضرت نے کہ میں چاہتا ہوں اسی طرح بہ صورت خون آلودہ اپنے پروردگار سے ملاقات کروں اور اپنے رب سے شکایت کروں اس جور و ستم کی کہ جو اس اُمت جفاکار نے مجھ پر کئے ہیں فَعِنْدَ ذٰلِکَ حَمَلُوْا عَلَیْہِ حَمْلَۃَ رَجُلٍ وَاحِدٍ فَتَقَدَّمَ اِلَیْہِ سِنَانُ بْنُ اَنَسٍ النَّخَعِیُّ لَعَنَہُ اللّٰہُ فَطَعَنَہٗ بِسِنَانِہٖ فَاَخْرَجَ السِّنَانَ مِنْ ظَہْرِہٖ۔ پس جب کہ اُس لشکر شقاوت اثر نے فرزند خیر البشر کو ضعیف و ناتوان پایا سب ہو

نے ملکر ایک مرتبہ جیسے کہ ایک شخص حملہ کرتا ہے اُن حضرت پر حملہ کیا اور آگے بڑھ کر سنان ابن انس نخعی شقی ملعون نے ایسا نیزہ سینہ اقدس پر مارا کہ پشت اطہر سے پار ہوگیا فَلَمَّا جَذَبَ رُمْحَهُ وَقَعَ الْحُسَيْنُ عَنْ فَرَسِهِ عَلَى الْأَرْضِ وَيَخُورُ دَمِهِ وَيَشْكُوا بَثَّهُ جب کہ اُس بے رحم نے نیزہ اپنا سینہ اقدس سے کھینچ لیا ساتھ ہی اس کے وہ راکب دوش رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وخدیجہ نور دیدہ فاطمہ زہرا علیہا التحیۃ والثنا پشت ذوالجناح سے زمین پر تشریف لائے اور کر زخمہائے کاری سے اپنے خون میں لوٹتے تھے اور شکایت اس امت جفاکار کی اپنے پروردگار سے کرتے تھے فَأَرَادَ الْقِيَامَ فَخَرَّ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ فَقَصَدَهُ زُرْعَةُ بْنُ شَرِيكٍ الشَّامِيُّ فَضَرَبَهُ عَلَى عَاتِقِهِ وَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ فَضَرَبَهُ عَلَى مَفْرَقِ رَأْسِهِ راوی کہتا ہے کہ اسی حالت کرب و تکلیف میں حضرت نے قصد کھڑے ہونے کا کیا کہ پس کچھ اُٹھے تھے کہ بہ سبب کمال ضعف و ناتوانی کے غش کھا کر پھر گر پڑے اور ساتھ ہی اسکے زرعہ بن شریک شامی ملعون نے تلوار آبدار شانہ مبارک پر ماری اور اُسی وقت ایک ملعون نے کہ قبیلہ کندہ سے تھا تلوار سر اطہر پر ماری فَسَالَ الدَّمُ عَلَى وَجْهِهِ وَعَيْنَيْهِ وَلِحْيَتِهِ فَصَاحَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَا أَسَفَاهُ أَنَا أُقْتَلُ مَظْلُومًا وَجَدِّي مُحَمَّدٌ نِ الْمُصْطَفَى وَأَبِي عَلِيٌّ نِ الْمُرْتَضَى وَأُمِّي فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمْ وَسَلَامُهُ پس خون اُس زخم سے سر اطہر کے اسقدر جاری ہوا کہ تمام چہرہ انور و چشمہائے مبارک و ریش مطہر خون سے تر ہوگئی اُسوقت اُس امام مظلوم نے آواز دی کہ افسوس صد افسوس کیا قیامت ہے کہ مجھے اس شدت تشنگی و غربت و حالت بیکسی میں قتل کرتے ہیں حالانکہ میں نواسا ہوں جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ کا اور پدر بزرگوار عالی مقدار میرے جناب حیدر کرار علی مرتضٰے اور ماں میری جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہما ہیں فَبَكَى بُكَاءً شَدِيدًا حَتَّى بَكَتْ لَهُ الْجِنُّ وَالْمَلَائِكَةُ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ پس یہ فرما کر وہ حضرت اپنی مصیبت پر بہت روئے اور رونے سے اُس بیکس و مظلوم کے تمام جن و ملائکہ اور جو چیز کہ زمین و آسمان میں ہے سب نے گریہ بکا کیا فَبَقِيَ ذَلِكَ الْإِمَامُ سَيِّدُ السَّادَاتِ مَكْبُوبًا عَلَى وَجْهِهِ ثَلَاثَ سَاعَاتٍ وَلَمْ يَجْسُرْ عَلَى قَطْعِ كَرِيمَتِهِ أَبَدًا أَحَدٌ ابومخنف کہتا ہے کہ تین ساعت تک وہ امام مظلوم سر اقدس جھکائے غش میں زمین پر پڑے رہے مگر کسی ملعون کو جرأت قتل کرنے اُن حضرت کے نہ ہوئی فَنَادَى ابْنُ سَعْدٍ يَا وَيْلَكُمْ عَجِّلُوا عَلَيْهِ فَابْتَدَرَتْ إِلَيْهِ سَبْعُونَ رَجُلًا كُلُّهُمْ يُرِيدُ جَزَّ رَأْسِهِ وَ

لِيَنَالَ الْجَائِزَةَ مِنْ يَزِيْدَ لَعَنَهُ اللّٰهُ پس جب کہ وہ حضرت دیرتک غش میں پڑے رہے اور کوئی نامرد اُس
لشکر شقاوت اثر سے واسطے قتل فرزند رسولخدا کے نہ نکلا اُسوقت عمر سعد بدنہاد نے اپنی قوم کو آواز دی کہ اے بے حیاؤ کوئی
تم میں ایسا جری نہیں ہے کہ سر اطہر حسین علیہ السلام کا تن سے جدا کرے پس ترغیب و تحریص سے اُس کافر کی شتر نفر بدگہر اُن
اشقیا سے بہ قصد قطع سر فرزند خیر البشر کے لشکر سے باہر نکلے اور ہر ایک باُمید انعام یزید پلید طرف اُن حضرت کے دوڑا
فَاَوَّلُ مَنْ اَقْبَلَ اِلَيْهِ شَيْثُ بْنُ رِبْعِيْ لَعَنَهُ اللّٰهُ وَ كَانَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُلْقَاً عَلٰى
قَفَاهُ فَلَمَّا دَنٰى الْمَلْعُوْنُ مِنْهُ وَفَتَحَ عَيْنَيْهِ وَرَمَقَ بِطَرْفِهِ رَمَى السَّيْفَ مِنْ يَدِهٖ
وَاَدْبَرَ مُوَلِّيًا پس وہ شخص کہ جو پہلے اُن ستر الفار سے واسطے قتل حضرت کے قریب پہنچا وہ ملعون شیث
بن ربعی تھا اور امام حسین علیہ السلام اُسوقت مُنھ کے بل غش میں پڑے تھے جب کہ وہ ملعون تلوار کھینچے بالین سر اقدس کے
کے پہنچا اور حضرت نے چشم مُبارک کھولکر طرف اُسکے دیکھا اُسی وقت وہ شقی ازلی تلوار ہاتھ سے پھینک کر بھاگا وَ
قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ اَلْقٰى جَدَّكَ بِدَمِكَ يَا حُسَيْنُ ثُمَّ اَقْبَلَ اِلَيْهِ مِنْ بَعْدِهٖ سِنَانُ
بْنُ اَنَسٍ النَّخَعِيُّ وَكَانَ كَوْسَجَ اللِّحْيَةِ اَبْرَصَ اللَّوْنِ اور وہ ملعون بھاگتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ پناہ بخدا یا
حسین اس امر شنیع سے کہ میں ملاقات کروں آپ کے جدّ امجد رسولخدا سے درآں حالیکہ آپ کے قتل و خونریزی میں شریک
ہوں بعد اسکے سنان بن انس نخعی کہ کوسہ و بہ مرض برص گرفتار تھا بہ قصد قتل قریب حضرت کے آیا فَلَحَظَهُ الْحُسَيْنُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ بِعَيْنَيْهِ فَاَدْبَرَ رَاجِعًا فَلَقِيَهُ الشِّمْرُ اللَّعِيْنُ فَقَالَ لِمَ رَجَعْتَ لَعَنَكَ اللّٰهُ فَقَالَ
لَحَظَنِي الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِعَيْنَيْهِ فَكَاَنَّهُمَا عَيْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ
فَلَمْ اَجْسُرْ عَلٰى قَتْلِهٖ جبکہ سنان ملعون نے چاہا کہ سر اقدس تن سے جدا کرے اُسوقت امام حسین علیہ السلام نے بہ نگاہ
حسرت طرف اُس ملعون کے دیکھا پس دیکھتے ہی حضرت کے وہ شقی بھی مثل شیث بن ربعی کے پیٹھ پھیر کر بھاگا شمر ملعون
قریب اُس کے آیا اور پوچھا کہ اے سنان کیا سبب ہے اسکا کہ تو باوجود لاف و بیہودہ گوئی واسطے قتل امام مظلوم کے آگے بڑھا
اور خائف و ترساں مثل بید لرزاں بے نیل مقصود بھاگ آیا سنان علیہ اللعن نے جواب دیا کہ اے شمر جب میں نے چاہا کہ حسینؑ
کو قتل کروں اُسوقت اُس امام بیکس و مظلوم نے طرف میرے دیکھا قسم بخدائے عزّ و جلّ کہ گردش چشم حسینؑ مثل گردش چشم رسولخدا
نظر آئی پس مجھے ہرگز جرأت اونحضرتؐ کے قتل پر نہوئی پس میں خائب و خاسر وہاں سے پھر آیا فَشَتَمَهُ شِمْرُ اللَّعِيْنُ

لِقَتْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَنَزَلَ عَنْ فَرَسِهٖ وَاَضْجَعَهٗ فَوْقَ التُّرَابِ مُعَفَّراً ۞ يُنَادِيْ
اٰهٍ يَا جَدَّنَا اَنْتَ تَعْلَمُ ۞ بِاَنِّيْ صَرِيْعٌ فِي التُّرَابِ مُعَفَّراً ۞ وَيَنْحَرُ نَحْرِيْ
وَالضِّلْوِعَ عُظَّمُ منقول ہے کہ جب وہ شمر ملعون بالبین سر بارہ جگر سید البشر پر آکر پہنچ گئے اُسی وقت شمر
ملعون بقصد قتل امام معصوم گھوڑے سے نیچے اُترا اور مثل قصاب آستین چڑھا کر قریب آنحضرت کے آیا اور امام حسین
علیہ السلام کو مانند گوسفند قربانی بکمال سختی و بیرحمی خاک پر گرا کر سینہ اقدس پر سوار ہوا چاہتا تھا کہ خنجر گلوئے اقدس
اطہر پر رکھے اُسوقت جناب سید الشہداء نے چشم مبارک غش سے کھولدیں اور یہ ظلم عظیم اُس لئیم سے دیکھکر بکمال حسرت
ویاس فریاد کرنے لگے کہ اے جد عالیمقدار آپ کو معلوم ہے کہ فرزند آپ کا حسین عجب مصیبت میں گرفتار ہے کہ یہ ہے
میرے سینہ پر اس سختی سے سوار ہے کہ تمام استخوان سینہ و پہلو میرے شکستہ ہوئے جاتے ہیں اور قریب ہے کہ مجھے
فرش خاک پر تشنہ لب ذبح کرے فَقَالَ يَا هٰذَا مَنْ اَنْتَ فَقَدِ ارْتَقَيْتَ مُرْتَقًا عَظِيْماً فَقَالَ
الْمَلْعُوْنُ اَنَا شِمْرُ ذِي الْجَوْشَنِ بعد استغاثہ و فریاد کے حضرت نے اُس ولد الزنا سے فرمایا
کہ اے شقی کون ہے تو و نام تیرا کیا ہے کیا قیامت کی تو نے کہ اس سینہ گنجینہ علوم الہیہ و خزینہ اسرار ربانیہ پر سوار
ہوا اُس ملعون نے جواب دیا کہ نام مجھ بد انجام کا شمر بن ذی الجوشن ہے فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَمَا
تَعْرِفُنِيْ مَنْ اَنَا فَقَالَ نَعَمْ اَنْتَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ وَجَدُّكَ مُحَمَّدٌ الْمُصْطَفٰى وَاُمُّكَ
فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم پس حضرت نے نام اُسکا سنکر فرمایا کہ اے شمر لعین آیا تو مجھے پہچانتا
ہے کہ میں کون ہوں اُس ملعون نے کہا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ اسم شریف حضرت کا حسینؑ بن علیؑ ہے اور جد عالی
آپکے جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں اور مادر گرامی قدر آپکی جناب سیدہ فاطمہ زہراؑ دختر رسولخدا صلوات
اللہ وسلامہ علیہا ہیں فَقَالَ فَلِمَ تَقْتُلُنِيْ وَاَنْتَ تَعْرِفُنِيْ قَالَ الْمَلْعُوْنُ لِاٰخُذَ
الْجَائِزَةَ مِنْ يَزِيْدَ حضرت نے فرمایا کہ جس صورت میں تو میری شرافت اور حسب و نسب سے واقف ہے تو پھر مجھ
مظلوم کو کیوں ناحق قتل کرتا ہے اُس بے حیا نے جواب دیا کہ میں آپ کو اسلیئے قتل کرتا ہوں کہ تا بعوض اسکے یزید پلید سے انعام پاؤں
ہوں فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا وَيْلَكَ اِحْسِرْ لِيْ عَنْ لِثَامِكَ فَحَسَرَ لَهٗ فَاِذَا هُوَ اَبْرَصُ الْاَ
كُوْسَجُ اللِّحْيَةِ اَشْبَهُ الْخَلْقِ بِالْكِلَابِ وَالْخَنَازِيْرِ پس حضرت نے فرمایا کہ وائے تجھ پر اے ملعون

چہرہ نجس اپنے سے ہٹالے کہ تا میں دیکھوں کہ تجھ میں نشان میرے قاتل کے پائے جاتے ہیں یا نہیں یہ سنکر اُس سگ نا پاک نے نقاب اُلٹ دی دیکھا حضرت نے کہ وہ شقی کہو سہ و پیس و مبروص تمام بدن وہ اخباث سفید سے داغدار ہے اور صورت اُس ولد الزنا کی صورت سگ و خوک سے نہایت مشابہ ہے فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَدَقَ جَدِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ فِيْ قَوْلِهٖ لِاَبِيْ يَا عَلِيُّ يَقْتُلُ وَلَدَكَ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَجُلٌ اَشْبَهُ الْخَلْقِ بِالْكِلَابِ وَالْخَنَازِيْرِ پس آنحضرت نے وہ صورت نجس و ناپاک اُس ملعون کی دیکھکر فرمایا کہ راست و درست ہے وہ ارشاد رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ کا کہ آنحضرت نے میرے پدر نامدار علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ یا علیؑ اس فرزند تمہارے حسینؑ کو قتل کرے گا وہ ملعون کہ جو مبروص و مشابہ ہوگا صورت میں سگ و خوک سے فَغَضِبَ الْمَلْعُوْنُ مِنْ قَوْلِهٖ وَقَالَ لِمَاذَا كَانَ جَدُّكَ شَبَّهَنِيْ بِالْكِلَابِ وَالْخَنَازِيْرِ فَوَاللّٰهِ لَاَذْبَحَنَّكَ مِنْ قَفَاكَ فَقَلَبَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ پس یہ سنکر وہ سگ ناپاک غضبناک ہوا اور کہنے لگا کہ اگر آپ کے نانا رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے مجھے مشابہت بالکلب و خنزیر دی ہے تو قسم بخدا ابھی آپ کو پس گردن سے ذبح کرونگا پس اُس ولد الزنا نطفۂ شیطان نے اُس امام بیکس و مظلوم کو مونہہ کے بل زمین پر لٹا دیا اور گلوئے نازنین اُس امام مبین پر خنجر ستم رکھا فَجَعَلَ يَقْطَعُ اَوْدَاجَهٗ وَهُوَ لَهٗ اَلْفُ آهٍ وَهُوَ يَقْبِضُ بِرِجْلَيْهِ التُّرَابَ وَيَصِيْحُ بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ وَا مُحَمَّدَاهُ وَا عَلِيَّاهُ وَا حَسَنَاهُ وَا عَطْشَاهُ اَنَا اُقْتَلُ غَرِيْبًا وَحِيْدًا بِغَيْرِ جُرْمٍ وَلَا تُرَاثٍ ہائے افسوس کہ وہ ملعون اپنے کام میں مشغول ہوا ابو مخنف کہتا ہے کہ جو رگ گردن مبارک قطع ہوتی تھی ساتھ ہی اُسکے امام حسین علیہ السلام فدا ہوں ہم اور ماں باپ ہمارے اُن حضرت پر سے کرب و تکلیف سے زمین پر ایڑیاں رگڑتے تھے اور بآواز بلند فرماتے تھے کہ فریاد ہے اے نانا رسولخداؐ اور فریاد ہے اے بابا علیؑ مرتضےٰ اے بھائی حسن مجتبےٰ افسوس صد افسوس کہ میں غریب الوطن بے جرم و گناہ تشنہ لب بیکس و ناچار قتل ہوتا ہوں فَقَطَعَ رَاْسَهٗ وَرَمٰى بِهٖ عَلَى الْاَرْضِ ثُمَّ رَكَبَهٗ عَلٰى قَنَاةٍ طَوِيْلَةٍ فَكَبَّرَ وَكَبَّرَتِ الْعَسْكَرُ ثَلَاثَ تَكْبِيْرَاتٍ پس سر اطہر کو تن اقدس سے جدا کر کے بکمال گستاخی زمین پر پھینکدیا اور بعد تھوڑی دیر کے ایک نیزۂ طویل پر رکھ کر بلند کیا اور تکبیر کہی منقول ہے کہ ساتھ ہی لشکر نے تین مرتبہ تمام لشکر نے اللہ اکبر کہا اور آواز قد قتل الحسینؑ کی ہر طرف سے آنے لگی فَعِنْدَ ذٰلِكَ هَبَّتِ الرِّيْحُ

السَّوْدَاءَ وَاسْوَدَّتِ الْآفَاقُ وَالْأَرْجَاءُ وَتَزَلْزَلَتِ الْأَرْضُ وَالسَّمَاءُ

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب یہ حادثۂ عظیم اور واقعہ جسیم واقع ہوا اُسی وقت آندھی ایسی سیاہ چلی کہ تمام عالم از شرق تا مغرب تیرہ و تاریک ہو گیا اور زمین و آسمان کانپنے لگے وَانْكَسَفَتِ الشَّمْسُ وَأَخَذَتِ النَّاسَ الصَّوَاعِقُ وَبَدَتِ النُّجُومُ وَعَلَتِ الْبَوَارِقُ وَصَاحَتِ الْجِنُّ وَالطَّيْرُ فِي الْهَوَاءِ وَأَعْرَضَتِ الْوُحُوشُ عَنْ مَرَاعِيهَا اور ساتھ ہی اُسکے آفتاب کو گہن لگ گیا اور صاعقہ نے تمام لشکر شقاوت اثر کو گھیر لیا اور تاریکی آفتاب سے دن کو ستارے نکل آئے اور بجلی ہر طرف چمکنے لگی اور آواز گریہ و بکا جنوں کی ماتم سلیمان کربلا میں آنے لگی اور جانوران طیور ہوا میں مضطرب و بیقرار ہو کر اُڑنے لگے اور جانوران وحشی نے چرنا چھوڑ دیا اور اپنی چراگاہ سے رم کر گئے وَصَاحَ جِبْرَئِيلُ فِي السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ قُتِلَ وَاللّٰهِ الْحُسَيْنُ بْنُ رَسُولِ الثَّقَلَيْنِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ اور جبرئیل امین نے ہفت طبقات آسمان میں آواز دی کہ آگاہ ہوں اہل آسمان قسم بخدائے عز وجل کہ اسوقت حسینؑ فرزند رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ شہید ہوئے وَطَلَاطَمَتِ الْبِحَارُ بِأَمْوَاجِهَا وَالْأَشْجَارُ بِأَفْنَانِهَا وَبَكَتِ السَّمَاءُ دَمًا عَبِيطًا اور تمام دریا جوش میں آگئے اور ساتھ سید الشہداؑ میں ساتھ اپنے امواج کے روئے اور مچھلیاں دریا سے نکل پڑیں اور تمام درخت بھی روئے اس مصیبت عظیم میں ساتھ آواز اپنی شاخوں کے اور آسمان ایسا رویا ماتم جناب امام حسین علیہ السلام میں کہ خون سرخ و تازہ آسمان سے برسنے لگا وَخَرَجْنَ النِّسْوَانُ مِنَ الْخِيَامِ حَاسِرَاتٍ حَافِيَاتٍ نَائِحَاتٍ بَاكِيَاتٍ ٥ لِمَالِكِنْ زَيْنَبُ تَسْتَغِيثُ سَكِينَةُ: أَخِي كُنْتُ لِي حِصْنًا حَصِينًا وَمَوْلًى حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب یہ آثار قیامت ظاہر ہوئے اور صدائے قد قتل الحسین کی لشکر مخالف سے بلند ہوئی سنتے ہی اس آواز ہلاکت طراز کے سب بی بیاں خیمہ ہائے حرم محترم سے سر و پا برہنہ روتی پیٹتی نوحہ کرتی ہوئیں باہر نکل آئیں اور افتاں و خیزاں حال پریشان لاش اقدس امام علیہ السلام پر پہونچیں اور گرد لاش اُن حضرت کے سب نے پیٹنا شروع کیا راوی کہتا ہے ہر چند کہ شیون و شین و نوحہ و بین سے ہر ایک مخدومہ کونین کے لاش اقدس امام حسینؑ فرزند رسول الثقلینؑ پر دل ہر ایک دوست و دشمن کا بیچین ہوتا تھا لیکن قسم بخدائے عز وجل کہ نہیں بھولتا مجھے تڑپنا و نوحہ کرنا زینبؑ خاتون دختر امیر المومنین علیہ السلام کا لاش پر اپنی بھائی کی کہ وہ مخطمہ ستم دیدہ لاش اقدس سے لپٹی ہوئی عجب کرب سے روتی تھی

اور یہ کہتی تھی کہ اے نورِ چشمِ رسولِ خدا اے پارۂ جگرِ علی مرتضےٰ آپ پر خوب ظاہر و ہویدا ہے کہ کوئی شخص سوا آپ کے میرا آسرا و سہارا نہ تھا فقط آپ ہی حامی و مددگار تھے اس بہن بیکس زار کے اور آپ ہی سرپرست و غمگسار تھے مجھ مظلومہ و نادار کے سو افسوس ہزار افسوس کہ آپ بھی ہاتھ سے اس فرقۂ اشرار کے شہید ہوئے اور میری کمر توڑ گئے اور مجھے رونے کو چھوڑ گئے اب بعد اُن کے کون ایسا وارث ہے کہ جو بہن کی آبرو بچائے گا اور میری حمایت کرے گا۔ اَخِیْ کُنْتُ اَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ لَکَ الْفِدَا ؛ فَقَدْ خِبْتُ فِیْمَا کُنْتُ فِیْهِ مُؤَمِّلاً ؛ اَخِیْ لَیْتَنِیْ اَصْبَحْتُ عَمْیًا وَلَا اَرٰی ؛ جَبِیْنَکَ وَالْوَجْهَ الْجَمِیْلَ مُرَمَّلاً ہائے ماں جائے میرے یہ بہن بیکس ہمیشہ متمنی و آرزومند اسکی تھی کہ تم زندہ و سلامت رہو اور بہن تم پر صدقے ہوکر تمہارے سامنے مرجائے اور تم اپنے ہاتھ سے دفن کرو ہزار افسوس کہ اس بہن ستم دیدہ کی اُمید نہ برآئی اور میں سخت جان رونے کو جیتی رہی اور تم میرے سامنے دُنیا سے اُٹھ گئے کاش زینبؑ آفت رسیدہ نابینا ہوتی کہ یہ چاند سی صورت آلودہ بخاک و خون نہ دیکھتی راوی کہتا ہے کہ نوحہ و بین سے اُس دخترِ سیّد البشرؐ کے تمام جن و انس و وحش و طیور روتے تھے اور لاش پر جناب سیّد الشہداؑ کی قیامت بپا تھی اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس تیسویں ۳۲ مشتمل ہے شہادت پر امام حسین علیہ السّلام کی

عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنَا قَتِیْلُ الْعَبْرَةِ مَا ذُکِرْتُ عِنْدَ کُلِّ مُؤْمِنٍ اِلَّا بَکٰی وَاغْتَمَّ قَلْبُهٗ لِمُصَابِیْ کتب احادیث میں جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ جناب امام کونین جد مظلوم میرے امام حسینؑ نے فرمایا ہے کہ میں وہ کشتۂ اشک شہید راہ خدا ہوں کہ جس مومن کے سامنے میری مصیبت مذکور ہوگی ضرور وہ میری غربت دیکھی پر روئے گا اور قلب اُس مومن کا میرے مصائب پر ضرور مغموم و محزون ہوگا۔ فِدَاکَ رُوْحِیْ یَا حُسَیْنُ وَعِتْرَتِیْ وَاَنْتَ صَفِیْعٌ فِی التُّرَابِ جَدِیْلٌ ؛ وَجِسْمُکَ عُرْیَانٌ طَرِیْحٌ عَلَى الثَّرٰی عَلَیْکَ خُیُوْلُ الظّٰلِمِیْنَ تَجُوْلُ فدا ہوں ہم اور ماں باپ ہمارے اور اولاد ہماری آپ پر سے یا

یا حسینؑ آپ ایسے بیکس و مظلوم ہوکر دنیا سے سدھارے کہ اشقیائے امت جفاکار نے آپ کو شدت تشنگی میں مثل گوسفند قربانی ذبح کیا اور بعد اسکے جسم نازنین کو آپ کے جو آغوش فاطمہ زہرا اور رسولخدا صلّی اللہ علیہ وسلم میں پلا تھا پامال سم اسپاں کیا اور کئی روز تک وہ جسم اطہر ریگستان کربلا پر بے غسل و بے کفن بخاک و خوں غلطاں اور تمازت آفتاب میں برہنہ و عریاں پڑا رہا اور کوئی شخص متوجہ طرف دفن کے نہوا لَقَدْ رُوِیَ فِی الْبِحَارِ وَغَیْرِہٖ عَنِ الرُّوَاةِ الْاَخْبَارِ اَنَّہٗ لَمَّا بَقِیَ الْحُسَیْنُ اِمَامُ الْخَافِقِیْنَ وَحِیْدًا فَرِیْدًا فِیْ طَفِّ کَرْبَلَا تَوَجَّہَ اِلٰی فُسْطَاطِ النِّسَاءِ تَوَدَّعَ وِدَاعَ مُفَارِقٍ لَا یَعُوْدُ کتاب بحار الانوار وغیرہ کتب اخبار میں رواۃ اخبار سے منقول ہے کہ جب جناب امام حسینؑ سلطان خافقین صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ امام النشاطین معرکہ کربلا میں یکہ و تنہا رہ گئے اور کسی کو معین و مددگار اپنا نہ پایا اسوقت آپ وہ حضرت مستعد اپنی شہادت پر ہوئے اور خیمہ اہلبیت میں واسطے وداع کے تشریف لائے اور ایک ایک بی بی اور بچے سے اسی طرح سے رخصت ہوئے کہ جس طرح وقت مرگ و انتقال کے مرنے والا اپنے عیال سے رخصت ہوتا ہے اور عیال اس کے اس سے رخصت ہوتے ہیں راوی کہتا ہے کہ صدائے گریہ و بکائے پردگیان عصمت و طہارت سے خیمہ الحرم میں ایک شور قیامت بپا تھا اور ہر طرف سے آوازِ الوداع الوداع الفراق الفراق کی بلند تھی ثُمَّ تَعَمَّمَ بِعِمَامَةِ جَدِّہٖ وَقَدْ دَرَّعَ بِدِرْعِ اَبِیْہِ وَتَقَلَّدَ بِسَیْفِہٖ وَاَخَذَ رُمْحَہٗ بِیَدِہٖ وَرَکِبَ عَلٰی ظَہْرِ جَوَادِہٖ وَاَتٰی اِلَی مَیْدَانِ النِّزَالِ وَدَعَی النَّاسَ لِلْقِتَالِ وَنَادٰی ہَلْ فِیْکُمْ اَحَدٌ یُقَابِلُنِیْ وَیُقَاتِلُنِیْ پس بعد وداع عیال و اطفال کے عمامہ جناب رسولخدا صلّی اللہ علیہ وآلہ سر اقدس پر باندھا اور زرہ اُن حضرت کی زیب بدن اطہر کی اور ذوالفقار جناب حیدر کرار کو حمائل کیا اور نیزہ جناب رسالتمآب کو ہاتھ میں اٹھایا پس دامن قبا گردان کر باسمہ پروردگار سمند برق رفتار رسول مختار پر سوار ہوئے اور اہلبیتؑ اطہار کو غش میں چھوڑ کر میدان کارزار میں مقابل لشکر کفار ستم شعار ہوئے اور اس فرقہ اشرار کو اپنے فضائل حسبی و نسبی سے آگاہ کیا اور ہر ایک نابکار کو قہر خدائے قہار سے ڈرایا جب کہ وہ بیدولت کسی طرح راہ راست پر نہ آئے اور سب بیرحموں کو اپنے قتل پر مستعد پایا ناچار تیغ ذوالفقار جناب حیدر کرار پر ہاتھ رکھا اور بآواز بلند فرمایا کہ اے اہل کوفہ و شام ہرچند کہ میں نے تم کو ہر طرح سے سمجھایا اور تم پر حجت تمام کی لیکن تم نے ہرگز اسے قبول نہ کیا اور مطلق میرا کہنا نہ سنا معلوم ہوا کہ تم

اس جمعیت روباہ پر مغرور رہو پس اب جو کوئی تم میں سے کہ شجاع و دلیر اور اپنی زندگی سے سیر ہو سامنے میرے آئے
اور مقابلہ کرے فَمَا بَرَزَ اَحَدٌ مِنَ الْاَشْرَارِ لِهَيْبَتِهٖ وَمَا خَرَجَ نَفَرٌ مِنْ صُفُوْفِ الْكُفَّارِ
لِجُبْنِهِمْ فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ كَالْاَسَدِ عَلَى الشِّيَاهِ وَقَتَلَ كُلَّ مَنِ ادَّعٰى بِشُجَاعَتِهٖ فِيْ مَيْدَانِ الْكِفَاحِ
منقول ہے جب فرزند رسول خدا نے اس قوم اشقیا کو للکارا اور اُن نامردوں نے نور شجاعت و سماعت اُس نیر لمعانی
تاباں و درخشاں پایا سنتے ہی آواز ہولناک حضرت کی دل ہر ایک شریر کا پھٹنے لگا اور خوف سے اُس شیر کے سب اشقیا
کے بدن میں رعشہ پڑ گیا اور مثل بید کے کانپنے لگے کسی کو جرات اسکی نہ ہوئی کہ مقابل اُس جری کے ہوسکے بلکہ سب کے سب
بدحواس و حیران و منفعل و شرمسار مثل تصویر ساکت کھڑے رہ گئے جب کہ حضرت نے دیکھا کہ کوئی اُن نامردوں سے
میدان کارزار میں نہیں آتا ہے اُسوقت اُس شیر نے مثل اسد اللہ الغالب کے اُس قوم ناپاک پر حملہ کیا اور کئی ہزار اشرار کو
کہ جو مدعی بہ شجاعت تھے بہ ضرب ذوالفقار واصل جہنم کیا یَقُوْلُ فِیْ تِلْكَ الْحَالِ بِهٰذَا الْمَقَالِ ؎ سَاَمْضِیْ
وَمَا بِالْمَوْتِ عَارٌ عَلَى الْفَتٰى ۞ اِذَا مَا نَوٰى حَقًّا وَجَاهَدَ مُسْلِمًا اُقَدِّمُ نَفْسِیْ لَا اُرِیْدُ
بَقَاءَهَا ۞ سَتَلْقٰى خَمِيْسًا فِي الْهِيَاجِ عَرَمْرَمًا اور اُسی حرب و ضرب میں یہ کلمات شجاعت آیات زبان اقدس پر جاری ہے
یعنی اے جماعت بیدین اور اے گروہ منافقین مجھے یقین ہے کہ میں عنقریب براہ خدا میں قتل ہونگا لیکن قتل ہونا تلوار
سے نزدیک شجاعان نامدار کے کچھ باعث ننگ و عار نہیں ہے بلکہ موجب افتخار و سبب خوشنودی پروردگار ہے بشرطیکہ
مسلمان ہو اور راہ خدا میں جہاد کرے اے قوم بدکردار ہر چند کہ یہ دل شکستہ و نحیف و زار بے معین و مددگار و تین
شبانہ روز سے تشنہ لب ہے مگر بحول و قوت الٰہی اس معرکہ کارزار میں کسی وقت قدم میرا پیچھے نہ ہٹے گا بلکہ بتائید ایزدی
دمبدم قدم میرا آگے بڑھے گا یہ نہ ہوگا کہ اس جمعیت و کثرت سے تمہاری میں خائف ہوں قَالَ حُمَيْدُ بْنُ
مُسْلِمٍ وَاللّٰهِ مَا رَاَيْتُ مَكْثُوْرًا قَطُّ قَدْ قُتِلَ وَلَدُهٗ وَاَعْوَانُهٗ وَاِخْوَتُهٗ اَرْبَطَ
جَاشًا مِنَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ حمید ابن مسلم کہتا ہے کہ قسم بخدائے عزوجل کہ میں نے اکثر معارک جنگ
و قتال میں بہت سے شجاعان عرب و عجم کو لڑتے دیکھا ہے لیکن کوئی شخص اب تک ایسا جری و دلیر مثل حسین و فرزند
رسول الثقلین کے نہیں دیکھا ہے باوصف اسکے کہ بھانجے و بھتیجے و بھائی اور بیٹے اُس شیر کے مثل گوسفندان قربانی
کے سامنے قتل ہوئے تھے اور لاشہ ہائے اعوان و انصار غلطاں بہ خاک و خون گرد اُس امام ابرار کے پڑے تھے

اور تین شبانہ روز سے ایک قطرہ پانی کا میسر نہ آیا تھا اور ہر طرف سے لاکھوں پیادہ و سوار گھیرے تھے لیکن اُس فرزند اسد اللہ الغالب کو بوقت جنگ قتال کے مطلق ہراس و اضطراب نہ تھا اور اس جرأت و شجاعت سے لڑتے تھے کہ وہ استقلال اُن حضرت کا دیکھکر تمام لشکر بدحواس ہوا جاتا تھا اور خوف سے اُس جری کے دل سب کے پھٹے جاتے تھے فَإِنْ كَانَتِ الرَّجَّالَةُ لَتَشُدُّ عَلَيْهِ فَيَشُدُّ عَلَيْهَا بِسَيْفِهِ فَيَنْكَشِفُ عَنْهُ انْكِشَافَ الْمِعْزَى مِنَ الْأَسَدِ فَيَنْهَزِمُونَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ هَارِبِينَ وَيَتَفَرَّقُونَ كَالْجَرَادِ الْمُنْتَشِرِ بِهِ خَائِفِينَ جب کہ پیادہ و سوار لشکر کفار کے جمع ہوکر اُن حضرت کو گھیرتے تھے اور ہر طرف سے اُس امام مظلوم پر شدت کرتے تھے اور وہ شیر دلیر تلوار پکڑ کر طرف دفع اُن اشقیا کے متوجہ ہوتے تھے ساتھ ہی اُس کے وہ پیادہ و سوار اسطرح سراسیمہ ہوکر بھاگتے تھے کہ جیسے سامنے سے شیر کے بھیڑ اور بکریاں خائف و ترساں بھاگتی ہیں اور سب کے سب ہیبت سے فرزند حیدر کرار کے مانند مور و ملخ کے متفرق و پریشان ہو جاتے تھے حَتَّى قَتَلَ مِنْهُمْ ثَلٰثِينَ أَلْفَ فَارِسٍ وَرَاجِلٍ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مَرْكَزِهِ وَهُوَ يَقُولُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ پس اُس شیر فرزند شیر خدا نے اشقیا کا فر واصل جہنم کئے کہ کشتوں سے پشتے جمع کر دئے اور وہ تمام میدان کارزار کشتہ ہائے کفار سے اٹ دیا یہاں تک کہ نوبت اسکی پہنچی کہ ہاتھ سے فرزند رسول مختار کے تیس ہزار پیادہ و سوار اُس معرکہ میں راہی دار البوار ہوئے اور باقی نامرد سامنے سے فرار کر گئے جب کہ حضرت نے اُن سب کو بھاگتے پایا بہ مقتضائے کمال شجاعت و غیرت کے تعاقب اُن فراریوں کا نہ کیا بلکہ جس جگہ سے کہ لڑنا شروع کیا تھا وہیں پھر آئے اور کلمہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم زبان مبارک پر جاری تھا فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ ابْنُ سَعْدٍ ذٰلِكَ خَافَ وَنَادَى وَيْحَكُمْ يَا قَوْمُ أَلَمْ تَعْلَمُوا مَنْ تُقَاتِلُونَ هٰذَا ابْنُ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ هٰذَا ابْنُ قَتَّالِ الْعَرَبِ فَالْآنَ أَنْ تَحَامَلُوا عَلَيْهِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ [illegible] بِالسِّهَامِ وَكَانَتِ الرُّمَاةُ أَرْبَعَةَ آلَافٍ پس جب کہ عمر سعد بد نہاد نے حال اپنے لشکر کا ابتر پایا اور [illegible] قریب تھا کہ ہاتھ سے امام حسین علیہ السلام کے ایک نفر بھی لشکر کفار سے جیتا نہ بچے گا خائف و ترساں ہو کر اُن فراریوں [illegible] بے حیاؤ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ جس سے تم لڑتے ہو یہ کون ہے یہ فرزند علی ابن ابیطالب اسد اللہ الغالب [illegible] نے جنگ بدر و حنین و معارک احد و صفین میں صدہا قبائل عرب کو قتل کیا ہے

اور مرحب سے بے پیر کو شجاعت میں مثل و نظیر اپنا نہ رکھتا تھا معرکۂ خیبر میں ایک ضرب ذوالفقار میں مع اسپ چار کیا پس تیرا
زعم باطل ہیں سوا اسکے کوئی تدبیر قتل ہونے اُس جری کے نہیں ہی کہ تمام لشکر ہر طرف سی اُن حضرت کو محاصرہ کرلے اور ہر شخص
نیزہ و تلوار کھینچے ہوئے قتل پر تیار رہے اور چار ہزار تیر انداز ایک مرتبہ اُن حضرت پر دور سے تیر باراں کریں یقین ہی کہ اس
تدبیر سے حسینؑ شہید ہوں فَحَمَلُوا عَلَيْهِ وَحَاصَرُوهُ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ فَحَالُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَحْلِهِ
فَصَاحَ بِهِمُ الْحُسَيْنُ وَيْحَكُمْ يَا اَعْدَاءَ اللّٰهِ اِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ دِيْنٌ وَكُنْتُمْ لَا تَخَافُوْنَ الْمَعَادَ
فَكُوْنُوْا اَحْرَارًا فِيْ دُنْيَاكُمْ فَارْجِعُوْا اِلٰى اَحْسَابِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ اَعْرَابًا پس سُنتے ہی حکم عمر بن سعد ملعون کے تمام
لشکر شقاوت اثر نے اُس امام بیکس پر حملہ کیا اور ہر سمت سی اُس مرکز امامت کو اس طرح سے احاطہ کیا کہ صفوف لشکر درمیان
خیمہ ہائے اہلبیتؑ اطہار اور درمیان اُس امام ابرار کے مثل دیوار حائل ہو گئیں اور نظر آنا خیمہ ہائے مخدرات عصمت
طہارت کا بسبب حجاب کے بالکلیہ موقوف ہو گیا اور بعضے اشقیانے چاہا کہ خیمہ ہائے اقدس کو تاراج کریں پس دیکھتے
ہی یہ خباثت اُن بے حیاؤں کی امام حسین علیہ السّلام مضطر و بے قرار ہو گئے اور آواز دی کہ اے اہل کوفہ و شام ہر چند کہ
تم گمراہ و بیدین و زمرۂ کفار و منافقین میں داخل ہو اور مطلق تمہیں خوف خداوند قہار اور خوف عذاب جہنم و نار
باقی نہیں رہا ہے لیکن پھر بھی تم سب اپنی زعم میں حسبا و نسبا اپنے تئیں شریف جانتے ہو اور صاحب عیال و اطفال ہو اور
قوم عرب سے ہو پس کیا قیامت ہی کہ غیرت و حمیت عرب کو ہاتھ سے اپنے دیتے ہو اور ہرگز تمہیں خیال بدنامی دنیا
کا نہیں ہی تمہیں لازم ہی کہ غیرت کو ہاتھ سے نہ دو اور وہ امر نہ کرو کہ جو باعث ننگ و عار عرب کا ہو فَنَادَىٰ الشِّمْرُ
مَا تَقُوْلُ يَا ابْنَ فَاطِمَةَ قَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا اَعْدَاءَ اللّٰهِ اَنَا الَّذِيْ اُقَاتِلُكُمْ وَاَنْتُمْ
تُقَاتِلُوْنِيْ وَالنِّسَاءُ لَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ فَامْنَعُوْا عُتَاتَكُمْ عَنِ التَّعَرُّضِ بِحَرَمِيْ
مَا دُمْتُ حَيًّا جب کہ امام حسین علیہ السّلام نے کلام زجر و سرزنش اُن اشقیائے بد انجام سی فرمایا شمر ولد الزنا
نے آواز دی کہ اے فرزند فاطمہ مطلب آپ کا اس بیان سی کیا ہی اور آپ کیا چاہتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ اے دشمنان
خدا میں تم سے لڑ رہا ہوں اور تم مجھ سے لڑتے ہو اور یہ سب بچے و عورات مخدرات محض بے گناہ ہیں عبث ان بے
کسوں کے در پے آزار ہو میں چاہتا ہوں کہ سرکشان لشکر شقاوت اثر کو اس ظلم و ستم سے باز رکھو اور اُن اشقیا
کو منع کرو کہ جب تک حسینؑ زندہ ہے کوئی شخص در پے ہتک عزت اہلبیت رسالت مآب صلّی اللہ علیہ و آلہ کی نہ ہو

فَقَالَ الْمَلْعُوْنُ لَكَ هٰذَا ثُمَّ صَاحَ شِمْرٌ اِلَيْكُمْ عَنْ حَرَمِ الرَّجُلِ فَاقْصُدُوْهُ فِيْ نَفْسِهٖ
فَلَعَمْرِيْ لَهُوَ كُفْوٌ كَرِيْمٌ پس شمر ملعون نے جواب دیا کہ یا حسین علیہ السلام اگر یہ مطلب تمہارا
ہے تو تم اس سے مطمئن رہو کہ اب کوئی شخص اس لشکر کا نزدیک خیمہ ہائے اہلبیتؑ اطہار کے نہ جائے گا اور نہ کوئی ہم میں
تمہارے اہلحرم سے معترض ہو گا جب تک کہ آپؑ زندہ ہیں یہ کہکر اُس ملعون نے اپنی ذرّیت کو آواز دی کہ خبردار کوئی
ملعون قریب خیمہ ہائے ذرّیت رسول مختارؐ کے نہ جائے اور کوئی اُن سے معترض نہ ہو کہ مقام ادب ہے اور یہ سب اہلبیت
رسالتؐ و معدن نبوتؐ ہیں لیکن سب ملکر حسینؑ پر حملہ کرو کہ ہمیں بجز قتل کرنے حسینؑ کے اور کچھ مقصود نہیں ہے فَقَصَدَهُ
الْقَوْمُ وَرَمَوْهُ بِالسِّهَامِ وَهُوَ لَمْ يَزَلْ يُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى اَصَابَتْهُ جِرَاحَاتٌ كَثِيْرَةٌ قِيْلَ
كَانَتْ هِيَ اَلْفًا وَتِسْعَمِائَةً وَكَانَتِ السِّهَامُ فِيْ دِرْعِهٖ كَالشَّوْكِ فِيْ جِلْدِ
الْقُنْفُذِ وَكَانَتِ الْجِرَاحَاتُ كُلُّهَا فِيْ مُقَدَّمِهٖ پس یہ کلام شمر ملعون سنکر سب اشقیا متوجہ طرف قتل فرزند
رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کے ہوئے اور متصل اُس پارہ جگر فاطمہؑ زہرا و دلبند علیؑ مرتضےٰ پر تیر برسانے لگے اور وہ
حضرت بھی اُن اشقیا سے لڑتے رہے یہاں تک کہ بدن نازنین فرزند سید المرسلینؐ کا کثرت زخم ہائے کاری سے نہایت
ہی مجروح و فگار ہو گیا اور تعداد و شمار زخم ہائے بدن اطہر اُس امام ابرار میں روایات مختلفہ وارد ہیں لیکن زیادہ تر
مشہور یہ ہے کہ ایک ہزار نو سو پچاس ۹۵۰ زخم از سر اقدس تا ناف مبارک لگے تھے اور یہ سب زخم مقدم بدن پر تھے اس لئے
کہ معرکہ جنگ و کارزار میں فرزند شیر خدا نے منھ اپنا لشکر شقاوت اثر سے نہ پھیرا تھا اور زرہ اطہر پر اس کثرت
سے تیر [illegible] ایسے تھے کہ جیسے ساہی کے بدن پر کانٹے ہوتے ہیں فَوَقَفَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِيَسْتَرِيْحَ سَاعَةً
فَبَيْنَا كَذٰلِكَ اِذْ اَتَاهُ حَجَرٌ فَوَقَعَ عَلٰى جَبْهَتِهٖ فَاَخَذَ الثَّوْبَ لِيَمْسَحَ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ
راوی کہتا ہے جب کہ امام حسینؑ شاہزادہ کونین پر غش طاری ہونے لگا اور وہ حضرت نہایت ہی ضعیف و
ناتوان ہو گئے اُس وقت اُس امام بیکس نے چاہا کہ ایکدم اس تعب حرب سے راحت ملے پس ایک لمحہ توقف کیا تھا کہ
ناگاہ ایک پتھر کسی ملعون نے اس زور سے پیشانی نورانی پر مارا کہ اُس زخم سے فوارہ خون جاری ہوا اور تمام
چہرہ انور لہو سے تر ہو گیا پس وہ حضرت دامن عبا سے خون چہرہ اقدس سے پونچھنے لگے فَاَتَاهُ سَهْمٌ
مَسْمُوْمٌ لَهٗ ثَلَاثُ شُعَبٍ فَوَقَعَ فِيْ صَدْرِهٖ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ پس حضرت ابھی خون چہرہ انور سے نہ پونچھنے پائے تھے کہ ناگاہ ایک تیر زہر
آلود سہ پہلو سینۂ انور پر لگا پس امام کونین نے فرمایا کہ بسم اللہ و علی ملّۃ رسول اللہ وَرَفَعَ رَاْسَہٗ اِلَی
السَّمَآءِ وَقَالَ اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ اَنَّھُمْ یَقْتُلُوْنَ رَجُلًا لَیْسَ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ
اِبْنُ نَبِیٍّ غَیْرُہٗ اور اُس حالت یاس میں سر اقدس طرف آسمان کے بلند کیا اور جناب اقدس الٰہی میں عرض
کی کہ اے پروردگار عالم تو عالم و دانا ہے کہ یہ فرقہ اشرار درپے قتل و آزار اُس شخص کے ہے کہ جو فرزند ہے تیرے حبیب
رسولِ مختار کا اور سوا اُس کے کوئی دوسرا فرزند تیرے پیغمبرؐ کا روئے زمین پر نہیں ہے ثُمَّ اَخَذَ السَّھْمَ
فَاَخْرَجَہٗ فَانْبَعَثَ الدَّمُ كَالْمِیْزَابِ فَوَضَعَ یَدَہٗ عَلَی الْجُرْحِ فَلَمَّا امْتَلَأَتْ رَمٰی بِہٖ اِلَی
فَمَا رَجَعَ مِنْ ذٰلِكَ الدَّمِ قَطْرَۃٌ پس اُس امام مظلومؑ نے وہ تیر سینۂ اقدس سے نکال کر پھینک دیا حدیث میں وارد
ہوا ہے کہ نکلتے ہی اُس تیر ستم کے خون اُس زخم سے مانند پرنالے کے جاری ہوا پس دست مبارک نیچے اُس زخم کے رکھا
اور چلو خون سے بھر کر طرف آسمان کے پھینکا منقول ہے کہ اُس خون سے ایک قطرہ بھی زمین پر نہ گرتا تھا ثُمَّ وَضَعَ یَدَہٗ
ثَانِیًا فَلَمَّا امْتَلَأَتْ لَطَخَ بِہٖ رَاْسَہٗ وَلِحْیَتَہٗ فَقِیْلَ لَہٗ مَا ھُوَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ
قَالَ ھٰكَذَا اَلْقٰی جَدِّیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَنَا مَخْضُوْبٌ بِدَمِیْ بعد اُس کے پھر دست مبارک
میں وہ خون بھر کر روئے اقدس و ریش مطہر پر ملا کسی شخص نے اُس قوم جفاکار سے اُسی حالت میں عرض کی کہ یا حسینؑ
یہ خون کس لئے چہرۂ انور و ریش مطہر پر ملتے ہو حضرت نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ آج اسی طرح بصورت خون
آلودہ اپنے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے ملاقات کروں اور شکایت کروں اس ظلم و ستم کی کہ جو اس امت
ستم شعار نے مجھ پر کیا ہے قَالَ صَاحِبُ الْمَنَاقِبِ وَمُحَمَّدُ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّہٗ لَمَّا ضَعُفَ الْحُسَیْنُ
عَلَیْہِ السَّلَامُ نَادٰی شِمْرٌ الْمَلْعُوْنُ یَا قَوْمُ مَا وُقُوْفُكُمْ وَمَا تَنْتَظِرُوْنَ بِالرَّجُلِ قَدْ اَثْخَنَتْہُ الْجِرَاحُ
حَمَلُوْا عَلَیْہِ صاحب مناقب و محمد ابن ابی طالب نے کہ مورخین معتبرین سے ہیں نقل کیا ہے کہ جب بادشاہ مشرقین جناب امام حسین
علیہ السلام بسبب کثرت زخمہائے کاری و شدت تشنگی و داغہائے قلبی و آلام کبد [illegible] کے نہایت ضعیف ہو گئے اور لڑنے
کی طاقت باقی نہ رہی اُس وقت شمر ملعون نے اپنے لشکر کو آواز دی کہ اے اشقیائے کوفہ و شام کیا دیکھتے ہو اور کیوں
دیر کرتے ہو قتل امام فرزند خیر الانامؐ میں کہ اب مطلق طاقت جنگ حضرت میں باقی نہیں ہے اور بسبب زخمہائے

کاری کے وہ مظلوم نہایت ضعیف و ناتوان ہو چکے ہیں بس ہر طرف سے حملہ کر کے کام حضرت کا تمام کرو فحملوا علیہ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ وَمَكَانٍ وَجَرَحُوهُ بِالْحِسَامِ وَالسِّهَامِ وَالسِّنَانِ فَوَقَعَ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَرُكْنُ الدَّارَيْنِ عَلَى الْاَرْضِ عَلٰى خَدِّهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ اسْتَوٰى جَالِسًا فَنَزَعَ السَّهْمَ كَانَ رَمَاهُ اَبُوْ اَيُّوْبِ الْغَنَوِيُّ فِيْ حَلْقِهٖ پس سنتے ہی آواز اس لعین بے ایمان کے سب ذریت شیطان ایک مرتبہ امام انس و جان پر ٹوٹ پڑے اور برابر تیر و نیزہ و شمشیر سے اُس امام بیکس و دلگیر کو ایسا زخمی کیا کہ وہ ستون دین و رکن ایمان پشت زین سے مثل عرش کے داہنی کروٹ سے زمین پر تشریف لائے اور بسبب کمال غیرت و جرأت کے پھر زمین پر درست ہو بیٹھے اور وہ تیر کہ ہاتھ سے ابو ایوب غنوی کے حلق نازنین پر لگا تھا اُسے کھینچکر پھینکدیا قَالَ حَمِيْدُ ابْنُ مُسْلِمٍ فَخَرَجَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ دَاخِلِ الْخِبَاءِ وَهِيَ تَبْكِيْ وَتَنُوْحُ وَقُرْطَاهَا تَجُوْلَانِ بَيْنَ اُذُنَيْهَا وَتَقُوْلُ وَا سَيِّدَاهْ وَا اَخَاهُ لَيْتَ السَّمَاءَ حمید بن مسلم کہتا ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام گھوڑے سے نیچے گرے اور دختر جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ نے در خیمہ سے یہ حال دیکھا اُسوقت وہ مخدومہ کونین سر و پا برہنہ مضطرب و بیقرار خیمہ اہل بیت اطہار سے باہر نکلیں اور گریاں و نالان و اُفتان و خیزان و احسینؑ گویان طرف مقتل کے روانہ ہوئیں ہر چند کہ سر اطہر پر اُس دختر خاتون محشر کے بسبب بےحوالی کے چادر نہ تھی لیکن نور چہرۂ انور سے مثل آفتاب کے ایسا روشن و درخشان تھا کہ کسی کی مجال نہ تھی کہ طرف چہرۂ اقدس کے نگاہ کر سکے لیکن فقط دو گوشوارے مثل ستارہ ہائے تاباں کے گوشہائے مبارک میں ہلتے نظر آتے تھے جبکہ وہ مخدومہ کونین بکمال شیون و شین قریب امام حسین علیہ السلام کے پہونچیں دیکھا کہ پارۂ جگر فاطمہ زہرا نور نظر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ آلودۂ بخون و خاک ریگستان گرم پر تڑپ رہا ہے اور نزدیک حضرت کے عمر سعد بد نہاد مع اپنے رفقا کے کھڑا ہے اور بہت سے عرب گرد سے گھیرے کھڑے ہیں پس دیکھتے ہی اس مصیبت عظیم کے آہ کی اور چلائیں کہ ہائے ماں جائے میرے ہائے وارث میرے افسوس کہ یہ بہن بیکس نہ مر گئی کہ آپ کو اس حال سے نہ دیکھتی کاش آسمان زمین پر گر پڑتا اور زمین پھٹ جاتی وَيْحَكُمْ اَلَيْسَ فِيْكُمْ مُسْلِمٌ يَا ابْنَ سَعْدٍ اَيُقْتَلُ حُسَيْنُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَنْتَ تَنْظُرُ اِلَيْهِ ہائے کیا غضب ہے کہ اس جماعت کثیرہ میں ایک بھی مسلمان نہیں ہے کہ اپنے نبیؐ کے نواسے کو قتل سے بچائے اور اُس امام بیکس کی مدد کرے

جب کسی بیرحم نے جواب نہ دیا بنگاہ حسرت دیاس طرف ابن سعد کے دیکھکر فرمایا کہ اے بیرحم کیا سنگدل ہے تو کہ حسینؑ
فرزند رسول الثقلین امام المشرقین تیرے سامنے قتل ہوتا ہے اور تو کھڑا ہوا دیکھتا ہے اور منع نہیں کرتا ہے کہ یہ اشقیاء میرے
بھائی کو قتل نہ کریں آخر تو بھی تو اپنے تئیں مسلمان اور اُمت رسول خدا سے جانتا ہے قَالَ حُمَیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ فَبَکیٰ عُمَرُ
ابْنُ سَعْدٍ لَعَنَهُ اللهُ لَمَّا رَاٰی تَحَرُّکَهُمَا وَتَجَنُّبَهُمَا بَکیٰ حَتّیٰ تَسِیْلَ دُمُوْعُهُ عَلیٰ لِحْیَتِهِ
وَهُوَ یَصْرِفُ وَجْهَهُ عَنْهُمَا حمید ابن مسلم کہتا ہے کہ جب عمر سعد ملعون نے تڑپنا دردناک جناب زینبؑ خاتون دختر
امیر المومنین کا دیکھا موہنہ نجس اپنا پھیر کر رونے لگا اور باوصف اسکے کہ وہ شقی مدعی شقاوت و سنگدل تھا لیکن
اضطراب و بیقراری سے اُن مخدومہ کی اتنا رلایا کہ تمام مُنھ اُس سگ ناپاک کا اشکوں سے تر ہو گیا پس اُسی حالت میں
اُس بیرحم نے شمر ملعون کو آواز دی کہ اے شمر کیا انتظار ہے اب جلد حسینؑ کو اس کرب و ایذا سے راحت دے پس یہ
سنتے ہی اسکے شمر ولد الزنا آمادہ قتل جناب امام حسینؑ پر ہوا اور اس سختی و بیرحمی سے قریب اُس امام مظلوم کے آیا
اور زخم ہائے سینہ و پہلو کو ایسی تکلیف دی کہ حضرت نے چشم مبارک کھولدیں اور بہ نگاہ حسرت دیاس طرف
اُس بے حیا کے دیکھا قَالَ یَا هٰذَا اِنْ اَرَدْتَ قَتْلِیْ فَاَمْهِلْنِیْ حَتّیٰ اُصَلِّیَ فَتَنَحّیٰ عَنْهُ فَصَلّیٰ
وَسَجَدَ فَاَسْرَعَ الْمَلْعُوْنُ اِلیٰ اِطْفَاءِ نُوْرِ الْاِمَامَةِ وَاِخْمَادِ بَیْتِ الرِّسَالَةِ پس اُس حالت ایذا و کمال
کرب میں فرمایا کہ اے سنگدل اگر تجھے مجھ مظلوم کا قتل منظور ہے تو مجھے اتنی مہلت دے کہ میں نماز آخری بجا لاؤں اور
سجدہ شکر جناب باری ادا کروں پس یہ سُنکر وہ ستمگر علیحدہ ہوگیا اور حضرت رو بہ قبلہ ہوئے اور نماز ادا کی
پس ابھی سجدہ سے فارغ ہوئے تھے کہ وہ دشمن خدا طرف گل کرنے نور امامت و گرانے خانۂ رسالت کے
متوجہ ہوا راوی کہتا ہے کہ واللہ نہیں بھولتا مجھے تڑپنا زینبؑ خاتون کا کہ وہ معصومہ اُسوقت ایک ایک
شخص سے بہ منت کہتی تھی کہ کوئی بھی تم میں ایسا رحیم ہے کہ میری بیکسی پر رحم کرے اور کسی طرح میرے بھائی کو
قتل سے بچائے اور اسکی اسوقت بیکسی میں حمایت کرے اور کسی طرح اس بہن ستم رسیدہ کو بھائی تک جانے دے
؎ تَقُوْلُ لَهُ یَا شِمْرُ دَعْنِیْ هُنَیْئَةً ÷ اُعَلِّلُ قَلْبِیْ بِاللِّقَاءِ لِعِلَّةٍ ÷ اَتَمْنَعُنِیْ مِنْ نَظْرَةٍ یَشْتَفِیْ
بِهَا ÷ فُؤَادِیْ بِمَنْ لِیْ کَانَ کَهْفًا وَمَوْئِلًا پس جب کہ اُس مظلومہ کو کسی نے قریب امام حسینؑ
علیہ السلام کے جانے نہ دیا اور رو کر شمر ملعونؑ کی طرف خطاب کیا اور فرمایا کہ اے بیرحم واسطے خدا و رسولؐ کے میرے بھائی

کے قتل میں اتنا توقف کر کہ یہ بہن آفت رسیدہ ایک مرتبہ دیدار آخری اپنے ماں جائے کا دیکھ لے ای شمر للہ مجھے
میرے سید اور میرے آقا تک جانے دے کہ دل میرا مانند مرغ نیم بسمل کے واسطے دیکھنے بھائی کے تڑپ رہا ہے پس مجھ
بیکس پر رحم کر اور مجھے حضرت سے رخصت ہو لینے دے فَلَمْ يَسْمَعْ كَلَامَهَا وَهَدَمَ مَا كَانَ الْإِيمَانِ وَ
هَمَلَ آيَاتِ الْقُرْآنِ وَرَفَعَ رَأْسَهُ الشَّرِيفَ عَلَى قَنَاةٍ طَوِيلَةٍ فَكَبَّرَ بِهِ وَ
كَبَّرَتِ الْعَسْكَرُ راوی کہتا ہے کہ ہر چند وہ معظمہ تڑپتی رہی اور روتی رہی تھی لیکن اس شقی کو ہرگز رحم نہ آیا
اور ارکان دین کو گرا دیا اور آیات قرآن کو مٹا دیا اور سر انور کو نیزہ بلند پر رکھ کر صدائے تکبیر بلند کی اور سنتے ہی واز
اس کافر کے تمام لشکر سے آواز تکبیر کی آنے لگی ٥ فَتَزَلْزَلَتِ الْأَفْلَاكُ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ؛ تَكَادُ
السَّمَاءُ يَنْقَضُّ وَالْأَرْضُ تَنْقَلِعُ ؛ وَضَجَّتْ أَمْلَاكُ السَّمٰوٰتِ وَحَتّٰى طُيُورُ
الْفَلَاةِ وَالْوُحُوشُ وَالْجِنُّ أَجْمَعُ احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے کہ جس وقت یہ مصیبت اعظم المصائب اور یہ حادثہ
اعظم الحوادث واقع ہوا اسی وقت تمام عالم از مشرق تا مغرب تیرہ و تاریک ہو گیا اور آفتاب کو گہن لگ گیا اور
دن کو ستارے نظر آنے لگے اور آسمان مصیبت سلطان انس و جان میں لرزنے لگا اور اسقدر کانپا کہ قریب
تھا پھٹ کر زمین پر گر پڑے اور زمین بھی اس صدمہ سے قریب تھا کہ پھٹ جائے اور الٹ جائے اور صدائے گریہ و بکا
و نوحہ وغیرہ ملائکہ کی آسمان سے بر ملا آنے لگی اور اس صحرائے پُر بلا میں ہر طرف سے آواز رونے دہیٹنے جن و پری
و وحش و طیور کی بلند ہوئی اور زمین و آسمان سے آواز واحسیناہ واحسیناہ کے آتی تھی ٥ وَجِئْنَ كَرِيمَاتُ
الْبَتُولِ حَوَاسِرًا ؛ وَلَمْ يَبْقَ جَيْبٌ لَا يُشَقُّ وَيُرْفَعُ ؛ تُقَبِّلُ جُثْمَانَ الْحُسَيْنِ
سَكِينَةُ ؛ وَشِمْرٌ بِالسَّوْطِ ضَرْبًا يُمَتِّعُ راوی کہتا ہے جس وقت کہ تمام
آثار قیامت پردگیان عصمت و طہارت نے بپا دیکھے معلوم کیا کہ وارث ہم بیکسوں کا شہید ہوا سب خواتین دین
نیابت برہنہ سر و بے مقنعہ و چادر برہنہ پا بچے گود میں لئے افتاں و خیزاں واحسینا گویاں مقتل میں پہونچیں اور
دیکھتے ہی لاش اطہر امام حسین علیہ السلام کی اسقدر روئیں اور پیٹیں کہ غش کھا کر خاک پر گر پڑیں جب کہ نگاہ سکینہ
خاتون دختر امام حسین علیہ السلام کی لاش بے سر اپنے باپ کے پڑی دیکھتی ہی اس مصیبت عظمیٰ کے وہ دختر
مظلومہ ہاتھ پھیلا کر لاش اطہر سے لپٹ گئی اور منہ اپنا گلوئے بریدہ امام حسین علیہ السلام پر ملتی جاتی تھی

اور روتی تھی اور ہائے بابا ہائے بابا کہتی تھی پس رونا اور چلانا اُس بچی کا شمر ولد الزنا کو ناگوار ہوا اور بہ کمال قہر و
غضب تازیانہ بدست قریب اُس شاہزادی کے آیا اور بکمال ظلم و ستم اُس دختر یتیم کو لاش پدر سے جدا کیا ۵
يَنُوْلُهَا ضَرْبُ السِّيَاطِ فَتَلْتَجِيْ ؛ لِعَمَّتِهَا مِنْ حَيْثُ بِالضَّرْبِ تُوْجَعُ ؛ تَقُوْلُ لَهُ يَا
شِمْرُ وَيْحَكَ خَلِّهَا ؛ اِذَا كَانَ بِالتَّقْبِيْلِ تَرْضٰى وَتَقْنَعُ پس وہ دختر نادان ظلم سے اُس بے
ایمان کے خائف و ترساں گریاں و نالاں دامن جناب زینبؑ خاتون شاہ زناں سے دوڑ کر لپٹ گئی اور شکایت ظلم
و ستم شمر ظالم کی اپنی پھوپھی سے رو رو کر کرنے لگی جناب زینبؑ ستم دیدہ بیکسی و بےبسی پر اپنی بہت روئیں اور اُس
دختر یتیم کو چھاتی سے لگایا اور پیار کیا اور بکمال عجز و منت اُس ملعون بے رحم و بد طینت سے فرمایا کہ اے شمر وائے
تجھ پر اس دختر ستم رسیدہ پر کیوں ظلم کرتا ہے یہ یتیم فقط اتنا چاہتی ہے کہ اپنے باپ کی لاش پر جی بھر کے روئے اور اُس سے
رخصت ہوئے پس عجب بیرحم و نا انصاف ہے تو کہ اتنی بات پر اس بچی کو جھڑکتا ہے اور منع کرتا ہے راوی کہتا ہے کہ ہر چند
دختر امیر المومنین علیہ السلام نے بہت سا اُسے کچھ بہ منت کہا لیکن اُس ملعون نے کسی طرح سکینہؑ خاتون کو قریب لاش
امام حسینؑ کو نہ جانے دیا اور مطلق اُس بچی یتیم پر رحم نہ کیا ۵ فَتَنْدُبُ مِنْ عَظْمِ الرَّزِيَّةِ جَدَّهَا
اَيَا جَدَّنَا تَنْظُرْ اِلَيْنَا وَتَسْمَعُ ؛ اَيَا جَدَّنَا هٰذَا الْحُسَيْنُ مُعَفَّرٌ ؛ عَلَى التُّرْبِ
مَجْذُوْذُ الْوَرِيْدَيْنِ يَقْطَعُ جب کہ حضرت زینبؑ نے یہ ظلم عظیم شمر لعین سے مشاہدہ فرمایا اور اپنا حامی و مددگار
کسی کو نہ پایا اسوقت منھ اپنا طرف مدینہ منورہ کی کیا اور فریاد کی کہ اے نانا میرے رسول الثقلین آیا آپ ہمیں ملاحظہ
فرماتے ہیں کہ فرزند حضرت کا حسین علیہ السلام آلودہ بخوں گلو بریدہ خاک گرم پر کس بیکسی سے پڑا ہے ۵ وَجِسْمُهٗ
تَحْتَ الْخُيُوْلِ وَرَاْسُهٗ عِنَادًا بِاَطْرَافِ الْاَسِنَّةِ يُرْفَعُ ؛ اَيَا جَدَّنَا لَمْ يَتْرُكُوْا مِنْ
رِجَالِنَا ؛ كَبِيْرًا وَلَا طِفْلًا عَلَى الثَّدْيِ يُرْضَعُ اے نانا رسولخدا صلی اللہ علیک و آلک وہ جسم نازنین
آپ کے فرزند حسینؑ و نور مشرقین کا کہ جو آپ کی آغوش مبارک میں پلا تھا آج وہی جسم اطہر پامال سم اسپاں ہے
اور سر انور حسینؑ کا تن اطہر سے جدا کر کے نوک نیزہ پر رکھا گیا ہے فریاد ہے اے نانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیک و آلک جو
ظلم و ستم اس اُمت جفاکار نے آپ کی اولاد پر کئے ہیں کبھی کسی نے کسی پر امم سابقہ سے ایسے ظلم نہیں کئے ہیں پس ہم
بے وارث شکایت اس جور و جفائے بیحد کے سوا آپ کے کس سے کریں کہ ان اشقیانے کوئی وارث ہمارا باقی نہیں

رکھاہے سب مرد چھوٹے اور بڑے ہمارے قتل کیے یہاں تک کہ اطفال شیرخوار بھی ہمارے ذبح کیے ۵ اَیَا جَدَّنَا لَمْ یَتْرُکُوْا لِنِسَائِنَا ۞ خِمَارًا وَّلَا ثَوْبًا وَّلَمْ یَبْقَ یُوْقَعُ ۞ اَیَا جَدَّنَا شِمْرٌ یُجَرِّقُنَا عَنَّا ۞ وَیَضْرِبُنَا ضَرْبَ الْاِمَاءِ وَیُوْجِعُ اے فریاد رس مستغیثان اور اے حامی مظلومان اے جدِ عالی مقدار فریاد ہے کہ اس جماعت اشرار نے ہمارے سروں سے چادریں تک آثار لیں اور مقنعہ ورومالی تک کسی بی بی پاس نہیں چھوڑی ہے کہ منھ اپنا نامحرموں سے چھپائے علاوہ اسپر یہ ظلم ہے کہ اگر کوئی بی بی آپ کی بیٹیوں سے مارے غیرت وشرم کے چادر دینے میں یہ منت عذر کرتی ہیں تو شمر ملعون اُس بیکس کو اس بیرحمی سے تازیانہ مارتا ہے جیسے کوئی لونڈیوں کو بہ ذلت وخواری مارتا ہے ، اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس تنتیسویں مشتمل ہے شہادت پر امام کونین کے

فِی الْاَمَالِیْ عَنْ دَاؤُدَ ابْنِ کَثِیْرِ الرَّقِّیِّ اَنَّهٗ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّادِقِ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِذَا اسْتَسْقَی الْمَاءَ کتاب امالی ابن بابویہ میں داؤد ابن کثیر رقی سے منقول ہے کہ کہا اُس نے ایکروز میں خدمت بابرکت امام بحق جناب جعفر صادق علیہ السّلام میں حاضر تھا کہ میرے سامنے حضرت نے پانی پینے کے لئے طلب فرمایا فَلَمَّا شَرِبَهٗ رَاَیْتُهٗ قَدِ اسْتَعْبَرَ وَاغْرَوْرَقَتْ عَیْنَاهُ بِدُمُوْعِهٖ ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا دَاؤُدُ لَعَنَ اللّٰهُ قَاتِلَ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَمَا اَنْغَصَ ذِکْرَ الْحُسَیْنِ لِلْعَیْشِ پس جب کہ پانی حاضر ہوا اور حضرت نے کچھ اسمیں سے نوش فرمایا دیکھا میں نے کہ دفعۃً آثار حزن وملال چہرہ اقدس پر ظاہر ہوئے اور اشک چشم مبارک میں بھر آئے پس میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے داؤد خدا لعنت کرے اُن اشقیا پر کہ جنہوں نے میرے جدّ مظلوم امام حسین علیہ السّلام کو قتل کیا اے داؤد قتل ہونے نے امام حسین علیہ السّلام کے اسقدر ہمیں محزون ومغموم کیا کہ بعد شہادت اُن حضرت کے ہمیں کچھ لطف زندگی باقی نہیں رہا اِنِّیْ مَا شَرِبْتُ مَاءً بَارِدًا اِلَّا وَذَکَرْتُ الْحُسَیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَمَا مِنْ عَبْدٍ شَرِبَ الْمَاءَ فَذَکَرَ الْحُسَیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَلَعَنَ قَاتِلَهٗ اِلَّا کَتَبَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهٗ مِائَةَ اَلْفِ حَسَنَةٍ

اے داؤد جب کہ میں آب سرد پیتا ہوں ساتھ ہی اُسکے مجھے یاد آتی ہے مصیبت امام حسین علیہ السلام کی اور قتل ہونا ان حضرت کا شدت تشنگی میں اے داؤد جو بندہ مومن آب سرد پیئے اور یاد کرے مصیبت کو امام حسین علیہ السلام کی اور لعنت کرے اُن بے رحموں پر کہ جن اشقیا نے ناحق قتل کیا اُس امام کو ہیں کو حق سبحانہ تعالے عوض میں اس کے لاکھ نیکی اور حسنت کا ثواب نامہ اعمال میں اُس مرد مومن کی لکھتا ہے وَحَطَّ عَنْهُ مِائَةَ اَلْفِ سَيِّئَةٍ وَرَفَعَ لَهٗ مِائَةَ اَلْفِ دَرَجَةٍ وَكَاَنَّمَا اَعْتَقَ مِائَةَ اَلْفِ نَسَمَةٍ وَحَشَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثَلِجَ الْفُؤَادِ اور حق سبحانہ تعالے عوض ذکر مصائب جناب سید الشہدا علیہ آلاف التحیۃ والثنا کے لاکھ گناہ و نامہ اعمال سے اُس مومن کے محو کرتا ہے اور لاکھ درجے واسطے اُس مرد و بندہ کے بلند کرتا ہے اور عطا فرمائے گا اُس مومن کو ثواب برابر اُس شخص کے کہ جس نے لاکھ بندے راہ خدا میں واسطے رضائے خدا کے آزاد کئے ہوں گے اور بروز قیامت یعنی اُس روز کہ جس روز شدت تشنگی سے جگر تمام اہل محشر کے مثل کباب بریاں ہوں گے اور زبانیں سب مخلوق کی مارے پیاس کے باہر نکلی ہونگی خداوند کریم اُس روز اُس مومن کو کہ جس نے یاد کی ہے تشنگی امام حسین علیہ السلام کی محشور کرے گا بہ قلب مطمئن اور جگر سرد و خنک مثل برف کے فِي الْبِحَارِ اَنَّ اِسْمٰعِيْلَ النَّبِيَّ عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَانَتْ اَغْنَامُهٗ تَرْعٰى بِشَطِّ الْفُرَاتِ فَاَخْبَرَهُ الرَّاعِيْ اَنَّهَا مَا شَرِبَتْ مِنْ هٰذِهِ الْمَشْرَعَةِ شَيْئًا مِنَ الْمَاءِ مُنْذُ كَذَا يَوْمًا كتاب بحار الانوار میں یہ حدیث منقول ہے کہ ایکمرتبہ بکریں اور دنبیں حضرت اسمٰعیل علی نبینا و علیہ السلام کے کنار فرات پر چرتی تھیں کہ ناگاہ چرواہے نے عرض کی کہ یا نبی اللہ کئی روز گذر چکے ہیں کہ اُن دنبیوں و بکریوں نے اس نہر فرات سے پانی نہیں پیا ہے اور مطلق طرف اس پانی کے رغبت و میل نہیں کرتی ہیں فَسَاَلَ اِسْمٰعِيْلُ رَبَّهُ الْجَلِيْلَ عَنْ سَبَبِ ذٰلِكَ فَنَزَلَ جِبْرَئِيْلُ وَقَالَ لَهٗ يَا اِسْمٰعِيْلُ سَلْ اَغْنَامَكَ فَاِنَّهَا تُجِيْبُكَ عَنْ سَبَبِهٖ۔

پس یہ خبر عجیب سنکر حضرت اسمٰعیل علی نبینا و علیہ السلام نے جناب احدیث میں عرض کی کہ اے پروردگار عالم میں امیدوار ہوں اسکا کہ یہ راز مخفی مجھ پر ظاہر ہو کہ یہ سب حیوانات کیوں طرف آب فرات کے میل اور رغبت نہیں کرتے ہیں اور کس لئے پانی اس نہر کا نہیں پیتے ہیں پس جبرئیل خدمت جناب اسمٰعیل علی نبینا و علیہ السلام میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا نبی خدا رب جلیل نے ارشاد کیا ہے کہ سبب پانی نہ پینے ان دنبیوں کا انہیں سے دریافت کر

کرو یہ خود ہی سبب اس کا تم سے بیان کریں گے فَقَالَ لَهَا لِمَا نَكُنْ بَيْنَ الْمَاءِ مِنْ هٰذِهِ الْمَشْرَعَةِ وَلِمَا لَا تَمِيلُ اِلَيْهِمَا پس جناب اسمٰعیل علیٰ نبینا و علیہ السلام نے موافق ارشاد رب جلیل کے اُن بکریوں سے پوچھا کہ بیان کرو کیا سبب ہے اس کا کہ تم کئی روز سے پیاسا رہنا اپنا گوارا کرتی ہو اور پانی فرات کا تمہیں ناگوار ہے فَقَالَتْ لَهُ بِلِسَانٍ فَصِيحٍ يَا نَبِيَّ اللهِ قَدْ بَلَغَنَا اَنَّ وَلَدَكَ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ سِبْطَ رَسُولِ الثَّقَلَيْنِ يُقْتَلُ عَطْشَانًا مَمْنُوعًا مِنْ مَاءِ هٰذِهِ الْمَشْرَعَةِ فَنَحْنُ لَا نَشْرَبُ مِنْ هٰذَا الْمَاءِ حُزْنًا عَلَيْهِ پس اُن دنبیوں نے بزبان فصیح جواب دیا کہ یا نبی اللہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ فرزند آپ کا حسینؑ نواسا خاتم الانبیا رسول الثقلینؐ کا اسی دریا پر کئی روز کا تشنہ لب مع اعوان و انصار شہید کیا جائے گا اور کوئی شخص اُس امام بیکس کو ایک جرعہ پانی کا اس نہر سے پینے نہ دے گا اسی سبب سے یہ پانی ہمیں ناگوار ہے اور ہرگز ہمارے حلق سے نہیں اترتا ہے اور پیاسا رہنا اپنا ہمیں اس غم میں گوارا ہے فَسَأَلَهَا عَنْ قَاتِلِهِ فَقَالَتْ يَقْتُلُهُ يَزِيدُ لَعِينُ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرَضِينَ وَالْخَلَائِقِ اَجْمَعِينَ فَقَالَ اِسْمٰعِيلُ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ قَاتِلَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَبَكٰى پس یہ خبر وحشت اثر اُن حیوانات سے سنکر حضرت اسمٰعیل نے پوچھا کہ وہ کون ایسا سنگدل اور شقی ہوگا کہ ایسے برگزیدہ باری کو تشنہ لب قتل کرے گا دنبیوں نے جواب دیا کہ اے نبی خدا نام اُس شقی ازلی کا یزید ہوگا اور زمین و آسمان اور تمام مخلوقات اُس ملعون بے ایمان پر لعنت کرینگے پس منقول ہے کہ یہ سنکر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بہت روئے اور جناب احدیت میں التماس کی کہ اے پروردگار عالم امیدوار ہوں تجھسے کہ لعنت کر تو اُس ملعون پر اور اپنی رحمت سے اُس شقی کو دور رکھ فَنُوحُوا عَلَى السُّلْطَانِ الْعَطْشَانِ الَّذِي بَكٰى عَلٰى مُصَابِهِ الْاِنْسُ وَالْجَانُّ وَادْمَعُوا عَلَى الْاِمَامِ الْهُمَامِ الَّذِي بَكَتْ عَلٰى عَطَشِهِ الْاَغْنَامُ وَالْاَنْعَامُ پس مومنین نوحہ و بکا کرو مصیبت پر ایسے بادشاہ مظلوم کی کہ جس کی مصیبت میں تمام جن و انس نے نوحہ و بکا کیا اور روؤ اُس تشنہ لب کی پیاس پر کہ جسکی پیاس یاد کرکے حیوانات بے زبان نے مثل دنبیوں و بکریوں کے پیاسا رہنا اپنا گوارا کیا اور اُس غم میں لب تک اپنے آب فرات سے تر نہ کئے اور حضرات مقام تامل ہے کہ پیاس امام حسین علیہ السلام کی کس قیامت کی پیاس تھی کہ جس کے فقط یاد ہی کرنے میں لاکھ حسنات نامۂ عمل میں لکھے جاتے ہیں اور لاکھ سیات نامۂ عمل سے محو ہوتے ہیں اور لاکھ درجات بلند ہوتے ہیں اور لاکھ بندے راہ خدا میں آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور یاد کرنے والا اُس پیاس کا تشنگی روز

سے محفوظ ہے گا ۵ لَمْ اَنْسَ سِبْطَ الْمُصْطَفٰی وَهُوَ ظَامِیٌ ؛ یُذَادُ مِنَ الْمَاءِ الْمُبَاحِ وَحَرَمُ
وَقَدْ صُرِعَتْ اَنْصَارُہٗ وَهُوَ مُفْرَدٌ ؛ یُنَادِی اَلَا هَلْ رَاحِمٌ یَتَرَحَّمُ راوی کہتا ہے کہ قسم بخدائے
عزّوجل نہیں بھولتی مجھے اب تک پیاس امام حسینؑ فرزند رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ کی کہ اُس شدت تشنگی میں وہ امام
مظلوم ہر مرتبہ قصد کرتے تھے کہ کسی طرح داخل نہر فرات ہوں لیکن اشقیائے کوفہ و شام اُس امام عالیمقام کو ہرگز قریب فرات تک
نہ جانے دیتے تھے اور اُس آب مُباح کو کہ جسے جانوران چرند و پرند سیراب ہوتے تھے دلبند رسُول و جگر گوشۂ بتولؑ پر حرام
کر دیا تھا عجب وقت مصیبت و بیکسی تھا امام حسین علیہ السّلام پر کہ وہ حضرت یکہ و تنہا بے یار و مددگار درمیان لاشہ ہائے
اقربا و انصار کے کھڑے تھے اور ایک ایک بیرحم سے استغاثہ و فریاد کرتے تھے کہ اے قوم بدکردار کوئی بھی اس جماعت اشرار سے
ایسا رقیق القلب اور نرم دل ہے کہ مجھ بیکس و نحیف و زار پر رحم کرے اور امیدوار رحمت پروردگار ہے ۵ فَقَالُوْا
لَهٗ اِنْ شِئْتَ تَرْجِعُ سَالِمًا ؛ وَتُسْقٰی مِنَ الْمَاءِ الزُّلَالِ وَتُطْعَمُ ؛ فَبَایِعْ بِطَوْعٍ لِلْاَمِیْرِ
مُسَالِمًا ؛ وَاِلَّا فَحَدُّ السَّیْفِ فِیْنَا مُحَکَّمُ عجب سنگدل تھے وہ اشقیا کہ ہرگز کسی نے بیکسی
اُس امام بیکس کے رحم نہ کیا اور جواب صاف دیا کہ یا حسینؑ اگر آپ کو قتل اپنا گوارا نہیں ہے اور جان اپنی عزیز ہے تو
اطاعت یزید پلید اختیار کرو اور آب سرد و خوشگوار سے سیراب ہو ورنہ قتل اپنا گوارا کرو منقول ہے کہ لفظ بیعت و اطاعت یزید
سُن کر حضرت نے فرمایا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اے قوم سفاک اے گروہ ناپاک مرنا میرے نزدیک بہتر ہے اس
ننگ و عار سے کہ میں بیعت یزید اختیار کروں فَنَادٰی یَا قَوْمُ هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ یُرِیْدُ الْقِتَالَ وَ
یُقَاتِلُنِیْ فِیْ مَیْدَانِ النِّزَالِ فَمَا بَرَزَ لَهٗ مِنَ الْمُنَافِقِیْنَ بِسَطْوَتِہٖ وَلَمْ یَخْرُجْ اَحَدٌ مِّنَ
الْخَائِفِیْنَ لِجَبَرُوْتِہٖ پس یہ فرما کر اُس راکب دوش رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے مرکب صبا رفتار کو میدان کارزار میں جولاں
کیا اور آواز دی کہ اے قوم نابکار جس کو تم میں سے دعوائے شجاعت و بہادری ہو وہ میدان میں آئے اور مقابلہ میرا کرے
کتب سیر و اخبار میں مثل روضۃ الشہداء وغیرہ کی رواۃ اخبار سے منقول ہے کہ جب اُس فرقۂ اشرار نے آواز ہیبت لبند
اسد اللہ الغالب کی سُنی اور آثار شوکت و جرأت اور اطوار سطوت و شجاعت فرزند علی بن ابیطالب کو مشاہدہ کئے
دل سب اشقیا کے خوف سے ہل گئے اور بدن سب کے مثل بید کانپنے لگے ہرچند کہ عمر سعد بدنہاد و شمر بداختر اور تمام
افسران لشکر شقاوت پیکر ایک ایک ملعون کو قہر یزید اور ابن زیاد سے ڈراتے اور لعنت کرتے رہے لیکن کوئی نامرد

سامنے اُس شیر دلیر کے نہ آیا فبینا کذالک اذ صاح کلب من تلک الکلاب المدعو یزید الکلبی قد کان مشہوراً بالشجاعۃ فی الآفاق وسابق فی المعارک من ابطال المصر و العراق راوی کہتا ہے جب کہ تمام فوج کوفہ و شام خوف و رعب امام عالی مقام سے مرعوب ہو گئی اور تخویف و ترہیب عمر بن سعد امیر لشکر کی بھی ان کو کچھ مفید نہ ہوئی اسوقت ایک سگ ناپاک کہ اُس شقی کو یزید کلبی کہتے تھے اور فنون سپہ گری و شیوہ نیزہ بازی و شمشیر زنی میں وہ بے ایمان زیادہ از شیطان مشہور تھا اور دلیری و جرات میں نام اُس بد انجام کا رستم و سام سے زیادہ تمام مصر و شام میں بدنام تھا وہ ملعون غضب میں آیا اور اپنی فوج کو آواز دی ویلکم رجل واحد عطشان قتل ولدہ واخوانہ واعوانہ یدعوکم الی القتال وانتم الوف مجیبونہ اما الوندال واللہ لیس لہ قاتل الا انا یعنی اے اشقیا کوفہ و شام لعنت خدا تم پر کسقدر بے حیا ہو تم کہ ایک مرد متنفس بے ناصر و مددگار رنج و آلام اقربا و رسا ولادیں گرفتار بالب تشنہ و شکم گرسنہ با کمر شکستہ و دل برشتہ تم سب کو ٹوکتا ہے اور ایک ایک کو واسطے جنگ کے بلاتا ہے اور تم باین جمعیت و کثرت کے لاکھوں ہو اور باین قوت و طاقت خوف سے اُس کے میدان میں نہیں آتے ہو اور اپنی جگہ پر سب بدحواس ہو رہے ہو پس معلوم ہوا کہ کوئی شخص تم میں سے سوا اُس ملعون کے قاتل اس بیکس و مظلوم کا نہیں ہے دیکھو تم کہ میں ایک ہی ضرب شمشیر میں کام اس ناکام کا تمام کرتا ہوں فخرج متکبراً مسلحاً بالسلاح من الصفوف ومشیٰ برجلیہ الی میدان الحتوف لاطفاء نور اللہ واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون پس بعد اس بیہودہ سرائی کے وہ ملعون اور مغرور و بدبخت مانند پیل بدمست گرز آہنی گراں بار بدست کلاہ و خود مانند تنور و از گوں برسر اور زرہ و جوشن تنگ در بر نیزہ بہ کف کماں بر دوش تیغ از مرگ ہم آغوش کمر بستہ بہ زنجیر آہن مانند دیو روسیاہ گندہ دہن بسان اژدہا از غار او ر مانند شعلہ از نار مثل پہاڑ اسپ کوہ پیکر پر سوار صفوف لشکر ستم شعار سے باہر نکلا اور اپنے پاؤں سے طرف موت کے بارادہ اطفائے نور پروردگار روانہ ہوا اور وہ بدفہم و بدکردار یہ نہ سمجھا کہ وہ خالق نور و نار خود اپنے نور کا حافظ و نگاہبان ہے اور اُسے گل نہیں ہونے دیتا ہے بلکہ اس نور کو اور زیادہ روشن کرتا ہے ہر چند کہ تمام مشرکین اور کفار در پے اطفائے نور اور محو آثار اس کے ہوں فلما راٰہ نور الثقلین ضیاء الکونین

سَیِّدُ الخافِقَینِ اِمَامُ المَشرِقَینِ سَیِّدُنا الحُسَینُ صَلَواتُ اللہِ وَسَلامُہُ
عَلَیہِ مادامَ النَّشاتَینِ مُقبِلًا اِلَیہِ نادَاہُ مُزَمجِراً مُغضِباً عَلَیہِ لَو وَقَفتَ عَلیٰ مَکانِکَ
اَیُّھَا الکَلبُ اَمِثلُکَ تُقابِلُنِی وَ تُقاتِلُنِی جب کہ آفتاب شرف واعتلاء ماہتاب برج لافتیٰ انو
خدا سردار ہر دو سرا شاہنشاہ مشرقین امام کونین جناب امام حسین علیہ السلام نے اُس نامرد کو اپنی طرف آتے دیکھا
باواز غضبناک مثل شیر نعرہ زن ہوئے اور فرمایا کہ اے ملعون بیباک اے سگ دیوانہ ناپاک خبردار قدم نجس اپنا
آگے نہ بڑھانا آیا تجھے جرات ہوا سکی کہ تو سامنے میرے بایں بیباکی آئے اور تیری مجال ہے کہ تو مجھے قتل کرے اَمَا
تَعرِفُنِی مَن اَنَا اَنَا ابنُ عَلِیٍّ الکَرّارِ اَنَا ابنُ قَتّالِ الکُفّارِ اَنَا ابنُ قاتِلِ المَرحَبِ وَعَمرِ بِذِی الفَقارِ
فَاِیّاکَ اَن تَتَقَدَّمَ وَاِلّا اَنتَ تَلحَقُ بِھِمَا الاٰنَ فِی دارِ البَوارِ اے بیحیا کیا تجھ سے واقف نہیں ہے
کہ میں کون ہوں آگاہ ہو کہ میں ہوں فرزند اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب کا کہ جو قاتل مشرکین و قوت بازوئے
سید المرسلینؐ مکمل دین مبین ہیں میں ہوں فرزند اُس شیر کا کہ جنہوں نے عمرو عبدود سے مشرک اور مرحب سے کافر
کو بہ ضرب ذوالفقار مع مرکب اور سوار واصل جہنم کیا پس اگر تجھے جان اپنی عزیز ہے تو سامنے سے میرے ہٹ جا اور
آگے نہ ٹھہر الّا ابھی اوّل اور ثانی سے آتش جہنم میں تو بھی دوچار و ہمکنار ہوگا فَلَمّا سَمِعَتِ المَلعُونُ کَلامَہُ
وَاَقبَلَ اِلَیہِ وَصَلَّتَ سَیفَہُ وَضَرَبَ عَلَیہِ فَرَدَّ الحُسَینُ عَلَیہِ السَّلامُ ضَربَتَہُ بِجُنَّتِہِ
حَتّیٰ انکَسَرَ حُسامُہُ راوی کہتا ہے ہرچند کہ اس اجل گرفتہ کو امام کونین نے آگے بڑھنے سے منع
کیا لیکن وہ مغرور و متکبر اپنی شجاعت پر نازاں ہو کر ہرگز نہ رکا یہاں تک کہ قریب شاہزادہ کونین کے آیا اور
بے تامل اُس شقی نے تلوار کھینچکر حضرت پر لگائی پس ساتھ ہی اُس کے فرزند رسولخدا نے اُس صارم تیغ بید ریغ کو سپر
پر روکا اور دست حق پرست کو اس صنعت خوبی سے گردش دی کہ تلوار اُس نابکار کی ٹوٹ گئی ۵ ثُمَّ انثَنیٰ
لِلحَربِ سِبطُ مُحَمَّدٍ : غَضَباً کَمُنقَضِّ الشِّہابِ الثّاقِبِ ؛ فَقَطَعَ رَاسَہُ مِنَ
کَالقِنَاءِ الرَّطبِ وَالقَسطَلِ پس حضرت نے وار اُس نامرد کا رد کر کے ذوالفقار حیدر کرار
کو میان سے لیا منقول ہے کہ نکلتے ہی اُس تلوار صاعقہ بار برق رفتار کے ایسی چمک و روشنی اس سے پیدا ہوئی
کہ نظر تمام لشکر کی خیرہ ہو گئی اور سب کو یقین ہوا اس کا کہ بجلی آسمان سے گری پس فرزند شیر خدا نے دو ضربت

ضرب بار سر پر اُس بدکردار کے ایسی ماری کہ وہ ملعون از سر تا مقعد مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اور
اُسی وقت داخل سقر ہوا ثُمَّ حَمَلَ عَلَى الْعَسْكَرِ فَفَرُّوا مِنْهُ كَحُمُرٍ مُسْتَنْفِرَةٍ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ؏
؎ يَسْطُو وَيَغْطُو وَالْأُسُودُ أَمَامَهُ :: فِرَقاً كَشَاةٍ فِي مَجَالِ غَضَنْفَرٍ جبکہ فرزند اسد اللہ الغالب
نے اُس کافر مغرور کو واصل جہنم کیا اور کسی نامرد کو صفوف لشکر سے نکلتے نہ دیکھا اُسوقت آپ مثل شیر غضبناک کے اُس
لشکر ناپاک پر کہ پچاس لاکھ تھے حملہ کیا اور میمنہ و میسرہ قلب لشکر سے اسقدر کفار تہ تیغ کئے کہ کشتوں سے پشتے جمع
کر دئے اور لاشوں سے وہ میدان کارزار تمام بھر دیا اور جو کچھ کہ باقی تھے وہ سب نامرد خوف جان سے ایسے بدحواس
ہو کر بھاگتے تھے کہ جسطرح سگ و خوک و حمار خوف سے شیر کے یمین و یسار بھاگتے ہیں ہر چند کہ افسران فوج شوم
اور شجاعان لشکر بداختر مواس اپنے جمع کر کر کچھ توقف کرتے تھے لیکن جب کہ وہ حضرت بہ نگاہ غضب اُس مجمع
شیطان کیطرف دیکھتے تھے وہ بے ایمان مثل مور و ملخ متفرق و پریشان ہو کر و ارکر جاتے تھے اور جسطرح کہ بھیڑ
بکریں آہٹ قدم سے شیر کے بھاگتی ہیں اسطرح چپ و راست چھپتے پھرتے تھے ؏ فَيُقَالُ مَنْ هٰذَا ابْنُ سِبْطِ
الْمُصْطَفٰى :: فِي كَرْبَلَا مُحَيْدَرٌ فِي خَيْبَرٍ :: هُوَ مُظْهِرُ السِّرِّ الَّذِي فِي حَيْدَرٍ
فَإِذَا سَطَا دُهِشَتْ قُلُوبُ الْعَسْكَرِ بس بحالت فرار و اضطرار میں بعضے کفار بعضے فراریوں
سے کہتے جاتے تھے کہ اے گروہ اشرار تم میں سے کسی پر یہ بھی ثابت ہے کہ یہ شیر دلیر کہ جس کی دہشت سے جان سب کی نکلی جاتی
ہے اور دل سب لشکریوں کے پھٹے جاتے ہیں، کون ہے آیا معرکہ کربلا میں حسینؑ فرزند شیر خدا و دلبند رسول خدا با
وصف شدت تشنگی اور کمال دل شکستگی کے یکہ و تنہا ہزاروں کو قتل کر رہے ہیں یا یہ کہ معرکہ خیبر میں خود جناب اسد اللہ
الغالب علی ابن ابی طالبؑ مصدر الغرائب مظہر العجائب بہ ضرب ذوالفقار اس فرقہ کفار کو راہی دار البوار
کرتے ہیں قَالَ الرَّاوِي وَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ أَحَداً أَرْبَطَ جَأْشاً مِنَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّ
الْقَوْمَ وَإِنْ كَانُوا يُعَكِّفُونَهُ وَيَدُورُونَ حَوْلَهُ كَسَوَادِ اللَّيْلِ الْأَلْيَلِ وَيَرْمُونَهُ بِالنِّبَالِ
كَالْمُزْنِ الْوَابِلِ لٰكِنَّهُ لَا يَضْطَرِبُ بِحَوْلِ الْقِتَالِ وَلَا يَخَافُ مِنْ رَمْيِ السِّهَامِ وَالنِّبَالِ راوی کہتا ہے قسم بخدا
کہ میں نے کوئی بہادر و شجاع مثل حسین فرزند شیر ذوالجلال کے اب تک نہ دیکھا نہ سنا اور یقین ہے کہ ایسا مطمئن
مستقل اور قوی القلب آیندہ بھی کوئی نہ ہوگا سبحان اللہ دیکھتا تھا میں کئی لاکھ نامرد اعدائے دین کے

مثل سیاہی شب تاریک کے ہرطرف سے اُس امام مبین کو گھیرے ہوئے تھے اور ہرسمت سے اُس فرزند رحمۃ للعالمین
پر مینہ تیروں کا برساتے تھے لیکن باایں ہمہ اُس شیر فرزند شیر خدا کو اُس مجمع خنزیر و کلاب سے مطلق ہراس و اضطراب
نہ تھا بَلْ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَقُوْمَ بِمَکَانِہٖ یَسْتَقِیْمُ قَدَمُہٗ کَالْجَبَلِ الْحَاذِلِ وَاِنْ اَرَادَ
اَنْ یَحْمِلَ عَلَیْہِمْ فَیَسِیْلُ عَلَیْہِمْ کَالْاُسْدِ الْبَاسِلِ حَتّٰی قَتَلَ مِنْ اَعْیُنِ النَّاسِ مِنْہُمْ
ثَلٰثِیْنَ اَلْفَ فَارِسٍ وَرَاجِلٍ بلکہ اس تنہائی اور شدت تشنگی اور گرسنگی اور ضعف بدنی پر جب کہ وہ حضرت
چاہتے تھے کہ میدان کارزار میں کسی جگہ پر ٹھہر جاؤں اُسی وقت بے خوف و خطر اُسی جگہ قدم مُبارک اس قوت
سے ٹھہر جاتے تھے کہ جیسے بلاتشبیہ کوئی پہاڑ عظیم و بلند اپنی جگہ پر استوار و مستقیم کھڑا ہے اور جب ارادہ کرتے
تھے کہ اُس لشکر روباہ پر حملہ کریں پس مثل شیر دلیراں اُن سب پر حملہ کرتے تھے اور بہ ضرب ذوالفقار ہزاروں کفار
نابکار کے سر تن سے اتار لیتے تھے اور دیکھتا تھا میں کہ ہر وار ذوالفقار میں سر اس فرقہ اشرار کے تنوں سے کٹ
کر اسطرح برابر گر رہے تھے کہ جیسے موسم خزاں میں پتے درختوں کے متصل گرا کرتے ہیں یہانتک کہ تیس ہزار
پیادہ و سوار واصل جہنم کئے اور باقی نامردمین و لیسار خوف سے شیر پروردگار کے بھاگ گئے پس اُن حضرت نے
تعاقب اُن فراریوں کا نہ کیا اور اپنی جگہ پر توقف فرمایا فِی الْمَقْتَلِ اَنَّہٗ لَمَّا اَرَادَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنْ یَصُوْلَ
عَلَی الْبُغَاۃِ صَوْلَۃً اَسَدِیَّۃً وَیَحْمِلُ عَلَی الْاَعْدَاءِ حَمْلَۃً عَلَوِیَّۃً بِحَیْثُ لَا یَبْقٰی اَحَدٌ مِّنَ
الْمُنَافِقِیْنَ مِنْ سَیْفِہٖ وَلَا یَنْجُوْ نَفَرٌ مِّنَ الضَّالِّیْنَ مِنْ ضَرْبَتِہٖ نُوْدِیَ مِنَ اللّٰہِ الْجَلِیْلِ
یَا حُسَیْنُ اصْبِرْ فَاِنَّ الصَّبْرَ جَمِیْلٌ ابو مخنف میں منقول ہے کہ جب مرتبہ دوم اُس شاہنشاہ عرب و عجم نے
چاہا کہ اب کی مرتبہ وہ حملہ حیدریہ علویہ اس لشکر روباہ پر کروں کہ کوئی بھی منافق گروہ منافقین سے باقی نہ رہے
اور کوئی کافر فرقہ مشرکین سے زندہ نہ رہے اور سیف صاعقہ بار کو پھر میان سے لیا کہ ناگاہ جانب رب جلیل سے آواز
آئی کہ یا حسینؑ آج روز شجاعت و قتل کفار ستم شعار نہیں ہے بلکہ آج روز صبر و تحمل و ملاقات پروردگار ہے
پس صبر اختیار کرو کہ صبر بہترین اعمال و دشوار ہے فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِکَ مِنْ قِبَلِ اللّٰہِ اسْتَرْجَعَ
اَسْتَسْلَمَ لِلْمَوْتِ وَاسْتَعَدَّ لِلْفَوْتِ وَطَاطَا رَاْسَہٗ وَاَغْمَدَ سَیْفَہٗ سبحان اللہ کیا
سردار صابرین اولین و آخرین تھے امام حسین علیہ السلام کہ سنتے ہی اس ارشاد رب جلیل کے فرمایا انا للّٰہ

و انا علیہ راجعون اور آمادہ شہادت ہو کر سر اقدس جھکالیا اور تلوار کو میان میں کر لیا فَحَمَلُوا عَلَيْهِ مِنْ كُلِّ
جَانِبٍ وَمَكَانٍ وَجَرَحُوهُ بِالسِّهَامِ وَالسِّنَانِ حَتّٰى وَقَعَ مِنْ ظَهْرِ جَوَادِهِ
عَلَى الْاَرْضِ جب کہ اُس فرقۂ بے دین نے اُس امام صابرین کو صابر اور آمادۂ شہادت پایا سب کے سب
ناری طرف اطفائے نور خدا کے متوجہ ہوئے اور ہر طرف سے گھیر کر تیر و نیزہ و شمشیر بدن اطہر پر لگانے لگے آخر کار وہ
امام عالی وقار پشت زین سے طرف زمین کے متوجہ ہوئے ؎ بلند مرتبہ شاہی ز صدر زین افتادہ اگر غلط نہ
کنم عرش بر زمین افتادہ فِي الْاِرْشَادِ اَنَّهُ قَدْ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النِّسَاءِ غُلَامٌ لَمْ يُرَاهِقْ فَلَحِقَتْهُ
زَيْنَبُ بِنْتُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِتَحْبِسَهُ فَانْفَلَتَ الصَّبِيُّ وَامْتَنَعَ وَاَبٰى اِبَاءً شَدِيْدًا شیخ مفید علیہ الرحمہ
نے نقل کیا ہے کہ اُسی حالت میں ایک شاہزادہ نہایت کم سن کہ اُسے عبد اللہ بن حسن کہتے تھے خیمۂ حرم محترم سے بے تابانہ
باہر نکلا اور پیچھے اُس بچے کے جناب زینبؑ خاتون دختر امیر المومنینؑ سر و پا برہنہ دوڑیں اور اُس ماہ رو کو گود میں
اُٹھا لیا اور ہر چند چاہا کہ اُس امام زادہ کو خیمہ میں لے جائیں لیکن وہ بچہ ایسا مچلا کہ اپنے تئیں گود سے اُن معظمہ کے
زمین پر گرا دیا وَقَالَ لَهَا يَا عَمَّتَاهُ وَاللّٰهِ لَا اُفَارِقُ عَمِّيَ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَحِيْدًا فَرِيْدًا
بَيْنَ الْاَعْدَاءِ پس اُس شاہزادہ نے اپنی پھوپھی زینبؑ خاتون سے عرض کی کہ اے پھوپھی جان مجھے نہ روکو اور
منع نہ کرو قسم بخدائے عز و جل کہ میں ایسی حالت بیکسی و تنہائی میں ہرگز اپنے عم نامدار کو تنہا نہ چھوڑوں گا بلکہ
جان اپنی آنحضرت پر سے نثار کروں گا یہ کہکر روانہ قتل گاہ ہوا فَوَقَفَ اِلٰى جَنْبِ عَمِّهِ فَاَهْوٰى اَبْجَرُ
ابْنُ كَعْبٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ اِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالسَّيْفِ لِيَضْرِبَهُ ہر چند کہ وہ میدان کارزار
تمام پیادہ و سوار لشکر کفار سے بھرا ہوا تھا لیکن اُس شاہزادہ نے باوصف کم سنی و تنہائی کے مطلق اُن اشقیا سے
خوف نہ کیا اور جرات و دلاوری کو اپنے آبائے طاہرین کے کام فرما کر درمیان سے فوج سقر موج کے
نکلکر اپنے تئیں جناب امام حسین علیہ السلام تک پہنچایا اور پہلوئے اقدس میں اُن حضرت کے کھڑے ہوئے
کہ ناگاہ ایک ملعون نابکار کہ اُسے ابجر بن کعب کہتے تھے تلوار کھینچکر قریب امام حسین علیہ السلام کے آیا اور چاہا
کہ وہ تلوار حضرت پر لگائے اور حضرت کو شہید کرے فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ يَا ابْنَ الْخَبِيْثَةِ الزَّانِيَةِ
اَتَقْتُلُ عَمِّيَ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمَّا سَمِعَ اللَّعِيْنُ قَوْلَهُ وَضَرَبَ بِالسَّيْفِ

فَاَتقَاہُ الغُلَامُ بِیَدِہٖ فَاَطَنَّہَا اِلَی الجِلدِ جب کہ اس ماہ رو نے دیکھا کہ وہ ملعون حضرت کو قتل کرتا
بے تاب ہوکر بکمال غضب اُس شقی سے فرمایا کہ اے فرزند عورت بدکار وزانیہ کس قدر بیحیا ہے تو کہ میرے عم عالی وقار
دلبند حیدر کرار کو قتل کرتا ہے تو اے جفاکار خوف خدا کر اور اس امام بیکس کو ناحق قتل نہ کر ہر چند کہ وہ طفل صغیر اُس
کافر شریر کو منع کرتا رہا لیکن اُس بیرحم نے کہنا اُس شاہزادہ کا نہ سنا اور وہ تلوار آبدار حضرت پر لگائی عبد اللہ
نے بہ سبب فرط محبت کے دونوں ہاتھ نازک اپنے آگے تلوار کے کر دیئے تاکہ اپنے چچا کو ضرب تلوار سے بچائے افسوس
صد افسوس کہ وہ تلوار ہاتھوں پر اُس ماہ طلعت کے ایسی پڑی کہ دونوں ہاتھ نازک اُس بچے کے جلد تک
کٹ گئے فَنَادٰی یَا عَمَّاہُ قَد قَتَلَنِی ھٰذَا المَلعُونُ فَبَکَی الحُسَینُ عَلَیہِ السَّلَامُ وَضَمَّہٗ
اِلٰی صَدرِہٖ وَقَالَ یَا بُنَیَّ اصبِر عَلٰی مَا نَزَلَ بِکَ پس جب کہ دونوں ہاتھ عبد اللہ کے کٹ گئے
اُسوقت چلائے کہ اے چچا جان دیکھو تم کہ اس ملعون نے مجھے قتل کیا حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ہر چند حضرت غش
میں تھے مگر سنتے ہی اُس آواز دردناک عبد اللہ کی امام حسین علیہ السلام نے چشم مبارک غش سے کھولدیں دیکھا
کہ وہ طفل ماہ لقا دست بریدہ پہلوئے اقدس میں پڑا تڑپ رہا ہے دیکھتے ہی اس مصیبت عظیم کے اُس امام مظلوم
نے رو دیا اور اسی حالت ضعف و ناتوانی میں اُس پارہ جگر کو اپنی چھاتی سے لگایا اور رو کر فرمایا کہ اے نور نظر
بہت دشوار ہے تیرے چچا پر یہ امر کہ تو ایسے وقت بیکسی میں اپنے چچا سے فریاد و استغاثہ کرے اور ہم ایسے مجبور
و ناچار ہوں کہ ہم سے کچھ مدد و نصرت تیری نہو سکے اب اے فرزند دلبند بجز صبر و شکر کے کچھ چارہ نہیں ہے
فَبَینَا کَذٰلِکَ اِذ رَمَاہُ حَرمَلَۃُ ابنُ کَاہِلِ المَلعُونُ بِسَہمٍ فَذَبَحَہٗ فِی حِجرِہٖ
فَبَکَی الحُسَینُ عَلَیہِ السَّلَامُ وَوَضَعَہٗ عَلَی الاَرضِ راوی کہتا ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام اُس نور
چشم کو چھاتی سے لگائے ہوئے کلمات صبر ارشاد فرماتے تھے کہ ناگاہ حرملہ ملعون نے ایک تیر حلق نازنین عبد اللہ کے
ایسا تاک کر مارا کہ صدمہ سے اُس تیر ستم کے وہ بچہ گود میں اپنے چچا کی تڑپ کر دنیا سے رحلت کر گیا پس امام حسین علیہ السلام
دیکھتے ہی اس ظلم عظیم کے بکمال حسرت و یاس روئے اور لاش اُس بچے کی قریب اپنے زمین پر رکھدی پس منقول ہے
کہ عمر سعد نے آواز دی کہ کون ایسا جری ہے کہ سر حسین کا تن سے جدا کرے فَقَرُبَ مِنہُ الشِّمرُ وَاَرَادَ اَن
یَّقتُلَہٗ وَفِی رِیَاضِ الشَّہَادَۃِ وَغَیرِہٖ عَنِ الشِّمرِ لَعنَۃُ اللّٰہِ اَنَّہٗ قَالَ لَمَّا دَنَوتُ مِنَ الحُسَینِ

وَجَدُ تُهٗ سَاجِدًا وَهُوَ يَبْكِي وَيَتَضَرَّعُ وَيَقُوْلُ کتاب یاض الشہادۃ اور روضۃ الشہدا ؔمیں شمر سے منقول ہے کہا اُس نے کسی ملعون کو اشقیائے کوفہ و شام سے جرات اتنی نہوئی کہ قریب حسینؑ بن علیؑ کے بہ قصد قتل آسکے لیکن وہ شقی اپنی شقاوت سے قریب حضرت کے پہنچا دیکھا میں نے کہ وہ قبلہ کونین قبلہ رو سجدہ میں ہیں اور کچھ جناب باری میں عرض کر رہے ہیں ہرچند کہ زبان اطہر بہ سبب شدت تشنگی کے لکنت کرتی تھی لیکن جب کہ میں بہت قریب ہوا تو سنا میں نے کہ بکمال خشوع و خضوع روتے ہیں اور یہ کلمات زبان مبارک پر جاری ہیں
يَا سَيِّدِيْ وَمَوْلَاىَ اِنَّ عَبْدَكَ هٰذَا قَدْ وَفٰى عَلٰى عَهْدِهٖ وَاَنْتَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ يَا رَبَّ الْعِبَادِ یعنی اے پروردگار عالم اے مالک اور آقا میرے اس بندہ حقیر نے تیرے فضل و کرم سے اپنے وعدہ پر وفا کی اور تو وہ صادق الوعد ہے کہ کبھی اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا ہے پس امیدوار ہوں کہ اپنی رحمت کاملہ سے میرے شیعوں کو مغفرت عطا فرما اور بخشدے اُن کے گناہوں سے درگذر کر فَنَادٰى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ يَا حُسَيْنُ نَحْنُ نَغْفِرُ شِيْعَتَكَ حَتّٰى تَرْضٰى فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثَلَاثًا اَلْاٰنَ طَابَ لِيَ الْمَوْتُ طَابَ لِيَ الْمَوْتُ یعنی وہ حضرت ابھی سجدہ باری میں تھے کہ جناب پروردگار سے آواز آئی کہ یا حسینؑ تو ہرگز فکر نہ کر اور خوش اور مسرور ہو کہ ہم تیرے شیعوں کو اور تیرے ماتم داروں وعزاداروں کو بروز قیامت اسقدر بخشیں گے کہ جسقدر تو راضی اور خوشنود ہوگا جب کہ حسینؑ نے یہ خبر خوش سُنی حالت سجدہ میں تین مرتبہ بکمال بشاشت اور سرور یہ کلمہ کہا کہ آلان طاب لی الموت یعنی ای پروردگار میرے یہ خوشخبری سُنکر اب البتہ مرنا اور شہید ہونا تیری راہ میں مجھے نہایت ہی پسند ہے اور اب میں اپنی شہادت کا نہایت ہی مشتاق ہوں ؎

فَمَا زَادَ قَلْبُ الرِّجْسِ اِلَّا قَسَاوَةً ÷ وَمِنْ مِثْلِهٖ الْاٰسَ لَا يَتَرَحَّمُ ÷ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ الشِّدَادُ لِقَتْلِهٖ ÷ تَفَطَّرْنَ وَالْاَرْضُوْنَ تَخْسِفُ فِيْهِمُ

پس حضرات لعنت خدا شمر ذی الجوشن پر کہ باوصف مشاہدہ اُس قرب و منزلت حسینؑ کے درگاہ جناب احدیت میں اُس بیحیا کو مطلق رحم نہ آیا اور اپنی عداوت اور شقاوت سے اُسی حالت سجدہ میں کام اپنا تمام کیا احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے کہ جب ایسا امر عظیم اور واقعہ جسیم واقع ہوا اسوقت ساتوں آسمان ایسے کانپنے لگے کہ قریب تھا ٹوٹکر زمین پر گر پڑیں اور زمین بھی اسقدر متزلزل ہوئی کہ سب کو یقین اس کا ہوا کہ اب الٹ جائیں گے اور آواز نوحہ و بکا و گریہ عزا جن و پری اور

وحش و طیور کے ماتم سلیمان کربلا میں بلند ہوئے اور آسمان سے آواز رعنے ملائکہ کی بر ملا آتی تھی الداس صحرائے پر بلا میں شور واحسیناہ واحسیناہ کا بلند تھا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُوْنَ

مجلس چونتیسویں مشتمل ہے شہادت پر آنحضرت کی بہ تمہید حال حضرت اسمٰعیل

مَعْشَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ اللّٰهَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ قَدِ ابْتَلٰى اِبْرَاهِيْمَ الْخَلِيْلَ بِذَبْحِ وَلَدِهٖ اِسْحٰقَ وَ اِسْمٰعِيْلَ نَوْمًا فِي الْمَنَامِ وَهُوَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ اَنَّهٗ لِوَلَدِهٖ ذَابِحٌ وَلِدَمِهٖ سَافِحٌ آگاہ ہوں مومنین عزادار فرزند سید المرسلین کہ خداوند عالمین امتحان و آزمائش میں لایا حضرت ابراہیم کو ساتھ ذبح کرنے اُن کے فرزند اسحاقؑ یا اسمٰعیلؑ کے باختلاف روایت اسطرح پر کہ ایک روز حضرت خلیلؑ علی نبینا و علیہ السلام درمیان رکن اور مقام کے عبادت ملک علام میں مشغول تھے کہ ناگاہ اُسی حالت میں بضرورت وحی آنکھ اُن برگزیدہ رب جلیل کی لگ گئی پس عالم رویا میں یہ دیکھا کہ میں بہ حکم پروردگار عالم اپنے فرزند اسمٰعیل کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتا ہوں اور خون اُس کا بہا رہا ہوں فَانْتَبَهَ مِنْ رَقْدَتِهٖ مَذْعُوْرًا وَمِنْ مَنَامِهٖ مَرْعُوْبًا فَلَوْ مُتَثِّلًا اَمْرَ رَبِّهِ الْجَلِيْلِ قَالَ لِابْنِهٖ اِسْمٰعِيْلَ يَا خَيْرَ الْبَنِيْنَ وَيَا سُلَالَةَ النَّبِيِّيْنَ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ عَيَانًا اَنِّيْ اَذْبَحُكَ قُرْبَانًا فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى يَا خَيْرَ الْوَرٰى پس دیکھتے ہی اس حکم پروردگار عالم کے حضرت ابراہیم خواب سے بیدار ہوئے اور بہ سبب خوف جناب باری کے تمام بدن مبارک کا نپتا تھا اور دل بید لرزاں تھا اور قلب اطہر نہایت خائف و ترساں تھا پس واسطے تعمیل حکم رب جلیل کے اپنے فرزند اسمٰعیل سے فرمایا کہ اے بہترین فرزندان اے خلاصہ دودمان انبیائے برگزیدگان میں ابھی جانب پروردگار عالم سے اسپر مامور ہوا ہوں کہ تمہیں اپنے ہاتھ سے راہ خدا میں ذبح کروں اور واسطے رضائے خدا کے تمہارا خون بہاؤں اور تمہیں قربان کروں لیکن تم بیان کرو کہ اس امر میں تمہارے نزدیک کیا صلاح ہے فَقَالَ لَهٗ اِسْمٰعِيْلُ يَا اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِيْنَ وَهُوَ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِيْنُ

پس حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے یہ سنکر خدمت بابرکت حضرت ابراہیم میں عرض کی کہ اے پدر عالی وقار جس

صورت میں کہ حکم پروردگار واسطے قتل مجھ حقیر و خاکسار کے ہوا ہے تو تعمیل اُسکی آپ پر واجب ہے بسم اللہ مجھے حضرت ذبح کریں میں حاضر ہوں اور انشاء اللہ ہو گر تائید ایزدی میرے شامل حال ہے تو آپ مجھے بھی نیچے چھری کے زمرہ شاکرین و صابرین سے پائیں گے فَیَا اَبَتِ اُوصِیْكَ اِنَّكَ اِذَا فَرَغْتَ مِنِّیْ اَوْدَاجَ وَفَارَكَ اللّٰهُمُّ النَّجَاحُ وَاحْسِبْنِیْ عِنْدَ اللّٰهِ قُرْضًا اِذْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَیْكَ قُرْضًا لیکن اے پدر بزرگوار اس حقیر کو آپ سے چند وصیتیں ہیں فدوی اُمیدوار ہے اس کا کہ بوقت ذبح اس نحیف کے وہ وصایا خاطر اقدس سے محو نہوں بلکہ بوقت ذبح کے وہ سب ملحوظ خاطر عاطر رہیں اوّل اُنمیں سے یہ ہے کہ جب حضرت میرے گلے پر چھری رکھیں اور سب رگیں میری گلے کے اُس چھرے سے قطع ہونے لگیں یہاں تک کہ فوارہ خون اُن سے جاری ہو اور آپ کو بہ سبب محبت پدری کے رنج و ملال ہو تو اسوقت حضرت اپنے دل کو اسطرح سے تسکین دیں کہ یہ امر کہ جو باعث میرے ملال کا ہے یہ مجھ پر قرض تھا اور ادا کرنا ہر قرض کا ضروری ہے اور اس وقت یہ خیال فرمائے گا کہ یہ حکم مجھے جناب پروردگار سے ہے اور جو امر کہ اُس حاکم حقیقی کا ہوتا ہے بجالانا اُس کا بہرکیف واجب و فرض ہے وَیَا اَبَتِ اشْدُدْ رِبَاطِیْ حَتّٰی لَا اَضْطَرِبَ وَاغْضُضْ اَبْصَارَكَ وَضُمَّ ثَوْبَكَ عَنْ دَمِیْ لِئَلَّا تَرَاهُ الشَّفِیْقَةُ اُمِّیْ اور اے پدر عالی وقار فدوی اُمیدوار ہے اس کا کہ جب آپ قصد میرے ذبح کا کریں تو پہلے ہاتھ اور پاؤں مجھ مذبوح کے ایک رسی سے خوب مستحکم باندھ دیجئے گا تاکہ میں ذبح ہونے نیچے چھری کے تکلیف سے اُسکی نہ تڑپوں اور مضطرب نہوں اور تیسرے وصیت فدوی کی یہ ہے کہ بوقت ذبح ہونے مجھ خاکسار کے آپ اپنی چشم مبارک پر ایک رومال باندھ لیجئے گا تاکہ حضرت مجھے ذبح ہوتے نہ دیکھیں اور محبت پدری سے میرا اضطراب دیکھ کر آپ مضطر نہو جائیں اور وصیت چوتھی میری یہ ہے کہ جب آپ مجھے واسطے ذبح کے زمین پر لٹائیں اور چاہیں کہ مجھے ذبح کریں اُسوقت دامن قبا و عبا کو اپنے گردان لیجئے گا ایسا نہو کہ جب چھری میرے گلے پر چلے اور فوارہ خون نکلکر لباس پر حضرت کے پڑے اور لباس آپکا خون آلودہ ہو اور مادر والا قدر میری اُس خون کو دیکھ کر میرے ماتم میں روئے یَا اَبَتِ اَقْرِءْ عَلَیْهَا سَلَامِیْ مُنْعِیًا وَارْدُدْ اِلَیْهَا قَمِیْصِیْ مُسَلِّیًا وَقُلْ لَهَا اِنَّ ابْنَكِ نَقَلَهُ مَوْلَاهُ الْكَرِیْمُ اِلٰی دَارِ الْخُلْدِ وَالنَّعِیْمِ پس اے پدر بزرگوار جب کہ مادر عالی وقار میرے اس خاکسار کو آپکے ہمراہ نہ دیکھے

تو ضرور آپ سے پوچھے گی کہ میرے فرزند دلبند اسمٰعیل کو آپ نے کہاں چھوڑا ہے کیا سبب ہے کہ حضرت کے ساتھ وہ نہیں آئے
تو وہ دوی اُمید وار ہے اس کا کہ اُسوقت آپ میری ماں سے میرا مرنا اور ذبح ہونا دفعۃً بہ تصریح نہ فرمائے گا بلکہ میرا
مرنا اس عنوان سے بیان کیجیے گا کہ فرزند تمہارا اسمٰعیل طلب ہو گیا ہے ایسی جگہ کہ جہاں نعمتیں انواع و اقسام کی اُسکے
لئے مہیا ہیں اور اُن نعمتوں کو ہمیشگی ہے فَلَمَّا انْتَهَتْ وَصَايَاهُ شَدَّهُ الْخَلِيلُ شَدًّا وَثِيقًا وَاَضْجَعَهُ
اِضْجَاعًا رَفِيقًا مُبَيِّنًا لِذَالِكَ اِذْ جَاءَ عِنْدَهُ جِبْرَائِيلُ وَقَالَ لَهُ اَيُّهَا الْخَلِيلُ اِنَّ رَبَّكَ
الْجَلِيلُ يَقُولُ فِي اِسْمٰعِيلَ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب
حضرت اسمٰعیلؑ سب وصایا اپنے باپ جناب ابراہیمؑ سے بیان کر چکے اُسوقت حضرت ابراہیمؑ آمادہ و مستعد ہوئے
ذبح کرنے پر اسمٰعیلؑ کے پہلے ہاتھ اور پاؤں اپنے جگر بند کے رسّی سے مستحکم باندھے اور دامن قبا کو اپنی گردانا اور چشم
مُبارک اپنی رومال سے باندھیں اور اُس نور نظر کو بکمال نرمی واسطے ذبح کے زمین پر لٹایا اور کارد تیز کو
گلوئے نازنین اسمٰعیلؑ پر رکھا اور چاہا کہ اسمٰعیلؑ کو ذبح کریں ناگاہ جبرئیلؑ بحکم خداوند جلیل نازل ہوئے اور عرض کی
کہ اے ابراہیمؑ خلیل پروردگار عالم نے بعد تحفہ سلام کے ارشاد کیا ہے کہ اسمٰعیلؑ کو ذبح نہ کرو بلکہ عوض اس ذبح
کے آیندہ ایک شخص تمہاری اولاد سے ہماری راہ میں ذبح ہوگا اور وہ ذبح اُس کا اس ذبح سے بمراتب عظیم
ہے اے ابراہیمؑ وہ ذبح اور بلائے عظیم اور بزرگ ایسی مصیبت سترگ ہے کہ سامنے اُسکے مصائب سب انبیا و اوصیا کے
پست و حقیر ہیں منقول ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے پوچھا کہ اے جبرئیلؑ وہ شخص ایسا مظلوم و صابر کون برگزیدۂ ایزد
باری ہوگا کہ جو ایسے مصائب سخت کا متحمل ہوگا اور راہ خدا میں ذبح ہوگا جبرئیلؑ نے عرض کی کہ اے نبی خدا وہ
مظلوم اور مذبوح صابر و شاکر امام مشرقین حسینؑ فرزند محمد مصطفےٰ خاتم الانبیا صلّی اللہ علیہ وآلہ ہوگی پس اُس امام
اتقیا کو بروز عاشورا اشقیائے اُمّت درحالت غربت و بیکسی اور شدّت تشنگی کے معہ عزیز و اقربا صحرائے کربلا میں
مثل گوسفند ذبح کرینگے پس یہ خبر ہلاکت اثر سنکر حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ السّلام بہت روئے اور جناب احدیت
میں عرض کی کہ اے پروردگار عالم مجھے افسوس ہے کہ میں ثواب سے ذبح کرنے اسمٰعیلؑ کے اپنے ہاتھ سے محروم رہا کاش
میں اپنے فرزند کو تیری راہ میں ذبح کرتا اور بہ سبب اُس کے مستحق درجات عالیہ کا تیری جناب سے ہوتا حدیث
میں وارد ہوا ہے کہ اس التماس کے جواب میں جانب پروردگار سے ارشاد ہوا کہ اے ابراہیمؑ تم افسوس اسکا

کرو اس لئے کہ جس قدر تم خبر قتل حسینؑ فرزند رسول الثقلین کی سنکر روئے اور مغموم ہوئے ہو اس گریہ و بکا کا ثواب
ہم تمہیں اسقدر عطا فرمائیں گے کہ جسقدر تمہیں ثواب پہنچا ہاتھ سے اپنے فرزند اسمٰعیلؑ کو ہماری راہ میں ذبح کرنے
میں ہم عطا کرتے فَنَوْحُوْا عَلٰی مَنْ ذَبْحُهٗ اَعْظَمُ مِنْ ذِبْحِ اِسْمٰعِيْلَ بِقَوْلِ اللّٰهِ الْجَلِيْلِ وَكَيْفَ
لَا فَاِنَّ اِسْمٰعِيْلَ لَوْ كَانَ مَذْبُوْحًا كَانَ بَيْنَ الْعَشِيْرَةِ وَالْاَقْرِبَاءِ وَكَانَ شَبْعَانًا وَرَيَّانًا
پس مومنین گریہ و بکا کرو اُس امام مظلوم پر کہ جسکا قتل اور ذبح بہ مراتب اعظم ہی ذبح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام
اور کیونکر ذبح اُس امام جلیل کا اعظم نہو ذبح اسمٰعیلؑ سے کہ جب حضرت اسمٰعیل واسطے ذبح کے لٹائے گئے اور چھری
گلوئے مبارک اسمٰعیلؑ پر حضرت خلیل علیہ السلام نے رکھی اور اُسوقت وہ حضرت غریب الوطن یکہ و تنہا بے مونس
و مددگار تشنہ و گرسنہ نرغہ کفار میں گرفتار نہ تھے بلکہ اپنے وطن میں درمیان مجمع عزیز و اقربا کے سیراب اور مطمئن تھے
وَالْحُسَيْنُ ابْنُ رَسُوْلِ الثَّقَلَيْنِ قُتِلَ فِیْ اَرْضِ كَرْبَلَا غَرِيْبًا وَحِيْدًا عَلٰی اَيْدِی
الْاَعْدَاءِ فِیْ شِدَّةِ الظَّمَاءِ بَعْدَ مَا اُصِيْبَ بِالْاُمِّ الْاَصْدِقَا اور فرزند علیؑ مرتضیٰ جگر گوشہ
خاتم انبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ آوارہ وطن گرفتار رنج و محن بے مونس و مددگار در نرغہ کفار ستم شعار
میں بالب تشنہ مثل گوسفند قربانی ہاتھ سے اعدائے دین کے شہید ہوئے اور جناب اسمٰعیلؑ جب کہ واسطے
ذبح کے لٹائے گئے تھے اُسوقت تک بدن اطہر اُن حضرت کا زخم تیر و نیزہ و شمشیر سے سالم اور محفوظ تھا
بہ خلاف جناب سید الشہدا مظلوم کربلا علیہ التحیۃ والثنا کی کہ تمام بدن نازنین اُس امام مبین کا زخم نیزہ
و تیر سے قبل ذبح کے مثل غربال مشبک تھا چنانچہ زیارت جناب صاحب الامر علیہ السلام سے معلوم ہوتا ہے
قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَارَعُوْهُ الْقِتَالَ وَعَاجَلُوْهُ النِّزَالَ وَرَشَقُوْهُ بِالسِّهَامِ وَالنِّبَالِ لَقَدْ
عَجِبَتْ مِنْ صَبْرِكَ مَلَائِكَةُ السَّمٰوٰتِ وَهُوَ مُتَحَمِّلٌ لِلْاَذِيَّاتِ فرمایا جناب صاحب الامر
علیہ السلام نے جب کہ اُس قوم جفاکار نے امام حسین علیہ السلام کو یکہ و تنہا بے یار و مددگار دیکھا سب کے سب ایکبار
آمادہ قتل اُس امام بیکس پر ہوئے اور اُن سب نے بکمال سرعت و تعجیل اُس سید جلیل کو ہر سمت سے گھیر لیا
اور اسقدر تیر بدن نازنین فرزند سید المرسلینؐ پر لگائے کہ تمام جسم مبارک مشبک ہو گیا لیکن سبحان اللہ
کیا صابر تھے امام حسین علیہ السلام کہ باوصف کثرت الآلام اور صدمات قلبیہ و زخم ہائے بدنیہ کے آنحضرت

نے وہ صبر و تحمل کیا کہ تمام ملائکہ آسمان اُن مصائب بیحد پر اُس صبر کو دیکھکر متعجب و حیران تھے اور کہتے تھے کہ سبحان اللہ ایسا صابر و شاکر ہم نے ابتدائے خلقت آدم سے کسی نبی اور وصی کو نہیں دیکھا ہے کہ جیسا حسینؑ کو دیکھا ہے فَهَوٰى اِلَى الْاَرْضِ جَرِيْحًا تَطَاؤُهُ الْخُيُوْلُ بِحَوَافِرِهَا وَتَعْلُوْهُ الطُّغَاةُ بِبَوَاتِرِهَا وَقَدْ رَشَحَ لِلْمَوْتِ جَبِيْنُهُ وَاخْتَلَفَتْ بِالْاِنْبِسَاطِ وَالْاِنْقِبَاضِ شِمَالُهُ وَيَمِيْنُهُ جب کہ وہ امام عالی مقام زخم ہائے کاری سے نہایت ہی ضعیف و ناتوان ہو گئے اُسوقت پشت زین سے زمین پر تشریف لائے اور ساتھ ہی اُس کے وہ اشقیا تلواریں کھینچکر گرد حضرت کے بہ قصد قتل جمع ہو گئے اور آمد و رفت سے گھوڑوں کی تمام بدن نازنین دلبند سید المرسلینؐ کا پاش پاش ہو گیا صاحب لامر علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ عجب وقت مصیبت تھا امام حسین علیہ السّلام پر کہ شدت تکلیف و ایذائے زخم ہائے کاری سے کبھی وہ حضرت پائے مبارک کھینچ لیتے تھے اور کبھی پھیلا دیتے تھے اور اُس ریگستان گرم پر کبھی داہنی کروٹ ہوتی تھی اور کبھی بائیں کروٹ سے ہو جاتے تھے اور کسی طرح اُس امام مظلوم کو راحت نہ ملتی تھی یہاں تک کہ پیشانی انور عرق سے تر ہو گئی وَهُوَيْدِيْرُ طَرْفًا خَفِيًّا اِلٰى بَيْتِهٖ وَرَحْلِهٖ وَيَتَحَسَّرُ عَلٰى عُنْ بَيْتِهٖ نِسَائِهٖ وَاَهْلِهٖ فَاَسْرَعَ فَرَسُهٗ شَارِدًا اِلٰى خِيَامِهٖ مُحَمْحِمًا نَاعِيًا اور اس حالت میں وہ جگر گوشۂ رسولخدا اور نور چشم علیؑ مرتضیٰ صلواۃ اللہ علیہما بہ نگاہ حسرت و یاس مکرر بہ گوشۂ چشم طرف خیمۂ اہلبیت اطہارؑ کے دیکھتے تھے اور غربت اور بیکسی پر اپنے اہلحرم کی نہایت متحسّر اور متاسف تھے اور ابو مخنف میں منقول ہے کہ اُس حالت یاس میں فرماتے تھے کہ اے سکینہؑ اے زینبؑ اے کلثوم افسوس صد افسوس کہ اب بعد میرے کون تمہارا وارث ہے کہ جو تمہیں ظلم سے اُن اشقیا کے بچائے گا اور تمہیں قید اعدا سے چھڑائے گا پس میں نے تم سب کو سپرد بخدائے عزّوجل کیا کہ وہ داد رس مظلوماں اور نگاہبان بیکساں ہے فرماتے ہیں جناب صاحب الزماں علیہ السّلام کہ جب ذوالجناح نے حضرت کے راکب دوش رسولخدا صلّی اللہ علیہ وآلہ کو نرغہ اعدا میں مبتلا دیکھا اور اُن بیرحموں کو آمادۂ قتل شمشیر بکف گرد اُس معصوم کے پایا اسوقت وہ اسپ باد رفتار روتا ہوا نعرے مارتا ہوا بکمال تعجیل طرف خیمہ گاہ اُس امام جلیل کے روانہ ہوا جب کہ در خیمۂ اہلحرم پر پہونچا اسقدر چلایا اور اسقدر کرب سے رویا کہ سب اہلحرم کو معلوم ہوا کہ امام حسین علیہ السّلام شہید ہوئے اور یہ واسطے اطلاع ہم اہلبیت کی

کے آیا ہے فَلَمَّا رَاَیْنَ النِّسَاءُ جَوَادَہٗ مُخْزِیًا وَسَرْجَہٗ عَلَیْہِ مَلْوِیًّا بَرَزْنَ مِنَ الْخُدُوْرِ
نَاشِرَاتِ الشُّعُوْرِ عَلَی الْخُدُوْدِ لَاطِمَاتٍ بِالْعَوِیْلِ دَاعِیَاتٍ وَبَعْدَ الْعِزِّ مُذَلَّلَاتٍ پس سنتے ہی آواز درد
ناک ذوالجناح کے سب بی بیاں در خیمہ پر نکل آئیں دیکھا کہ وہ سمند باوفا باحال تباہ یا زین واژگوں آلودہ
بخوں سر اپنا زمین پر ٹپکتا ہے اور مثل زن پسر مردہ کے بے اختیار کھڑا رو رہا ہے پس دیکھتے ہی اس حال پُرملال
کے سب پردگیان عصمت وطہارت اور مخدرات عزت وعفت گردش فلک کجرفتار اور انقلاب لیل ونہار سے
سر و پا برہنہ بکمال ذلت وخواری اور بیتابی وبیقراری خیمۂ عصمت سے باہر نکلیں اور روتی پیٹتیں ہوئیں واسیدا
وحسیناہ کہتی ہوئیں افتاں وخیزاں بے مقنعہ وچادر خاک بسر طرف قتل گاہ کے روانہ ہوئیں فَرَاَیْنَ اَنَّ
الشِّمْرَ جَالِسٌ عَلٰی صَدْرِہٖ وَمُوْلِغٌ سَیْفَہٗ عَلٰی نَحْرِہٖ قَابِضٌ شَیْبَتَہٗ بِیَدِہٖ
ذَابِحٌ لَہٗ بِمُهَنَّدِہٖ پس جبکہ مخدرات عصمت وطہارت (صلوٰۃ اللہ علیہا) باحال زار
قریب لاش اپنے وارث وسردار کے پہونچیں دیکھا کہ شمر ملعون سینۂ اطہر کے قریب ہے اور ریش مطہر اپنے ہاتھ نجس میں پکڑے ہے اور
اور تلوار آبدار گلوے نازنین پر رکھے ہوئے کعبۂ ایمان گراتا ہے فَقُلْنَ النِّسَاءُ بِالْبُكَاءِ وَالنَّحِيْبِ يَا شِمْرُ يَا اللهِ عَلَيْكَ
دَعْهُ قَدْ سَكَنَتْ حَوَاسُّهٗ وَخَفِيَتْ اَنْفَاسُهٗ ثُمَّ ارْتَمَيْنَ عَلَى الْحُسَيْنِ وَقُلْنَ يَا شِمْرُ
اَرْضِ مِنَّا دُوْنَهٗ بِفِدَاءٍ پس دیکھتے ہی اس قیامت کبریٰ کے سب بی بیاں رونے پیٹنے لگیں اور ہر ایک معظمہ اُس بے رحم سے بعجز
انکسار کہتی تھی کہ اے شمر واسطے خدا اور رسول کے اس سینۂ اقدس سے اتر کہ حضرت میں کچھ باقی نہیں ہے کوئی دم کے مہمان ہیں اسوقت ناحق تکلیف
دیتا ہے اور عبث ستاتا ہے ہر چند کہ وہ سب بی بیاں منتیں اُس بے حیا کی کرتی تھیں لیکن وہ شقی کسی کا کہنا نہ سنتا تھا اور اپنے ظلم وعناد پر مصر تھا
اسوقت اُن سب بے وارثوں نے اپنے تئیں لاش اطہر امام حسین پر گرا دیا اور بکمال منت وزاری اور بہ نہایت بیتابی اور بیقراری اس ملعون سے کہنے
لگیں کہ اے شمر للہ ہم بیکسوں پر رحم کر اور ہمارے سید اور ہمارے وارث کو قتل نہ کر بلکہ عوض اُن کے ہم سب کے سر تن سے جدا کر یَا شِمْرُ
هٰذَا ابْنُ النَّبِيِّ وَحَيْدَرٍ وَابْنُ الْبَتُوْلِ الْبَضْعَةِ الزَّهْرَاءِ يَا شِمْرُ هٰذَا كَهْفُنَا وَ
عِمَادُنَا وَمَا لَهٗ ذَنْبٌ فِيْ سَائِرِ الْوَرٰى سِوَاءٌ اے شمر کیا غضب کرتا ہے اور کیسے قتل کرتا ہے کیا تو نہیں جانتا
ہے کہ یہ فرزند محمد مصطفٰے اور دلبند علی مرتضٰی پارۂ جگر جناب فاطمہ زہرا ہے کیا تو نہیں واقف ہے کہ یہ گوشوارۂ عرش
معلٰے اور نور طبقات ارض وسما ہے کیا تجھے نہیں معلوم ہے کہ یہ ہم غریب اور بیکسوں کا وارث اور کفیل ہے اور ہم

دکھیاریوں کا حامی اور وکیل ہی ہر مصیبت و بلا دیں سے ۵ دَعْنَا نُقَبِّلْ نَحْرَهُ وَنَشُمُّهُ ؛ قَبْلَ الرَّحِيلِ وَقَبْلَ وَشْكِ فَنَاءٍ ؛ دَعْنَا نَرُشُّ الْمَاءَ فَوْقَ جَبِينِهِ ؛ فَلَعَلَّهُ يَصْحُو عَنِ الْإِغْمَاءِ اے بیرحم اب بھی اس سینۂ گنجینۂ علوم ربانی سی اٹھ اور ہمیں اتنی اجازت دی کہ تا قبل رحلت و انتقال آنحضرت کے ہم اس گلوے اطہر کے بوسے لیں اور پیار کریں اے شمر واسطے خدا کے ہمیں منع نکر تاکہ ہم کسی طرح سے کچھ پانی بہم پہنچائیں اور اُسے پیشانی اطہر پر چھڑکیں کہ شاید برودت سی اُنکی حضرت کو غش سی افاقہ ہو ۵ دَعْنَا نُظَلِّلُ جِسْمَهُ يَا شِمْرُ عَنْ ؛ حَرِّ الْهَجِيرَةِ نَفْحَةَ الرَّمْضَاءِ ؛ دَعْنَا نُوَدِّعُهُ وَنَجْلِسُ عِنْدَهُ ؛ يَا شِمْرُ قَبْلَ تَفَرُّقٍ وَفَنَاءٍ ؛ اے شمر کیا غضب ہی کہ جو آغوش فاطمہ زہرا میں پلا ہو اور کنار رسولخدا میں جس نے پرورش پائی ہو وہ اس دھوپ میں ریگستان گرم پہ پڑا ہو اور خنجر بکف تو قتل پر اُس کے آمادہ اور مستعد ہو واسطے خدا کے ہمیں اجازت دی کہ تا ہم اپنی چادروں کا سایہ اس جسم اطہر پر کریں تا کسی طرح اُن حضرت کو فی الجملہ اس تمازت آفتاب سے راحت ملے اور قریب حضرت کے بیٹھ کر ہم بلائیں لیں اور رخصت ہولیں وَاِسْعَنَاهُ مَا رَقَّ بِهِ قَلْبُهُ بَلْ زَادَ مِنْهُ عِنَادُهُ وَغَضَبُهُ حَتَّى جَزَّ رَأْسَهُ وَرَمَى بِهِ عَلَى الْأَرْضِ افسوس صد افسوس کہ اُس شقی نے منت و زاری پر اُن بیکسوں کی مطلق رحم نہ کیا بلکہ اُنکے رونے پیٹنے سے اور زیادہ غضب میں آیا اور روبرو ان کے سر اقدس تن سے جُدا کیا اور زمین پر پھینکدیا راوی کہتا ہی کہ جب وہ ملعون خاک سر پر عالم کے ڈال چکا اور حضرت سی علیحدہ ہوا اسوقت سب اہلبیت گرد لاش کے اسقدر پیٹے کہ غش آگیا اور آواز آسمان و زمین سی واحسیناہ اور واسیداہ کی بلند ہوئی اور تمام دریا جوش و خروش میں آے اور تمام پہاڑ غم میں ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور ماہیان دریا اور جانوران صحرا سے آواز نوحہ و بکا کی آنے لگی

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝

مجلس پینتیسویں مشتمل ہی ذکر شہادت پر اور آثار یعنی لباس اور سلاح آنحضرت کے

مَالِيْ اِذَا وُضِعَ الْحِسَابُ وَسِيْلَةٌ ؛ اَنْجُوْ بِهَا مِنْ حَرِّ نَارِ لَمُوْعِهَا ؛ اِلَّا اعْتِرَافِيْ بِالذُّنُوْبِ وَاِنَّنِيْ ؛ مُتَمَسِّكٌ بِوِلَاءِ اٰلِ مُحَمَّدٍ حضرات فردائے قیامت کو معرکہ حساب و کتاب ہم سب کو درپیش

ہے اور صحائف اعمال اپنے ازسرتاپا مملو بہ عصیاں و سیات ہیں کوئی عمل خیر اپنے سے ایسا عمل میں نہیں آیا ہے کہ جو باعث مغفرت ہم گناہ گاروں کا ہوا اور نہ کوئی وسیلا اپنی نجات کا نظر آتا ہے کہ جو آتش دوزخ سے ہمیں بچائے لیکن دو امر خیال میں آتے ہیں اگر یہ دونوں وسیلہ عفو و رستگاری اور باعث مغفرت و رحمت باری اُس حالت بیکسی و ناچاری میں ہوں تو عجیب نہیں ہے ایک اُن میں سے یہ ہے کہ ہم مقر و معترف ہیں اپنے گناہوں پر کہ بے شبہ کوئی عمل اعمال خیر سے سوائے سیات نامرضیات کے ہم سے ظہور میں نہیں آیا ہے ازبسکہ رحمت غفار وسیع و سابق اُسکے غضب پر ہے لہذا ہم اُمیدوار اسکے ہیں کہ وہ رحیم بہ سبب ہمارے اپنی رحمت کو کام فرمائے اور ہمارے گناہوں سے درگذرے اور دوسرا وسیلہ کہ جو اقوی اُس سے ہے وہ یہ ہے کہ صغر سن سے ہم مدعی غلامی اور محبت اولاد رسول مختار اور متمسک ہیں ائمہ اطہر ذریت حیدر کرار کے ہیں یقین ہے کہ وہ مقربین درگاہ پروردگار اور قاسم جنت و نار اپنے غلاموں کو بروز قیامت آتش دوزخ سے بچائیں گے چنانچہ حدیث صحیح میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نَحْنُ نَتَوَلّٰی حِسَابَ شِیْعَتِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَمَنْ کَانَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اللّٰہِ مَظْلَمَۃٌ نَحْکُمُ فِیْہِ وَاللّٰہُ یَقْبَلُہٗ فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ بروز قیامت حساب ہمارے شیعوں کا جانب پروردگار عالم سے ہم سے متعلق ہوگا پس اگر کسی مومن نے گناہ خداوند کریم کا کیا ہوگا اور کوئی حق حقوق خدا سے ذمہ اُس مومن کے ہوگا پس ہم واسطے اُسکے مغفرت کی جناب باری میں عرض کرینگے کہ اے پروردگار عالم اپنے فضل و کرم سے اُس بندہ مومن کو بخشدے اور مغفرت عطا فرما پس حق سبحانہ تعالے اوس عرض ہماری قبول کرے گا اور اُس مومن گنہگار کو بخشدے گا اور اُسکی سیات سے درگذرے گا وَمَنْ کَانَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْعِبَادِ مَظْلَمَۃٌ نَسْتَغْفِرُ لَہٗ مِنْھُمْ کہ اگر کسی مومن کے ذمہ پر کچھ حقوق عباد سے ہونگے اور وہ بندگان خدا اسوقت اُس سے طالب اپنے حقوق کے ہونگے تو ہم اپنے اُس شیعہ کو اُن سب سے بخشوا دیں گے اور اُن سب کو اُس سے راضی کرا دینگے جسطرح پر کہ وہ سب راضی ہوں گے وَاِنْ کَانَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَنَا مَظْلَمَۃٌ فَنَحْنُ اَحْرٰی بِالْعَفْوِ وَالتَّجَاوُزِ اور اگر کسی ہمارے شیعہ سے کوئی تقصیر ہماری نسبت وقوع میں آئی ہوگی تو ہمیں کب مناسب ہے کہ ہم اُس سے کسی طرح کا تعرض کریں اور اُس کے قصور سے درنہ گذریں پس مومنین جس صورت میں کہ ہم مدعی ہوں غلامی رسول مقبول اور دوستی ذریت بتول صلوات اللہ علیہم اجمعین کی

وسیلہ نجات ہم سب کا منحصر ہو فقط اُن حضرات کی غلامی میں تو نہایت عجب ہی کہ ہم حال پر ملال پر آنحضرت کی نہ
روئیں خاصۃً مصائب خامس آل عبا مظلوم کربلا پر نہ پیٹیں اور خاک اپنی سر و سینہ پر نہ ڈالیں افسوس صد افسوس
کہ وہ معصوم و مظلوم اس بیکسی سی شہید ہوئے کہ کوئی قصاب بیرحم بھی اس بیرحمی سے کبھی گوسفند کو نہیں ذبح کرتا
ہے لَقَدْ رُوِیَ فِی الْبِحَارِ عَنْ هِلَالِ بْنِ نَافِعٍ اَنَّهٗ قَالَ اِنِّیْ کُنْتُ وَاقِفًا مَعَ اَصْحَابِ
عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ اِذْ صَرَخَ صَارِخٌ اَبْشِرْ اَیُّهَا الْاَمِیْرُ هٰذَا شِمْرٌ قَدْ قَتَلَ الْحُسَیْنَ کتاب بحار الانوار میں
ہلال ابن نافع سی منقول ہی کہ کہا اُس نے روز عاشورا بعد زوال آفتاب کے عمر بن سعد بنہاد مجمع رفقا و اصحاب
میں مسلح منتظر خبر قتل امام حسینؑ کے کھڑا تھا اور میں بھی اُس مجمع میں موجود تھا کہ ناگاہ ایک شخص نے آواز دی کہ ای امیر
مبارک ہو تجھے کہ شمر ملعون نے حسینؑ فرزند رسول الثقلینؐ کو قتل کیا فَلَمَّا سَمِعْتُ ذٰلِكَ خَرَجْتُ مِنْهُمْ وَ
وَقَفْتُ عَلَى الْحُسَیْنِ وَهُوَ یَجُوْدُ بِنَفْسِهٖ ہلال ابن نافع کہتا ہو کہ سُنتے ہی اس خبر کے میں سب سے پہلے اُس مجمع منافق
سے نکلا اور جلد بالین لاش اقدس امام حسین علیہ السلام کے پہونچا دیکھا میں نے کہ ابھی حضرت زندہ ہیں اور رمق
حیات کی اُنہیں باقی ہی لیکن جاں بلب ہیں فَوَاللّٰهِ مَا رَاَیْتُ مُضَمَّخًا بِدَمِهٖ اَحْسَنَ مِنْهُ وَلَا اَنْوَرَ وَجْهًا
عَنْهُ وَلَقَدْ شَغَلَنِیْ نُوْرُ وَجْهِهٖ وَجَمَالُهٗ عَنِ الْفِکْرِ فِیْ قَتْلِهٖ قسم بخدائے عزوجل کہ میں نے آجتک کوئی مجروح آلودہ
بخاک و خون اس حسن و جمال کا نہیں دیکھا ہے کہ جیسا اُسوقت امام حسینؑ کو دیکھا واللہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا آفتاب
تاباں و درخشاں سُرخ بسرخی شفق زمین پر نور افشاں ہی ہرچند کہ قصد میرا بھی اُس امام مظلوم کے قتل کا تھا لیکن
مشاہدہ نور جمال اُس مہر تمثال نے مجھے قتل سے باز رکھا اور کسی طرح ہاتھ میرا اُس امام مظلوم پر نہ اُٹھا
فَاسْتَسْقَى الْمَاءَ فَسَمِعْتُ رَجُلًا یَقُوْلُ لَهٗ یَا حُسَیْنُ لَا تَذُوْقُ الْمَاءَ حَتّٰى تَرِدَ
الْحَامِیَةَ فَتَشْرَبَ مِنْ حَمِیْمِهَا - ہلال بن نافع کہتا ہی کہ میں مشاہدہ نور جمال اُس عدیم المثال میں
ابھی مشغول تھا کہ سُنا میں نے کہ حسین اُسحالت بیکسی میں پانی طلب کرتے ہیں اور بکمال ضعف و ناتوانی العطش العطش
پکارتے ہیں پس ایک شقی نے اُس مجمع کُفار سے جواب دیا کہ یا حسینؑ عبث ہم سے طالب آب ہو ہرگز ایک قطرہ اس آب
سرد و خوشگوار سے تمہیں نہ ملے گا ملکہ قریب ہی کہ وہاں پہنچکر آب گرم سے پیاس اپنی بجھاؤ گے فَسَمِعْتُ الْحُسَیْنَ
عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ یَقُوْلُ اَیُّهَا الْمَلْعُوْنُ بَلْ اَرِدُ عَلٰى جَدِّیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ

وَاسْکُنْ مَعَہٗ فِیْ دَارِہٖ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ وَّ اَشْرَبُ مِنْ مَآءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ وَّ اَشْکُوْا اِلَیْہِ مَا فَعَلْتُمْ ہلال کہتا ہے کہ قول اُس بیحیا کا سُنکر امام حسین علیہ السّلام نے اُس ملعون سے فرمایا کہ اے شقی و اے بیحیا پر جو محل سکونت کہ تو نے اپنی زعم باطل میں میرے واسطے تجویز کیا ہے وہ جہنم اشقیا کے رہنے کے لئے معین ہے اور عنقریب ہے کہ میں خدمت بابرکت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ میں پہنچکر قریب اپنے پروردگار قادر مختار کے مقیم ہوں گا اور وہاں آب کوثر و سلسبیل سے کہ جو نہایت سرد اور خوش طعم اور معطر اور شیریں ہے سیراب ہوں گا اور شکوہ اس ظلم و ستم بیحد کا جو تم نے مجھ بیکس پر کیا ہے اپنے نانا سے کروں گا قَالَ فَغَضِبُوْا بِاَجْمَعِہِمْ حَتّٰی کَاَنَّ اللّٰہَ لَمْ یَجْعَلْ فِیْ قَلْبِ اَحَدٍ مِّنْہُمْ مِنَ الرَّحْمَۃِ شَیْئًا فَقَتَلُوْہُ وَ ہُوَ یُکَلِّمُہُمْ فَتَعَجَّبْتُ مِنْ قِلَّۃِ رَحْمَتِہِمْ ہلال بن نافع سے ہے کہ جب ایسا جواب دندان شکن اُس مجمع سگدل و خوک صفت نے سنا بہت ہی غضبناک ہوئے اور سب نے وہ شقاوت اور بیرحمی اختیار کی کہ گویا حقیقت میں جناب احدیت نے ایک ذرہ بھی رحم و مہر ان کے دل میں نہیں ڈالا تھا پس وہ حضرت ان بیحیاؤں سے کلمات ہدایت آیات ارشاد فرماتے تھے کہ ان بیرحموں نے کام آپکا تمام کیا اور میں بیرحمی ان بیرحموں کی دیکھکر متحیر و حیران کھڑا رہ گیا ثُمَّ اَقْبَلُوْا عَلٰی سَلْبِہٖ فَاَخَذَ قَمِیْصَہٗ اِسْحٰقُ بْنُ حَوِیَّۃَ الْحَضْرَمِیُّ لَعَنَہُ اللّٰہُ فَوَجَدَ فِیْہَا ثَلٰثًا وَّعَشَرَۃً ثُلْثَۃً مَا بَیْنَ رَمْیَۃٍ وَّ طَعْنَۃٍ وَّ ضَرْبَۃٍ - یکایک وہ سب ولد الزنا متوجہ طرف لوٹنے لباس اور سلاح آنحضرت کی ہوئے پس پیراہن مبارک اسحٰق بن حویہ ملعون نے بدن اقدس سے اتار لیا دیکھا کہ وہ پیراہن زخمہائے تیر اور نیزہ و شمشیر سے مثل غربال کے مشبک ہے اور بعد اتار لینے اس پیراہن کے جب بدن زخم ہائے کاری کے شمار کئے گئے تو وہ ایکسو دس زخم تیر اور نیزہ و شمشیر کے گنے گئے وَ اَخَذَ سَرَاوِیْلَہٗ اَبْجَرُ بْنُ کَعْبٍ التَّمِیْمِیُّ لَعَنَہُ اللّٰہُ وَ اَخَذَ عِمَامَتَہٗ اَخْنَسُ بْنُ مَرْثَدٍ لَعَنَہُ اللّٰہُ وَ اَخَذَ دِرْعَہٗ مَالِکُ بْنُ بَشِیْرٍ الْکِنْدِیُّ لَعَنَہُ اللّٰہُ وَ اَخَذَ نَعْلَیْہِ اَسْوَدُ بْنُ خَالِدٍ لَعَنَہُ اللّٰہُ اور زیر جامہ حضرت کا ابجر ابن کعب تمیمی ملعون نے لیا اور عمامہ اقدس سر انور سے اخنس ابن مرثد لعین نے لیا اور زرہ مبارک مالک ابن بشیر بے حیا نے اتار لی اور نعلین اطہر اسود بن خالد ملعون نے پاہائے مقدس سے لے لیں وَ اَخَذَ خَاتَمَہٗ بَجْدَلُ بْنُ سَلِیْمِ الْکِنْدِیُّ فَقَطَعَ الْمَلْعُوْنُ اِصْبَعَہُ الْمُتَوَرَّمَ وَاَخَذَ قَطِیْفَتَہٗ

الخزیۃ قیس ابن الاشعث لعنہ اللہ تعالیٰ اور بعد اسکے بجدل بن سلیم نے چاہا کہ انگشتر مبارک
انگشت انور سے اوتارے ازبسکہ دست اقدس اور تمام انگلیاں اُس امام مظلوم کی بہ سبب زخموں کے متورم ہوگئی
تہیں اسلئے نکلنا اُس انگشتری کا اُس ملعون پر فی الجملہ دشوار ہوا پس اُس شقی ازلی نے انگشت اطہر کو کاٹ کر انگوٹھی
نکال لی اور چادر حضرت کی کہ خز کی تھی قیس ابن اشعث بیرحم لے گیا وَ تَرَکُوْہُ عُرْیَانًا مُتَشَحِّطًا بِالدِّمَاءِ
مُلْقًی عَلَی الرَّمْضَاءِ بِلَا غُسْلٍ وَلَا کَفَنٍ اور لاش اقدس اُس نازپروردہ فاطمہ زہرا صلوات اللہ وسلامہ علیہا
کے غلطاں بہ خاک و خوں بے غسل و بیکفن اُس ریگستان گرم پر عریاں چھوڑ دی قَالَ الْبَاقِرُ عَلَیْہِ السَّلَامُ
اِنَّہُمْ قَتَلُوْا جَدِّیَ الْحُسَیْنَ قِتْلَۃً نَہٰی عَنْہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اَنْ
یُّقْتَلَ بِہَا الْوُحُوْشُ وَالطُّیُوْرُ وَلَمْ یُقْتَلْ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ قَبْلَہٗ بِہٰذِہِ الْمَذَلَّۃِ
مومنین جگہ رونے اور سر پیٹنے کی ہے کہ جناب امام محمد باقر فرماتے ہیں کہ اشقیائے کوفہ و شام نے میرے جد مظلوم امام حسین
علیہ السلام کو اس ظلم سے شہید کیا ہی اور اس ذلت سے قتل کیا ہے کہ اس ظلم و ذلت سے کوئی شخص ظالم کسی حیوان
ذلیل کو بھی اس ذلت سے نہیں قتل کرتا ہے بلکہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے منع فرمایا ہی کہ کسی جانور کو بھی اس ذلت
و خواری سے نہ مارو پس ابتدائے خلقت حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ السلام سے ابتک کوئی شخص انبیا اور اوصیا سے
اس طرح سے قتل ہوا ہی کہ جس ظلم سے وہ امام کونین شہید ہوئے ہیں لَقَدْ قَتَلُوْہُ بِالْخَشَبِ وَالسِّنَانِ وَ
الْحُسَامِ وَالْحِجَارَۃِ وَالْعَصَا وَالسِّہَامِ وَوَطِئَتْہُ الْخُیُوْلُ بِحَوَافِرِہَا حَتّٰی رَضُّوْا
اَضْلَاعَہٗ فرماتے ہیں جناب امام محمد باقر علیہ السلام کہ قتل کیا جفاکاران کوفہ و شام نے میرے جد مظلوم
امام حسین علیہ السلام کو تیر اور نیزہ اور شمشیر سے شہید کیا اُس امام بیکس کو ہر چیز سے کہ جو ہاتھ میں اُن جفا کیشوں
کے آگئی مانند ہیمہ و عصا اور کلوخ و سنگ کے باوصف اس کے بھی آتش ظلم و عناد اُس فرقہ جلاد کی اس سے بھی
کم نہوئی بلکہ بعد اُس کے لاش اطہر فرزند سید البشر کو پامال سم اسپاں کیا یہاں تک کہ پہلوئے اقدس اُس حضرت کے
سب شکستہ ہوگئی وَفِی الْکَافِیْ اَنَّ الْاَعْدَاءَ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ اَرَادُوْا بِذٰلِکَ لٰکِنْ لَّمْ یَتَیَسَّرْ لَہُمْ
لِاَنَّہٗ لَمَّا بَلَغَ ذٰلِکَ لِزَیْنَبَ بِنْتِ عَلِیٍّ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِضْطَرَبَتْ وَبَکَتْ بُکَاءً شَدِیْدًا اور کتاب کافی
میں یوں منقول ہی ہے کہ بعد قتل فرزند رسولخدا اور نور چشم علی مرتضیٰ صلوات اللہ وسلامہ علیہما کے اشقیائے امت جفا کار

نے چاہا تھا کہ لاش اقدس واعلیٰ اُس نورِ خدا کے پامال سُم اسپاں کریں لیکن آرزو اُس قوم ناپاک اور فرقہ سفاک کی
نہ برآئی اور سبب اُسکا یہ ہی کہ جب یہ خبر ہلاکت اثر دخترِ جناب حیدرؑ وصفدر زینب خاتون نے سُنی اور اس ارادہ فاسدہ
پر اُس فرقہ ظلمہ کے مطلع ہوئیں تو اُس وقت وہ معظمہ اپنی بیکسی و ناچارگی پر بہت روئیں اور پیٹیں اور بہر چند چاہتی
تھیں کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ جسے لاش اقدس امام حسین علیہ السّلام کی پامال ہونے سے محفوظ رہے لیکن کچھ خیال میں
نہ آتا تھا فَقَالَتْ فِضَّةُ اَمَتُهَا یَاسَیِّدَتِیْ اِنَّ سَفِیْنَةَ مَوْلٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَدْ اِنْکَسَرَتْ فِی الْبَحْرِ فَخَرَجَ اِلٰی جَزِیْرَةٍ فَاِذَا هُوَ بِالْاَسَدِ فَنَادٰی یَااَبَا الْحَارِثِ
اَنَا مَوْلٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ پس جب کہ فضہ خادمہ جناب فاطمہؑ زہرا علیہا السّلام نے اپنی شاہزادی
جناب زینب خاتون کو بسبب سُننے خبر پامالی لاش اطہر امام حسین علیہ السّلام کی نہایت ہی متغیر پایا اور اُس معظمہ کو
کمال مضطر و بیقرار دیکھا بیکسی پر اپنی بی بی کے بہت روئی اور عرض کی کہ اے خوزادی میری مجھے خوب یاد ہی کہ
ایک مرتبہ کشتی سفینہ غلام آزاد کردہ جد بزرگوار آپ کے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کی دریائے شور میں تباہ
ہو ئی تھی مگر سفینہ خود سلامت رہا یہاں تک کہ ایک جزیرہ میں پہونچا ناگاہ ایک شیر صحرائی نمودار ہوا اور اُس
شیر نے قصد اس کی ہلاکت کا کیا پس سفینہ یہ قصد اُسکا دیکھ کر خائف ہوا اور آواز دی کہ اے شیر صحرائی تجھے نہیں معلوم
ہے کہ میں غلام آزاد کردہ جناب رسولخدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ ہوں میرے قتل سے باز آ اور میں راہ گم کردہ
ہوں مجھے راہ راست سے آگاہ کر فَحَمْحَمَ بَیْنَ یَدَیْهِ حَتّٰی وَقَفَهٗ عَلَی الطَّرِیْقِ فَیَاسَیِّدَتِیْ اِنَّ
الْاَسَدَ فِیْ هٰذِهِ النَّاحِیَةِ رَابِضٌ فَدَعِیْنِیْ حَتّٰی اَمْضِیَ اِلَیْهِ وَاُعْلِمَهٗ مَاهُمْ صَانِعُوْنَ غَدًا
بِجُثَّةِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ پس اے شاہزادی میری جب کہ اُس شیر نے یہ معلوم کیا کہ وہ غلام آپکے جد امجد
رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا ہے اُسی وقت سر جھکا لیا اور قتل سے سفینہ کے باز رہا اور آگے آگے ہو کر دور تک ہمراہ
اُس کے رہا اور اُسے راہ راست بتلا کر چلا گیا پس اے شاہزادی مجھے خوب معلوم ہی کہ اس صحرائے کربلا میں بھی شیر رہتا
ہے اگر آپ مجھے حکم دیں تو میں ابھی اس جنگل میں جا کر اُس شیر کو ارادہ فاسدہ اعدائے دین پر مطلع کروں یقین ہی مجھکو کہ
وہ شیر سنتے ہی اس خبر کے آپ آئے گا اور متحفظت لاش اطہر فرزند سید البشر کی کرے گا اور کسی شقی کو قریب جسم
اقدس حضرت کے نہ آنے دیگا قَالَتْ زَیْنَبُ یَافِضَّةُ اسْعَیْ اِلَیْهِ وَاَخْبِرِیْهِ بِذٰلِكَ جَزَاكِ اللّٰهُ خَیْرًا

پس سُنتے ہی اس حکایت کے جناب زینبؑ خاتون نے فرمایا کہ اے فضہ خدا تجھے جزائے خیر عطا کرے جو کچھ کہ کہا تونے اس وقت یہی مناسب ہے جلد جا اور راس شیر صحرائی کو حال شہادت امام حسین علیہ السّلام سے اور ارادہ فاسدہ اُن اشقیا سے خبر دے کہ تا کہ وہ شیر محافظت لاش امام اقدس میرے بھائی کی کرے فَمَضَتْ فِضَّةُ اِلٰى تِلْكَ النَّاحِيَةِ وَنَادَتْ يَا اَبَا الْحَارِثِ اَتَدْرِيْ مَا فَعَلَ الْقَوْمُ بِابْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ قَتَلُوْهُ وَهُمْ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُوَاطِئُوْا بِالْخَيْلِ ظَهْرَهٗ پس حسب الارشاد فضہ طرف جنگل کے روانہ ہوئیں اور ایک کچھار میں کہ وہ مسکن شیر کا تھا پہنچکر آواز دی کہ اے ابو الحارث جلد اپنے مسکن سے نکل اور سُن مجھسے وہ خبر ملالت اثر کہ جسکے سُننے سے دل تیرا شق ہو وہ یہ ہے کہ حسینؑ فرزند رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ کو بنی اُمیہ نے قتل کیا اور اب اُن اشقیا کا یہ ارادہ ہے کہ لاش اقدس سیدالشہدا علیہ التحیۃ والثنا کو پامال سم اسپاں کریں پس محافظت بدن اطہر امام کونین امام حسین علیہ السّلام کی تجھ پر واجب ہے جلد پہنچ اور اُن اشقیا کو قریب لاش مطہر کے نہ آنے دے فَلَمَّا سَمِعَ الْاَسَدُ ذٰلِكَ بَكٰى وَمَشٰى اِلَى الْمَقْتَلِ وَجَلَسَ عِنْدَ جَسَدِ الْحُسَيْنِ وَاضِعًا عَلَيْهِ يَدَيْهِ وَعَيْنَاهُ تَهْمِلَانِ بِالدُّمُوْعِ منقول ہے کہ سُننے ہی آواز فضہ کی ایک شیر اُس نیستان سے نکلا اور روتا اور نعرے مارتا ہوا ہمراہ فضہ کے طرف قتل گاہ کے روانہ ہوا اور با حال تباہ اُس نے اپنے تئیں لاش اقدس امام حسین علیہ السّلام پر پہونچایا اور اُس لاش اطہر کو بے سر دیکھ کر خاک اپنے سر پر ڈالنے لگا اور دونوں ہاتھ اپنے جسم مطہر اُن حضرت پر رکھ کر بیٹھ گیا اور آنکھوں سے اُس حیوان بے زبان کی متصل اشک جاری تھے جب کہ اُس قوم بے حیا نے یہ اعجاز جناب سیدالشہداؑ کا مشاہدہ کیا کسی کو جرأت اس کی نہوئی کہ نزدیک جسم نازنین فرزند سید المرسلین کے آسکے فَمَنَعَ لَهٗ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ وَقَالَ انْصَرِفُوْا فَاِنَّ هٰذِهٖ فِتْنَةٌ عَظِيْمَةٌ فَانْصَرَفُوْا عَنْهُ جب کہ عمر سعد نے یہ معجزہ دیکھا خائف و ترساں اپنی فوج کو منع کیا کہ کوئی شخص تم میں سے قریب اس شیر کے نہ جائے اور اُس سے ہر شخص علیحدہ رہے کہ یہ فتنہ عظیم اور بلائے جسیم ہے اگر اسکو کسی نے چھیڑ دیا تو ایک کو تم میں سے باقی نہ رکھے گا پس یہ سُن کر سب ملعون وہاں سے ہٹ گئے اور وہ شیر لاش اطہر پر رہ گیا

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝

مجلس چھتیسویں مشتمل ہے خبر دینے پر ذوالجناح کی شہادت حضرت سے اہل حرم کو

ۃ اَوَاَضْحَکَ اللّٰہُ سِنَّ الدَّهْرِ اِنْ ضَحِکَتْ ؛ وَاٰلُ رَسُوْلِ اللّٰہِ مَظْلُوْمُوْنَ قَدْ قُهِرُوْا ؛ مُشَرَّدُوْنَ نُفُوْا عَنْ عُقْرِ دَارِهِمْ ؛ کَاَنَّهُمْ جَنَوْا مَالَیْسَ یُغْتَفَرُوْا مومنین خدا وند جلیل نہ متبسم ہونے دے زمانہ غدار اور روزگار جفا شعار کو جسوقت کہ وہ قصد ہنسنے کا کرے اور کیونکر گوارا ہو غلامان اہلبیت اطہار کو متبسم ہونا اس زمانہ جفاکار کا کہ اولاد رسول مختارؐ اور ذریت حیدر کرارؑ کہ جو مقربان درگاہ پروردگار اور باعث ایجاد افلاک کجرفتار تھے وہ مبتلا بہ مصائب بیشمار اور رمور د آلام و افکار اور انواع واقسام کے جور وستم میں گرفتار ہوئے اور اُن خاصان خدا کو اشقیائے کوفہ وشام اور کفرۂ لیام نے آوارہ وطن کرکے بیجرم وگناہ قتل کیا اور اہلبیت کرام کو مثل اُن گنہگاروں کے مُقید کیا کہ جو ہرگز لائق عفو و بخشش کے نہیں ہوتی ہیں ۃ مَنَعُوْا زُلَالَ الْمَآءِ اٰلَ مُحَمَّدٍ ؛ وَغَدَتْ ذِیَابُ الْبَرِّ فِیْهِ تَکْرَعُ ؛ عَیْنٌ عَلَیْهَا الْکُحْلُ فِیْهِ تَفَقَّنَتْ وَیَدٌ تُصَافِحُ فِیْ الْبَرِیَّةِ تُقْطَعُ ؛ افسوس صد افسوس کہ جانوران صحرا مثل گرگ اور سگ وخوک آب فرات سے سیراب ہوں اور اولاد رسول خدا و عترت جناب فاطمہؑ زہرا صلوات اللہ علیہا کو جو مالک نہر فرات تھی وہ اُس پانی سے محروم اور ممنوع ہوں اور شدتِ تشنگی میں مثل گوسفندان قربانی کے ذبح کئے جائیں پس نابینا ہو وہ آنکھ کہ جو بعد قتل جناب سید الشہدا مظلوم کربلا علیہ آلاف التحیۃ والثناکی سرمگیں ہوئیں اور مسرور ہوا اور قطع ہو وہ ہاتھ کہ جو بعد واقع ہونے ایسی مصیبت عظمٰی اور داہیہ کبریٰ کے مصافحہ بسرور کریں اس لئے کہ بعد شہادت امام حسینؑ علیہ السلام کے اب کیا مقام سرور باقی رہا بلکہ اب مقام اس کا ہے کہ ہر وقت غلام اُنکے سر پیٹ پیٹ کر رویا کریں اور جسوقت کہ پیاسے ہوں تو یاد کریں پیاس اُس امام عالی مقام کی اور بہ مقتضائے انصاف ہرگز پانی نہ پئیں اور پیاسے ہی تڑپ کر مرجائیں لَقَدْ رُوِیَ شَیْخُنَا الْمُعَظَّمُ الْمَجِیْدُ الشَّیْخُ الْمُفِیْدُ رَحِمَهُ اللّٰہُ الْمَجِیْدُ اَنَّ الْحُسَیْنَ بْنَ رَسُوْلِ الثَّقَلَیْنِ قَدْ قَضٰی نَحْبَهٗ بَعْدَ الظُّهْرِ یَوْمَ السَّبْتِ الْعَاشِرِ مِنَ الْمُحَرَّمِ سَنَةَ اِحْدٰی وَسِتِّیْنَ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب ارشاد میں نقل کیا ہے کہ جناب امام حسین فرزند رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ نے دسویں تاریخ ماہ محرم کو بروز شنبہ بعد ظہر کے کہ سن اکسٹھ ۶۱ھ ہجری تھی

اس دار فانی سے طرف عالم جاودانی کے انتقال فرمایا قَتِیلاً مَظْلُوماً ظَمْاٰناً غَرِیْباً مُحْتَسِباً صَابِراً،
یعنی رحلت فرمائی اُس سید بیکس نے اسطرح پر کہ وقت رحلت کے وہ حضرت غریب الوطن اور تشنہ لب اور گرفتار
رنج ومحن مہموم اور مظلوم اور مقتول بہ خنجر بیدرد مذبوح بیتیغ جلاد ومجروح بہ سنان مفارقت احبا اور مضروب
بسہام آلام اقربا صابر وشاکر مبتلا بہ بلا تھے وَفِی الْکَافِیْ اَنَّهُ عَلَیْهِ السَّلَامُ قُبِضَ فِیْ عَاشِرِ الْمُحَرَّمِ
بَعْدَ الْعَصْرِ مَنْحُوْراً وَهُوَ یَوْمَئِذٍ کَانَ ابْنَ سَبْعٍ وَخَمْسِیْنَ سَنَةً وَشَهْرٍ اور کتاب کافی
میں منقول ہے کہ اُس امام عالی مقام نے دسویں تاریخ ماہ محرم کو بعد عصر کے بالب تشنہ اور شکم گرسنہ دُنیا سے رحلت فرمائی
درآں حالیکہ اُس امام بیکس کو مثل گوسفند قربانی کے ذبح کیا اور سن شریف اُس امام زمن کا اُس روز ستاون ۵۷
برس اور ایک مہینہ کا تھا وَفِی التَّهْذِیْبِ اَنَّ الْحُسَیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ قُبِضَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ
مَذْبُوْحاً مِنَ الْقَفَا مُغْتَاوِیاً لِلدِّمَاءِ اور کتاب تہذیب میں کہ وہ
کتب معتبرہ احادیث امامیہ سے ہے کہ امام نشائین سردار کونین فرزند رسول ثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ یعنی جناب امام
حسین علیہ السلام نے بروز جمعہ یا بروایتی بروز دوشنبہ دُنیا سے انتقال فرمایا اس طرح سے کہ سر اقدس واطہر اُس
معصوم کا پس گردن سے جدا کیا گیا اور وہ اشقیائے بیحیا لاش انور کو آلودہ بخاک وخوں بے غسل وکفن ریگستان
گرم پر چھوڑ گئے اور کوئی ملعون امت پیغمبرؐ سے متوجہ طرف دفن اُن حضرت کے نہوا وَفِی مَقْتَلِ اَبِیْ مِخْنَفٍ
اَنَّهُ لَمَّا قُتِلَ سَیِّدُ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ بِالسِّنَانِ وَالسُّیُوْفِ وَالْاَسِنَّةِ عَلَیْهِ الثَّنَاءُ وَ
التَّحِیَّةُ اَقْبَلَتْ مُتَمَلِّدَاً بَاکِیاً فِی الْمَیْدَانِ مُنَکِّسَ السَّرْجِ مُلْقَی الْعِنَانِ اور مقتل ابومخنف میں منقول
ہے کہ جب سردار جوانان اہل جناں اور مقتول شمشیر وسناں یعنی امام کونین جناب امام حسین علیہ السلام نے بروز عاشورا
صحرائے کربلا میں شہادت پائی اسوقت ذوالجناح باد فا باحال تباہ گرد لاش اقدس اپنے شہسوار کے کئی بار تصدق
ہوا اور تمام بدن اُس اسپ فاشعار کا زخم ہائے نیزہ وتلوار سے مجروح اور فگار تھا پس بازیں واژگوں مغموم
اور محزون مثل ضعیفہ پسر مردہ کے روتا اور نعرے مارتا ہوا اپنا قتل گاہ میں ٹہلتا پھرتا تھا فَصَاحَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ
عَلٰی عَسْکَرِهٖ خُذُوْهُ وَائْتُوْنِیْ بِهٖ فَرَکَضَتِ الْخَیْلُ فِیْ طَلَبِهٖ وَاَحَاطُوْهُ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ
پس عمر سعد ملعون نے اپنے لشکر شقاوت اثر کو آواز دی کہ جلد اس اسپ صبا رفتار کو پکڑ کر میرے پاس لاؤ اور جو کوئی

تم میں سے کوئی اُسے زندہ پکڑ کر میرے پاس لائے گا وہ شخص بہت سا انعام پائے گا پس سنتے ہی حکم اُس شقی کے بہت سے سوار
بدکردار واسطے گرفتار کرنے اُس سمند تیز رفتار کے مستعد اور تیار ہوئے اور ہر طرف سے اُسے گھیر لیا فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ
الْحِصَانُ اَنَّهُمْ قَدْ حَاصَرُوْهُ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ وَمَكَانٍ فَرَكَضَ مُسْتَقْبِلَ الْقَوْمِ وَجَعَلَ
يَكُدُّهُمْ بِفَمِهٖ وَيَرْفِسُ بِرِجْلَيْهِ فُرْسَانًا وَنَكَسَ رِجَالَةً وَرُكْبَانًا جب کہ اُس اسپِ وفا
شعار نے دیکھا کہ سوار اُس لشکر بدکردار کے درپے آزار ہیں اور ہر طرف سے محاصرہ کیا ہے اور چاہتے ہیں کہ مجھے گرفتار کریں
ہر چند کہ وہ گھوڑا بہت ہی مجروح اور جگر خستہ اور بہ سبب شہادت اپنے مالک کے دل شکستہ ہو رہا تھا لیکن با ایں ہمہ
گرفتار ہونا اپنا موجب ننگ و عار جانکر بکمال جرات مثل شیر غضبناک کے اُس قوم ناپاک پر حملہ کیا اور جس سوار پر جا پڑا
اُس ملعون کو دانتوں سے پکڑ کر زمین پر گرا دیا اور ٹاپوں سے روند کر واصل جہنم کیا اور جس ناپاک کو اُس قوم سفاک سے پکڑا
پھر اُسے کسی طرح نہ چھوڑا جب تک کہ وہ دشمن دین داخل اسفل السافلین نہ ہو لیا پس تھوڑے ہی عرصہ میں اُس مرکبِ وفا
دار نے صدہا اشرار کو راہی دار البوار کیا فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ عُمَرُ ابْنُ سَعْدٍ لَعَنَهُ اللّٰهُ خَافَ وَ
نَادٰى يَا وَيْلَكُمْ تَبَاعَدُوْا عَنْهُ وَاتْرُكُوْهُ عَلٰى حَالِهٖ حَتّٰى اُشَاهِدَهُ مَا يَفْعَلُ فِيْ مَجَالِهٖ
جب کہ عمر سعد بدنہاد نے دیکھا کہ اُس اسپ طاؤس صورت اور شیر سیرت نے صدہا پیادہ اور سوار کو قتل کیا اور قریب ہے کہ
تمام لشکر بداختر کو داخل سقر کرے اور ایک دم میں سب فوج کو نیست و نابود کر دے پس وہ نامرد مارے خوف کے کانپنے
لگا اور مضطر ہو کر اُس نے اپنی ذریت کو آواز دی کہ وائے تم پر اس گھوڑے سے دور ہو جاؤ اور ہرگز اس سے کوئی متعرض
نہ ہو کہ یہ بلائے عظیم ہے اب مناسب یہ ہے کہ اسکو اسی کے حال پر چھوڑ دو کہ دیکھیں اس گھوڑے کو کیا مقصود ہے
اور یہ کیا چاہتا ہے فَلَمَّا تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمُتَعَرِّضُوْنَ وَكَفَّ عَنْ طَلَبِهِ الطَّالِبُوْنَ وَاَمِنَ ذٰلِكَ الْعُقَابُ
مِنَ الطَّلَبِ وَاسْتَرَاحَ عَنِ التَّعَرُّضِ وَالشَّغَبِ جَعَلَ يُحَمْحِمُ وَيَحِنُّ حَنِيْنَ الثَّكْلٰى وَيَطْلُبُ رَاكِبَهٗ
وَيَتَخَطَّى الْقَتْلٰى پس سنتے ہی آواز عمر سعد کی سب سوار لشکر کفار کے علیحدہ ہو گئے اور سب خیال پکڑنے سے اس اسپ
وفا شعار کے دست بردار ہوئے اور ذوالجناح کو یقین اس کا ہوا کہ یہ سب ملعون اب مجھسے دور ہوئے اور کوئی مجھسے
متعرض نہ ہوگا اُسوقت پھر بآواز حزیں نعرے مارنے لگا اور شہادت فرزند سید المرسلین پر مانند زن پسر مردہ کے چلا
چلا کر رونے لگا اور اُس حالت بیتابی اور اضطراب میں بقصد تجسس نعش اقدس امام حسین علیہ السلام کی ہر شہید کی لاش

پرجاتا تھا اور بو اسکی سونگھ کر بیٹھ جاتا تھا حَتّٰى بَرَكَ عَلٰى جَسَدِهِ الشَّرِيْفِ وَيَبْكِيْ وَيَنُوْحُ بِالْقُرْبِ
لَدَيْهِ وَيَمْنَعُ بِيَدَيْهِ نَاصِيَتَهٗ وَيُقَبِّلُ نَحْرَهٗ وَيَشُمُّ رَائِحَتَهٗ یہاں تک کہ
وہ اسپ عقاب بعد تجسس اور تفحص کے لاش اطہر فرزند سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ پر پہونچا اور پیشانی اپنی
خون سے اُس امام مظلوم کے رنگین کی اور مکرر خوشبو اپنے مالک کی سونگھی اور گلوئے بریدہ اُن حضرت کے بوسے لیتا تھا اور
بکمال بیقراری اور اضطراب بیتاب ہو ہو کر نعرے مارتا تھا اور روتا تھا ثُمَّ وَلّٰى مُحَمْحِمًا اِلَى الْخِيَامِ لِيُخْبِرَ اَهْلَهٗ بِقَتْلِهٖ
عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ صَاحِبُ الْمَنَاقِبِ وَمُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّ ذٰلِكَ الْحِصَانَ لَمَّا دَنٰى بِخِيَمِ النِّسْوَانِ
صَاحَ وَضَرَبَ بِرَاْسِهِ الْاَرْضَ وَمَاتَ فِيْهَا ثُمَّ هٰهُنَا جب کہ وہ راہوار مجروح وزار لاش اقدس فرزند رسول مختار پر خوب
رو چکا اسوقت حسب وصیت اُن حضرت کی نعرے مارتا اور چلاتا ہوا خیمہ ہائے الحرم پر پہنچا اور اُن بے وارثوں کو شہادت
جناب سید الشہداء علیہ التحیۃ والثناء سے خبر دی صاحب مناقب اور محمد ابن ابی طالب نے جو مورخین معتبر سے ہیں نقل کیا ہے
کہ جب وہ اسپ باوفا در خیمہ اہلبیت رسول خدا پر پہونچا اُس وقت بآواز حزیں اور دردناک چلایا اور بکمال کرب وقلق بہت
رویا اور غم ظالم امام حسین علیہ السلام میں سر اپنا زمین پر اسقدر ٹپکا کہ آخر وہیں مر کر رہ گیا وَقَالَ اَبُو الْمَفَاخِرِ اِنَّهٗ
بَعْدَ مَا اَخْبَرَ اَهْلَهٗ وَعِيَالَهٗ مِنْ قَتْلِ الْحُسَيْنِ اَقْبَلَ بَاكِيًا اِلَى الصَّحْرَاءِ وَمَلَاَ بِصَهِيْلِهِ الْبَيْدَاءَ فَلَمْ
يُوْجَدْ مِنْهُ عَيْنٌ وَلَا اَثَرٌ وَقِيْلَ يَكُوْنُ ذٰلِكَ تَحْتَ الْقَائِمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِذَا ظَهَرَ اور ابو
المفاخر مورخ نے کہ قدمائے مورخین سے ہے نقل کیا ہے کہ وہ اسپ دل شکستہ جب کہ اہلبیت رسول مختار کو شہادت
امام اخیار سے مطلع اور خبردار کر چکا اسوقت روتا پیٹتا نعرے مارتا ہوا طرف صحرا کے چلا گیا ہر چند کہ بہت سے اشخاص
نے طالب اُس کا کیا اور اُسے بہت ڈھونڈا لیکن کسی کو نشان اُس حیوان سعادت قران کا نہ ملا اور بعض روایات
سے یوں ثابت ہوتا ہے کہ جب جناب صاحب الامر والعصر علیہ السلام عجل اللہ ظہورہ بحکم پروردگار ظہور فرمائینگے تو
اُس وقت وہ امام عالی مقام اُسی اسپ خوش خرام پر سوار ہوں گے وَرَوٰى اَبُوْ مِخْنَفٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ
اَنَّ ذٰلِكَ الْحِصَانَ بَعْدَ مَا اَخْبَرَ النِّسْوَانَ بِقَتْلِ سَيِّدِ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ قَصَدَ الْفُرَاتَ وَ
اَلْقٰى نَفْسَهٗ فِيْهِ وَمَاتَ اور ابومخنف مورخ نے عبد اللہ ابن قیس سے روایت کی ہے کہ جب اُس مرکب فاشعار
نے قتل امام ابرار سے اہلبیت اطہار کو آگاہ کیا پس مفارقت پر اپنے شہسوار عالی وقار کی بہت رویا چونکہ زندگی اپنی

اُس اسپ نحیف وزار کو نہایت ہی ناگوار ہنی آخر کار اُس نے اُسی حالت اضطراب و اضطرار میں اپنے تئیں نہر فرات میں گرا دیا اور اپنے تئیں مستغرق دریائے رحمت آلہی کیا وَ فِی الْمُنْتَخَبِ وَالْاَمَالِیْ وَمَقْتَلِ اَبِیْ مِخْنَفٍ اَنَّهٗ لَمَّا قُتِلَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَزَمَ مُهْرُهٗ مِنَ الْوَقْعَةِ مُخَضَّبًا بِدَمِهٖ نَاعِیًا اِلَی الْخِیَامِ وَبَکٰی عَلَی الْبَابِ فِیْ مُصِیْبَةِ الْاِمَامِ عَلَیْهِ السَّلَامُ اور کتاب منتخب اور امالی ابن بابویہ علیہ الرحمہ اور مقتل ابو مخنف میں یوں منقول ہے کہ جب جناب سید الشہداء گلگوں قبائے آل عبا فرزند رسول الخافقین جناب امام حسین علیہ السلام درجۂ شہادت پر فائز ہو چکے اُسوقت ذوالجناح نے تمام پیشانی اپنی خون سے آنحضرت کے رنگین کی اور مثل زن پسر مردہ کے روتا ہوا اور نعرے مارتا ہوا باحال پریشان افتاں وخیزاں آستان ملائک پاسبان پر پہونچا اور وہاں آواز بلند اس کریہ سے رویا کہ جیسے کوئی خبر مرگ کی سُناتا ہے فَسَمِعَتْ زَیْنَبُ بِنْتُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ صَهِیْلَهٗ وَعَرَفَتْهُ لِاَنَّهٗ کَانَ مِنْ جِیَادِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ چونکہ وہ اسپ پاک طینت اسپ ہائے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ سے تھا اور اُن حضرت نے وہ گھوڑا اپنے فرزند دلبند حسین علیہ السلام کو عنایت فرمایا تھا اسلئے جناب زینب خاتون دختر امیر المومنین علیہ السلام اُس گھوڑے سے کمال مانوس تہیں اور آواز اُس کی خوب پہچانتی تہیں سُنتے ہی اسکی آواز کے معلوم کیا کہ گھوڑا میرے بہائی کا ڈیوڑہی پر آیا ہے فَاَقْبَلَتْ اِلٰی سَکِیْنَةَ بِنْتِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَقَالَتْ لَهَا یَا بِنْتِیْ قُوْمِیْ هٰذَا صَوْتُ فَرَسِ اَبِیْكِ لَعَلَّهٗ اَتَانَا بِالْمَآءِ فَاِنَّ کَبُوْدَنَا یَبِسَتْ مِنَ الظَّمَآءِ پس اُن معظمہ نے آواز دی سکینہ خاتون دختر امام حسین علیہ السلام کو اور فرمایا کہ اے نورنظر درخیمہ پر گھوڑا تمہارے باپ کی سواری کا بولتا ہے عجب نہیں ہے کہ حضرت نے بجیال ہماری تشنگی کے پانی بھیجا ہو پس اے نور چشم جلد جا کہ جگر ہمارے شدت تشنگی سے مثل کباب کے بریاں اور خستہ ہیں فَخَرَجَتْ سُکَیْنَةُ مُسْرِعَةً وَنَظَرَتْ اِلٰی فَرَسِ اَبِیْهَا اَنَّهٗ خَالٍ عَنْ رَاکِبِهٖ وَالسَّرْجُ مَائِلٌ عَنْ ظَهْرِهٖ وَالدَّمُ سَائِلٌ مِنْهُ وَهُوَ یَحْثُ التُّرَابَ عَلٰی رَاسِهٖ فَهَتَکَتْ خِمَارَهَا وَنَادَتْ یَا عَمَّاهُ قُتِلَ وَاللّٰهِ اَبِی الْحُسَیْنُ پس سُنتے ہی اُس ارشاد کے وہ دختر ستمدیدہ بکمال سرعت درخیمہ پر آئی دیکھا کہ گھوڑا حضرت کا خالی بازین واژگون مغموم اجھردل آلودہ بخون سرنگوں کھڑا رو رہا ہے اور زمین سے خاک لے کر اپنے سر پر ڈالتا ہے پس دیکھتے ہی اسکے اُس ننہی ادسی نے موںنہہ اپنا پیٹ لیا اور چادر سر سے اتار کر زمین پر پھینک دی اور بیتاب

ہوکر چلائے کہ اے پھوپھی جان جلد آؤ قسم بخدا لے ع و وہ قتل کہ باپ میرے حسین علیہ السلام شہید ہو گئے ۵ مَاتَ
الْفَخَارُ وَمَاتَ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ ؛ وَاغْبَرَّتِ الْاَرْضُ وَالْاٰفَاقُ وَالْحَرَمُ ؛ غَابَ
الْحُسَيْنُ فَوَالَهْفِيْ لِغَيْبَتِهٖ ؛ قَدْ صَارَتِ الشَّمْسُ يَعْلُوْ نُوْرُهَا الظُّلَمُ
اور آواز دی کہ اے پھوپھی جان افسوس ہے کہ پدر بزرگوار میرے حسینؑ فرزند رسول ثقلینؐ صلی اللہ علیہ وآلہ کہ جو
فخر کونین اور عزت دارین تھے قتل ہوئے اور افسوس صد افسوس کہ خالی ہو گیا زمانہ جود و کرم اور مروت اور سخاوت
سے اور اے پھوپھی جان مجھے یقین ہے کہ بابا جان میرے ضرور قتل ہوئے اس لئے کہ تیرہ گرد و غبار از زمین تا آسمان آفاق کا
اور نمودار ہے اور بعد شہادت اس آفتاب امامت کے تمام عالم از مشرق تا مغرب تیرہ و تاریک ہے اور قرص آفتاب بے
نور و سیاہ نظر آتا ہے فَخَرَجَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ عَلِيٍّ مِنَ الْخِبَاءِ وَمَعَهَا الْاَطْفَالُ وَالنِّسَاءُ وَلَطَمَتْ
خَدَّهَا فَنَادَتْ وَااَخَاهُ وَاسَيِّدَاهُ وَاَلْقَتْ نَفْسَهَا عَلَى الْاَرْضِ پس سنتے ہی اس خبر
ہلاکت اثر کے زینبؑ خاتون اور سب بچے اور بیبیاں بے تابانہ در خیمہ پر آئیں دیکھا کہ واقعی گھوڑا حضرت کا خبر شہادت
اپنے سوار کی دیتا ہے پس یہ دیکھتی ہی حضرت زینبؑ نے منھ اپنا پیٹ لیا اور ہائے بھائی ہائے حسین کہا اور غش کھا کر
زمین پر گر پڑیں وَاَمَّا اُمُّ كُلْثُوْمٍ اِعْتَنَقَتْ بِفَرَسِ اَخِيْهَا وَهِيَ تَقُوْلُ اَيُّهَا الْجَوَادُ اَيْنَ كَهْفِيْ
وَاَخِي الْحُسَيْنُ اَيْنَ سَيِّدِيْ وَمَلْجَاىَ سَيِّدُ الْخَافِقَيْنِ اور جناب ام کلثوم نے اسوقت دونوں ہاتھ اپنے گلے میں
گھوڑے کے ڈال دیے اور روتی تھیں اور کہتی تھیں کہ اے ذوالجناح ہمارے سردار ہمارے ماں جائے حسینؑ کو کہاں چھوڑ آیا
اے گھوڑے میرے بھائی اور میرے وارث اور سردار کونین کو کہاں چھوڑ آیا وَاَمَّا سُكَيْنَةُ بِنْتُ الْحُسَيْنِ
اَلْقَتْ نَفْسَهَا عَلٰى حَوَافِرِ فَرَسِ اَبِيْهَا وَتَبْكِيْ وَتَنُوْحُ وَاَبَتَاهُ مَنْ لِلْاَرَامِلِ وَالْيَتَامٰى وَا
سَيِّدَاهُ مَنْ لِيْ بَعْدَكَ اَرْجُوْهُ اسوقت سکینہ دختر امام حسین علیہ السلام سموں سے گھوڑے کے لپٹی ہوئی
تڑپتی تھی اور روتی تھی اور کہتی تھی کہ اے پدر بزرگوار افسوس ہے کہ بعد آپ کے کوئی ہمارا وارث نہ رہا اب کون ایسا ہے
کہ جوان بیوں اور یتیموں کے حمایت اور کفالت کرے گا اور کون ایسا ہے کہ جو دست ظلم سے ان اشقیا کے ہم بے وارثوں
کو بچائے گا فَتَوَجَّهَتْ اُمُّ كُلْثُوْمٍ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَتَقُوْلُ ۵ اَيَا جَدَّنَا هٰذَا الْحُسَيْنُ مُعَفَّرٌ
عَلَى التُّرْبِ مَجْزُوْزُ الْوَرِيْدَيْنِ يَقْطَعُ ؛ وَجُثْمَانُهٗ تَحْتَ الْخُيُوْلِ وَرَاسُهٗ ؛ عِنَادًا

بِاَطْوَافِ الْاَسِنَّةِ يُسْرٰى فَع منقول ہے کہ اُسوقت جناب اُمّ کلثوم نے طرف مدینہ منورہ کے خطاب کیا اور بہ حسرت و یاس ایسے کلمات زبان مُبارک پر جاری کئے یعنی آگاہ ہوا ے جدّ بزرگوار کہ فرزند آپ کا حسینؑ کہ جس نے آپ کی آغوش مُبارک میں پرورش پائی تھی وہی حسین آج ظلم و ستم سے اعدائے دین کے تشنہ لب مثل گوسفند قربانی ذبح ہوا ہے اور گلوئے بریدہ آلودہ بخاک و خون ریگستان گرم پر بے غسل و کفن عریاں پڑا ہے اور اُن اشقیائے اُمّت نے لاش آپکے فرزند دلبند کی پامال سُم اسپاں کی ہے اور سر انور اُس معصوم مظلوم کا نیزہ پر چڑھایا ہے ۵ اَيَا جَدَّنَا الْمَرْبَنْ كُوْا مِنْ رِجَالِنَا ؛ كَبِيْرًا وَّ اَطْفَالًا عَلَى الثَّدْيِ يُرْضَعُ اے جدّ عالی مقدار اس اُمّت ستم شعار نے اولاد پر آپکی وہ ظلم بیحد کئے ہیں کہ کوئی ظالم کسی شخص ادنےٰ اور کمترین خلق پر بھی ایسے ظلم نہیں کرتا ہے ایک اُنمیں سے یہ ہے کہ اُن بیرحموں نے کسی کو ہمارے مردوں سے زندہ نہیں رکھا ہے بلکہ سب بچّے اور جوان ایک ساعت واحدہ میں قتل کئے یہاں تک کہ طفل شیر خوار علی اصغرؑ کو بھی تیر سے شہید کیا اور با وصف ان سب ظلم و ستم کے ابھی تک دل اُن سب کفّار کے سیر نہیں ہوئے ہیں اب قریب ہے کہ ہم عورات کو بھی قتل کریں یا مثل لونڈیوں کے مقید کر کے طرف کوفہ و شام کے لیجائیں اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَ

سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس چھتیسویں ۳۶ مشتمل ہے تاراجی خیمہائے امام حسین علیہ السلام پر

فِيْ مَقْتَلِ اَبِيْ مِخْنَفٍ اَنَّهٗ لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ ارْتَفَعَ الصُّرَاخُ مِنْ فُسْطَاطِهٖ وَنَادٰى عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ يَا قَوْمُ كُبُّوا الْخِيَامَ عَلٰى اَهْلِبَيْتِ سَيِّدِ الْاَنَامِ وَاضْرِمُوْا فِيْهِمَا النَّارَ مقتل ابو مخنف میں منقول ہے کہ جب جناب سیّد الشہدا خامس آل عبا درجہ شہادت پر فائز ہوچکے اُسوقت عجب کہرام خیمہ ہائے امام حسینؑ میں بپا ہوا کہ بیان سے اُسکے چھاتی پھٹی جاتی ہے پس عمر لعین نے اپنے لشکر کو آواز دی کہ جلد طنابیں خیمونکی کاٹ کر گرادو اور آگ خیموں میں حسینؑ کے لگا دو کہ تا سب عورات اور اطفال حسینؑ کے جل کر مرجائیں فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الشَّامِ وَيْلَكَ يَا بْنَ سَعْدٍ اَمَا كَفَاكَ مَا صَنَعْتَ بِالْحُسَيْنِ اَتُرِيْدُ تُحْرِقُ حَرَمَ رَسُوْلِ اللّٰهِ هَمَمْتَ اَنْ يَّخْسِفَ بِنَا الْاَرْضُ فَسَكَتَ الْمَلْعُوْنُ وَلَمْ يَرُدَّ الْجَوَابَ پس جب کہ اُس لعین بیدین نے

یہ حکم دیا اسوقت اُس سے ایک شخص شامی نے کہا کہ اے عمر سعد عجب بیرحم ہے تو کہ باوصف قتل کرنے حسینؑ کے اور اُن کے اعوان و انصار کے دل تیرا ظلم سادات سے سیر نہیں ہوا ہے کہ اب پھر بھی تو چاہتا ہے کہ اہلبیت رسولؐ مختار کو اور اطفال خورد سال کو کہ یہ سب بے گناہ اور بے قصور ہیں آگ میں جلائے وائے تجھ پر اے بیرحم قریب ہے کہ بسبب اس ظلم و ستم عظیم کے غضب خداوند قہار تجھ پر آسمان سے نازل ہوا اور زمین شق ہوا اور ہم سب زمین میں سما جائیں پس یہ سنکر وہ ملعون چُپ ہو رہا مطلق جواب نہ دیا فَقَالَ اسْلُبُوا النِّسْوَانَ وَانْهَبُوا الْخِيَامَ فَاَقْبَلَ الْقَوْمُ اِلٰى فُسْطَاطِ الْاِمَامِ پس سمجھانے نے اُس شخص کے اتنا اثر کیا کہ وہ ملعون جلانے سے اولاد رسولؐ خدا کے باز رہا لیکن حکم دیا کہ ابھی لشکر شقاوت اثر داخل خیمہ ہائے اہلبیت اطہار ہو اور جو اسباب کہ قسم سے زیور اور لباس کے ہو وہ سب لوٹ لو اور عورات مخدرات پاس کچھ باقی نہ رکھو پس سنتے ہی حکم اُس بے حیا کے سب ملعون ناری تلواریں کھینچکر داخل خیمہ ہائے حرم محترم ہوئے قَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُنْتُ وَاقِفَةً عَلٰى بَابِ الْخَيْمَةِ وَاَنَا اَبْكِيْ عَلٰى مَا اَصَابَنَا مِنْ بَنِيْ اُمَيَّةَ اِذْ دَخَلَ عَلَيَّ رَجُلٌ اَزْرَقُ الْعَيْنَيْنِ جناب زینب خاتون دختر امیرالمومنین علیہ السلام فرماتی ہیں کہ اسوقت میں در خیمہ پر اپنی مصیبت پر کھڑی رو رہی تھی کہ ناگاہ ایک ملعون کبود چشم میرے قریب آیا وَاَخَذَ رِدَائِيْ وَقِنَاعِيْ فَنَظَرَ اِلٰى اُذُنَيَّ وَرَاَى الْقُرْطَيْنِ فَجَعَلَ يُعَالِجُهُمَا وَيَبْكِيْ فَقُلْتُ لَهٗ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ اَتَسْلُبُنِيْ وَتَبْكِيْ فَقَالَ اَنَا اَبْكِيْ لِمَا جَرٰى عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ پس اُس بیدین نے میرے کانونکی طرف دیکھا اور گوشوارے میرے کانوں سے اتارتا جاتا تھا اور روتا جاتا تھا پس میں نے اُس لعین سے کہا کہ اے ملعون تعجب ہے کہ تو زیور اور لباس میرا لوٹتا جاتا ہے اور روتا جاتا ہے اُس شقی نے جواب دیا کہ میں روتا ہوں تم اہلبیتؑ کی مصیبت اور بیکسی پر کہ اُن اشقیانے اولاد رسولؐ خدا پر ناحق ظلم و ستم کیا فَقُلْتُ لَهٗ قَطَعَ اللّٰهُ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ وَعَذَّبَكَ اللّٰهُ بِالنَّارِ فِي الدُّنْيَا قَبْلَ نَارِ الْاٰخِرَةِ ثُمَّ نَظَرَ اِلٰى عَلِيِّ ابْنِ الْحُسَيْنِ وَهُوَ مُلْقٰى عَلٰى نَطْعٍ مِنَ الْاَدِيْمِ فَجَذَبَهٗ مِنْ تَحْتِهٖ وَاَكَبَّهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ فِي التُّرَابِ پس وہ مخدومہ فرماتی ہیں کہ اسوقت کہا میں نے کہ ای بیحیا حق سبحانہ دونوں ہاتھ تیرے اور اے ملعون دونوں پاؤں تیرے قطع کرے اور تجھے عذاب کرے با آتش دنیا قبل عذاب آتش دوزخ کے بعد اُس کے وہ ملعون بالین سر امام زین العابدین کے آیا اور وہ حضرت حالت غش میں فرش ادیم پر بیمار پڑے تھے

اُس بیرحم نے اُس فرش کو نیچے سے اُنکے اس زور سے کھینچا کہ وہ امام مظلوم مُنھ کے بَل خاک پر گر پڑے ابو مخنف میں
منقول ہے کہ بعد چند روز کے مختار نے خروج کیا اور اُس ملعون کو پکڑا وَقَالَ لَهُ بَيِّنْ لِي مَا صَنَعْتَ يَوْمَ
الطَّفِّ بِالْحُسَيْنِ وَاَهْلِهِ قَالَ يَا اَمِيْرُ مَا فَعَلْتُ شَيْئاً اِلَّا سَلَبْتُ زَيْنَبَ بِنْتَ عَلِيٍّ قِنَاعَهَا
وَقُرْطَيْهَا مِنْ اُذُنَيْهَا پس مختار نے اُس ملعون سے پوچھا کہ اے لعین سچ بیان کر کہ روز عاشورا
کربلا میں تو نے امام حسینؑ اور اُنکے اہلبیتؑ پر کیا کیا ظلم کئے تھے اُس نے کہا کہ یا امیر میں نے اُس روز ہرگز کوئی ظلم انحضرت
پر اور اُن کے اہل حرم پر نہیں کیا ہے لیکن جناب زینبؑ خاتون دختر امیر المومنینؑ کی چادر اور مقنعہ سر اقدس سے اور گوشوارے
گوش مبارک سے اتار لئے تھے قَالَ الْمُخْتَارُ يَا عَدُوَّ اللهِ اَيَّ شَيْءٍ اَرَدْتَ تَعْمَلُ اَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَهَلْ
سَمِعْتَ مِنْهَا شَيْئاً تَقُوْلُ لَكَ قَالَ يَا اَمِيْرُ لَمَّا اَخَذْتُ قُرْطَيْهَا قَالَتْ لِي يَا عَدُوَّ اللهِ قَطَعَ اللهُ
يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ وَاَحْرَقَكَ اللهُ بِنَارِ الدُّنْيَا قَبْلَ نَارِ الْآخِرَةِ پس مختار نے کہا کہ اے دشمن خدا اس ظلم سے زیادہ اور
کیا قصد تھا تیرا کہ اہلبیت رسول مختار پر کرتا تو اے ملعون جب کہ تو نے اُس معظمہ سے چادر اور گوشوارے چھینے تھے
تو اُن معصومہ نے تجھے کچھ بد دعا بھی دی تھی اُس نے کہا کہ البتہ جب کہ میں نے گوشوارے کانوں سے اتارے تھے تو اُس
خاتون مکرمہ نے فرمایا تھا کہ اے دشمن خدا حق سبحانہ تعالی دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں تیرے قطع کرے اور تجھے
آتش دنیا سے جلائے قبل آتش دوزخ کے فَبَكَى الْمُخْتَارُ وَقَالَ وَاللهِ لَاُنْجِزَنَّ دَعْوَةَ الطَّاهِرَةِ وَابْنَةِ
الطَّاهِرَةِ فَقَطَعَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَاَحْرَقَهُ بِالنَّارِ پس یہ سنکر مختار رحمۃ اللہ علیہ
روئے اور کہا کہ اے ملعون قسم بخدائے عزّ و جل کہ میں تجھ سے اوسی طرح سے پیش آؤنگا کہ جو بد دعا تیرے لئے کی ہے
جناب زینبؑ خاتون دختر امیر المومنین علیہ السلام نے اسلئے کہ بے شبہ و بے شک دعا انکی درگاہ خداوند قہار میں مقبول
ہے پس یہ کہکر مختار نے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں نجس اُس ملعون کے قطع کئے اور بعد اُس کے تمام بدن اُس
ناری کا آگ میں جلا دیا قَالَ فَدَخَلَ الْقَوْمُ فِي خِيَامِ الْاِمَامِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَيَنْزِعُوْنَ الْمَلَاحِفَ
عَنْ ظُهُوْرِ آلِ الرَّسُوْلِ وَيَسْلُبُوْنَ الْمَقَانِعَ عَنْ رُؤُوْسِ بَنَاتِ الْبَتُوْلِ وَهُنَّ يَلُذْنَ بَعْضُهُنَّ بِبَعْضٍ
راوی کہتا ہے کہ بعد اس ظلم و ستم کے کہ جو اُن اشقیاء نے جناب زینبؑ خاتون اور جناب سید الساجدینؑ پر کیا بہت سے
ملعون داخل خیمۂ امام علیہ السلام ہوئے اور اسباب الحرم کا لوٹنے لگے اور چادر اور مقنعہ ہر ایک بی بی کے سر سے اتار لئے

لگے اور اُسوقت حال اُن معظمات کا مارے غیرت کے یہ تھا کہ ہر ایک بی بی پیچھے دوسرے کے چھپتی تھی ہر چند اُس
حالت اضطرار میں وہ سب عورات مخدرات ہر ایک سے استغاثہ و فریاد کرتی تھیں لیکن کوئی اُن بیکسیوں کی فریاد
کو نہ پہونچا تھا قَالَ حَمِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ اِذْ دَخَلَ عَلَيْهِنَّ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ مَعَ اَصْحَابِهٖ فَضَجَّتِ النِّسَاءُ ضَجَّةً
وَاحِدَةً فِي وَجْهِهٖ حمید ابن مُسلم کہتا ہے کہ جب وہ اشقیائے کوفہ و شام لباس اور زیور اہلبیتؑ اطہار سے چھین چکے
اسی وقت عمر سعد ملعون مع اپنے اصحاب و رفقا کے بکمال کر و فر داخل خیام امام علیہ السّلام ہوا جب کہ اُن بیکسیوں نے
اُس بیرحم کو دیکھا صدا بفریاد و استغاثہ بلند کی وَسَئَلْنَ عَنْهُ لِيَسْتَرْجِعَ مَا اُخِذَ مِنْهُنَّ فَاَمَرَهُمْ
بِرَدِّهَا لٰكِنْ وَاللّٰهِ مَا رَدَّ اَحَدٌ مَسْلُوْبَهُنَّ اور اُن بیوؤں نے اُس بیدین سے بہ منت کہا کہ اے عمر
سعد تو خوب جانتا ہے کہ ہم سب دختران رسولخدا احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ ہیں اور کوئی وارث ہمارا باقی نہیں
ہے ہمیں بے وارث جانکر تیری فوج نے ہمارے سروں سے چادریں چھین لی ہیں اور ہمیں سر برہنہ کر دیا ہے واسطے
خدا اور رسولخدا کے ان بیرحموں سے کہکر ہمارے مقنعہ اور چادریں دلا دے کہ ہم مارے غیرت کے موئے جاتے ہیں
پس عمر سعد نے گریہ و زاری اُن معظمات کی دیکھکر اپنی فوج سے حکم دیا کہ چادریں اہلحرم کی واپس کر دو حمید بن مُسلم
کہتا ہے کہ قسم بخدائے عزّ و جل کہ ہر چند عمر بن سعد ملعون نے ان اشقیا سے واسطے واپس کرنے اسباب اہلحرم کے
کہا لیکن کسی ملعون نے کہنا اُس شقی کا نہ سنا اور ایک چادر بھی کسی بے پرکو پھیر کر نہ دی فَاَقْبَلَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ
اِلٰى عَلِيِّ ابْنِ الْحُسَيْنِ الْمَرِيْضِ وَقَالَ هَلْ بَقِيَ بَقِيَّتُهٗ فَاقْتُلُوْهُ فَبَكَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ عَلِيٍّ وَ
اَلْقَتْ نَفْسَهَا عَلَيْهِ وَقَالَتْ وَيْلَكَ يَا ابْنَ سَعْدٍ اَمَا كَفَاكَ قَتْلُ اَخِي الْحُسَيْنِ
پس عمر سعد متوجہ طرف امام زین العابدین علیہ السّلام کی ہوا دیکھا کہ وہ حضرت اسوقت شدت مرض سے
بیہوش پڑے تھے کہنے لگا کہ وائے تمپر اے اشقیائے کوفہ و شام اس بیمار و علیل کو کہ یہ بقیہ ہے حسینؑ کا کیوں باقی
رکھا اور قتل نہ کیا اب جلد اس بیمار کو قتل کر و راوی کہتا ہے جب کہ جناب زینبؑ خاتون نے یہ کلام اُس ملعون بدانجام
سے سُنا بیتاب ہوگئیں اور اُسی وقت دوڑ کر جناب سید الساجدینؑ سے لپٹ گئیں اور فرمایا کہ اے عمر سعد وائے تجھپر کیا قتل
کرنا حسینؑ فرزند رسول الثقلینؑ کا تجھے کافی نہیں ہوا اور دل تیرا ظلم سادات سے ابھی سیر نہیں ہوا ہے کہ تو اس بیمار
ناتوان کو بھی قتل کرتا ہے یَا ابْنَ سَعْدٍ اِنْ عَزَمْتَ قَتْلَهٗ فَاقْتُلْنِيْ قَبْلَهٗ فَرَقَّ قَلْبُهٗ وَقَالَ لَهُمْ دَعُوْهُ

فَاِنَّهٗ مَشْغُوْلٌ بِنَفْسِهٖ اور ان مخدومہ نے فرمایا کہ اے عمر سعد اگر قصد تیرا اس مریض کے قتل کا ہے تو پہلے اسکے مجھ بیکس ستم رسیدہ کو قتل کر کہ تا میں قتل ہونا اس علیل کا نہ دیکھوں پس عمر سعد ملعون حال پُرملال جناب زینبؑ خاتون کا دیکھ کر کچھ متاثر اور منفعل ہوا اور اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ اس بیمار و علیل فرزند حسینؑ کو کوئی قتل نہ کرے کہ یہ بسبب شدت مرض کے قریب ہے کہ بدوں قتل کے انتقال کرے وَفِی الْبِحَارِ عَنْ فَاطِمَةَ الصُّغْرٰی بِنْتِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہَا السَّلَامُ اَنَّہَا قَالَتْ لَمَّا قُتِلَ اَبِیْ کُنْتُ وَاقِفَةً عَلٰی بَابِ الْخَیْمَةِ۔ کتاب بحارالانوار میں جناب فاطمہ صغریٰ دختر جناب سید الشہداء سے منقول ہے کہ فرمایا اس مخدومہ نے کہ جب پدر عالی مقدار میرے امام حسینؑ اور چچا اور بھائی میرے شہید ہو چکے اسوقت میں در خیمہ پر کھڑی تھی وَاَنَا اَنْظُرُ اِلٰی اَجْسَادِهِمُ الْقُدْسِیَّةِ فَاِنَّہُمْ مَصْرُوْعُوْنَ مُضَمَّخُوْنَ بِالدِّمَاءِ مُرَمَّلُوْنَ کَالْاَضَاحِیْ عَلَی الرَّمْضَاءِ وَاَنَا اَبْکِیْ وَاُفَکِّرُ فِیْمَا یَقَعُ عَلَیْنَا بَعْدَ قَتْلِهِمْ مِنْ اَیْدِی الْاَعْدَاءِ پس اسوقت نگاہ میری طرف قتل گاہ کے پڑی دیکھا میں نے کہ لاش قدسی میرے باپ اور سب اقربا کی اس ریگستان گرم پر مثل گوسفندان قربانی کے غلطاں بہ خاک و خوں پڑی ہیں پس یہ مصیبت عظیم دیکھ کر میں رونے لگی اور مجھے اسوقت یہ خیال آیا کہ اب دیکھیے یہ اشقیائے بنی امیہ ہم اہل حرم سے کس طرح پیش آتے ہیں اَیَقْتُلُوْنَنَا اَوْ تَاسِرُوْنَنَا اِذْ اِنَّ الدَّهْرَ لَمْ یَبْقَ لَنَا کَهْفًا وَبَیْنَمَا اِذَا بِرَجُلٍ عَلٰی ظَهْرِ جَوَادِهٖ یَسُوْقُ النِّسَاءَ بِکَعْبِ رُمْحِهٖ۔ یعنی جس صورت میں کہ گردش اس فلک کج رفتار سے کوئی وارث اور مددگار ہمارا باقی نہیں رہا ہے کہ جو ہماری حمایت کرے پس اب یہ اشقیائے بدکردار دیکھیے کہ ہم بے وارثوں کو آیا قید کرتے ہیں یا ہمیں بھی مثل ہمارے باپ اور ہمارے بھائیوں کے قتل کرتے ہیں پس میں اسی فکر میں تھی کہ ناگاہ ایک سوار نیزہ بکف نمودار ہوا اور آتے ہی اس نابکار نے اہلبیتؑ اطہار کو نوک نیزہ سے مارنا شروع کیا وَهُنَّ یَلُذْنَ بَعْضُهُنَّ بِبَعْضٍ وَیَصِحْنَ هَلْ مِنْ مُغِیْثٍ یُغِیْثُنَا هَلْ مِنْ نَاصِرٍ یَنْصُرُنَا وَاغُرْبَتَاهُ وَاقِلَّةَ نَاصِرَاهُ وَامُحَمَّدَاهُ وَاعَلِیَّاهُ وَاحَسَنَاهُ وَاحُسَیْنَاهُ اور دیکھا میں نے کہ سب بی بیاں اُس حالت اضطرار میں ایک پیچھے دوسرے کے چھپتی ہیں اور یہ کہتی ہیں کہ آیا ہے کوئی ایسا فریادرس کہ جو اس وقت بیکسی میں ہماری فریاد کو پہونچے آیا ہے کوئی رحم دل کہ جو اسوقت اضطرار میں ہم بے وارثوں کی مدد کرے اور ہمیں پناہ دے اور کوئی بی بی چلاتی ہے کہ اے نانا محمد مصطفیٰ اے بابا علیؑ مرتضیٰ اے بھائی حسنؑ مجتبیٰ اور حسینؑ شہید

راہ خدا افسوس ہے کہ تم زندہ نہیں ہو کہ ہاتھ سے ان ظالموں کے ہمیں بچاؤ اور ہماری حمایت کرو افسوس ہے کہ ہم اس جنگل میں آوارہ وطن بے مونس و مددگار تباہ اور برباد ہوئیں قَالَتْ فَلَمَّا رَاَيْتُ هٰكَذَا طَارَتْ مَنَامِي وَارْتَعَدَتْ فَرَائِصِي فَجَعَلْتُ اُجِيْلُ بِطَرْفِي يَمِيْنًا وَشِمَالًا عَلٰى عَمَّتِي زَيْنَبَ خَشْيَةً مِنْهُ جناب فاطمہ صغرےٰ فرماتی ہیں جب کہ میں نے یہ حال اپنی ماں اور پھپھوں کا دیکھا ہوش و حواس میرے بجا نہ رہے اور تمام بدن میرا خوف سے اُس لعین کے کانپنے لگا اور اُس وقت میں داہنے اور بائیں اپنی پھوپھی زینبؑ خاتون کو دیکھنے لگی کہ اگر وہ حضرت کہیں قریب میرے ہوں تو میں اُنکے پاس جا کر چھپ جاؤں اور ظلم سے اس ظالم کے بچ جاؤں فَبَيْنَا كَذٰلِكَ وَاِذَا بِهٖ قَدْ قَصَدَنِي فَفَرَرْتُ مِنْهُ مُنْهَزِمَةً وَاِنِّي اَظُنُّ اَنْ اَسْلَمَ مِنْهُ فَهُوَ يَتَعَقَّبُنِي فَذَهَلْتُ خَشْيَةً مِنْهُ پس میں ابھی اسی فکر میں تھی کہ ناگاہ وہ ملعون میری طرف متوجہ ہوا اور میں اُسے اپنی طرف آتا دیکھ کر یہ خیال اسکے کہ شاید میں اسکے ظلم سے بچ جاؤں طرف صحرا کے بھاگی اور اُس بیرحم نے میرا تعاقب کیا چونکہ میں ضعیف و ناتوان اور خائف و ترساں تھی چند قدم ہی چلی تھی کہ طاقت نے جواب دیا اور وہاں ٹھہر گئی وَاِذَا بِكَعْبِ رُمْحِهٖ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَسَقَطْتُ عَلٰى وَجْهِي فَخَرَمَ اُذُنَيَّ وَاَخَذَ قُرْطَيَّ وَمِقْنَعِي وَالدِّمَاءُ تَسِيْلُ عَلٰى خَدِّي فَوَلّٰى رَاجِعًا اِلَى الْخِيَامِ وَاَنَا مَغْشِيَّةٌ عَلَى الْاَرْضِ پس وہ ملعون میرے قریب آیا اور نوک نیزے کی میری پشت پر اس زور سے ماری کہ میں مونہہ کے بھل زمین پر گر پڑی اور اُس ملعون نے گوشوارے میرے کانوں سے اس بیرحمی سے کھینچے کہ لویں میری کانوں کی زخمی ہو گئیں اور اُنسے خون جاری ہوا اور تمام مُنھ اور رخسارے میرے لہو سے تر ہو گئے اور بعد اُسکے اُس بےدین نے چادر اور مقنعہ میرے سر سے اُتار لیا اور پھر طرف خیمہ گاہ کے چلا گیا اور میں اُس صدمہ سے غش کھا کر زمین پر گر پڑی فَلَمَّا حَصَلَتْ لِيَ الْاِفَاقَةُ اِذَا بِعَمَّتِي زَيْنَبَ عِنْدِي تَبْكِي وَتَقُوْلُ لِي يَا بُنَيَّةُ قُوْمِي نَمْضِ نَعْلَمُ مَا جَرٰى عَلَى الْبَنَاتِ وَاَخِيْكِ الْعَلِيْلِ جناب فاطمہؑ صغریٰ فرماتی ہیں کہ جب بعد تھوڑی دیر کے مجھے غش سے افاقہ ہوا دیکھا میں نے کہ پھوپھی میری جناب زینبؑ خاتون میرے سرہانے بیٹھی رو رہی ہیں اور مجھے فرماتی ہیں کہ اے بیٹی اُٹھو اور چلو کہ دیکھیں تمہاری بہنوں اور بھائی بیمار زین العابدین علیہ السلام پر کیا مصیبت گذری فَقُلْتُ لَهَا يَا عَمَّاهُ قَدْ سُلِبَتْ مَعْجَرِي وَمِقْنَعِي فَهَلْ مِنْ خِرْقَةٍ

اَسْتُرُ بِهَا رَاسِیْ عَنْ اَعْیُنِ النَّاظِرِیْنَ وہ شاہزادی فرماتی ہیں کہ اُسوقت میں نے اپنی پھوپھی سے کہا کہ اے عمہ جان میں کیا اٹھوں کہ ایک ملعون میرے سر سے چادر اور مقنعہ اوتار لے گیا ہے اور مجھے شرم آتی کہ اس مجمع نامحرموں میں سر برہنہ ہوں اگر آپ کے پاس کوئی چادر ہو تو مجھے عنایت کیجیے کہ تا میں سر اور مُنھ اپنا محرموں سے چھپاوں فَلَمَّا سَمِعَتْ مِنِّیْ ذٰلِکَ بَکَتْ وَقَالَتْ یَا بِنْتَاہُ عَمَّتُکِ مِثْلُکِ فَرَاَیْتُ رَاْسَهَا مَکْشُوْفًا وَمَتْنَهَا قَدِ اسْوَدَّ مِنَ الضَّرْبِ فَبَکَیْتُ وَمَرَرْتُ بِهَا اِلَی الْخِیَمِ پس جب کہ اُن معظمہ نے مجھسے یہ سُنا بہت روئیں اور فرمایا کہ اے بیٹی تو اپنی سر برہنگی کی مجھسے کیا شکایت کرتی ہے تیری پھوپھی بھی مثل تیرے سر برہنہ بے مقنعہ و چادر ہے میرے سر سے بھی ایک ملعون چادر چھین لے گیا ہے پس میں یہ مصیبت عظیم سنکر طرف سر اطہر دختر خاتون محشر کے دیکھنے لگی اور سر اقدس کو برہنہ دیکھکر رونے لگی ناگاہ نگاہ میری طرف پشت مبارک اُن معظمہ کے جا پڑی دیکھتی کیا ہوں کہ تمام پشت انور نیل سے تازیانوں کے نیل گوں ہو رہی ہے اور نشان پشت اطہر پر نمایاں ہیں پس میں اُنکی بیکسی پر خوب روئی اور ہمراہ اُن مخدومہ کے خیمہ ہائے اہلبیت میں پہونچی فَلَمَّا رَجَعْنَا اِلَی الْخِیَامِ اِلَّا وَهِیَ نُهِبَتْ وَاَخِی الْعَلِیْلُ عَلٰی وَجْهِهٖ مَکْبُوْبٌ لَا یُطِیْقُ الْقِیَامَ وَلَا الْقُعُوْدَ فَجَعَلْنَا نَبْکِیْ عَلَیْهِ وَهُوَ یَبْکِیْ عَلَیْنَا پس جب کہ ہم خیمۂ اہلبیت میں پہونچے دیکھا ہم نے کہ تمام اسباب ہمارا لُٹ گیا ہے اور یہ سبب پردگیان عصمت و طہارت بے مقنعہ و چادر سر برہنہ بیٹھ رہی ہیں اور ہر طرف سے صدائے شیون و شین اور آواز واحسینؑ واحسینؑ کی بلند ہے اور بھائی بیمار میرے جناب سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام بہ سبب شدت مرض کے مُنھ کے بل خاک پر پڑے ہیں اور آنحضرت میں طاقت نشست و برخواست کی مطلق باقی نہیں ہے پس ہم سرہانے اُس معصوم کے بیٹھ گئے اور حال پر ملال پر اُن بیمار و علیل کے رونے لگے اور وہ بھی ہم اہلبیت کی بیکسی اور غربت پر رونے لگے آخرکار وہ اشقیائے بدکردار مع سرہائے شہدا اور مع اہل حرم کے روانہ بہ طرف کوفہ ہوئے اور اسی روایت پر درد و الم کو بعضے شعرا نے نظم کیا ہے وہ یہ ہے

شعر وَلَقَدْ حَکَتْ بِنْتُ الْحُسَیْنِ حِکَایَةً ؛ حَلَّتْ بُکَاءُ مَدَامِعِ الْعُلَمَاءِ ؛ قَالَتْ خَرَجْتُ مِنَ الْخِبَاءِ فَلَاحَ لِیْ ؛ جَسَدُ الْحُسَیْنِ مُعَرًّی عَلَی الْبَوْغَاءِ ؛ عُرْیَانَ مَخْضُوْبًا تَفِیْضُ دِمَائُهٗ ؛ فَکَاَنَّمَا فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَاءِ

یعنی اس حکایت کو نقل کیا ہے جناب فاطمہؑ صغرا دختر جناب سید الشہدا علیہ السلام نے اور یہ وہ حکایت ہے کہ جسکے سُننے

ہی جاری ہوں اشک چشم علمات اور کسی کو طاقت ضبط اور صبر کی باقی نہ رہی پس وہ حکایت یہ ہے کہ وہ شاہزادی فرماتی ہیں کہ جب پدر بزرگوار میرے امام حسین علیہ السلام روز عاشورا شہید ہو چکے اُسوقت میں خیمہ سے باہر نکلی اور میں نے طرف قتل گاہ کے نگاہ کی دیکھا میں نے کہ لاش میرے باپ کی ریگستان گرم پر عریاں پڑی ہے اور تمام بدن مبارک اُن کا خون میں تر ہے اور اسقدر لہو سے سُرخ ہے کہ گویا حضرت نے لباس سُرخ پہنا ہے اور اسی طرح لاشہ ہائے شہدا مثل گوسفندان قربانی غلطاں بہ خاک و خوں پڑے ہیں ؎ فَلَطَمْتُ وَجْھِیْ حَسْرَۃً وَصَرَخْتُ وَا ذُلِّیْ عَنِیْکَ یَا اَبِیْ وَسَبَایْ ؁ وَشَکَکْتُ اَنَّ الْقَوْمَ تُوْثِقُ قَتْلَنَا ؛ اَوْ سَبْیُنَا بِالذُّلِّ سَبْیَ اِمَاءِ ؁ پس یہ حال پر اختلال دیکھ کر مجھے یارائے ضبط نہ رہا اور اُسوقت میں نے مُنھ اپنا پیٹ لیا اور رو رو کر بہ حسرت و یاس یہ کہتی تھی کہ اے پدر عالی مقدار افسوس ہے کہ آپ شہید ہوئے اور ہم بعد آپ کے ذلیل و خوار بے حامی و مددگار ہو گئے اور اُسی حالت میں مجھے یہ فکر ہوئی کہ جس صورت میں سب وارث ہمارے قتل ہو گئے اور کوئی حامی ہمارا باقی نہیں ہے اب دیکھئے یہ دشمن ہمیں بھی مثل اُنکے قتل کرتے ہیں یا مقید کرتے ہیں ؎ وَ اِذَا بِرَجْسٍ یَسْلُبُ النِّسْوَانَ قَدْ ؁ اَھْدٰی لَھُنَّ مَلَابِسَ الْبَاسِئَا ؁ فَفَرَرْتُ مِنْہُ وَقُلْتُ لَا مِنْ مَلْجَاءٍ ؁ اِلَّا الْفِرَارَ بِھٰذِہِ الْفُقَرَاءِ پس میں اسی اندیشہ میں تھی کہ ناگاہ ایک سوار خونخوار نیزہ بکف نمودار ہوا اور خیمہ اہل بیت اطہار میں جا کر سب عورات کو نوک نیزہ سے مارنے لگا اور ہر ایک بی بی کے سر سے چادر اُتارنے لگا اور وہ بے وارث مارے خوف کے ایک پیچھے دوسرے کے چھپتی تھیں ہر چند استغاثہ و فریاد کرتی تھیں اور چلاتی تھیں لیکن اس وقت بیکسی میں کوئی فریاد رس اُن بیکسوں کا نظر نہ آتا تھا پس یہ دیکھکر ہوش و حواس میرے بجا نہ رہے مگر اُس اضطرار میں یہ امر میرے خیال میں آیا کہ اگر میں اسوقت طرف صحرا کے بھاگ جاؤں تو عجب نہیں ہے کہ ظلم سے اس ظالم کے بچ جاؤں پس با ایں خیال میں روبرو سے اُسکی طرف جنگل کے بھاگی اور چند قدم چلی تھی کہ اُس سوار ستمگار نے میرا تعاقب کیا اور قریب میرے آنکر ایک نیزہ میری پشت پر مارا ؎ فَصَعِقْتُ مِنْ فَزَعِیْ وَھَلَّتْ اَدْمُعِیْ ؁ وَالرِّجْسُ یَنْزِعُ بُرْقُعِیْ وَرِدَائِیْ ؁ وَدَنٰی اِلَیَّ اُذُنَیَّ وَ یَنْزِعُ مِنْھُمَا ؁ قُرْطَیْھِمَا حَتّٰی اَسَالَ دِمَائِیْ پس صدمہ سے اُس نیزہ کے اور اُس کے خوف سے میں مُنھ کے بھل زمین پر گر پڑی اور رونے لگی اُس شقی نے مقنعہ اور چادر میرے سر سے اُتار لی اور بندے میرے کانوں

اس زور سے کھینچی کہ لویں میرے کانوں کی پھٹ گئیں اور خون اُن سے اسقدر جاری ہوا کہ تمام رُخسارے میرے لہو
تر ہو گئے اور مجھے غش آگیا ؎ وَاِذَا لِعَمَّتِیَ الثَّکُوْلِ تَضُمُّنِیْ ؛ ضَمَّ الْعِزَامِ شَجِیَّۃٍ بِشَجَائِیْ ؛ وَ
تَقُوْلُ قُوْمِیْ لَسْتُ اَدْرِیْ مَا جَرٰی ؛ بِالْخَیْلِ وَالْاَقْیَامِ مِنْ اَذْرَاءٍ بس جب کہ مجھے غش سے افاقہ ہوا دیکھا میں نے کہ پھوپھی
میری جناب زینبؑ خاتون بکمال محبت مجھے گود میں لئے ہیں اور مجھے دیکھ دیکھ کر رو رہی ہیں اور فرماتی ہیں کہ اے
بیٹی ہوش میں آؤ اور چلو کہ دیکھیں خیمہ میں تیری بہنوں پر کیا کیا ظلم ہوئے ہیں اور بچے یتیموں پر کیا مصیبت گذری ہے
اور تیرے بھائی علیل کا کیا حال ہے ؎ فَدَعَوْتُ هَلْ مِنْ خِرْقَۃٍ یَا عَمَّتَا ؛ اَحْمِیْ بِهَا رَاسِیْ مِنَ الْاَعْدَاءِ
قَالَتْ وَمَا حَالِیْ کَحَالِکِ بِمَا عَلٰی ؛ رَاسِیْ یُرٰی شَیْءٌ مِنَ الْاَشْیَاءِ بس میں نے عرض کی کہ اے پھوپھی جان
کیونکر چلوں میں کہ اس مجمع نامحرموں میں بے مقنعہ و چادر سر برہنہ ہوں اگر آپ کے پاس کوئی چادر ہو تو مجھے دیجئے کہ
میں اُسے اوڑھ لوں یہ سنکر میری پھوپھی زینبؑ خاتون بہت روئیں اور فرمایا کہ اے بیٹی تیری پھوپھی بھی مثل تیرے سر برہنہ
بے مقنعہ و چادر ہے میرے سر سے بھی یہ اشقیا چادر چھین لے گئے ہیں ؎ وَاِذَا بِجَنْبِیْهَا الشَّدِیْدَۃِ ضَنٰی بِهَا ؛
کَالنِّیْلِ لَیْسَ لَهَا دَوَاءُ بِهَا ؛ وَاسْتَنْهَضَتْنِیْ لِلْخِبَا وَاِذَا بِهٖ ؛ جَمُّ الرَّزَایَا مُظْلِمُ
الْاَرْجَاءِ ۲ وہ شاہزادی فرماتی ہیں کہ جب میں نے یہ کلام حسرت التیام اُن معظمہ سے سُنا اور سر اقدس پر اُنکے نگاہ
کی دیکھا میں نے کہ واقعی وہ دختر خاتون محشر سر برہنہ بے مقنعہ و چادر ہیں اور پشت مبارک پر اُنکی نشان تازیانوں کے
ایسے پڑے ہیں کہ تمام پشت اقدس اور پہلوئے اطہر سیاہ اور نیلی ہو رہی ہیں پس یہ ظلم عظیم دیکھ کر میں بیتاب ہو کر رونے
لگی اور وہ معظمہ بھی مجھے دیکھکر رونے لگیں اور مجھے چھاتی سے لگا لیا اور وہاں سے اُٹھا کر اپنے ہمراہ خیمہ میں لائیں
دیکھا ہم نے کہ تمام خیمہ لٹ گیا ہے اور ہر ایک بی بی سر برہنہ رو رہی ہے اور ہر طرف سے صدائے واحسیناہ و اسیداہ
کی بلند ہے ؎ وَاَخِی الْعَلِیْلُ عَلٰی جَلِیْلِ مُصَابِنَا ؛ یَبْکِیْ فَلِیْلُ الْوَجْهِ فِی الْغَبْرَاءِ ؛ فَیَقُوْلُ مِنْ اَلَمٍ اَمَضَّ
فُؤَادَهٗ ؛ یَا لَیْتَنِیْ مَا کُنْتُ فِی الْاَحْیَاءِ پس جب کہ ہم سرہانے اپنے بھائی علیل و بیمار امام زین العابدین علیہ السلام
کے پہنچے دیکھا ہم نے کہ وہ حضرت شدت مرض میں منہ کے بل زمین پر پڑے ہیں اور بسبب کمال ضعف و ناتوانی
کے انہیں طاقت نشست و برخواست کی بھی باقی نہیں ہے پس ہم بالین سر اُنکے بیٹھ گئے اور حال پُر ملال پر حضرت
رونے لگے جب کہ اس امام مظلوم نے ہمیں روتے دیکھا آپ بھی رونے لگے اور یوں فرماتے تھے کہ کاش میں بھی قتل

ہو جاتا کہ تا ہیں تمہیں اس مصیبت عظیم میں مُبتلا اور گرفتار نہ دیکھتا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس اٹھتیسویں مشتمل ہے روانگی پر اہل حرم کی مع سرہائے شہداء مقتل

قَالَ الشَّیْخُ الْمُفِیْدُ وَالسَّیِّدُ ابْنُ طَاؤُسٍ وَمَوْلَانَا الطَّبَرْسِیُّ رَحِمَھُمُ اللّٰہُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ سَعْدٍ لَعَنَہُ اللّٰہُ بَعَثَ بِرَاسِ الْحُسَیْنِ فِیْ یَوْمِ عَاشُوْرَا مَعَ خَوْلِیِّ بْنِ یَزِیْدَ الْاَصْبَحِیِّ وَحُمَیْدِ بْنِ مُسْلِمٍ اِلَی ابْنِ زِیَادٍ شیخ مفید اور سید ابن طاؤس اور مولانا طبرسی علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہے کہ جب جناب سید الشہداء روز عاشورا شہید ہو چکے اور اشقیائے کوفہ و شام خیمہ سوختہ بھی جلا چکے اور لوٹنے سے بھی فراغ ہو چکے اُسی روز عمر سعد نے سر اقدس امام حسین علیہ السّلام کا نیزہ پر رکھ کر سپرد خولی بن یزید اور حمید بن مُسلم کے کر کے عبیداللہ ابن زیاد ملعون کے پاس روانہ کیا وَاَمَرَ بِرُؤُسِ الْبَاقِیْنَ مِنْ اَصْحَابِہٖ وَاَھْلِبَیْتِہٖ فَقُطِعَتْ وَسَرَّحَ بِھَا مَعَ شِمْرِ بْنِ ذِی الْجَوْشَنِ وَقَیْسِ ابْنِ اَشْعَثٍ وَعَمْرِو بْنِ الْحَجَّاجِ فَاَقْبَلُوْا بِھَا اِلَی الْکُوْفَۃِ بعد اسکے عمر سعد شقی نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ باقی شہدا کے سر بھی تنوں سے جدا کرو چنانچہ بموجب حکم اس بیرحم کے سر شہدائے اہلبیت اور اصحاب کے کٹ کر سامنے اس شقی کے آئے اور اُس نے اُن سروں کو قبائل عرب پر تقسیم کیا اور شمر بن ذالجوشن اور قیس ابن اشعث اور عمرو بن الحجاج کو اُن سروں کے ہمراہ کر کے بطرف کوفہ روانہ کیا وَاَقَامَ ابْنُ سَعْدٍ بَقِیَّۃَ یَوْمِ عَاشُوْرَا وَالْیَوْمَ الثَّانِیْ اِلٰی زَوَالِ الشَّمْسِ اور خود وہ ملعون باقی روز عاشورا اور دوسرے روز بھی تا زوال آفتاب کربلا میں مقیم رہا فَجَمَعَ قَتْلَاہُ وَصَلّٰی عَلَیْھِمْ وَدَفَنَھُمْ وَتَرَکَ الْحُسَیْنَ بْنَ رَسُوْلِ الثَّقَلَیْنِ وَجَمِیْعَ اَنْصَارِہٖ مُتَشَحِّطِیْنَ فِیْ دِمَائِھِمْ وَلَمْ یَتَوَجَّہْ اِلٰی دَفْنِھِمْ وَکَفْنِھِمْ اور وجہ توقف اُس ملعون کی گیارہویں تاریخ تک یہ تھی کہ اپنے لشکر کے کشتہ ہائے نجس کو دفن کرے کہ بیدفن چھوڑنا اُن ناریوں کا باعث معصیت ہے چنانچہ دو روز تک اُس شقی نے اپنے کشتوں کے لاشوں کو ایک جگہ جمع کیا اور اُنہیں غسل و کفن دے کر انپر نماز پڑھی اور دفن کیا اور دفن و کفن حسینؑ نور کونین فرزند رسولؐ الثقلین کا گناہ جانکر لاش اُس امام مظلوم کی مع

لاشہائے شہدا اسی طرح غلطاں بخاک وخوں بے غسل وبکفن ریگستان گرم پر چھوڑ کر چلے گئے اور کوئی متوجہ طرف دفن اُن حضرت کے نہ ہوا ثُمَّ اَذِنَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ بِالرَّحِيْلِ وَاَمَرَ بِحَمْلِ السَّبَايَا مِنْ بَنَاتِ الْحُسَيْنِ وَاَخَوَاتِهٖ عَلٰى اَقْتَابِ الْجِمَالِ بِغَيْرِ وِطَاءٍ مُكَشَّفَاتِ الْوُجُوْهِ بَيْنَ الْاَعْدَاءِ وَهُنَّ وَدَائِعُ خَيْرِ الْاَنْبِيَاءِ بعد اسکے عمر سعد بد نہاد نے حکم دیا کہ بیٹیوں اور بہنوں کو امام حسین علیہ السلام کے مقید کرکے آج ہی لشکر شقاوت اثر کوچ کرجائے چنانچہ اہلبیت اطہار و ذرّیت رسول مختار کو کہ جو امانت خیر الانبیا تھے پشت شتران لاغر اور مجروح بے کجاوہ وعماری پر سر برہنہ مجمع کفار میں سوار کرکے مقتل سے روانہ ہوئے وَشَدُّوْا سَيِّدَ السَّاجِدِيْنَ بِسِلْسِلَةٍ مِنَ الْحَدِيْدِ وَقَيَّدُوْهُ بِقَيْدٍ شَدِيْدٍ وَحَمَلُوْهُ عَلٰى جَمَلٍ بِغَيْرِ وِطَاءٍ وَعَبَرُوْهُمْ عِنَادًا عَلٰى مَصَارِعِ الشُّهَدَاءِ اور اُن اشقیا نے جناب سید الساجدینؑ کو کہ وہ حضرت نہایت ہی بیمار و علیل تھے گلوئے مبارک میں طوق آہنی اور دست و پائے اقدس میں زنجیریں ڈالکر ایک اونٹ بے فرش پر سوار کیا اور بسبب کمال ظلم وعناد کے حکم دیا کہ ناقہائے اہلبیت اطہارؑ کے مقتل شہدا پر سے گذار کریں تاکہ دل ان شکستہ دلوں کے زیادہ درد میں آئیں اور لاشے اپنے وارثوں کے دیکھکر خوب پیٹیں اور روئیں فَلَمَّا نَظَرَتِ النِّسْوَةُ اِلَى الْقَتْلٰى صِحْنَ وَضَرَبْنَ وُجُوْهَهُنَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَا اَنْسٰى زَيْنَبَ بِنْتَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَهِيَ تَنُوْحُ بِقَلْبٍ كَئِيْبٍ وَتَبْكِيْ بِدَمْعٍ سَكِيْبٍ پس جبکہ اہلبیت اطہارؑ مقتل شہدا پر پہونچے اور لاشہائے شہداؑ آلودہ بخاک وخون مثل گوسفندان قربانی اُنہیں نظر آئے سبھوں نے مونھ اپنے پیٹ لیے اور روتے روتے سب بیکسوں کو غش آگیا لیکن راوی کہتا ہے واللہ نہیں بھولتا مجھے تڑپنا جناب زینب خاتونؑ کا لاش پر اپنے بھائی کی اور رونا اُن معظمہ کا اپنے بھائی سے لپٹ کر کہ وہ مظلومہ عجب کرب وقلق سے روتی تھیں اور بین کرتی تھیں کہ دل ہر ایک دوست و دشمن کا شکر شق ہوتا تھا وَهِيَ تُنَادِيْ وَا مُحَمَّدَاهُ صَلّٰى عَلَيْكَ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ وَهٰذَا حُسَيْنٌ مُرَمَّلٌ بِالدِّمَاءِ مُقَطَّعُ الْاَعْضَاءِ وَبَنَاتُكَ سَبَايَا كَالْاِمَاءِ جَوَاسِرًا فَاِلَى اللّٰهِ الْمُشْتَكٰى پس وہ خاتون معظمہ کہتی تھیں کہ اے نانا محمد مصطفےٰ آپکو حق سبحانہ تعالےٰ نے تمام انبیا سے افضل اور اشرف کیا اور سب ملائکہ آسمان نے آپکے جنازے پر نماز پڑھی اور سب آپ پر درود بھیجتے ہیں مگر کمال حسرت وافسوس ہے کہ فرزند دلبند آپ کا

حسینؑ کہ جسے آپ نے اپنی آغوش مبارک میں پرورش کیا تھا اور جسکی خوشی خاطر کے لیئے روز عید آپ اونٹ بنے تھے آج وہی حسین ریگستان گرم پر بغیر غسل وکفن عریاں پڑا ہے اور ہر ایک عضو اُس مظلوم کا تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا ہے اور کوئی آپ کی اُمت سے متوجہ طرف دفن وکفن اُس بیکس کے نہ ہوا اور بیٹیاں آپ کی مثل لونڈیوں کے سر برہنہ مقید ہو کر طرف کوفہ کے جاتی ہیں پس اے نانا رسولِ خداؐ کوئی فریاد رس ہمارا بجز خدا و رسولؐ کے نہیں ہے کہ ہم فریاد اور شکوہ اپنے اس ظلم کا اُس سے کریں بِأَبِي مَنْ عَسْكَرُهُ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ قَدْ نُهِبَا بِأَبِي مَنْ فُسْطَاطُهُ مُقَطَّعَ الْعُرىٰ فدا ہو بہن اُس مظلوم پر کہ لشکر قلیل جس سید جلیل کا روز دوشنبہ قتل ہوا اور فدا ہو جان زینبؑ کی ایسے شہید راہ خدا پر کہ جسکے خیموں کی طنابیں کاٹ کر گرا دیں اور اہل حرم جسکے لوٹے گئے بِأَبِي مَنْ لَا هُوَ غَائِبٌ فَيُرْتَجَىٰ بِأَبِي مَنْ لَا هُوَ جَرِيحٌ فَيُدَاوىٰ در بار بار وہ مظلومہ گلوے بریدہ امام حسینؑ کی بلائیں لیتی تھیں اور مونھ اپنا حلق نازنین پر ملتی تھیں اور کہتی تھیں کہ فدا ہوں میں اُس بھائی بیکس پر کہ جو ہمسے جدا ہو کر کہیں سفر کو نہیں گیا ہے کہ ہمیں اُس سے پھر ملنے کی توقع ہو فدا ہو یہ بہن ستمدیدہ اُس بھائی مظلوم پر کہ جو ایسا زخمی نہیں ہے کہ ہمیں توقع اسکی ہو کہ ہماری دوا اور مرہم سے اچھا ہو جائیگا بِأَبِي الْمَهْمُومُ حَتَّىٰ قَضَىٰ بِأَبِي الْعَطْشَانُ حَتَّىٰ مَضَىٰ فَأَبْكَتْ وَاللّٰهِ كُلَّ عَدُوٍّ وَصَدِيقٍ حَتَّىٰ رَأَيْنَا دُمُوعَ الْخَيْلِ تَنْحَدِرُ عَلَىٰ حَوَافِرِهَا اور جناب زینب فرماتی تھیں کہ فدا ہو یہ بہن اُس بھائی پر سے کہ جو انواع واقسام کے رنج والم طرح طرح کے داغ اور ظلم اُٹھا کر اس جہان سے رحلت کر گیا اور قربان ہو یہ بہن بیکس اُس شہید ومظلوم پر سے کہ جو تین شبانہ روز کا پیاسا اور بھوکا تھا اور آخر تشنہ لب شدت بیکسی میں قتل ہوا اور جس نے وقت آخیر تک ایک قطرہ پانی کا نہ پیا راوی کہتا ہے کہ قسم بخدائے عزّ وجلّ یہ بین جگر خراش اُس معظمہ کے سنکر تمام لشکر شقاوت اثر روتا تھا یہانتک کہ تمام اونٹ اور گھوڑے یہ آواز دردناک اُن معظمہ کی سنکر اسقدر روتے تھے کہ آنسو اُنکے آنکھوں سے نکلکر سموں پر گرتے تھے ثُمَّ اعْتَنَقَتْ سُكَيْنَةُ بِنْتُ الْحُسَيْنِ جَسَدَ أَبِيهَا وَزَعَمَتْهُ حَيًّا فَنَادَتْهُ يَا أَبَتِ فَلَمَّا لَمْ تَسْمَعْ مِنْهُ شَيْئًا بِهِ فَاضْطَرَبَتْ وَبَكَتْ راوی کہتا ہے کہ ناگاہ دیکھا میں نے ایک صاحبزادی کمسن ماہ صورت کہ نام اُسکا سکینہ تھا قریب لاش اقدس امام حسینؑ کے آئی اور بکمال اشتیاق اُس لاش اطہر سے لپٹ گئی اور لسبب

صغرسن کے اُس شاہزادی نے جانا کہ باپ میرا زندہ ہے کئی مرتبہ اے بابا اے بابا کہا جبکہ لاش مبارک سے کچھ جواب نہ سُنا نہایت بیقرار ہوکر رونے لگی ؎ وَنَادَتْ رَبَابُ اُمَیَّاہُ وَاَقْبَلَتْ : قَدْ کَظَّہَا فَقْدُ الْحُسَیْنِ وَالثَّکْلُ ءِ وَقَالَتْ لَہَا یَا اُمِّیَا مَا لِوَالِدِیْ : مَضٰی مُعْرِضًا عَنِّی الرَّحِیْلَ اِلَی الْمَلَاءِ پس وہ دختر ستمدیدہ بکمال اضطراب روتی ہوئی مادر گرامی اپنی جناب رباب کے پاس آئیں اور بکمال حسرت و یاس کہنے لگیں کہ اے اماں جان تعجب ہے کہ جب پدر عالیمقدار میرے امام حسین علیہ السلام الحرم سے رخصت ہوکر باہر تشریف لائے تھے تو اُسوقت بھی نہ مجھے خوب پیار کیا تھا اور نہ موافق معمول ہر روز کے مجھے گلے سے لگایا تھا بلکہ میری طرف سے مونھ پھیر کر باہر چلے آئے تھے ہر چند کہ میں روتی رہی تھی اور پکارتی رہی ؎ اُنَادِیْ بِہٖ یَا وَالِدِیْ وَھُوَ لَمْ یُجِبْ : وَقَدْ کَانَ طَلْقًا ضَاحِکًا مُتَہَلِّلًا : اَظُنُّ اَبِیْ قَدْ حَالَ عَہْدُہٗ : وَاِلَّا فَقَدْ اَمْسٰی بِنَا مُتَبَدِّلًا اور اے اماں جان جو بے توجہی اور بے رغبتی آنحضرت نے مجھ سے اسوقت کی ہے وہ قابل بیان کے نہیں ہے کہ اُس کے بیان سے جگر مجھ شکستہ دل کا کباب ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ابھی میں گلے سے اپنے باپ کے لگی اور مکرر بابا جان بابا جان کہکر پکارا لیکن وہ حضرت مجھ سے ہرگز نہ بولے اور مجھے کچھ جواب نہ دیا حالانکہ پدر بزرگوار میرے کمال خوش مزاج اور حلیم اور خلیق تھے پس اے اماں جان میرے گمان میں اسقدر بے رغبتی حضرت کی مجھ سے دو حال سے خالی نہیں ہے یا یہ کہ مزاج اقدس اُنکا اب بہ نسبت سابق کے بدل گیا ہے یا یہ کہ حضرت نے محبت میری اپنے دل سے اُٹھا دی ہے اور میرے عوض میں کسی اور کو اپنی بیٹیو نسے پیار کرنے لگے ہیں ؎ فَقَالَتْ رَبَابُ اَیَا سُکَیْنَۃُ اِبْنَتِیْ قُتِلَ الْحُسَیْنُ اَبُوْکِ فِیْ حَرِّ الظَّمَا : فَنَادَتْ سُکَیْنَۃُ یَا اَبِیْ اَوْحَدْتَنِیْ : مَنْ عَادَ یُحِیْفُنِیْ وَلِیْ مُتَکَفِّلًا منقول ہے کہ جب ایسا کلام ہلاکت انضمام اُس دختر ناکام سے جناب عفت مآب رباب نے سُنا بیتاب ہوکر رونے لگیں اور یارائے ضبط نہ رہا اور رو کر فرمانے لگیں کہ اے نور نظر اے پارہ جگر کسکی شکایت کرتی ہو اور کسے پکارتی ہو اور کس سے طالب جواب ہو کہ باپ تو تمہارے قتل ہوئے اور طرف جنت کے کوچ کر گئے اور تم یتیم ہوئیں راوی کہتا ہے جبکہ اُس دختر ستمدیدہ نے خبر قتل ہونے اپنے باپ کے سُنی مونھ اپنا پیٹ لیا اور دوڑ کر لاش اطہر امام حسین علیہ السلام سے لپٹ گئی اور بیتاب ہوکر روتی تھی اور کہتی تھی کہ اے پدر عالیمقدار یہ بیٹی شگفتہ دیدار نہ جانتی تھی کہ میں یتیم ہوئی اور آپ شہید ہوئے اور مجھے اکیلا دشمنوں میں رونے کو

چھوڑ گئے اے پدر عالی وقار اب بعد آپکے کون ایسا شفیق ہے کہ جو سرپرستی اور حمایت میری کریگا۔
فَاجْتَمَعَتْ عِدَّةٌ مِنَ الْأَعْرَابِ فَجَرُّوهَا عَنْ جَسَدِ اَبِيهَا وَهِيَ تَبْكِي پس اُسوقت چند
اعراب بے رحم جمع ہوئے اور اُس شاہزادی کو کھینچکر لاش سے حضرت کی چھڑایا ہرچند کہ وہ بیکس روتی رہی
اور ایک ایک سے بمنت کہتی رہی کہ مجھے ابھی میرے باپ سے نہ چھڑاؤ اور مجھے جی بھر کے رو لینے دو دَفِي مُحْرِقِ
الْقُلُوبِ عَنْ سُكَيْنَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ اَنَّهَا قَالَتْ اِذْ سَمِعْتُ مِنْ اَبِي يَقُولُ ؎ يَا شِيعَتِي اِنْ
شَرِبْتُمْ مَاءَ عَذْبٍ فَاذْكُرُونِي ٭ لَوْ سَمِعْتُمْ غَرِيبًا اَوْ شَهِيدًا فَانْدُبُونِي ٭ اَنَا السِّبْطُ الَّذِي
مِنْ غَيْرِ جُرْمٍ قَتَلُونِي ٭ وَبِجَرْدِ الْخَيْلِ بَعْدَ الْقَتْلِ عَمْدًا سَحَقُونِي کتاب محرق القلوب
میں ملا احمد نراقی علیہ الرحمہ نے سکینہ خاتون دختر جناب سید الشہدأ سے نقل کیا ہے کہ جب میں قتلگاہ میں
پہونچی اور لاش سے اپنے پدر بزرگوار امام حسین علیہ السلام کی لپٹ کر رونے لگی ناگاہ گلوئے بریدۂ آنحضرت
سے سنا میں نے کہ وہ حضرت بطور وصیت کے فرماتے ہیں کہ اے شیعہ اور دوستو میرے اگر تم پانی سرد و شیریں
و خوشگوار پیو تو اُسوقت مجھ تشنہ لب کی پیاس ضرور یاد کر لینا اور اگر سنو تم کہ کوئی شخص غریب الوطن شہید
ہوا تو میری غربت اور بیکسی پر رونا اور میرا اس بیکسی سے قتل ہونا یاد کر لینا اس لیئے کہ میں فرزند رسول خدا بیجرم
و خطا مثل گوسفند قربانی کے ذبح ہوا ہوں اور اسپر بھی اشقیائے اُمت نے میری لاش کو پامال سم اسپاں کیا
ہے ؎ لَيْتَكُمْ فِي يَوْمِ عَاشُورَا تَنْظُرُونِي ٭ كَيْفَ اَسْتَسْقِي لِطِفْلِي فَاَبَوْا اَنْ يَرْحَمُونِي
وَسَقَوْهُ سَهْمَ بَغْيٍ عِوَضَ الْمَاءِ الْمَعِينِ ٭ يَا لَرُزْءٍ وَمُصَابٍ هَدَّ اَرْكَانَ الْحَجُونِ
وَيْلَهُمْ قَدْ جَرَحُوا قَلْبَ رَسُولِ الثَّقَلَيْنِ ٭ فَالْعَنُوهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ شِيعَتِي كُلَّ حِيْنٍ اے دوستو میرے
کاش تم روز عاشورا کربلا میں ہوتے اور میری غربت اور بیکسی کو دیکھتے کہ میں کس عجز و انکسار اور منت سے واسطے
اپنے طفل شیرخوار علی اصغر کے اُن بیرحموں سے پانی مانگتا رہا مگر اُن اشقیا نے ایک قطرہ پانی کا اُس بچے کو نہ دیا
بلکہ عوض پانی کے ایسا تیر اُس کے حلق نازنین پر مارا کہ وہ بچہ تڑپ کر مر گیا پس یہ مصیبت میری وہ مصیبت عظیم
ہے کہ جسکے غم میں پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوئے وائے اُن اشقیا پر کہ اُن بیرحموں نے قلب اقدس جناب رسالتمآب
کو زخمی کیا پس اے دوستو میرے تمہیں لازم ہے کہ ہر وقت اور ہر آن جسقدر کہ تم سے ہو سکے لعنت کرو اُن لوگوں

پر کہ جن اشقیاء نے مجھ مظلوم پر یہ ظلم عظیم کیا ہے حضرات ذاکرین کو چاہیئے اگر دیکھیں کہ سامعین شایق ذکر ہیں تو بعد
اسکے یہ فقرات بطور زیارت مع ترجمہ کے پڑھیں اور رستگار ہوں وہ یہ ہیں اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ افْتَخَرَ بِهٖ جِبْرَائِيْلُ
اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ نَاغَاهُ فِی الْمَهْدِ مِيْكَائِيْلُ ؛ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ مُسْكَنُهُ كَرْبَلَاءُ ؛ اَلسَّلَامُ عَلٰی
خَامِسِ اَصْحَابِ الْكِسَاءِ سلام ہو جیو اُس برگزیدہ باری پر کہ جسکی خدمت گذاری پر فخر و مباہات کی جبرئیل نے سلام
ہو جیو اُس سید جلیل پر کہ جسے جھولے میں جھلایا اور لوریں دیکر سلایا میکائیل نے سلام ہو جیو اُس سردار پر کہ محل اقامت
جسکا کربلا ہے اور سلام ہو جیو اُسپر کہ جسپر خاتمہ ہوا آل عبا کا اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ الشِّفَاءُ فِیْ تُرْبَتِهٖ
اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ الْاِجَابَةُ تَحْتَ قُبَّتِهٖ ؛ اَلسَّلَامُ عَلٰی غَرِيْبِ الْغُرَبَاءِ ؛ اَلسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ الشُّهَدَاءِ
سلام ہو جیو اُس برگزیدہ خدا پر کہ جو غریب الغربا ہے اور سلام ہو جیو اُس شہید پر کہ جو سردار شہدا ہے اور سلام
ہو جیو اُسپر کہ جسکی تربت مطہر میں حقسبحانہ تعالیٰ نے شفا گردانی ہے ہر مرض سے اور سلام ہو جیو اُس مقبول پر کہ جسکے
تحت قبہ دعا پر ہر شخص کی قبول ہے اَلسَّلَامُ عَلَی النَّازِحِ عَنِ الْوَطَنِ ؛ اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَدْفُوْنِ بِلَا
كَفَنٍ ؛ اَلسَّلَامُ عَلٰی قَتِيْلِ الْاَدْعِيَاءِ ؛ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ بَكَتْهُ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ سلام ہو جیو اُس بیکس
پر کہ جسے دشمنوں نے آوارہ وطن کیا اور سلام ہو جیو اُسپر کہ جو بے کفن دفن ہوا اور سلام ہو جیو اُس مظلوم پر کہ
جسے بیگناہ قتل کیا اولاد زنا نے اور سلام ہو جیو اُس معصوم پر کہ جسکی مصیبت پر فرشتہائے آسمان روئے ۔
اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُرَمَّلِ بِالدِّمَاءِ ؛ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَهْتُوْكِ الْخِبَاءِ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ نُكِثَتْ ذِمَّتُهٗ
اَلسَّلَامُ مَنْ هُتِكَتْ حُرْمَتُهٗ سلام ہو جیو اُسپر کہ جو اپنے خون میں غلطاں ہوا اور سلام ہو جیو
اُسپر کہ جسکا خیمہ لوٹ لیا گیا اور سلام ہو جیو اُس مظلوم پر کہ جس سے ملعونوں نے نقض بیعت اور عہد شکنی کی سلام
ہو جیو اُس صاحب عزت پر کہ جسکا ہتک حرمت کیا ظالموں نے اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ رَشَحَ بِالْمَوْتِ جَبِيْنُهٗ
اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اخْتَلَفَ بِالْاَذٰی شِمَالُهٗ بِيَمِيْنِهٖ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ يُدِيْرُ طَرْفًا خَفِيًّا اِلٰی رَحْلِهٖ
وَاَهْلِهٖ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ يَحْسِسُ عَلٰی عَنْ بَعْدِ حَرَمِهٖ سلام ہو جیو اُس امام مظلوم پر کہ جسکی پیشانی اطہر
بوقت اخیر عرق موت سے تر ہوئی اور سلام ہو جیو اُس مجروح پر کہ جو بسبب کرب و اذیت زخمہائے کاری کے کروٹیں
لیتا تھا اور چپ و راست ہوتا تھا لیکن کسی طرح اُس تکلیف سے راحت نہ ملتی تھی سلام ہو جیو اُس بیکس اور غریب

کہ جو بنظرِ حسرت طرف خیمہائے اہل حرم کے دیکھتا تھا سلام ہو جیو اُس مذبوح اور مقتول پر کہ جو بوقت ذبح زیر خنجر و شمشیر غربت اور بیکسی پر اپنے عیال اور اطفال کی کمال متاسف اور متحیر تھا اور ذکر خدا اُسکی زبان پر جاری تھا اَلسَّلَامُ عَلَی مَقْطُوْعِ الْوَتِیْنِ اَلسَّلَامُ عَلَی الْحَامِیْ بِلَا مُعِیْنٍ ۞ اَلسَّلَامُ عَلَی الْمَنْحُوْرِ فِی الْوَرٰی اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ تَوَلّٰی دَفْنَهٗ اَهْلُ الْقُرٰی سلام ہو جیو اُس شہید راہ خدا پر کہ رگ ہائے گردن جسکی قطع کی گئیں سلام ہو جیو اُس مظلوم و ناچار پر کہ جسے بے ناصر و مددگار کر کے قتل کیا سلام ہو جیو اُس فرزند رسول پر جسے اشقیائے اُمّت نے مثل گوسفند و شتر کے نحر کیا سلام ہو جیو اُس غریب و بیکس پر کہ جسکے حال پر رحم کھا کر زمینداروں نے دیہات کے دفن کیا اَلسَّلَامُ عَلَی الْبَدَنِ السَّلِیْبِ ۞ اَلسَّلَامُ عَلَی الْخَدِّ التَّرِیْبِ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ تَطَاؤُهُ الْخُیُوْلُ بِحَوَافِرِهَا اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ تَعْلُوْهُ الطُّغَاةُ بِبَوَاتِرِهَا سلام ہو جیو اُس امام مظلوم پر کہ جسے بعد شہادت کے کفار نے برہنہ کر دیا اور لباس تن اطہر سے اُسکے اُتار لیا سلام ہو جیو اُسپر کہ جسکے رخسارہائے اطہر خاک میں آلودہ ہوئے سلام ہو جیو اُس یکہ و تنہا پر کہ جسپر تلواریں لیکر ہر طرف سے ٹوٹ پڑے سلام ہو جیو اُسپر کہ بعد قتل کے لاش اقدس جسکی پامال سم اسپاں ہوئی اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ سُبِیَ اَهْلُهٗ کَالْعَبِیْدِ ۞ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ صُفِّدَ اَهْلُهٗ فِی الْحَدِیْدِ یُسَاقُوْنَ هُنَّ کَالْاِمَاءِ الْمُسَبِّیَاتِ فِی الْبَرَارِیْ وَالْفَلَوَاتِ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمْ حَرُّ الْهَاجِرَاتِ اَیْدِیْهِمْ مَغْلُوْلَةٌ اِلَی الْاَعْنَاقِ یُطَافُ بِهِمْ بِهٰذِهِ الْمَذَلَّةِ فِی الْاَسْوَاقِ سلام ہو جیو اُس مظلوم پر کہ جسکے اہل حرم کو بیدینوں نے زنجیروں سے مقید کیا اور اُن بیکسوں کو مثل لونڈیوں کے قید کر کے شتران بے کجاوہ اور عماری پر سر برہنہ سوار کر کے کوہ اور صحرا میں لئے پھرے اور رخسارے اُنکے حرارت آفتاب نے جلا دئے تھے افسوس صد افسوس ہاتھ اُن بیگناہوں کے مثل قیدیوں کے گردنوں سے باندھ دئے تھے اور اولاد رسول خدا کو باین ذلت و خواری کوچہ و بازار ہر شہر اور دیار میں پھراتے تھے،

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ۞

مجلس اڑتالیسویں مشتمل ہے بعض معجزات پر کہ جو وقت روانگی لشکر عمر سعد کے [illegible] ظاہر ہوئے

فِی مَقْتَلِ اَبِی مِخْنَفٍ عَنِ الطِّرِمَّاحِ بْنِ عَدِیٍّ اَنَّہٗ قَالَ قَدْ کُنْتُ مِنَ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا مَعَ
الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِی طَفِّ کَرْبَلَاءَ وَقَدْ بَقِیَ فِیَّ رَمَقٌ مِنَ الْحَیٰوۃِ مقتل ابومخنف میں طرماح بن
عدی سے منقول ہے کہ کہا اُس نے جبکہ روز عاشور لشکر عمر سعد اور امام حسین سے لڑائی ہوئی تو اُس روز میں بھی ہمراہ رکاب
سعادت انتساب آنحضرت کے تھا اور اُس قوم جفاکار سے میں اسقدر لڑا کہ زخم ہائے نیزہ اور تلوار سے زخمی ہوکر زمین پر گر پڑا اور
بیہوش ہوگیا اور اُن اشقیا کو یقین ہوا کہ یہ شخص مرگیا ہے اور اب اسمیں کچھ جان باقی نہیں ہے حالانکہ بمشیت ایزدی مجھ میں
ایک رمق حیات مستعار سے باقی تھی فَلَمَّا ارْتَحَلَ عَسْکَرُ بْنُ سَعْدٍ مَعَ رُؤُسِ الشُّهَدَاءِ وَالنِّسَاءِ
اِلَی الْکُوْفَۃِ حَصَلَتْ لِیَ الْاِفَاقَۃُ فَرَاَیْتُ عِشْرِیْنَ فَارِسًا فِی مَصْرَعِ الشُّهَدَاءِ
پس ہرگاہ لشکر عمر سعد مع سرہائے شہدا اور اہلبیت اطہار طرف کوفہ کے کوچ کرگیا اُسوقت مجھے غش سے افاقہ ہوا اور دیکھا
میں نے کہ بیس سوار اُس صحرا میں نمودار ہوئے وَعَلَیْہِمْ ثِیَابٌ بِیْضٌ تَفُوْحُ مِنْہَا رَائِحَۃُ الْمِسْکِ وَ
الْعَنْبَرِ وَلَہُمْ نُوْرٌ شَعْشَعَانِیٌّ کَنُوْرِ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ فَقُلْتُ فِی نَفْسِی ہٰذَا عُبَیْدُ اللّٰہِ
بْنُ زِیَادٍ قَدْ اَقْبَلَ بِطَلَبِ جَسَدِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِیُمَثِّلَ وَمَا کَفَاہُ حَزُّ رَاْسِہٖ
جب کہ وہ بزرگوار میرے قریب آئے دیکھا میں نے کہ وہ سب کے سب لباس سفید اور نورانی پہنے ہیں اور خوشبو اُن سے
اسطرح کی خوش آیند آتی ہے کہ خوشبوئے مشک و عنبر کو اُسے کچھ نسبت نہیں ہے اور چہرہ ہائے نورانی اُنکے ایسے روشن
اور درخشاں ہیں کہ ماہ شب چاردہ اُس روشنی سے خجل ہوتا ہے پس اُسوقت میں نے اپنے دلمیں کہا کہ شاید ابن زیاد
بدنہاد مع اپنے رفقا کے کوفہ سے اسلئے آیا ہے کہ تا جسم اقدس امام حسین علیہ السلام کو بھی کسی طرح کی تکلیف و ایذا دے
اگرچہ سر اطہر تن اقدس سے جدا کرکے اُسکے پاس لیگئے تھے لیکن اُس دشمن خدا کو وہ کافی نہ ہوا اور دل اُسکا ظلم و ستم
سے سادات کے ابھی سیر نہیں ہوا ہے فَتَقَدَّمَ مِنْہُمْ رَجُلٌ جَلِیْلٌ شَیْخٌ نَبِیْلٌ فَجَلَسَ عِنْدَ جَسَدِ
الْحُسَیْنِ وَبَکٰی بُکَاءَ الثَّکْلٰی فَاَجْلَسَہٗ وَ پس اس اثنا میں ایک مرد مقدس اُن سب میں سے کہ جو با عظمت
اور رفعت شان اور صاحب جلالت قدر اور بلند مرتبت تھا آگے بڑھا اور قریب لاش اقدس امام حسین علیہ السلام کے آن کر
زمین پر بیٹھ گیا اور مثل عورت فرزند مردہ کے بکرب و حرقت قلب رونے لگا اور لاش بے سر امام حسینؑ کو زمین سے اُٹھایا
اور اپنے سینے سے لگا کر بٹھایا ثُمَّ اَوْمٰی بِیَدِہٖ نَحْوَ الْکُوْفَۃِ وَاِذَا بِالرَّاْسِ قَدْ اَقْبَلَ

نَکَبَ عَلیٰ جَسَدِہٖ فَلَمَّا رَاَیْتُہٗ طَارَ عَقْلِیْ وَقُلْتُ وَاللّٰہِ لَیْسَ ھٰذَا ابْنُ زِیَادٍ ثُمَّ تَاَمَّلْتُہٗ
وَعَرَفْتُ اَنَّہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ بعد اُسکے اُن مردِ جلیل القدر نے ایک اشارہ طرف کوفہ کے کیا پس ساتھ ہی اشارہ کے سر
انور امام حسینؑ کا معجزہ سے وہیں پہنچا اور اُن حضرت نے اُس سر اقدس کو تن اطہر سے ملا دیا اور امام حسینؑ جیسے کہ زندہ
تھے ویسے ہی پھر ہوگئے اور آغوش مبارک میں اُن مرد مقدس کے بیٹھ گئے پس دیکھتے ہی اس اعجاز کے میرے حواس بجا
نہ رہے اور میں نے اپنے دلمیں کہا کہ وہ گمان میرا کہ یہ عبداللہ بن زیاد ہے محض غلط تھا اسلئے کہ اُس ملعون بیدین میں
یہ قدرت احیائے اموات کی کب ہے بلکہ یہ اعجاز مختص بانبیاؑ و اوصیا ہے پس بغور تامل دیکھا میں نے کہ جناب رسالتمآبؐ
تشریف رکھتے ہیں اور اپنے فرزند کو اپنی آغوش اقدس میں لئے ہوئے رو رہے ہیں وَیَقُوْلُ یَا وَلَدِیْ یَا قُرَّۃَ
عَیْنِیْ یَعِزُّ عَلَیَّ اَنْ اَرَاکَ مُرَضَّضًا ؂ عَفِیْرًا خَضِیْبًا بِالدِّمَاءِ مُغَسَّلًا ؂ فَدَیْتُکَ لَا
نَعْشًا وَلَا کَفَنًا اَرٰی ؂ وَلَا غَاسِلًا یَاتِیْ اِلَیْکَ مُغَسِّلًا اور وہ حضرت رو رو کر فرماتے ہیں کہ اے فرزند دلبند
میرے اے نورچشم میرے بہت دشوار ہے تیرے نانا پر یہ امر کہ تجھے پامال سم اسپاں دیکھے اور بہت دشوار ہے مجھ پر کہ تو مثل
گوسفند ذبح ہو اور اپنے خون میں لوٹے افسوس ہے ای فرزند کہ تجھے کسی نے کفن نہ دیا اور نہ غسل دیا اور نہ لاش تیری
دفن کی اے فرزند آیا تو نے اُن اشقیا کو اپنے حسب و نسب سے بھی آگاہ کیا تھا فَبَکَی الْحُسَیْنُ وَقَالَ یَا جَدَّاہُ خَبَّرْتُہُمْ
بِذٰلِکَ لٰکِنَّہُمْ قَالُوْا نَحْنُ نَعْرِفُکَ وَلٰکِنَّا نَقْتُلُکَ وَنَذْبَحُکَ فَبَکٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ وَقَالَ
یَا اَبِیْ اٰدَمُ صَفِیُّ اللّٰہِ وَیَا نُوْحُ نَبِیُّ اللّٰہِ وَیَا اِبْرَاہِیْمُ خَلِیْلُ اللّٰہِ ھَلْ رَاَیْتُمْ مَا فَعَلَتْ اُمَّتِیْ
بِذُرِّیَّتِیْ بَعْدِیْ امام حسین علیہ السلام نے عرض کی کہ اے جد بزرگوار میں نے ہرچند ایک ایک سے اپنا حسب و نسب بیان کیا
لیکن اُن سبھوں نے کہا کہ ہم تمہارے حسب و نسب سے خوب واقف ہیں مگر تمہیں ضرور قتل کرینگے پس یہ سنکر جناب رسالتمآبؐ بہت
روئے اور حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ اور سب انبیاؑ سے کہ جو ہمراہ رکاب حضرت کے تھے اُن سے فرمایا کہ دیکھا
تم سب انبیا نے کہ میری اُمت جفاکار نے میری اولاد سے بعد میرے کیا ظلم کیا ہے یہ سنکر تمام انبیا رونے لگے اور اسطرف
رسولخدا اور امام حسینؑ سید الشہدا روتے تھے حَتّٰی غُشِیَ عَلَیْہِ فَبَکَیْتُ وَوَقَعْتُ مَغْشِیًّا عَلَی الْاَرْضِ
فَلَمَّا اَفَقْتُ مَا وَجَدْتُ ثُمَّ اِلَّا وَجَدَ الْحُسَیْنُ مَطْرُوْحًا عَلَی الْاَرْضِ پس جناب رسولخدا اسقدر
روئے کہ اُن حضرت کو غش آگیا اور یہ دیکھکر میں اسقدر رویا کہ غش کھا کر زمین پر گر پڑا اور دیر تک بیہوش پڑا رہا جبکہ

بعد ایک عرصہ کی مجھے غش سے افاقہ ہوا دیکھا میں نے کہ ان حضرات میں سے کوئی وہاں نہیں ہے فقط لاش اقدس امام
حسین علیہ السلام کی بے سر غلطاں خاک و خوں میں پڑی ہے وَفِي بِحَارِ الْأَنْوَارِ عَنْ رَجُلٍ أَسَدِيٍّ أَنَّهُ
قَالَ كُنْتُ زَارِعًا عَلَى نَهْرِ عَلْقَمَةَ فَبَعْدَ ارْتِحَالِ عَسْكَرِ بْنِ سَعْدٍ رَأَيْتُ عَجَائِبَ مِنْ
أَجْسَادِ الشُّهَدَاءِ لَا أَقْدِرُ أَنْ أَحْكِيَ إِلَّا عَنْ بَعْضِهَا کتاب بحار الانوار میں ایک شخص اسدی سے منقول ہے کہا اس نے کہ میں کنارہ نہر علقمہ
زراعت کیا کرتا تھا جب کہ لشکر عمر سعد فتحیاب ہو کر طرف کوفہ کے کوچ کر گیا تو میں نے لاشوں کو شہدائے کے جو اس صحرا کربلا میں
بے دفن پڑے تھے اسقدر امور عجیب و غریب مشاہدہ کئے کہ مجھ سے بیان سب کا ممکن نہیں ہو سکتا ہے لیکن بعضے انمیں سے بیان
کرتا ہوں مِنْهَا أَنَّهُ إِذَا هَبَّتِ الرِّيحُ تَمُرُّ عَلَى نَفَحَاتٍ كَنَفَحَاتِ الْمِسْكِ وَالْعَنْبَرِ وَ
لَمْ أَزَلْ أَرَى نُجُومًا تَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ وَتَرْتَقِي مِنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ
ایک عجائبات انمیں سے یہ ہے کہ جب ہوا ان لاشوں پر سے گذر کر کے مجھ تک آتی تھی تو اس ہوا سے دماغ میرا معطر ہو جاتا
تھا اور خوشبوئے مشک اور عنبر کو ہرگز اس خوشبو سے کچھ نسبت نہ تھی اور دیکھتا تھا میں کہ متصل ستارے آسمان سے اس جگہ
نازل ہوتے تھے اور بہت سے ستارے وہاں سے آسمان پر صعود کرتے تھے وَأَنَا مُنْفَرِدٌ مَعَ عِيَالِي فِي تِلْكَ
الصَّحْرَاءِ فَلَا أَرَى أَحَدًا حَتَّى أَسْئَلَهُ عَنْ ذَلِكَ اور میں اس جنگل میں مع اپنے عیال کے اکیلا رہتا تھا اور کوئی
ایسا شخص میرے پاس نہ تھا کہ میں اس سے سبب ان عجائبات کا پوچھتا وَأَيْضًا أَرَى عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ
أَسَدًا مُقْبِلًا مِنَ الْقِبْلَةِ فَأُوَلِّي مِنْهُ إِلَى مَنْزِلِي اور ان عجائبات میں سے یہ ہے کہ وقت غروب آفتاب
کے ہر شب دیکھتا میں کہ ایک شیر جانب قبلہ سے آتا تھا پس اسے آتا دیکھ کر میں اپنے گھر کو چلا جاتا تھا فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ
ذَهَبْتُ مِنْ مَنْزِلِي أَرَاهُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ذَاهِبًا پس جب کہ صبح ہوتی اور آفتاب طلوع
کرتا اور میں موافق معمول کے اپنے گھر سے آتا تو دیکھتا تھا کہ وہی شیر طرف قبلہ کے پھر چلا جاتا ہے فَقُلْتُ فِي نَفْسِي
قَدْ سَمِعْتُ أَنَّ هَؤُلَاءِ خَوَارِجُ قَدْ خَرَجُوا عَلَى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ فَأَمَرَ بِقَتْلِهِمْ وَإِنِّي أَرَى
مِنْهُمْ عَجَائِبَ مَا لَمْ أَرَهَا مِنْ قَبْلِهَا پس جب کئی روز اس شیر کو میں نے وہاں آتے جاتے دیکھا تو میں نے اپنے
دل میں کہا کہ میں ان لوگوں سے یہ سنتا تھا کہ یہ سب مقتول کہ جو اس صحرا میں قتل ہوئے ہیں یہ سب خوارج تھے اور ان سبھوں
نے عبید اللہ ابن زیاد پر خروج کیا تھا پس عبید اللہ بن زیاد نے ان سب کو قتل کیا ہے اور لاشے سب کے بے غسل و کفن اور

بے دفن چھوڑ دئیے ہیں پس جس صورت میں کہ کہنا اُن لوگوں کا سچ ہے اور یہ سب مقتول خارجی اور بددین تھے تو پھر
جائے تعجب ہے کہ ان لاشوں سے ایسے امور عجیبہ اور غریبہ کیوں دیکھتا ہوں کہ میں نے کبھی کسی مقتول سے ایسے امور
عجیب نہ دیکھے تھے فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَابُدَّ لِيْ فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ مِنَ الْمُقَامِ وَلِأَنْظُرَنَّ الْاَسَدَ الَّذِيْ
تُقْبِلُ اِلَيْهِمْ اَيَاكُلُ مِنْ هٰذِهِ الْاَجْسَادِ لُحُوْمَهُمْ اَمْ لَا پس میں نے قسم کھائی کہ آج کی شب
میں ضرور اس جنگل میں شب باش ہوں گا تاکہ معلوم کروں کہ یہ شیر شب کو آن کر آیا گوشت ان لاشوں کا کھاتا ہے یا نہیں کھاتا
ہے فَعِنْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ رَاَيْتُ ذٰلِكَ الْاَسَدَ قَدْ اَقْبَلَ مِنَ الْقِبْلَةِ فَخَطَرَ بِبَالِيْ
اِنْ كَانَ مُرَادُهُ لُحُوْمَ بَنِيْ اٰدَمَ فَلَوْ رَاٰنِيْ يَقْتُلُنِيْ وَاَنَا فِيْهِ اِذْ دَخَلَ ذٰلِكَ الْاَسَدُ
عَلٰى تِلْكَ الْاَجْسَادِ الطَّاهِرَةِ پس جب کہ شام ہوگئی اور آفتاب غروب کر گیا موافق معمول کے پھر وہ شیر جانب
قبلہ کے نمودار ہوا اور مجھے اُسوقت یہ خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ اس شیر کو عادت انسان کے گوشت کھانے کی ہو اور مجھے
دیکھ لے اور قتل کرے میں اسی فکر میں تھا کہ وہ شیر قریب ہی میرے آگیا اور میری برابر سے ہو کر داخل قتلگاہ ہوا لیکن کچھ
مجھ سے متعرض نہ ہوا وَهُوَ يَتَخَطَّى الْقَتْلٰى وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ كَاَنَّهُ يَقْصُدُ مِنْهُمْ قَتِيْلًا حَتّٰى وَقَفَ
عَلٰى جَسَدٍ كَاَنَّهُ الشَّمْسُ الطَّالِعَةُ فِيْ كَبِدِ السَّمَاءِ فَجَعَلَ يُقَبِّلُ نَحْرَهُ وَيَشُمُّ
رَائِحَتَهُ وَيَبْكِيْ پس جب کہ وہ شیر داخل قتل گاہ ہوا دیکھا میں نے کہ وہ ہر ایک لاش پر جاتا ہے اور ہر
ایک کی اُن لاشوں سے بو سونگھتا ہے اور ہٹ جاتا ہے جیسے کوئی کسی کی تلاش کرتا ہے آخرکار وہ شیر ایک لاش پر پہونچا
کہ نور اُس سے مثل آفتاب نصف النہار کے تاباں تھا اور مُنھ اپنا گلوئے بریدہ پر اُس لاش کے ملنے لگا اور بو اُس کی
سونگھنے لگا اور اس کرب سے روتا تھا کہ دل میرا پھٹا جاتا تھا فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا هٰذَا اِلَّا اُعْجُوْبَةٌ
حَتّٰى اَعْتَكَرَ الظَّلَامُ فَرَاَيْتُ شُمُوْعًا مُعَلَّقَةً وَالْاَرْضَ مَمْلُوَّةً مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ
پس یہ دیکھکر میں کمال متعجب ہوا اور کہا میں نے کہ سبحان اللہ ایسا امر عجیب و غریب نہ کبھی دیکھا تھا اور نہ کبھی سُنا
تھا چونکہ آفتاب غروب کر چکا تھا اسلئے وہ صحرائے پر بلا تیرہ و تاریک ہوگیا جب کہ تھوڑی سی رات گذر گئی دیکھا میں نے کہ خود
بخود اس جنگل میں بہت سے شمع و چراغ روشن ہوگئے اور وہ شب تاریک بہ سبب اُس روشنی کے بہتر روز روشن
ہوگئی اور دفعتًہ وہ میدان مرد اور عورات سے مملو ہوگیا وَاِذَا بِبُكَاءٍ وَنَحِيْبٍ وَلَطْمٍ فَقَصَدْتُ

تِلْكَ الْاَصْوَاتَ فَاِذَا هِيَ تَحْتَ الْاَرْضِ اور اسوقت ہر طرف سے آواز رونے اور پیٹنے کی اور نوحہ و ماتم کی
بلند ہوئی اور بعد تامل کے ایسا معلوم ہوا کہ وہ آواز نیچے سے زمین کے آتی ہے فَفَهِمْتُ صَوْتَ نَاعٍ مِنْهُمْ
يَبْكِي وَيَقُولُ وَاحُسَيْنَاهُ وَاسَيِّدَاهُ وَاقُرَّةَ عَيْنِ الرَّسُولِ وَاقُرَّةَ فُؤَادِ الْبَتُولِ قَتَلُوْهُ وَ
مِنْ شُرْبِ الْمَاءِ مَنَعُوْهُ پس میں نے چاہا کہ سنوں میں وہ سب کہکر روتے ہیں اور کیا بین کرتے ہیں چنانچہ میں ایک شخص
کی آواز کو اُنہیں سے سمجھا کہ وہ یہ کہکر روتا ہے ہائے حسینؑ ہائے حسینؑ ہائے سردار کونین ہائے فرزند رسول ثقلین افسوس
صد افسوس کہ کسی بیرحم نے پانی نہ دیا اور تشنہ لب ناحق قتل کیا فَاقْشَعَرَّ جِلْدِي وَارْتَعَدَتْ فَرَائِصِي وَ
فَتَقَرَّبْتُ بِاَحَدٍ مِنْهُمْ وَاَقْسَمْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ لَهُ يَا هٰذَا بِاللهِ عَلَيْكَ مَا اَنْتُمْ
وَمَا يُبْكِيكُمْ پس سنتے ہی اُس صدائے دردناک کے رونگٹے میرے بدن کے کھڑے ہوگئے اور تمام بدن میرا اُس آواز
خوفناک سے مثل بید کے کانپنے لگا اور بسبب اشتیاق انکشاف اس امر عجیب کے بادست و پائے مرتعش بکمال جرأت قریب
ایک شخص کے اُن میں سے گیا اور اُس سے کہا میں نے کہ اے بندہ خدا قسم ہے تجھے خدائے عزّوجل کی مجھے آگاہ کر کہ تم سب
کون ہو اور سبب تمہارے رونے اور پیٹنے کا کیا ہے فَقَالَتْ لِي يَا هٰذَا نَحْنُ نِسَاءُ بَنِي الْجَانِّ نَبْكِي
بِاَمْرِ اللهِ الْحَنَّانِ الْمَنَّانِ عَلَى الذَّبِيحِ الْعَطْشَانِ فَقُلْتُ مَا اسْمُهُ
قَالَتْ هُوَ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ الثَّقَلَيْنِ اُس نے مجھے جواب دیا کہ اے شخص
ہم سب پریاں ہیں عورات جنوں کی اور بحکم خداوند جلیل ہر شب از شام تا صبح کام ہمارا رونا ہے اُس مظلوم مقتول پر کہ
جس بیکس پر کوئی رونے والا نہیں ہے اور ہر شب نوحہ و بکا کرتے ہیں اُس شہید پر کہ جسے شدت تشنگی میں مثل گوسفند قربانی
اس اُمت جفاکار نے ذبح کیا ہے یہ سنکر پوچھا میں نے کہ وہ ایسا مظلوم اور بیکس کون ہے اور نام اُس کا کیا ہے اُس نے کہا کہ
وہ سید غریب و مظلوم حسینؑ فرزند رسول ثقلین ہیں فَقُلْتُ لَهَا اَيْنَ جَسَدُهُ الشَّرِيفُ قَالَتْ هُوَ
الَّذِي يَبْكِي عِنْدَهُ الْاَسَدُ پس کہا میں نے اُس سے کہ مجھے آگاہ کر لاش اطہر حسینؑ مظلوم کی ان سب لاشوں میں کونسی
ہے اُس نے کہا کہ لاش آنحضرت کی وہ ہے کہ جس کے قریب وہ شیر بیٹھا رو رہا ہے فَقَالَتْ لِي اَتَعْرِفُ هٰذَا
الْاَسَدَ قُلْتُ لَا قَالَتْ هٰذَا اَبُوْهُ اَسَدُ اللهِ الْغَالِبُ عَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِبٍ يَبْكِي اِلَيْهِ مِنَ
الْمَسَاءِ اِلَى الصَّبَاحِ بعد اُس کے اُس جنیہ نے مجھ سے کہا کہ اے شخص آیا تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ یہ شیر جو قریب لاش

کے رو رہا ہے یہ کون ہے میں نے کہا کہ میں اس شیر کو نہیں جانتا ہوں کہ یہ کون ہے اس نے کہا کہ یہ شیر شیر خدا جناب اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہیں حضرت کا معمول یہ ہے کہ ہر شب قتل گاہ میں آتے ہیں اور شام سے تا صبح لاش پر اپنے فرزند حسینؑ کی رویا کرتے ہیں فَبَكَيْتُ وَلَطَمْتُ وَجْهِيْ وَرَجَعْتُ بَاكِيًا اِلٰى مَنْزِلِيْ پس یہ سنکر میں بہت رویا اور بیکسی پر امام حسین علیہ السلام کی منھ اپنا پیٹا اور روتا ہوا اپنے گھر کو پھر آیا

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُوْنَ

مجلس چالیسویں مشتمل ہے حال سر اقدس پر آنحضرت کے

رُوِيَ صَاحِبُ رَوْضَةِ الْعُلَمَاءِ وَهُوَ حَنَفِيُّ الْمَذْهَبِ الْمَعْرُوْفُ بِالزَّنْدُوْسِيْ اِنَّهُ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاظْلَمَتِ الْاٰفَاقُ وَالْاَرْجَاءُ وَاغْبَرَّتِ الْاَرْضُ وَالسَّمَاءُ مَا اَكَلَتْ وَمَا شَرِبَتْ نَاقَتُهُ الْعَضْبَاءُ زندوسی حنفی المذہب نے اپنی کتاب روضۃ العلماء میں نقل کیا ہے کہ جب جناب رسالتمآب نے اس دار فانی سے طرف عالم جاودانی کے رحلت فرمائی اور تمام عالم از مشرق تا مغرب اس مصیبت عظیم میں تیرہ و تاریک ہوگیا اور آسمان اس ماتم میں غبار آلودہ ہوا اسی وقت سے ناقہ نے اُن حضرت کے کہ نام اُس کا عضبا تھا دانا اور چارا کھانا ترک کر دیا بلکہ پانی تک بھی نہ پیا اِذْ خَرَجَتْ فَاطِمَةُ فِي اللَّيْلِ وَهِيَ بَاكِيَةٌ فَقَالَتِ النَّاقَةُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَا سَاغَ لِيْ عَلَفٌ مُنْذُ تُوُفِّيَ اَبُوْكِ وَقَدْ حَضَرَ اَجَلِيْ پس کسی نے جناب سیدہ فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کو اس حالت گریہ و بکا میں خبر دی کہ اے مخدومہ کونین کئی روز سے ناقہ عضبا نے غم و الم میں جناب رسالتمآبؐ کے نہ کھانا کھایا ہے اور نہ پانی پیا ہے یہ سنتے ہی وہ معصومہ تاریکی شب میں اُس ناقہ کے پاس تشریف لے گئیں اور اُسکے سامنے دانا اور چارہ رکھا اور بہت چاہا کہ وہ اسمیں سے کچھ کھائے لیکن اُس ناقہ نے کسی طرح سے کھانے اور پانی کی طرف رغبت نہ کی اور بہ حکم جناب احدیت بزبان فصیح جناب سیدہ پر سلام عرض کیا اور کہا کہ اے دختر رسولؐ خدا جبسے کہ آپ کے پدر عالی مقدار سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ نے دنیا سے رحلت فرمائی ہے اُسی وقت سے تمام عالم میری نظروں میں تیرہ و تاریک ہوگیا ہے اور میرے حلق سے نہ چارا اترتا ہے اور نہ پانی اترتا ہے بس امیدوار ہوں کہ اب مجھے اس امر میں معاف

فرمائیں اور اب اجل میری قریب پہنچی ہے وَاَنَاذَاهِبَةٌ اِلٰی اَبِیْكِ فَهَلْ مِنْ اَمْرٍ اَوْ رِسَالَةٍ فَبَكَتْ فَاطِمَةُ وَاعْتَنَقَتْ بِرَاسِهَا وَوَضَعَتِ النَّاقَةُ وَجْهَهَا فِیْ حِجْرِهَا وَبَكَتْ حَتّٰی تَغَیَّرَتْ حَالُهَا اور اُس ناقہ نے عرض کی کہ اے خاتون محشر اب میں عنقریب ہوں کہ خدمت میں جناب سید البشر کی حاضر ہوں اگر کوئی پیام آپ کو اپنے پدر بزرگوار کو دینا ہو تو مجھ سے ارشاد ہو کہ میں اُسے آپ کی طرف سے حضرت کی خدمت میں عرض کروں پس سنتے ہی اس کلام حسرت التیام کے اُن معصومہ نے ہاتھ اپنے اُس کے گلے میں ڈالدئے اور اُس نے منھ اپنا اُن حضرت کی آغوش مبارک میں رکھدیا اسطرف وہ مخدومۂ کونین روتی تھیں اور اسطرف وہ ناقہ رسول الثقلین روتا تھا یہانتک کہ حال اُس ناقہ کا نہایت متغیر ہوا فَاَشْرَفَتْ فَاطِمَةُ بِنَحْرِهَا فَكَرِهَتْ وَلَمْ تَرْضَ بِذٰلِكَ حَتّٰی مَاتَتِ النَّاقَةُ فَبَكَتْ وَعَمَدَتْ اِلٰی كَرَابِیْسِهَا وَجَعَلَتْهَا فِیْ حُفْرَةٍ وَسَوَّتْ عَلَیْهَا التُّرَابَ پس جبکہ وہ ناقہ باوفا قریب بہ مرگ پہنچا اُسوقت لوگوں نے جناب معصومہ کی خدمت باسعادت میں عرض کی کہ اے سیدۂ کونین اگر آپ اجازت دیں تو ہم اس ناقہ کو نحر کریں یہ سنکر اُس مخدومۂ عالم نے فرمایا کہ مجھے ہرگز گوارا نہیں ہے کہ جس ناقہ کو پدر بزرگوار میرے جناب رسولخدا دوست رکھیں اور میں اُسکے نحر کرنے پر راضی ہوں راوی کہتا ہے کہ جب وہ ناقہ بہشتی طرف جنت کے رحلت کرگیا اُسوقت جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا نے اُس ناقہ کو ایک پارچہ سفید میں لپٹوایا اور ایک گڑھا بجائے قبر کھدواکر اُسمیں اُسے دفن کروادیا فَوَا اَسَفَاهُ اَنَّ فَاطِمَةَ كَرِهَتْ اَنْ تَنْحَرَ نَاقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِحُبِّهِ اِیَّاهَا وَلَمْ تَرْضَ بِاِذَاهَا بَلْ كَفَّنَتْهَا بَعْدَ مَوْتِهَا وَاَمْكَنَتْهَا فِی التُّرَابِ وَرَقَّتْ عَلَیْهَا كَمَا تَرِقُّ الْقُلُوْبُ عَلٰی مَوْتِ الْاَحْبَابِ پس مومنین جائے افسوس اور حسرت ہو کہ جناب فاطمہ زہرا بہ خیال اس کے کہ جناب رسولخدا اُس ناقہ کو دوست رکھتے تھے نحر کرنے پر اُسکے راضی نہوئیں بلکہ بہ رعایت محبت رسولخدا بعد مرنے اُس ناقہ کے اُن معصومہ نے اُس ناقہ کو کفن دیا اور اُس حیوان بے زبان کو دفن کیا اور اُس کے مرنے سے کمال مغموم اور محزون ہوئیں اور اس طرح سے روئیں کہ جیسے اپنے کوئی دوست اور عزیز کے مرنے سے مغموم ہوتا ہے اور روتا ہے فَلَا عَفَی اللّٰهُ قَوْمًا نَحَرُوْا فِلْذَةَ كَبِدِهٖ وَمُهْجَةَ فُؤَادِهٖ وَقَتَلُوْا سَیِّدَ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ بِالسُّیُوْفِ وَالسِّهَامِ وَالْاَسِنَّةِ پس حضرات خداوند قہار نہ بخشے اُس قوم ستمگار کو جس نے پارۂ جگر رسولخدا اور نور چشم فاطمہ زہرا کو کہ جو سردار جوانان

اہل بہشت تھا یعنی امام حسین علیہ السّلام کو صحرائے کربلا میں تشنہ لب تلوار اور نیزہ اور تیر سے مجروح کیا ذَرَّقُوا جِسْمَهُ مُرَمَّلًا بِالدِّمَاءِ مُلْقًى عَلَى الثَّرَىٰ مَرْضُوضًا بِحَوَافِرِ الْخُيُولِ فِي أَقْفَرِ الْأَوْعَارِ وَالتِّلَالِ وَلَمْ يَتَوَجَّهْ أَحَدٌ إِلَىٰ غُسْلِهِ وَكَفْنِهِ وَلَا لِمُوَارَاتِهِ كَنَسٌ وَلَمْ يَلْتَفِتْ نَفَسٌ إِلَىٰ دَفْنِهِ اور افسوس صد ہزار افسوس کہ اُس نازپروردۂ جناب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب قتل کے پامال سُم اسپاں کیا اور لاش مطہر کو اُس بیکس کی ریگستان گرم پر آلودہ بخاک و خون چھوڑ کر چلے گئے اور ایک شخص بھی اُنہیں سے متوجہ طرف غسل وکفن اور دفن اُس امام مظلوم کے نہوا وَمَا بَكَىٰ عَلَيْهِ أَحَدٌ إِلَّا الْوُحُوشُ فِي الْفَلَاةِ وَالطُّيُورُ فِي الْهَوَاءِ بَلْ هِيَ تَظِلُّ عَلَيْهِ بِأَجْنِحَتِهَا اور افسوس ہے کہ کوئی ایسا ہمدل نتھا کہ لاش پر اُس امام کو نین کی روتا اور دل اُسکا مغموم اور محزون ہوتا بلکہ حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ مصیبت پر جناب سیّد الشہدا کی جانوران وحشی اُس صحرا کے اور جن و پری نوحہ و بکا کرتے تھے اور باآواز بلند روتے تھے اور جانوران پرند اُس تن عریاں پر اُس دہوپ میں اپنے پروں کا سایہ کرتے تھے اور اپنے پروں کو آب فرات سے ترکرکے وہ پانی لاش اطہر پر ٹپکاتے تھے اور روتے تھے فَلَمَّا مَضَتْ هَكَذَا عَلَىٰ جَسَدِ الْإِمَامِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ خَرَجَ قَوْمٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ مِنْ نَيْنَوَىٰ وَمَعَهُمْ نِسَاؤُهُمْ بَاكِيَاتٍ حَاسِرَاتٍ نَائِحَاتٍ فَاتِلَاتٍ پس منقول ہے جب کہ تین شبانہ روز لاش اقدس امام حسینؑ کی اُس صحرائے کربلا میں بے غسل وبےکفن اور بے دفن پڑی رہی اور قوم بنی اسد اس خبر ہلاکت اثر سے مطلع ہوئے سب زن و مرد اُس قوم کے کمال محزون اور مغموم ہوئے لیکن بہ سبب خوف عبید اللہ بن زیاد کے کسی کو جرأت دفن وکفن جناب سیدالشہدا کی نہوئی اور سب مرد اُس قوم کے اس باب میں متامل ہوئے مگر عورات اُنکی کہ موقوف بہ خیر تہیں یہ حال اپنے مردوں کا دیکھکر بہت روئیں اور کہا کہ وائے ہو تم آج تم ہیں خوف سے اپنی جان و مال کے پڑا رہنا لاش فرزند فاطمہ زہرا کا بے دفن وکفن گوارا ہوا کل بروز قیامت ہم اپنی بی بی اور اپنے شہزادے کو کیا منہ دکھلائیں گے پس تم مرد بجائے ہم عورات کی چادریں اوڑھ کر گھروں میں بیٹھو اور ہم بجائے تمہارے دفن وکفن لاش اقدس پر امام بیکس کے کمر اپنی مستحکم باندھتے ہیں اور ہمیں مطلق خوف اپنی ہلاکت کا نہیں ہے بلکہ ہم فدا ہونا اپنا فرزند رسول الثقلین پر باعث سعادت دارین جانتیں ہیں راوی کہتا ہے جب کہ یہ طعن وتشنیع عورات سے مردوں نے اُس قوم کے سُنے سب مرد مسلح ہوکر آمادہ دفن لاشہائے شہدا ہوئے اور آگے آگے سب مرد تھے اور پیچھے اُن کی عورات

سر و پا برہنہ خاک اڑاتی ہوئیں مونہہ اپنا پیٹتی ہوئیں با دیدۂ گریاں نوحہ کناں روانہ قتل گاہ ہوئیں وَهُنَّا تَنُوحُ
ـہ اَسَفًا عَلَى نَعْشِ الْقَتِيْلِ بِلَا كَفَنٍ ۞ اَسَفًا عَلَى سِبْطِ الرَّسُوْلِ الْمُؤْتَمَنِ ۞ اَسَفًا عَلَى الْمَقْتُوْلِ
فِي حَرِّ الظَّمَاءِ ۞ اَسَفًا عَلَى جَسَدِ الْمُغَسَّلِ بِالدِّمَاءِ اور اُس وقت زبان پر اُن سب عورات کی یہ کلمات جاری تھے
یعنی افسوس صد افسوس حال پر ایسے مظلوم کے کہ جس کی لاش اقدس کئی روز سے بیدفن و کفن اُس صحرائے پر بلا میں پڑی
رہی افسوس صد افسوس ہے بیکسی پر حسینؑ فرزند رسول الثقلینؐ کی کہ جسے کئی روز تک ایک قطرہ پانی کا نہ دیا اور شدت
تشنگی میں اُسے مثل گوسفند قربانی ذبح کیا حسرت ہے مصیبت پر نور چشم فاطمۂ زہرا کی کہ جس کا غسل خون سے اُس کے
ہوا فَجَمَعُوا اَعْضَاءَ الْمُتَفَرِّقَةَ وَصَلُّوْا عَلَيْهِمْ وَحَفَرُوا السَّيِّدِ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ حُفْرَةً
قَبْرُهُ الْاٰنَ فَوَجَدُوْا قَبْرًا مَحْفُوْرًا مَسْتُوْرًا بِاللَّوْحِ كُتِبَ عَلَيْهِ هٰذَا قَبْرُ الْحُسَيْنِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ الذَّبِيْحِ الْعَطْشَانِ فَدَفَنُوْهُ فِيْهِ پس جب کہ وہ زن و مرد قتل گاہ میں پہنچے دیکھا کہ لاش
ہائے شہدا آلودہ بخاک و خون پاش پاش خاک پر پڑی ہیں یہ دیکھکر اُن سعادت مندوں نے تمام آعضائے متفرقہ کو جمع کیا
اور اُنپر نماز پڑہی اور بعد اُس کے واسطے جناب سید الشہدا کے چاہا کہ قبر کھودیں کچھ مٹی محل قبر سے ہٹائی تہی کہ ناگاہ لوح
اُنہیں نظر پڑی دیکھا کہ اُسپر لکھا ہے کہ یہ قبر تیار کی گئی ہے واسطے حسینؑ فرزند رسولؐ الثقلین کے کہ جو مظلوم کئی روز
کا پیاسا اس صحرا میں شہید ہوگا پس جب کہ اُس لوح کو ہٹایا دیکھا کہ قبر مطہر حضرت کی پاکیزہ اور معطر اور مصفیٰ تیار ہے یہ
دیکھکر اُس قوم بنی اسد نے لاش اقدس کو اُسی قبر میں کہ جس جگہ اب نشان قبر اطہر کا موجود ہے دفن کیا وَدَفَنُوْهُ
اِبْنَهُ عَلِيًّا عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَحَفَرُوْا لِجَمِيْعِ اَهْلِهِ وَاَنْصَارِهِ نَحْوَ رِجْلَيْهِ حُفْرَةً عَمِيْقَةً
فَدَفَنُوْهُمْ بِهَا جَمِيْعًا وَلَيْسَ لِاَحَدٍ مِنْهُمْ اَثَرٌ ظَاهِرٌ اور بعد اُس کے پائین پا حضرت
کے جناب علی اکبر شبیہہ پیغمبرؐ کو دفن کیا اور قریب پائین پا آنحضرت کے ایک گڑہا عمیق کھود کر سب شہدا کو مع اقربا و انصار
اُسی گڑہے میں یکجا دفن کیا اور اس لئے نشان کسی شہید کی قبر کا علیحدہ ظاہر نہیں ہے سوائے حبیب ابن مظاہر رضی اللہ عنہ
کے کہ وہ بسبب ہم قوم ہونے اُن کی کہ اُنکی لاش کو پہچانتے تھے اس لئے قبر اُن کی علیحدہ بنا دی اور جناب عباسؑ
بن علی علیہ السلام کو کہ وہ حضرت نہر علقمہ پر شہید ہوئے تھے اُسی جگہ علیحدہ سب شہدا سے دفن کیا اَمَّا رَأْسُ
سَيِّدِ الشُّهَدَاءِ فَلَمْ يُدْفَنْ مَعَ جَسَدِهٖ فِي الْاَرْضِ كَرْبَلَا بَلْ كَانَ مَرْفُوْعًا عَلَى الرِّمَاحِ

تصہرہ الشمس ولسفی علیہ پس مومنین جو کچھ کہ مذکور ہوا یہ حال دفن جسم نازنین فرزند سید المرسلینؐ کا تھا لیکن
بیان حال پر ملال سر انور اُن حضرت کا مجال بشر سے خارج ہے اور کسی کو طاقت اس کی نہیں ہے کہ تفصیل اس مصیبت
عظمیٰ اور داہیہ کبریٰ کی بیان کر سکے مگر مجمل اُسکا واسطے گریہ و بکا مومنین کے بیان ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اشقیائے کوفہ و
شام سر اقدس فرزند خیر الانامؐ کا تن اطہر سے جدا کرکے نوک ہائے نیزہ و سناں پر رکھ کر ایک مدت مدید تک دھوپ اور شبنم
اور ہوائے سخت و تند میں عریاں پھرایا ئے ووضعوہ تارۃً فی التنور وصلبوہ اُخریٰ علی
علی ابواب الدور وعلقوہ تارۃً علی غصون الاشجار ورموہ اُخریٰ بالمدر والاحجار کبھی اُس نور
کو نیزہ سے اُتار کر تنور میں رکھا اور کبھی اُسے دروازہ ہائے بلند پر لٹکایا اور کبھی اُس سر اطہر کو کہ جو آغوش خاتون محشر میں رہتا تھا
شاخ ہائے درخت پر معلق کیا اور سر سید جلیل کو کہ جسے جبرئیل اور میکائیل لوریں دیکر جھولے میں سلاتے تھے سنگ و کلوخ سے
مجروح کیا چنانچہ ایک شخص ثقہ نے ایک راوی سے نقل کیا ہے کہ کہا اُس نے جن ایام میں سر اقدس امام حسینؑ کا دیار شام
میں لے گئے تھے اُنہیں ایام میں مجھے اتفاق سفر کا ہوا پس میں اثنائے سفر میں ایک قریہ پر سے ہوکر گذرا دیکھا میں نے
کہ نیچے ایک درخت کے بہت سے اطفال جمع ہیں اور ہر ایک طفل کہ ذریت شیطان سے تھے اُس درخت پر پتھر مارتا ہے
جب کہ قریب اُس درخت کے گیا دیکھا میں نے کہ بالائے درخت ایک سر پر نور و ضیا مثل آفتاب لٹکتا ہے اور وہ سر اطہر اس طرح
کلوخ و احجار اُن اطفال بدکردار کا ہے پس یہ دیکھ کر میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ اے شخص یہ کس مجرم اور گنہگار کا سر ہے
کہ جو یوں ذلت و خواری سنگسار ہو رہا ہے قال ھذا راس الحسین علیہ السلام قلت من الحسین
قال الحسین بن فاطمۃ الزھراء فلطمت وجھی وبکیت بکاءً شدیداً پس اُس شخص نے کہا کہ یہ سر حسینؑ
کا ہے میں نے اُس سے پوچھا کہ وہ کون حسینؑ ہے اُس نے کہا کہ یہ وہ حسینؑ ہے کہ ماں جسکی فاطمہؑ زہرا دختر رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ ہیں راوی کہتا ہے کہ یہ سنکر میں نے موہنہ اپنا خوب پیٹا اور اسقدر رویا کہ مجھے غش آگیا واھدی بہ علی
شر الخلائق یزید وطرح بین یدیہ محقراً ذلک الراس المجید نفرع بالمخصر اسنانہ
وامر بالسجن حرمہ پس مومنین بعد ان سب مصائب کے اُس سر انور کو بطریق ہدیہ سامنے یزید پلید کے لے گئے
اور بکمال ذلت و خواری زیر تخت اُس بدبخت کے رکھا جب کہ اُس شقی ازلی نے اس سر اطہر کو یوں حقارت نیچے تخت کے رکھا
دیکھا بکمال فرحت و سرور اور بشاشت و انبساط موفور شاخ بید سے لب و دندان اُس سردار انس و جان کے

کھوتا تھا اور ہنستا تھا اور یہ کہتا تھا کہ یا حسینؑ آپ بہت ہی جلد بڈھے ہوگئے اور بعد اُس کے اُس بے حیا نے اہلبیتؑ اطہار کو زندان میں بہ قید سخت مقید کیا ثُمَّ اخْتَلَفَتِ الْاَخْبَارُ فِیْ رَاْسِهٖ بَعْدَ مَا جَرٰی عَلَیْهِ مِنْ اَیْدِی الْکُفَّارِ قِیْلَ اِنَّهٗ دُفِنَ فِیْ دِمَشْقَ بَعْدَ مُرُوْرِ الدَّهْرِ حِیْنَ صَارَ عَظْمًا یَسْطَعُ مِنْهُ النُّوْرُ پس حضرات رکھنا اُس سر انور کا نوک ہائے نیزہ پر اور آنا اس کا کربلا سے تا کوفہ اور کوفہ سے تا شام سامنے یزید پلید کے باتفاق محدثین اور مورخین کے ثابت اور متحقق ہے لیکن بعد اُس کے امر دفن میں اس سر اطہر کے اقوال اور روایات مختلف وارد ہوئے ہیں چنانچہ ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ بعد ایک مُدت مدید اور عرصہ بعید کے وہ سر اقدس واطہر شہر دمشق میں دفن کیا گیا ثُمَّ نُبِشَ مِنْ تِلْكَ الثَّرٰی وَجَاءَ بِهٖ بَعْضُ مَوَالِیْهِ اِلٰی اَرْضِ کَرْبَلَاءَ وَقِیْلَ اِنَّهٗ دُفِنَ فِیْ دِمَشْقَ فِیْ مَقَابِرِ الْمُسْلِمِیْنَ وَقِیْلَ دُفِنَ فِیْ دَارِ الْاِمَارَةِ مِنْ دِمَشْقَ مِنْ غَیْرِ ذِکْرِ مَوْضِعٍ مِنْهَا عَلَی التَّعْیِیْنِ اور بعد اُس کے ایک شخص نے دوستداران اہلبیتؑ سے اُس سر اقدس کو دمشق سے کھود کر کربلا میں لا کر دفن کیا اور دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ وہ سر انور دمشق میں مقابر مسلمین میں دفن ہوا اور تیسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ وہ سر اطہر دار الامارہ دمشق میں دفن ہوا لیکن تعیین جگہ اور مکان کی معلوم نہیں ہے وَقِیْلَ اِنَّهٗ دُفِنَ فِیْ مِصْرَ یُسَمّٰی مَشْهَدَ الْکَرِیْمِ وَهُوَ مُزَیَّنٌ بِالذَّهَبِ وَیَزُوْرُهُ النَّاسُ فِی الْمَوْسِمِ بِالْاِکْرَامِ وَالتَّعْظِیْمِ اور بعضوں نے لکھا ہے کہ سر اقدس حضرت امام حسین علیہ السلام کا شہر مصر میں دفن ہوا اور نام اُس جگہ کا مشہد کریم ہے اور ایام ماتم یعنی ماہ محرم میں تمام مرد وزن واسطے زیارت اُس مشہد کے جمع ہوتے ہیں اور انواع و اقسام کی زینت سے وہ مشہد آراستہ ہے اور از سرتاپا وہ مشہد کریم مُطلّا اور مذہب ہے وَفِی الْخَبَرِ عَنْ اِمَامِ الصَّادِقِ جَعْفَرٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنَّ رَجُلًا مِنْ شِیْعَتِهٖ سَرَقَهٗ وَدَفَنَهٗ فِی النَّجَفِ عِنْدَ رَاْسِ اَبِیْهِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِذَا اسْتُحِبَّتْ زِیَارَتُهٗ عِنْدَ رَاْسِ اَبِیْهِ اور جناب امام حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص نے شیعان امیر المومنین علیہ السلام سے اُس سر اقدس کو دمشق سے سرقہ کر کے نجف اشرف میں لیجا کر قریب سر اطہر جناب امیر المومنین علیہ السلام کے دفن کیا ہے اسلئے بالین سر جناب سید الوصیین کے بہر زیارت امام حسینؑ کا مستحب ہے وَعَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ جُمْهُوْرٍ اَنَّ رَاْسَهٗ کَانَ مُدَّةً فِیْ خِزَانَةِ یَزِیْدَ فِیْ جُوْنَةٍ حَمْرَاءَ وَهُوَ مَخْضُوْبٌ بِالْحِنَّاءِ فَبَعْدَ السِّنِیْنَ

وَالدَّعْوَامِ لَفَّهُ الْخَازِنُ فِي ثَوْبٍ وَدَفَنَهُ بِدِمَشْقَ عِنْدَ بَابِ الْفَرَادِيْسِ اور منصورین جمہور سے منقول ہے کہ وہ سر اقدس مخصب بجنا ایک پٹارے سرخ میں بکمال حفاظت مدت مدید تک خزانہ یزید میں رکھا رہا پس بعد کئی سال کے خزانہ دار یزید نے اُس سر انور کو ایک پارچہ سفید میں لپیٹ کر دمشق میں قریب باب الفرادیس کے دفن کیا وَقِيْلَ اِنَّ يَزِيْدَ لَعَنَهُ اللّٰهُ اَرْسَلَهُ اِلَى اٰلِ عُثْمَانَ فَسَرُّوْا بِهٖ فَدَفَنُوْهُ فِي دَارٍ مِنْ دُوْرِهِمْ

اور بعض روایت سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ یزید ملعون نے اُس سر اقدس کو بہ طریق ہدیہ اولاد عثمان کے پاس بھجوایا پس وہ اشقیا اُس سر پرنور کو دیکھکر نہایت ہی خوش اور مسرور ہوئے اور ایک گھر میں اپنے گھروں سے اُسے دفن کیا وَقِيْلَ اِنَّهُ رُدَّ مَعَ اَهْلِبَيْتِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَالزَّوْرَاءِ وَدُفِنَ عِنْدَ اُمِّهٖ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ عَلَيْهَا التَّحِيَّةُ وَالثَّنَاءُ وَقِيْلَ اَنَّهُ دُفِنَ فِي الْمَدِيْنَةِ بِمَسْجِدِ الرِّقَّةِ اور بعضے راویوں نے لکھا ہے کہ سر اقدس اُس امام ابرار کا ہمراہ اہلبیت اطہار کے دمشق سے مدینہ منورہ میں پہنچا اور قریب اپنی مادر گرامی جناب فاطمہ زہرا علیہا التحیۃ والثنا کے دفن ہوا اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ میں مسجد رقہ میں مدفون ہوا وَفِي التَّهْذِيْبِ اَنَّهُ بَعْدَ مُدَّةٍ مَدِيْدَةٍ وَاَزْمِنَةٍ بَعِيْدَةٍ لَمَّا نُهِبَتْ خَزَانَةُ يَزِيْدَ بِدِمَشْقَ وَجَدَ رَجُلٌ فِيْهَا سَفَطًا فَظَنَّ اَنَّ فِيْهِ شَيْءٌ ثَمِيْنٌ اور کتاب تہذیب میں منقول ہے کہ جب بعد عرصہ دراز کے خزانہ یزید پلید کا دمشق میں لٹا تو اُس لوٹ میں ایک شخص کو ایک قطعی سربستہ ہاتھ لگی پس وہ شخص اُس پٹاری کو سمجھ کر اوپر جواہرات کے نہایت ہی مسرور ہوا فَذَهَبَ بِهٖ وَفَتَحَهُ فِي الطَّرِيْقِ فَوَجَدَ فِيْهِ رَاْسًا مَلْفُوْفًا بِالْحَرِيْرِ مَكْتُوْبًا عَلَيْهِ هٰذَا رَاْسُ الْحُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ الثَّقَلَيْنِ فَحَفَرَ حَفِيْرَةً بِحَدِّ سَيْفِهٖ فِي الطَّرِيْقِ وَدَفَنَهُ فِيْهِ وَفِيْهِ رِوَايَاتٌ اُخْرٰى غَثٌّ وَسَمِيْنٌ پس وہ شخص اس قطعی کو لیکر بکمال سرور خزانہ سے باہر نکلا اور بہ سبب اشتیاق اُن جواہرات کے راہ ہی میں اُس پٹاری کو کھولا دیکھا کہ اندر اُس کے ایک سر اطہر پارچہ ریشمین سے لپٹا ہوا رکھا ہے اور اُس پر یہ لکھا ہے کہ یہ سر اقدس ہے حسینؑ فرزند رسول الثقلین کا پس اُس شخص نے اُسی جگہ نوک تلوار سے ایک گڑھا کھودا اور وہاں اُس سر اطہر کو دفن کر دیا پس حضرات دفن سر انور میں سوا اُن اقوال کے بہت سی روایات ہیں لیکن اُن کو قابل اعتماد نہ سمجھکر ذکر اُن کا اس کتاب میں نہ کیا فقط انہیں روایات مذکورہ پر اکتفا کر کے مجلس کو ختم کیا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس اکتالیسویں مشتمل ہے پہنچنے پر اہل بیت علیہم السلام کے کوفہ میں

قَدْ وَرَدَ فِی الْخَبَرِ عَنِ الْاِمَامِ اَبِی عَبْدِ اللّٰہِ الصَّادِقِ جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ ذُکِرْنَا عِنْدَہٗ فَبَکٰی لِمُصَابِنَا وَلِمَا اَصَابَنَا مِنْ نُوَبِ الدَّھْرِ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ ذُنُوْبَہٗ وَلَوْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ حدیث صحیح میں جناب امام حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ جو مومن سُنے ہمارے مصائب کو اور روئے اُن جور و ستم پر کہ جو ہاتھ سے اس فلک کجرفتار اور زمانۂ غدار کے ہم اہلبیت اطہار کو پہنچے ہیں بخشدے گا حق سبحانہ تعالےٰ گناہ اُس مومن کے اگرچہ گناہ اُسکے مثل کف دریا کے بکثرت ہوں پس مومنین گریہ و بکا کرو مصائب اولاد رسول مختار پر کہ وہ برگزیدگان باری بعد شہادت جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کی مثل بندیان ترک اور روم کے مقید ہو کر دربدر برہنہ سر پھرائے گئے اور اسپر ظلم یہ تھا کہ ہر دشمن خدا اُن کو سربرہنہ باحال پریشان دیکھ کر خوش اور مسرور ہوتا تھا اور ایک دوسرے کو مبارکباد دیتا تھا فِی الْبِحَارِ عَنْ مُسْلِمِ الْجَصَّاصِ اَنَّہٗ قَالَ دَعَانِی ابْنُ زِیَادٍ لَعَنَہُ اللّٰہُ لِاِصْلَاحِ دَارِ الْاِمَارَۃِ بِالْکُوْفَۃِ کتاب بحار الانوار میں مسلم گچکار سے منقول ہے کہ کہا اُس نے ایک مرتبہ ابن زیاد بد نہاد نے واسطے مرمت قلعہ کوفہ کے کہ وہ جائے حکومت تھا مجھے بلایا پس میں موافق حکم اُس بدبخت کے مرمت مکانات میں مشغول تھا بَیْنَا اَنَا اُجَصِّصُ الْاَبْوَابَ وَاِذَا بِالزَّعَقَاتِ قَدِ ارْتَفَعَتْ مِنْ جَنَبَاتِ الْکُوْفَۃِ فَاَقْبَلْتُ عَلٰی خَادِمٍ مَعَنَا وَقُلْتُ لَہٗ مَا لِیْ اَرَی الْکُوْفَۃَ تَضِجُّ پس میں ایک روز مرمت دروازہ قلعہ کی کر رہا تھا کہ ناگاہ آواز شور و غل کی کوچہ ہائے کوفہ سے بلند ہوئی پس وہ شور و غوغائے عظیم سنکر میں کمال متعجب ہوا اور میں نے اُس مزدور سے کہ جو میرے پاس تھا پوچھا کہ آیا تجھے کچھ معلوم ہے کہ اسوقت یہ شور و غل کوفہ میں کیسا برپا ہے قَالَ السَّاعَۃَ اَتَوْا بِرَاْسِ خَارِجِیٍّ خَرَجَ عَلٰی یَزِیْدَ بْنِ مُعَاوِیَۃَ فَقُلْتُ مَنِ الْخَارِجِیُّ قَالَ الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ اُس مزدور نے جواب دیا کہ سبب اس شور و غل کا یہ ہے کہ ایک شخص خارجی نے زمین عراق پر یزید بن معاویہ پر خروج کیا تھا اور حکم امیر شام سے سرتابی کی تھی پس لشکر یزید نے اُسے مع اُس کے احباب و اقربا کے قتل کیا اور سر اُن کے اسوقت کوفہ میں لائے ہیں اور تمام زن و مرد شہر کے واسطے تماشے کے جمع ہیں

ہیں مسلم کہتا ہے کہ میں نے اس مزدور سے پوچھا کہ نام اُس دشمن یزید کا کیا تھا اُس نے جواب دیا کہ مجھے خوب معلوم ہو کہ نام
اُس کا حسینؑ بن علیؑ تھا قَالَ فَتَرَكْتُ الْخَادِمَ حَتّٰى خَرَجَ مِنْ عِنْدِیْ فَلَطَمْتُ وَجْهِیْ حَتّٰى خَشِيْتُ
عَلٰى عَيْنَیَّ اَنْ تَذْهَبَا وَغَسَلْتُ يَدَیَّ مِنَ الْجَصِّ وَخَرَجْتُ عَنْ ظَهْرِ الْقَصْرِ وَاَتَيْتُ اِلَى الْكُنَاسِ
مسلم کہتا ہے کہ سنتے ہی کلام کے مجھے ایک صدمۂ عظیم ہوا اور اُس مزدور کو میں نے کسی حیلہ سے کسی کام کے لئے باہر بھیج
دیا جب کہ وہ وہاں سے باہر گیا میں بہت رویا اور مونہہ اپنا اسقدر پیٹا کہ مجھے گمان پھوٹ جانے آنکھوں کا ہوا پس
میں ہاتھ اپنا دھو کر پشت قصر سے اُتر کر محلہ کناس میں آیا فَبَيْنَمَا اَنَا وَاقِفٌ وَالنَّاسُ يَتَوَقَّعُوْنَ وُصُوْلَ
السَّبَايَا وَالرُّؤُسِ اِذْ اَقْبَلَتْ نَحْوُ اَرْبَعِيْنَ شُقَّةً عَلٰى اَرْبَعِيْنَ جَمَلًا فِيْهَا الْحَرَمُ
وَالنِّسَاءُ پس میں وہاں جا کر کھڑا ٹھہرا تھا اور تمام مرد وزن کوفہ کے منتظر پہونچنے سرہائے شہدا اور قیدیوں کے
تھے کہ ناگاہ چالیس اونٹ کجاوہ بستہ کہ اُنمیں عورات اور اطفال سوار تھے سامنے سے نمودار ہوئے۔ وَاِذَا بِعَلِیِّ
بْنِ الْحُسَيْنِ عَلٰى بَعِيْرٍ بِغَيْرِ وِطَاءٍ وَاَوْدَاجُهٗ تَشْخَبُ دَمًا وَيَدَاهُ مَغْلُوْلَتَانِ
وَهُوَ يَبْكِیْ اور دیکھا میں نے کہ پشت شتر بے کجاوہ و عماری پر جناب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام
سوار ہیں اور گلوے مبارک میں ایک طوق آہنی ایسا بھاری اور سنگ پڑا ہے کہ رگ ہائے گردن نازنین سے خون جاری ہے
اور دونوں ہاتھ زنجیروں سے جکڑے ہیں اور وہ حضرت اُسوقت رو رہے ہیں وَيَقُوْلُ ؎ يَا اُمَّةَ السُّوْءِ
لَا سُقْيًا لِرَبْعِكُمْ ❊ يَا اُمَّةً لَمْ تُرَاعِ جَدَّنَا فِيْنَا ❊ لَوْ اَنَّنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ يَجْمَعُنَا ❊ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
مَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَا اور وہ امام مظلوم اُس حال میں یہ فرماتے ہیں یعنی اے بدترین اُمّت بدکردار خداوند تمہاری
اس جمعیت کو پریشان اور خوار کرے کہ تم نے اولاد کو اپنے نبی کی قتل کیا اور اہلحرم کو اُنکے مقید کیا اور مطلق پاس اور لحاظ
اپنے رسول کی حرمت کا نہ کیا اے اُمّت جفا شعار جب کہ بروز قیامت ہم اپنے نانا کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور
شکایت تمہاری اس ظلم کی کریں گے اور وہ حضرت تم سے اس ظلم عظیم کا سوال کریں گے کہ آیا یہی اجر اور عوض
تھا میری نبوت اور رسالت کا کہ جو تم نے بعد میرے میری اولاد سے کیا تو اسوقت تم کیا جواب دوگے رسو لخدا کو
تُسَيِّرُوْنَا عَلَى الْاَقْتَابِ عَارِيَةً ❊ كَاَنَّنَا لَمْ نُشَيِّدْ فِيْكُمْ دِيْنًا ❊ تُصَفِّقُوْنَ عَلَيْنَا
كَفَّكُمْ فَرَحًا ❊ وَاَنْتُمْ فِیْ فِجَاجِ الْاَرْضِ تَسُبُّوْنَا ❊ اَلَيْسَ جَدِّیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَيْلَكُمْ

اَهْدَى الْبَرِيَّةِ مِنْ سُبُلِ الْمُضِلِّيْنَا اے اُمت جفاکار کیا غضب ہے کہ تم نے دختران رسولِ خدا کو سر برہنہ اونٹوں پر بٹھایا ہے اور مثل بندیان ترک و دیلم کے مقید کرکے بذلت و خواری شہر و دیار اور کوچہ و بازار میں تشہیر کرتے پھرتے ہو گویا کہ ہم بانی بنائے دین اسلام کے نہیں ہیں اور علاوہ اُن سب جور و ستم پر اور یہ ظلم عظیم ہے کہ ہماری اس ذلت اور رسوائی پر خوش اور مسرور ہوئے ہو اور ہاتھ اپنے بجائے ہو اور ہمیں زمین پست و بلند یعنی آبادی اور صحرا میں قیدی بناکر کھینچے پھرتے ہو حالانکہ جد امجد ہمارے جناب رسولِ خدا محمد مصطفےٰ ہیں کہ جن حضرت نے تمام خلق کو راہ ضلالت و گمراہی سے پھیر کر طرف راہ راست کے ہدایت کی ہے فَصَارَ نِسَاؤُهُمْ يُنَاوِلُوْنَ الْاَطْفَالَ الَّذِيْنَ عَلَى الْمَحَامِلِ التَّمْرَ وَالْخُبْزَ فَقَالَتْ اُمُّ كُلْثُوْمٍ يَا اَهْلَ الْكُوْفَةِ اِنَّ الصَّدَقَةَ عَلَيْنَا حَرَامٌ وَصَارَتْ تَاْخُذُهَا مِنْ اَيْدِى الْاَطْفَالِ وَتَرْمِيْ بِهَا عَلَى الْاَرْضِ حمید بن مُسلم کہتا ہے کہ جب کجاوہ ہائے اہلحرم قریب عورات اہل کوفہ کے کہ وہ سب کوٹھوں پر واسطے تماشے کے جمع تھیں آ پہنچے اُن عورات نے حال زار اہلبیت ع کا جو دیکھا گیا سب رونے لگیں اور ہر ایک عورت ان قیدیوں پر خرما اور روٹیاں بطور تصدق کے پھینکنے لگی اُس وقت جناب ام کلثوم ہمشیرہ امام مظلوم نے اُن عورات سے فرمایا کہ اے اہل کوفہ کہ ہم بحال زار اونٹوں پر سوار مقید ہو کر باین ذلت بازار میں پھرائے جاتے ہیں لیکن حق سُبحانہ تعالےٰ نے بہ سبب اولاد ہونے جناب رسولِ خدا کے صدقہ ہم پر حرام کیا ہے پس اُن معظمہ نے وہ خرما اور روٹیاں ہاتھوں سے بچوں کے لیکر پھینک دیں وَقَالَتْ يَا اَهْلَ الْكُوْفَةِ تَقْتُلُنَا رِجَالُكُمْ وَتَبْكِيْ عَلَيْنَا نِسَاءُكُمْ فَالْحَاكِمُ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اللهُ يَوْمَ فَصْلِ الْقَضَاءِ اور اُس مخدومۂ عالم نے فرمایا کہ ای عورات اہل کوفہ عجب بے حیا ہو تم کہ تمہارے مردوں نے ہمارے وارثوں کو قتل کیا اور ہمیں باین ذلت و خواری مقید کرکے یہانتک لائے ہیں اور تم ہمارے اس حال زار پر روتے ہو پس جب کہ وہ روز آئے گا کہ جس روز تمام قضایائے عالم فیصل ہوں گے اور حاکم اور قاضی خداوند قہار ہوگا اس روز وہی پروردگار عالم درمیان ہمارے اور تمہارے حکم بحق کرے گا فَبَيْنَا كُنْ لَكَ اِذَا الصَّيْحَةُ قَدْ اِرْتَفَعَتْ وَاِذَا بِهِمْ اَتَوْا بِالرُّؤُسِ مُقَدَّمُهُمْ رَاسُ اَشْبَهَ الْخَلْقِ بِرَسُوْلِ اللهِ مُسلم کہتا ہے کہ ابھی جناب اُم کلثوم عورات کوفہ سے ہم کلام نہیں کہ ناگاہ ایک شور عظیم بلند ہوا اور یکایک بہت سے نیزوں پر رکھے ہوئے نمودار ہوئے جب کہ وہ قریب ہمارے آئے دیکھا ہم نے کہ آگے اُن سب سروں کے ایک سر ہے کہ وہ شا

ہے صورت میں رسول خدا سے ملتے ہیں وَلِحْيَتُهُ كَسَوَادِ السَّبَجِ قَدْ اُنْصِلَ بِهَا الْخِضَابُ وَوَجْهُهُ دَارَةُ قَمَرٍ طَالِعٍ وَالنُّورُ يَسْطَعُ مِنْ ثَنَايَاهُ وَهُوَ يَتْلُو الْقُرْآنَ اور دیکھا میں نے کہ ریش مطہر آنکی مثل محاسن شیوخ کے مخضب ہے اور چہرۂ پر نور اُن کا مثل ماہ تمام کے تاباں و درخشاں ہے اور دندان پیشین سے اُنکے ایک نور تا آسمان بلند ہے اور وہ سر اقدس تلاوت قرآن میں مصروف ہے فَلَمَّا حَاذَى الْمَحْمِلَ الَّذِي عَلَيْهِ زَيْنَبُ بِنْتُ عَلِيٍّ رَأْسَ اَخِيْهَا وَرَأَتْهُ عَلَى الرُّمْحِ نَطَحَتْ جَبِيْنَهَا بِمُقَدَّمِ الْمَحْمِلِ حَتَّى جَرَى الدَّمُ مِنْهُ كَالسَّيْلِ جبکہ وہ سر پر نور برابر کجاوہ زینب خاتونؑ دختر امیر المومنینؑ کے آیا اور اُن معظمہ نے سر اطہر اپنے بھائی حسین کا نیزہ پر دیکھا بیتاب ہوگئیں اور سر اپنا چوب محمل پر اس زور سے مارا کہ پیشانی اطہر پھٹ گئی اور خون اُس سے بہت سا جاری ہوا وَصَاحَتْ وَاَوْمَتْ اِلَيْهِ وَجَعَلَتْ تَقُوْلُ ؎ يَا هِلَالًا لَمَّا اسْتَتَمَّ كَمَالًا ؛ غَالَهُ خَسْفُهُ فَاَبْدَىٰ غُرُوْبًا ؛ مَا تَوَهَّمْتُ يَا شَقِيْقَ فُؤَادِيْ ؛ كَانَ هٰذَا مُقَدَّرًا مَكْتُوْبًا بس اُس حالت بیتابی میں اُن معظمہ نے آہ کی اور اشارہ طرف سر اقدس امام حسینؑ کے کیا اور یہ اشعار متضمن حسرت و یاس بر کمال اضطرار زبان مبارک پر جاری کیے یعنی فدا ہو بہن اس چاند پر سے کہ جو ابھی ماہ کامل نہ ہوا تھا کہ دفعۃً اُسے گہن لگ گیا اور غروب کر گیا اے پارہ جگر اے نور نظر یہ امر مطلق میرے وہم میں نہ تھا کہ تقدیر میں ہماری یوں لکھا ہے کہ سر انور تمہارا نیزہ پر ہو اور یہ بہن ستمدیدہ قید ہو کر اونٹ پر سوار ہو کر شہر و دیار اور کوچہ و بازار میں پھرائی جائے ؎ يَا اَخِيْ فَاطِمَةُ الصَّغِيْرَةُ كَلِّمْهَا ؛ فَقَدْ كَادَ قَلْبُهَا اَنْ يَذُوْبَا ؛ يَا اَخِيْ قَلْبُكَ الشَّفِيْقُ عَلَيْنَا ؛ مَا لَهُ قَدْ قَسَىٰ وَصَارَ صَلِيْبًا اے بھیا اس اپنی دختر ستم رسیدہ فاطمہ صغرا سے کچھ باتیں کرو کہ تمہارے نہ بولنے سے قریب ہے کہ وہ بچی مرجائے اور قلب نازنین اُسکا اس آتش رنج و قلق سے پانی ہو کر بہہ جائے اے بھیا تمہیں تو ہم سے ایسی محبت تھی کہ ہمارے ادنیٰ رنج والم سے تمہیں نہایت ہی رنج و غم ہوتا تھا اور ہماری مصیبت کو ایک آن بھی نہ دیکھ سکتے تھے اب معلوم نہیں کہ آپ ہم سے کیوں بیزار ہوگئے ہیں اور کیوں ہماری طرف سے آپ نے دل کو سخت کر لیا ہے کہ ہم پر انواع و اقسام کی مصیبتیں طاری ہیں اور ہاتھ میں ان دشمنوں کے ہم گرفتار ہیں اور تم دیکھتے ہو اور ہماری حمایت نہیں کرتے ہو ؎ يَا اَخِيْ لَوْ تَرَىٰ عَلِيًّا لَدَى الْاَسْرِ ؛ مَعَ الْيَتِيْمِ لَا يُطِيْقُ وُجُوْبًا ؛ كُلَّمَا اَوْجَعُوْهُ بِالضَّرْبِ نَادَاكَ ؛ بِذُلٍّ يَفِيْضُ دَمْعًا مَسْكُوْبًا

اے بھیا اگر دیکھو تم مصیبت کو اپنے فرزند دلبند زین العابدین کی کہ وہ مظلوم ایک تو بیمار اور دوسرے یتیم و ناچار اسپر یہ جفا ہے
نے اُس علیل کو بہ قید سخت گرفتار کیا ہے اور وہ ایسا ضعیف و ناطاقت ہوگیا ہے کہ تحمل ان مصائب شدیدہ کا اُسے دشوار
ہے اور زیادہ ان سب مصائب سے یہ مصیبت ہے کہ اس ضعف و بیماری پر اُسے تازیانہ لگاتے ہیں اور اُس حالت بیکسی
میں کوئی فریادرس اُس کا نہیں ہے لیکن وہ مظلوم بار بار آپ کو اُس حالت کرب و تکلیف میں پکارتا ہے غالب ہے کہ آپ سے
یہ مصیبت اپنے اُس فرزند مظلوم کی نہ دیکھی جائے اور آپ کی آنکھوں سے اشک اس مصیبت میں جاری ہوں اور آپ
بہت روئیں ؎ يَا اَخِيْ ضُمَّهُ اِلَيْكَ وَقَرِّبْهُ ❊ وَسَكِّنْ فُؤَادَهُ الْمَرْعُوْبَا ❊ مَا اَذَلَّ الْيَتِيْمَ
يُنَادِيْ ❊ يَا اَبِيْهِ وَلَا يَرَاهُ مُجِيْبًا ❊ اے بھیا فرزند آپ کا زین العابدین علیہ السلام ظلم سے ان
ظالموں کے نہایت خائف و ترساں ہے پس لازم ہے آپ کو کہ اس فرزند علیل کو اپنے سینہ سے لگاؤ اور اُسے پیار کرو کہ یہ
باعث اُس کی تسکین کا ہوگا اور کمال تاسف ہے حال پر ایسے یتیم کی کہ جو وقت مصیبت کے اپنے باپ سے فریاد کرے اور دا
اُس کی فریاد کو نہ پہنچے اور نہ کچھ اُسے جواب دے رُوِيَ اَبُوْ مِخْنَفٍ عَنِ ابْنِ حَبِيْبٍ اَنَّهُ
قَالَ فَوَقَفُوْا بِبَابِ خَدِيْجَةَ سَاعَةً فَسَمِعْتُ مِنْ رَأْسِ الْحُسَيْنِ اَنَّهُ يَقْرَءُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ
روایت کی ہے ابو مخنف نے ابن حبیب سے کہ کہا اُس نے جب کہ اشقیائے کوفہ و شام مع سرہائے شہدا و اہلبیت علیہم السلام
کے داخل کوفہ ہوئے اسوقت وہ سب ملعون ایک ساعت دروازہ خزیمہ پر ٹھہرے رہے پس اُس حالت میں میں قریب آیا سر
امام حسین کے گیا دیکھا میں نے کہ نور اُس سر انور سے مثل آفتاب کے از زمین تا آسمان تاباں ہے اور سنا میں نے کہ سورہ
کہف کی تلاوت فرماتے ہیں اِلٰی اَنْ بَلَغَ قَوْلَهُ تَعَالٰى اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ
كَانُوْا مِنْ اٰيَاتِنَا عَجَبًا فَبَكَيْتُ وَقُلْتُ وَاللّٰهِ هٰذَا اَمْرٌ فَضِيْعٌ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
فَرَغَ رَأْسُهُ مِنَ السُّوْرَةِ پس جب کہ اُن حضرت نے آیہ کریمہ ام حسبت ان اصحاب الکہف والرقیم کی تلاوت کی کہ معنی اُس کے یہ
ہیں کہ خداوند عالم فرماتا ہے بہ تحقیق کہ حکایت اصحاب کہف اور رقیم کی ہمارے آیات عجیبہ سے ہے ابن حبیب کہتا ہے کہ اس
آیہ کو سنکر میں بہت رویا اور کہا میں نے کہ اے فرزند رسول مختار قصہ اصحاب کہف اور رقیم سے قصہ آپ کا زیادہ عجیب ہے
اس لئے کہ قیامت یہ ہے کہ سر فرزند رسول کا کاٹ کر نیزہ پر رکھا ہے اور ذریت خاتم الانبیا کی مقید ہیں اور بکمال ذلت و
رسوائی بازاروں میں پھرائی جاتی ہیں پس اُن حضرت نے تمام سورہ کہف کی تلاوت کی وَفِي الْمَقْتَلِ عَنْ زَيْدٍ

اَنَّهٗ قَالَ فَلَمَّا اُتِیَ بِرَاسِ الْحُسَیْنِ فِی الْکُوْفَةِ وَدِیْرَ بِهٖ فِیْ سِکَکِهَا کُنْتُ جَالِسًا فِیْ غُرْفَةٍ وَکَانَ لَهَا رَوْشَنٌ مُحَاذِیًا بِالسُّوْقِ اور مقتل ابومخنف میں زید بن ارقم سے منقول ہے کہا اُس نے جب کہ سر اطہر فرزند خیر البشر جناب امام حسینؑ کا شقیائے بنی اُمیّہ نے داخل شہر کوفہ کیا اور ہر کوچہ و بازار میں اُس شہر کے پھرانے لگے اسوقت میں ایک کھڑکی میں کہ آگے اُس کے برآمدہ تھا بیٹھا تھا فَاِذَا بِاَعْلَامٍ وَطُبُوْلٍ اِمَامُ الرَّاْسِ قَدْ نُشِرَتْ عَلَیْهِمْ وَاِذَا بِالرَّاسِ عَلٰی قَنَاةٍ وَالنُّوْرُ یَسْطَعُ مِنْهُ کَنُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ پس دفعتہ دیکھا میں نے کہ آگے آگے بہت سے نشان کشادہ پرچم ہیں اور ساتھ اُنکے طبل اور نقارے بجتے آتے ہیں اور پیچھے اُنکے بہت سے سر ہیں یہ دیکھ کر میں نے سر اپنا باہر کھڑکی کے نکالکر دیکھا کہ سر اقدس امام حسینؑ علیہ السّلام کا ایک نیزہ بلند پر رکھا ہوا ہے اور نور اُس سر اطہر سے مثل نور چہرۂ انور رسولخداؐ کے تاباں اور درخشاں ہے فَلَذَابَ بِهٖ قَلْبِیْ فَلَمَّا حَاذَانِیْ سَمِعْتُهٗ یَقْرَءُ سُوْرَةَ الْکَهْفِ بِصَوْتٍ حَسَنٍ وَتَرْتِیْلٍ لَطِیْفٍ اَنَّ اَصْحَابَ الْکَهْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا پس یہ دیکھ کر دل میرا اُس حادثۂ عظیم سے کمال مغموم اور محزون ہوا جب کہ وہ سر اطہر برآمدہ کے باہر آیا سُنا میں نے کہ حضرت آیہ وافی ہدایہ اَنَّ اَصْحَابَ الْکَهْفِ وَالرَّقِیْمِ کی باواز حسین و حزین اور بہ ترتیل لطیف تلاوت فرماتے ہیں فَلَطَمْتُ وَجْهِیْ وَنَادَیْتُ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَمْلُ رَاسِکَ وَقَتْلُکَ اَعْجَبُ مِنْ قِصَّةِ اَصْحَابِ الْکَهْفِ زید بن ارقم کہتے ہیں کہ جب اس آیہ کو زبان اقدس سے سُنا میں نے مُنھ اپنا پیٹ لیا اور کہا میں نے کہ اے فرزند رسولخداؐ حکایت آپ کے قتل کی اور قصہ آپ کے سر اطہر کے نیزہ پر لئے پھرنے کا قصہ اصحاب کہف سے بمراتب عجیب ہے فَاَقْبَلَتِ النِّسَاءُ عَلٰی اَقْتَابِ الْجِمَالِ فِیْ حُجُوْرِهِنَّ الْاَطْفَالُ فِیْ نَوْحٍ وَعَوِیْلٍ پس وہ اشقیا سر انور کو لے کر وہاں سے کچھ آگے بڑھے تھے کہ دیکھا میں نے پیچھے پیچھے پردگیان عصمت و طہارت اور مخدرات حجلۂ عفت و شرافت پشت شتران برہنہ پر سر برہنہ سوار اور گود میں اُنکے اطفال خورد سال روتے چلے آتے ہیں اور وہ سب عورات اپنی ذلّت و خواری پر بہ حسرت و یاس نوحہ کرتی ہیں اور یہ کہتی ہیں وَاجَدَّاهُ وَامُحَمَّدَاهُ لَیْتَکَ تُشَاهِدُنَا بِهٰذِهِ الْحَالِ عُرَایَا عَلٰی اَقْتَابِ الْجِمَالِ یعنی یا رسول اللہؐ یا جداہ کاش اسوقت آپ ہماری اس حال پر اختلال کو ملاحظہ کرتے کہ ہم کس ذلّت اور خواری سے پشت شتران برہنہ پر سر برہنہ سوار ہیں اور کوئی اسوقت ہمیں ہمارا فریاد رس نہیں ہے بلکہ ہمارے اس حال زار پر ہر ایک شخص خوش اور مسرور ہوتا ہے قَالَ فَاِذَا دَ[illegible]

فَسَمِعْتُ هَاتِفًا يُنَادِيْ ۵ رَاسُ ابْنُ بِنْتِ مُحَمَّدٍ وَوَصِيِّهِ ؛ بِالرِّجَالِ عَلَى الْقَنَاةِ يُرْفَعُ وَالْمُسْلِمُوْنَ بِمَنْظَرٍ وَبِمَسْمَعٍ لَا جَازِعٌ مِنْهُمْ وَلَا مُتَوَجِّعٌ ؛ زید بن ارقم کہتے ہیں جب یہ مصیبت اہل بیت اطہار علیہم السلام کی میں نے دیکھی اور بھی حزن والم میرا زیادہ ہوا اور اسی حالت میں سُنا میں نے کہ ایک ہاتف غیب یہ آواز دیتا ہے یعنی افسوس ہے کہ یہ اُمت جفا کار سر اطہر اپنے نبی کے نواسے کا نیزہ پر رکھ کر جا بجا پھراتے ہیں اور مقام تاسف ہے کہ جو لوگ اپنے تئیں مسلمان کہتے ہیں وہ سب واسطے تماشہ دیکھنے سر مُبارک کے جمع ہوئے ہیں اور کوئی اُن میں ایسا نہیں ہے کہ دل اُس کا بیکسی پر اولادِ رسولِ خدا کے مغموم ہو بلکہ ہر ایک مسرور اور خوش ہوتا ہے اور ایک دوسرے کو مُبارک باد دیتا ہے ۵ مَنَعُوْا زُلَالَ الْمَاءِ اٰلَ مُحَمَّدٍ وَغَدَتْ ذِئَابُ الْبَرِّ تَكْرَعُ ؛ عَيْنٌ عَلَاهَا لِفِيْهِ الْكُحْلُ فِيْهِ تَفَقَّنَتْ ؛ وَيَدٌ تُصَافِحُ فِي الْبَرِيَّةِ تُقْطَعُ یعنی مقام تاسف اور کمال افسوس ہے کہ جس پانی سے جانور ان چرندا و پرند سیراب ہوں اور سگ و خوک تک اُس پانی سے جسقدر چاہیں پئیں وہ پانی اولادِ رسولِ خدا پر کئی روز بند رہے اور وہ سب ذریت ساقی کوثر ایک قطرہ پانی کو ترسیں یہاں تک کہ تشنہ لب قتل ہوں پس وہ نابینا ہوں وہ آنکھیں کہ جو بعد ایسے مصیبت عظیم کے سرمگیں ہوں اور قطع ہوں وہ ہاتھ کہ جو بعد مصائب اولادِ رسولِ خدا کے مصافحہ بسرور کریں زید بن ارقم کہتا ہے کہ یہ اشعار ہاتف کے سنکر میں روتے روتے بیہوش ہو گیا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس بیالیسویں مشتمل ہے داخل ہونے پر اہل حرم کے کوفہ میں

فِي الْاَنْوَارِ النُّعْمَانِيَّةِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ شِيْعَةِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهُ قَالَ قَدْ اَخْطَأْتُ خَطِيْئَةً وَجَنَيْتُ جِنَايَةً وَلَوْ لَمْ تَغْفِرْ لِيْ لَمَا شَكَكْتُ اِنِّيْ مِنْ اَهْلِ النَّارِ انوار نعمانیہ میں کہ مصنفات سید نعمت اللہ جزائری سے ہے ایک شخص شیعیان امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ کہا اُس نے مجھ سے وہ گناہ سرزد ہوا ہے کہ اگر خداوند غفار وہ گناہ میرا نہ بخشے تو بے شبہ میں اہل جہنم سے ہوں لِاَنِّيْ كُنْتُ بِالْكُوْفَةِ وَنَفْسِيْ مُسْتَوْحِشَةٌ مِمَّا اَرٰى مِنْ تَغَيُّرِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وہ گناہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ بسبب ضروریات کے مجھے چندروز اتفاق اقامت کوفہ کا ہوا اور وہ ایام ایسے وحشت ناک تھے کہ خود بخود دل میرا محزون و مغموم رہتا تھا اور رنگ دن اور رات کا ایسا متغیر نظر آتا تھا کہ اُس تغیر کو دیکھ کر دل

خوف سے کانپتا تھا لِاَنِّیْ اَرٰی جُدْرَانَ الْکُوْفَۃِ کَاَنَّھَا مُطْلِیَّۃٌ بِالدَّمِ عَبِیْطٍ وَالنَّاسُ فِیْ دَھْشَۃٍ وَحَیْرَۃٍ شَدِیْدَۃٍ اور وجہ خوف کی زیادہ تر یہ تھی کہ جس در و دیوار کوفہ کو میں دیکھتا تھا پر خون تازہ چھڑکا ہوا نظر آتا تھا اور ایک میں ہی فقط متحیر اور متوحش نہ تھا بلکہ ہر شخص باشندگان کوفہ سے مثل میرے اسی حال میں مبتلا تھا وَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ مِنْ سَبَبِہٖ فَبَیْنَا اَنَا کُنْتُ وَاقِفًا مُتَحَیِّرًا فِی السُّوْقِ فَسَمِعْتُ تَکْبِیْرَ الْعَسْکَرِ اور ہر چند کہ ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر فکر میں تھا لیکن کسی کو سبب اس توحش اور تحیر کا معلوم نہ ہوتا تھا جب کئی روز اسی حال میں مجھے گذرے ایک روز میں بازار میں مغموم اور متحیر ہوں کھڑا تھا کہ ناگاہ ایک جانب سے آواز تکبیر اہل فوج کی میرے کانوں میں آئی فَنَظَرْتُ اِلَی الْجِھَۃِ الشَّرْقِیَّۃِ فَرَاَیْتُ الرُّؤُسَ مَرْفُوْعًا عَلَی الرِّمَاحِ وَالنِّسَاءِ بَاکِیَاتٍ رَاکِبَاتٍ عَلَی الْجِمَالِ پس جب کہ میں نے بہ جانب مشرق نگاہ کی دیکھا کہ آگے بہت سے سر نیزوں پر رکھے ہیں اور پیچھے اُن کے پشت شتران برہنہ پر بہت سی عورات سر برہنہ سوار ہیں اور وہ سب کے سب روتے پیٹتے چلے آتے ہیں وَبَیْنَھُنَّ بَنَاتٌ صِغَارٌ وَوُجُوْھُھُنَّ کَالْقَنَادِیْلِ وَرَاَیْتُ شَابًّا مَرِیْضًا مُقَیَّدًا بِقَیْدِ الْحَدِیْدِ عَلٰی جَمَلٍ وَرِجْلَیْہِ مَشْدُوْدَیْنِ مِنْ تَحْتِ بَطْنِ النَّاقَۃِ وَالدَّمُ یَسِیْلُ مِنْ سَاقَیْہِ اور اُن عورات میں کئی صاحبزادیاں بہت کم سن نہایت خوبصورت ہیں اور دیکھا میں نے کہ ایک نوجوان نہایت بیمار و ناتوان ایک اونٹ پر سوار اور گلے میں اُسکے طوق آہنی گرانبار ہے اور ہاتھ اُس کے زنجیر سے بند ہے ہیں اور دونوں پاؤں اُس مریض کے پیٹ سے اونٹ کی اس بیرحمی سے کھینچ کر باندھے ہیں کہ صدمہ سے رسیوں کے دونوں پنڈلیاں اُنکی زخمی ہیں اور اُن سے خون جاری ہے وَھُوَ یَتَاَوَّہُ مِنَ الْاَذٰی فَدَنَوْتُ اِلٰی وَاحِدَۃٍ مِنْھُنَّ لِاَسْئَلَھَا مِنْ حَالِھَا اور اُس حالت میں سنا میں نے کہ وہ بیمار و ناتوان بہ سبب تکلیف شدیدہ کے آہ آہ کرتا ہے پس میں بقصد اس کے کہ کسی سے ان عورات میں سے پوچھوں کہ یہ سر کس کے ہیں اور تم کون ہو پس میں قریب اونٹ ایک بی بی کے گیا فَلَمَّا دَفَعْتُ رَاْسِیْ وَنَظَرْتُ اِلَیْھَا صَرَخَتْ عَلَیَّ صَرْخَۃً عَلٰی صَرْخَۃٍ عَظِیْمَۃً وَقَالَتْ یَا ھٰذَا اَمَا یَسْتَحِیْ مِنَ اللہِ وَرَسُوْلِہٖ تَنْظُرُ اِلَیْنَا پس میں قریب اُس اونٹ کے گیا اور سر میں نے اپنا بلند کرکے اُس معظمہ کی طرف نگاہ کی اور چاہتا تھا کہ کچھ پوچھوں کہ دفعتاً اُس بی بی نے مجھے ایسا جھڑکا کہ ہوش و حواس میرے بجا نہ رہے اور کہا مجھ سے کہ اے شخص آیا تجھے کچھ

خوف خدا اور رسول کا نہیں ہے کہ تو ہم بیکسوں کی طرف دیکھتا ہے فَسَقَطْتُ عَلٰی وَجْهِیْ مُغْشِیًّا عَلَیَّ فَلَمَّا
اَفَقْتُ مِنْ غَشْوَتِیْ اِذَا هُمْ قَدْ بَعُدُوْا عَنِّیْ فَقُمْتُ اَعْدُوْا حَتّٰی وَصَلْتُ قَرِیْبًا مِنَ
الْکَنِیْسَةِ نَحْوَ ثَنِیْ پس ہیبت سے اُس آواز کی مجھے غش آگیا جب کہ مجھے غش سے افاقہ ہوا دیکھا
میں نے کہ وہ قطار اونٹوں کی مجھ سے بہت دور ہو گئی ہے پس اُسی حالت میں دوڑا میں اور قریب اونٹ اُنہیں معظمہ کے کہ جنہوں
نے مجھے جھڑکا تھا پہنچا فَنَادَیْتُ بَیْنَ یَدَیْهَا وَاَطْرَقْتُ رَاْسِیْ حَیَاءً مِنْهَا وَبَکَیْتُ وَهِیَ مَشْغُوْلَةٌ
بِالْبُکَاءِ وَالنَّحِیْبِ پس میں بکمال ادب دست بستہ سر جھکا کر روبرو اُن کے کھڑا ہوا اور مارے ندامت کے رونے لگا اور معظمہ
اُس حالت میں مشغول بگریہ و بکا تھیں فَالْتَفَتَتْ اِلَیَّ وَقَالَتْ لِیْ مَا یُبْکِیْكَ قُلْتُ بُکَائِیْ عَلَیْکُمْ
وَعَلٰی مَا اَصَابَکُمْ فَاِنِّیْ اَرٰی لَکُمْ هَیْبَةً عَظِیْمَةً وَشَانًا جَلِیْلًا وَفُؤَادِیْ یَنْصَدِعُ
مِنْ رُؤْیَتِکُمْ وَعَیْنِیْ تَدْمَعُ مِنْ حُزْنِیْ عَلَیْکُمْ پس مجھے روتا دیکھ کر وہ مخدومہ میری
طرف متوجہ ہوئیں اور فرمایا کہ اے شخص تو کون ہے اور کیوں روتا ہے میں نے عرض کی کہ اے مخدومہ کونین میں آپ کو اس مصیبت
عظیم میں مبتلا دیکھ کر روتا ہوں اور دل میرا آپ کی بیکسی پر بیٹھا جاتا ہے اور آپ کی اس عظمت اور جلالت شان سے مجھے
معلوم ہوتا ہے کہ آپ کسی خاندان عالی اور بزرگ سے ہیں وَمَا رَاَیْتُ سَبْیًا کَسَبْیِکُمْ وَلَا مَقْتُوْلًا
مِثْلَ مَقْتُوْلِکُمْ وَلٰکِنِّیْ لَمْ اَعْرِفْکُمْ فَاَطْرَقَتْ رَاْسَهَا حَیَاءً مِنِّیْ وَقَالَتْ یَا هٰذَا اَتَعْرِفُ
مُحَمَّدَ نِ الْمُصْطَفٰی قُلْتُ کَیْفَ لَا وَهُوَ نَبِیِّیْ وَشَفِیْعِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اور کہا میں نے کہ اے خاتون مکرمہ جو عظمت
اور شان میں آپ کی دیکھتا ہوں اور جو جلالت قدر و منزلت سروں سے اُن مقتولین کے مشاہدہ کرتا ہوں نہ کبھی میں نے
ایسے قیدی دیکھے ہیں اور نہ کبھی میں نے ایسے مقتول دیکھے ہیں پس میں اُمیدوار ہوں کہ مجھے آگاہ کیجئے کہ آپ کس خاندان
اشرف اور بزرگ اور کس دودمان عالیشان سے ہیں یہ سُنکر اُس مخدومہ نے حیا اور شرم سے سر اپنا جھکا لیا اور فرمایا کہ اے
شخص آیا تو جناب محمد مصطفےٰ کو بھی جانتا ہے میں نے کہا کہ میں اُن کو کیونکر نہیں جانتا ہوں کہ وہ حضرت پیغمبر اور نبی میرے ہیں
اور شفیع ہیں میرے اور تمام گنہگاران اُمت کے روز قیامت فَقَالَتْ لِیْ اَمَا تَعْرِفُ عَلِیًّا قُلْتُ کَیْفَ لَا
وَهُوَ اِمَامِیْ وَسَیِّدِیْ قَالَتْ یَا هٰذَا اَنَا زَیْنَبُ بِنْتُ عَلِیٍّ وَهٰذِهٖ سَبَایَا بَنَاتُ رَسُوْلِ
اللّٰهِ وَذٰلِكَ الرَّاْسُ الْمُشْهَرُ عَلَی الرُّمْحِ رَاْسُ اَخِی الْحُسَیْنِ لَقَدْ قَتَلُوْهُ فِیْ طَفِّ

كُلِّ بِلَادِ جُمُوعِهِمْ وَجَنَايَتِهِ پھر مجھسے فرمایا کہ اے شخص آیا تو علی مرتضےٰ سے بھی واقف ہے میں نے کہا کہ وہ حضرت میرے امام اور پیشوا اور وصی رسولِ خدا ہیں یہ سنکر فرمایا کہ اے سعادتمند میں زینبؑ دختر جناب امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ ہوں اور یہ سب بی بیاں بیٹیاں ہیں جناب رسولِ خدا اور علی مرتضیٰ اور فاطمۃ الزہرا کی اور یہ سر اقدس کہ نیزہ پر ہمارے ساتھ ہے یہ سر ہے میرے بھائی حسینؑ مظلوم کا کہ ان ظالموں نے بیجرم و خطا اُس امام مظلوم کو زمین کربلا پر قتل کیا ہے فَقُلْتُ يَا سَيِّدَتِي عَرَفْتُكِ وَعَرَفْتُ الرَّأْسَ لَكِنْ اَخْبِرِيْنِي مَنْ هٰذَا الصَّبِيُّ الْمُقَيَّدُ الْمُشَدَّدُ سَاقَاهُ مِنْ بَطْنِ النَّاقَةِ فَقَالَتْ خَلِيْفَةُ الْمَاضِيْنَ وَثِمَالُ الْبَاقِيْنَ اِمَامٌ بَعْدَ اَبِيْهِ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ پھر میں نے عرض کی کہ اے شاہزادی میری اسم مبارک سے آپ کے اور اس سر اقدس کے حال میں خوب واقف ہوا لیکن یہ معلوم نہ ہوا کہ یہ طفل بیمار اور علیل کہ جو زنجیروں سے جکڑا ہوا ہے اور جس کے پاؤں میں سیاں باندھ کر پیٹ سے اونٹ کی باندھ رکھا ہے یہ کون ہے پس جناب زینب خاتون بہت روئیں اور فرمایا کہ اے شیخ یہ یادگار ہے اپنے سب بزرگوں کا اور یہ وارث ہے ہم سب بے وارثوں اور یتیموں کا اور یہ امام ہے خلق کا بعد اپنے باپ امام حسینؑ کے اور نام اُس کا زین العابدینؑ ہے فَلَمَّا تَكَلَّمْتُهَا عَرَبْتُ رَأْسِي بِالْحَجَرِ حَتَّى انْكَسَرَ وَمَزَّقْتُ ثِيَابِي وَخَدَشْتُ وَجْهِي وَقُلْتُ يَا سَيِّدَتِي قَطَعَ اللهُ عَيْنًا يَنْظُرُ عَلَيْكُمْ بِخِيَانَةٍ اَنَا مِنْ مُحِبِّيْكُمْ وَعَبِيْدِكُمْ وَعَزِيْزٌ عَلَيَّ مَا اَصَابَكُمْ پس یہ سنکر میں نے سر اپنا اس زور سے پتھر پر مارا کہ پھٹ گیا اور گریبان اپنا چاک کیا اور منھ اپنا اسقدر نوچا اور پیٹا کہ خون جاری ہوا اور عرض کی میں نے کہ اے مخدومۂ عالم نابینا اور کور ہو جائیں وہ جو بہ نگاہ خیانت آپ کی طرف دیکھیں اور میں غلام ہوں آپ کا اور میں آپ کے شیعوں سے ہوں اور بہت سخت اور دشوار ہے مجھ پر کہ میں آپ کو اس مصیبت عظیم میں مبتلا دیکھوں فَقَالَتْ لِي اِذَا كُنْتَ مُحِبًّا لَنَا فَلِمَ لَا نَصَرْتَنَا فَقُلْتُ يَا سَيِّدَتِي سُوْءُ حَظِّي اَخَّرَنِي عَنْ نُصْرَتِكُمْ وَلَوْ شَهِدْتُ غَدَاةَ الطَّفِّ مَشْهَدَكُمْ لَبَذَلْتُ نَفْسِي وَهٰذَا حَظٌّ مَقْدُوْرِي پس اُن معظمہ نے فرمایا کہ اے شخص اگر تو ہمارے دوستوں سے ہے تو پھر کیوں تو نے ہماری نصرت اور مدد نہ کی میں نے عرض کی کہ اے شہزادی میری کم طالعی میری نے ایسی سعادت دارین سے مجھے محروم رکھا افسوس صد افسوس کہ میں روز عاشورا معرکۂ کربلا میں حاضر نہ ہوا اگر میں اس روز حاضر ہوتا تو سر و جان اپنی قدم مبارک پر اپنے آقا اور اپنے امامؑ کے فدا کرتا واحسرتاہ کہ میں اپنی بدقسمتی اور شومی طالع

کے اس نعمت عظمیٰ اور سعادت کبریٰ سے محروم رہا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس تینتالیسویں مشتمل ہے داخل ہونے پر اہل حرم کے روبرو ابن زیاد کے

فِیْ مَقْتَلِ اَبِیْ مِخْنَفٍ اَنَّهٗ لَمَّا دَخَلَ الْکَفَرَةُ اللِّیَامُ بِرَاسِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ اَهْلِبَیْتِهٖ عَلَی ابْنِ زِیَادٍ وَهُوَ فِیْ مَجْلِسٍ عَامٍّ وَقَدْ غَصَّ مَکَانُهٗ بِالْخَوَاصِّ وَالْعَوَامِّ

مقتل ابو مخنف میں منقول ہے کہ جب اشقیائے کوفہ و شام مع سر اقدس امام حسین علیہ السلام اور اہلبیت اطہار کے روبرو ابن زیاد بدنہاد کے پہونچے اُس وقت وہ ملعون مجمع عام مسند حکومت باطلہ پر بیٹھا تھا اور وہ تمام مکان دار الحکومت تماشائیوں سے بھرا ہوا تھا وَ اُقِیْمَ سَیِّدُ السَّاجِدِیْنَ مَلْتُوْفَ الْیَدَیْنِ بَیْنَ یَدَیْهِ فَقَالَ الْمَلْعُوْنُ مِنْهُ مَا اسْمُكَ وَمَنْ اَنْتَ قَالَ اَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ اور جناب امام زین العابدین علیہ السلام کو کہ دونوں ہاتھ اُن کے زنجیر لے سے بندھے تھے مثل قیدیوں کے سامنے اس ولد الزنا کے کھڑا کیا پس وہ شقی پہلے طرف اُس کو بین امام کے متوجہ ہوا اور کہا اے طفل کم سن تو کون ہے اور نام تیرا کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ میں فرزند ہوں حسینؑ بن علیؑ کا اور نام میرا علیؑ ہے قَالَ اَلَیْسَ قُتِلَ عَلِیٌّ فِیْ طَفِّ کَرْبَلَا قَالَ هُوَ کَانَ اَخِیْ اَصْغَرَ مِنِّیْ قَتَلَهٗ رِجَالُكَ سَنَقِفُ وَسَیَقِفُوْنَ وَتُسْئَلُوْنَ وَاَنْتُمْ بِاَیِّ جَوَابٍ تُرَدُّوْنَ پس اُس ملعون نے کہا کہ مجھے قبل سے معلوم ہے کہ علیؑ فرزند حسینؑ تو معرکۂ کربلا میں قتل ہو چکا ہے حضرت نے فرمایا کہ وہ علی مقتول چھوٹا بھائی میرا تھا کہ اُسے تیری فوج نے بیجرم اور بے گناہ روز عاشورا قتل کیا ہے لیکن قریب ہے کہ اس خون ناحق ریختہ سے تو بھی اور تیری ذریت بھی بخوبی واقف ہوں گے اور قریب ہے کہ تجھ سے اور اُن سب قاتلوں سے سوال اُس خون ناحق کا کیا جائے گا مگر مجھے ولعنی ہے کہ تجھ سے اور تیرے ملازموں سے کچھ جواب اس ظلم عظیم کا نہ ہو سکے گا فَسَکَتَ وَنَظَرَ اِلَی النِّسَاءِ وَهُنَّ تُعْرَضُوْنَ عَلَیْهِ بِاَسْمَائِهَا وَکَانَتْ زَیْنَبُ بِنْتُ عَلِیٍّ حَاسِرَةً بَیْنَ الْمَلَاءِ وَعَلَیْهَا اَرْذَلُ ثِیَابِهَا پس یہ سن کر وہ ملعون چپ ہو گیا اور اُس نے طرف اہلبیت اطہار کے نگاہ کی اور اپنے ملازموں سے پوچھا کہ ہر ایک بی بی کے نام و نسب سے مجھے آگاہ کرو چنانچہ ملازموں نے اُسکے نام و نشان ہر ایک مخدرہ کا اُس سے بیان کیا راوی کہتا ہے کہ اسوقت جناب زینبؑ خاتون دختر علی ابن ابیطالبؑ بھی سر برہنہ با موئے پریشان مجمع

وحیران بے مقنعہ وچادر لباس بوسیدہ وکہنہ چاک گریبان مجمع عام میں سرنگوں کہڑی تہیں دَمِےَ کَسَتۡ دَجۡھَھَا بِشَعۡرِ
رَاسِھَا وَحَفَّتۡ بِھَا اِمَائُھَا فَقَالَ ابۡنُ زِیَادٍ لِبَعۡضِ حُجَّابِہٖ مَنۡ ھٰذِہٖ اور مستورہ ان مخدرہ نے
چہرہ انور اپنا بہ سبب شرم کے بالوں سے چہپا رکہا تہا اور چند کنیزیں اُسکی ہمراہ ہو کر گرد اپنی بی بی کے حلقہ کئے کہڑی تہیں پس ابن زیاد
بد نہاد نے ایک دربان سے پوچہا کہ بیان کر تام اس معظمہ کا کہ جس کے گرد یہ سب لونڈیاں حلقہ کئے کہڑی ہیں کیا نام ہے فَقَالَ لَہُ الۡحَاجِبُ یَا اَمِیۡرُ
ھٰذِہٖ زَیۡنَبُ بِنۡتُ اَمِیۡرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ سَیِّدِ الۡوَصِیِّیۡنَ فَقَالَ لَھَا یَا زَیۡنَبُ بِحَقِّ جَدِّکِ رَسُوۡلِ
اللّٰہِ کَلِّمِیۡنِیۡ پس اُس دربان علیہ اللعن نے بیان کیا کہ اے امیر یہ خاتون معظمہ دختر امیر المومنین علی بن ابی
طالب زینب خاتون ہے یہ سُنکر اُس بے حیا نے جناب زینب خاتون سے خطاب کیا اور کہا کہ اے دختر خاتون محشر
قسم ہے تجہے اپنے جد امجد محمد مصطفےٰ سید البشر کی کہ مجھ سے تو کچہہ کلام کر قَالَتۡ زَیۡنَبُ یَا عَدُوَّ اللّٰہِ مَا تُرِیۡدُ
مِنِّیۡ قَدۡ فَضَحۡتَنَا وَھَتَکۡتَنَا بَیۡنَ الۡاَنَامِ وَنَحۡنُ بَنَاتُ خَیۡرِ الۡاَنَامِ فَقَالَ ھَلۡ رَاَیۡتِ کَیۡفَ
فَعَلَ اللّٰہُ بِاَخِیۡکِ پس یہ سنکر اُس شقی سے جناب زینب خاتون نہایت غضبناک ہوئیں اور فرمایا کہ اے دشمن خدا تونے
کوئی دقیقہ ہماری تفضیح وتذلیل میں باقی نہیں رکہا ہے اور تمام عالم میں ہمیں رسوا کر چکا ہے حالانکہ ہم سب دختران
رسول الثقلین باعث ایجاد کونین ہیں اور ہم وہ صاحب عفت وعصمت ہیں کہ جنکے گہر میں فرشتہائے مقربین مثل
جبرائیل وعزرائیل کے بدون اجازت کے نہ آسکتے تھے پس بعد اس تذلیل کے اب اس ہمکلام ہونے سے میرے تجہے
کیا مقصود ہے اُس شقی نے کہا کہ اے زینب دیکہا تو نے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے تیرے بہائی حسین سے کیا کیا دھُوَ
یُرِیۡدُ یَاۡخُذُ الۡخِلَافَۃَ فِیۡ یَزِیۡدَ فَقَطَعَ اللّٰہُ رَجَائَہٗ وَخَیَّبَ اللّٰہُ اَمَلَہٗ
اور اے زینب بہائی تیرے حسین نے قصد کیا تہا کہ یزید بن معاویہ خلیفہ حق سے خلافت چہین لیں اور آپ مسند
نشین حکومت ہوں لیکن حق سبحانہ تعالےٰ نے اُمید اُسکی قطع کی اور آرزو حسین کی نہ برآئی فَقَالَتۡ زَیۡنَبُ
کَاَنَّمَا یَنۡطِقُ مِنۡ لِسَانِ اَبِیۡھَا اَمِیۡرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَیۡلَکَ یَا ابۡنَ زِیَادٍ اِنۡ طَلَبَ اَخِی الۡخِلَافَۃَ
فَھُوَ اِمِیۡرُ کَانَتۡ مِنۡ اٰبَائِہٖ وَاَمَّا اَنۡتَ فَاَخَذۡتَ الۡخُوۡنَۃَ لِنَفۡسِکَ راوی کہتا ہے کہ جناب زینب خاتون دختر
خاتون محشر نے جواب اُسکا اس فصاحت وبلاغت سے دیا کہ صاف معلوم ہوتا تہا کہ جناب سید الوصیین امیر المومنین
علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے سگ ناپاک اگر بہائی میرا حسین فرزند رسول الثقلین طالب ریاست اور خلافت تہی

تو وہ حضرت اپنے حق آبائی کے طالب تھے لیکن جو کچھ کہ تو نے ظلم و ستم اُن حضرت پر اور انکے اہلبیت پر کئے ہیں وہ سب
خصومت اور عناد کیا ہے تو نے اپنے نفس پر اور اپنے ہاتھ سے تو مبتلا بعذاب خدا ہوا ہے کہ تو نے ناحق یہ ظلم اولاد
پر اپنے نبی کے کیئے فیا عدوّ اللہِ فاستعدّ للہِ جواباً اذا کان القاضی ھو اللہ الواحد القہار
والسجن جھنم والخصم جدی سید الابرار بس اے بے حیا جو ظلم کہ تجھے کرنا تھا وہ
کر چکا تو لیکن اب آمادہ و مستعد رہ جواب خدا کا اُس روز کہ جس روز حاکم قہار اور خالق لیل و نہار قاضی بعدل و انصاف
ہوگا اور دوزخ سے جائے عذاب قید خانہ کفار ستم شعار ہوگی اور اُس روز مدعی اس خون ناحق ریختہ حسینؑ کا جد بزرگوار
میرے رسول الثقلینؐ ہونگے لیکن کب جواب اسکا تجھسے دیا جائے گا فغضب الملعون واستشاط کانّہ
ھمّ فقال لہ عمرو بن حریث ایھا الامیر ھذہ امرأۃ وھی لا تؤاخذ من منطقھا
وخطائھا منقول ہے کہ یہ کلام اُس دختر امام علیہ السلام سے سنکر وہ سگ ناپاک غضبناک ہوا اور مثل مار سیاہ
کے پیچ و تاب کھا کر چاہا کہ اُس مخدومہ کونین کو کچھ تکلیف دے کہ دفعۃً ایک شخص نے کہ نام اُسکا عمر بن حریث تھا
اُس بے حیا سے کہنے لگا کہ اے امیر یہ عورت ہے اور کوئی شخص سخت خطائے عورات پر تعرض نہیں کرتا ہے پس تجھے مناسب
ہے کہ اس بی بی کی خطا سے درگذر فنظر سید الساجدین علی عمتہ لھتک حرمتھا فاسودّت
الدنیا فی عینیہ واستحلی بہ مرارۃ الموت لدیہ فقال یا ابن مرجانۃ لعنک اللہ
اما تغض بطرفک بنات رسول اللہ منقول ہے کہ جب جناب سید الساجدین رئیس الصابرین
امام زین العابدین علیہ السلام نے دیکھا کہ وہ شقی ازلی درپے ہتک عزت اہلبیت اطہارؑ کے ہے اور اپنے ظلم و ستم کو
کسی طرح باز نہیں آتا ہے یہ دیکھکر مارے غیرت کے تمام عالم نظر و نیں تیرہ و تاریک ہو گیا اور حلاوت زندگی تلخ اور
ناگوار ہو گئی اُسوقت بکمال غضب اُس ملعون سے فرمایا کہ اے ابن مرجانہ خدا لعنت کرے تجھپر آیا تو آنکھیں اپنی نہیں
بند کرتا ہے اور تجھے حیا نہیں آتی ہے کہ دختران رسول مختارؐ کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھتا ہے ایھا الشقی اتھتک
عمتی وھی بنت فاطمۃ الزھراء وتعرف بھا من لا یعرفھا فغضب الملعون وامر
لجلاوزتہ خذوا واضربوا عنقہ فاسرع الیہ الجلاد وجذبہ
اور فرمایا کہ اے بے حیا تجھے مطلق خوف خداوند قہار نہیں ہے کہ تو درپے ہتک حرمت ہے اُس مخدومہ دوسرا کے کہ جو دختر

فاطمہ زہرا اُمّ مریم کبرا ابنت محمد مصطفےٰ صلوات اللہ علیہا ہیں اور ہر کس و ناکس کو انکے نام و نسب سے آگاہ کرتا ہے تاکہ باعث
ہوں ذلت اور خواری سے انکی وہ اشخاص بھی کہ جو خوب واقف نہیں ہیں پس اس کلام ہدایت التیام کو سنکر وہ گمراہ ایسا
غضبناک ہوا کہ چہرہ نجس اُس کا مثل شب تاریک کے تیرہ اور سیاہ ہوگیا اور اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ جلد اس بیمار
علیل کو قتل کر دیں پس وہ سب جلاد بحکم اُس نمرود اور شداد کے دامن گیر سید سجادؑ ہوئے اور اس امام عبادؑ کو کھینچکر واسطے قتل
کے لے چلے فَلَمَّا رَاٰیَتْہُ عَمَّتُہٗ زَیْنَبُ تَصَدَّعَتْ قَلْبُھَا وَ تَضَرَّمَ لُبُّھَا فَاَسْرَعَتْ وَتَعَلَّقَتْ
بِابْنِ اَخِیْھَا فَجَذَبُوْھَا عَنْہُ جَبْرًا وَ بَعَدُوْھَا قَھْرًا وَ ھِیَ تَنْظُرُ اِلَیْہِ وَتَبْکِیْ وَتَقُوْلُ
یَاعَلِیُّ یَا نُوْرَ عَیْنِیَّ اَیْنَ تُرِیْدُ ھَلْ لَنَا قَیِّمٌ سِوَاکَ جب کہ جناب زینبؑ خاتون نے یہ ظلم و ستم
اس جلاد سے مشاہدہ کیا دیکھتے ہی اس مصیبت عظمیٰ اور قیامت کبریٰ کے قریب ہوا کہ قلب طاہر اُس دختر خاتون محشر
کا پھٹ جائے اور جگر اقدس آتش غم و الم سے سوختہ اور بریاں ہو جائے پس بیتاب ہو کر دوڑیں اور دامن اقدس
جناب سید الساجدین علیہ السّلام سے لپٹ گئیں پس ملازمان ابن زیاد نے اُس بیکس و مضطر کو بہ جبر اور قہر دامن سید
سجادؑ سے چھڑایا اور قریب اُن حضرت کے جانے نہ دیا راوی کہتا ہے کہ جب دختر اسد اللہ الغالب بہ سبب ہجوم
اُس گروہ شریر و مشوم کے مجبور اور ناچار ہوگئیں اور وہ جلاد بے حیا اُس برگزیدہ خدا کو واسطے قتل کے لیچلا اسوقت اُس
معظمہ نے عجب نگاہ حسرت اور یاس سے طرف اپنے نور نظر اور پارۂ جگر کے نگاہ کی کہ ہر ایک دوست اور دشمن
اُس حسرت و یاس پر اُس مخدومہ کی متاسف اور متحیّر ہونے لگا اور وہ بی بی بیکس رو رو کر یہ کہتی تھی کہ اے نور نظر
اے یادگار جد و پدر اے فرزند دلبر اور ہم بے وارثوں کو کس پر چھوڑے جاتے ہو اب بعد تمہارے کون مونس و
غمگسار ہے ہم بیووں کا کہ جو ہماری حمایت کرے گا اور ہماری سرپرستی کرے گا فَبَکٰی عَلِیُّ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَام
وَقَالَ یَا عَمَّتَاہُ اصْبِرِیْ عَلٰی رِضَاءِ رَبِّ الْمَجِیْدِ فَاِنَّہٗ یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ وَیَحْکُمُ مَا
یُرِیْدُ وَ اَنَا اَمْشِیْ اِلَی الْقَتْلِ پس جناب سید الساجدین نے تڑپنا اُن معظمہ کا ملاحظہ کیا بیکسی پر اُن
معصومہ کی بہت روئے اور فرمایا کہ اے پھوپھی جان یہ مقید اور بیمار مجبور اور ناچار قتل ہونے کو جاتا ہے از بسکہ
آپ دختر صابرین اور اہلبیت طاہرین سے ہیں آپ کو لازم ہے کہ ہر مصیبت و بلا اور ہر شدت و جفا میں صبر کریں
اور رضائے خدا اور خوشنودی خلاق ہر دو سرا کو مقدم جانیں کہ جو نزدیک اُس کے اپنے بندوں کے لئے بہتر اور

اصلح ہے وہ کرتا ہے نَبَکَتْ زَیْنَبُ وَنَادَتْ یَا ابْنَ زِیَادٍ اَمَا کَفَاکَ قَتْلَ اَخِیْ وَسَیِّدِیْ الْحُسَیْنِ حَتّٰی اَرَدْتَ بِقَتْلِ هٰذَا الْعَلِیْلِ وَنَحْنُ اُسَارٰی بَیْنَ یَدَیْكَ بِلَا کَفِیْلٍ جب کہ اُس شاہزادی نے ایسے کلمات حسرت آمیز سُنے سُنتے ہی اس کے اُس بی بی مظلومہ کو تاب ضبط باقی نہ رہی بہت روئیں اور آواز دی کہ اے ابن زیاد کیا قتل سے حسینؑ کے تیرا دل ابھی تک سیر نہیں ہوا ہے اور ذبح ہونا میرے بھائی مظلوم کا تجھے کافی نہیں ہوا کہ تو نے حکم دیا واسطے قتل اس مریض اور ضعیف کے حالانکہ جانتا ہے تو کہ ہم سب عورات بے حامی اور مددگار مقید و گرفتار تیرے بس میں ہیں اور سوا اس علیل اور بیمار کے کوئی پرستار ہمارا اس فلک کجرفتار اور زمانہ غدار نے باقی نہیں رکھا ہے فَاِنْ کَانَ لَا بُدَّ لَكَ مِنْ قَتْلِهٖ فَاقْتُلْنِیْ قَبْلَهٗ فَنَدِمَ الْمَلْعُوْنُ وَقَالَ عَجَبًا لِلرَّحِمِ وَاللّٰهِ اِنَّهَا وَدَّتْ اَنْ اَقْتُلَهَا دُوْنَهٗ فَاَمْهِلُوْهُ وَدَعُوْهُ لَهَا اور فرمایا کہ اے ابن زیاد اگر قصد تیرا اس بیمار کے قتل کا ضرور ہے تو واسطے خدا کے پہلے اُس سے مجھے قتل کرے کہ تا میں قتل ہونا اُس کا نہ دیکھوں راوی کہتا ہے کہ یہ اضطراب اور بیتابی جناب زینبؑ خاتون کی دیکھکر وہ سنگدل کچھ نادم ہوا اور اپنے ملازموں سے کہنے لگا کہ عجیبی محبت زینبؑ کو اپنے بھتیجے سے ہے ایسی محبت کسی کو کسی سے میں نے نہ دیکھی ہے نہ سُنی ہے قسم بخدا کہ اس بی بی کو کمال تمنا ہے کہ میں عوض اس بیمار کے قتل ہوں لیکن یہ بیمار بچ جائے پھر حلالزادۂ اُس بد نہاد نے حکم دیا کہ بپاس خاطر زینبؑ کے اس بیمار کو چھوڑ دے اور قتل نہ کر رَوَی الصَّدُوْقُ فِی الْاَمَالِیْ عَنْ حَاجِبِ ابْنِ زِیَادٍ اَنَّهٗ قَالَ لَمَّا فَرَغَ الْمَلْعُوْنُ مِنْ ذٰلِكَ اَمَرَ اَنْ یُغَلَّ وَیُحْمَلَ مَعَ النِّسْوَةِ اِلَی السِّجْنِ ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے کتاب امالی میں حاجب یعنی دربان ابن زیاد سے نقل کیا ہے کہ کہا اُس نے جب کہ ابن زیاد ملعون جائزہ اہلبیت رسول خدا سے فارغ ہوچکا اور اپنے زعم باطل میں تذلیل و تفضیح برگزیدگان عصمت و طہارت کی کرچکا حکم دیا کہ امام زین العابدینؑ کو بطوق و زنجیر مقید کرکے مع الحرم داخل زندان کریں قَالَ کُنْتُ مَعَهُمْ فَوَاللّٰهِ مَا مَرَرْنَا بِزُقَاقٍ اِلَّا وَجَدْنَا مَلَاءً رِجَالٍ وَنِسَاءٍ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَیَبْکُوْنَ عَلٰی مَصَائِبِ اٰلِ الرَّسُوْلِ پس موافق حکم اُس ولدالزنا کے ملازموں نے اُس کے امام زین العابدین علیہ السلام کو طوق و زنجیر پہنا کر ہمراہ اہلبیت کے طرف زندان کے لے چلے وہ حاجب کہتا ہے کہ جب وہ بیکس و ناچار طرف زندان کے چلے تو اس وقت میں بھی ہمراہ ان کے تھا قسم بخدائے عزوجل کہ جس کوچہ اور گلی سے وہ سب قیدی ہوکر گذرتے تھے وہ تمام مکانات زن و مرد سے بھرے

نظر آتے تھے اور حال زار پر اُن بیکسوں کے ہر شخص موںہہ اپنا پیٹتا تھا اور روتا تھا حَتّٰی دُخِلُوا فِی السِّجْنِ اِلٰی جَنْبِ الْمَسْجِدِ الْاَعْظَمِ تُطْبِقُ عَلَیْهِمْ فَقَالَتْ زَیْنَبُ لَا یَدْخُلَنَّ عَلَیْنَا عَرَبِیَّةٌ مِنْ اَشْرَافِ الْکُوْفَةِ اِلَّا اُمُّ وَلَدٍ اَوْ مَمْلُوْکَةٌ یَاْتِیْنَ سُبِیْنَ پس بکمال ذلت اور خواری اولاد رسول خدا کو کوچہ ہائے کوفہ میں پھرا کر ایک زندان میں کہ قریب ایک مسجد اعظم کے تھا سب کو داخل کرکے دروازہ اس کا مقفل کیا جناب زینبؑ خاتون دختر امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ ہم نظروں میں اس کوفہ کی ایسے ذلیل ہوئے ہیں کہ جس روز تک ہم کوفہ میں مقید ہے اُس روز تک کوئی عورت عربیہ اشراف کوفہ سے حال پرسی کو ہمارے پاس نہ آئی البتہ اگر کوئی آئی بھی تو وہ ام ولد یا کنیز کسی کی تھی وہ بھی اس مناسبت سے آتی تھیں کہ جیسے ہم قیدی تھے وہ بھی کسی کی قیدی ہیں وَفِیْ مَقْتَلِ اَبُوْ مِخْنَفٍ اَنَّهٗ ثُمَّ دَعَا ابْنُ زِیَادٍ بِرَاْسِ الْحُسَیْنِ وَاَنْزَعُوْهُ مِنْ فَوْقِ السِّنَانِ وَوَضَعُوْهُ فِیْ طَسْتٍ مِنَ الذَّهَبِ فَوَضَعَهٗ بَیْنَ یَدَیْهِ مقتل ابو مخنف میں منقول ہے کہ جب ابن زیاد بدکردار اہلبیتؑ رسول مختار کو مقید بہ زندان ستم کر چکا پس حکم دیا کہ سر حسینؑ کا میرے سامنے لاؤ چنانچہ حسب الحکم اُس ولد الزنا کے سر اقدس اُس زینت عرش علیٰ کا نوک نیزہ سے اتارا اور ایک طشت طلا میں رکھ کر روبرو اُس ملعون کے رکھا فَجَعَلَ یَدُقُّ ثَنَایَاهُ وَلِفَوْقِ بَیْنَ شَفَتَیْهِ وَیَلْعَبُ بِالنَّرْدِ ثُمَّ دَعٰی خَوْلِیْ ابْنَ یَزِیْدَ وَقَالَ لَهٗ احْفَظْ هٰذَا الرَّاْسَ عِنْدَكَ حَتّٰی اَسْئَلَكَ عَنْهُ پس جب کہ اس ستم شعار نے سر اطہر امام ابرارؑ کا اپنے سامنے دیکھا بہت مسرور ہوا اور چوب ستم دندان مبارک پر رکھتا تھا اور اُنکے لب ہائے نازنین فرزند سید المرسلین کے بار بار کھولتا تھا اور نرد بازی میں مشغول تھا بعد اُس کے خولی بن یزید اصبحی ملعون سے کہا کہ اس سر کو بکمال حفاظت تو اپنے پاس رکھ اگر یہ ضائع ہوگا تو مواخذہ اس کا تجھ سے کروں گا فَاَخَذَهٗ وَغَطَّاهُ بِمِنْدِیْلٍ وَمَضٰی بِهٖ نَحْوَ مَنْزِلِهٖ فَلَمَّا دَخَلَ بِهٖ مَنْزِلَهٗ اَشْرَقَ مِنْهُ النُّوْرُ فَقَالَتْ لَهٗ زَوْجَتُهٗ مَا مَعَكَ قَالَ رَاْسُ الْحُسَیْنِ ابْنِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ صَلٰوةُ اللّٰهِ عَلَیْهَا پس خولی ملعون نے سر انور کو ایک رومال میں لپیٹا اور اُسے لیکر اپنے گھر میں داخل ہوا از بسکہ نور اُس سر اقدس سے مثل آفتاب کے روشن تھا تمام خانہ تاریک اُس کا منور ہو گیا زوجہ خولی کہ مومنہ تھی اُس نور کو دیکھ کر نہایت متعجب ہوئی اور اُس شقی سے پوچھا کہ اے خولی یہ رومال میں کیا چیز ایسی نورانی ہے کہ جس کے نور سے تمام گھر میرا روشن ہو گیا ہے اُس بجیلے نے جواب دیا کہ یہ سر ہے حسینؑ فرزند فاطمہؑ زہرا و دختر محمد مصطفیٰؐ کا فَبَکَتْ وَقَالَتْ یَا عَدُوَّ اللّٰهِ

اَلْبَشَرِ بِسَخَطِ اللّٰهِ وَعَذَابِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ جَدَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ خَصْمُكَ فَمَنْ
تَرْجُوْا شَفَاعَتَهٗ بِہٖ غَدًا پس یہ سُنکر وہ بی بی سعادتمند بہت روئی اور کہا کہ اے ملعون دشمن خدا
خوش خبری ہو تجھے ساتھ غضب خداوند قہار کے کہ تو بروز قیامت بہ عذاب سخت معذب اور گرفتار ہوگا اور خود جناب سید البشر
شافع روز محشر تیرے دشمن ہونگے پس اور کون ایسا ہی کہ جو بروز جزا تیرا شفاعت خواہ ہوگا اور تجھے اب کس سے امید شفاعت
کی باقی رہی ہے وَاللّٰهِ مَا اَنَا لَكَ بِزَوْجَةٍ وَمَا اَنْتَ بِبَعْلٍ وَاذْهَبْ مِنْ مَنْزِلِیْ وَكَانَ
بِجَنْبِهَا مِیْلُ هَاوَنٍ فَاَخَذَتْهُ بِہٖ رَاْسُهٗ عَلٰی هَارِبًا اِلٰی زَوْجَتِهِ الثَّعْلَبِیَّةِ اور اُس مومنہ نے کہا کہ اے شقی
آج سے نہ میں تیری زوجہ ہوں اور نہ تو میرا شوہر ہے پس دور ہو اور جلد نکل میرے گھر سے یہ کہکر ڈنڈی ہاون کی اُٹھاکر
اُس کافر کے سر پر اس زور سے ماری کہ سر پکڑے ہوئے وہاں سے بھاگا اور اپنی دوسری زوجہ ثعلبیہ کے پاس گیا قَالَ الرَّاوِیْ
فَلَمَّا نَظَرَتْ زَوْجَتُهُ الثَّانِیَةُ اِلَی الرَّاْسِ الشَّرِیْفِ تَعَجَّبَتْ مِنْ حُسْنِہٖ وَبَهَائِہٖ ثُمَّ جَلَسَتْ بَاكِیَةً
حَزِیْنَةً اِلٰی اَنْ جَنَّهَا اللَّیْلُ راوی بیان کرتا ہے کہ جب زوجہ ثانیہ نے سر اطہر شاہزادہ کونین
جناب امام حسین علیہ السلام کو مشاہدہ کیا اور نور جمال اُس مہر کمال سے گھر اپنا روشن اور منور پایا نہایت متعجب ہوئی اور
اُسی وقت غم والم اُس برگزیدہ باری کا دل پر اُس مومنہ کے ایسا طاری ہوا کہ آنکھوں سے اُسکی اشک جاری ہوئے یہاں تک
کہ شب ہوگئی فَوَضَعَهُ الْمَلْعُوْنُ فِی التَّنُّوْرِ وَنَامَ وَزَوْجَتُهٗ یَقْظَانَةٌ اِذْ سَمِعَتْ مِنَ الرَّاْسِ
الشَّرِیْفِ یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَكَانَ اٰخِرُ قِرَائَتِہٖ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَنْقَلِبُوْنَ
فَوَقَعَتْ مَغْشِیَّةً عَلَی الْاَرْضِ غرض کہ جب کہ شب ہوئی خولی ملعون نے اُس سر اقدس کو کہ جو
آغوش اطہر خاتون محشر میں پلا تھا تنور میں رکھدیا اور آپ سو رہا مگر زوجہ اُس کی اُسی قلق اور فکر میں مانند مرغ نیم بسمل
کے تڑپتی رہی اور اُسے مطلق نیند نہ آئی کہ ناگاہ سُنا اُس نے کہ وہ سر اطہر قرآن مجید باواز حسین اور لحن حزین پڑھ رہا
ہے اور آخر تلاوت اُس کی آیہ وافی ہدایہ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ہے یعنے قریب ہے کہ واقف
ہونگے وہ لوگ کہ جنہوں نے ظلم کیا ہے اس سے کہ بازگشت اُنکی کہاں ہے اور وہ سب ظالم کہاں سے کہاں پہونچے اور
کس عذاب سخت میں گرفتار ہوے ہیں۔ پس وہ مومنہ صالحہ کہتی ہے کہ یہ اعجاز اُس سر اطہر سے دیکھ کر میں بہت روئی اور
مجھے غش آگیا فَبَیْنَا كَذٰلِكَ اِذَا سَمِعَتْ صَوْتَ سَیِّدَةِ النِّسَاءِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ صَلَوٰةُ

اللهِ وَمَلَائِكَتُهُ عَلَيْهَا وَهِيَ تَبْكِي وَتُقَبِّلُ ثَنَايَا الْحُسَيْنِ وَتَقُولُ وَاحُسَيْنَاهُ وَاابْنَاهُ وَامَقْتُولَاهُ
قَتَلُوكَ وَمِنْ شُرْبِ الْمَاءِ مَنَعُوكَ پس جب کہ مجھے غش سے افاقہ ہوا سنا میں نے کہ جناب سیدہ
فاطمہ زہرا دختر رسولخدا وہاں روتی ہیں اور سر اپنے فرزند حسینؑ کا اپنے آغوش میں لئے ہوئے لب دندان حسینؑ کے بوسے
لیتی ہیں اور بکمال حسرت و یاس یہ فرماتی ہیں کہ ہائے حسینؑ دلبند میرے ہائے حسینؑ فرزند میرے نور نظر ہائے فرزند شہید
افسوس صد افسوس کہ تجھ سے معصوم بے گناہ اور غریب الوطن کو قتل کیا اور کئی روز تک پانی سے محروم رکھا اور مثل گوسفند
قربانی کے تشنہ لب ذبح کیا اور کوئی تیری فریاد کو نہ پہنچا پس وہ مومن کہتی ہے کہ یہ نوحہ اور بین جناب سیدہ کے سنکر مجھے روتے
روتے غش آگیا جب کہ بعد عرصے کے مجھے غش سے افاقہ ہوا دیکھا میں نے کہ فقط سر اقدس و اطہر فرزند سید البشر کا تنور میں رکھا
ہے اور نور اُس سے ساطع ہے اور جناب سیدہ فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا وہاں تشریف نہیں رکھتی ہیں پس جب کہ صبح
ہو گئی خولی ملعون اُس سر انور کو لے کر چلا گیا اَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ

مجلس تینتالیسویں مشتمل ہے شہادت عبداللہ بن عفیف پر

رُوِيَ فِي الْمَقْتَلِ اَنَّهُ لَمَّا اَصْبَحَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ زِيَادٍ لَعَنَهُ اللهُ وَسُرَّ بِرُؤْيَةِ رَاسِ
الْحُسَيْنِ بَيْنَ يَدَيْهِ خَرَجَ اِلَى الْجَامِعِ وَرَقِيَ الْمِنْبَرَ وَسَبَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْحَسَنَ
وَالْحُسَيْنَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ مقتل ابو مخنف میں منقول ہے جب کہ ابن زیاد بد نہاد سر اقدس و اطہر فرزند سید البشر کا سامنے
اپنے طشت طلا میں رکھوا کر خوش ہوا اور لب و دندان سردار انس و جاں کے چوب خیزران سے کھو کر مسرور اور شاداں ہوا
پس وہ سگ ناپاک مسجد جامع میں داخل ہوا اور بالائے منبر جا کر مجمع سامعین میں جناب سید الوصیین امیر المومنین اور فرزند
اُن کے حسنؑ اور حسینؑ صلوات اللہ علیہم اجمعین کی شان میں کلمات سب و شتم کے اپنی زبان نجس پر جاری کئے فَقَامَ اِلَيْهِ
عَبْدُ اللهِ ابْنُ عَفِيْفِ الْاَزْدِيُّ وَهُوَ كَانَ مِنْ خِيَارِ الشِّيْعَةِ وَزُهَّادِهَا وَكَانَتْ عَيْنُهُ
الْيُمْنٰى ذَهَبَتْ فِيْ يَوْمِ الْجَمَلِ وَالْاُخْرٰى فِيْ يَوْمِ صِفِّيْنَ وَكَانَ يُلَازِمُ الْمَسْجِدَ الْاَعْظَمَ
پس جب کہ اُس بے ایمان کی زبان سے ایسے کلمات ناسزا نکلے اور چاہا کہ اور زیادہ اُس سے کہے کہ دفعتہً عبداللہ بن عفیف ازدی
کہ جو کہ ایک شیعیان خاص سے جناب امیر علیہ السلام کے تھے اور عابد قائم اللیل اور صائم النہار اور بڑے زاہد اور دیندار کہ دونوں

مسجد اعظم کوفہ میں مصروف بہ عبادت رہتے تھے اور اکثر جہاد میں ہمراہ جناب امیرالمومنین کے حاضر رہتے تھے چنانچہ داہنی آنکھ
اُن کی جنگ جمل میں اور بائیں آنکھ انکی معرکہ صفین میں نابینا ہوگئیں تھیں سنتے ہی اُن کلمات ناسزا کے کمال غضبناک ہوکر
قریب ابن زیاد کے پہونچے وَقَالَ لَهُ اسْكُتْ اَيُّهَا اللَّعِينُ ابْنُ اللَّعِينِ اَمَا كَفَاكَ مَا صَنَعْتَ بِالْحُسَيْنِ
حَتّٰى تَقُومَ مَقَامَ الصَّالِحِينَ وَتَسُبَّ اَوْلَادَ النَّبِيِّينَ اور فرمایا کہ اے لعین بن لعین زبان نجس اپنی
اس بیہودہ گوئی سے بند کر اے شقی کیا تجھے قتل کرنا امام حسینؑ کا کافی نہ ہوا کہ اسپر تو شان جناب سیّد الوصیین امیرالمومنین
علیہ السلام اور اولاد مرسلین میں کلمات سب و شتم کے کہہ رہا ہے اور اے سگ ناپاک تجھے جرأت ایسی ہوئی کہ تو منبر پر بیٹھ کر کہ وہ
جائے انبیاء اور اوصیا اور صالحین اور مقام صدیقین ہے ایسے برگزیدگان باری کو بُرا کہے فَغَضِبَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ وَ
لَعَنَ اللّٰهُ اِيَّاكَ وَاُمَّكَ وَاَخَاكَ وَجَعَلَ اللّٰهُ جَهَنَّمَ مَثْوَاكَ اور اے شقی کاذب ابن کاذب خدا تیرے مونہہ کو توڑے اور
لعنت خدا تجھ پر اور تیرے باپ اور تیرے اتباع پر اور تجھے داخل جہنم کرے کہ تو اوصیا اور اتقیا اور ائمہ ہدیٰ کی شان میں ایسی
بے ادبی کرتا ہے فَغَضِبَ الْمَلْعُونُ وَاَمَرَ الْجَلَّادَ وَزَبَّہٗ اَخَذُوهُ فَبَادَرُوا اِلَيْهِ لِيَاْخُذُوهُ فَقَامَ
الْاَشْرَافُ مِنَ الْاَزْدِ فَخَلَّصُوهُ مِنْ اَيْدِيهِمْ وَانْطَلَقُوا بِهٖ اِلٰى مَنْزِلِهٖ پس بعد طعن عبداللہ رحمۃ اللہ سے سنکر وہ ملعون
غضب میں آیا اور مثل مار سیاہ پیچ و تاب کھا کر اپنے ملازمین و توابع کو حکم دیا کہ اس شخص کو پکڑ لاؤ پس جب کہ بڑھا مے اُس شقی
کے واسطے پکڑنے اُس سعادت مند کے دوڑے عبداللہ بن عفیف نے اپنی قوم کے لوگوں کو کہ قبیلہ ازد سے وہاں جمع تھے آواز
دی کہ میری مدد کرو چنانچہ سب نے ملکر عبداللہ رحمۃ اللہ کو ہاتھ سے ملازمان ابن زیاد کے چھڑا کر اُن کے گھر میں پہنچا دیا قَالَ
فَلَمَّا جَنَّ اللَّيْلُ دَعَا ابْنُ زِيَادٍ بِخَوْلِي الْمَلْعُونِ وَضَمَّ اِلَيْهِ جَمَاعَةً كَثِيرَةً فَقَالَ عَلَيَّ بِالشَّيْخِ
راوی کہتا ہے کہ جب سب اپنے اپنے گھر چلے گئے اور شب ہوگئی اسوقت ابن زیاد شقی نے خولی ابن یزید اصبحی کو بلایا اور ہمراہ اُسکے
بہت پیادہ اور سوار کئے اور کہا کہ تو عبداللہ بن عفیف کو پکڑ کر میرے پاس لا پس خولی ملعون نے اقرار پکڑ لانے عبداللہ کا
کیا فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ الْاَزْدَ اجْتَمَعُوا وَاجْتَمَعَتْ مَعَهُمْ قَبَائِلُ الْيَمَنِ لِيَمْنَعُوهُمْ حَتّٰى بَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ
زِيَادٍ فَجَمَعَ عَسْكَرًا عَظِيمًا وَضَمَّهُ اِلٰى مُحَمَّدِ ابْنِ الْاَشْعَثِ وَاَمَرَهٗ بِقِتَالِ الْقَوْمِ
پس جب کہ یہ خبر قبیلہ ازد کو پہنچی سب ازدی مسلح ہوکر جمع ہوئے اور ہمراہ اُن کے بہت سے اشخاص قبائل یمن سے مستعد واسطے
امداد و جنگ و قتال ہوئے یہاں تک کہ اس جمعیت کثیر سے خائف ہوکر ابن زیاد نے ایک لشکر عظیم ہمراہ محمد بن اشعث لعین کے

دیگر واسطے اُن کے مقابلہ کے روانہ کیا فَوَقَعَ الْقِتَالُ بَيْنَ الْمُجَاهِدِيْنَ وَ الْكُفَّارِ وَ قُتِلُوا كَثِيْرٌ
مِنَ الْمُخَالِفِيْنَ وَ الْاَخْيَارِ فَمَضَى اَصْحَابُ ابْنِ زِيَادٍ اِلَى دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَ
كَسَّرُوا الْبَابَ پس مجمع مجاہدین اور مخالفین بیدین میں باہم ایسا جنگ وجدال واقع ہوا کہ اکثر کفار راہی نار الجحیم
ہوئے اور بہت سے مومن دیندار حاضر خدمت جناب حیدر کرار کے ہوئے پس اکثر نابکار اُس فرقہ غدار سے طرف گھر
عبداللہ بن عفیف رحمۃ اللہ کے روانہ ہوئے اور وہاں پہونچکر دروازہ گھر کا توڑ کر اندر داخل ہوئے فَصَاحَتْ
اِبْنَتُهُ اَبِيْ اَتَاكَ الْقَوْمُ قَالَ لَا عَلَيْكِ وَنَاوِلِيْنِيْ سَيْفِيْ وَ قُوْلِيْ عَنْ اَمَامِكَ وَ
خَلْفِكَ وَعَنْ يَمِيْنِكَ وَيَسَارِكَ فَلَمَّا نَاوَلَتْهُ سَيْفَهُ صَاحَ عَلَيْهِمْ بِاَعْلٰى صَوْتِهِ يَا
قَوْمُ لَوْ كُنْتُ بَصِيْرًا لَضَاقَ بِكُمُ الْفَضَاءُ وَ قَتَلْتُ مِنْكُمْ لَا تَعُدُّ وَ لَا تُحْصٰى پس کثرت اور ہجوم
اُس فرقہ شوم کا دیکھکر دختر نیک اختر عبداللہ بن عفیف نے آواز دی کہ اے پدر بزرگوار آگاہ ہو کہ یہ قوم کفار ستم شعار
آپ کو گرفتار کرنے آئی ہے پس یہ خبر سنکر اُس مرد دیندار نے فرمایا کہ اے بیٹی تو خوفناک نہ ہو کہ میں ان سب کو ابھی دفع کروں گا
لیکن تلوار میری مجھے دے اور جو شخص کہ میرے قریب آئے تو کہتی جا کہ وہ آگے ہے یا پیچھے ہے یا داہنے ہے یا بائیں ہے
تاکہ میں اُس نشان سے اُسے قتل کروں پس اُس دختر سعیدہ نے تلوار لاکر اپنے باپ کو دی جب کہ شمشیر آبدار ہاتھ میں عبداللہ
کے آئی عبداللہ نے اُسے کھینچکر باواز بلند پکارا کہ اے فرقہ اشرار افسوس ہے کہ آج میں نابینا ہوں ورنہ یہ تمام وسعت میدان
تم پر تنگ کر دیتا اور اسقدر منافقین اور کفار کو قتل کرتا کہ تعداد اور شمار اُنکی دشوار ہو جاتی لیکن اب بھی بحول اللہ ہر ایک
بے بدکردار کو تم میں سے داخل دار البوار کروں گا فَجَعَلَ يَضْرِبُ فِيْهِمْ يَمِيْنًا وَ شِمَالًا حَتّٰى قَتَلَ مِنْهُمْ
رِجَالًا كَثِيْرَةً فَهُمْ يَدُوْرُوْنَ حَوْلَهُ وَلَمْ يَقْدِرُوْا عَلَيْهِ وَكُلَّمَا جَاؤُا اَتَوْهُ مِنْهُ
نَادَتِ الْبِنْتُ يَا اَبَتِ جَاؤُا مِنْ جِهَةٍ كَذَا حَتّٰى تَكَاثَرُوْا عَلَيْهِ وَ اَحَاطُوْا بِهٖ
پس جب کہ اُس دلیر نے معلوم کیا کہ وہ اشقیا قریب میرے آ پہونچے اور چاہتے ہیں کہ مجھے پکڑ لیں ایک مرتبہ تلوار آبدار
میان سے نکالی اور ہر طرف مارنا شروع کیا ہر چند کہ وہ ملعون فکر گرفتاری عبداللہ میں گرد پھرتے تھے لیکن خوف سے اُس
شیر کے دست انداز نہ ہو سکتے تھے اور جس سمت میں جمع ہو کر قریب اُن کے آتے تھے وہ دختر نیک اختر اُن کو آواز دیتی تھی
کہ اے پدر عالی مقدار خبردار ہو کہ یہ سب اشقیا داہنے یا بائیں جانب سے قریب آپ کے آئے ہیں پس موافق بیان اُس مومنہ

سیدہ کے عبداللہ رضی اللہ عنہ اُن کفارِ ستم شعار پر حملہ کرتی تہی یہاں تک کہ بہت سے شیاطین اُس فرقہ منافقین سے
واصل جہنم کئے پس جب کہ وہ نامرد گرفتاری عبداللہ سے عاجز ہوئے سب کے سب یکمرتبہ اُس بیکس اور تنہا پر ہر طرف سے
ٹوٹ پڑے اور سب نے اُس دیندار کو گہیر لیا فَنَادَتْ بِنْتُهُ وَاَغْوْثَاهُ يُحَاطُ اَبِيْ وَلَيْسَ لَهُ نَاصِرٌ
وَلَا مُعِيْنٌ فَرَمَوْهَا بِسَهْمٍ فَخَرَّتْ عَلَى الْاَرْضِ مَيِّتَةً وَاَخَذُوْهُ وَاَوْثَقُوْهُ كِتَافًا
وَمَضَوْا بِهِ اِلَى ابْنِ زِيَادٍ جب کہ دختر عبداللہ نے دیکہا کہ اُن سب اشقیا نے میرے باپ پر ہجوم کیا اور قریب ہی کہ
اُن کو گرفتار کریں یہہ دیکہکر رونے لگی اور بکمال حسرت و یاس چلائی کہ افسوس صد افسوس کہ پدر بزرگوار میرا نرغہ
کفار میں گہر گیا ہے اور کوئی ایسا نہیں ہے کہ اسوقت بیکسی میں نصرت اور مدد میرے باپ یکہ و تنہا کی کرے راوی کہتا ہے کہ
چلانا اور رونا اُس مومنہ کا اُس قوم ستم شعار کو ناگوار ہوا ایک بیرحم نے ایسا تیر اُس سعیدہ طیبہ کے مارا کہ وہ مظلومہ زمین پر
گری اور روح پاک اُس کی طرف جنت کے راہی ہوئے اور ساتھ اُس کے اُس فرقہ اشرار نے عبداللہ بن عفیف کو ہر طرف
سے گہیر کر پکڑ لیا اور ہاتھ اُنکے باندھ کر روبرو ابن زیاد بد نہاد کے لے گئے فَلَمَّا رَاٰهُ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَعْمٰى
عَيْنَيْكَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَتَحَ اللّٰهُ عَيْنَيْكَ وَ
اَعْمٰى قَلْبَكَ پس ابن زیاد نے گرفتار دیکہکر عبداللہ بن عفیف سے کہا کہ شکر ہے اُس خدائے کریم کا کہ جس نے
تجہے خراب اور ذلیل کیا اور آنکہیں تیری اندہی کیں عبداللہ نے جواب دیا کہ لائق حمد و ثنا ہے وہ خداوند جلیل کہ جس نے
تیری آنکہیں بظاہر روشن اور بینا کیں اور دل تیرا سیاہ اور نابینا کیا فَقَالَ ابْنُ زِيَادٍ مَا تَقُوْلُ فِيْ عُثْمَانَ
بْنِ عَفَّانَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ يَا عَبْدَ بَنِيْ عِلَاجٍ يَا ابْنَ مَرْجَانَةَ مَا اَنْتَ وَعُثْمَانَ اِنْ اَسَاءَ
اَمْ اَحْسَنَ وَاَصْلَحَ اَمْ اَفْسَدَ وَاللّٰهُ تَعَالٰى وَلِيُّ خَلْقِهِ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عُثْمَانَ
بِالْعَدْلِ پس ابن زیاد نے کہا کہ بیان کر حال عثمان بن عفان کا کہ وہ کیسے تہے اور اُنہوں نے اپنی خلافت میں
خلق خدا سے نیکی کی یا بدی کی عبداللہ بن عفیف نے جواب دیا کہ اے شقی اے غلام بنی علاج اے ابن مرجانہ تجہے اور عثمان
اور نیکی اور بدی عثمان سے کیا کام ہے اگر اُس نے اچہا کیا یا بُرا کیا یا صلح کی یا فساد کیا حق سبحانہ تعالےٰ مالک اور مختار
ہے اپنی مخلوقات کا درمیان عثمان اور خلق کے وہ حکم کرے گا کہ جو عین حق اور عین عدل اور انصاف ہے وَلٰكِنْ
اسْئَلْنِيْ عَنْ اَبِيْكَ وَعَنْ اُمِّكَ وَعَنْكَ وَيَزِيْدَ وَعَنْ اَبِيْهِ وَجَدِّهِ قَالَ ابْنُ زِيَادٍ

وَاللّٰهِ لَا اَسْئَلُكَ عَنْ شَيْءٍ اَوْ تَذُوْقَ الْمَوْتَ پس اے ابن زیاد اگر پوچھنا ہے تو تو پوچھ حال اپنے باپ کا اور
اپنی ماں کا اور اپنا اور حال یزید لعین اور اسکے باپ اور دادا کا کہ تم سب کیسے ہو اور تم نے وہ ظلم کئے ہیں کہ عالم میں کسی نے کم
ابتک یہ ظلم نہیں کئے ہیں پس یہ سنکر ابن زیاد نادم ہوا اور کہا کہ اے ابن عفیف قسم بخدا کہ میں تجھ سے کچھ نہیں پوچھتا ہوں مگر
یہ کہ تجھے قتل کروں گا اور ہرگز نہ چھوڑوں گا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اِنِّيْ لَكُنْتُ اَسْئَلُ
اللّٰهَ رَبِّيْ اَنْ يَّرْزُقَنِيَ الشَّهَادَةَ قَبْلَ اَنْ تَلِدَكَ اُمُّكَ وَاَنْ يَّجْعَلَ ذٰلِكَ عَلٰى يَدِ اَبْغَضِ النَّاسِ اَلْعَنِهِمْ
عبداللہ نے کہا کہ شکر کرتا ہوں حق سبحانہ تعالے کا کہ جو رب ہے تمام عالم کا میں ایک مدت دراز سے کہ تیری ماں نے بھی تجھے جب تک
جنا تھا اپنے پروردگار سے طلب گار شہادت تھا اور امیدوار اس کا تھا کہ یہ سعادت ابدی مجھے حاصل ہو اس طرح سے کہ مجھے
شہید کرے ایسا شقی کہ مثل اپنا شرارت اور شقاوت میں نہ رکھتا ہو اور وہ مورد لعن ہو تمام مخلوقات کا فَلَمَّا كُفَّ بَصَرِيْ
يَئِسْتُ عَنِ الشَّهَادَةِ فَالْاٰنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ رَزَقَنِيْهَا بَعْدَ الْيَاْسِ مِنْهَا قَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ
فَغَضِبَ ابْنُ زِيَادٍ وَقَطَعَ شَعْرَهُ وَسَلُّوْا بِاَمْرِهِ لِسَانَهُ مِنْ قَفَاهُ پس اے ابن زیاد جب کہ میں معارک جہاد
میں نابینا ہوگیا تو اپنی شہادت سے مجھے یاس ہوگئی تھی لیکن شکر خدا کا کرتا ہوں کہ جس نے میری دعا قبول کی اور بعد یاس
اور ناامیدی کے امید میری بر لایا پس تمام عالم میں ملعون اور دشمن خدا اور دشمن رسول اور دشمن امیرالمومنین اور دشمن
اولاد رسول کوئی مثل تیرے نہیں ہے کہ تو مجھے قتل کرتا ہے اور مجھے محبت اہلبیت رسول خدا میں اپنے قتل ہونے کی کمال
خوشی ہے لیکن روتا ہوں اور افسوس کرتا ہوں قتل ہونے پر فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام کے کہ جس
دلبند رسول جگر گوشہ بتول کو کہ جس کے خدمت گذار جبرئیل اور میکائیل ہیں اور جس کے لئے رب جلیل نے میوہ ہائے
بہشت بھجوائے تو نے ایسے برگزیدہ باری کو بالب تشنہ اور شکم گرسنہ مثل گوسفند قربانی کے قتل کیا لعنت خدا اور خلق خدا
تجھ پر اے دشمن خدا پس یہ سنکر وہ سگ ناپاک غضبناک ہوا اور گفتگو اُن سے موقوف کی اور حکم دیا کہ زبان انکی پس
گردن سے کھینچی جائے چنانچہ موافق حکم اس ملعون کے جلادوں نے زبان پاک اُن سعادتمند کی پس گردن یعنی گُدّی
سے کھینچ لی وَرَبَطُوْا رِجْلَهُ حَبْلًا وَجَعَلُوْهُ يَدُوْرُوْنَ بِهِ فِي الْاَزِقَّةِ وَيَرْجُمُوْنَهُ بِالْحِجَارَةِ
وَهُمْ يُنَادُوْنَ اَلَا كُلُّ مَنْ ذَكَرَ الْحُسَيْنَ فُعِلَ بِهِ هٰكَذَا پس جب کہ وہ ملعون عبداللہ رحمہ اللہ کو باین ظلم شدید
شہید کر چکا ایک رسی اس شہید راہ خدا کے پاؤں میں باندھ کر تمام گلی اور کوچہ ہائے کوفہ میں پھرایا اور تمام اہل شہر اس

اطہر پر اُنکی پتھر مارتے تھے اور منادی ندا کرتا جاتا تھا کہ جو شخص دوستداران علیؑ بن ابی طالبؑ اور محبان اسد اللہ الغالب
سے ہو اور اُن کا ذکر بخیر کرے گا اس شخص کا یہی حال کیا جائے گا اور اسی ذلت و خواری سے قتل ہو گا قَالَ
اَبُو مِخْنَفٍ لَمَّا فَرَغَ الْجَلَّادُ مِنْ قَتْلِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ شُلَّتْ يَدَاهُ وَيَبِسَ
رِجْلَاهُ وَعَمِيَتْ عَيْنَاهُ وَانْعَقَدَ لِسَانُهُ وَبَقِيَ بِطُوْلِ حَيَاتِهٖ اَوْ رَحِمَهُ اللّٰهُ ابو مخنف میں منقول ہے کہ جب جلاد
قتل سے عبد اللہ رحمہ اللہ کے فارغ ہوا اُسی وقت دونوں ہاتھ نجس اُس شقی کے شل ہو گئے اور دونوں پاؤں اُس ملعون
کے خشک ہو گئے اور زبان اُس بے ایمان کی بند ہو گئی اور ایک مدت دراز تک وہ بدبخت اسی عذاب سخت میں زندہ رہا
اور بعد ایک مدت مدید کے داخل جہنم ہوا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ
مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُوْنَ

مجلس چوالیسویں مشتمل ہے لیجانے پر سر اقدس کی مع اہلبیت کوفہ سے شام کو

رُوِيَ السَّيِّدُ بْنُ طَاؤُسٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَمَّا بَلَغَ كِتَابُ ابْنِ زِيَادٍ اِلٰى يَزِيْدَ مُتَضَمِّنَةً
بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ وَوُصُوْلِ السَّبَايَا وَالرُّؤُسِ اِلَى الْكُوْفَةِ سُرَّ بِذٰلِكَ
سید بن طاؤس علیہ الرحمہ نے کتاب لہوف میں نقل کیا ہے کہ جب عرضی عبید اللہ بن زیاد بدنہاد کی متضمن قتل امام حسینؑ
علیہ السّلام اور پہونچنے سرہائے شہدائے الحرم کے کوفہ میں یزید پلید پاس پہنچی پس وہ ملعون اسے پڑھ کر بہت مسرور ہوا
وَكَتَبَ اِلَيْهِ يَا ابْنَ زِيَادٍ صَدَّقْتَ ظَنِّيْ فِيْكَ وَعَلَيْكَ وَبِاِرْسَالِ رَاْسِ الْحُسَيْنِ مَعَ
رُؤُسِ اَقْرِبَائِهٖ وَاَنْصَارِهٖ وَاَهْلِهٖ وَاَثْقَالِهٖ اِلَيَّ بِالْاِسْتِعْجَالِ اور اُس شقی نے جواب میں اُس نابکار
کے لکھا کہ مضامین مندرجہ عرضی پر میں مطلع ہوا اور یہ امر عظیم اور فتح جسیم کہ تیری عرق ریزی اور تدبیر سے ہوئی ہے اس نے
مجھے کمال مسرور کیا اور الحمد اللہ کہ جو گمان میرا تیرے خیر خواہ اور باتدبیر ہونے میں تھا وہ راست اور درست ہوا پس
اب تجھے لازم ہے کہ پہونچتے ہی اس حکم نامہ کے سر حسینؑ کا مع سرہائے شہدائے انصار اور اقربا اور مع اہلبیت اطہار
کے بکمال حفاظت جلد میرے پاس روانہ کر فَدَعَا ابْنُ زِيَادٍ مُحَضِّرَ بْنَ ثَعْلَبَةَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَسَلَّمَ السَّبَايَا
وَالرُّؤُسَ اِلَيْهِ پس جب کہ نامہ یزید ابن زیاد پاس پہنچا اُس ملعون نے اُسی وقت مجفر بن ثعلبہ شقی کو کہ وہ کمال عداوت
خاندان رسالت سے رکھتا تھا اپنے حضور میں طلب کیا اور سر اقدس امام حسین علیہ السّلام اور دختران رسول الثقلین

مع سرہائے شہدا اُس کے ہمراہ کرکے روانہ دمشق کیا تا کہ کمال حفاظت اُن سب کو یزید پاس پہنچائے وَقَالَ اَبُو مِخْنَف
اِنَّ ابْنَ زِيَادٍ اِسْتَدْعٰى شِمْرًا وَخُوْلِيْ وَعُمَرَ بْنَ الْحَجَّاجِ وَشَبَثَ بْنَ رِبْعِيِّ الَّذِيْ مِنَ
اَرْبَعَةِ الَّذِيْنَ بَنَوْا اَرْبَعَ مَسَاجِدَ فَرَحًا بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ وَضَمَّ اِلَيْهِمْ خَمْسَمِائَةِ فَارِسٍ وَاَمَرَهُمْ بِالْعَلَمِ
وَالتَّرَادُمِ مِنْ كُلِّ بَلَدٍ وَاَمَرَهُمْ بِحَمْلِ الرُّؤُوْسِ وَالسَّبَايَا اِلٰى يَزِيْدَ اور ابومخنف سے منقول ہے کہ حکم نامہ یزید پلید کا بنام ابن
زیاد متضمن ارسال سراقدس امام حسین علیہ السلام اور اہل حرم کے پہنچا اُسی وقت شقی نے شمر ذی الجوشن اور خولی بن یزید
اصبحی اور عمر بن حجاج اور شبث بن ربعی شقی اُن چار یاروں سے ہیں کہ جو ناری یہ سبب فتحیاب ہونے یزید پلید کے اور
قتل ہونے آنحضرت کے مسرور اور خوش ہوئے اور شکریہ میں اُس کے چار کافروں نے چار مسجدیں کوفہ میں بنائیں
پس ابن زیاد بدنہاد نے پانسو سوار ہمراہ اُن چاروں بدکرداروں کے کئے اور سر اطہر امام حسین علیہ السلام کا مع سرہائے شہدا
اور اہلبیت رسول محمدؐ اُن کے سپرد کیا اور اُنہیں حکم دیا کہ ان سب سروں کو مع قیدیوں کے بکمال حفاظت اور حراست یزید کے
پاس پہونچانا اور جو شہر کہ اثنائے راہ میں واقع ہو رئیس کو وہاں کے حکم دینا کہ اپنے شہر کو زینت کرے اور زن و مرد وہاں
کے قتل ہونے حسینؑ کے خوشی کریں اور ہر ایک شخص نے دوسرے کو اس فتح عظیم کے مبارکباد دی اور آپس میں بغل گیر ہوئے
فَسَارُوْا يَوْمَهُمْ وَبَاتُوْا بِالْحُصَاصَةِ وَعَبَرُوْا عَلٰى تَكْرِيْتَ وَكَتَبُوْا اِلٰى صَاحِبِهَا اَنْ تَلْقَانَا فَاِنَّ
مَعَنَا رَاْسَ الْحُسَيْنِ پس وہ ملعون مع سراقدس اور اہل حرم کے اُسی روز روانہ شام ہوئے اور اول شب حصاصہ
کہ وہ قریب تھا قیام کیا اور وہاں سے اُٹھ کر منزل تکریت کے قریب پہونچے اور وہاں کے باشندوں کو لکھا کہ تم جب ہماری
ملاقات کو شہر سے باہر آؤ اور دیکھو کہ ہم سر حسینؑ کا امیر شام بدانجام کے پاس بطریق ہدیہ لئے جاتے ہیں فَلَمَّا قَرَأُوا
الْكِتَابَ اَمَرُوْا بِالْاَعْلَامِ فَنُشِرَتْ وَزَيَّنُوْا مَدِيْنَتَهُمْ وَاَقْبَلُوْا اِلَيْهِمْ بِالزِّيْنَةِ وَالْاِسْتِعْدَادِ
وَكَانَ اِلٰى جَنْبِ بَلَدِهِمْ صَوْمَعَةُ نَصَارٰى فَسَئَلُوْهُمْ عَنْ ذٰلِكَ پس جب کہ اہل تکریت نے وہ نامہ
دیکھا نہایت ہی مسرور ہوئے اور حکم دیا کہ تمام شہر میں آئینہ بندی ہو اور سب زن و مرد زینت کریں اور پھریرے علموں کے
کہ وہ بھی علامت خوشی کی ہے کھولے جائیں چنانچہ تمام شہر آراستہ اور مزین ہوا اور بکمال زینت اور سرور واسطے ملاقات
اشقیا کے باہر شہر کے نکلے اور سراقدس اور اہلحرم امام حسینؑ کو مقید دیکھ کر کمال مسرور ہوئے راوی کہتا ہے کہ قریب اُس کے
ایک دیر تھا نصاریٰ کا جب کہ قوم نصاریٰ نے اسقدر فرحت اور سرور اُس مجمع کفار سے مشاہدہ کیا نہایت متعجب ہوئے

اور اُن سے پوچھا کہ سبب تمہارے اسقدر فرح اور سرور کا کیا ہے فَقَالُوا لَهُمْ قَدْ خَارِجِيٌّ عَلٰی يَزِيْدَ
فَقَتَلَهٗ وَهٰذِهٖ رُؤُسِهِمْ وَسَبَايَاهُمْ فَقَالُوا اَمَّا اسْمُهٗ قَالُوا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ قَالُوا اَمَّا اسْمُ اُمِّهٖ
قَالُوا فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ پس اُس فرقہ اشرار نے جواب دیا کہ ایک شخص نے یزید بن معاویہ پر خروج کیا پس ہم سب نے بحکم
یزید اُس شخص کو مع اقربا و انصار کے قتل کیا اور اُن کے عیال و اطفال کو مقید کر کے یزید کے پاس لئے جاتے ہیں اور یہہ
نیزوں پر اُنہیں کے سر اور یہہ سب قیدی اُنہیں کے اہلحرم ہیں نصاری نے پوچھا کہ نام اُس شخص سرکش کا کیا تھا اُن ملعونوں
نے کہا کہ نام اُن کا حسین بن علی تہا پھر اُن سب نے پوچھا کہ نام اُنکی ماں کا کیا تھا اُن ہیچیاؤں نے بیان کیا کہ ماں اُنکی
جناب فاطمہ زہرا دختر رسول خدا ہیں قَالُوا هَلْ هِيَ بِنْتُ نَبِيِّكُمْ قَالُوا نَعَمْ قَالُوا لَعَنَكُمُ اللّٰهُ
قَتَلْتُمُ ابْنَ نَبِيِّكُمْ وَسَبَيْتُمْ عِيَالَهٗ وَحَرِيْمَهٗ وَفَرِحْتُمْ عَلَيْهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْنُ لَسْنَا مِنْكُمْ
پس نصرانیوں نے پوچھا کہ آیا وہ حسین کہ جو نواسہ ہے تمہارے نبی کا اُسی کو تم نے قتل کیا ہے اُن ہیچیاؤں نے کہا کہ ہاں
وہی حسین کہ جو فرزند تہا ہمارے نبی کا اُسی کا یہ سر ہے اور اُسی کے یہ سب اہلحرم ہیں راوی کہتا ہے کہ یہ سنکر اُن سب
نصرانیوں نے ہاتھ پر اپنے ہاتھ مارے اور کہا کہ لعنت خدا تم پر اور تمہارے دین پر تم کیسے مسلمان ہو کہ تم نے اپنے نبی کے فرزند
کو قتل کیا اور دختران رسول خدا کو مقید کیا اور اُن کے سروں کو مع اہلحرم کے بازار ذلّت و خواری لئے پھرتے ہو اور
اسپر فخر و مباہات کرتے ہو شکر کرتے ہیں ہم خدائے عزوجل کا کہ ہم اس اُمّت جفا کار بدکردار سے نہیں ہیں یہ کہکر وہ سب
اپنے دیر میں گئے اور دروازہ دیر کا بند کر کے حال پر ملال پر امام حسین کے روتے رہے ثُمَّ اِنَّهُمْ سَارُوْا عَلٰی
طَرِيْقِ وَادِي النَّمْلَةِ فَسَمِعُوْا بُكَاءَ بَنِي الْجَانِّ عَلَى الْحُسَيْنِ الْعَطْشَانِ وَهٰذِهٖ نَوْحَتُهُمْ
مَسَحَ النَّبِيُّ جَبِيْنَهٗ فَلَهٗ بَرِيْقٌ فِي الْخُدُوْدِ اَبَوَاهُ مِنْ عَلِيٍّ قُرَيْشٍ جَدُّهٗ خَيْرُ الْجُدُوْدِ
راوی کہتا ہے کہ جب وہ اشقیا منزل تکریت سے کوچ کر کر راہ پر وادی نملہ کے پہونچے سنا اُن سب نے کہ اُس صحرا سے آواز
گریہ و بکا جن اور پری کی ماتم جناب سید الشہدا سلیمان کربلا میں بلند ہے اور نوحہ اور بکا یہہ تہا یعنی مقام تاسف ہے کہ قتل ہوا
امام مظلوم کہ جسے جناب محمد مصطفےٰ نے اپنی آغوش میں پرورش کیا تہا اور اُس کی پیشانی انور کے ہمیشہ رسول خدا بوسے لیتے تھے
پیار کرتے تہے اور افسوس صد افسوس کہ شہید کیا ایسے برگزیدہ باری کو کہ جس کی پیشانی اطہر سے نور مثل آفتاب تاباں کے روشن
اور درخشاں ہے اور جائے تاسف اور مقام حسرت ہے کہ ناحق قتل کیا ایسے اشرف اور افضل کو کہ جو ہاشمی اور قریشی بہترین عجم اور

تہا اور اباء اور اجداد جسکے مانند جناب علی مرتضیٰ اور جناب محمد مصطفیٰ اشرف اور افضل آباء اور اجداد عالم بلکہ بہترین نسل آدم تھے ثُمَّ دَخَلَ مِنْ وَادِي النَّخْلَةِ اِلٰى قَرْيَةٍ فَقَالَ لَهَا مِرْشَاد فَخَرَجَتِ الْمُخَدَّرَاتُ مِنْ خُدُوْرِهِنَّ وَالْمَشَائِخُ وَالشُّبَّانُ يَنْظُرُوْنَ اِلٰى رَاْسِ الْحُسَيْنِ بعد اُس کے وہ سب ملعون وادی نخلہ سے کوچ کرکے معہ سرہائے شہدا اور اہلبیت اطہار کے قریب ایک قریہ کے کہ اُسے مرشاد کہتے تھے پہنچے اور وہاں مقام کیا پس جب کہ اہل قریہ ورود لشکر شداد اور ہنود پر مطلع ہوئے سب عورات مخدرات اور جوان و پیر واسطے دیکھنے اُس فوج شریر کے اپنے قریہ سے باہر نکلے اور سر انور امام حسین علیہ السلام پر نگاہ اُنکی پڑی دیکھا کہ نور اُس سر انور اور اطہر سے تا آسمان بلند ہے فَصَلُّوْا عَلَيْهِ وَعَلٰى جَدِّهٖ وَاَبِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَخِيْهِ وَيَلْعَنُوْنَ مَنْ قَتَلَهٗ وَسَبٰى حَرَمَهٗ وَيَقُوْلُوْنَ لَعَنَكُمُ اللّٰهُ يَا قَاتِلِيْ اَوْلَادِ الْاَنْبِيَاءِ پس جب کہ اہل قریہ نے سر اقدس امام حسین علیہ السلام سے یہ اعجاز مشاہدہ کیا سب رونے لگے اور آنحضرتؑ پر اور اُن کے جد امجد محمد مصطفےٰ اور پدر بزرگوار اُن کے علی مرتضیٰ اور والدہ ماجدہ اُنکی جناب فاطمہ زہرا اور برادر عالی مقدار اُنکے حسن مجتبےٰ علیہم السلام پر صلوات اور درود بھیجنے لگے اور لعنت کرنے لگے اُن اشقیا پر کہ جنہوں نے قتل کیا اُس امام مظلوم کو اور حرم بے جرم کو بذلت و خواری مقید کرکے لئے پھرتے ہیں اور اُس لشکر شقاوت اثر سے مخاطب ہوکر کہنے لگے کہ اے قوم ستم شعار لعنت خدا تم پر کہ تم سب قاتل ہو اولاد انبیا کے فِي مَقْتَلِ اَبِيْ مِخْنَفٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ سَهْرُوَرْدِيْ اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ عَازِمًا عَلَى الْحَجِّ فِيْ تِلْكَ السَّنَةِ الَّتِيْ قُتِلَ فِيْهَا الْحُسَيْنُ وَاَخَذْتُ مَعِيَ اَلْفَ دِيْنَارٍ وَسِرْتُ فِي الْكُوْفَةِ اُرِيْدُ الشَّامَ مقتل ابومخنف میں سہل بن سہروردی سے منقول ہے کہ جن ایام میں فرزند خیر الانام جناب امام حسین علیہ السلام دست ظلم اہل کوفہ و شام سے شہید ہوئے تھے اُنہیں ایام میں ہزار دینار واسطے مصارف راہ کے لیکر بقصد حج اپنے شہر سے چلا یہاں تک کہ کوفہ سے طرف شام کے روانہ ہوا فَبَيْنَا اَنَا فِي الْمَسِيْرِ اِذْ رَاَيْتُ عَسْكَرًا مَعَ الرُّؤُوْسِ وَالسَّبَايَا مِنَ النِّسَاءِ وَالْاَطْفَالِ عَلٰى اَقْتَابِ الْجِمَالِ مُكَشَّفَاتِ الْوُجُوْهِ بَيْنَ الْفُسَّاقِ سہل کہتے ہیں کہ اثنائے راہ کوفہ و شام میں دیکھا میں نے کہ ایک لشکر اسطرف سے بسمت شام جاتا ہے اور اُنکے محاصرہ میں بہت سر نیزوں پر ہیں اور بیچ میں اُنکے کچھ بچے خورد سال اور عورات مخدرات مقید سر برہنہ بہ لباس پوشیدہ اور کہنہ پریشان حال پشت شتران مجروح و ناتوان پر سوار ہیں فَسَاَلْتُ عَنْ بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ اَنْتُمْ وَلِمَنْ هٰذِهِ الرُّؤُوْسُ وَهٰذِهِ السَّبَايَا قَالَ بَعْضُهُمْ مِنَ الْقَوْمِ نَحْنُ عَسْكَرُ يَزِيْدَ ابْنِ مُعَاوِيَةَ وَهٰذِهِ الرُّؤُوْسُ رَاْسُ الْحُسَيْنِ وَاَعْوَانِهٖ وَهٰذِهِ السَّبَايَا حَرَمُهٗ پس دیکھکر میں نے

لشکری سے پوچھا کہ تم سب کس کی فوج ہو اور یہ سب سر کس کے ہیں اور یہ سب قیدی عورات اور اطفال کس کے اہل حرم ہیں اُس نے مجھے جواب
دیا کہ اے شخص تو واقف نہیں ہے کہ ہم سب ملازم یزید بن معاویہ امیر شام کے ہیں اور یہ سب سر حسینؑ اور اُن کے اقربا اور انصار
کے ہیں اور یہ سب مقید انہیں کے اہل حرم ہیں کہ بعد قتل کرنے حسینؑ کے ان سب کو لوٹا اور مقید کر کے یزید کے پاس لئے جاتے ہیں
فَقُلْتُ لَهُ مَنِ الْحُسَيْنِ قَالَ ابْنُ عَلِيٍّ قُلْتُ مَا اسْمُ اُمِّهِ قَالَ اُمُّهُ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ بِنْتُ نَبِيِّنَا
مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ میں نے اُس سے پوچھا کہ وہ کون حسینؑ تھا کہ جسے تم نے مع عزیز و اقربا قتل کیا اور
قتل بھی اُس کا نہیں کافی ہوا کہ اُس پر بھی اُنکی اہل حرم کو کہ یہ بیگناہ ہیں باایں ذلت و خواری مقید کیا اُس نے مجھے جواب دیا کہ وہ
حسینؑ فرزند علیؑ تھے کہ اُنہوں نے یزید بن معاویہ پر خروج کیا تھا میں نے کہا کہ آیا نام اُنکی ماں کا بھی تجھے معلوم ہے کہ
کیا تھا اور وہ کس قوم و قبیلے سے ہے اُس نے کہا کہ ماں اُنکی جناب فاطمہؑ زہرا بیٹی تھیں ہمارے نبی جناب محمد مصطفی صلی اللہ
علیہ وآلہ کی فَبَكَيْتُ وَتَعَجَّبْتُ مِنَ الْبُكَاءِ فَسَمِعْتُ اُمَّ كُلْثُومِ بِنْتَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَهِيَ
تَبْكِيْ وَتُنْشِدُ بِهٰذِهٖ مَاتَ رِجَالِيْ وَاَفْنَى الدَّهْرُ سَادَاتِيْ وَزَادَنِيْ فَوْقَ الْحَسَرَاتِ سہل کہتے ہیں کہ یہ سنکر میں مصیبت اہلبیت
رسول خدا پر بہت رویا اور اسی حالت میں قریب ناقہ ہائے اہلبیت کے گیا سنا میں نے کہ جناب ام کلثومؑ دختر امیرالمومنین علیہ السلام
اس کرب و قلق سے روتی ہیں کہ دل ہر ایک شخص کا وہ بین سنکر شق ہوتا ہے اور یہ اشعار بینہ پڑھتی ہیں کہ ترجمہ اُن کا یہ ہے یعنی
افسوس صد افسوس کہ وارث ہم بیکسوں کے مر گئے اور فلک کجرفتار اور زمانہ غدار نے سب مردوں کو ہمارے اور وارثوں کو
ہمارے باقی نہ رکھا اور ہم بیوؤں کو انواع اور اقسام کے مصائب میں مبتلا کیا ہے ۵ صَالُوا اللِّئَامُ عَلَيْنَا بَعْدَ
مَا عَلِمُوْا ۞ اَنَّ الرَّسُوْلَ رَسُوْلٌ بِالْهُدٰى اٰيَاتِ کیا قیامت ہے کہ اشقیائے اُمت بدکردار نے ہم بے وارثوں
پر وہ ظلم و ستم کیا کہ کوئی بے رحم یہود اور نصاریٰ سے کسی گنہگار پر بھی ایسا ظلم نہیں کرتا ہے حالانکہ یہ سب اپنے تئیں مسلمان اُمت
محمد مصطفی سے جانتے ہیں اور ہمیں خوب جانتے ہیں کہ ہم دختران حیدر کرار اور ذریت رسول مختار ہیں کہ جن کو حق سبحانہ
تعالےٰ نے واسطے ہدایت خلق کے مبعوث کیا ہے ۵ يَعِزُّ عَلَيْكَ رَسُوْلَ اللهِ مَا صَنَعُوْا ۞ بِاَهْلِ بَيْتِكَ يَا
سَيِّدِيْ نُوْرَ الْبَرِيَّاتِ ۞ يُسَيِّرُوْنَا عَلَى الْاَقْتَابِ عَارِيَةً ۞ كَاَنَّنَا بَيْنَهُمْ بَعْضُ الْغَنِيْمَاتِ
یا جداہ یا رسول اللہ کیا بیان کریں ہم بیکس اور مظلوم حال زار اپنا کہ ہم سب اہلبیت آپ کے سر برہنہ پشت شتران بے کجاوہ
و عماری پر ہر شہر و دیار کوچہ اور بازار میں مثل بندیان ترک و دیلم کے بکمال ذلت و خواری پھرائے جاتے ہیں

قَالَ فَلَطَمْتُ وَجْهِيْ وَقُلْتُ يَا اللّٰهُ لِمَ لَا تَخْسِفُ بِنَا الْاَرْضَ وَلِمَ لَا تَنْشَقُّ السَّمَاءُ فَبَكَيْتُ حَتّٰى وَقَعْتُ مَغْشِيَّةً عَلَى الْاَرْضِ وَالْقَوْمُ سَارُوْا اِلَى الشَّامِ سہل کہتے ہیں کہ یہ میں جگر خراش ان مفسد سے سُنکر میں نے منھ اپنا پیٹ لیا اور کہا میں نے کہ اے پروردگار عالم جب کہ وہ خاصان خدا کہ جو باعث ایجاد عالم ہیں ایسے مصائب عظیمہ میں مبتلا ہوں تو پھر کیوں زمین اور آسمان پھٹ نہیں جاتے ہیں اور کس نے نقشہ اس عالم فانی کا نہیں بگڑ جاتا ہے پس میں اسقدر رویا کہ غش کھاکر زمین پر گر پڑا اور وہ لشکر کفار مع سرہائے شہدا اور اہلبیت اطہار کے آگے بڑھ گئے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُوْنَ

مجلس ہنتالیسویں مشتمل ہے بعض حالات راہ شام پر

فِيْ مَقْتَلِ اَبِيْ مِخْنَفٍ ثُمَّ اَنَّهُمْ رَحَلُوْا مِنْ مَنْزِلِهِمْ مُرْشَادٍ وَنَزَلُوْا اِلٰى مَكَانٍ يُقَالُ لَهُ الْكُحَيْلُ وَكَتَبُوْا اِلٰى اَهْلِ الْمُوْصِلِ اَنْ تَلَقَّوْنَا بِالزَّادِ وَالْعَلُوْفَةِ فَاِنَّ مَعَنَا رَاْسَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مقتل ابو مخنف میں منقول ہے کہ جب وہ اشقیا منزل مرشاد سے کوچ کرکے مقام کحیل پر پہونچے وہاں ٹھہر کر ایک نامہ بنام اہل موصل کے اس مضمون کا روانہ کیا کہ ہم مع سر حسینؑ کے تمہارے قرب میں پہونچے ہیں تمہیں لازم ہے کہ تم سب مع ضروریات پیادہ و سوار اور مع دانہ و کاہ اسپہائے تیز رفتار کے ہم سے یہاں آنکر ملاقات کرو اور اپنے شہر کو انواع و اقسام کے زینت سے آراستہ کرو کہ یہ محل سرور و فرحت اور جائے زیب و زینت ہے وَكَانَ اَمِيْرُهَا خَالِدُ ابْنُ الْمُشَيْطِ فَاَمَرَ بِالْاَعْلَامِ فَنُشِرَتْ وَزُيِّنَتِ الْمَدِيْنَةُ وَخَرَجُوْا لِلِقَاءِ الْقَوْمِ فَقَالُوْا لَهُمْ لِمَنْ هٰذَا الرَّاْسُ قَالُوْا لِخَارِجِيٍّ خَرَجَ عَلٰى عُبَيْدِ اللّٰهِ فَقَتَلَهُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ منقول ہے کہ جب وہ نامہ اُن بے حیاؤں کا خالد بن مشیط کے پاس کہ وہ امیر اور رئیس موصل کا تھا پہونچا اس نے حکم دیا کہ علم اور نشان لشکر کے نکالے جائیں اور ہر شہر بہار آراستہ ہوا اور زن و مرد یہاں کے زینت کریں اور مسرور رہوں چنانچہ بحکم والی موصل باشندگان شہر بکمال شوکت و شان مع طبل اور نقارہ و نشان شاداں و فرحاں باہر نکلے اور اس لشکر شقاوت اثر سے ملاقات کی جب نظر اُنکی سرہائے شہدا پر خاصہ سر اقدس و اطہر جناب امام حسین علیہ السلام پر پڑی اور اہلحرم اُن کے مقید بہ قید شدید دیکھی پوچھا کہ یہ سر کن پر اور یہ اہلحرم برہنہ سر کس کے ہیں اُن اشقیا نے کہا کہ ایک باغی نے عبید اللہ ابن زیاد سے بغاوت اور سرتابی کی تھی لہذا ابن زیاد

نے لشکر عظیم بھیجکر مع اعوان و انصار اُس سردار کو قتل کیا اور اسباب و مال اُن کا غارت کیا اور عیال اُنکے قید کیے چنانچہ
ابن زیاد نے ہم سب کو ہمراہ ان سروں کے کرکے یزید پلید امیر شام کے پاس روانہ کیا ہے فَقَالُوْا مَا اسْمُهُ قَالُوا الْحُسَيْنُ
بْنُ عَلِيٍّ قَالُوْا الْحُسَيْنُ بْنُ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ بِنْتِ نَبِيِّنَا قَالُوْا نَعَمْ قَالُوْا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَعَلٰى
اَمِيْرِكُمْ لَا وَاللّٰهِ لَيْسَ لَكُمْ سَبِيْلُ الدُّخُوْلِ فِيْ مَدِيْنَتِنَا فَارْحَلُوْا عَنَّا پس اہل موصل نے پوچھا کہ نام
اس سرکش اور باغی کا کیا تھا اُن لعینوں نے کہا کہ نام اُس کا حسین بن علیؑ تھا پس یہ سنکر اُن لوگوں نے پوچھا کہ آیا
حسین بن فاطمہؑ زہرا دختر رسول خدا کو تم نے قتل کیا ہے اُن کفار ستم شعار نے جواب دیا کہ ہاں اُسی حسینؑ کو ہم نے قتل
کیا ہے پس یہ سنتے ہی تمام اہل موصل مستعد بہ جنگ ہوئے اور کہا کہ اے قوم نابکار لعنت خدا تم پر اور تمہارے امیر عبید اللہ
بن زیاد اور یزید بن معاویہ اور اُن کے آبا و اجداد پر کہ تم سب قاتل ہو اولاد انبیا کے اور جلد یہاں سے چلے جاؤ اور
ہرگز اس شہر میں آنے کا قصد نہ کرو ورنہ تم سب قتل ہوگے فَانْهَزَمُوْا مِنْ اَيْدِيْهِمْ بَعْدَمَا قُتِلَ مِنْهُمْ سَبْعُوْنَ
فَارِسًا وَاَتَوْا اِلٰى رَحْبَةِ الَّتِيْ اَحِيْنَ وَنَصَبُوْا فِيْهَا الرَّأْسَ ثَلٰثَ سَاعَاتٍ فَتِلْكَ الرَّحْبَةُ
مَشْهُوْرَةٌ بِاَنَّ مَنْ مَرَّ بِهَا لَمْ تُقْضَ لَهٗ حَاجَتُهٗ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ منقول ہے کہ اُن اشقیا کو یہ خبر نہیں پہنچی یا خبر کی
تھی کہ چار ہزار پیادہ و سوار دینار تلواریں کھینچکر اُن ملعونوں پر ٹوٹ پڑے اور بہت سے کفار ستم شعار کو زخمی کیا اور بسیار نابکار کو راہی دار البوار کیا اور
چاہا کہ ایک کو بھی اُن بے حیاؤں سے باقی نہ چھوڑیں اور سرہائے شہدا اور اہل حرم کو اُن سے چھین لیں لیکن وہ ملعون تاب
مقاومت نہ لا سکے اور وہاں سے بھاگ کر رحبہ [illegible] میں ٹھہرے اور سر اقدس شہزادہ کونین جناب امام حسین علیہ السلام
کا تین ساعت تک وہاں نصب کیا چنانچہ ایک مدت دراز تک وہ جگہ ایسی بہ نحوست مشہور رہی کہ جو شخص صاحب حاجت
اس طرف سے ہوکر گذرتا تھا اُس روز حاجت اُس کی ہرگز نہ بر آتی تھی قَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ فَبَاتُوْا تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَضِيْرَ
فِي الْخَمْرِ وَاللَّحْمِ ثُمَّ سَارُوْا اِلٰى مَدِيْنَةِ الْخَزْرِ وَكَانَ فِيْهَا خَلْقٌ كَثِيْرٌ فَلَمَّا بَلَغَهُمُ الْخَبَرُ
اَغْلَقُوا الْاَبْوَابَ ابو مخنف کہتا ہے کہ اُن اشقیا نے شراب اور کباب سے پیٹ اپنا بھر کر تمام شب اسی جگہ سویا کیے
جب کہ صبح ہوئی وہاں سے کوچ کرکے زیر حصار شہر خزر کے کہ وہ شہر بہ سبب کثرت خلق کے بہت آباد تھا پہونچے اور اہل شہر کو
بدستور سابق مثل تکریت اور [illegible] اور موصل کے اپنے آنے سے مطلع کیا جب کہ اہل خزر نے حال سے اُن بے دینوں کے اطلاع
پائی اُسی وقت دروازے اپنے شہر کے بند کر لیے وَصَعِدُوا السُّوْرَ وَجَعَلُوْا يَلْعَنُوْنَهُمْ وَيَسُبُّوْنَهُمْ

وَيَرْمُوْنَهُمْ بِالنِّبَالِ وَيَقْذِفُوْنَهُمْ بِالْحِجَارَةِ وَيَقُوْلُوْنَ لَهُمْ اِرْحَلُوْا عَنَّا يَا حَمَلَةَ اَوْلَادِ الْاَنْبِيَاءِ
پس وہ سبحا دتمند بالائی حصار چڑھ گئے اور بآواز بلند ان اشقیا پر لعنت کرنے لگے اور سلسلہ سب و شتم کا جاری ہوا اور تیر پھینکتے اور کہتے کہ ای قوم
نابکار اسی وقت جلد ہمارے شہر سے دور ہو اور ابھی یہاں سے دفع ہو کہ تم سب قاتل ہو اولاد انبیا کے ایسا نہو کہ
ہم بھی بسبب تمہارے عذاب خداوند قہار میں معذب اور گرفتار ہوں فَارْتَحَلُوْا اِلٰى بَعْضِ الْقُرٰى فَاسْتَعْبَرَتْ
اُمُّ كُلْثُوْمٍ وَاَنْشَأَتْ تَقُوْلُ ٥ لَمْ تَعْنَقُوْا عَلَى الْعَارِيَةِ ؞ كَاَنَّنَا مِنْ بَنَاتِ التُّرْكِ فِي الْبَلْوٰى يَا
السُّوْءَ اللّٰهُ دَرُّكُمْ ؞ اِلَّا عَذَابًا كَمَا اَخْنَعْتُمْ كَيْدًا ؞ پس ان ملعونوں نے شہر خرنے جانے سے انکار کر کے ایک قریہ میں کہ وہاں
سے چند فرسخ بعید تہا مقام کیا منقول ہو کہ اہلبیت رسول مختار اور دختران جناب حیدر کرار ایسے مصائب عظمیٰ اور نوائب
کبریٰ میں گرفتار تھے کہ کمیت و کیفیت انکی مصائب کے احاطہ تحریر اور حد تقریر سے باہر ہے مگر سبحان القدس قید خدید
اور تکلیف سفر پر تحمل اور صبر سوا اسکے عترت طاہرہ سید البشر کے کسی سے ممکن نہیں چنانچہ ام کلثوم جب کہ اس قریہ میں
پہونچیں اسوقت یہ چند اشعار بہ مقتضائے حال زار اپنے کے زبان اطہر پر جاری کئے یعنی اے بدترین امم سابقہ حق سبحانہ
تعالیٰ تمہاری اس جمعیت کو پریشان اور برباد کرے اور تم سب کو یہ عذاب سخت مبتلا کرے جیسا کہ تم نے ہمارے دل اور جگر
کو سوختہ اور بریاں کیا ہے آیا اس ظلم و ستم کی تمہارے کچھ حد و نہایت بھی ہے کب تک ہم بیکسوں کو پشت شتران بے کجاوہ اور
عماری پر سوار کئے بطور دختران ترک و دیلم کے گرفتار کر کے جابجا لئے پھرو گے حالانکہ ہم بیٹیاں ہیں جناب محمد مصطفےٰ
سید المرسلین کی اور اولاد ہیں سید الوصیین امیر المومنین کی قَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ ثُمَّ اَتَوْا اِلٰى بَلْدَةِ النُّعْمَانِ فَتَلَقّٰى
بِهِمْ اَهْلُهَا بِالشَّرَابِ وَالطَّعَامِ ابو مخنف کہتا ہے کہ وہ لشکر اس قریہ سے کوچ کر کے شہر نعمان میں پہونچے
باشندے وہاں کے آنے سے ان اشقیا کے سب زن و مرد بہت خوش اور مسرور ہوئے اور ان کفار نے واسطے اس فرقہ
اشرار کے شراب اور طعام مہیا کیا اور ان سے بکمال تعظیم و تکریم پیش آئے قَالَتْ زَيْنَبُ مَا هٰذِهِ الْبَلْدَةُ قَالُوا الْبَلْدَةُ
النُّعْمَانُ قَالَتْ اَبَادَ اللّٰهُ خَضْرَاءَهُمْ وَسَلَّطَ عَلَيْهِمْ مَنْ لَا يَرْحَمُهُمْ پس جب کہ جناب زینب خاتون نے
خوشی اور سرور کو اہل شہر کی اس لشکر شقاوت پیکر سے ملکر ملاحظہ فرمایا پوچھا کہ اس شہر کا کیا نام ہے لوگوں نے عرض کی کہ
اس شہر کو بلدہ نعمانیہ کہتے ہیں ان معظمہ نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ ویران اور برباد اور ہلاک کرے آبادی کو اس
شہر کی اور مسلط کرے ان پر ایسے شخص کو جو ان پر ہرگز رحم نہ کرے ثُمَّ اِنَّهُمْ رَحَلُوْا وَنَزَلُوْا بِالتَّسْبِيْنِ نَفَاقًا

لَهُمْ مَا مَعَكُمْ قَالُوْا رَاْسُ الْحُسَيْنِ وَسَبْيُهُ فَقَامُوْا اِلَيْهِمْ بِالسُّيُوْفِ وَالْتَّ مَاحِ وَ
هَزَمُوْهُمْ پس وہ اشقیائے ملعون بلدۂ نعمان سے کوچ کرکے قریب شہر شیرز کے نازل ہوئے اہل شہر نے اُن بے حیاؤں سے پوچھا
کہ یہ سر تمہارے ساتھ نیزوں پر کس کے سر اور یہ مقیدو اسیر کس کے اہل حرم ہیں اُن ملعونوں نے جواب دیا کہ یہ سر حسینؑ بن علیؑ اور
اُن کے اعوان و انصار کے سر ہیں اور یہ سب عورات و اطفال مقید اُنہیں کے اہل حرم ہیں راوی کہتا ہے کہ سنتے ہی نام
جناب امام حسینؑ کے سب اہل شہر تلواریں اور نیزے پکڑ کر آمادۂ قتل اُس فرقہ اشرار کے ہوئے یہاں تک کہ وہ سب
نامرد تاب مقاومت نہ لا سکے اور وہاں سے بھاگ گئے قَالَ اَبُوْ مِخْنَفٍ ثُمَّ اِنَّهُمْ رَحَلُوْا بِالرُّؤُسِ
وَالسَّبَايَا حَتّٰى اَتَوْا اِلٰى مَدِيْنَةِ قُرْطَانَ وَهِيَ كَانَتْ حِصْنًا صَغِيْرًا فَغَلَقُوا الْاَبْوَابَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ
ابو مخنف کہتا ہے کہ وہاں سے بھاگ کر وہ کفار بدکردار مع سرہائے شہدا اور اہلبیتؑ اطہار کے قریب شہر قرطان کے وارد
ہوئے اور چاہا کہ داخل شہر ہوں لیکن چونکہ باشندگان شہر بدکرداری اور شقاوت شعاری سے اُس فرقہ غدار کے قبل سے
واقف ہو چکے تھے اس لئے داخل ہونا اُنکا اپنے شہر میں گوارا نہ کیا اور دروازے شہر کے کہ بطور قلعہ کو چک کے تھا بند
کرلئے فَاَتَاهُمْ خَوْلِيُّ بْنُ يَزِيْدَ وَقَالَ اَلَسْتُمْ فِيْ حُكْمِنَا قَالُوْا نَعَمْ وَلٰكِنَّكُمْ لَا تَدْخُلُوْا مَدِيْنَتَنَا
لِاَنَّكُمْ قَتَلْتُمْ اَوْلَادَ نَبِيِّنَا پس جب کہ اُن سعادتمندوں نے دروازے شہر کے بند کرلئے اور کسی طرح اُن کفار
کو آنے نہ دیا بکمال ندامت اور انفعال خولی ملعون زیر حصار قلعہ کے کھڑا ہوا اور آواز دی کہ اے اہل قرطان کیا تم
تابع اور محکوم امیر شام کے نہیں ہو کہ ہم سے بمقابلہ پیش آئے ہو اُن سبھوں نے جواب دیا کہ ہم سب البتہ محکوم اور تابع
یزید پلید کے ہیں لیکن تمہارا آنے دینا اپنے شہر میں ہمیں گوارا نہیں ہے اسلئے کہ تم ملعون قاتل اولاد رسولؐ مختار و اولاد ظالم
اہلبیتؑ اطہار کے ہو ثُمَّ اِنَّهُمْ عَدَلُوْا عَنْهَا وَاَتَوْا اِلٰى حَمَاةَ فَوَجَدُوْهَا مُغْلَقَةً ثُمَّ اِنَّهُمْ رَحَلُوْا وَاَتَوْا
اِلٰى حِمْصٍ فَنَزَلُوْا قَرِيْبًا مِنْ صَوْمَعَةِ رَاهِبٍ فَلَمَّا جَنَّهُمُ اللَّيْلُ سَمِعَ الرَّاهِبُ دَوِيًّا كَدَوِيِّ الرِّيْحِ
الْعَاصِفِ وَرَاٰى نُوْرًا سَاطِعًا جب کہ وہ سب مردود بارگاہ باری شہر قرطان میں نہ جا سکے اُس کی صبح کو وہاں سے وہ سب
رو سیاہ ایک منزل پر کہ اُسے حماۃ کہتے تھے پہونچے وہاں کے باشندوں نے بھی دروازے اپنے شہر کے بند کرلئے اور اندر شہر
کے آنے نہ دیا پس وہاں سے بھی خائب اور خاسر کوچ کرکے منزل حمص پر پہونچے اور باہر شہر کے قریب ایک دیر نصاریٰ
کے اترے اور مشغول بہ شراب و کباب ہوئے جب کہ شب ہو گئی پیر دیرانی نے سنا کہ خود بخود آواز مثل آواز ہوائے تند کی آتی ہے

اور دیکھا کہ ایک تنق نور از زمین تا آسمان بلند ہے فَاَخْرَجَ الرَّاهِبُ رَاْسَهٗ مِنْ صَوْمَعَتِهٖ وَنَظَرَ اِلَى الرَّاْسِ
عَلَى الرُّمْحِ اَنَّ النُّوْرَ يَخْرُجُ مِنْهُ وَالْمَلَائِكَةَ تَنْزِلُ عَلَيْهِ كَتَائِبَ وَهُمْ يُنَادُوْنَ السَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْمَظْلُوْمُ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الْمَعْصُوْمُ
پس وہ آواز سنکر اور تمام دیر اپنا منور دیکھکر وہ پیر دیرانی متعجب ہوا اور سر اپنا دیرے سے باہر نکالکر دیکھا کہ ایک سر کسی مظلوم کا
نیزہ پر رکھا ہے اور نور اُس سر انور سے مثل آفتاب کے تاباں و درخشاں ہے اور فوج فوج ملائکہ آسمان سے اُس سر اقدس کے
قریب نازل ہوتی ہیں اور بکمال تعظیم و تکریم یوں تسلیم عرض کرتے ہیں کہ سلام ہو جیو آپ پر یا ابا عبداللہ سلام ہو جیو آپ پر
اے بیکس و مظلوم سلام ہو جیو آپ پر اے سید معصوم فَفَزِعَ الرَّاهِبُ فَزَعًا شَدِيْدًا وَبَاتَ لَيْلَتَهٗ قَلِقًا
مُتَفَكِّرًا فَلَمَّا اَصْبَحُوْا وَهَمُّوْا بِالرَّحِيْلِ اَشْرَفَ عَلَيْهِمُ الرَّاهِبُ مِنْ صَوْمَعَتِهٖ پس
یہ اعجاز اُس سر اقدس سے دیکھکر پیر دیرانی بہت خائف ہوا اور وہ تمام شب تڑپ کر کاٹی جب کہ صبح طالع ہوئی اور
اشقیا نے قصد کوچ کا کیا اُس پیر دیرانی نے غرفہ دیر سے سر اپنا نکالا وَنَادٰى يَا مَعْشَرَ النَّاسِ مَنْ هُوَ رَئِيْسُ
عَسْكَرِكُمْ فَاَشَارُوْا اِلٰى خُوْلِيِّ بْنِ يَزِيْدَ الْاَصْبَحِيِّ لَعْنَةُ اللّٰهِ فَقَالَ لَهٗ لِمَنْ هٰذَا الرَّاْسُ قَالَ
هُوَ رَاْسُ مَنْ خَرَجَ عَلَى ابْنِ زِيَادٍ فَقَتَلَهٗ پس اُس نصرانی نے آواز دی کہ اے قوم بدکردار اے گروہ اشرار سیس شاستم تمہارا کون
ہے سبھوں نے اشارہ طرف خولی بن یزید اصبحی ملعون کے کیا نصرانی نے پوچھا کہ اے شخص یہ سر نیزہ پر بایں ذلت و خواری کس
برگزیدہ باری کا سر ہے اُس بے حیا نے جواب دیا کہ یہ سر ہے اُس کا کہ جس نے خروج کیا تھا عبیداللہ بن زیاد پر پس ہم نے بہ حکم
ابن زیاد سے قتل کیا اور الجرم اُس کے معتقد کئے فَقَالَ لَهٗ مَا اسْمُهٗ قَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ فَقَالَ لَهٗ ابْنُ
بِنْتِ نَبِيِّكُمْ قَالَ نَعَمْ فَبَكَى الرَّاهِبُ بُكَاءً شَدِيْدًا وَقَالَ وَيْلٌ لَّكُمْ لَعَنَكُمُ اللّٰهُ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ
وَلٰكِنِ انْكَشَفَ لِيْ عَنْ هٰذَا الرَّاْسِ اِلَّا نَظَرَ اِلَيْهِ پس اُس دسیہ نے پوچھا کہ نام اُس شخص کا کیا تھا خولی شقی نے کہا کہ نام اُس کا حسین بن علی تھا
اُس پیر دیرانی نے کہا کہ کیا وہ حسین جو نواسا تھا تمہارے پیغمبر کا اُس ملعون نے کہا کہ ہاں وہی حسین بن رسول الثقلین
کو ہم نے قتل کیا ہے یہ سنکر وہ نصرانی بہت رویا اور بکمال تاسف اُس نے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کہا کہ اے قوم غدار اور اے فرقہ
اشرار لعنت خدا تم پر اور تمہارے دین پر کہ تم نے افسوس اپنے نبی کے نواسے کو قتل کیا اور سر اُس کا کاٹ کر بایں ظلم و ستم نیزہ پر رکھ
کر ساتھ اس کے الجرم کے لئے پھرتے ہو اور اس رسوائی دین و اسلام کو باعث فخر و مباہات اپنا جانتے ہو پس میں تجھسے یہ چاہتا ہوں

کہ اس سرِ انور کو کھول کر مجھے دکھا دے کہ تا میں بھی اس سرِ پُر نور کی زیارت سے شرف حاصل کروں فَقَالَ لَہُ الْخَوْلِیُّ مَا
اَنَا اَکْشِفُہُ اِلَّا بَیْنَ یَزِیْدَ بْنِ مُعَاوِیَۃَ لِاٰخُذَ مِنْہُ الْجَائِزَۃَ الْعُظْمٰی قَالَ الرَّاہِبُ وَکَمِ الْجَائِزَۃُ
قَالَ عَشَرَۃُ اٰلَافِ دِرْہَمٍ خولی نے کہا کہ اے نصرانی یہ سر راہ میں نہ کھلے گا بلکہ اس سر کو روبروئے یزید بن معاویہ کے کھولوں
گا تاکہ وہ مسرور ہو اور مجھے بہت سا انعام عنایت کرے اُس سعادتمند نے پوچھا کہ اے بندۂ زر کس قدر انعام لینے کی تجھے
اپنے امیر سے توقع ہے اُس نے کہا کہ مجھے توقع دس ہزار درہم کی اُس سے ہے فَقَالَ اَنَا اُعْطِیْکُمْ وَسَلَّمَ لَھُمُ الدَّرَاھِمَ
وَاَخَذَ مِنْھُمُ الرَّاْسَ وَوَضَعَہٗ عَلَی السَّجَّادَۃِ وَکَشَفَ عَنْہُ وَقَبَّلَہٗ وَرَشَفَ شَفَتَیْہِ وَ
یَبْکِیْ وَیَنُوْحُ پس اُس سعید ازلی نے کہا کہ اگر اسقدر زر ملنے کا تجھے خیال ہے تو مجھ سے دس ہزار درہم لے مگر تھوڑی دیر
کے لئے مجھے یہ سر دے کہ میں زیارت سے اُس سرِ اقدس کے مشرف ہو کر پھر تیرے حوالے کر دوں گا پس وہ سگِ دُنیا اُس پر راضی ہوا اور
پیر دیرانی نے دس ہزار درہم اُن اشقیا کو اُسی وقت دے اور وہ سرِ پُر نور اُن سے لیکر اپنے دیر میں لے گیا اور اُسے مشک اور گلاب
سے معطر کر کے مصلّے پر رکھا اور بکمال ادب اور تعظیم اُسے آنکھوں سے لگایا اور بار بار اُس کے بوسے لیتا تھا اور مُنہ اپنا لب ہائے
نازنین فرزند سید المرسلین پر رکھ کر روتا تھا اور یہ بین اور نوحہ کرتا تھا یَعِزُّ عَلَیَّ اَسَفًا اَنْ اَرَاکَ ذَبِیْحًا
بَیْنَ اَعْدَائِکَ الْکِلَابِ ؛ یَدُوْرُ بِرَاْسِکَ الْمَلْعُوْنُ خَوْلِیْ ؛ وَلَمْ یَخْشَ مِنَ اللّٰہِ الْعَذَابِ
یعنی اے فرزند رسولؐ مختار بہت دشوار ہے اس بندۂ ناچار پر کہ میں آپ کو ہاتھ سے ان سگہائے ناپاک کے مقتول اور مذبوح دیکھوں
اور سرِ اقدس آپ کا خولی ملعون نوکِ نیزے پر رکھ کر باین ظلم و ستم شہر بہ شہر اور دیار بدیار لئے پھرے اور اہلِ حرم آپکے سر برہنہ
ہر کوچہ و بازار میں پھرائے جائیں اور اُن اشقیا کو مطلق عذاب خداوند قہار سے خوف نہ ہو یَا مَیِّدِیْ لَوْ حَضَرْتُ فَمَنَعْتُ
وَفَدَیْتُکَ بِنَفْسِیْ وَکُنْتُ شَہِیْدًا بَیْنَ یَدَیْکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَا اَرْفَعُ وَجْہِیْ حَتّٰی تَعِدَنِیْ
بِشَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اے سردار دو جہاں اے سرور شہیداں افسوس صد افسوس کہ میں روز عاشورا حاضر خدمت با سعادت
نہ ہوا قسم بخدائے عزوجل اگر میں اسوقت حاضر ہوتا تو حضرت کو اس آفت اور بلا سے بچاتا اور جان اپنی آپ پر سے فدا کرتا کمال
حسرت ہے کہ میں اس سعادت ابدی سے محروم رہا اور اب بجز ندامت اور انفعال کے مجھے کچھ حاصل نہیں ہے لیکن واللہ
کہ میں سر اپنا حضرت کے سجدے سے نہ اٹھاؤنگا جب تک کہ آپ وعدہ میری شفاعت کا بروز قیامت نہ کریں گے فَقَالَ
سَیِّدُ الشُّہَدَاءِ یَا ھٰذَا اِنْ کُنْتَ تَرْجُوْ بِشَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْجَزَاءِ فَارْجِعْ اِلٰی دِیْنِ جَدِّیْ

مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفٰی پس سر اقدس امام حسینؑ نے جواب دیا کہ اے سعادتمند اگر تو آرزومند ہے میری شفاعت کا بروز جزا پس
اختیار کر تو دین میرے جدّ امجد جناب محمد مصطفیٰ کا کہ وہ جناب سید المرسلین اور خاتم النبیین ہیں فَقَالَ الرَّاهِبُ
يَا سَيِّدِي اشْهَدْ لِي عِنْدَ جَدِّكَ وَأَبِيكَ بِأَنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ
لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّ عَلِيًّا خَلِيفَةُ اللّٰهِ پس جب کہ اُس مرد نیک انجام نے
یہ ارشاد ہدایت بنیاد اُس امام مبین سے سُنا عرض کی اے سید اور سردار کونین آپ کو گواہ کرتا ہوں اس کا کہ میں گواہی دیتا اور
اور اقرار کرتا ہوں بوحدانیت خدا اور برسالت جناب محمد مصطفیٰ اور بولایت اور امامت جناب علی مرتضیٰ اور حسن مجتبیٰ علیہم السلام
کے فَبَيْنَمَا كَذٰلِكَ إِذْ نَادَى الْقَوْمُ بِالرَّحِيلِ وَطَلَبُوا مِنْهُ الرَّأْسَ الشَّرِيفَ وَضَيَّقُوا عَلَيْهِ
فَلَمَّا رَأَى الدَّيْرَانِيُّ أَنَّهُمْ يَشُدُّونَ عَلَيْهِ كَالْكِلَابِ وَهُوَ لَا يَقْدِرُ عَلٰى دَفْعِهِ فَبَكٰى
بُكَاءً شَدِيدًا پس جب کہ صبح طالع ہوئی لشکر شقاوت اثر میں آواز الرحیل الرحیل کے بلند ہوئی اور جب ملعون
دروازۂ دیر پر آئے اور اُس پیر دیرانی سے طالب سر اقدس ہوئے اُس سعادتمند نے حوالہ کرنے میں سر اطہر کے کچھ دیر کی تھی
کہ اُن اشقیا نے تمام دیر کو گھیر لیا اور ہر طرف سے مثل سگ و خوک کے اُس پیر دیرانی پر حملہ اور شدت شروع کی جب اُس سعادتمند
نے دیکھا کہ وہ بیدین آمادۂ فساد ہیں اور مجھ سے دفع کرنا اُن کا کسی طرح ممکن نہیں ہے اپنی ناچارگی پر بہت رویا اور
سر اطہر امام حسین علیہ السلام سے مخاطب ہو کر عرض کی کہ اے سید میرے مجھ پر بہت دشوار اور ناگوار ہے مفارقت آپ کی اور افسوس
ہے کہ ان اشقیا کے دفع پر مجھ سے قدرت نہیں ہے فَعَطَّرَهُ بِالْمِسْكِ وَمَاءِ الْوَرْدِ وَغَطَّاهُ وَدَفَعَهُ
إِلَى الْخَوْلِيِّ وَقَالَ لَهُمْ يَا وَيْلَكُمْ اسْتَحْوَذَ عَلَيْكُمُ الشَّيْطَانُ حَتّٰى أَنْسَاكُمْ ذِكْرَ الرَّحْمٰنِ
پس اُس مرد دیندار نے اُس سر اطہر کو مشک اور گلاب سے معطر کیا اور ایک پارچہ نفیس میں لپیٹ کر حوالے خولی ملعون
کے کیا اور کہا کہ اے قوم جفاکار وائے تم پر اسقدر شیطان تم پر مسلط ہوا ہے کہ ذکر خدا اُس نے تمہارے دلوں سے بھلا دیا ہے
لٰكِنْ بِاللّٰهِ عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا هٰذَا مَا فَعَلْتُمْ بِهِ قَبْلَ ذٰلِكَ فَأَخَذُوهُ مِنْهُ وَلَمْ
يَسْمَعُوا كَلَامَهُ وَرَفَعُوهُ عَلَى الرُّمْحِ وَجَعَلُوا يَقْسِمُونَ الدَّرَاهِمَ لیکن اے کفار بدکردار واسطے خدا اور رسول کے
اب سر اقدس کو نیزے پر نہ رکھنا کہ یہ سر ہے فرزند رسول مختار اور جگر گوشہ حیدر کرار کا راوی کہتا ہے ہر چند کہ وہ مرد دیندار
بعجز و انکسار اُن کو منع کرتا رہا لیکن اُن اشقیا نے منت اور زاری پر اُسکی مطلق نظر نہ کی اور اُسی وقت سامنے اُس کے

سر اطہر امام حسینؑ کو نیزہ بلند پر رکھا اور وہ درہم سب بے حیاؤں نے آپس میں تقسیم کر لئے فَلَمَّا ابْعَدُوْا مِنَ الدَّیْرِ بِمِیْلَیْنِ رَاَوْهَا قَدِ اسْتَحَالَتْ خَزَفًا فَمَکَثُوْا عَلَیْهَا وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ فَقَالُوْا لِاَصْحَابِهِمْ اَکْتُمُوْا هٰذَا وَاِلَّا اَهْلَکَکُمُ اللّٰهُ وَالنَّاسُ اَجْمَعُوْنَ پس جب کہ وہاں سے کوچ کر کے دو کوس بعید ہوئے اسوقت دیکھا سب نے کہ وہ درہم ٹھیکرے ہو گئے ہیں اور اُن پر سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون لکھا ہے یہ دیکھ کر سب نے آپسمیں مشورہ کیا کہ اس امر عجیب کو کسی سے ظاہر نہ کرنا ورنہ تمام آدمی جمع ہو کر ہمیں قتل کریں گے اور باعث رسوائی کا ہوگا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس چھیالیسویں مشتمل ہے روایت پر ایک دیرانی کی

رُوِیَ فِی الْمُنْتَخَبِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الدِّمَشْقِیِّ اَنَّهٗ قَالَ کُنْتُ مَعَ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ حَمَلُوا الرُّؤُوْسَ وَالسَّبَایَا اِلٰی دِمَشْقَ کتاب منتخب میں ابوسعید دمشقی سے منقول ہے کہ کہا اُس نے جب کہ ابن زیاد بد نہاد نے سر اقدس و اطہر فرزند خیر البشر کا ہمراہ بہت سے اشقیا کے طرف دمشق کے روانہ کیا تو میں بھی ایک اُن اشقیا سے تھا فَلَمَّا وَصَلُوْا اِلٰی دَیْرِ النَّصَارٰی فَوَقَعَ بَیْنَهُمْ اَنَّ نَصْرَ الْخُزَاعِیَّ قَدِ اجْتَمَعَ عَسْکَرًا عَظِیْمًا یُرِیْدُ اَنْ یَّهْجُمَ عَلَیْهِمْ نِصْفَ اللَّیْلِ وَیَقْتُلَهُمْ وَیَاْخُذَ مِنْهُمُ الرُّؤُوْسَ وَالسَّبَایَا . پس جب کہ ہم سب مع سرہائے شہدا اور اہلبیت رسول خدا بعد طے چند مراحل اور قطع منازل کے قریب ایک دیر نصاریٰ کے راہ میں تہا پہونچے اسوقت لشکر سعادت اثر میں یہ مشہور ہوا کہ نصر خزاعی نے کہ وہ دوست داران اہلبیت اطہار سے ہے مجمع کثیر اور جم غفیر جمع کیا ہے اور قصد اُس کا یہ ہے کہ آج نصف شب کو جب کہ یہ لشکر غافل ہو اُسے ہر طرف سے گھیرے اور سب کو قتل کرے اور سرہائے شہدا اور مقدرین کو چھین لیجائے فَقَالَ الرُّؤَسَاءُ مِنْ عِظَمِ اضْطِرَابِهِمْ اَنْ نَّلْجَاَ اللَّیْلَةَ اِلَی الدَّیْرِ وَنَجْعَلَهٗ کَهْفًا لَّنَا لِاَنَّهٗ مُسْتَحْکَمٌ پس رؤسائے لشکر نجس کہ تمام لشکر کو مضطر اور بے حواس پایا بعد غور اور تامل کے کہا کہ ہمارے نزدیک یوں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس دیر نصاریٰ کو کہ قریب ہمارے ہے جائے پناہ اپنی قرار دیں اور آج کی شب سب دیر کے اندر رہیں تاکہ شبخون سے محفوظ رہیں اور بہ سبب استحکام اس دیر کے لشکر دشمن ہم پر غالب نہ آسکے فَوَقَفَ الشِّمْرُ مَعَ اَصْحَابِهٖ عَلٰی بَابِ الدَّیْرِ وَنَادٰی

يَا اَهْلَ الدَّيْرِ فَجَاءَهُمُ الْقِسِّيْسُ الْكَبِيْرُ وَرَاَى الْعَسْكَرَ فَقَالَ مَا اَنْتُمْ وَمَا تُرِيْدُوْنَ مِنَّا پس یہ امر ناپسند کی اور شمر لعین ساتھ اپنے رفقا کے دروازہ دیر پر آیا اور مالک دیر کو آواز دی کہ یہ دیر کس کا ہے چنانچہ آواز اُس شقی کی سنکر پیر دیرانی قریب اُنکے آیا اور دیکھا کہ گرد دیر کے لشکر عظیم ہے متعجب ہوکر پوچھا کہ تم سب کون ہو اور مجھ سے تمہیں کیا مقصود ہے فَقَالَ الشِّمْرُ نَحْنُ عَسْكَرُ ابْنِ سَعْدٍ نَسِيْرُ اِلَى الشَّامِ قَالَ الْقِسِّيْسُ لِاَيِّ غَرَضٍ قَالَ قَدْ خَرَجَ رَجُلٌ عَلٰى يَزِيْدَ فَقَتَلْنَاهُ وَمَعَنَا رَاْسُهٗ وَحَرِيْمُهٗ فَنُرِيْدُ اَنْ نَلْجَاَ اِلَى دَيْرِكَ شمر نے جواب دیا کہ ہم سب ملازم یزید بن معویہ ہیں اور قصد ہمارا طرف شام کے ہے دیرانی نے پوچھا کہ شام کیوں جاتے ہو اور وہاں جانے سے تمہیں کیا مقصود ہے اُس ملعون نے کہا کہ ایک شخص نے حکم یزید پلید سے سرتابی کی تھی چنانچہ ہم نے اُسے بحکم امیر شام زمین عراق پر قتل کیا اور اہل حرم اُنکے مقید کیے چنانچہ سر اُنکے مع قیدیوں کے یزید پاس لیے جاتے ہیں آج کی شب ہمیں خوف شب خون کا ہے پس اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ آج تیرے دیر میں شب باش ہوں تاکہ آفت سے شب خون کی محفوظ رہیں فَنَظَرَ الْقِسِّيْسُ اِلٰى رَاْسِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَاٰى مِنْهُ النُّوْرَ يَلْمَعُ اِلَى السَّمَاءِ فَوَقَعَ فِيْ قَلْبِهٖ هَيْبَةٌ مِّنْهُ پس یہ حکایت رنج و غم اور قصہ پر درد و الم سنکر اُس مرد سعید نے طرف سر اقدس امام حسین علیہ السلام کے نگاہ کی دیکھا کہ ایک تتق نور اُس سر انور سے تا آسمان بلند ہے یہ دیکھتے ہی ایک ہیبت عظیم دل پر اُس مرد نصرانی کے طاری ہوئی فَقَالَ لِلشِّمْرِ وَالسَّبَايَا فِيْ هٰذَا الدَّيْرِ وَاَنْتُمْ تُحَافِظُوْنَهُمْ مِنْ خَارِجٍ فَاِذَا دَهَمَكُمْ عَدُوٌّ قَاتِلُوْهُ پس دیرانی نے کہا کہ اے شمر یہ دیر میرا گنجائش لشکر کی نہیں رکھتا ہے البتہ اگر خوف تمہیں ان سروں کا اور قیدیوں کے چھین جانے کا ہے تو اُنکو میرے دیر میں جگہ دو اور لشکر تمہارا گرد دیر کے تمام شب جاگتا رہے اور محافظت کرے اور اگر کوئی دشمن اتفاقاً تم پر آپڑے تو تم سب اُس سے مقابلہ کرو اور اُسے قتل کرو فَاسْتَحْسَنُوْهُ وَوَضَعُوْا رَاْسَ الْحُسَيْنِ فِي الصُّنْدُوْقِ وَقَفَلُوْهُ وَاَدْخَلُوْهُ مَعَ النِّسَاءِ اِلٰى دَاخِلِ الدَّيْرِ پس افسران لشکر نے رائے اُس مرد پیر کی نہایت پسند کی اور سر اقدس امام حسین علیہ السلام کا ایک صندوق میں مقفل کرکے مع سرہائے شہدا اور اہل حرم کے سپرد اُس نصرانی کے کیا فَجَعَلَهُمُ الدَّيْرَانِيُّ فِيْ مَكَانٍ يَلِيْقُ بِهِمْ وَاَدْخَلَ الرَّاْسَ الشَّرِيْفَ فِيْ حُجْرَةٍ عَلٰحِدَةٍ فَلَمَّا مَضٰى مِنَ اللَّيْلِ شَيْءٌ اَرَادَ اَنْ يَّرٰى

النَّاسَ اِلیٰ وَقْتِ سَحَرٍ پس اُس مرد نیک انجام نے بکمال اہتمام اہلبیت طاہرینؑ اور جناب سید الساجدینؑ کو ایک مکان مناسب اور لائق میں جگہ دی اور اُس صندوق مقفل کو علیحدہ ایک حجرہ میں رکھا جبکہ کچھ شب گذر گئی اُسوقت اُس پیر دیرانی نے چاہا کہ کسی طرح سر اقدس کو قریب سے دیکھوں چونکہ وہ حجرہ بسبب تاکید اشقیا کے مقفل کر دیا تھا اس لیے اندر حجرہ کے جانا ممکن نہ ہوا فَحَطَّ رَاسَهٗ فِیْ رَوْزَنَةٍ لَهَا فَرَاٰی اَنَّ النُّوْرَ یَسْطَعُ مِنْهُ وَسَقْفَ الْبَیْتِ قَدِ انْشَقَّ وَهَوْدَجًا مِنْ نُوْرٍ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ وَحَوْلَهٗ جَمَاعَةٌ مِنْ حُوْرِ الْعِیْنِ یَقُلْنَ طَرِّقُوْا طَرِّقُوْا فَاِنَّ حَوَّا تَخْرُجُ مِنْهُ پس اُس مرد نصرانی نے سر اپنا روشندان میں اُس حجرے کے ڈالکر دیکھا کہ نور اُس صندوق سے تا آسمان تابان اور درخشان ہے اور دیکھا کہ دفعۃً چھت اُس حجرے کی شق ہوگئی اور ایک عماری نورانی آسمان سے نازل ہوئی اور گرد اُسکے بہت سی حوریں ہیں اور بعض اُن میں سے آواز دیتی ہے کہ راہ دو راہ دو کہ جناب حوا اُم البشر عماری سے باہر تشریف لاتی ہیں ثُمَّ نَزَلَ هَوْدَجٌ اُخْرٰی مِنَ السَّمَآءِ مَعَ جَمَاعَةٍ مِنَ الْحُوْرِ وَهُنَّ تُنَادِیْ طَرِّقُوْا طَرِّقُوْا فَاِنَّ اٰسِیَةَ وَمَرْیَمَ اُمَّ عِیْسٰی وَكُلْثُوْمَ اُخْتَ مُوْسٰی یَخْرُجْنَ مِنَ الْهَوْدَجِ بعد اُسکے دیکھا کہ ایک اور عماری نور کی آسمان سے ساتھ جماعت حوران بہشت کے وہاں نازل ہوئی اور اُن میں سے بھی بعضی حوریں آواز دیتی ہیں کہ راہ دو اور ہٹ جاؤ کہ آسیہ زن فرعون اور حضرت مریم مادر عیسیٰؑ اور کلثوم ہمشیرہ حضرت موسیٰؑ عماری سے نکلتی ہیں ثُمَّ نَزَلَ هَوْدَجٌ اٰخَرُ مِنْ نُوْرٍ وَحَوْلَهٗ كَثِیْرَةٌ مِنَ الْحُوْرِ یَبْكِیْنَ بِالْوَیْلِ وَالثُّبُوْرِ وَیَقُلْنَ اَیُّهَا النَّصْرَانِیُّ غُضَّ بَصَرَكَ فَاِنَّ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءَ بِنْتَ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ تَخْرُجُ مِنْهُ بعد اُسکے ایک اور عماری نور کی بکمال شکوہ و شان اور رفعت میں مثل آسمان زمین پر نازل ہوئی اور یمین و یسار اُسکے بہت سی حوریں جلودار نوحہ کناں باسر عریاں اور حال پریشان یہ کہتی ہیں کہ اے پیر نصرانی جلد اپنی آنکھیں بند کر اور سر اپنا جھکا لے کہ جناب عالیہ محشورہ دختر سید البشر مریم کبریٰ حضرت فاطمہ زہرا صلوات اللہ وسلامہ علیہا واسطے زیارت سر اقدس اپنی فرزند سید الشہدا کے تشریف لائی ہیں فَعِنْدَ ذٰلِكَ غُشِیَ صَاحِبُ الدَّیْرِ فَلَمَّا اَفَاقَ مِنْ غَشْوَتِهٖ سَمِعَ صَوْتًا مُعَظَّمَةً تَنُوْحُ بِحُرْقَةٍ وَنَحِیْبٍ وَتَبْكِیْ بِدَمْعٍ سَكِیْبٍ وَتُنَادِیْ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ الْمَظْلُوْمُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا الْمَعْصُوْمُ پس سنتے ہی اس آوازِ ہیبت ناک کے

اُس پیر دیرانی کو غش آگیا اور بیہوش ہوگیا جب کہ فی الجملہ غش سے افاقہ ہوا سنا اس نے کہ ایک معظمہ کے رونے اور پیٹنے کی آواز
اُس حجرے سے بلند ہے اور وہ بی بی درد رسیدہ اس کرب سے روتی ہے کہ دل ہر ایک سننے والے کا شق ہوتا ہے اور وہ معظمہ
یہ کہتی ہے کہ سلام ہو جیو تجھ پر اے قتیل اُمّت جفاکار سلام ہو جیو تجھ پر اے ذبیح اُمّت بدکردار سلام ہو جیو تجھ پر اے فرزند مظلوم سلام
ہو جیو تجھ پر اے دلبند معصوم فِدَاكَ اُمُّكَ لَا يَتَدَاخَلُكَ هَمٌّ وَغَمٌّ فَاِنَّ اللّٰهَ سَيُفَرِّجُ عَنِّيْ وَ
عَنْكَ وَيَاخُذُ بِثَارِكَ فَهِيَ تُقَبِّلُ الرَّاْسَ وَتَبْكِيْ وَيَبْكِيْنَ مَعَهَا اَزْوَاجُ الْاَنْبِيَاۗءِ اور فرماتی ہیں کہ اے نور نظر
اے ضیائے بصر فدا ہو تجھ پر ماں تیری تو مغموم اور محزون نہ ہو کہ عنقریب حق سبحانہ تعالے منتقم حقیقی اس غم والم کو تیرے متبدل بفرحت
اور سرور کرے گا اور عنقریب اس خون ناحق ریختہ کا عوض لے گا پس وہ مظلومہ اس طرح کے کلمات جگر خراش فرماتی
تھیں اور روتی تھیں اور اس سر اقدس کے بوسے لیتی تھیں اور ہمراہ اُن مخدومہ کے سب ازواج انبیا گرد سر انور کے بین کرتی
تھیں اور پیٹتی تھیں فَانْدَهَشَ الدَّيْرَانِيُّ وَوَقَعَ مَغْشِيًّا عَلَى الْاَرْضِ فَلَمَّا اَفَاقَ لَمْ يَرَ اِنْسًا مِّنْهُنَّ
فَدَخَلَ الْحُجْرَةَ وَكَسَرَ قُفْلَ الصُّنْدُوْقِ وَاَخْرَجَ مِنْهُ الرَّاْسَ وَغَسَلَهٗ بِالْمِسْكِ وَالْعَنْبَرِ
وَوَضَعَهٗ عَلَى السَّجَّادَةِ پس یہ بین سنکر وہ سعادتمند اسقدر رویا اور خائف ہوا کہ غش کھا کر زمین پر گر پڑا جب کہ اُسے غش سے
افاقہ ہوا دیکھا کہ اُن خواتین معظمہ سے اُس حجرے میں کوئی نہیں ہے فقط وہ صندوق مقفل وہاں رکھا ہے اسوقت دروازہ
حجرے کا کھولکر اندر گیا اور قفل صندوق کا توڑ کر سر اطہر امام حسینؑ کا نکالا اور اُس سر اطہر کو مشک اور عنبر سے معطر کر کے جا
نماز پر رکھا وَجَلَسَ عِنْدَهٗ وَيَبْكِيْ وَيَقُوْلُ يَا رَاْسَ رُءُوْسِ بَنِيْ اٰدَمَ وَيَا سَيِّدَ اَصْفِيَاءِ الْعَالَمِ
اَرِيْبٌ اَنَّكَ مِنَ الَّذِيْنَ مَدَحَهُمُ اللّٰهُ الْجَلِيْلُ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ لِاَنَّ خَوَاتِيْنَ
الْاَنْبِيَاءِ يَبْكِيْنَ عَلَيْكَ اور بکمال ادب دست بستہ سامنے بیٹھا اور بیکسی پر اُس امام بیکس کی بہت رویا اور عرض کی کہ اے
سردار اولاد آدم اور اے افسر برگزیدگان عالم مجھے یقین ہوا اس کا کہ آپ اُن مقربان باری سے ہیں کہ جن کی جناب احدیت
نے توریت اور انجیل میں مدح اور ثنا کی ہے اور آپ ایسے مخصوصان خداوند جلیل سے ہیں کہ تمام ازواج انبیا اور خواتین اولیا
آپ کی زیارت کو آئے ہیں اور آپ کے مصائب پر روئے ہیں فَبِاللّٰهِ عَلَيْكَ عَرِّفْنِيْ مِنْ اِسْمِكَ وَنَعْتِكَ
فَتَكَلَّمَ الرَّاْسُ مَا رَاهِبُ اَنَا الْمَظْلُوْمُ الْمَغْمُوْمُ اَنَا الْمَقْتُوْلُ الْمَهْمُوْمُ اَنَا الَّذِيْ قُتِلَ
عَطْشَانًا اَنَا الَّذِيْ ظُلِمَ ظُلْمًا نَا پس اے سر اقدس واطہر قسم ہے آپ کو اُس خدائے جلیل کی کہ جس نے آپ کو اپنے مقربان درگاہ

سے کیا ہے مجھے اپنے نام و نسب سے آگاہ کیجیے راوی کہتا ہے کہ اسوقت جناب امام حسینؑ نے با عجاز امامت ارشاد فرمایا کہ اے پیر ترانی
کیا پوچھتا ہے تو حال زار میرا میں ہوں مظلوم آوارہ وطن میں ہوں مغموم بے گور و کفن میں ہوں وہ بیکس کہ جو کئی روز کا تشنہ
لب شہید ہوا میں ہوں وہ ناچار اور بے بس کہ جسے مثل گوسفند قربانی کے پیاسا ذبح کیا فَبَكَى الرَّاهِبُ وَقَالَ
يَا سَيِّدِي زِدْنِي مِنْ نَعْتِكَ وَاَخْبِرْنِي مِنِ اسْمِكَ وَنَسَبِكَ فَقَالَ يَا هٰذَا اَنَا الْحُسَيْنُ
بْنُ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰى اَنَا ابْنُ عَلِيِّ الْمُرْتَضٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ یہ سنکر وہ سعادتمند بہت رویا اور
عرض کی کہ اے سید و آقا میرے ہر چند کہ آپ نے حال اپنا بالاجمال بیان فرمایا لیکن جب تک کہ حضرت اپنے نام اور نسب سے
مجھے مطلع نہ فرمائینگے مجھے تسکین نہ ہوگی پس سر اقدس سے آواز آئی کہ اے راہب آگاہ ہو کہ میں ہوں حسینؑ فرزند محمد مصطفیٰ خاتم الانبیا
میں ہوں دلبند علی مرتضیٰ سید الاوصیا کہ مجھے اس اُمت جفاکار نے بیجرم و خطا زمین کربلا پر پیاسا قتل کیا فَلَمَّا سَمِعَ الرَّاهِبُ
ذٰلِكَ بَكٰى بُكَاءً شَدِيْدًا وَبَكُوْا تَلَامِذَتُهٗ كَانُوْا سَبْعِيْنَ رَجُلًا وَرَمَوُا الْعَمَائِمَ وَكَسَرُوا
الزَّنَانِيْرَ وَالنَّوَاقِيْسَ وَاَسْلَمُوْا جَمِيْعًا وَقَصَدُوْا لِلْقِتَالِ لٰكِنَّ الْاِمَامَ مَنَعَهُمْ مِنْهُ
پس جب کہ وہ مرد نیک انجام نام اور نسب سے حضرت کے آگاہ ہوا خوب رویا اور ساتھ اُس کے مرید اُس کے ستر نفر تھے بہت
روئے اور پیٹے اور عمامہ سروں سے زمین پر پھینکدئے اور گریبان چاک کئے اور زنار اور ناقوس سب آلات کفر کے توڑ ڈالے
اور خدمت بابرکت جناب سید الساجدین علیہ السّلام میں شرف اسلام سے مشرف ہوئے اور سب نے کلمہ شہادت زبانوں پر جاری
کیا اور ہر ایک کا اُنمیں سے قصد یہ ہوا کہ ابھی اُس قوم کفار سے لڑ کر شہید ہو جیئے لیکن جناب امام زین العابدین نے منع کیا اور
اُنھیں لڑنے نہ دیا پس جب کہ صبح ہوگئی سر اقدس کو وہ ملعون مع اہلبیت اطہار کے دیر سے نکالکر دمشق کو کوچ کر گئے مگر
حال اُن سب سعادتمندوں کا یہ تھا کہ سر اپنا زمین پر پٹکتے تھے اور دست تاسف ملتے تھے اور کہتے تھے کہ افسوس ہم سعادت
شہادت سے محروم رہے اور جان اپنی فرزند رسول ثقلین پر فدا نہ کی اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَ
سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس سینتالیسویں مشتمل ہے داخل ہونے پر اہلبیتؑ کے شہر عسقلان میں

فِي الْمُنْتَخَبِ اَنَّهٗ لَمَّا وَصَلَ الْقَوْمُ مَعَ الرُّؤُوْسِ وَالسَّبَايَا اِلٰى عَسْقَلَانَ وَكَانَ اَمِيْرُ ذٰلِكَ

الْبَلْدَةِ لِيَعْقُوبَ الْعَسْقَلَانِيِّ فِي حُبِّ الْحُسَيْنِ فَأَمَرَانْ يُزَيِّنَ الْبَلَدَ کتاب منتخب طریحی میں منقول
ہے کہ جب لشکر ابن زیاد بدنہاد مع سرہائے شہدا اور اہلبیت اطہار کے قریب شہر عسقلان کے پہونچا اور یعقوب عسقلانی
حاکم وہاں کا دشمن خاندان رسالت تھا اور واسطے قتل امام حسین علیہ السّلام کے کربلا میں گیا تھا ہمراہ اُس لشکر شقاوت اثر کے
باہر شہر کے آیا اُس شقی نے وہاں سے بنام روسائے شہر کے ایک حکمنامہ روانہ کیا کہ ہر خورد اور بزرگ شہر کو آگاہ کرو کہ ہم نے
فرزند رسولؐ مختار اور جگر گوشہ حیدر کرار کو مع اعوان و انصار کے قتل کیا اور سر اُن کے نیزوں پر نصب کر کے ہمراہ اپنے
لائے ہیں تمہیں لازم ہے کہ آج شہر کو زینت کرو اور ہر زن و مرد انواع اور اقسام کے زیور اور لباس سے آراستہ ہوں اور
شکریہ میں اس فتح عظیم کے ایک دوسرے کو مبارک باد دے اور بغل گیر ہو وَ يَضْرِبُونَ الطَّنْبُورَ وَالْعُودَ
وَيَشْرَبُونَ الْخَمْرَ لِأَنَّ الْيَوْمَ خَيْرُ الْأَعْيَادِ وَيَوْمُ فَرَحٍ لِلْعِبَادِ اور ہر کوچہ و بازار میں صدائے نوبت اور نقارہ کی
بلند ہو اور جا بجا ہر شخص شطرنج بازی اور شراب خواری میں مشغول ہو کہ مثل آج کے کوئی دن عید اور خوشی کا
نہیں ہے فَبَعْدَ ذٰلِكَ دَخَلَ الْعَسْكَرُ مَعَ الرُّؤُوسِ وَالسَّبَايَا فِي الْبَلَدِ وَقَدْ دَخَلَ فِي ذٰلِكَ الْوَقْتِ
فِي سُوقِهِ رَجُلٌ تَاجِرٌ يُقَالُ لَهُ زُرَيْرٌ الْخُزَاعِيُّ يُرِيدُ التِّجَارَةَ فَرَأَى النَّاسَ مُجْتَمِعِينَ فَرِحِينَ
مُعَانِقِينَ وَالرُّؤُوسَ عَلَى الرِّمَاحِ وَالسَّبَايَا عَلَى الْجِمَالِ پس جب کہ اہل شہر تعمیل حکم یعقوب ملعون کر چکے اُس
وقت وہ بد اختر مع لشکر شقاوت اثر بکمال کرّ و فر سرہائے شہدا لے کر داخل شہر ہوا اتفاقاً اُسی وقت ایک مرد تاجر کہ اُسے
زریر خزاعی کہتے تھے بہ قصد تجارت بازار عسقلان میں پہنچا دیکھا اُس نے کہ تمام بازار کثرت تماشائیوں سے بھرا ہے اور ہر
طرف سے صدائے دف اور نقارہ کی بلند ہے اور ہر شخص انواع و اقسام کی زینت سے آراستہ ہے اور ہر ایک زن و مرد
باہم مبارکباد دیتا ہے اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہوتا ہے اور بہت سر نیزوں پر نصب ہیں اور بہت سے عورات و اطفال
پشت شتران برہنہ پر بحال پریشان و زار سوار ہیں فَسَأَلَ عَنْ بَعْضِهِمْ مِنْهُ فَقِيلَ لَهُ أَغَرِيبٌ أَنْتَ
قَالَ نَعَمْ قَالُوا يَا هٰذَا قَدْ خَرَجَ رَجُلٌ فِي الْعِرَاقِ عَلَى يَزِيدَ فَقَتَلَ عَسْكَرُهُ مَعَ أَعْوَانِهِ وَأَنْصَارِهِ
وَهٰذِهِ رُؤُوسُهُمْ وَهٰذِهِ السَّبَايَا نِسَاؤُهُمْ پس زریر نے یہ حال دیکھ کر بکمال تعجب باشندگان شہر سے پوچھا کہ آج تمام شہر
میں کیوں صدائے مبارک باد بلند ہے اور کس لئے ہر زن و مرد لباس اور زیور نفیس سے آراستہ ہے اور یہ نیزوں پر کن بیکسوں
کے سر ہیں اور عورات اونٹوں پر با سر عریاں بحال پریشان کس مظلوم کے اہل حرم ہیں اُن لوگوں نے جواب دیا کہ اے

شخص کیا تو مرد مسافر تازہ وارد ہے کہ تجھے اس حال سے اطلاع نہیں ہے زریر نے کہا کہ میں مرد تاجر بطریق تجارت اس
شہر میں ابھی وارد ہوا ہوں مجھے مطلق اس حال سے خبر نہیں ہے اُن لوگوں نے کہا کہ اے شخص حقیقت حال یہ ہے کہ ایک جماعت
مخالفین نے یزید بن معاویہ امیر شام سے زمین عراق میں بغاوت اور سرکشی کی تھی پس یزید پلید نے ایک لشکر بھیجکر اُن سب کو قتل
کیا اور اہل حرم اُن کے مقید کئے بلکہ تمام یہ سر بالائے سنا نہیں کے سر ہیں اور یہ عورات اور اطفال سر برہنہ اونٹوں پر سوار انہیں
کے اہل حرم ہیں پس بہ سبب اس فتح عظیم کے تمام شہر آج خوش اور مسرور ہے اور اسی سبب سے ہر طرف غل مبارکبادکا بلند ہے اور
ہر شخص آج شطرنج بازی اور شراب خواری میں مشغول ہے فَقَالَ لَهُمْ زُرَيْرٌ أَهٰؤُلَاءِ كَانُوا مُسْلِمِيْنَ
اَمْ مُشْرِكِيْنَ قَالُوا يَا هٰذَا هٰؤُلَاءِ كَانُوا هٰذِهِ الدِّيْنَ وَسَادَاتِ الْمُسْلِمِيْنَ اَمَّا رَئِيْسُهُمْ
يَدَّعِي الْخِلَافَةَ پس یہ حکایت جاں گزا اور قصہ پر درد و بکا سنکر زریر خزاعی نے پوچھا کہ جن لوگوں
نے یزید سے بیعت نہ کی اور یزید پر خروج کیا وہ لوگ اہل اسلام سے تھے یا کافر اور بیدین تھے اہل شہر نے جواب دیا کہ وہ
سب سردار مومنین اور سادات مسلمین تھے مگر رئیس اُس جماعت کا مدعی ریاست اور خلافت تہا وَيَقُوْلُ اَنَا اَحَقُّ
بِالْخِلَافَةِ اَبًا وَاَخًا فَقَالَ زُرَيْرٌ مَا اسْمُهٗ وَمَا اسْمُ اَبِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَخِيْهِ قَالُوا اسْمُهٗ حُسَيْنُ
بْنُ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَاَخُوْهُ الْحَسَنُ الْمُجْتَبٰى وَاُمُّهٗ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفٰى
زریر نے کہا کہ نام سے اُس رئیس کے اور نام سے انکی ماں اور باپ اور بھائی کے مجھے اطلاع کرو کہ تا میں معلوم کروں کہ آیا
وہ شخص مستحق خلافت تہا یا نہ تھا اُن سبھوں نے بیان کیا کہ نام اُس رئیس کا حسینؑ بن علیؑ ابن ابیطالبؑ اسد اللہ الغالب تہا
اور مادر گرامی قدر انکی جناب سیدۃ النساء فاطمہ زہرا دختر محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ ہیں اور اسم مبارک اُن کے برادر
عالی مقدار کا حسن بن علی المجتبے علیہما الصلوٰۃ والثناء ہے فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ زُرَيْرٌ لَطَمَ وَجْهَهٗ وَبَكٰى بُكَاءً
شَدِيْدًا وَقَالَ وَيْلٌ لَكُمْ اَنَّ هٰذَا الْفَرَحَ وَالسُّرُوْرَ لِقَتْلِ ابْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْتَ
السَّمَاءَ انْطَبَقَتْ عَلَى الْاَرْضِ پس جبکہ اُس مرد نیک انجام نے یہ کلمات مقدسہ سُنے یقین ہو گیا کہ فرزند رسول الثقلین جناب امام
حسین علیہ السلام کو قتل کیا اُسی وقت منہ اپنا پیٹ لیا اور بہت رویا اور کہا وائے تم پر اور تمھارے دین اور اسلام پر کہ تم نے
فرزند رسول خدا کو ناحق قتل کیا [illegible] دلبند علی مرتضیٰ کو نیزہ پر نصب کیا اور دختران فاطمہ زہرا خاتون محشر دختر سید البشر کو
مثل بندیان ترک روم کے مقید کیا اور اس پر یہ قیامت ہے کہ بجائے گریہ و بکا اور عوض ماتم اور عزا کے ہر گھر سے صدائے

مبارکباد ملبند ہے اور ہر زن و مرد ایسے مسرور اور خوش ہیں کہ روز عید کو بھی کوئی ایسا مسرور اور خوش نہیں ہوتا تعجب ہے کہ کیوں آسمان پھٹ کر زمین پر نہیں گرتا اور کیوں قیامت بپا نہیں ہوتی ہے فَجَاءَ زُرَيْرٌ بَاكِيًا عِنْدَ سَيِّدِ السَّاجِدِيْنَ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَرَدَّ الْإِمَامُ وَقَالَ لَهٗ يَا هٰذَا مَالِيْ اَرَاكَ بَاكِيًا عَلَيْنَا وَالنَّاسُ يَفْرَحُوْنَ نَمَتْ اَنْتَ پس اس حالت بیتابی میں زریر خدمت باسعادت جناب سید الساجدین میں حاضر ہوا اور بکمال تعظیم و تکریم تسلیم عرض کی اور بلبیں پر اس امام مظلوم کی اسقدر رویا کہ دامن اشکوں سے تر ہو گیا پس حضرت نے سلام جواب دیا اور فرمایا کہ اے سعادتمند عجب ہے کہ تمام زن و مرد اس شہر کے ہمارے حال زار پر مسرور اور خوش ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کو مبارکباد دیتا ہے اور فقط تو ہی ہماری مصیبت پر روتا ہے اور ہمیں اس بلائے عظیم میں مبتلا دیکھ کر محزون اور مغموم ہوتا ہے قَالَ زُرَيْرٌ يَا سَيِّدِيْ اَنَا رَجُلٌ تَاجِرٌ غَرِيْبٌ دَخَلْتُ هٰذَا الْبَلَدَ وَرَاَيْتُ اَهْلَهٗ مَسْرُوْرِيْنَ فَرِحِيْنَ فَسَاَلْتُ مِنْهُمْ عَلٰى سُرُوْرِهِمْ فَقَالُوْا نَحْنُ نَفْرَحُ عَلٰى قَتْلِ الْحُسَيْنِ زریر نے عرض کی کہ اے امام کونین یہ فدوی مرد مسافر تاجر ہے اس شہر میں بقصد تجارت وارد ہوا تھا دیکھا میں نے کہ ہر طرف دف اور نقارے بج رہے ہیں اور ہر گھر سے صدائے مبارک باد ملبند ہے اور ہر شخص بہ لباس نفیس مزین ہے اور ہر ایک دوسرے کو مبارکباد دیتا ہے پس یہ حال دیکھ کر میں نے سبب مسرور ہونے اہل شہر کا پوچھا لوگوں نے مجھ سے بیان کیا کہ اے شخص آج اس شہر میں عید اسکی ہے کہ حسین فرزند رسول ثقلین کو قتل کیا ہے اور سر اقدس اُن کا مع سرہائے شہدا کے نیزوں پر نصب کر کے داخل شہر ہوئے ہیں فَلَطَمْتُ وَجْهِيْ وَبَكَيْتُ بُكَاءً شَدِيْدًا وَقُلْتُ وَا اَسَفَاهُ اَنَا الْعَلِيْلُ عَنِ الْاَوْطَانِ وَالْاَقْرَانِ وَغَرِيْبٌ فِي الْبُلْدَانِ اِلَّا قَاتَلَهُمُ پس دریافت سے اس حال پر ملال کے مجھ میں طاقت ضبط کی نہ رہی میں نے منہ اپنا پیٹ لیا اور بہت رویا اور کہا میں نے کہ میں اپنی قوم اور قبیلہ سے بعید ہوں اور اس شہر میں یکہ و تنہا مسافر اور غریب الوطن ہوں اگر کوئی شخص بھی میری مدد کو ہوتا تو میں ابھی ان اشقیا سے لڑ کر جان اپنی آپ پر سے فدا کرتا فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ يَا هٰذَا جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا تَاتِيْ مِنْكَ رَائِحَةُ الْمَحَبَّةِ قَالَ زُرَيْرٌ يَا سَيِّدِيْ فَامُرْنِيْ بِمَا يَلِيْقُ بِيْ حَتّٰى اَخْدِمَكَ پس یہ کلمات محبت اور مروت کے اس مرد دیندار سے سنکر حضرت نے فرمایا کہ اے سعادتمند عوض اس دلسوزی کے حق سبحانہ تعالے تجھے جزائے خیر عطا کرے کہ تجھ سے بوئے محبت آتی ہے زریر نے عرض کی کہ اے امام زماں اگر کوئی خدمت لائق اس غلام کے ہو تو ارشاد ہو کہ میں اسے بجا لاؤں اور سعادت حاصل

کروں قَالَ الْإِمَامُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا زُرَيْرُ قُلْ لِحَامِلِ الرَّأْسِ اَنْ يَتَقَدَّمَ عَلَى النِّسَاءِ لِيَشْتَغِلَ
النَّاظِرُوْنَ اِلَى الرَّأْسِ عَنِ النِّسَاءِ حضرت نے فرمایا کہ اے زریر اگر ہو سکے تجھسے تو اس شخص کو کہ سر اقدس امام حسینؑ کا لئے
ہے کسی طرح راضی کرکے عورات کی ہمراہی سے آگے ٹھہرا دے کہ یہ لوگ تماشائی دیکھنے میں سر اطہر کے مشغول ہوں اور دختران
رسولؐ مختار نگاہ کفار سے محفوظ رہیں فَمَضَى زُرَيْرٌ اِلَى حَامِلِ الرَّأْسِ وَاَعْطَاهُ خَمْسِيْنَ مِثْقَالًا مِنَ
الذَّهَبِ حَتَّى اعْتَزَلَ هُوَ وَتَقَدَّمَ بِهِ مِنَ النِّسَاءِ فَاسْتَرَاحَتِ النِّسَاءُ مِنْ
مِثْلِ النَّظَرِ اِلَيْهِنَّ پس زریر حسب الارشاد اُس نیزہ بردار کے پاس آیا اور اس ملعون کو پچاس مثقال سونا دیا اور
اور اُس سے بہت کچھ منتوں سے درمیان سے عورات کے آگے بڑھا دیا پس تماشائی سر اقدس امام حسین علیہ السلام کی دیکھنے
میں مشغول ہوئے اور اہلحرم نگاہ سے نامحرموں کے محفوظ رہے فَجَاءَ وَزُرَيْرٌ عِنْدَ الْاِمَامِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
وَقَالَ يَا سَيِّدِيْ هَلْ لَكَ حَاجَةٌ اُخْرٰى قَالَ عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ يَا زُرَيْرُ
اِنْ كَانَ فِيْ رَحْلِكَ ثِيَابٌ زَائِدَةٌ فَاْتِنِيْ بِهَا السَّاعَةَ جب کہ زریر تعمیل حکم محکم سے فارغ ہوا پھر خدمت بابرکت امام حضرت
زین العابدین علیہ السلام میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے آقائے دو جہان اور بھی خدمت کہ لائق اس فدوی کے ہو ارشاد
ہو کہ میں اُسے بھی بجا لاؤں حضرت نے فرمایا کہ اے سعادتمند اگر تیرے اسباب میں کچھ لباس مثل چادر کے تیری حاجت سے
زاید ہو تو اُسے میرے پاس لے آ کہ تا میں اُن چادروں کو اہل حرم پر تقسیم کر دوں کہ وہ سب اہلبیت عصمت و طہارت
بلوائے عام میں سربرہنہ ہیں فَاَتٰى زُرَيْرٌ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنَ النِّسَاءِ ثَوْبًا وَلِلْاِمَامِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
عِمَامَةً وَفَرْجِيَّةً وَفِيْ هٰذِهِ الْحَالِ قَامَ صِيَاحٌ وَزَعَقَاتٌ فِي السُّوْقِ پس جب کہ زریر نے حضرت سے
حکم واسطے حاضر کرنے لباس کے سُنا اُسی وقت بہت سی چادریں واسطے اہلبیت اطہار کے اور ایک عمامہ اور پیراہن
واسطے جناب سید الساجدین علیہ السلام کے لاکر حاضر کیا پس اُسی اثنا میں ایک سمت بازار سے شور و غوغا بلند ہوا
قَالَ زُرَيْرٌ فَتَاَمَّلْتُ ذٰلِكَ وَاِذَا هُوَ الشِّمْرُ لَعَنَهُ اللّٰهُ فَجِئْتُ اِلَيْهِ وَشَتَمْتُهُ وَمَسَكْتُ
لِجَامَ فَرَسِهِ وَقُلْتُ لَهُ لَعَنَكَ اللّٰهُ يَا شِمْرُ رَاْسُ ابْنِ الرَّسُوْلِ اللّٰهِ عَلَى الرُّمْحِ وَبَنَاتُهُ سَبَايَا
زریر کہتا ہے کہ بعد تامل کے معلوم کیا میں نے کہ شمر ملعون بکمال کر و فر گھوڑے پر سوار چلا آتا ہے پس جب کہ وہ شقی
قریب میرے آیا مجھسے ضبط نہ ہو سکا میں نے آگے بڑھ کر لگام اُس کے گھوڑے کی پکڑلی اور بہت سا سخت و درشت اُسے

کہا اور کہا میں نے کہ اے ملعون لعنت خدا تجھ پر کیا ستم ہے کہ سر اقدس فرزند رسول خدا اور جگر گوشہ علی مرتضیٰ کا نیزہ پر نصب ہے اور دختران جناب فاطمہ زہرا دختر سید المرسلین سیدۃ نساء العالمین مثل کنیزوں کے باحال تباہ و پریشان با سر عریاں مقید ہیں اور سر بازار مجمع کفار میں بکمال ذلت و خواری پھرائی جاتی ہیں اور تجھے باوصف ادعائے اسلام کے یہ سب تو نے منظور ہے بلکہ یہ سب ذلت اہلبیت طہارت کی باعث تیری خوشنودی اور سرور کا ہے فصاح الشمر بہم کہ
فَاَحَاطُوْا بِهٖ وَضَرَبُوْهُ وَطَعَنُوْهُ وَاجْتَمَعُوْا عَلَيْهِ اَهْلُ الْبَلَدِ بِالْاَحْجَارِ حَتّٰى وَقَعَ مَغْشِيًّا عَلَى الْاَرْضِ فَظَنَّهُ اَنَّهُ مَاتَ وَتَرَكُوْهُ وَمَضٰى ۔ پس کلمات حق و طعن کے سنکر وہ شیطان بے ایمان بکمال غضبناک ہوا اور اپنی ذریت کو آواز دی کہ جلد اس شخص کو قتل کرو پس سنتے ہی آواز اس ملعون کی تمام شیاطین نے اس سعادتمند کو گھیر لیا اور ہر طرف سے تلواریں اور نیزے مارنے لگے اور انہیں دیکھ کر اہل شہر نے اس یکہ و تنہا پر اس قدر پتھر مارے کہ وہ بیکس غش کھا کر زمین پر گر پڑا پس شمر ملعون نے اسے مردہ گمان کر کے وہیں چھوڑ دیا اور آپ مع رفقا کے آگے بڑھ گیا فَلَمَّا كَانَ نِصْفُ اللَّيْلِ قَامَ زُرَيْرٌ وَعَادَ يَجْثُو وَمَدَّ مِنْ جُرْحِ ظَهْرِهٖ وَبَطْنِهٖ مِنْ شِدَّةِ الْجِرَاحِ حَتّٰى وَصَلَ اِلَى مَسْجِدٍ هُنَاكَ يُسَمّٰى بِمَشْهَدِ سُلَيْمَانَ النَّبِيِّ جب کہ آدھی رات گذری اسوقت زریر کو غش سے افاقہ ہوا چاہا کہ وہاں سے اٹھ کر کسی جگہ امن و راحت میں اپنے تئیں پہونچائے پس بایں قصد بکمال جرات زمین سے اٹھا لیکن ضعف و ناتوانی نے کھڑا ہونے نہ دیا پھر زمین پر گر پڑا اور اٹھ کر دو زانو بیٹھا اور پھر بہ سبب کرب اور اذیت زخموں کے وہیں پر لوٹنے لگا غرض کہ بہ ہزار دشواری افتاں و خیزاں قریب ایک مسجد کے کہ وہاں مشہد حضرت سلیمان نبی کا مشہور تھا پہونچا وَاِذَا هُوَ بِاُنَاسٍ مِنَ الْجِنِّ رُؤُسُهُمْ مَكْشُوْفَةٌ وَاَزْيَاقُهُمْ مَشْقُوْقَةٌ وَاَعْيُنُهُمْ بَاكِيَةٌ فَقَالَ لَهُمْ زُرَيْرٌ مَا بَالُكُمْ بَاكُوْنَ وَنَاسُ هٰذَا الْبَلَدِ مَسْرُوْرُوْنَ پس جب کہ وہ سعادتمند مشہد حضرت سلیمانؑ میں پہنچا دیکھا کہ ایک جماعت جنوں کی با سر عریاں چاک گریبان اس جگہ گریاں و نالاں ہے زریر نے ان سے پوچھا کہ نہایت عجب ہے کہ آج ہر گھر میں اس شہر کے جشن اور عید ہو رہی ہے اور ہر زن و مرد یہاں کا مسرور اور خوش ہے اور تم مشغول بہ گریہ و بکا اور مصروف بنوحہ و عزا ہو پس کس کے ماتم میں تم سب سر عریاں اور چاک گریباں گریاں ہو
فَقَالَ لَهُ يَا هٰذَا اَنْكُنْتَ مِنَّا فَاجْلِسْ وَشَارِكْنَا فِيْ مُصِيْبَةِ الْحُسَيْنِ بْنِ رَسُوْلِ الثَّقَلَيْنِ نَحْنُ نِسَاءُ الْجَانِّ نَبْكِيْ وَنَنُوْحُ عَلٰى ذٰلِكَ الذَّبِيْحِ الْعَطْشَانِ فَاشْتَغَلُوْا بِالْبُكَاءِ عَلٰى سَيِّدِ الشُّهَدَاءِ

عَلَيْهِ اَفْضَلُ التَّحِيَّةِ وَالثَّنَاءِ اُن عزاداروں نے جواب دیا کہ اے شخص اگر تو بھی شیعیان علی ابن ابی ابیطالب ؑ اُن
غلامان اسد اللہ الغالب سے ہے تو ہماری شرکت کو مصیبت امام حسین فرزند رسول الثقلین میں اور ہم سب جن اور پری ہیں کہ روتے
ہیں اُس امام بیکس و مظلوم کے مصیبت پر کہ جس کو اشقیائے اُمت نے بالب تشنہ اور شکم گرسنہ مثل گوسفند قربانی کے ذبح کیا ہے
پس یہ کہکر وہ سب ماتم جناب سید الشہداء ؑ اور مصیبت سلیمان کربلا میں رونے اور پیٹنے لگے۔
اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُوْنَ

مجلس اڑتالیسویں مشتمل ہے داخل ہونے پر اہلبیت ؑ کے شہر دمشق میں

فِيْ كُتُبِ السِّيَرِ وَالْاَخْبَارِ اَنَّهٗ لَمَّا قَرُبَ الْكُفَّارُ مِنْ دِمَشْقَ وَاَرَادُوْا اَنْ يَدْخُلُوْا فِيْهِ
بِالرُّؤُوْسِ وَالنِّسَاءِ مُكَشَّفَاتِ الْوُجُوْهِ بَيْنَ الْاَعْدَاءِ عَظُمَ ذٰلِكَ عَلٰى بَنَاتِ مُحَمَّدٍ نِ الْمُصْطَفٰى
کتب معتبرہ احادیث و تواریخ میں منقول ہے کہ جب اشقیائے کوفہ و شام مع سر اقدس فرزند خیر الانام ؐ قریب شہر دمشق کے پہنچے
وہاں شب باش ہوئے اور سب نے باہم یہ مشورہ کیا کہ صبحکو بوقت چاشت داخل شہر ہوں اور اہلبیت عصمت و طہارت
کو سر برہنہ بکمال ذلت و خواری سر بازار پھرائیں اور صبحکو کوئی دقیقہ تذلیل اور تفضیح اولاد رسول خدا میں باقی نہ رکھیں راوی
کہتا ہے کہ جب یہ خبر وحشت اثر دختران رسول اطہر نے سُنی نہایت بے قرار و مضطر ہوئیں وَتَضَاعَفَتْ بِهٖ حَسَرَاتُهَا
وَتَصَاعَدَتْ بِهٖ زَفَرَاتُهَا فَتَوَجَّهَتْ اُمُّ كُلْثُوْمٍ اِلَى الشِّمْرِ وَقَالَتْ لَهٗ يَا هٰذَا لِيْ اِلَيْكَ حَاجَةٌ
وَاَنَا ابْنَةُ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهَا اور یہ سُنکر ہر ایک بی بی کا رنج و الم دو چند ہوا اور وہ سب
بیکس و مجبور اپنی بیکسی پر بہت روئیں اور حالت اضطرار میں جناب ام کلثوم دختر حیدر کرار نے شمر ملعون کو قریب اپنے بلوایا
اور اُس سے فرمایا کہ اے شمر مجھ بیکس اور مجبور کا تجھ سے ایک مطلب ہے اگر تو بہ لحاظ اسکے کہ میں دختر جناب فاطمہ زہرا ہوں کہے
قبول کرے تو بعید از مروت عرب نہوگا فَقَالَ مَا حَاجَتُكِ قَالَتْ اِذَا دَخَلْتَ بِنَا الْبَلَدَ فَاحْمِلْنَا فِيْ دَرْبٍ
قَلِيْلِ النَّظَّارَةِ وَقُلْ لِحَامِلِي الرُّؤُوْسِ اَنْ يُخْرِجُوْا مِنْ بَيْنِ النِّسَاءِ خَزِيْنَا مِنْ كَثْرَةِ النَّظَرِ اِلَيْنَا
جب یہ سُنکر اُس شقی نے کہا کہ بیان کر حاجت تمھاری کیا ہے جناب اُم کلثوم نے فرمایا سنا ہے ہم نے کہ صبح کو لشکر تمھارا ہم بے وارثوں
کو لیکر داخل شہر ہوگا اور اہل شہر ہم بیکسوں کے تماشے کو جمع ہوں گے ای شمر چاہیے کہ ہم نے یہ خبر وحشت اثر سُنی ہے ہم

مارے غیرت کے موئے جاتے ہیں اور کمال متاسف ہیں کہ ہم بیٹیاں خاتون قیامت کی آج مثل دختران کفار کے بظلم و
ستم مقید اور گرفتار ہوں اور ہمیں نامحرم بلوائے عام میں سربرہنہ دیکھیں اور مسرور ہوں پس میں تجھ سے اتنا چاہتی ہوں کہ تو
ہمیں ایسی راہ سے لے چل کہ جس طرف مجمع تماشائیوں کا کم ہو اور جو نیزہ دار کہ سر شہدا کے لئے ہیں اُنہیں بھی حکم دے کہ وہ سیاہ
ہم اہلحرم کے درمیان سے آگے نکل جائیں کہ تا تماشائی دیکھنے میں سروں کے مشغول ہوں اور ہم عورات نظر سے نامحرموں
کے محفوظ رہیں فَسَکَتَ وَلَمْ یُجِبْهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ اَمَرَ الْمَلْعُوْنُ اَنْ یُجْعَلَ الرُّؤُسُ فِیْ اَوْسَاطِ النِّسَاءِ
فَسَارُوْا مَعَ السَّبَایَا مِنْ دُرُوْبٍ کَثِیْرَةِ النَّظَّارَةِ راوی کہتا ہے کہ ارشاد اُم کلثوم سنکر وہ ملعون چپ ہو رہا اور کچھ
جواب نہ دیا جب کہ صبح ہوئی از راہ کفر اور عناد کے اپنے ہمراہیوں کو حکم دیا کہ مع سرہائے شہدا اور دختران رسولخدا داخل
شہر ہوں اور اُس طرف سے ہو کر گذریں کہ جہاں مجمع تماشائیوں کا بہت ہو اور ہر ایک شخص اہلبیت رسولخدا کو سربرہنہ بے مقنعہ
اور چادر بکمال ذلّت و خواری شتران برہنہ پر سوار دیکھے اور جو نیزہ دار کہ سر شہدا کے لئے ہوئے ہیں وہ سب بیچ میں عورات
کے رہیں اور کوئی اُنمیں سے آگے نہ بڑھے تاکہ ان سب بے وارثوں کو نظارۂ نامحرموں سے تکلیف ہو اور کسی کو اُن میں راحت
نہ ملے، چنانچہ موافق حکم اس ملعون کے اسی طرح سے لشکر شقاوت اثر داخل شہر ہوا اور سر بازار مجمع کفار کی
ہو کر گذرے وَمُنَادٍ یُنَادِیْ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ ٥ هٰذِهٖ سَبَایَا مِنْ بَنَاتِ مُحَمَّدٍ شُهِرْنَ مَا بَیْنَ الْقَبَائِلِ وَ
الْمَلَاءِ: رَاْسُ الْحُسَیْنِ عَلٰی قَنَاةٍ یُرْفَعُ: وَالْجِسْمُ مِنْهُ بِالتُّرَابِ مُرَمَّلَةٌ اور ایکشخص اُنکے آگے سرہائے شہدا و اہلبیت اطہار
کے باواز بلند سر بازار یہ آواز دیتا جاتا تھا کہ آگاہ ہولے اہل شام یہ اسیر اور مقید سربرہنہ بے مقنعہ و چادر دختران رسولخدا ہیں
اور جائے شکر ہے کہ آج یہ پردگیان عصمت و طہارت باین ذلّت و خواری مقید ہو کر مجمع عام میں پھرائے جاتے ہیں اور آج محل
شادی اور سرور ہے کہ سر حسین فرزند رسول ثقلین کا نوک نیزہ پر رکھ کر بطریق ہدیہ واسطے یزید امیر شام کے لائے ہیں اور جسم
اطہر اُس فرزند خیر البشر کا بے غسل و کفن بے دفن زمین کربلا پر پڑا ہے فَبَعْدَ ذٰلِكَ بَلَغُوْا اِلٰی بَابِ قَصْرِ یَزِیْدَ
لَعَنَهُ اللّٰهُ وَهُوَ کَانَ جَالِسًا عَلَی السَّرِیْرِ مُنْتَظِرٌ لِلسَّبَایَا وَالرُّؤُسِ مَعَ کَثِیْرٍ مِنَ الْمَشَائِخِ مِنْ
اَهْلِ الشَّامِ فِیْ مَجْمَعِ الْخَوَاصِّ وَالْعَوَامِّ راوی کہتا ہے کہ بعد تذلیل و تفضیح اہلبیت رسول مختار کے وہ کفار دروازہ قصر یزید
پلید پر پہنچے اور اُسوقت وہ ملعون بکمال شوکت و شان مثل شیطان تخت سلطنت پر منتظر ہو نیچے سرہائے شہدا اور قیدیوں
کا بیٹھا تھا اور کرسی ہائے زرنگار پر پر رونق وہ مجلس ضلالت سے تھے اور مجمع خواص اور عوام

سے وہ تمام دار الخلافت بھرا ہوا تھا وَطَوَى بِسَاطَ النَّفْيِ وَالْأَمْرِ وَمَدَّ بِسَاطَ الْخَمْرِ وَالزَّمْرِ وَأَمَرَ

بِاِحْضَارِ الرَّأْسِ فَجَعَلَ خُوْلِي اللَّعِيْنُ فَغَسَلَ رَاسَ الْحُسَيْنِ وَوَضَعَهُ فِي طَسْتٍ مِنَ الذَّهَبِ غَطَّاهُ

بِمِنْدِيْلٍ دَبِيْقِيٍّ لِكَيْلَا يَنْفِرَ مِنْهُ يَزِيْدُ الشَّقِيُّ فَدَخَلَ مَعَهُ فِي مَجْلِسِهٖ اور حاکم شام نے بسبب داخل ہونے سر اطہر امام حسین علیہ السلام

کے حکم دیا کہ آج تمام کاروبار مملکت کے موقوف رہیں اور ہر شخص ارکان سلطنت اور خیر خواہان دولت سے مشغول برقص

اور قمار بازی اور مصروف بہ شراب خواری ہو کہ آج روز عید ہے اور حکم دیا سر اقدس امام حسین علیہ السلام کا سامنے

اُس شقی کے لاؤ چنانچہ خولی ملعون نے سر اطہر کو غسل دیا اور ایک طشت طلا میں رکھا اور اُس پر رومال دیبا ڈھانپا اور اُس

سگ ناپاک کو ان سب تکلفات سے تعظیم سر اقدس اور اطہر کی نہ منظور تھی بلکہ مقصود اُسے یہ تھا کہ کسی طرح یزید پلید

نابکار سر فرزند خیر البشر سے نفرت نہ کرے پس خولی ملعون اُس طشت کو سامنے اُس کے لے گیا وَ الْقَاهُ وَضَعُوْهُ

تَحْتَ سَرِيْرِهٖ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اَفْضَعَ مِنْ

اِلْقَاءِ رَاسِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اور اُس بےدین نے سر اقدس کو اس حقارت سے زیر تخت یزید

ڈالا کہ اُس کے ہیبت سے عرش اور کرسی کانپنے لگے ابو القاسم بن محمد کہ حاضرین مجلس یزید سے تھا کہتا ہے کہ قسم بخدائے

عز و جل میں نے کسی چیز ذلیل کو بھی اس حقارت سے کسی کو پھینکتے نہیں دیکھا تھا کہ جس ذلت اور حقارت سے سر عالی

اقدس امام حسینؑ کا خولی کو اس وقت مجلس یزید میں پھینکتے دیکھا فَلَمَّا رَاٰهُ يَزِيْدُ لَعَنَهُ اللّٰهُ سَرَّتْهُ

وَنَكَتَ ثَنَايَاهُ بِقَضِيْبِ خَيْزُرَانٍ وَيَضْحَكُ وَيَقُوْلُ لَقَدْ كُنْتَ حَسَنَ الْمَضْحَكِ يَا حُسَيْنُ لَقَدْ

اَسْرَعَ بِكَ الشَّيْبُ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ پس جب کہ خولی شقی نے رومال طشت طلا سے اُٹھایا اور سر انور امام حسینؑ کو یزید ملعون نے

بہ ذلت اور خواری زیر تخت رکھے دیکھا کمال ہی مسرور ہوا اور چوب دیدہ سے لب و دندان حضرت کے کھولتا تھا اور ہنستا تھا

اور کہتا تھا یا حسینؑ کس قدر لب و دندان آپ کے خوبصورت اور خوشنما ہیں اور کمال عجب ہے کہ یا حسینؑ تم بہت ہی جلد بڈھے

اور ضعیف ہو گئے فَاَقْبَلَ اِلَيْهِ اَبُو بَرْزَةَ السَّلَمِيُّ وَقَالَ لَهٗ وَيْحَكَ يَا يَزِيْدُ قَطَعَ اللّٰهُ يَدَيْكَ

اَتَنْكُتُ ثَغْرَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ راوی کہتا ہے کہ یہ ظلم اور ستم اُس ملعون کا دیکھ کر ایک شخص کہ اُسے

ابو برزہ سلمی کہتے تھے بیتاب ہو گیا اور بکمال غضب باواز بلند یزید سے کہا کہ اے ملعون لعنت خدا تجھ پر خداوند قہار دونوں

ہاتھ تیرے قطع کرے اور تجھے مبتلا بہ عذاب سخت کرے کیا غضب کرتا ہے کہ لب و دندان حسینؑ فرزند رسول ثقلین پر چھڑی

راوی کہتا ہے وَاللّٰهِ لَقَدْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ يَرْشَفُ شَفَتَيْهِ وَشَفَتَيْ اَخِيْهِ وَ
يَقُوْلُ لَهُمَا اَنْتُمَا سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَتَلَ اللّٰهُ مَنْ يَقْتُلُكُمَا وَلَعَنَهُ اللّٰهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ
جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيْرًا اے ملعون قسم بخدائے عزوجل کہ میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ
لب و دندان حسینؑ کے اور اُن کے بھائی حسنؑ کے چوستے تھے اور بار بار اُن لب و دندان کے بوسے لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ
تم دونوں نور چشم میرے سردار ہو جوانان اہل بہشت کے خدا قتل کرے اُس شقی اور بیرحم کو کہ جو تم دونوں کو قتل کرے
اور خدا لعنت کرے اُس ملعون پر کہ جو تم پر ظلم کرے اور حق سبحانہ تعالےٰ اُس ملعون کو داخل جہنم کرے کہ وہ بدترین
جائے سکونت ہے فَغَضِبَ الْمَلْعُوْنُ وَقَالَ لَوْلَا ذَهَبَ عَقْلُكَ وَلَمْ تَكُنْ مُخَالِفًا لَضَرَبْتُ عُنُقَكَ
فَاَخْرَجَهُ مِنْ مَجْلِسِهٖ پس یہ سن و طعن ابو برزہ سلمی سنکر وہ ملعون نہایت غضبناک ہوا اور کہا کہ اے ابو برزہ
اگر تو باعقل و بافہم ہوتا اور دیوانہ نہ ہوتا تو تجھے ابھی قتل کرتا لیکن اب نکل یہاں سے اور دور ہو میرے پاس سے پس
اس سگ ناپاک نے ان سعادتمند کو بکمال ذلت اور خواری اپنی مجلس سے نکلوا دیا ثُمَّ اَمَرَ بِرَاْسِ الْحُسَيْنِ فَنُصِبَ
عَلٰى بَابِ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَالْتَفَتَ اِلَى النِّسَاءِ وَاسْتَفْسَرَ مِنْ اَسْمَائِهِنَّ فَقَالُوْا لَهٗ يَا اَمِيْرُ هٰذِهٖ
زَيْنَبُ وَهٰذِهٖ اُمُّ كُلْثُوْمٍ وَهٰذِهٖ فَاطِمَةُ وَرُقَيَّةُ بَنَاتُ عَلِيٍّ وَهٰذِهٖ بَنَاتُ الْحُسَيْنِ بعد اس کے اُس شقی نے حکم دیا کہ سر
حسینؑ کا جگہ بلند پر واسطے عبرت خلق کے لٹکایا جاوے چنانچہ موافق حکم اُس بے حیا کے سر اطہر اُن حضرت کا دروازہ مسجد
جامع دمشق پر نصب کیا گیا اور پھر وہ بیدین متوجہ طرف اہلبیت طاہرین کے ہوا اور اپنے ملازموں سے پوچھا کہ بیان کرو
نام اور نسب ان عورات کا کہ یہ سب مقید کون کون ہیں ملازمان یزید نے بیان کیا کہ اے امیر وہ زینبؑ ہیں اور
وہ ام کلثومؑ اور وہ فاطمہؑ اور وہ رقیہؑ دختران جناب امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور وہ سکینہؑ
اور وہ فاطمہ صغریٰ یہ سب بیٹیاں ہیں حسینؑ کی قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ الْحُسَيْنِ ثُمَّ اِنَّ يَزِيْدَ رَقَّ لَنَا وَ
اَلْطَفَنَا فَبَيْنَا كَذٰلِكَ اِذْ قَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ اَحْمَرُ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ وَقَالَ لَهٗ يَا اَمِيْرُ هَبْ
لِيْ هٰذِهِ الْجَارِيَةَ وَاَشَارَ اِلَيَّ پس جناب فاطمہ صغرا دختر نیک اختر جناب سید الشہدا علیہ السلام فرماتی
ہیں کہ جب یزید پلید نے ہم اہلبیت رسول خدا کو سر برہنہ اپنے سامنے مقید دیکھا نہایت متاسف ہوا اور بکمال لطف اور مہربانی
ہم سے ہم کلام ہو رہا تھا کہ اسی اثنا میں ایک شخص شامی سرخ رنگ سامنے یزید کے آیا اور میری طرف اشارہ کرکے کہا

کہ اے امیر میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ لڑکی ان اسیروں میں سے مجھے عنایت کر کہ مجھے حاجت پرستار کی بہت ہے وَكُنْتُ جَارِيَةً
فَرَعِدْتُ وَظَنَنْتُ اَنَّهٗ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فَاَخَذْتُ ثِيَابَ عَمَّتِيْ زَيْنَبَ فَقَالَتْ لَهٗ كَذَبْتَ
وَاللّٰهِ لُعِنْتَ بِهٖ مَا ذٰلِكَ لَكَ ، اور وہ شاہزادی فرماتی ہیں کہ میں اُس وقت بہت کم سن تھی
التماس اُس شامی کا سنکر مجھے یقین اسکا ہوا کہ یزید موافق التماس اُس شقی کے مجھے ضرور حوالہ اُسکے کردے گا پس میں
بہ سبب خوف اُس ملعون کے دوڑ کر دامن سے اپنی پھوپھی جناب زینب خاتون کے لپٹ گئی اور اُن سے طالب حمایت ہوئی
جب کہ اُن معظمہ نے مجھے اسقدر مضطر اور بے حواس دیکھا مجھسے کلمات تسکین کے ارشاد کئے اور اُس ملعون سے فرمایا کہ اے بے
دین کاذب اور دروغ گو اور لعین ہے تو اس امر میں قسم بخدائے عزوجل ہرگز مجال تیری اور اُس کی نہیں ہے کہ دختران
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کہ یہ خود یہاں ہیں کونین کی کنیز اپنی بنا سکے فَغَضِبَ يَزِيْدُ وَقَالَ لَهَا بَلْ كَذَبْتِ
وَاللّٰهِ لَوْ شِئْتُ لَفَعَلْتُهٗ قَالَتْ لَهٗ وَاللّٰهِ مَا جَعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ لَكَ اِلَّآ اَنْ تَخْرُجَ
عَلٰى مِلَّتِنَا جب کہ یزید پلید نے یہ کلام جناب زینبؑ خاتون سے سنا نہایت غضبناک ہوا اور اُن معظمہ سے کہا کہ یہ
شامی ہرگز کاذب نہیں ہے بلکہ تم کاذب ہو قسم بخدائے عزوجل اگر میں چاہوں تو اس لڑکی کو ابھی اسے حوالہ کردوں
اور یہ اسی کنیز اپنی بنالے جناب معظمہ نے فرمایا کہ اے سگ ناپاک ہرگز تجھے قدرت اسپر نہیں ہے کہ ہم سے اسطرح پیش آسکے
مگر یہ کہ تو ملت نبوی اور دین محمدی سے خارج ہوجائے فَغَضِبَ وَقَالَ اِيَّاكِ تَسْتَقْبِلِيْنَ بِهٰذَا اِنَّمَا خَرَجَ
مِنَ الدِّيْنِ اَبُوْكِ وَاَخُوْكِ فَقَالَتْ بِدِيْنِ اللّٰهِ وَدِيْنِ اَبِيْ وَاَخِيْ وَجَدِّيْ اهْتَدَيْتَ اَنْتَ وَاَبُوْكَ
پس جواب باصواب سے جناب معظمہ کے وہ بیدین اور زیادہ غضبناک ہوا اور کہا کہ اے زینبؑ تجھے مطلق خوف اپنی جان کا
نہیں ہے کہ تو مجھسے یہ کلام سخت اور درشت پیش آتی ہے اور بعد اُس کے اُس ملعون خارجی نے نسبت خروج کی دین سے معاذ اللہ
طرف جناب امام حسینؑ اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے کی جناب زینبؑ خاتون نے فرمایا کہ اے بیدین عجب بے حیا ہے تو کہ تونے
اور تیرے باپ معاویہ نے دین خدا اور دین علی مرتضیٰ اور دین محمد مصطفیٰ صلوات اللہ علیہما سے ہدایت پائی اور انہیں کے
ارشاد و رہنمائی سے تونے اسلام اختیار کیا اور اُن پیشوایان دین مبین کی طرف نسبت خروج کی کرتا ہے پس یہ سنکر وہ شقی
نہایت غضبناک ہوا اور بہت سے کلمات سخت کہے اور چاہا کہ اُن معظمہ کو قتل کرے قَالَتْ يَا اَمِيْرُ اَنْتَ تَشْتِمُ ظَالِمًا وَتَقْهَرُ
بِسُلْطَانِكَ فَكَاَنَّهٗ اسْتَحْيٰى وَسَكَتَ وَعَادَ الشَّامِيُّ مِنْ مَقَالَتِهٖ فَقَالَ لَهٗ يَزِيْدُ اُعْزُبْ وَهَبَ اللّٰهُ

لَكَ حَنِفًا قَاضِيًا ، جبکہ جناب زینب خاتون نے دیکھا کہ وہ ملعون بسبب کفر اور عناد کے زبان درازی اور بیہودہ گوئی سے باز نہیں آتا ہے اور آتش کفر اُس کی اور زیادہ مشتعل ہوئی حضرت نے فرمایا کہ اے یزید آج تو بمصلحت خلاق ارض و سما مسند آرائے تخت سلطنت اور فرماں فرمائے مسند حکومت ہے اور ہم عورات مثل کنیزان حبش اور زنگبار کے بے حامی و مددگار مقید و ناچار تیرے سامنے کھڑے ہیں پس جو چاہے تو ہم بیکسوں کو کہے اور جو چاہے تو ہم پر ظلم کرے ہم دل شکستہ اور رنجور اور بے بس اور مجبور ہیں راوی کہتا ہے کہ کلام حسرت التیام دختر خیر الانام سے سنکر وہ بد انجام فی الجملہ نادم اور پشیمان ہوا اور چپ ہوگیا پس اُس شامی نے پھر یزید سے طالب اُسی امر محال کا ہوا یزید پلید اُس ملعون کی بیہودگی سے بہت ناخوش ہوا اور کہا کہ اے بیحیا دور ہو یہاں سے حق سبحانہ تعالے تجھے عوض اس آرزو اور تمنا کے موت دے اور داخل جہنم کرے وَ فِي رِوَايَةٍ اَنَّهٗ قَالَتْ لَهٗ اُمُّ كُلْثُوْمٍ اُسْكُتْ يَا لُكَعَ الرِّجَالِ قَطَعَ اللّٰهُ لِسَانَكَ وَاَعْمٰى عَيْنَيْكَ وَاَيْبَسَ يَدَيْكَ وَجَعَلَ النَّارُ مَثْوَاكَ اِنَّ اَوْلَادَ الْاَنْبِيَاءِ لَا يَكُوْنُ خَدَمَةً لِاَوْلَادِ الْاَدْعِيَاءِ اور ایک روایت میں یوں وارد ہوا ہے کہ جب اُس شامی نے مکرر واسطے طلب جناب فاطمہ دختر سید الشہدا کے یزید پلید سے التماس کی اُسوقت جناب اُم کلثوم دختر امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے لئیم چپ ہو خدا وند قہار تیری زبان کو قطع کرے اور تجھے نابینا کرے اور ہاتھ اور پاؤں تیرے خشک کرے اور تجھے داخل جہنم کرے اے بیحیا اولاد انبیا ہرگز خدمت گذار اور پرستار اولاد زناکار کے نہیں ہوتے ہیں قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا اسْتَتَمَّ دُعَاءَهَا حَتّٰى قَطَعَ اللّٰهُ لِسَانَهٗ وَاَعْمٰى عَيْنَيْهِ وَاَيْبَسَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَاَمَاتَهٗ وَجَعَلَ النَّارَ مَاْوَاهُ وَمَثْوَاهُ راوی کہتا ہے کہ قسم بخدائے عزوجل ہنوز دعائے جناب اُم کلثوم دختر جناب امیر المومنین کی تمام نہوئی تھی کہ اسی وقت جناب احدیت نے زبان اُس بے ایمان کی قطع کی اور اُس ملعون کو اندھا کر دیا اور ہاتھ پاؤں اُس کے خشک کر دیئے اور اُس ناری کو موت دی اور داخل جہنم کیا وَرَوَى السَّيِّدُ ابْنُ طَاوُسٍ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ اَنَّهٗ لَمَّا سَمِعَ الشَّامِيُّ كَلَامَ زَيْنَبَ بِنْتِ عَلِيٍّ وَرَاَى النُّوْرَ مِنْ وُجُوْهِ النِّسَاءِ سَاطِعًا تَعَجَّبَ بِهٖ وَقَالَ يَا يَزِيْدُ مَنْ هٰذِهِ السَّبَايَا اور سید بن طاوس رحمۃ اللہ نے نقل کیا ہے کہ جب اُس شامی نے کلام ہدایت انضمام جناب زینب خاتون دختر خیر الانام کا سنا اور شان عظیم اور شوکت جسیم اُن پردگیان عصمت وطہارت سے مشاہدہ کی اور نور پروردگار چہرہ ہائے دختران حیدر کرار سے مانند نور آفتاب نصف النہار کے روشن اور تاباں پایا نہایت متعجب و حیران ہوا اور یزید پلید سے پوچھا کہ اے یزید یہ سب

مقید اور اسیر یا تو کس قوم و قبیلہ سے ہیں اور کس کے الحرم ہیں قَالَ یَزِیْدُ هٰذِهٖ زَیْنَبُ وَهٰذِهٖ اُمُّ كُلْثُوْمٍ
وَهٰذِهٖ رُقَيَّةُ بَنَاتُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْطَالِبٍ وَهٰذِهٖ سُكَيْنَةُ وَهٰذِهٖ فَاطِمَةُ
بَنَاتُ حُسَيْنُ ابْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ یزید ملعون نے جواب دیا کہ اے شامی یہ زینبؑ اور یہ ام کلثومؑ اور
یہ رقیہ دختران امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ ہیں اور یہ سکینہؑ اور یہ فاطمہؑ کہ جسے تو اپنی کنیزی میں طلب کرتا ہے یہ سب بیٹیاں
ہیں حسینؑ بن علیؑ کی کہ بعد قتل کرنے حسینؑ کے انھیں مقید کر کے میرے سامنے لائے ہیں قَالَ الشَّامِيُّ اَقَتَلْتَ حُسَيْنُ
بْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ نَبِيِّكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ الشَّامِيُّ لَعَنَكَ اللّٰهُ مَا يَزِيْدُ قَتَلْتَ عِتْرَةَ نَبِيِّكَ
وَسَبَيْتَ ذُرِّيَّةُ فَخَرَجْتَ مِنَ الدِّيْنِ وَالْاِسْلَامِ اس شامی نے پھر پوچھا کہ اے یزید کیا قتل کیا ہے تو نے حسینؑ بن
فاطمہ بنت رسول ثقلین کو اور یہ سب اسیر دختران فاطمہ زہرا دختر محمد مصطفےٰ ہیں یزید پلید نے جواب دیا کہ ہاں اسی حسینؑ بن
کو میں نے قتل کیا ہے اور یہ سب اسیر دختران رسولخدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں پس یہ سنکر اس شامی نے کہا
کہ اے یزید بے حیا لعنت خدا تجھ پر کہ تو نے فرزند رسولخدا کو قتل کیا اور دختران فاطمہ زہرا کو یاں ذلت اور خواری مقید کیا
اے ملعون وہ ظلم و ستم کیا ہے تو نے کہ جس سے تو دین اسلام سے خارج ہوا اور زمرۂ کفار میں داخل ہوا وَاللّٰهِ مَا تَوَهَّمْتُ
اِلَّا اَنَّهُمْ سَبَايَا الرُّوْمِ فَغَضَبَ يَزِيْدُ مِنْ ذٰلِكَ وَاَمَرَ بِقَتْلِهٖ فَقُتِلَ وَاَمَرَ بِالنِّسَاءِ اَنْ
يَدْخُلْنَ فِي السِّجْنِ قسم بخدائے عز و جل کہ مجھے ہرگز گمان اس کا نہ تھا کہ تو نے شاہزادیوں کو کونین کی
بایں ذلت و خواری مقید کیا ہے بلکہ مجھے یقین تھا کہ یہ سب اسیر بندیاں ترک روم سے ہیں اور اسی خیال سے میں تجھ سے
طالب کنیز ہوا تھا راوی کہتا ہے کہ لعن و طعن سے اس شامی کے وہ ملعون نہایت غضبناک ہوا اور اسی وقت اپنے ملازمان
حکم دیا کہ ابھی اس شامی کو قتل کرو چنانچہ موافق حکم اس شقی کے وہ سعادتمند اسی وقت قتل ہوا اور بعد اس کے یزید ملعون نے
اہلبیت اطہار کو ایک خرابہ میں بکمال ظلم و ستم مقید کیا اور وہ بیکس و مظلوم مدت دراز تک اسی جگہ مقید رہے
اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس انچاسویں مشتمل ہے داخل ہونے پر اہلبیت کے دمشق میں

اَلَا تَيَقَّنَ الْمُسْتَمِعُوْنَ بِاَنَّ الْاَئِمَّةَ هُمْ مُخَالِطُوْنَ وَلِلْمَلٰئِكَةِ بِهِمْ حَافُّوْنَ وَلِبُكَائِهِمْ سَامِعُوْنَ لَمْ

هٰذِهِ الْحَالُ حَتَّى الْمَآلِ اگر اس مجمع حاضرین کو یہ امر بیقین معلوم ہو کہ حضرت ائمہ طاہرین ہمارے ساتھ
شریک مجلس عزائے فرزند سید المرسلین ہیں اور فرشتہائے مقربین گرد اس مجلس ماتم کے کھڑے ہیں اور ذکر مصائب جناب سید الشہدا
کا ذاکرین سے سنتے ہیں اور روتے ہیں تو یقین ہے کہ سب سامعین بکمال اشتیاق آرزومند اس کے ہوں کہ ہر وقت شریک
مجلس ماتم امام حسین علیہ السلام رہیں اور گریہ و بکا مصائب خامس آل عبا علیہ آلاف التحیۃ والثنا کو وظیفہ اپنا گردانیں اور
تمام عمر اپنی اسی شغل نیک میں بسر کریں فَاُنْشِدُكُمْ اَيُّهَا الْاِخْوَانُ اَتَعْلَمُوْنَ لِمَنْ تَعْزُوْنَ وَلِمَ تَجْتَمِعُوْنَ
وَاللّٰهِ اَنْتُمْ تَعْزُوْنَ سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ وَاَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَيِّدَةَ
نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ پس حضرات قسم ہے تم سب کو خدائے عزوجل کی کہ تم اپنے دلوں میں تامل کرو اور سوچو اس امر کو
کہ تم سب کس کے عزادار ہو اور کس کے مجلس ماتم میں جمع ہو اور کس مظلوم کی مصیبت میں روتے ہو قسم بخدائے رب جلیل کہ
تم سب عزادار اور ماتم دار ہو حسین فرزند رسول الثقلین کے اور تم ماتم پرسے کو آئے ہو خدمت باسعادت رسولخدا صلی اللہ
علیہ وآلہ اور خدمت بابرکت علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہما میں وَعَيْنُهُمْ نَاظِرَةٌ اِلَيْكُمْ وَهُمُ الشُّهَدَاءُ
عَلَيْكُمْ وَتَصْدِيْقُهُ بِمَا رُوِيَ عَنِ الْاِمَامِ الْقَتِيْلِ بِسَمِّ الْجَفَا عَلِيِّ بْنِ مُوْسَى الرِّضَا عَلَيْهِ
التَّحِيَّةُ وَالثَّنَاءُ حَيْثُ قَالَ اور جناب رسولخدا اور علی مرتضیٰ اور جناب فاطمہ زہرا اور سب ائمہ ہدیٰ علیہم السلام تم
سب کو ماتم سید الشہدا میں روتا دیکھتے ہیں اور ہر ایک عزادار اور ماتم دار کے حال پر ناظر ہیں بلکہ تم سب کے تمام سے واقف ہیں
اور مصدق اس کلام نیک انجام کا حدیث ہے جناب امام رضا غریب الغربا شہید سم جفا علیہ السلام سے کہ ان حضرت نے ارشاد
فرمایا ہے اَيُّهَا النَّاسُ اعْلَمُوْا وَتَيَقَّنُوْا اَنَّ لَنَا مَعَ كُلِّ وَلِيٍّ لَنَا اَعْيُنًا نَاظِرَةً لَا يُشْبِهُهُ
اَعْيُنُ النَّاظِرِيْنَ وَفِيْهَا نُوْرٌ مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ وَحِكْمَةٌ مِنْ حِكَمِ اللّٰهِ لَيْسَ لِلشَّيْطَانِ فِيْهَا نَصِيْبٌ وَ
كَانَ بَعِيْدٌ مِنْهَا قَرِيْبٌ وہ حضرت فرماتے ہیں کہ ایہا الناس بہ یقین جانو اس امر کو کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے
ہمیں واسطے دیکھنے ہر ایک دوست کے ایسی چشم بینا عطا کی ہے کہ ہرگز چشمہائے انسانیہ کو اُن سے کچھ مشابہت نہیں ہے اور چشم
ہائے نورانی ہماری نور اقدس الٰہی سے منور ہیں اور حکمت الٰہی سے مملو ہیں اور جو چیز کہ تمہاری نظروں سے بعید ہے وہ چیز
ہمارے پیش نظر ہے اور وہ ہم سے نزدیک اور قریب ہے وَلَيْسَ عَلَيْنَا يَخْفٰى مِنْ اَعْمَالِكُمْ وَاَقْوَالِكُمْ
وَاَفْعَالِكُمْ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَلَوْ لَمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ لَمَا

كَانَ لَنَا عَلَى النَّاسِ فَضْلٌ اور فرمایا جناب امام رضا علیہ السلام نے کہ ایہا الناس کوئی چیز تمہارے اعمال و افعال اور
اقوال سے ہم پر مخفی نہیں ہے بلکہ ہر ایک قول اور فعل سے تمہارے ہمیں اطلاع ہے اور مصدق ہمارے اس قول کا کلام
مجید ہے کہ حق سبحانہ تعالے فرماتا ہے کہ خداوند علیم عالم ہے تمہارے اعمال کا اور رسول اُسکا واقف ہے اُس سے کہ
جو تم کرتے ہو اور مومنین یعنی ہم ائمہ ہدیٰ جانتے ہیں اعمال اور افعال اور اقوال تمہارے اور اگر ہم بھی معلوم کریں
ہر چیز کو اُسی طرح سے کہ جس طرح تم معلوم کرتے ہو اور مثل تمہارے محتاج ہوں طرف بصارت ظاہری کے تو پھر ہم میں
اور تم میں کیا فرق رہے اور ہم تم سے کس امر میں افضل اور ممتاز ہوں فَنُوحُوا عَلَى هٰذَا الْمَصَائِبِ الْجَلِيلِ
بِالْوَيْلِ وَالْعَوِيلِ لَقَدْ اَصْبَحَ بَنَاتُ الرَّسُولِ وَذُرِّيَّةُ فَاطِمَةَ الْبَتُولِ مَطْرُودِيْنَ عَلَى الْاَوْطَانِ
مُشَتَّتِيْنَ فِي الْبَرَارِي وَالْبُلْدَانِ پس درصورتیکہ جناب رسولخداؐ اور علی مرتضےٰؑ اور ائمہ ہدیٰ علیہ الصلوٰۃ والثنا
مصیبت سید الشہدا میں روتے ہیں اور اس مجلس عزا میں شریک گریہ و بکا ہیں تو چاہیئے ہم سب کو کہ خوب پیٹیں اور روئیں
اور حال اپنا غیر کریں ہر مصیبت امام حسینؑ پر خاص کر اس مصیبت عظیم پر کہ دختران جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ
اور بیٹیاں جناب فاطمہ زہرا بعد شہادت جناب سید الشہداؑ کے آوارہ وطن گرفتار رنج و محن مثل کنیزان حبش و زنگ
بار کے شتران بے فرش پر سر برہنہ سوار ہر شہر و دیار اور ہر کوچہ و بازار میں پھرائی گئیں اور ہر شہر میں تشہیر ہوئیں اور کوئی
شخص اس دست جفاکار سے حامی اور مددگار اُن کا نہ تھا اور اُن کے اس حال زار پر کسی بیرحم کا دل درد میں نہ آتا تھا
بلکہ اُن بیکسوں کو اس مصیبت میں مبتلا دیکھکر مسرور ہوتے تھے اور آپس میں بغلگیر ہوتے تھے اور ایک دوسرے کو مبارک
باد دیتا تھا فِي بَعْضِ نُسَخِ مَقْتَلِ اَبِي مِخْنَفٍ عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ اَنَّهُ قَالَ كُنْتُ حَاجًّا اِلَى بَيْتِ اللّٰهِ
الْحَرَامِ فِي السَّنَةِ الَّتِي قُتِلَ فِيْهَا الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بعض نسخوں میں مقتل ابی مخنف کے سہل بن سعد سے روایت
منقول ہے کہ جس سال فرزند رسول ثقلین یعنی امام حسین علیہ السلام دست ظلم کوفیان پر دغا سے شہید ہوئے اُسی سال میں نے
بارادہ حج خانہ کعبہ کے اپنے وطن سے سفر کیا فَوَصَلْتُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ الْمُسَمَّاةِ بِدِمَشْقَ فَوَجَدْتُهَا مُطَّرِدَةَ
الْاَنْهَارِ كَثِيْرَةَ الْاَشْجَارِ وَرَاَيْتُ الْاَسْوَاقَ مُعَطَّلَةً وَالدَّكَاكِيْنَ مُغْلَقَةً وَعُلِّقَ الْحُجُبُ وَالسُّتُورُ
وَاَهْلُهَا فِي فَرَحٍ وَسُرُوْرٍ پس میں داخل شہر دمشق ہوا دیکھا میں نے کہ اس شہر میں بہت سے باغ سرسبز
اور درخت میوہ دار بکثرت ہیں اور جابجا نہریں جاری ہیں اور دوکانیں اُس شہر کی بند ہیں اور خرید و فروخت

بازار ہی بالکلیہ موقوف ہی اور اہل شہر خوش و مسرور پھرتے ہیں وَهُمْ بِأَنْوَاعِ الزِّينَةِ مُتَزَيِّنُونَ وَ
بِالدُّفُوفِ وَالطُّبُولِ لَاعِبُونَ فَتَقَدَّمْتُ عَلَى الشَّيْخِ وَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَسَأَلْتُ
عَنْ اِسْمِهٖ اور دیکھا میں نے کہ ہر زن و مرد وہاں کے انواع اور اقسام کی زینت سے آراستہ ہیں اور ہر طرف دف
اور نقارے بج رہے ہیں پس یہ سب حال دیکھ کر میں نہایت ہی متعجب ہوا اور قریب ایک شخص کے کہ آثار ریاست اُس کی شان
سے نمایاں تھے گیا میں اور بعد سلام کے پوچھا میں نے کہ نام آپ کا کیا ہے فَرَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ وَقَالَ اسْمِي سُلَيْمَانُ
فَقُلْتُ لَهٗ يَا شَيْخُ مَالِي أَرَى النَّاسَ مُجْتَمِعِينَ فَرِحِينَ وَكُلٌّ مِنْهُمْ يُعَانِقُ مَعَ الْآخَرِ وَ
يَقُولُ هٰذَا يَوْمٌ مُبَارَكٌ لَكُمْ عِيدٌ لَا يَعْرِفُهُ الْمُسْلِمُونَ پس اُس شخص نے مجھے جواب سلام دیا اور کہا
کہ نام میرا سلیمان ہی پس کہا میں نے کہ اے شیخ کیا سبب ہی کہ بازار اس شہر کا بند ہی اور خرید و فروخت بالکلیہ موقوف ہی اور
کثرت تماشائیوں سے تمام راہیں بھر رہی ہیں اور ہر طرف سے صدا نوبت اور نقارہ کی بلند ہے اور ہر زن و مرد انواع اور
اقسام کی زینت سے آراستہ ہی اور ایک دوسرے سے معانقہ کرتا ہے اور مبارکباد دیتا ہے کیا آج کوئی روز عید مخصوص اہل شہر
ہی کہ اس عید سے اور اہل اسلام واقف نہیں ہیں یا کوئی اور وجہ خوشی اور سرور اہل شہر کی ہے فَأَخَذَ بِيَدِي وَعَدَلَ
بِي إِلَى نَاحِيَةٍ عَنِ النَّاسِ وَقَالَ لِي يَا هٰذَا مَا لَنَا عِيدٌ ثُمَّ بَكَى بُكَاءً شَدِيدًا
پس اُس سعادتمند نے یہ مجھ سے سنکر ہاتھ میرا پکڑ لیا اور مجمع تماشائیوں سے مجھے علیحدہ لے گیا اور کہا مجھ سے کہ اے شخص آج کوئی
روز عید نہیں ہی پس وہ اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ جوش رنج و الم سے اور کچھ بیان نہ کر سکا اور بآواز بلند رونے لگا
فَقُلْتُ لَهٗ يَا شَيْخُ حَدِّثْنِي رَحِمَكَ اللّٰهُ فَمَسَحَ عَيْنَيْهِ وَهُوَ فَزِعٌ فَقَالَ لِي مَا لَنَا عِيدٌ
بَلِ النَّاسُ يَفْرَحُونَ عَلَى قَتْلِ الْحُسَيْنِؑ سہل کہتے ہیں کہ میں اُس کے رونے سے اور متوحش ہوا اور کہا میں نے
کہ اے شیخ رحمت خدا تجھ پر ہو مجھے جلد آگاہ کر تو کیوں روتا ہے اور یہ اہل شہر کیوں مسرور ہیں پس اُس مرد پیر نے بکمال دشواری
اپنے تئیں ضبط کیا اور رومال سے آنکھیں اپنی پونچھ کر بکمال خوف اور ترس مجھ سے کہا کہ اے شخص آج نہ کوئی روز عید ہی اور نہ کوئی
اور وجہ مسرور ہونے اہل شہر کی ہی بلکہ یہ سب خوشی اور شادی اور مبارکبادی قتل ہونے حسینؑ کی ہے قُلْتُ مَنِ
الْحُسَيْنُ قَالَ حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ قُلْتُ لَهٗ مَا اسْمُ أُمِّهٖ قَالَ حُسَيْنُ بْنُ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ
بِنْتِ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ پس جب کہ اُس نے یہ بیان کیا پوچھا میں نے کہ کس حسینؑ کو قتل کیا اور

اور کون ہی حسینؑ کے قتل کی یہ خوشی ہے اور اس مرد پیر نے کہا کہ حسینؑ بن علیؑ کو قتل کیا چونکہ اکثر نام مشترک ہوتے ہیں مجھ
تعین مقتول کے بیقین نہ معلوم ہوئے اس لئے پھر پوچھا میں نے کہ اے سعادتمند مجھے نام سے اُنکی ماں کے بھی آگاہ کر تاکہ
مجھے اطمینان حاصل ہو اس نے جواب دیا کہ اے شخص والدہ ماجدہ اُنکی جناب فاطمہ زہرا دختر جناب رسولؐ خدا
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں فَلَمَّا سَمِعْتُ ذٰلِكَ لَطَمْتُ وَجْهِيْ وَاشْتَدَّ قَلْقِيْ وَبَكَيْتُ اَنَا وَذٰلِكَ
الشَّيْخُ حَتّٰى غُشِيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا اَفَاقَ سَئَلْتُ عَنْهُ مِمَّا جَرٰى عَلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
سہیل کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہی مجھ میں طاقت ضبط نہ رہی اسقدر بیتاب ہوا کہ میں نے موںھہ اپنا پیٹ لیا اور
باآواز بلند رونے لگا اور وہ مرد سعید اسقدر رویا کہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا پس جبکہ اس سعادتمند کو فی الجملہ
غش سے افاقہ ہوا پوچھا میں نے کہ اے شیخ برائے خدا بیان کر مجھ سے مفصل اس امر عجیب اور واقعہ غریب
کو کہ کیونکر اُن آقائے دارین اور امام کونین کو شہید کیا فَبَكَى الشَّيْخُ وَقَالَ لِيْ يَا سَهْلُ اِذَا ذَكَرَتْ
نَفْسِيْ مُصِيْبَةَ كَرْبَلَا ؛ وَاَشْلَاءَ سَادَاتٍ بِهَا قَدْ تَفَرَّقَتِ ؛ اَضَاقَتْ فُؤَادِيْ وَاسْتَطَارَتْ
مَشَاعِرِيْ ؛ وَعَظُمَ كَرْبِيْ ثُمَّ عَلَيْنِيْ اِمَّرَتِ پس جبکہ میں نے حال شہادت امام
حسین علیہ السلام کا اُس شیخ سے پوچھا وہ سعادتمند بہت رویا اور بکمال دشواری اتنا کہا کہ اے سہیل ہرگز
مجھ سے ممکن نہیں ہے کہ حال پر ملال مصائب سادات رفیع الدرجات کا تجھ سے بیان کر سکوں قسم بخدائے
عزوجل جبکہ میں تصور کرتا ہوں قتل ہونے اولاد رسولِ خداؐ اور ذریت فاطمہ زہراؑ کا کہ کس بیکسی سے وہ مظلوم
مثل گوسفندان قربانی زمین کربلا پر ذبح کئے گئے اور اعضائے نورانی اُنکے پارہ پارہ ریگستان گرم پر متفرق
بے غسل بے کفن پڑے رہے ساتھ ہی اس تصور کے ہوش اور حواس میرے باختہ ہو جاتے ہیں اور کثرت رنج و الم
سے ایسا دل تنگ ہو جاتا ہوں کہ زندگی اپنی تلخ اور ناگوار معلوم ہوتی ہے افسوس صد افسوس کہ خون بنی
فاطمہؑ کا ناحق زمین کربلا پر بہایا گیا وَ اِذَا بِاَرْبَعِيْنَ شُقَّةً تُحْمَلُ عَلٰى اَرْبَعِيْنَ جَمَلًا وَالنِّسَاءُ
وَالْاَطْفَالُ عَلٰى اَقْتَابِ الْجِمَالِ بِغَيْرِ وِطَاءٍ مُكَشَّفَاتِ الْوُجُوْهِ بَيْنَ الْاَرْذَالِ
اور سہیل کہتے ہیں کہ ابھی کلام اُس نیک انجام کا تمام نہ ہوا تھا کہ ناگاہ قطار چالیس اونٹوں کی کہ ہر
ایک اونٹ پر نشان فوج کا شقہ کشادہ نصب تھا پیچھے اسطرف آتے نظر آئے اور دیکھا میں نے کہ پیچھے اُن اونٹوں کے

اور اونٹ بے کجاوہ اور بے عماری اور بیفرش چلے آتے ہیں اور ان پر چند اطفال اور عورات سر برہنہ کشادہ مو
مقید بہ طور کنیزان حبش اور زنگبار کے سوار ہیں وَالرُّؤُسُ عَلَى الرِّمَاحِ وَرَاْسُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
كَالْبَدْرِ الطَّالِعِ بِيَدِ خُوْلِيِّ بْنِ يَزِيْدَ الْاَصْبَحِيِّ وَهُوَ يُنَادِيْ اَنَا صَاحِبُ الرُّمْحِ الطَّوِيْلِ اَنَا
قَتَلْتُ اَعْدَانَا اَجْمَعِيْنَ اور دیکھا میں نے کہ ہمراہ اُن اونٹوں کے بہت سے سر نیزوں پر نصب ہیں اور آگے ان سروں کے
سر اقدس امام حسین علیہ السّلام کا نیزہ بلند پر لیے ہوئے خولی بن یزید اصبحی بکمال سرور یہ کہتا آتا ہے کہ آگاہ ہو اہل شام میں
ہیں حامل نیزۂ طویل اور قاتل اولاد رسول جلیل ہوں اور شکر خدا کرتا ہوں کہ تمام دشمن ہمارے ہمارے ہاتھ سے قتل ہوئے اور سر
اُن کے بطریق ہدیہ واسطے یزید امیر فاسقین کے لائے اور دختران علیؑ مرتضےٰ مثل بندیان ترک اور روم سر برہنہ مقید اور
گرفتار رسن بازار شتران بے کجاوہ اور بے عماری پر سوار پھرائی جاتی ہیں قَالَ سَهْلٌ فَبَكَيْتُ وَلَطَمْتُ وَجْهِيْ وَ
عَجِبْتُ كَيْفَ لَمْ تَخْسِفْ بِنَا الْاَرْضُ فَسَمِعْتُ صَوْتَ بُكَاءِ جَارِيَةٍ عَلَى الْجَمَلِ بِغَيْرِ وِطَاءٍ وَغِطَاءٍ
سہل کہتے ہیں کہ یہ مصیبت عظیم دیکھکر میں بیتاب ہو گیا اور منہ اپنا میں نے پیٹ لیا اور بے اختیار رونے لگا اور میں کہتا تھا
کہ ابھی کیوں زمین نہیں پھٹ جاتی ہے اور کیوں قیامت نہیں آتی ہے پس جب کہ قطار اونٹوں کی بہت قریب آئی دیکھا میں
میں نے کہ بہت سی شاہزادیاں سر برہنہ چہرۂ انور اپنے سر کے بالوں سے چھپائے ہوئے شتران بے کجاوہ اور بے عماری پر سوار ہیں
اور ایک شاہزادی اُن میں سے بحال پریشان اور با قلب بریاں ایک اونٹ پر اس کرب سے روتی ہے کہ دل سننے والے کا
شق ہوتا ہے وَهِيَ تَنُوْحُ مَرَّةً عَلَى الشَّيْخِ الْكَبِيْرِ وَتَارَةً عَلَى الطِّفْلِ الصَّغِيْرِ وَتَقُوْلُ يَا
قَاسِمُ يَا جَعْفَرُ يَا عَوْنُ يَا عَبَّاسُ يَا ابْنَ اَبِيْ عَلِيٍّ وَاحَبِيْبِيْ يَا الطِّفْلَ الْمَظْلُوْمَ قُتِلَ فِطَامُهُ
مِنْ نَصْلِ سَهْمٍ ثَابِتٍ فِيْ لُبَّتِهِ اور کبھی وہ بی بی کسی پیر و جوان کا نام لے کر روتی ہے اور کبھی کسی بچے کو یاد کرکے پیٹتی ہے اور
باواز بلند بکمال کرب و قلق یہ کہتی ہے کہ افسوس اے قاسم بن الحسنؑ اور اے عونؑ اور جعفرؑ افسوس ہے اے عباسؑ ذیشان اور
اے علیؑ اکبر نوجوان کہ تم سب کے سب شہید ہوئے اور ہمیں رونے کو اپنے ماتم میں چھوڑ گئے اور افسوس ہے اے علیؑ اصغر شیرخوار
کہ ابھی دودھ تیرا نہ چھٹنے پایا تھا کہ تیر ستم کھا کر راہی جنت ہوا وَاحُسَيْنَاهُ وَاضَيْعَتِيْ وَاغُرْبَتِيْ وَاوَحْدَتِيْ
مِنْ بَعْدِكُمْ يَا اِخْوَتِيْ نَفْسِيْ فِدَاكَ يَا حُسَيْنُ وَلَيْتَنِيْ جُرِحْتُ دُوْنَكَ
مِنْ كُلِّكُمْ مِنْ مَيْتَتِيْ افسوس صد افسوس کہ تم میں سے ایک بھی باقی نہ رہا کہ ہمیں اس ذلت اور خواری میں مبتلا دیکھے

ہماری مدد کرتا اور ہمیں دست ظلم کفار ستم شعار سے چھڑاتا اور کبھی وہ معظمہ کہتی تھی کہ افسوس اے بابجان میرے اے سیدا ور سردار میرے
فدا ہو تمپر یہ بہن ستمدیدہ کہ تم انواع اور اقسام کے رنج والم اُٹھا کر دُنیا سے رحلت کر گئے اور یہ بہن سخت جان تم پر سے فدا ہو کر نہ مر گئی
کاش آپ زندہ رہتے اور مجھے موت آتی کہ اس رسوائی اور ذلت سے محفوظ رہتی ۔ لَهْفِي عَلَى الْمَحْزُونِ رَاسًا مِنَ
الْقَفَا: عَطْشَانَ يَشْرَبُ غُصَّةً فِي غُصَّةٍ : لَهْفِي عَلَى الْمَرْفُوعِ رَاسًا عَلَى الْقَنَا: كَالْبَدْرِ
فِي تَمٍّ يَلُوحُ بِظُلْمَةٍ فدا ہو جان اس بہن بیکس کی کہ ایسے مظلوم بھائی پر سے کہ جس کا سر اطہر پس گردن سے جدا کیا گیا
اور بجز غم اور غصہ کے شدت تشنگی میں ایک قطرہ پانی کا اُسے میسر نہ آیا فدا ہو یہ بہن ستم رسیدہ ایسے بھائی مغموم و معصوم پر کہ جس کا
سر انور نوک نیزہ پر مثل ماہ شب چاردہ کے تاباں اور درخشاں ہے قَالَ سَهْلٌ فَبَكَيْتُ بُكَاءَهَا وَعَرَفْتُ
اَنَّهَا اُمُّ كُلْثُومٍ بِنْتُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهَا سہل کہتے ہیں کہ جب یہ بین جگر خراش میں نے اُس شاہزادی سے
سُنے میں بیتاب ہو کر بہت رویا اور معلوم ہوا مجھے کہ وہ مخدومہ کونین جناب اُمّ کلثوم دختر جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب
علیہ السلام ہیں پس میں قریب اُس اونٹ کے گیا اور سرنگوں ہو کر بکمال تعظیم میں نے اُس مخدومہ پر سلام کیا فَرَدَّتْ عَلَيَّ السَّلَامَ
وَقَالَتْ لِي مَنْ اَنْتَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ لَمْ يُسَلِّمْ عَلَيْنَا اَحَدٌ غَيْرُكَ مُنْذُ قُتِلَ اَخِي الْحُسَيْنُ پس اُن معظمہ
نے مجھے جواب سلام دیکر فرمایا کہ اے شخص تو کون ہے کہ تو نے ہم بیکسوں پر سلام کیا حق سبحانہ تعالیٰ عوض اسکے تجھ پر اپنی رحمت نازل کرے ای سعادت مند جس روز
سے کہ سردار اور وارث اور بھائی میرے حسین فرزند رسول الثقلین کو اہل کوفہ اور شام نے قتل کیا ہے اور ہمیں مقید کر کے کربلا سے یہاں
تک لائے ہیں اس روز سے آجتک سوا تیرے کسی مسلمان نے ہم اہلبیت رسول خدا کو سلام تک نہیں کیا ہے فَقُلْتُ لَهَا يَا سَيِّدَتِي
اَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رَاَيْتُ جَدَّكِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ قَالَتْ لِي يَا سَهْلُ
اَمَا تَنْظُرُ اِلٰى مَا فَعَلَتْ بِنَا اُمَّةُ جَدِّيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ میں نے عرض کی کہ اے مخدومہ عالم نام اس غلام کا
سہل بن سعد ہے میں اکثر اوقات خدمت فیضدرجت آپکے جد امجد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ میں حاضر رہا ہوں اُن
معظمہ نے فرمایا کہ اے سہل دیکھتا ہے تو کہ اُمت جفا کار ستم شعار نے ہم اہلبیت رسول مختار اور دختران علی مرتضےٰ سے کیا کیا یا
سَهْلُ اِذَا وَصَلْتَ اِلٰى مَرْقَدِ جَدِّيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَاقْرَءْ مِنَّا السَّلَامَ وَقُلْ لَهٗ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ اِنِّيْ رَاَيْتُ بِعَيْنِيْ بَنَاتَكَ مَطْرُوْدِيْنَ عَلَى الْاَقْتَابِ شَاسِعِيْنَ فِي الْبِلَادِ پھر ان معظمہ نے مجھ سے فرمایا کہ اے سہل
اگر تو روضہ منورہ جد بزرگوار ہمارے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ پر حاضر ہو تو پہلے ہماری طرف سے بعد سلام عرض کرنا کہ یا رسول اللہ

میں بچشم خود دیکھ آیا ہوں کہ بیٹیاں آپ کی گرفتار رنج ومحن آوارہ وطن مقید کنیزان حبش و زنگبار کے شتران بے کجاوہ و عماری پر سر برہنہ سوار ہر شہر اور بازار میں پھرائی جاتی ہیں فَقُلْتُ لَهَا سَمْعًا وَطَاعَةً يَا سَيِّدَتِيْ هَلْ لَكِ حَاجَةٌ أُخْرٰى قَالَتْ لِيْ يَا سَهْلُ اِنْ كَانَ مَعَكَ بَعْضُ الثِّيَابِ فَاعْطِهَا لِهٰذِهِ الْاَرَامِلِ میں نے عرض کی کہ شاہزادی میری اگر میں زیارت مرقد مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے مشرف ہوں گا تو ضرور یہ حکایت جانکاہ خدمت بابرکت ان حضرت میں مفصل عرض کرونگا لیکن اب جو خدمت لائق اس غلام کے ہو وہ ارشاد ہو کہ میں اُسے بجالاؤں اور سعادت دارین حاصل کروں یہ سنکر جناب اُم کلثوم نے فرمایا کہ اے سہل اگر تجھے مقصود ہو کہ تو ہمارے خدمت گذاروں میں محسوب ہو اور ہم اہلبیت کے دوستوں میں محسوب ہو تو چند چادریں کہ وہ تیری ضرورت سے زائد ہوں اپنے اسباب میں سے ہمیں لادے کہ تا ہم سب بیوہ بیکس اُن چادروں سے منہ اپنے نامحرموں سے چھپالیں وَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ صَاحِبِ الرَّاْسِ اَنْ يَتَقَدَّمَ بِهٖ اَمَامَ الْمَطَايَا فَقَدْ خُزِيْنَا مِنْ كَثْرَةِ النَّظَرِ اِلَيْنَا اور اے سہل دوسرا امر ضروری یہ ہے کہ یہ ملعون جو سر اقدس امام حسینؑ کا نیزہ پر رکھے ہوئے ہم عورات کے بیچ میں ہے اس بیچارے کو کسی طرح سمجھا کر ہمارے درمیان سے آگے بڑھادے کہ تا یہ مجمع تماشائیوں کا دیکھنے میں سر اطہر کے مشغول ہو اور ہمیں نظر نامحرموں سے راحت ملے کہ ہم مارے غیرت کے موئے جاتے ہیں فَاَتَيْتُ اِلَيْهَا بِثِيَابٍ كَانَتْ مَعِيْ وَفَرَّقْتُهَا عَلَى الْاَرَامِلِ وَلَمْ اَعْتَقِدْ اَنَّهَا صَدَقَةٌ بَلْ هَدِيَّةٌ سہل کہتے ہیں کہ حسب الارشاد اُن مخدرہ کے میں نے اپنے اسباب میں سے کچھ چادریں نکالیں اور وہ معاذ اللہ نہ بہ نیت تصدق کے بلکہ بطور ہدیہ کے میں نے دختران جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا پر تقسیم کیں وَتَقَدَّمْتُ اِلٰى صَاحِبِ الرَّاْسِ وَاَعْطَيْتُهٗ مِائَةَ دِيْنَارٍ وَاَمَرْتُهٗ اَنْ يَتَقَدَّمَ بِالرَّاْسِ مِنْ بَيْنِ النِّسَاۤءِ فَفَعَلَ وَاسْتَرَاحَتِ النِّسَاۤءُ بعد اس کے اُس ملعون کو کہ جو سر انور امام حسین علیہ السلام کا لئے ہوئے تھا اُسی دو سو دینار دیے کہ میں نے درمیان سے اہلحرم کے نکالکر آگے بڑھادیا پس سب تماشائی طرف دیکھنے سر اقدس کے متوجہ ہوئے اور اہلحرم کو نظر نامحرموں سے راحت ملی قَالَ سَهْلٌ وَكَانَ مَعِيْ رَجُلٌ نَصْرَانِيٌّ يُرِيْدُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ مُتَقَلِّدًا سَيْفًا تَحْتَ ثِيَابِهٖ فَرَاٰى رَاْسَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ سہل کہتے ہیں کہ اُس روز ایک شخص نصرانی بھی بہ قصد زیارت بیت المقدس میرے ہمراہ تھا جب کہ نظر اُس سعادتمند کی سر اقدس امام حسینؑ علیہ السلام پر پڑی اور دیکھا اُس نے کہ وہ حضرت تلاوت قرآن مجید فرماتے ہیں كَشَفَ اللّٰهُ عَنْ بَصَرِهٖ فَقَالَ عِنْدَ الرَّاْسِ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَانْتَضٰى بِسَيْفِهٖ وَشَدَّ بِهٖ

عَلَى الْقَوْمِ وَقَتَلَ مِنْهُمْ رِجَالًا وَنَكَسَ مِنْهُمْ فُرْسَانًا پس یہ سبب مشاہدہ اس اعجاز کے ظلمت کفر قلب نصرانی سے مبدّل بنور
ہوئی اور قریب بسر انور کے آنکر بکمال تعظیم تسلیم عرض کی اور کلمہ شہادتین زبان پر جاری کیا اور تلوار اپنی کہ زیر دامن مخفی تھی کھینچکر
اُس قوم نابکار پر حملہ کیا اور بہت سے پیادہ اور سوار کو راہی دار البوار کیا فَعَلَتِ الصَّيْحَةُ فَتَكَاثَرُوا عَلَيْهِ وَقَطَعُوهُ
بِالسُّيُوفِ رَحِمَهُ اللهُ فَقَالَتْ اُمُّ كُلْثُومٍ مَا هٰذِهِ الصَّيْحَةُ فَحَكَيْتُ لَهَا قِصَّةً پس جب کہ بہت سے کفار ہاتھ
سے اُس مرد نیکوکار کے واصل جہنم ہوئے اور شور و غوغا ہر طرف سے بلند ہوا اُن اشقیا نے اس یکہ و تنہا کو گھیر کر تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے
کیا سہل کہتے ہیں کہ یہ شور و غل سنکر جناب اُم کلثوم نے مجھ سے پوچھا کہ یہ شور کیسا ہے میں نے حکایت اُس نصرانی کی مفصل عرض کی
قَالَتْ وَاعَجَبَاهُ النَّصَارٰى يَحْتَشِمُوْنَ لِدِيْنِ الْاِسْلَامِ وَاُمَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ
يَفْعَلُوْنَ بِاَهْلِهٖ كَمَا تَرٰى پس حکایت قتل اُس شخص نصرانی کی سنکر جناب اُم کلثوم بہت روئیں اور فرمایا مجھ سے کہ اے سہل نہایت
عجب ہے کہ نصرانی بیگانہ از دین و اسلام ہم اہلبیت رسولخدا کی محبت میں قتل ہو اور اُمت رسولخدا انکی اولاد کو قتل کریں
اور انکی بیٹیوں کو دربدر بے مقنعہ و چادر پھرائیں فَاَتَيْتُ اِلٰى عَلِيِّ ابْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَسَلَّمْتُ
عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ وَقَالَ لِيْ يَا سَهْلُ حَشَرَكَ اللهُ مَعَنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمَا تَرٰى اِلٰى مَا فُعِلَ سہل کہتے ہیں کہ بعد
اس کے میں جناب اُم کلثوم سے رخصت ہوکر خدمت باسعادت جناب سید الساجدین علیہ السلام میں حاضر ہوا اور تسلیم عرض کی
پس اُن حضرت نے مجھے جواب سلام دیا اور فرمایا مجھ سے کہ اے سہل حق سبحانہ تعالیٰ تجھے ہمارے ساتھ محشور کرے دیکھا تو نے کہ
اس اُمت جفاکار نے ہم اہلبیت رسول کے ساتھ کیا کیا ؎ اُقَادُ ذَلِيْلًا فِيْ دِمَشْقَ كَاَنَّنِيْ ؞ مِنَ الزَّنْجِ
عَبْدٌ غَابَ عَنْهُ نَصِيْرُ ؞ وَجَدِّيْ رَسُوْلُ اللهِ فِيْ كُلِّ مَشْهَدٍ ؞ وَشَيْخِيْ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَمِيْرُ
اے سہل آج مجھے اس ذلت و خواری سے اس شہر میں مقید کرکے لائے ہیں کہ جس طرح کوئی شخص کسی غلام حبشی کو کہ جس کا کوئی
حامی اور مددگار نہو قید کرکے لاتا ہے حالانکہ تمام عالم جانتا ہے کہ نانا میرے محمد مصطفےٰ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ اور جد
بزرگوار میرے جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام سید الوصیین ہیں ؎ فَيَا لَيْتَ لَمْ اَنْظُرْ دِمَشْقَ وَلَمْ اَكُنْ ؞ يَرَانِيْ
يَزِيْدُ فِي الْبِلَادِ اَسِيْرُ ؞ قَالَ سَهْلٌ فَبَيْنَا كَذٰلِكَ اِذَا نَظَرْتُ اِلٰى رَوْشَنٍ عَلَيْهِ خَمْسُ نِسَاءٍ وَفِيْهِنَّ
عَجُوْزٌ كَبِيْرَةٌ الَّتِيْ قَدْ اَجَدَ وَذَهَبَ ظَهْرُهَا يعنی اے سہل کاش میں ہمراہ پدر عالیقدر امام حسین علیہ السلام کے شہید ہوجاتا
کہ آج اس شہر دمشق کو نہ دیکھتا اور باین ذلت و خواری مقید ہوکر روبرو یزید پلید کے نجاتا سہل کہتے ہیں کہ امام زین العابدین

علیہ السّلام مجھ سے اسطرح کے کلمات حسرت اور یاس کے فرما رہے تھے کہ ناگاہ نگاہ میری طرف ایک بالاخانے کے کہ وہ بلند
برآمدہ کے تھا جا پڑی دیکھا میں نے کہ اُسپر پانچ عورتیں تماشائی بیٹھی ہیں کہ اُن میں سے ایک عورت خبیثہ کبیرالسن خمیدہ پشت
نہایت ضعیف گریہ منظر آمادہ ظلم وستم ہے فَلَمَّا صَارَ الرَّأْسُ الشَّرِيفُ مُحَاذِيًا لِلرَّوْشَنِ وَثَبَتِ الْعَجُوزُ
إِلَى حَجَرٍ فَأَخَذَتْهُ بِهَا وَضَرَبَتْ بِهِ رَأْسَ الْحُسَيْنِ وَجَرَحَتْ بِهِ جَبْهَتَهُ الْأَنْوَرَ پس جب کہ سر اطہر وانور
امام حسین علیہ السّلام کا برابر اُس بالاخانہ کے پہنچا دیکھتے ہی سر انور کے رگ خباثت اور کفر اُس ملعونہ کی حرکت میں آئی ہر چند
کہ بسبب کبرسن اور نحافت بدن کی نشست اور برخاست سے وہ ملعونہ عاجز تھی لیکن بباعث بغض وعناد اہلبیت اطہار کے
پشت خمیدہ اپنی باندھ کر ایک پتھر اوٹھایا اور اس زور سے طرف سر اقدس جناب سیّد الشہداء کے پھینکا کہ صدمہ سے اُس ستمگر
ظلم وستم کے چہرہ نورانی زخمی ہوگیا قَالَ سَهْلٌ فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ لَطَمْتُ وَجْهِي وَقُلْتُ اللّٰهُمَّ بِحَقِّ حَبِيبِكَ
مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ الْمُجْتَبَى أَهْلِكْ هٰذِهِ الْمَلْعُونَةَ الظَّالِمَةَ السَّاعَةَ مَعَ مَنْ مَعَهَا سہل کہتے ہیں کہ دیکھتے
ہی اس ظلم وستم کو میں بیتاب ہوگیا اور میں نے منہ اپنا خوب پیٹا اور بہت رویا اور درگاہ خداوند قہار میں یہ دعا کی کہ اے قادر بے
مثال اے مختار ذوالجلال بحق محمد مصطفےٰ صلّے اللہ علیہ وآلہ خیر آل ہی اس ملعونہ خبیثہ ظالمہ کو مع ان سب عورات کے کہ جو ہمراہ
اس شقیہ کے ہیں واصل جہنم کر قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا اسْتَتَمَّ دُعَائِي حَتَّى رَأَيْتُ أَنَّ ذٰلِكَ الرَّوْشَنَ سَقَطَ وَ
هَلَكَتْ تِلْكَ الْمَلْعُونَةُ وَمَنْ مَعَهَا وَمَنْ تَحْتَهُ فَسَجَدْتُ شُكْرًا لِلّٰهِ سہل کہتے ہیں کہ قسم بخدائے عزوجل ابھی دعا میری تمام بھی نہ ہوئی
تھی کہ دفعتہً وہ برآمدہ گر پڑا اور وہ ملعونہ مع اُن عورات کے کہ جو ہمراہ اُسکے اُسپر تھیں اور مع ان تماشائیوں کے کہ جو نیچے
اُس بالاخانہ کے تھے اُسی وقت مر کر داخل جہنم اور سقر ہوئے پس شکریہ میں قبول ہونے اس دعا کے اُسی وقت میں سجدہ بجا لایا اور
گر پڑا اور بہت دیر تک شکر خداوند جلیل میں مشغول رہا أَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ
يَنْقَلِبُونَ

مجلس پچاسویں مشتمل ہے داخل ہونے پر اہلبیتؑ کے مجلس یزید میں

فِي الْبِحَارِ عَنْ أَبِي شُعَيْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَمَانٍ عَنْ جَمَاعَةٍ لِبَنِي سُلَيْمٍ عَنْ أَشْيَاخٍ لَهُمْ قَالُوا غَزَوْنَا بِلَادَ
الرُّومِ فَدَخَلْنَا كَنِيسَةً مِنْ كَنَائِسِهِمْ اس روایت کو نقل کیا ہے صاحب بحار الانوار نے ابوشعیب سے اور اُس نے یحییٰ بن
یمان سے اور اُس نے ایک جماعت بنی سلیم سے اور اُن سبھوں نے اپنے اباؤ اور اجداد سے کہ کہا اُن سب نے ایک مرتبہ لشکر اسلام نے

ملک روم کو سر کیا اور بعد فتح کرنے اُس ملک کے ہم بہت سے مسلمان دیر میں ایک نصرانی کے کہ وہ معبد نصاریٰ کا تھا داخل ہوئے فَوَجَدْنَا فِيهَا مَكْتُوبٌ عَلَىٰ جُدْرَانِهَا ۔ اَتَرْجُوْا اُمَّةٌ قَتَلَتْ حُسَيْنًا: شَفَاعَةَ جَدِّهٖ يَوْمَ الْحِسَابِ: فَلَا وَاللّٰهِ لَيْسَ لَهُمْ شَفِيْعٌ: وَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِي الْعَذَابِ پس جب کہ ہم سب اندر اُس دیر کے پہونچے دیکھا ہم نے کہ دیوار پر اُس دیر کے بخط جلی یہ دو شعر لکھے ہیں کہ معنی اُنکے یہ ہیں آیا بروز حساب اُمیدوار شفاعت رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ ہے وہ اُمت جفاکار کہ جس اُمّت نے قتل کیا حسین فرزند رسول ثقلین کو یہ مکر و دغا قسم بخدائے عزوجل کہ ہرگز ہرگز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ اُس اُمّت ستم شعار کے شفیع ہونگے بلکہ عوض اس خونریزی ناحق کے وہ سب اشقیا داخل دوزخ ہونگے اور ہمیشہ عذاب الیم میں گرفتار رہیں گے قَالُوْا فَسَئَلْنَا مِنْهُمْ مُنْذُ كَمْ هٰذَا فِي كَنِيْسَتِكُمْ قَالُوْا قَبْلَ اَنْ يُبْعَثَ نَبِيُّكُمْ بِثَلٰثِ مِائَةِ عَامٍ پس ہم نے یہ امر عجیب دیکھ کر اُن نصرانیوں سے پوچھا کہ یہ اشعار تمہارے دیر میں کب سے لکھے ہوئے ہیں اُن سبھوں نے جواب دیا کہ یہ شعر تین سو برس پہلے مبعوث ہونے سے تمہارے نبی جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ کے اس دیر میں مرقوم ہیں قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ الْحُسَيْنَ لَمَّا مَضٰى بَكَتْ عَلَيْهِ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُوْنَ السَّبْعُ وَمَا بَيْنَهُنَّ فرمایا جناب صادق نے کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے اسوقت روئے مصیبت پر اُن حضرت کی ساتوں آسمان اور ساتوں طبقات زمین کے اور جو چیز کے درمیان اُنکے تھی وَبَكَتْ عَلَيْهِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ وَمَنْ خَلَقَ رَبُّنَا مَا يُرٰى وَمَا لَا يُرٰى اِلَّا الْبَصْرَةَ وَدِمَشْقَ وَاٰلَ عُثْمَانَ ماتم میں اُس امام مظلوم کے بہشت اور دوزخ اور جو چیز کہ پروردگار عالم نے خلق کی ہے خواہ وہ چیز دیکھی جائے یا نہ دیکھی جائے مگر اہل بصرہ اور اہل دمشق اور آل عثمان کو انہیں سے کوئی اس مصیبت عظیم پر رویا بلکہ یہ سب مسرور اور خوش ہوئے خاصتہً اس روز کہ جسروز سر اقدس امام حسین علیہ السلام کا مع سرہائے شہدا اور مع اہلبیت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ داخل دمشق ہوا پس وہ روز واسطے اہل دمشق کے روز عید کا تھا لِقَالُ رُوِيَ فِي الْمُنْتَخَبِ وَالْمَقْتَلِ وَالْبِحَارِ مُنْضَمًّا بَعْضُهَا مَعَ بَعْضٍ اَنَّهٗ لَمَّا قَرُبَ الْاَعْدَاءُ مَعَ الرُّؤُوْسِ وَالسَّبَايَا مِنْ دِمَشْقَ نَقْلٌ مَا لَبِثَ يَلْدَ پس یہ روایت پُر درد و الم اور حکایت متضمن رنج و غم کتب معتبرہ سیر اخبار سے مانند مقتل ابو مخنف اور منتخب و بحار الانوار کے بطور انضمام یوں منقول ہے کہ جب اعدائے دین مع سرہائے شہدا اور اہلبیت طاہرین کے قریب شہر دمشق کے کہ وہ پایہ تخت یزید بدبخت کا تھا پہونچے اسوقت افسران لشکر شقاوت اثر نے

ایک قاصد چالاک و تیز رو کو نامۂ ابن زیاد بدنہاد دے کر مع اپنے عرائض کے کہ متضمن طلب اجازت داخل ہونے
لشکر بے دین یزید کے پاس روانہ کیا فَلَمَّا دَخَلَ الْبَرِيدُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَجَدَهُ مَوْعُوكًا مُعَصَّبَ
الرَّأْسِ وَاضِعًا رِجْلَيْهِ فِي طَسْتٍ مِنْ مَاءٍ حَارٍّ وَالطَّبِيبُ لَدَيْهِ وَجَمَاعَةٌ مِنْ صَحَابَتِهِ يُحَدِّثُونَهُ یعنی وہ
قاصد چالاک بہت جلد خدمت یزید نا پاک میں پہنچا دیکھا کہ وہ ملعون عارضۂ تپ میں مبتلا و گرفتار ہے اور طبیب سامنے اُس کے حاضر ہے اور سر
نجس اُس سگ سفاک کا رومال سے بندھا ہے اور دونوں پاؤں اُس کے طشت میں کہ وہ پانی گرم سے مملو تھا رکھے ہیں اور
گرد اُس شقی کے بہت سے اشقیائے بنی اُمیّہ دست بستہ کھڑے ہیں فَقَالَ الْبَرِيدُ يَا يَزِيدُ أَقَرَّ اللهُ وَ
عَيْنَيْكَ بِوُرُودِ رَأْسِ الْحُسَيْنِ پس اُس قاصد نے اُس مجمع عام میں بآواز بلند کہا کہ اے امیر مبارک ہو تجھ
اور مسرور و خوش ہو تو کہ سر اطہر حسینؑ فرزند رسول ثقلین کا قریب دمشق کے آپہونچا فَفَظَّ يَزِيدُ إِلَيْهِ حَتَّى نَادَى
وَأَخَذَ مِنْهُ كِتَابَ ابْنِ زِيَادٍ وَقَرَأَهُ فَلَمَّا انْتَهَى إِلَيْهِ عَضَّ عَلَى أَنَامِلِهِ وَكَادَ
أَنْ يَقْطَعَهَا وَاسْتَرْجَعَ پس جب کہ اُس قاصد شقی نے مبارکباد دی اُسوقت یزید پلید آواز سے اُس قاصد
کے نہایت بد دماغ ہوا بہ نگاہ غضب اُسکی طرف دیکھا اور ہاتھ سے اُسکے نامہ ابن زیاد کا لیکر پڑھنے لگا جب کہ وہ نامہ پڑھ چکا
اور مطلب سے اُس نامہ کی آگاہ ہوا اُسوقت وہ بے دین مکار بہ ظاہر خبر قتل ہونے فرزند حیدر کرار کی معلوم کرکے بہ نہایت متاسف ہوا
اور بمقام تاسف اور افسوس میں انگلیاں اپنی دانتوں سے کاٹنے لگا اور مکرر کلمہ انا للہ وانا الیہ راجعون زبان نجس پر جاری
کیا وَأَمَرَ بِإِحْضَارِ السَّبَايَا وَالرُّؤُسِ مِنْ جَادَّةِ الطُّرُقِ وَالْأَسْوَاقِ مُكَشَّفَاتِ الْوُجُوهِ بَيْنَ النَّظَّارِ وَالْمُتَفَرِّجِينَ
اور بعد اُس کے اُس دشمن خدا نے ازراہ کفر و عناد کے حکم دیا کہ سرہائے شہدا مع اسیران اہلبیت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ
کے بے مقنعہ و چادر داخل شہر ہوں اور اس راہ سے الحرم کو ہم تک لائیں کہ جس راہ میں کثرت ناظرین اور مجمع معاندین اور
منافقین ہو اور ہر شخص دختران علیؑ بن ابی طالبؑ کو شتران بے کجاوہ و عماری پر بہ ذلت و خواری سوار دیکھے وَأَمَرَ
لِلْجَيْشِ عِشْرِينَ أَلْفَ فَارِسٍ أَنْ يَعْبُرُوا بِالسَّبَايَا مِنَ الْبَابِ الْأَوْسَطِ مِنْ دِمَشْقَ فَدَخَلُوا
مِنْ بَابِ جَيْرُونَ مَعَ رَأْسِ الْحُسَيْنِ فَنَصَبُوهُ هُنَاكَ سَاعَةً فَسَقَطَ فَبَنَوْا مَوْضِعَهُ
مَسْجِدًا اشْكُرًا لَهُ اور حکم دیا کہ بیس ہزار سوار ہمراہ سرہائے شہدا اور قیدیوں کے ہوں اور دروازہ اوسط
سے داخل شہر ہوں پس موافق حکم اُس شقی کے وہ لشکر کفار اہل بیت اطہار کو پشت شتران برہنہ پر سر برہنہ سوار کرکے مع سرہائے شہدا کے نیزوں

منصوب تھے دروازہ اوسط سے داخل شہر ہوئے اور اُن بدبختوں نے اوپر اُس دروازہ کے سر اقدس والائی امام حسین علیہ السلام کا نصب کیا تاکہ ہر شخص سر انور کو دیکھے اور سر در ہو منقول ہے کہ بعد ایک ساعت کے سر مطہر امام حسینؑ کا اُس بلندی سے مثل عرش کے زمین پر گر گیا پس اُن اشقیا نے اُسی جگہ شکریہ میں اُس کے ایک مسجد بنادی فَادَارُوهُ اِلٰی بَابِ الْفَرَادِیْسِ وَلَمْ یَکُنْ هُنَاكَ بَابٌ بَلْ اِنَّمَا كَانَ تَلَّ تُرَابٍ بعد اُسکے وہ اشقیا مع اہلبیتؑ اطہار و سر اقدس کے دروازہ فرادیس پر پہونچے اور اُس جگہ بھی خلق کثیر واسطے تماشے کے جمع تھی اور قبل اسکے اُس جگہ دروازہ نہ تھا بلکہ وہاں ایک تودہ بلند خاک کا تھا ثُمَّ اَدَارُوْهُ اِلٰی بَابِ السَّاعَاتِ وَهُوَ كَانَ مَوْقِفًا لِسَبَایَا التُّرْكِ وَالرُّوْمِ فَنَصَبُوْهُ هُنَاكَ ثَلٰثَ سَاعَاتٍ بعد اسکے سب سرنکو مع الحرم کے دروازہ فرادیس سے پھراتے ہوئے تا باب الساعات تک کہ وہ جگہ شہر کے بندیان ترک و روم کے بیٹھنے کی تھی پہنچے اور وہاں پہنچکر سر اقدس امام کو تین ساعت تک دروازہ ساعات پر نصب کیا وَاَقَامُوْا اَهْلَبَیْتِ سَیِّدِ الْاَنَامِ كَالْعَبِیْدِ وَالْاِمَاءِ فِیْ ذٰلِكَ الْمَقَامِ بَیْنَ الْخَوَاصِّ وَالْعَوَامِّ وَصَاحَ صَائِحٌ مِّنْهُمْ یَا اَهْلَ الشَّامِ هٰذِهِ السَّبَایَا بَنَاتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ص اور دختران فاطمہ زہراؑ اور ذریت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کو مانند کنیزان حبش و زنگبار کے تین ساعت تک اُسی جگہ بے مقنعہ و چادر مجمع کفار میں کھڑے رکھا اور ایک ملعون اُس قوم ستمگار سے باواز بلند مثل سگ دیوانہ کے چلاتا تھا کہ اے اہل شام آگاہ ہو کہ یہ سب اسیر اور مقید دختران جناب رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و عترت علی مرتضےٰ علیہ التحیۃ والثناء ہیں وَكَانَ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ مَعَ النِّسَاءِ مَغْلُوْلًا عَلٰی بَعِیْرٍ وَرِجْلَاهُ مُشَدَّدَتَانِ مِنْ بَطْنِ النَّاقَةِ وَالدَّمُ یَسِیْلُ عَنْ سَاقَیْهِ اور اُسوقت جناب سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام بھی ہمراہ الحرام کے ایک شتر بے فرش پر سوار تھے اور دونوں پاؤں اُس امام مظلوم کے پیٹ سے اونٹ کی اس زور سے اُن اشقیا نے باندھے تھے کہ ساقہائے قدم مبارک سے خون جاری تھا قَالَ الصَّادِقُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَدَنٰی مِنْهُ فِیْ تِلْكَ الْحَالِ رَجُلٌ لُكَعُ الرِّجَالِ یُقَالُ لَهٗ اِبْرَاهِیْمُ ابْنُ طَلْحَةَ وَقَالَ لَهٗ یَا عَلِیُّ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْمِنَّةُ لِلّٰهِ لَقَدْ جِئْتَ نَادِمًا مُنْهَزِمًا اَسِیْرًا جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا آنحضرتؑ نے کہ اُسی حالت میں ایک ملعون بدترین خلق کا اُس شقی کو ابراہیم بن طلحہ کہتے تھے قریب جناب امام زین العابدین علیہ السلام کے آیا اور طرف اُن حضرتؑ کے دیکھکر کہنے لگا کہ یا علیؑ شکر ہے خدائے بزرگ کا کہ آج تم شرمندہ اور نادم و ذلیل اور مغلوب شکست پاکر اسیر اور مقید یہاں تک پہونچے فَقَالَ لَهٗ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ اَیُّهَا الْمَلْعُوْنُ اِذَا سَمِعْتَ الْاَذَانَ وَالْاِقَامَةَ فَارْجِعْ اِلٰی نَفْسِكَ مَنْ

غَالِبٌ وَمَنْ عَلٰی دَرَجَتِهٖ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ پس حضرت نے سعد بے حیا اُس ملعون سے ذکر فرمایا کہ اے شقی جب کہ موذن
اذان اور اقامت کہے اور تو آواز اذان کی سُنے گا اور اُسوقت بہ نظر انصاف تو تامل کرے گا تو تجھ پر بخوبی منکشف ہو جائے گا کہ کون
غالب ہے اور کون مغلوب ہے اور کس کا درجہ تا قیامت بلند ہے قَالَ فَلَمَّا وَصَلُوْا اِلٰی بَابِ قَصْرِ یَزِیْدَ اِسْتَاذَنُوْهُ
مِنْهُ فَاَذِنَ بِرَاْسِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ راوی کہتا ہے کہ جب وہ سب ملعون مع سرہائے شہدا
اور اہلبیت اطہار کے دروازہ قصر یزید پلید پر پہنچے وہاں توقف کیا اور طالب اجازت ہوئے پس اُس ملعون نے حکم دیا کہ سر اطہر
امام حسین علیہ السلام کا سامنے میرے لاؤ فَكَانَ الرَّاْسُ الشَّرِیْفُ بِیَدِ خُوْلِیِ اللَّعِیْنِ فَغَسَلَهٗ وَمَسَحَهٗ وَ
وَضَعَهٗ فِیْ طَشْتٍ مِنَ الذَّهَبِ وَغَطَّاهُ بِمِنْدِیْلٍ دَبِیْقِیٍّ فَدَخَلَ بِهٖ وَوَضَعَهٗ تَحْتَ سَرِیْرِ یَزِیْدَ
منقول ہے کہ سر اقدس امام حسین ع کا جو دست خولی ملعون کے تھا اُس ولد الزنا نے سر اطہر کو غسل دیا اور پونچھا اور ایک طشت طلائی میں
رکھ کر رومال دیبا سے ڈھانپ کر زیر تخت یزید پلید رکھ دیا وَهُوَ كَانَ مُتَّكِئًا عَلٰی اَرِیْكَةِ الْخِلَافَةِ وَمُتَوَسِّدًا
عَلٰی وِسَادَةِ الضَّلَالَةِ وَاضِعًا عَلٰی رَاْسِهٖ تَاجَ السَّلْطَنَةِ وَحَوْلَهٗ كَثِیْرٌ مِنْ شُیُوْخِ الشَّامِ
وَالْكُوْفَةِ فَلَمَّا رَاَی الْمَلْعُوْنُ الرَّاْسَ تَحْتَ سَرِیْرِهٖ سَرَّ اور اسوقت یزید ملعون تاج مرصع بجواہر بر سر اور لباس فاخرہ و
نفیس در بر تخت سلطنت اور مسند ضلالت پر بکمال کر و فر جلوہ گر تھا اور گرد اُس شیطان کے بہت سے ارکان دولت اور عمائد مملکت کرسی ہائے
زرنگار پر رونق دہ مجلس فرعونیہ تھے پس جب کہ اُس شداد بے ایمان اور نمرود زمان نے سر اقدس سردار انس و جان کا زیر تخت رکھا دیکھا
نہایت ہی مسرور اور متبسم ہوا فَجَعَلَ یَنْكُتُ ثَغْرَهٗ بِقَضِیْبٍ كَانَ بِیَدِهٖ وَیَضْحَكُ وَیَقُوْلُ لَقَدْ كُنْتَ
حَسَنَ الْمَضْحَكِ یَا حُسَیْنُ وَلَقَدْ اَسْرَعَ بِكَ الشَّیْبُ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ پس وہ ملعون قریب سر اطہر کے ہوا اور
چوب دستی سے لب و دندان مبارک امام حسین علیہ السلام کے کھونٹا تھا اور ہنستا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ یا حسین لب و دندان آپکے کسقدر
حسین اور خوبصورت ہیں اور کمال عجب ہے کہ آپ بہت ہی جلد بوڑھے اور ضعیف ہوگئے ثُمَّ اَقْبَلَ اِلٰی اَصْحَابِهٖ وَقَالَ
نُفَلِّقُ هَامًا مِنْ رِجَالٍ اَعِزَّةٍ ؞ عَلَیْنَا وَهُمْ كَانُوْا اَعَقَّ وَاَظْلَمَا ؞ اور اُسی لعین شریر نے اپنے مصاحبوں کے طرف متوجہ ہوا اور
اور اُن سے کہنے لگا کہ مقام شکر اور جائے سرور ہے کہ آج ہم نے سرشکنی کی اُن سرکشوں کی کہ جو اپنے تئیں ہم سے افضل جانتے تھے اور مدعی
خلافت اور خواہان سلطنت تھے اور ہماری نظروں میں خار اور زندگی انکی ہمپر دشوار تھی اور وہ سب قاطع ارحام اور ظالم اور جابر
تھے اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ هٰذَا الْمَقْتُوْلَ كَانَ یَفْتَخِرُ عَلَیَّ وَیَقُوْلُ اِنَّ اَبِیْ خَیْرٌ مِنْ اَبِیْكَ وَاُمِّیْ خَیْرٌ

مِنْ اُمِّكَ وَجَدِّیْ خَیْرٌ مِّنْ جَدِّكَ وَاَنَا خَیْرٌ مِّنْكَ اَیُّهَا النَّاسُ یہ شخص کہ جس کا سر زیر تخت رکھا ہے یعنی
فخر میں کہا کرتا تھا کہ باپ میرا بہتر اور افضل ہے پدر یزید سے اور ماں میری افضل ہے مادر یزید سے اور جد میرے افضل اور بہتر ہیں جد
یزید سے اور میں افضل ہوں یزید سے فَاَمَّا قَوْلُهٗ بِاَنَّ اَبِیْ خَیْرٌ مِّنْ اَبِ یَزِیْدَ فَلَا وَاَمَّا قَوْلُهٗ بِاَنَّ
اُمِّیْ خَیْرٌ مِّنْ اُمِّ یَزِیْدَ فَلَقَدْ صَدَقَ فَاِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ
پس اس گروہ حضار یہ کہنا اُن کا کہ باپ میرا باپ سے یزید کے بہتر ہے یہ امر غلط ہے لیکن یہ کہنا اُن کا کہ ماں میری بہتر ہے ماں سے یزید کی البتہ یہ امر صحیح ہے اسلئے کہ ماں اُنکی
جناب فاطمہ زہرا سیدہ النساء بنت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ افضل ہے میری ماں سے وَاَمَّا جَدُّهٗ فَلَیْسَ لِاَحَدٍ یُّؤْمِنُ
بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یَقُوْلُ بِاَنَّهٗ خَیْرٌ مِّنْ مُّحَمَّدٍ وَاَمَّا قَوْلُهٗ بِاَنَّهٗ خَیْرٌ مِّنِّیْ فَلَعَلَّهٗ لَمْ یَقْرَءْ هٰذِهِ
الْاٰیَةَ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ اور کہنا اُن کا کہ جد میرے بہتر ہیں جد یزید سے یہ امر بھی واقعی اور راست اور درست ہے اسلئے
کہ جد امجد اُن کے بلا ریب جناب سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ ہیں اور کون شخص ایسا عالم میں ہوگا کہ
ایمان بخدا اور روز قیامت لایا ہو اور یہ کہے معاذ اللہ کہ کوئی بہتر و افضل ہے جناب سالتمآب سے مگر یہ کہ بے ایمان اور بے دین
ہوجائے اور یہ کہنا اُن کا کہ میں بہتر ہوں یزید سے پس یہ کہنا اُن کا ہی غلط ہے شاید آیہ وافی ہدایہ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ کی
حسینؑ نے تلاوت نہیں کی ہے کہ حق سبحانہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ کہہ تو کہ اللہ مالک ہے تمام ملک کا جس کو چاہتا
ہے حاکم اور بادشاہ ملک کا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے حکومت ملک و سلطنت چھین لیتا ہے قَالَ عَلِیُّ ابْنُ الْحُسَیْنِ حَضَرَ
فِیْ مَجْلِسِ یَزِیْدَ رَسُوْلُ مَلِكِ الرُّوْمِ وَهُوَ كَانَ مِنْ اَشْرَافِ الرُّوْمِ وَعُلَمَائِهِمْ صاحب بحار الانوار نے جناب
سید الساجدین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ فرمایا آنحضرتؑ نے جب کہ سر اقدس اطہر جناب امام حسین علیہ السلام کا روبرو یزید پلید کے
طشت میں رکھا گیا اور وہ ملعون بکمال سرور مصروف بشطرنج بازی اور شراب خواری تھا اُسوقت اتفاقاً وکیل بادشاہ روم کا
دربار یزید میں حاضر ہوا اور وہ شخص اشراف اور علمائے روم سے تھا فَلَمَّا رَاٰی رَاْسَ الْحُسَیْنِ بَیْنَ یَدَیْهِ قَالَ لَهٗ یَا
مَلِكَ الْعَرَبِ هٰذَا رَاْسُ مَنْ فَقَالَ لَهٗ یَزِیْدُ مَا لَكَ وَهٰذَا الرَّاْسُ پس جب کہ اُس وکیل رومی نے سر اقدس امام حسینؑ
کا روبرو یزید پلید کے طشت میں رکھے دیکھا پوچھا کہ اے بادشاہ عرب یہ کس شخص کا سر ہے یزید نے کہا کہ تجھے استفسار نام اور
دریافت کرنے حسب اور نسب سے اس سر کے کیا کام ہے فَقَالَ اِنِّیْ اِذَا رَجَعْتُ اِلٰی مَلِكِنَا وَهُوَ یَسْئَلُنِیْ عَنْ
كُلِّ شَیْءٍ رَاَیْتُهٗ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُخْبِرَهٗ بِقِصَّةِ هٰذَا الرَّاْسِ وَصَاحِبِهٖ حَتّٰی یُشَارِكَكَ

فِي الْفَرَحِ وَالسُّرُورِ اُس وکیل عقیل نے جواب دیا کہ اے سلطان عرب جب کہ میں ان بلاد و ممالک سے پھر کر اپنے بادشاہ کی خدمت میں جاتا ہوں تو وہ تمام قصص اور حکایات ہر ملک کے مجھسے پوچھتا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اگر نام و نسب و حال سے اس سر کے واقف ہوں تو یہ حکایت بھی اپنے بادشاہ سے نقل کروں تاکہ وہ بھی بہ مقتضائے محبت اور اتحاد تیری خوشی اور سرور میں شریک ہو فَقَالَ لَهُ يَزِيدُ هٰذَا رَأْسُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ فَقَالَ الرُّومِيُّ وَمَنْ اُمُّهُ فَقَالَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ صلعم یعنی یزید نے کہا کہ اے شخص نام صاحب اس سر کا حسین فرزند علی ابن ابیطالب ہے اُس رومی نے کہا کہ اے یزید نام سے اس مقتول کے اور نام سے انکے ماں باپ میں واقف ہوا لیکن یہ بتا کہ نام والدہ ماجدہ اس مقتول کا کیا ہے یزید نے کہا کہ والدہ ماجدہ انکی فاطمہ دختر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں فَقَالَ النَّصْرَانِيُّ تَبًّا لَكَ وَلِدِينِكَ يَا يَزِيدُ لِي دِينٌ اَحْسَنُ مِنْ دِينِكَ اِنَّ اَبِي مِنْ حَوَافِدِ دَاوُدَ النَّبِيِّ وَبَيْنِي وَبَيْنَهُ اٰبَاءٌ كَثِيرَةٌ وَالنَّصَارٰى يُعَظِّمُونَنِي وَيَأْخُذُونَ مِنْ تُرَابِ قَدَمِي تَبَرُّكًا جب کہ اُس نصرانی نے معلوم کیا کہ یہ مقتول مظلوم سید الشہداء امام اور فرزند جناب محمد مصطفےٰ خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ ہیں کہا کہ اے یزید لعنت خدا تجھ پر اور تیرے دین پر دین میرا تیرے دین سے بہتر اور افضل ہے اسلئے کہ میں اولاد سے ہوں حضرت داؤد پیغمبر علیہ السلام کی اور کئی پشت کا فاصلہ مجھ میں اور حضرت داؤد میں ہو چکا ہے باوصف اس بعد کے تمام نصاریٰ میری تعظیم کرتے ہیں اور خاک میرے قدم کی لے کر بطور تبرک کے اپنی آنکھوں سے لگاتے ہیں وَاَنْتُمْ تَقْتُلُونَ ابْنَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ وَمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ نَبِيِّكُمْ اِلَّا اُمٌّ وَاحِدَةٌ فَاَيُّ دِينٍ دِينُكُمْ اور تم کیسے بے حیا اور بے دین ہو کہ تم نے نواسہ کو اپنے پیغمبر کے قتل کیا حالانکہ کچھ فاصلہ درمیان اُنکے اور درمیان تمہارے پیغمبر کے نہیں گذرا ہے ملکہ ماں انکی دختر رسول مقبول ہے پس کیا بدترین ادیان دین تمہارا ہے وَاعْلَمْ يَا يَزِيدُ اَنَّ بَيْنَ عُمَانٍ وَالصِّينِ بَحْرٌ مَسِيرَةُ سَنَةٍ لَيْسَ فِيهَا مَعْمُورَةٌ اِلَّا بَلْدَةٌ وَاحِدَةٌ فِي وَسَطِ الْمَاءِ مَا عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ بَلْدَةٌ اَكْبَرُ مِنْهَا وَمِنْهَا يُحْمَلُ الْكَافُورُ وَالْيَاقُوتُ وَهِيَ فِي اَيْدِي النَّصَارٰى اے یزید درمیان عمان اور چین کے ایک دریا ہے کہ طول اُسکا بقدر مسافت ایک سال کے ہے اور درمیان میں اُسکے مطلق آبادی نہیں ہے سوا ایک شہر کے کہ وہ بیچ میں اُس دریا کے ہے اور اسقدر طولانی ہے کہ کوئی اور شہر روئے زمین پر اتنا بڑا نہیں ہے اور اُسی شہر سے کافور اور یاقوت جابجا جاتا ہے اور وہ شہر اب تک قبضہ نصاریٰ میں ہے وَفِيهَا كَنِيسَةٌ

الحافر في محرابها حقة ذهب معلقة فيها حافر يقولون ان هذا حافر حمار كان يركبه
عيسى عليه السلام و في كل عام علماء النصارى يزورونها و يقصدونها و يطوفونها و
يقبلونها و يرفعون حوائجهم الى الله اور درمیان اس شہر کے ایک کنیسہ حار ہے کہ محراب میں اس کنیسہ کے ایک
حقہ طلائی معلق ہے اور اسمیں ایک سم ہے اس حمار کا کہ جسپر حضرت عیسٰی سوار ہوتے تھے پس ہر سال تمام علما نصاری کے راہ ہائے دور
دراز سے واسطے زیارت اس کنیسہ کے آتے ہیں اور طواف اس کا کرتے ہیں اور حاجت اپنی اسجگہ جناب احدیت سے طلب کرتے
ہیں و انتم تقتلون ابن نبيكم فلا بارك الله فيكم و لا في دينكم فقال يزيد لعنه الله
اقتلوا هذا النصراني لئلا يفضحني في بلاده اور اے یزید لعنت خدا تمپر اور تمہارے دین پر کہ تم نے قتل کیا
فرزند کو اپنے پیغمبر کے اور اسپر مسرور اور خوش ہو پس یہ سنکر یزید پلید نے حکم دیا کہ جلد اس نصرانی کو قتل کرو تاکہ اپنے ملک میں جاکر
مجھے بدنام اور فضیحت نہ کرے فلما احس النصراني بذلك قال له يا يزيد اتريد ان تقتلني
قال نعم اقتلك قال يا لعين ما انا افضل من ابن رسول الله لما قتلته فاقتلني معه
راوی کہتا ہے جب کہ اس نصرانی نیک انجام نے معلوم کیا کہ یہ شقی مجھے قتل کیا چاہتا ہے پوچھا کہ اے یزید آیا قصد تیرا میرے
قتل کا مصمم ہے اس بے حیا نے جواب دیا کہ البتہ میں ابھی تجھے قتل کرتا ہوں نصرانی نے کہا کہ اے شقی لعنت خدا تجھ پر جس صورت
میں تو نے خباثت طینت سے فرزند رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا تو مجھے اپنے قتل ہونے کا کیا تاسف ہے
اس لئے کہ میں کسی طرح آنحضرت سے افضل اور بہتر نہیں ہوں بلکہ میں آرزومند اس کا ہوں کہ مجھے ضرور ساتھ آنحضرت
کے قتل کرو اعلم يا يزيد اني رأيت البارحة نبيكم عليه الصلوة والسلام في المنام و هو
يقول لي يا نصراني انت من اهل الجنة فتعجبت من كلامه اے یزید شب کو میں نے تمہارے
نبی مقبول حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کو خواب میں دیکھا تھا کہ وہ حضرت تشریف رکھتے ہیں اور مجھسے یہ فرماتے ہیں کہ اے نصرانی
تو اہل جنت سے ہے پس میں خواب سے بیدار ہوا اور شب سے اسوقت تک متعجب تھا کہ میں نصرانی دین عیسٰی علیہ السلام پر ہوں
ابھی صحبت میں حضرت کے نزدیک کیونکر میں اہل جنت سے ہوں گا فعلمت الآن انه كان لي بشارة و انا
اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا رسول الله صلى الله عليه و اله لیکن اب وہ عقدہ
لاحل مجھ پر کھلا کہ وہ میرے لئے بشارت اور خوشخبری تھی واسطے قبول کرنے دین اسلام کے پس میں گواہی دیتا ہوں اسکی کہ

کوئی بجز خداوند جلیل کے لائق پرستش نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں میں اسکی کہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ بے
شبہ و بے شک برگزیدہ خدا اور سید انبیا ہیں ثُمَّ وَثَبَ اِلَی رَاسِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَضَمَّہٗ اِلٰی صَدْرِہٖ
وَجَعَلَ یُقَبِّلُہٗ وَیَبْکِیْ وَیَقُوْلُ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِنِّیْ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
وَاَشْھَدُ اَنَّ جَدَّکَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ رَسُوْلُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَنْتَ وَاَبُوْکَ
وَاَخُوْکَ وَبَنُوْکَ اَوْلِیَاءُ اللّٰہِ پس یہ کہکر وہ مرد نیک انجام سر اقدس امام عالیمقام علیہ التحیۃ والسلام
کے قریب آیا اور اُس سر اطہر کو طشت طلا سے اُٹھا کر اپنے سینہ سے لگایا اور مونھہ اپنا مونھہ پر اُس امام مظلوم کے ملتا
تھا اور بے اختیار روتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ اے فرزند رسول مختار امیدوار اسکا ہوں کہ آپ گواہ ہوں اسکے
کہ میں اقرار کرتا ہوں اسکا کہ آپ اور پدر بزرگوار آپکے جناب علی مرتضیٰؑ اور بھائی آپ کے جناب حسن مجتبیٰؑ اور
باقی اولاد آپکی سب آئمہ ہدیٰ علیہم السلام اوصیاے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں فَبَیْنَا کَذٰلِکَ
اِذْ قَتَلَہٗ یَزِیْدُ الْمَلْعُوْنُ وَرَاسُ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فِیْ حِجْرِہٖ رَحِمَہُ
اللّٰہُ تَعَالٰی راوی کہتا ہے کہ ابھی وہ مرد دیندار حضرت سے اپنے اعتقادات بیان کرتا تھا کہ جلاد نے بحکم یزید پلید
اُس سعادتمند کو قتل کیا پس وہ مرد خوش طالع و نیک انجام سر اقدس امام حسین علیہ السلام کا اپنی آغوش میں لیے ہوئے
راہی دار السلام ہوا اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس اکیاون مشتمل ہے داخل ہونے پر اہل حرم کی مجلس یزید میں

فِی الْبِحَارِ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ اَدْھَمَ اَنَّہٗ قَالَ کُنْتُ اَسِیْرُ مَعَ الْقَافِلَۃِ فِی الْبَادِیَۃِ فَعَرَضَتْ
لِیْ حَاجَۃٌ فَتَنَحَّیْتُ عَنْھَا در کتاب بحار الانوار میں ابراہیم ادہم سے منقول ہے کہ کہا اُسنے کہ
ایک سال میں ہمراہ قافلہ حجاج کے واسطے حج کے اپنے گھر سے چلا ایک منزل میں بسبب ضرورت کے قافلہ سے جدا ہو گیا
فَاِذَا اَنَا بِصَبِیٍّ یَمْشِیْ فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰہِ بَادِیَۃٌ بَیْدَاءُ وَصَبِیٌّ یَمْشِیْ فَدَنَوْتُ
مِنْہُ وَسَلَّمْتُ عَلَیْہِ فَرَدَّ عَلَیَّ السَّلَامَ ناگاہ میں نے اس صحرا میں یکایک دیکھا میں نے کہ ایک طفل صغیر
مثل ماہ منیر پیادہ پا چلا آتا ہے اُسے دیکھکر میں نہایت متعجب اور متحیر ہوا اور اپنے دل میں کہا میں نے کہ سبحان اللہ

کہاں یہ دشت پر بلا اور صحرائے بے آب گیاہ اور کہاں یہ طفل صغیر یکہ و تنہا یہ امر بھی اسرار خداوند قادر و مختار سے ہی
دریافت کرنا اس کا ضرور ہے پس میں قریب اُس طفل ماہ لقا کے گیا اور میں نے سلام کیا اُس کے جواب میں فرمایا کہ
علیک السلام فقلت لہ الی این قال ارید بیت ربی فقلت لہ یا حبیبی انت صغیر
این الزاد والراحلۃ، پس میں نے عرض کی کہ اے دوست یا تمیز اے عزیز کہاں کا قصد ہے آپ کا اور
کس کے پاس جاتے ہو ارشاد فرمایا کہ قصد میرا یہ ہے کہ حاضر ہوں در دولت پر اسکے کہ جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور مجھے
پرورش کیا ہے عرض کی میں نے کہ سفر ایسا دور و دراز اور سن آپ کا ایسا صغیر اسپر نہ کچھ زاد سفر آپ کے ساتھ معلوم
ہوتا ہے اور نہ آپ کے پاس کوئی سواری ہے قال لی زادی تقوای وراحلتی رجلای وقصدی مولای
فرمایا مجھ سے کہ زاد میرا تقوے ہے اور راحلہ و مرکب میرا پاؤں ہیں میرے اور مقصود مجھے حاضر ہونا ہے خدمت میں اپنے
آقا کی فقلت لہ ما اری شیئاً من الطعام معک قال لی ھل یستحسن ان یشیل الی
فتحمل من بیتک الطعام پس عرض کی میں نے کہ قطع نظر زاد و راحلہ کے میں کچھ قسم طعام
سے بھی کہ جو ایک دو روز آپ اُسے تناول فرمائیں آپ کے پاس نہیں دیکھتا ہوں فرمایا کہ اے شیخ اگر کوئی شخص مجھے اپنے گھر
بلائے اور تو مدعو اُسکا ہو آیا تجھے یہ امر سزاوار ہے کہ تو کھانا اپنے گھر سے لیکر اُس کے گھر جائے قلت لا فقال الذی دعانی
الی بیتہ ھو یطعمنی ویسقینی عرض کی میں نے البتہ اگر کوئی مجھے اپنے گھر طلب کرے اور میں مدعو اُس کا ہوں
تو میں ہرگز کھانا اپنے ہمراہ نہ لوں گا فرمایا کہ اے شیخ جب یہ امر اسی طرح سے ہے کہ جو کہا تو نے تو پھر جس کسی نے کہ مجھے اپنے گھر
طلب کیا ہے وہی مجھے کھانا اور پانی عطا کرے گا مجھے فکر اسکی کیا ضرور ہے فقلت لہ ادفع رجلک حتی تدرک
فقال علیہ الابلاغ اما سمعت قولہ تعالیٰ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم و
سبلنا ان اللہ لمع المحسنین جبکہ اس طفل سے ایسا کلام سکت اور مفید سنا میں چپ ہو رہا اور عرض کی میں نے
کہ آپ چلنے میں تعجیل فرمائے کہ تا قافلہ سے ملحق ہوں ایسا نہو کہ راہ بھول جائیں ارشاد فرمایا کہ اے شخص پہنچانا منزل مقصود پر بھی اُسی
کے قبضہ قدرت میں ہے کہ جس کے ہم مدعو ہیں اور جس کے گھر جاتے ہیں آیا تو نے آیہ وافی ہدایہ والذین جاھدوا فینا کی تلاوت
نہیں کی ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا کہ جو لوگ جہاد کرتے ہیں ہماری راہ میں پس ہم انکو ضرور راہ راست سے آگاہ کرتے ہیں اور
مطلب پر پہنچا دیتے ہیں اور خداوند معین ہمراہ ہے سب محسنین اور نیکوکاروں کے قال فبینا نحن کذلک اذا

أَقْبَلَ شَابٌّ حَسَنُ الْوَجْهِ عَلَيْهِ ثِيَابٌ بِيضٌ حَسَنَةٌ فَعَانَقَ الصَّبِيَّ وَسَلَّمَ ترجمہ ابراہیم کہتا ہے کہ میں ابھی اُس
شہزادے سے ہمکلام تھا کہ یکایک ایک نوجوان حسین اور باشان لباس سفید اور نورانی پہنے ہوئے اُس صحرا میں نمودار ہوا
اور قریب اُس طفل صغیر کے آن کر بعد سلام کے معانقہ اور مصافحہ کیا اور پھر سلام کر کے رخصت ہو گیا فَاَقْبَلْتُ عَلَى الشَّابِّ
وَقُلْتُ لَهُ اَسْئَلُكَ بِالَّذِي حَسَّنَ خَلْقَكَ مَنْ هٰذَا الصَّبِيُّ فَقَالَ اَمَا تَعْرِفُهُ قُلْتُ لَا قَالَ
هٰذَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ ابراہیم ناقل ہے کہ جب وہ نوجوان حسین بامکین بعد تسلیم کے اُس شاہزادے
سے رخصت ہو کر چلا تو میں نے اُسکا تعاقب کیا اور قریب اُس کے پہنچکر کہا میں نے اے برگزیدۂ خدا قسم ہے تجھے اُس صانع بعید
کی کہ جس نے تجھے یہ صورت پاکیزہ عطا فرمائی ہے مجھے آگاہ کر اس سے کہ یہ طفل صغیر مثل ماہ منیر کے کہ جسے تو نے بکمال تعظیم سلام کیا
یہ کس قوم و قبیلہ سے ہے اور نام اسکا کیا ہے اس نے مجھ سے کہا کہ کیا تو واقف نہیں ہے ان کے نام و نسب سے میں نے کہا کہ میں تیک
اُن کے نام سے واقف نہیں ہوں کہا اُن بزرگوار نے کہ اسم مبارک اس شاہزادے کا علی زین العابدینؑ ہے یہ فرزند ارجمند
ہیں حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السّلام کے فَتَرَكْتُهُ وَاَقْبَلْتُ عَلَى زَيْنِ الْعَابِدِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقُلْتُ
لَهُ يَا سَيِّدِي اَسْئَلُكَ بِآبَائِكَ الطَّاهِرِيْنَ فِي هٰذَا الشَّابِّ قَالَ هٰذَا اَخِي خِضْرٌ يَأْتِيْنَا كُلَّ يَوْمٍ
يُسَلِّمُ عَلَيْنَا ابراہیم یہ سنکر نوجوان سے رخصت ہو کر خدمت باسعادت جناب سید الساجدین علیہ السّلام میں حاضر ہوا اور عرض کی
میں نے کہ اے فرزند سید المرسلین ص قسم ہے آپکو آبائے طاہرین کی یہ ارشاد ہو کہ یہ نوجوان خوبصورت اور نیک سیرت کہ جس نے حضرت
سے معانقہ کیا اور بکمال تعظیم تسلیم کر کے رخصت ہوئے اور یہ بزرگوار کون تھے حضرت نے فرمایا کہ اے ابراہیم یہ حضرت خضر پیغمبر
علی نبینا و علیہ السّلام ہیں معمول سے انکی یہ ہے کہ ہر روز میرے پاس تشریف لاتے ہیں اور اسی طرح سلام کر کے رخصت ہو
جاتے ہیں فَنَاهِيْكُمْ مِنْ هَوَانِ الدُّنْيَا وَتَقَالِيْبِهَا اَنَّ مَنِ الَّذِي يُسَلِّمُ عَلَيْهِ خِضْرُ النَّبِيُّ وَ
يُعَظِّمُهُ يُصْبِحُ اَسِيْرًا مُغَلَّلًا بِالْحَدِيْدِ وَيُقَادُ ذَلِيْلًا اِلَى يَزِيْدَ پس مومنین مقام حسرت اور افسوس ہے
کہ جس امام عالیمقام عؑ کے یہ مراتب عالیہ ہوں کہ انبیائے ذوی الاحترام مثل حضرت خضر علیہ السّلام کے ہر روز واسطے سلام کے رو
برو انکے آئیں وہ مخدوم کونین بے جرم و بے گناہ مقید بہ قید شدید مانند اسیران ترک روم کے سامنے یزید پلید کے کھڑا ہو عَنِ
الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهُ قَالَ سَاَلْتُ اَبِي عَنْ حَمْلِ يَزِيْدَ لَهُ فَقَالَ لِي حَمَلَنِي عَلَى بَعِيْرٍ بِغَيْرِ وِطَاءٍ
وَرَاْسُ اَبِي عَلَى عَلَمٍ وَنِسْوَتُنَا خَلْفِي عَلَى بِغَالٍ وَحَوْلَنَا بِالرِّمَاحِ چنانچہ امام محمد باقر علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ

میں نے اپنے پدر عالیمقدار جناب سید الساجدین علیہ السلام سے پوچھا کہ بعد شہادت جد بزرگوار میرے امام حسین علیہ السلام کے اہل کوفہ وشام آپ کو مع اہل حرم کسطرح سے یزید کے پاس مُقید کر کے لے گئے تھے حضرت نے فرمایا کہ اے فرزند بعد شہادت پدر عالی وقار میرے امام حسین علیہ السلام کے اُن بیرحموں نے مجھے ایک شتر برہنہ پر مقید کر کے سوار کیا اور سر اقدس میرے باپ کا ایک نیزہ طویل پر رکھا اور عورات مخدرات کو ہمارے خچروں پر سوار کر کے ہمارے پیچھے کیا اور وہ سب اشقیا نیزہ بکف گرد ہمارے تھے اِنْ دَمَعَتْ مِنْ اَحَدِنَا عَيْنٌ قُرِعَ رَاسُهُ بِالرُّمْحِ فَاَدْخَلْنَاهُ بِدِمَشْقَ فَصَاحَ صَائِحٌ بَيْنَ اَيْدِيْنَا يَا اَهْلَ الشَّامِ هٰؤُلَاءِ سَبَايَا مِنْ بَنَاتِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اور اے فرزند با وصف ایں جور و ستم کے وہ بے دین یہ ظلم کرتے تھے کہ اگر بسبب ان مصائب عظیم کے ہم اہلبیت سے کوئی روتا تھا تو وہ ملعون اُسی وقت نیزہ اُسکے سر پر مارتے تھے اور رونے سے منع کرتے تھے یہاں تک کہ اسی مصیبت سے ہمیں شہر دمشق میں داخل کیا جب ہم مجمع تماشائیوں میں پہنچے اسوقت ایک شخص آگے ہمارے یہ آواز دیتا جاتا تھا کہ اے اہل شام آگاہ ہو کہ یہ سب قیدی دختران رسولخدا جناب محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ ہیں فَاُدْخِلْنَا بَيْنَ يَدَيْ يَزِيْدَ وَنَحْنُ اِثْنَا عَشَرَ نَفَرًا مِنْ اَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ مَغْلُوْلُوْنَ فَقُلْتُ لَهُ يَا يَزِيْدُ اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اُكَلِّمَكَ پس ہم سب اہلبیت رسولخدا کو باین ذلت و رسوائی مجلس یزید پلید میں سامنے اُسکے کھڑا کیا اور ہم بارہ شخص اہلبیت رسولخدا سے رسن ہائے ظلم سے بندھے ہوئے تھے اور اسوقت وہ ملعون بکمال زیب و زینت تخت پر بیٹھا تھا پس اسوقت میں نے اس شقی سے کہا کہ اے یزید اگر مجھے اجازت دے اور ناخوش نہ ہو تو میں تجھ سے کچھ کہوں فَقَالَ يَزِيْدُ قُلْ وَلَا تَقُلْ هُجْرًا فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا يَزِيْدُ اِنِّيْ وَقَفْتُ مَوْقِفًا لَا يَنْبَغِيْ لِمِثْلِيْ الْهُجْرُ مَا ظَنُّكَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ لَوْ رَاٰنَا بِالْحِبَالِ پس اس ملعون نے جواب دیا کہ کہہ کیا کہتا ہے لیکن کوئی بات بیہودہ نہ ہو جناب سید ساجدین رئیس الصابرین نے فرمایا کہ اے یزید میں باین ذلت وخواری اور ناچاری مقید اور گرفتار تیرے سامنے کھڑا ہوں مجھے کب زیبا ہے کہ کلام نامناسب تیرے روبرو کہوں لیکن میں تجھ سے یہ امر قسم پوچھتا ہوں کہ کیا گمان ہے تیرا کہ اگر اسوقت جناب سالتماب ہمیں باین ذلت وخواری رسن بستہ مقید تیرے سامنے کھڑا دیکھیں تو تیرے حق میں کیا فرمائیں تَعَالَ السَّيِّدُ رَحِمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ اَمَرَ بِالْحِبَالِ فَقُطِعَتْ مِنْ اَكْتَافِهِمْ وَاَعْنَاقِهِمْ فَجَعَلَ يَزِيْدُ يَسْئَلُ عَنِ النِّسَاءِ بِعَيْنِهَا، سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہے کہ یہ کلام ہدایت التیام اُس امام عالی مقام سے سُنکر وہ ملعون ساکت ہوا اور بعد تامل کے اپنے ملازموں سے حکم دیا کہ ہاتھ اور گردنیں ان قیدیوں کی رسیّوں میں بندھے ہیں

کھولدیں ملازمان یزید پلید قریب اہلبیت اطہارؑ کے آئے اور چاہا کہ گرہ ان رسیّوں کی کھولدیں لیکن اُن اشقیا نے بکمال عداوت
ہر جگہ ان رسیوں کو اس استحکام سے بازوا ور گلوہیں اہلبیتؑ کے باندہی تہیں کہ کسی طرح وہ گرہ کھولے سے نہ کھولیں آخر کار
اُن رسن ہائے ستم کو کاٹ کر گلوئے نازنین اہلبیت طاہرینؑ کے کھلی گئیں بعد اُس کے یزید ملعون نے کہا کہ نام ونسب ان عورات
مخدّرات کے مجھے مطلع کرو یہ سب کون کون ہیں فَقَالُوْا لَهُ هٰذِهٖ زَيْنَبُ وَهٰذِهٖ اُمُّ كُلْثُوْمٍ وَهٰذِهٖ رُقَيَّةُ وَهٰذِهٖ
اُمُّ هَانِىْ بَنَاتُ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْطَالِبٍ هٰذِهٖ اَزْوَاجُ الْحُسَيْنِ وَبَنَاتُهٗ ملازمان یزید نے ایک ایک خاتون معظمہ کیطرف اشارہ
کرکے کہا کہ اے یزید یہ معظمہ زینبؑ خاتون ہے اور یہ مخدومہ اُم کلثومؑ ہے اور یہ مخدرہ رقیہؑ اور یہ محترمہ مکرمہ اُم ہانی دختران امیرالمومنین
علی بن ابیطالبؑ ہیں اور یہ سب ازواج مطہرات اور دختران امام حسین علیہ السّلام ہیں فِى الْاَنْوَارِ النُّعْمَانِيَّةِ اِنَّ يَزِيْدَ
لَعَنَهُ اللّٰهُ اَقْبَلَ اِلَى الصَّبِيَّةِ الَّتِىْ تَسْتُرُ وَجْهَهَا بِيَدَيْهَا وَقَالَ مَنْ هٰذِهِ الْجَارِيَةُ قَالُوْا لَهٗ
هٰذِهٖ سَكِيْنَةُ بِنْتُ الْحُسَيْنِؑ بعد اُس کے اُس شقی نے پوچھا کہ بیان کرو یہ لڑکی کہ جو منھ اپنا اپنے دونوں ہاتھوں
سے ڈہانپے ہے یہ کون ہے لوگوں نے کہا کہ اے یزید یہ سکینہ خاتون دختر امام حسین علیہ السّلام ہے قَالَ لَهَا يَا صَبِيَّةُ اَنْتِ
سَكِيْنَةُ بِنْتُ الْحُسَيْنِؑ فَسَالَتْ دُمُوْعُهَا عَلٰى خَدَّيْهَا فَقَالَ لَهَا مَا يُبْكِيْكِ یزید یہ سنکر متوجہ ہوا طرف سکینہؑ
خاتون کے اور کہا کہ اے بی بی کیا نام تیرا سکینہ ہی ہے سنتے ہی اس کے بے اختیار اشک چشم مبارک اُس دختر یتیم سے جاری ہوئے
اور بآواز بلند رونے لگی یزید ملعون نے پوچھا کہ اے شاہزادی سبب تیرے اسقدر رونے کا کیا ہے قَالَتْ لَهٗ كَيْفَ لَا يَبْكِىْ
مَنْ لَيْسَ لَهَا سِتْرٌ تَسْتُرُ وَجْهَهَا وَرَاْسَهَا عَنْكَ وَعَنْ جُلَسَائِكَ سکینہؑ خاتون نے جواب دیا کہ اے یزید
کیونکر نہ روئے وہ مظلومہ کہ جو مجمع نامحرموں میں سر برہنہ بے مقنعہ و چادر کھڑی ہوا ور کچھ قسم لباس بہی پاس اُسکے نہو کہ جس سے
مونہہ اپنا تجھ سے اور تیرے رفقا سے چھپائے فَقَالَ يَا سُكَيْنَةُ قُصِّىْ عَلَىَّ مَا جَرٰى عَلَيْكِ قَالَتْ يَا يَزِيْدُ اِنِّىْ لَمْ
اَنَمْ مُنْذُ قُتِلَ اَبِى الْحُسَيْنُ یزید نے کہا کہ اے سکینہ کچھ حال اپنا کہہ جو تجھ پر اس قید میں گذرا ہے بیان کر اس شاہزادی
نے فرمایا کہ اے یزید کہ جو مصائب کہ مجھ پر اور میری ماں بہنوں اور سب اہلحرم پر گذرے ہیں وہ بیحد و حصر ہیں ادنےٰ ان میں سے یہ ہے
کہ جب سے باپ میرے امام حسین علیہ السّلام شہید ہوئے ہیں اُس روز سے مجھے سونا نہیں ملا ہے لِاَنِّىْ لَمْ اَتَمَكَّنْ مِنَ النَّوْمِ
عَلٰى ظُهُوْرِ بَعِيْرٍ اَدْبَرَ اَعْجَفَ بِغَيْرِ وِطَاءٍ وَكُلَّمَا غَشِيَنِى النَّوْمُ فِىْ هٰذَا زَجَرَنِىْ قَيْسٌ لَوْ شَتَمَنِىْ
بِالسَّوْطِ وَلَمْ اَرَ مَنْ يُخَلِّصُنِىْ اور اے یزید وجہ میرے نہ سونے کی یہ ہے کہ جب بعد شہادت میرے باپ کے تیرے ملازم

نے ہمیں مقید کیا اور چاہا کہ کربلا سے کوچ کریں اسوقت سب اہلحرم کو شتران بے فرش پر سوار کیا اور مجھے ایک ایسے شتر ذلیل
اور مجروح اور لاغر پر بٹھلایا کہ جو نہایت ہی ضعیف تھا پس وہ بہ سبب ضعف کے ہر جگہ ٹھوکریں کھا کر گر پڑتا تھا اور میں اُسپر سے گر
پڑتی تھی اور اگر بہ سبب خوف گر پڑنے کے پیادہ پا چلتے چلتے تھک کر زمین پر گرتی تھی تو یہ شخص بیرحم زجر بن قیس کہ سامنے تیرے
کھڑا ہے مجھے تازیانہ مارتا تھا اور کوئی شخص ایسا حامی اور رحیم بجز دشمنوں کے وہاں نظر نہ آتا تھا کہ مجھے ظلم سے اُس
شقی کے بچاتا اور میری حمایت کرتا وَاَمَّا اَخِیْ زَیْنُ الْعَابِدِیْنَ اَرَادُوْا قَتْلَهٗ فَدَفَعْتُهُمْ مِنْهُ لِعِلَّتِهٖ اِذْ اَنَّهٗ
كَانَ مَكْبُوْبًا عَلٰى وَجْهِهٖ فَسَلَبُوْا ثِيَابَهٗ وَقَيَّدُوْهُ بِقَيْدٍ شَدِيْدٍ وَرَكَّبُوْهُ عَلٰى اَدْبَرِ الْاَعْجَفِ اور کوئی نہ تھا کہ جو
ظلم و ستم سے محفوظ رکھتا اگر بھائی میرے امام زین العابدینؑ کہ بہ سبب شدت مرض کے ایسے بیہوش منہ کے بل زمین پر پڑے
تھے کہ کچھ انہیں خبر نہ تھی بلکہ تیرے ملازموں نے چاہا تھا کہ انہیں بھی قتل کریں لیکن بہ سبب شدت مرض کے قتل سے بچ گئے اور پھر
بھی ان اشقیا نے انپر یہ ظلم کیا کہ اُس حالت بیہوشی میں لباس بدن کا اتار لیا اور مقید بغل و زنجیر کر کے پشت شتر برہنہ پر کہ جو
نہایت ہی لاغر اور مجروح تھا سوار کیا وَشَدُّوْا رِجْلَيْهِ مِنْ تَحْتِ بَطْنِ النَّاقَةِ وَاِذَا بِفَخِذِهٖ يَسِيْلُ
نَيْجًا وَدَمًا وَهُوَ يَبْكِيْ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَبْكِيْ عَلَيْهِ ازبسکہ بھائی جان میں طاقت انکی نہ تھی کہ اونٹ پر درست بیٹھ سکیں اس لئے اونٹ
سے نیچے گر گر پڑتے تھے پس ان بیرحموں نے میرے بھائی مظلوم پر یہ ظلم کیا کہ دونوں پاؤں میں انکے رسیاں باندھ کر پیٹ سے
اونٹ کی ایسی مستحکم کھینچکر باندھی کہ صدمہ سے اون ریسمان ستم کے ساق پاہائے مبارک کی زخمی ہو گئیں اور اس سے خون
متصل جاری تھا اور یہ حضرت ہمارے حال زار کو دیکھتے تھے اور روتے تھے اور ہم انکی بیکسی ناچاری پر روتے تھے
اور کوئی فریادرس اور استغاثہ ہمارا نہ سنتا تھا یہاں تک کہ اس ذلت اور خواری سے ہم تیرے سامنے پہونچے قَالَ الرَّاوِیْ
لَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ يَزِيْدُ بَكٰى وَكَذٰلِكَ اَصْحَابُهٗ وَقَالَ لَعَنَ اللّٰهُ ابْنَ مَرْجَانَةَ مَا
اَقْسٰى قَلْبَهٗ عَلٰى اٰلِ الرَّسُوْلِ راوی کہتا ہے کہ جب یزید ملعون نے یہ تمام حکایت پر درد و الم اور یہ قصہ جور و ستم اُس
دختر یتیم سے سنا بہت رویا اور تمام اصحاب و رفقا اُس ملعون کے بیکسی پر اہلبیت رسولخدا کی باواز بلند رونے لگے پس اس
بے حیا نے حضار مجلس سے کہا کہ لعنت خدا ابن مرجانہ ابن زیاد ملعون پر کہ مطلق اُسے رحم نہ آیا اولاد رسول مختار پر اور قسم بخدائے
عزوجل کہ میں [illegible] راضی نہ تھا قتل پر حسینؑ کے ثُمَّ وُضِعَ رَاْسُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَنَادٰى
عَلِىُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ فَلَمْ يَاْكُلْ رَاْسَ الْغَنَمِ مُدَّةَ عُمْرِهٖ حُزْنًا عَلَيْهِ پس بعد جائزہ اہلبیت اطہار

کے سر اقدس امام حسین علیہ السّلام کا طشت طلا میں رکھ کر سامنے اُس شقی کے رکھا گیا اور وای کہتا ہے جب کہ جناب
سید السّاجدین امام زین العابدین علیہ السّلام نے سر اطہر اپنے پدر عالی وقار فرزند رسول مختار امام حسین علیہ السّلام کا زیر تخت
یزید پلید رکھے دیکھا اُسوقت تمام عالم نظر انور میں تیرہ و تاریک ہو گیا اور کبھی پر اُس امام عالیمقام کی ہیبت دی اور یہاں
تک کہ وہ حضرت زندہ رہے کبھی کلہ گوسفند تناول نہ فرمایا اور ہمیشہ اس مصیبت عظیم میں محزون و مغموم رہے وَاَمَّا
زَيْنَبُ بِنْتُ عَلِيٍّ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا رَاَتْ رَاْسَ اَخِيْهَا تَحْتَ سَرِيْرِهٖ بِاَرْذَلِ
الْاَحْوَالِ اَهْوَتْ اِلٰى جَيْبِهَا فَشَقَّتْهُ وَنَادَتْ بِصَوْتٍ حَزِيْنٍ تَقْرَحُ الْقُلُوْبُ وَ
بَكَتْ بِقَلْبٍ كَئِيْبٍ پس جب کہ نظر انور جناب زینب خاتون دختر خاتون محشر کی سر اطہر پر اپنے بھائی کی پڑی
اور اُس سر اقدس والا کو بکمال ذلّت و خواری زیر تخت یزید پلید رکھے دیکھا گریبان اپنا اُس غم میں چاک کیا اور ایک آہ کی
کی کہ دل سننے والوں کے شق ہونے لگے اور اس کرب اور سوزش قلب سے روئیں اور پیٹیں کہ تمام جن و ملائکہ حال پر ملال پر
اُس مخدومہ کے رونے لگے وَهِيَ وَا اَخَاهُ وَا حُسَيْنَاهُ وَا حَبِيْبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ يَا ابْنَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاۤءِ سَيِّدَةِ النِّسَاۤءِ يَا مُهْجَةَ قَلْبَاهُ اور وہ معظمہ بآواز حزیں یہ بین جگر
خراش کرتی تھی کہ ہائے بھائی میرے ہائے حسینؑ ماں جائے میرے ہائے فرزند رسولخدا صلعم ہائے فرزند فاطمہ زہرا ہائے و نفسی علی سر
بِنَفْسِيْ عَلٰى رَاْسِكَ الشَّرِيْفِ يَا اَخِيْ بِالْاَمْسِ يُنَاغِيْكَ فِيْ مَهْدِكَ جَبْرَئِيْلُ وَهُوَ
مُهَدِّئٌ مِيْكَائِيْلُ الْيَوْمَ وُضِعَ رَاْسُكَ مُهْتَضَمًا بَيْنَ يَدَيْ يَزِيْدَ فدا ہو یہ بہن اس سر پر اے بھائی کل کی
بات ہی کہ آپ کو جبرئیل امین لوریاں دے کر جھولے میں سلاتے تھے اور میکائیل ڈوریاں آپ کے جھولے کی ہلاتے تھے اور ماں میری
فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا اس سر اقدس کو اپنے سینہ پر رکھتی تھیں افسوس صد افسوس کہ آج وہی سر انور بکمال ذلّت و حقارت زیر
تخت یزید بدبخت رکھا ہے وَتَقُوْلُ ؎ بِنَفْسِيْ شِفَاهٌ ذَابِلَاتٌ مِنَ الظَّمَا ٭ وَلَمْ تَحْظَ مِنَ الْمَاۤءِ الْفُرَاتِ
بِقَطْرَةٍ ٭ بِنَفْسِيْ عُيُوْنٌ غَابِرَاتٌ شَوَاخِصٌ ٭ اِلَى الْمَاۤءِ مِنْهَا نَظْرَةٌ بَعْدَ نَظْرَةٍ پس جناب زینب خاتون علیہا السلام
تاب ضبط نہ لا سکیں یہاں تک بیتاب ہو کر سر اقدس جناب حضرت امام حسین علیہ السّلام کا طشت سے اُٹھا کر اپنی چھاتی سے لگا لیا
اور بار بار لب و دندان حسینؑ کے بوسہ لیتی تھیں اور یہ بین کرتی تھیں کہ فدا ہو یہ بہن ستمدیدہ اُن لب ہائے نازنین پر سے کہ جو
شدت تشنگی سے مثل برگ گل خشک اور پژمردہ ہیں اور فدا ہو یہ بہن ان لبوں پر سے کہ جن لبوں نے تین شبانہ روز تک ایک قطرہ

پانی کا نہ پہنچا فدا ہو جان زینبؑ کی ان چشمہائے انور پر سے کہ جن میں بسبب شدت تشنگی اندنا پانی آپکے حلقے پڑ گئے تھے اور قربان ہوں ان آنکھوں پر سے کہ جو شدت پیاس میں بکمال حسرت و یاس طرف آب فرات کے مکرر دیکھا کیں اور تا دم اخیر ایک جرعہ آب میسر نہ آیا ہ اَخِيْ يَا هِلَالًا غَابَ قَبْلَ كَمَالِهِ ؛ وَمِنْ فَقْدِهِ اَضْحٰى نَهَارِيْ كَلَيْلِيْ اَخِيْ يَا اَخِيْ اَيُّ الْمَصَائِبِ اَشْتَكِيْ ؛ فِرَاقُكَ اَمْ هَتْكِيْ وَذُلِّيْ وَغُرْبَتِيْ اے چاند میرے ہزار افسوس کہ ابھی تم درجہ کمال کو بھی نہ پہنچنے پائے تھے کہ ہماری نظروں سے غائب ہو گئے اور غروب کر گئے افسوس ہے کہ آپکے چھپ جانے سے روز روشن ہمارا مانند شب تاریک کے بے نور اور سیاہ ہو گیا اے پارہ جگر اے مہر انور میرے یہ بہن آفت رسیدہ کون کون سی مصیبت اپنی آپ سے بیان کرے اور کس کس ظلم و ستم کی حضرت سے شکایت کرے آیا میں یہ مصیبت بیان کروں آپ سے کہ یہ بہن بیکس اس سفر غربت میں حضرت سے چھوٹ گئی اور بے حامی و مددگار اور بے سرپرست ہو گئی آیا یہ مصیبت اپنی آپ سے بیان کروں کہ بعد آپ کے یہ بہن ستم رسیدہ ظلم اعدائے دین سے دربدر سر برہنہ ہر شہر و دیار و ہر کوچہ و بازار میں پھرائے گئے اور تمام کوفہ و شام میں آبرو ریزی اور ہتک عزت اور رسوائی میری ہوئی راوی کہتا ہے کہ بین سے حضرت زینبؑ خاتون کے تمام دوست اور دشمن روتے تھے اور دل سب سننے والوں کے شق ہوتے تھے ۔

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس باونویں ۵۲ مشتمل ہے آنے پرہند کی مجلس یزید میں اور خطبہ پڑھنا امام کا

فِي الْبِحَارِ اَنَّ امْرَاَةً ذَاتَ فُحْشٍ كَانَتْ فِي الْمَدِيْنَةِ وَلَهَا جَارٌ كَانَ مُوَاظِبًا عَلٰى مَاتَمِ الْحُسَيْنِ

کتاب بحار الانوار میں منقول ہے کہ ایک عورت فاحشہ مدینہ منورہ میں رہتی تھی اور ہمسایہ میں اسکے ایک مرد مومن عاشق امام حسین علیہ السلام مقیم تھا اور عادت سے اس مرد نیک طینت و پاک سیرت کے یہ تھا کہ ہر روز مجلس ماتم امام حسین علیہ السلام اپنے گھر میں بپا کرتا تھا اور گریہ و بکا میں ہر وقت مصروف رہتا تھا فَاَمَرَ بِاصْطِنَاعِ طَعَامٍ لِاَهْلِ الْعَزَاءِ وَقَدْ خَلَتِ الْمَرْاَةُ تُرِيْدُ نَارًا وَاِذَا بِالنَّارِ قَدِ انْطَفَتْ لِشُغْلِهِمْ فِيْ بُكَاءِ مَصَائِبِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ پس اس مرد مومن نے حکم دیا کہ واسطے اہل مجلس کے کھانا تیار ہو چنانچہ موافق حکم اس دیندار کے کھانا پکنے لگا اور وہ مومن خود اور تمام اہل عزا ایسے مصروف گریہ و بکا ہوئے کہ کسی کو طرف

خبرگیری اُس کھانے کی توجہ نہ ہوئی یہاں تک کہ آتش دیگدان گل ہوگئی ہر چند کہ اُس زن فاحشہ کو رغبت طرف
مجالس عزائے امام حسین علیہ السّلام کے نہ تھی لیکن بہ ضرورت آگ لینے کے گھر میں اُس مومن کے داخل عزاخانہ ہوئے اور
دیکھا کہ آگ دیگدان کی گل ہے اور ہر ایک شخص گریہ و بکا میں مصروف ہے فَعَالَجَتْهَا بِالنَّفْخِ حَتّٰى اَنْدَمَتْ
يَدَاهَا وَذَرَفَتْ عَيْنَاهَا فَاَخَذَتْ مِنْهَا وَمَضَتْ اِلٰى مَنْزِلِهَا فَلَمَّا صَارَ الظُّهْرُ وَكَانَ الْيَوْمُ
صَائِفًا فَرَقَدَتْ وَنَامَتْ سَاعَةً پس اُس ضعیفہ نے بہ خیال دفع کرنے اپنی ضرورت کے اُس آتش دیگدان
روشن کیا اور پھونکنے اور روشن کرنے سے آگ کے ہاتھ اُس زن نیک انجام کا کچھ جل گیا اور بہ سبب دھوئیں کے آنکھوں سے
اس کے اشک جاری ہوئے پس بہ قدر حاجت اپنے کے اُس آگ سے لے کر وہ اپنے گھر پر پھر آئی جب کہ دوپہر ہوگئی اور وہ موسم
گرما تھا بہ مقتضائے موسم کے وہ عورت فرش خاک پر لیٹی اور اک ساعت سو گئی فَرَاَتْ كَاَنَّ الْقِيٰمَةَ قَدْ قَامَتْ
وَاِذَا الزَّبَانِيَةُ جَهَنَّمَ يَسْحَبُوْنَهَا بِسِلْسِلَةٍ مِنْ نَارٍ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ اَيَّتُهَا الْمَرْاَةُ غَضَبَ
عَلَيْكِ وَنَحْنُ اُمِرْنَا اَنْ نُلْقِيَكِ فِيْ قَعْرِ جَهَنَّمَ پس اسی حالت خواب میں اس ضعیفہ نے دیکھا
کہ قیامت بپا ہے اور آتش دوزخ خوب شعلہ در ہے اور اسی اثنا میں فرشتہائے عذاب زنجیر ہائے آتشیں لئے ہوئے قریب اُس
عورت کے آئے اور کہا اُس سے کہ زن عاصیہ حق سبحانہ تعالےٰ تجھ سے نہایت ناخوش ہے اور ہم جانب پروردگار عالم سے
اس پر مامور ہوئے ہیں کہ تجھے قعر جہنم میں ڈالدیں وَهِيَ تَسْتَغِيْثُ فَلَا تُغَاثُ وَتَسْتَجِيْرُ فَلَا تُجَارُ فَاِذَا بِرَجُلٍ
قَمَرِيِّ الْوَجْهِ دُرِّيِّ اللَّوْنِ نَادٰى بِهِمْ يَا مَلٰٓئِكَةُ خَلُّوْهَا فَاِنَّهَا دَخَلَتْ عَلٰى قَوْمٍ يَعْمَلُوْنَ عَزَائِيْ
وَقَدْ اَوْقَدَتْ نَارًا يَعْمَلُوْنَ بِهَا طَعَامًا پس جب کہ اُس ضعیفہ گنہگار نے آتش دوزخ شعلہ در پائی اور فرشتہائے
عذاب کو مع زنجیر ہائے آتشیں اپنی گرفتاری پر آمادہ دیکھا آواز دی کہ ہے کوئی ایسا فریاد رس کہ جو اس وقت بیکسی میں میری
فریاد کو پہنچے آیا ہے کوئی ایسا معین و مددگار کہ ہاتھ سے اُن فرشتہائے عذاب کے مجھ عاجز کو چھڑائے پس ہر چند فریاد اور استغاثہ
کیا کی لیکن کچھ مفید نہ ہوا اور کوئی شخص مدد کو نہ پہنچا کہ ناگاہ دیکھا اُس ضعیفہ نے کہ ایک مرد جلیل القدر کہ نور چہرۂ انور
سے اُنکے مثل در آبدار ایسا روشن و تابان تھا کہ اُس نور سے نور ماہتاب شب چاردہ کو کچھ نسبت نہ تھی سامنے سے
تشریف لائے اور آواز دی کہ اے ملائکہ اس ضعیفہ کو چھوڑ دو اور ہرگز اس سے متعرض نہ ہو اس لئے کہ یہ اُس جگہ
گئی تھی کہ جہاں مجلس عزا ہماری بپا تھی اور اُس نے روشن کیا تھا اس آگ کو کہ جس سے کھانا ہمارے ماتم داروں

کے لئے پکڑ رہا تھا فَقَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ سَمْعًا وَّطَاعَةً لَكَ يَا ابْنَ الشَّافِعِ يَا ابْنَ السَّاقِيْ قَالَتْ فَلَمَّا
تَرَكُوْنِيْ قَالَتْ لَهٗ مَنْ اَنْتَ يَا سَيِّدِيْ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيَّ بِكَ قَالَ لِيْ اَنَا الْحُسَيْنُ ؑ پس سنتے ہی اس ارشاد
فیض بنیاد کے اُن ملائکہ نے دست بستہ ہو کر عرض کی کہ اے فرزند شافع محشر اے دلبند ساقی کوثر ہم سب آپکے تابع
حکم ہیں ہرگز ہم اس ضعیفہ سے معترض نہ ہونگے پس یہ عرض کر کر اُن فرشتوں نے مجھے چھوڑ دیا جب کہ اُس ضعیفہ
نیک انجام نے یہ احسان آنحضرت سے مشاہدہ کیا قدموں پر گر پڑی اور عرض کی کہ اے سید میرے اسم مبارک آپکا
کیا ہے اور آپ کون ہیں کہ آپ کی برکت سے خداوند کریم نے مجھ سے گنہگار کو کہ ہرگز قابل بخشش اور مغفرت کے نہ تھی بخشا
اور اس عذاب سخت سے نجات دی اور حسب الحکم فرشتہائے عذاب نے مجھے چھوڑ دیا حضرت نے فرمایا کہ میں ہوں حسین ؑ
بن علی علیہما السلام قَالَتْ فَانْتَبَهْتُ مِنْ نَوْمِيْ وَاَنَا مَذْهُوْلَةٌ وَمَضَيْتُ اِلَى الْمَجْلِسِ قَبْلَ اَنْ
يَتَفَرَّقُوْا فَحَكَيْتُ لَهُمْ فَقَامَ الْبُكَاءُ وَالنِّيَاحُ وَتُبْتُ عَلٰٓى اَيْدِيْهِمْ مِنَ الذُّنُوْبِ وَلَيْسَ
لِيْ شُغْلٌ اِلَّا الْبُكَاءُ عَلٰى سَيِّدِ الشُّهَدَآءِ عَلَيْهِ التَّحِيَّةُ وَالثَّنَاءُ پس وہ ضعیفہ کہتی ہے کہ اُسی وقت آنکھ میری
کھل گئی اور میں اُسی وقت داخل عزاخانہ ہوئی اور اُسوقت مجلس ماتم برپا تھی اور سب اہل عزا مصروف بگریہ و بکا
تھے پس میں نے تمام حکایت اور سرگذشت اپنی اہل مجلس سے بیان کی سنتے ہی اس حکایت کے شور ماتم اور صدائے واحسیناؑ واحسیناؑ
ہر طرف سے بلند ہوئی اور میں نے سب کے سامنے اپنے افعال بد سے توبہ کی اور پھر کبھی بعد اسکے مرتکب امور قبیحہ کی نہوئی اور جب تک میں زندہ
رہی ہمیشہ مشغول بگریہ و بکا مصائب جناب سید الشہداء علیہ آلاف التحیۃ والثناء رہی اور سوا اس کے کسی کام کیطرف متوجہ نہوئی پس
حضرات رؤو اور نوحہ و ماتم کرو مصائب خامس آل عبا ؑ پر کہ بلاشبہ و شک رونا مصائب پر اُس امام مظلوم کے باعث نجات
کا آتش دوزخ سے ہے اور یاد کرو وہ مصائب عظیم کہ سر اقدس امام حسین علیہ السلام اور اہلبیت طاہرین پر بعد قتل اُس فرزند
سید المرسلینؐ کے تمام محنت انجام پر گذری ہیں رُوِيَ فِيْ مَقْتَلِ اَبِيْ مِخْنَفٍ ثُمَّ اَنَّ يَزِيْدَ اَمَرَ بِاَنْ يُصْلَبَ
رَاْسُ الْحُسَيْنِ عَلٰى بَابِ دَارِهٖ وَاَمَرَ بِاَهْلِ بَيْتِهٖ اَنْ يَدْخُلُوْا دَارَهٗ مقتل ابومخنف میں منقول
ہے کہ جب یزید پلید مشاہدہ سر اقدس امام حسین علیہ السلام اور جائزہ اہلبیتؑ اطہار سے مسرور ہو چکا اسوقت حکم دیا کہ سر اطہر فرزند
سید البشرؐ کا دروازہ پر اُس شقی کے نصب کیا جائے اور دختران رسول مختار ؐ محل میں اُس بدکردار کے داخل ہوں فَلَمَّا
دَخَلْنَ النِّسْوَةُ دَارَ يَزِيْدَ لَمْ يَبْقَ مِنْ اٰلِ مُعٰوِيَةَ وَاٰلِ اَبِيْ سُفْيَانَ اَحَدٌ اِلَّا اسْتَقْبَلَنَ

بابُ البُکاءِ وَالصُّراخِ وَالنِّیاحِ علی الحُسَینِ علیہِ السّلام پس جب کہ اہلبیت اطہار داخل
یزید پلید ہوئے تمام عورات معاویہ اور ابوسفیان علیہما اللعن واسطے استقبال اُن خاصان ذوالجلال کے سروپا برہنہ دروازہ
تک آئیں اور سینے رونا اور پیٹنا ماتم جناب سید الشہدا علیہ السلام میں شروع کیا وَاَلْقَیْنَ مَا عَلَیْهِنَّ مِنَ الثِّیَابِ وَ
الْحُلِیِّ وَاَقَمْنَ الْمَاتَمَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اور سب عورات نے چادریں اپنی سروں سے پھینکدیں اور زیور اپنا اتار کر پھینکدیا اور
ماتم جناب امام حسین علیہ السلام میں صف ماتم بچھاکر تین شبانہ روز متصل ہمراہ اہلبیت اطہار کے روتی پیٹتی رہیں فَخَرَجَتْ
هِنْدُ بِنْتُ عَبْدِ اللّٰهِ امْرَاَتُهٗ مِنْ دَارِهٖ فَشَقَّتِ السِّتْرَ وَهِیَ حَاسِرَةٌ وَوَثَبَتْ اِلٰی یَزِیْدَ
وَهُوَ فِیْ مَجْلِسٍ عَامٍ راوی کہتا ہے کہ جب ہند دختر عبد اللہ یعنی زن یزید نے جناب زینب خاتون اور ام کلثوم
اور سب دختران رسول مختار کو بحال زار سر برہنہ مقید اور گرفتار اور سر اقدس دلبند حیدر کرار کو دروازہ پر اپنے محل کے نصب دیکھا
اُسی وقت چادر اپنی سر سے اتار کر زمین پر پھینکدی اور گریبان اپنا چاک کیا اور بے تامل سروپا برہنہ محل سے باہر نکل آئے اور دونے
پیٹنے سے کہ روبرو سامنے یزید پلید کے کھڑی ہوئی فَقَالَتْ یَا یَزِیْدُ اَرَاْسُ ابْنِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ مَصْلُوْبٌ عَلٰی فِنَاءِ بَابِیْ اور طرف یزید شقی کے خطاب کر کے کہا کہ اے بیحیا کیا ظلم عظیم کیا تو نے کہ سر اقدس پارہ
جگر فاطمہ زہرا بنت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ کا جس کے جھولے کی ڈوریں میکائیل اور جبرائیل امین سے فرشتے مقربین ہلا کر
سلاتے تھے اور خدمت گزاری اُسکی اپنا فخر جانتے تھے آج وہی سر انور تن اطہر سے جدا کر کر میرے محل کے دروازہ پہ تو نے نصب کیا
ہے اے بیدین تجھے مطلق خوف خدا نہوا اور کچھ حیا اور شرم جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے نہ آئی کہ اُن کے فرزند کو بے گناہ
تو نے بکمال شقاوت قتل کیا اور سر اطہر اُن کا بایں ذلت و خواری دروازہ پر لٹکایا ہے فَوَثَبَ اِلَیْهَا یَزِیْدُ وَغَطَّاهَا
وَقَالَ لَهَا یَا هِنْدُ فَاعْوِلِیْ عَلَیْهِ وَابْکِیْ عَلَی ابْنِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ وَلَا اَمْنَعُكِ مِنَ الْبُکَاءِ
عَلَیْهِ بَاكِیَةً قَتَلَ عَلَیْهِ ابْنُ مَرْجَانَةَ لَعَنَهُ اللّٰهُ راوی کہتا ہے کہ جب یزید پلید نے ہند کو سر برہنہ مجمع عام میں دیکھا
شرمندہ ہوا بیاہ کے پیچ و تاب کھا کر تخت سے اُٹھ کھڑا ہوا اور چادر سر پر ہند کے ڈالدی اور کہا کہ اے ہند میں تجھے رونے سے منع نہیں
کرتا ہوں جسقدر تو چاہے ماتم فرزند فاطمہ زہرا میں گریہ و بکا کر لیکن سر برہنہ بایں بے حجابی گھر سے نکلنا اور مجمع نامحرموں میں چلے
آنا تجھے مناسب نہیں تھا کہ تو میری ازواج سے ہے اور قتل کرنا حسین کا مجھے ہرگز منظور نہ تھا لیکن خدا لعنت کرے ابن مرجانہ
پر کہ اُس ملعون نے بدون میری اجازت کے حسین کو قتل کیا اور مجھے رسوا کیا فَقَالَتْ لَهٗ یَا یَزِیْدُ لَعَنَكَ اللّٰهُ

حَفِظْتَ حُرْمَتَكَ وَغَطَّيْتَ رَأْسِي وَضَيَّعْتَ حُرْمَةَ بَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَسَلَبْتَ رِدَائَهُنَّ وَهُنَّ
بَيْنَ يَدَيْكَ حَاسِرَاتٌ مُذَلَّلَاتٌ منقول ہے کہ جب یزید پلید نے بہ سبب غیرت کے چادر سر پر ہند کے اڑھادی اسوقت
ہند نے کہا کہ اے یزید لعنت خدا تجھ پر کہ تجھے میرا بے پردہ ہونا اور سر برہنہ ہو کر محل سے نکل آنا اتنا ناگوار ہوا اور خیال اپنی
عزت کے تو نے مجھے چادر اڑھادی وائے تجھ پر حرمت رسول مختار اور عترت حیدر کرار کا تجھے مطلق پاس نہوا کہ دختران
جناب فاطمہ زہرا سیدۃ نساء العالمین کو از کربلا تا کوفہ اور از کوفہ تا شام سر برہنہ بے مقنعہ و چادر ہر شہر و دیار اور ہر کوچہ و بازار
میں مثل کنیزان حبش و زنگبار کے پھرایا اور وہی پردگیان عصمت و طہارت کہ جو سردار ہیں تمام عورات عالم کی سر عریاں
بحال پریشان سامنے تیرے کھڑی کی گئیں اور مطلق تجھے خیال انکی آبروریزی کا نہوا بلکہ تو انکے حال پر ملال پر مسرور اور خوش ہوا
فَمِنَ الْيَوْمِ لَا اَنْتَ لِيْ بِبَعْلٍ وَلَا اَنَا لَكَ بِاَهْلٍ فَخَرَجَتْ اِلَى الصَّحْرَاءِ وَلَمْ يُرَ اِمِنْهَا
عَيْنٌ وَلَا اَثَرٌ ہند نے کہا اے ملعون آج سے نہ تو میرا شوہر ہے اور نہ میں تیری زوجہ ہوں منقول ہے کہ
وہ مومنہ یزید پر لعنت کر کے سر برہنہ روتی اور پیٹتی طرف صحرا کے نکل گئی ہر چند کہ یزید پلید نے تفحص اس کا کیا مگر ہرگز نشان
اس کا نہ ملا رُوِيَ صَاحِبُ الْمَنَاقِبِ وَغَيْرُهُ ثُمَّ اَنَّ يَزِيْدَ لَعَنَهُ اللّٰهُ اَمَرَ بِخَطِيْبٍ لِيُخْبِرَ
النَّاسَ بِمَسَاوِي الْحُسَيْنِ وَاَبِيْهِ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْطَالِبٍ صاحب مناقب وغیرہ مورخین نے نقل کیا ہے کہ بعد اسکے یزید
ملعون نے خطیب کو حکم دیا کہ منبر پر جا کر مجمع عام میں کچھ عیوب امام حسین اور پدر بزرگوار ان کے امیر المومنین کی بیان کر
فَصَعَدَ الْخَطِيْبُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَاَكْثَرَ الْوَقِيْعَةَ فِيْ عَلِيٍّ وَالْحُسَيْنِ وَاَطْنَبَ فِيْ تَقْرِيْظِ مُعَاوِيَةَ وَيَزِيْدَ
لَعَنَهُمَا اللّٰهُ وَذَكَرَهُمَا بِكُلِّ جَمِيْلٍ پس خطیب ملعون منبر پر گیا اور موافق حکم اس ملعون کے شان جناب
امیر مومنان علی بن ابی طالب اور شان جناب امام حسین شاہزادہ دو جہان میں بہت سے کلمات بیہودہ اور نامناسب خلاف
شان بیان کئے اور بعد اسکے اپنے زعم باطل میں محاسن اور مناقب معاویہ اور یزید پلید کے بہت سے بیان کئے اور اُسکے
فَصَاحَ بِهِ عَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ وَقَالَ لَهُ وَيْلَكَ اَيُّهَا الْخَطِيْبُ لَقَدِ اشْتَرَيْتَ مَرْضَاتَ
الْمَخْلُوْقِ بِسَخَطِ الْخَالِقِ راوی کہتا ہے کہ یہ کلام اس خطیب بد انجام سنکر جناب زین العابدین علیہ السلام نے باواز بلند پکارا
کہ اے خطیب اے تجھ پر تو نے واسطے خوشی بدترین مخلوق کی ناخوشی اور غضب خالق قہار کو قبول کیا اے ملعون بازگشت تیری
سوائے جہنم کے اور جگہ نہیں ہے وَقَالَ لِيَزِيْدَ اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اَصْعَدَ الْمِنْبَرَ وَاَتَكَلَّمَ

بکلماتٍ فیھا رضی للہ ولجمیع جلسائک فیھن اجر۔ اور پھر حضرت متوجہ طرف یزید پلید کے ہوئے اور فرمایا کہ اے
یزید اگر تو مجھے اجازت دے تو میں منبر پر جا کر ایسے کلمات بیان کروں کہ جو باعث رضائے پروردگار اور موجب اجر سامعین
حاضرین کے ہوں فَاَبَی الْمَلْعُوْنُ عَلَیْہِ فَقَالَ النَّاسُ یَا اَمِیْرُ ائْذَنْ لَہٗ فَلَعَلَّنَا نَسْمَعُ
مِنْہُ شَیْئًا پس یزید نے انکار کیا اور آنحضرت کو اجازت نہ دی اُسوقت رفقا یزید نے کہا کہ اے امیر ہم آرزومند ہیں اسکے
کہ کلام اہل حجاز سے مستفید ہوں کہ یہ فصحائے عرب سے مشہور ہیں فَقَالَ اِنَّہٗ اِنْ صَعَدَ لَمْ یَنْزِلْ اِلَّا بِفَضِیْحَتِیْ
وَ بِفَضِیْحَۃِ اٰلِ اَبِیْ سُفْیَانَ فَقِیْلَ لَہٗ ھٰذَا طِفْلٌ لَا یَقْدِرُ عَلٰی ذٰلِکَ پس یزید ملعون
نے جواب دیا کہ ایہا الناس اگر یہ منبر پر جائیں گے تو ہرگز منبر سے نہ اتریں گے جب تک کہ مجھے اور معاویہ اور ابوسفیان کو رسوا
اور ذلیل نہ کریں گے اور کوئی دقیقہ میرے اور میرے باپ کی تفضیح میں باقی نہ رکھیں گے کہ سب نے کہا کہ اے امیر ابھی
یہ طفل صغیر سن ہیں انکو ایسی قدرت بیان کی کب حاصل ہے کہ تجھے فضیحت کر سکیں فَقَالَ لَھُمْ اِنَّہٗ مِنْ اَھْلِبَیْتِ
النُّبُوَّۃِ وَمَعْدَنِ الرِّسَالَۃِ قَدْ زُقُّوا الْعِلْمَ زَقًّا فَلَمْ یَزَالُوْا بِہٖ حَتّٰی اَذِنَ لَہٗ
فَصَعَدَ الْمِنْبَرَ یزید ملعون نے جواب دیا کہ تم انکی صغر سن سے یہ جانتے ہو کہ یہ حسن بیان پر قادر نہیں ہیں بلکہ یہ خاندان
نبوت اور دودمان رسالت سے ہیں علم انکا ہرگز تعلیم اور تعلم پر موقوف نہیں ہے بلکہ ہر صغیر اور کبیر اس خاندان علم و شرف کا علم
ربانی سے مملو ہے ہر چند یزید نے چاہا کہ حضرت منبر پر نہ جائیں لیکن اہل شام نے اسقدر اصرار کیا کہ اُس ملعون نے اجازت
دی فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ حَتّٰی اَبْکٰی مِنْہُ الْعُیُوْنَ وَ اَوْجَلَ مِنْھَا الْقُلُوْبَ ثُمَّ
قَالَ اَیُّھَا النَّاسُ اُعْطِیْنَا سِتًّا الْعِلْمَ وَالْحِلْمَ وَالسَّمَاحَۃَ وَالْفَصَاحَۃَ وَالشَّجَاعَۃَ وَالْمَحَبَّۃَ فِیْ قُلُوْبِ
الْمُؤْمِنِیْنَ امام عالیمقام نے بعد حمد و ثنائے جناب اقدس الٰہی اور نعت جناب رسالت پناہی ؐ کے ایسا خطبہ بلیغ اور
فصیح پڑھا کہ بے اختیار چشم حضار سے سلسل اشک جاری ہوئے اور دل ہر ایک سامع کا خوف خدا سے کانپنے لگا بعد اسکے
حضرت نے فرمایا کہ ایہا الناس آگاہ ہو حق تعالیٰ نے جناب رسولخدا ؐ اور انکے اہلبیت کو فضل کیا تمام عالم سے ساتھ عطا کرنے
ان صفات کے کہ جو اصول ہیں تمام صفات حسنہ کے وہ چھ ہیں اول انمیں سے یہ ہے کہ ہمیں علم عطا فرمایا کَانَ اور مَا
یَکُوْنُ کا جو کچھ کہ ابتدائے خلقت عالم سے اب تک گذرا ہے اور جو کچھ کہ گذرے گا وہ ہم سب پر منکشف ہے اور دوسرا یہ
ہے کہ ہم مصداق ہیں اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ کے اور تیسرے یہ ہے کہ ہم صاحب جود و کرم اور بخشش اتم ہیں کہ مثل اُن

نظر اپنا عالم میں نہیں رکھتے ہیں اور چوتھے یہ ہے کہ ہمیں حق سبحانہٗ تعالےٰ نے افصح الفصحا کیا ہے اور پانچویں یہ ہی کہ ہمکو میں
اور سردار کیا ہے تمام شجاعان عرب اور عجم کا اور چھٹے یہ ہی کہ ہماری محبت عطا کی اُن لوگوں کو کہ جو ایمان بہ وحدانیت
خدا اور بہ رسالت جناب محمد مصطفےٰ اور بہ ولایت جناب علی مرتضےٰ صلوات اللہ علیہما لائے ہیں وَفَضَّلْنَاهُ تَعَالٰى عَلٰى
خَلْقِهٖ بِاَنَّ مِنَّا النَّبِيُّ الْمُخْتَارُ وَمِنَّا الصِّدِّيْقُ وَمِنَّا الطَّيَّارُ وَمِنَّا اَسَدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اور جناب قدس الٰہی نے ہمیں
افضل کیا ہے تمام عالم سے ساتھ ان فضائل کے کہ جد بزرگوار ہمارے جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ کو رسول مقبول اپنا کیا
اور جناب امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو صدیق کیا اور جعفر بن ابی طالب کو دو شہپر زمرد سبز کے عطا فرمائے
کہ ہمراہ ملائکہ کے جنت میں پرواز کرتے ہیں اور میرے جد بزرگوار جناب حیدر کرار کو ملقب باسد پروردگار اور باسد رسول
مختار کیا مَنْ عَرَفَنِيْ فَقَدْ عَرَفَنِيْ وَمَنْ لَمْ يَعْرِفْنِيْ فَاَنَا اُنَبِّئُهٗ فَاَنَا ابْنُ مَكَّةَ وَمِنٰى وَاَنَا
ابْنُ زَمْزَمَ وَالصَّفَا اَنَا ابْنُ مَنْ حَمَلَ الزَّكٰوةَ بِاَطْرَافِ الرِّدَاءِ ایہا الناس جو شخص کہ مجھے جانتا
ہے وہ جانتا ہے اور جو نہیں جانتا ہے وہ آگاہ ہو کہ میں ہوں فرزند اُن کا کہ جو مالک مکہ اور منیٰ ہیں میں ہوں فرزند اُن
کا کہ جو مالک زمزم اور صفا ہیں میں ہوں فرزند ان کا کہ جنہوں نے زکوٰۃ ردائے مبارک میں اپنی باندھ کر گھروں پر فقرا
اور مساکین کے پہنچاتے تھے اَنَا ابْنُ خَيْرِ مَنْ طَافَ وَسَعٰى اَنَا ابْنُ خَيْرِ مَنْ حَجَّ وَلَبّٰى اَنَا ابْنُ
مَنْ حُمِلَ عَلَى الْبُرَاقِ فِي الْهَوٰى اَنَا ابْنُ مَنْ اُسْرِيَ بِهٖ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى
میں ہوں فرزند بہترین طواف کنندگان خانہ کعبہ سے ہیں اور بہتر ہیں حجاج اور معتمرین سے میں ہوں فرزند اُن کا کہ جن کی سواری
کے لئے جناب احدیت نے براق عنایت فرمایا کہ وہ ہوا پر چلا اور اُن حضرت کو سیر کروائی اُس نے مسجد حرام سے تا مسجد اقصےٰ
کہ بالائے آسمان ہے اَنَا ابْنُ مَنْ بَلَغَ بِهٖ جِبْرَئِيْلُ اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى اَنَا ابْنُ مَنْ دَنٰى
فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى میں ہوں فرزند ان حبیب پروردگار کا کہ جن کے ہمراہ جبرئیل امین از زمین
تا آسمان گئے لیکن سدرۃ المنتہےٰ تک پہنچ کر ٹھہر گئے اور آگے نہ جاسکے میں ہوں فرزند اُن کا کہ جو درگاہ صمدیت سے اس
قدر قریب ہوئے کہ فقط فاصلہ دو کمان کا یا کمتر اُس سے باقی رہ گیا اَنَا ابْنُ مَنْ صَلّٰى بِمَلٰئِكَةِ السَّمَاءِ اَنَا ابْنُ
مَنْ اَوْحٰى اِلَيْهِ الرَّبُّ الْجَلِيْلُ مَا اَوْحٰى اَنَا ابْنُ مَنْ ضَرَبَ خَرَاطِيْمَ الْخَلْقِ حَتّٰى قَالُوْا لَا
اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں ہوں فرزند اُن کا کہ جس جناب تقدس مآب کے ہمراہ فرشتہائے آسمان نے نماز پڑھی میں ہوں فرزند

اُن کا کہ جن پر جنابِ احدیت نے وحی نازل کی میں ہوں فرزند اُس کا کہ جو ناکبین کفار کی کاٹتے رہے جب تک انہوں
نے کلمۂ لا الٰہ الا اللہ زبان پر جاری کیا اَنَا ابْنُ مَنْ ضَرَبَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ بِسَیْفَیْنِ وَطَعَنَ
بِرُمْحَیْنِ وَقَاتَلَ بِبَدْرٍ وَحُنَیْنٍ وَلَمْ یَکْفُرْ بِاللّٰہِ طَرْفَۃَ عَیْنٍ فرزند ہوں اُس بہادر دشجاع کا کہ جو روبرو جنابِ سالتمآب
کے دو تلواروں سے جہاد کیا کئی اور کفار کو قتل کرتے رہے دو نیزوں سے میں ہوں فرزند اُن کا کہ جس بہادر نے جنگ بدر
اور حنین کو فتح کیا میں ہوں فرزند اُن کا کہ جنھوں نے ایک چشم زدن بھی شرک بخدا نہیں کیا اَنَا ابْنُ صَالِحِ الْمُؤْمِنِیْنَ
وَوَارِثِ النَّبِیِّیْنَ وَقَامِعِ الْمُلْحِدِیْنَ وَیَعْسُوْبِ الْمُسْلِمِیْنَ وَنُوْرِ الْمُجَاهِدِیْنَ وَزَیْنِ الْعَابِدِیْنَ
وَتَاجِ الْبَاکِیْنَ وَاَصْبَرِ الصَّابِرِیْنَ میں ہوں فرزند اُن کا جو افضل اور اشرف ہیں صلاح اور تقوے میں سب مومنین سے
اور وارث ہیں تمام انبیائے سابقین کے اور بیخ کنندہ ہیں ملحدین کے اور سردار اور رئیس ہیں تمام اہل اسلام کے اور نور
ہیں تمام مجاہدین کے اور زینت ہیں تمام عابدین کی اور تاج ہیں ان کا کہ جو روتے ہیں خوف خدا سے اور سردار ہیں سب
صابرین کے اَنَا ابْنُ الْمُؤَیَّدِ بِجِبْرَئِیْلَ الْمَنْصُوْرِ بِمِیْکَائِیْلَ اَنَا ابْنُ مِقْدَامٍ هُمَامٍ صَابِرٍ صَوَّامٍ میں ہوں فرزند
اُس شیر خدا کا کہ جن کے ہمیشہ مددگار اور معین رہے جبرائیل اور میکائیل اور میں ہوں فرزند اُن کا کہ جو صاحب عقل
سلیم اور صاحب فہم مستقیم اور زکی اور راضی برضائے خدا اور صابر بہ بلاہائے عظمی ہیں اور سردار اور پیشوا ہیں خلق کے
اور جو قائم الیل اور صائم النہار ہیں اَنَا ابْنُ قَامِعِ الْاَصْلَابِ مُفَرِّقِ الْاَحْزَابِ مَکِّیٍّ مَدَنِیٍّ اُحُدِیٍّ
بَدْرِیٍّ مُهَاجِرِیٍّ مِنَ الْعَرَبِ سَیِّدِهَا فِی الْوَغَاءِ لَیْثِهَا میں فرزند انکا ہوں جنھوں نے اصلابِ کفار قطع کئے اور عساکر فساق
پراگندہ کر دئے ہیں میں ہوں فرزند اُن کا کہ جو مکی اور مدنی اور بدری اور احدی اور مہاجر اور سردار عرب ہیں اور شیر
جنگ اور حرب ہیں وَارِثُ الْمَشْعَرَیْنِ ذٰلِکَ جَدِّیْ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اَبُو الْحَسَنَیْنِ اور میں ہوں فرزند
اُن کا کہ جو وارث مشعرین ہیں پس وہ موصوف بہ جمیع صفات مذکورہ جد بزرگوار ہیں میرے جناب امیر المومنین علی ابن
ابیطالب باپ حسینؑ کے ثُمَّ قَالَ اَیُّهَا النَّاسُ اَنَا ابْنُ فَاطِمَۃَ الزَّهْرَاءِ اَنَا ابْنُ سَیِّدَۃِ النِّسَاءِ اَنَا ابْنُ
مَسْلُوْبِ الْعِمَامَۃِ وَالرِّدَاءِ اَنَا ابْنُ مَقْطُوْعِ الرَّاْسِ مِنَ الْقَفَا اَنَا ابْنُ مَنْ کَانَ
لَمَّا نَاَحَتَّیٰ مَضَیٰ بعد اُس کے آنحضرتؑ نے فرمایا کہ ایہا الناس میں ہوں فرزند فاطمۂ زہرا دختر جناب محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ کا جن مخدومۂ عالم کو جنابِ احدیت نے سردار کیا تمام عورات عالم کا میں ہوں فرزند اُس امام

مظلوم کا کہ جسے ظالموں نے شہید کیا اور بعد شہادت کے عمامہ سر اقدس سے اور ردا دوش اطہر سے چھین لے گئے
میں ہوں فرزند اُس شہید راہ خدا کا کہ سر مبارک جس کا پس گردن سے قطع کیا میں ہوں فرزند اُس بیکس اور تشنہ لب کا
جسے کئی روز تک شقیائے اُمت نے ایک قطرہ پانی کا نہ دیا اور شدت تشنگی میں مثل گوسفند قربانی ذبح کیا فَلَمْ
يَزَلْ يَقُوْلُ اَنَا اَنَا حَتّٰى ضَجَّ النَّاسُ بِالْبُكَاءِ وَالنَّحِيْبِ وَخَشِيَ يَزِيْدُ (لع)
فَاَمَرَ الْمُؤَذِّنَ بِالْاَذَانِ راوی کہتا ہے کہ جناب سید الساجدین امام الصابرین بکمال فصاحت و بلاغت
تمام جور و ستم کہ جو انپر اور انکے پدر بزرگوار امام حسین علیہ السلام پر ہاتھ سے اعدائے دین کے گذرے تھے متصل
بیان فرما رہے تھے کہ ایکمرتبہ دل تمام سنگدلوں کے پانی ہوئے اور سب حضار مجلس بیتاب ہوکر رونے لگے اور
آواز گریہ و بکا کی ہر طرف سے بلند ہوئی اور یزید ملعون کو خوف اس کا ہوا کہ میں قتل ہوں پس اُس شقی نے بہ سبب
خوف جان کے موذن کو اشارہ کیا کہ جلد اذان کہے تا کہ سب متوجہ طرف ارکان اذان کے ہوں اور جناب سید الساجدین
منبر سے اُتر آئیں فَلَمَّا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ قَالَ الْاِمَامُ لَا شَيْءَ اَكْبَرُ مِنْهُ پس موذن موافق
حکم یزید پلید کے کھڑا ہوا اور اذان کہنا شروع کیا جب کہ کلمہ اللہ اکبر کہا جناب امام زین زین العابدین علیہ السلام نے
فرمایا کہ راست اور درست ہے یہ کلمہ حقہ کہ کوئی شے مخلوقات سے اُسکی اُس سے بزرگ تر نہیں ہے بلکہ وہی ہر شے
بزرگ ہے سب صفات کمالیہ الٰہیہ میں فَلَمَّا قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ الْاِمَامُ شَهِدَ بِهَا
شَعْرِيْ وَلَحْمِيْ وَدَمِيْ پس جب کہ موذن نے کلمہ اشہد ان لا الہ الا اللہ کہا حضرت نے فرمایا کہ گواہی دیتے ہیں تمام
موہائے بدن میرے اور گوشت اور پوست اور استخواں میرے اور خون میرا کوئی معبود بحق اور خداوند برحق
نہیں ہے سوائے اُس معبود بحق کے کہ جو رب ہے تمام عالم کا فَلَمَّا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ اِلْتَفَتَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ مِنْ فَوْقِ الْمِنْبَرِ اِلٰى يَزِيْدَ وَقَالَ لَهٗ يَا يَزِيْدُ اَمُحَمَّدٌ هٰذَا
جَدِّيْ اَمْ جَدُّكَ پس جب کہ موذن نے کلمہ اشہد ان محمد الرسول صلی اللہ علیہ و آلہ کہا اسوقت جناب امام
سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام نے بالائے منبر سے آواز دی کہ اے یزید یہ جناب محمد مصطفےٰ کہ جن کا اسم
اقدس و اعلیٰ جناب مؤذن نے داخل اذان کیا ہے آیا یہ حضرت تیرے جد ہیں یا میرے جد امجد رسول مختار عالی
وقار ہیں فَاِنْ زَعَمْتَ اَنَّهٗ جَدُّكَ فَقَدْ كَذَبْتَ وَكَفَرْتَ وَاِنْ زَعَمْتَ اَنَّهٗ جَدِّيْ فَلِمَ قَتَلْتَ

عِتْرَتَہٗ وَسَبَیْتَ ذُرِّیَّتَہٗ پس اے ملعون اگر یہ کہے تو کہ وہ حضرت تیرے جد ہیں تو بیشبہ اللہ نے تجھکو کاذب اور دروغ گو ہے اور مخفی کیا تونے امر حق کو اور اگر کہے تو کہ وہ جناب میرے جد امجد ہیں تو کیسے دین ہے تو کہہ تو نے انکی اولاد امجاد پر انواع اور اقسام کے ظلم و ستم کئے اور انہیں قتل کیا اور ان کے اہلبیت کو مقید کرکے تمام بلاد اور امصار میں پھرایا منقول ہے کہ یہ سنکر وہ ملعون نہایت ہی نادم اور شرمندہ ہوا اور کچھ جواب نہ دے سکا اور آنحضرت کو مع اہلبیت اطہار کے قید خانہ میں بھیجا اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس ترپنؔ مشتمل ہے پہنچنے پر خبر شہادت امام حسینؑ کے مدینہ میں

قَالَ الصَّادِقُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ الْبُکَاءَ عَلَی الْحُسَیْنِ یَحُطُّ الذُّنُوْبَ الْعِظَامَ فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ گریہ و بکا کرنا مصیبت پر امام حسین علیہ السلام کی گناہان کبیرہ کو محو کرتا ہے ٥ یَا عَیْنُ اِبْکِیْ لِلْحُسَیْنِ وَاَھْلِہٖ ؛ بِکَاءً اِذَا مَا قَلَّ مِنْکِ الْمَدْمَعُ پس اے چشم گریاں ہو بخون مصیبت پر امام حسینؑ بیکس و مظلوم کی اور مصائب پر انکے عیال و اطفال کی کہ وہ پردگیان عصمت و طہارت سر عریاں با حال پریشان صحرا اور بیابان میں مقید اور سرگردان پھرائی جاتی ہیں اور کوئی ایسا نہ تھا کہ ان بیکسوں پر رحم کرتا ٥ اِبْکِیْ عَلَی السَّجَّادِ وَھُوَ مُقَیَّدٌ ؛ بِالْقَیْدِ مَکْتُوْفُ الْیَدَیْنِ مُکَمَّعٌ اے چشم گریاں ہو حال پر ملال پر جناب سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام کی کہ وہ حضرت شدت مرض میں مقید بطوق و زنجیر سامنے یزید پلید کے کھڑے تھے اور وہ ملعون بدکردار اس امام ابرار کو بایں حال زار ذلیل و خوار دیکھکر نہایت ہی شاد اور مسرور تھا رُوِیَ اَنَّہٗ لَمَّا اُدْخِلَ رَاْسُ الْحُسَیْنِ فِیْ مَجْلِسِ یَزِیْدَ مَعَ اَھْلِہٖ وَحَرَمِہٖ سُرَّ بِذٰلِکَ وَکَتَبَ بِقَتْلِہٖ اِلٰی مَوَالِیْہِ فِی الْاَقْطَارِ لِیُسِرَّ بِذٰلِکَ اَھْلُ الْبِلَادِ وَالْاَمْصَارِ کتب میں منقول ہے کہ جناب سید الشہدا خاتم آل عبا مظلوم کوفیان پر دغا کے شہید ہو چکے اور سر اقدس آنحضرت کا مع جناب سید الساجدین اور اہلبیت طاہرین کے سامنے یزید پلید کے رکھا گیا پس وہ سر اقدس و اطہر کو زیر تخت اپنے رکھا دیکھکر نہایت ہی مسرور ہوا اور اسی وقت منشیان دفتر کو اپنے سامنے طلب کرکے بہت مکتوب متضمن بایں مضمون لکھوا کر بنام حکام بلاد عراق و شام روانہ کئے کہ جائے شکر اور محل سرور ہے کہ ہم نے بکمال جد و جہد حسین فرزند رسول الثقلین پر فتح پائی اور انہیں مع اعوان و انصار اور اقربا و مددگار کے قتل کیا اور اہل حرم ان کے مقید اور گرفتار ہوکر ہمارے سامنے حاضر ہوئے اور سر اطہر فرزند خیر البشرؐ کا ہمارے زیر تخت رکھا ہے پس ہر ایک کو عمال بد اعمال سے

لازم ہے کہ پہنچتے ہی اس فتحنامہ کے اس خبر فرحت اثر کو جابجا شائع اور منتشر کریں تاکہ خیرخواہان آل ابوسفیان مسرور و شادمان اور
شیعیان علی بن ابی طالب مغموم اور گریاں ہوں ثُمَّ الْتَفَتَ اِلٰی عَبْدِ الْمَلِکِ السَّلَمِیِّ وَقَالَ لَہٗ خُذْ کِتَابِیْ
هٰذَا وَانْطَلِقْ حَتّٰی تَاْتِیَ اِلٰی عَمْرِو بْنِ سَعِیْدٍ بِالْمَدِیْنَةِ بعد اسکے وہ ملعون طرف عبدالملک سلمی کے متوجہ ہوا اور کہا اس نے
یہ فتحنامہ میرا بکمال سرعت اور تعجیل عمرو بن سعید پاس کہ وہ حاکم مدینہ ہے لیجا تاکہ وہ اس خوشخبری سے خوش اور مسرور ہو۔
قَالَ عَبْدُ الْمَلِکِ فَاَخَذْتُ الْکِتَابَةَ وَرَکِبْتُ رَاحِلَتِیْ وَسِرْتُ نَحْوَ الْمَدِیْنَةِ فَلَقِیَنِیْ رَجُلٌ مِنْ
مِنْ قُرَیْشٍ وَقَالَ لِیْ یَا هٰذَا مَا الْخَبَرُ قُلْتُ لَہٗ وَالْخَبَرُ عِنْدَ الْاَمِیْرِ تَسْمَعُہٗ اور
عبدالملک کہتا ہے کہ میں وہ نامہ یزید کا لیکر طرف مدینہ کے راہی ہوا اثنائے راہ میں ایک مرد قرشی سے ملاقات ہوئی اس نے مجھے طرف مدینہ
کے جاتا دیکھکر پوچھا کہ اے ناقہ سوار آیا تجھے کچھ خبر معلوم ہے کہ حسین فرزند رسول خدا اور کوفیان پر دغا میں کہ باہم جنگ تھی انجام
اس کا کیا ہوا میں نے اسے جواب دیا کہ اے شخص میں نامہ بر ہوں امیر شام کا اور واسطے سنانے اسی خبر کے حاکم مدینہ پاس جاتا ہوں
اگر تجھے دریافت کرنا اس خبر کا منظور ہے تو میرے ہمراہ حاکم مدینہ کے پاس چل وہاں تجھے معلوم ہو جائے گا کہ کون اس سے فتحیاب
ہوا فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِکَ مِنِّیْ بَکٰی بُکَاءً شَدِیْدًا وَاسْتَرْجَعَ وَقَالَ وَا اَسَفَاہُ لَقَدْ قُتِلَ سَیِّدُنَا
وَشَیْخُنَا الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ عبدالملک ناقل ہے کہ جب اس مرد قرشی نے مجھ سے یہ سنا سنتے ہی اسکے بہت رویا اور کہا کہ
انا للہ وانا الیہ راجعون اے شخص حاجت حاکم مدینہ پاس جانے کی کیا ہے معلوم ہوا کہ رئیس قریش اور سردار کونین فرزند رسول
سبط رسول ثقلین امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے اور ہم سب یتیم اور بے سرپرست کے ہو گئے قَالَ فَتَرَکْتُہٗ بَاکِیًا
وَسِرْتُ اِلَی الْمَدِیْنَةِ وَدَخَلْتُ عَلٰی عُمَرَ بْنِ سَعِیْدٍ وَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ فَقَالَ لِیْ مَا
وَرَاءَکَ قُلْتُ مَا یَسُرُّ الْاَمِیْرَ عبدالملک کہتا ہے کہ میں اسے روتے چھوڑ کر طرف مدینہ کے راہی ہوا اور بعد طے مراحل اور قطع
منازل کے مدینہ منورہ میں پہنچکر سامنے عمرو بن سعید حاکم مدینہ کے گیا اور سلام کیا اس نے سلام جواب دیکر پوچھا کہ بیان کر کیا خبر
لایا ہے تو میں نے کہا کہ میں وہ خبر لایا ہوں کہ جس سے دل تیرا خوش اور مسرور ہو جائے ثُمَّ اَعْطَیْتُہٗ کِتَابَةَ
یَزِیْدَ فَقَرَاَهَا وَسُرَّ بِذٰلِکَ فَقَالَ لِیْ اُخْرُجْ وَنَادِ بِقَتْلِ الْحُسَیْنِ فِیْ شَوَارِعِ الْمَدِیْنَةِ لِتَسْتَبْشِرَ بِہٖ
بَنُوْ اُمَیَّةَ ... پھر میں نے نامہ یزید پلید کا اس ملعون کو دیا اس نے وہ نامہ پڑھا اور بہت بشاش
ہوا پھر مجھسے کہا کہ جا ... ہائے مدینہ میں با آواز بلند ہر شخص کو یہ خبر سنا تاکہ اس خبر کو سنکر بنی امیہ خوش اور مسرور ہوں

اور دوستداران خاندان رسالت ص اور بنی ہاشم محزون مغموم ہوں قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ فَخَرَجْتُ وَنَادَيْتُ
فِي الْمَدِيْنَةِ فِي السِّكَكِ وَالْأَسْوَاقِ اِنَّ الْحُسَيْنَ اِمَامَ الْاٰفَاقِ قُتِلَ فِي طَفِّ كَرْبَلَا
فِي الشِّدَّةِ الظَّمَاءِ عبدالملک کہتا ہے کہ میں نے موافق حکم حاکم مدینہ کے ہر گلی اور کوچہ ہائے مدینہ میں آواز بلند یہ کہنا شروع
کیا کہ اے اہل مدینہ یزید بن معاویہ نے حسینؑ نور چشم رسول ثقلین ص پر فتح پائی اور حسینؑ کو زمین کربلا پر شدت تشنگی میں قتل کیا
ـہ قَتَلُوا الْحُسَيْنَ بِكَرْبَلَاءِ وَشَهَّرُوا حَرَمَ النَّبِيِّ فِي سَائِرِ الْبُلْدَانِ ؛ سَلَبُوا عِمَامَتَهُ وَنَزَعُوا
قَمِيْصَهُ ؛ وَالرَّاْسُ مِنْهُ فَوْقَ حَدِّ سِنَانٍ آگاہ ہو کہ اے اہل مدینہ کہ ملازمان یزید پلید نے بہ حکم اُس پلید کے حسینؑ کو مثل گوسفند
کربلا میں قتل کیا اور عمامہ اور ردا انکی بدن اطہر سے اتار لی اور لاش اقدس کو عریاں غلطاں بخاک و خوں بے دفن و کفن چھوڑ
کر چلے آئے اور سر انور اُن کا نوک نیزہ پر رکھ کر مع اُن کے اہل حرم کے ہر شہر و دیار اور کوچہ و بازار میں تشہیر کیا قَالَ فَلَمَّا دَخَلْتُ
مَحَلَّةَ بَنِيْ هَاشِمٍ وَنَادَيْتُ اَلَا قُتِلَ الْحُسَيْنُ بِكَرْبَلَا سَمِعْتُ وَاعِيَةَ بَنِيْ هَاشِمٍ مِنْ دُوْرِهِمْ
وَاللّٰهِ مَا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ عبدالملک کہتا ہے کہ جب میں محلہ بنی ہاشم میں پہنچا اور میں نے باآواز بلند یہ کہا کہ اے اہل مدینہ قتل
ہو گئے امام حسینؑ صحرائے کربلا میں اور تمام عزیز اور اقربا اور اصحاب با وفا اُنکے ساتھ اُنکے صحرائے کربلا میں شہید ہوئے قسم بخدائے
عز و جل بمجرد سنتے ہی اس آواز ہلاکت طراز کے ہر گھر سے اس کرب سے رونے کی آواز آتی تھی کہ میں نے اب تک کسی شخص کو اس کرب
قلق سے روتے نہ سنا تھا وَهُمْ يَنُوْحُوْنَ وَاحُسَيْنَاهُ وَاسَيِّدَاهُ وَاقُرَّةَ عَيْنِ الرَّسُوْلِ وَاَعِزَّةَ فُؤَادِ
الْبَتُوْلِ قَتَلُوْكَ وَمِنْ شُرْبِ الْمَاءِ مَنَعُوْكَ ہر گھر سے یہ آواز نوحہ کی آتی تھی کہ ہائے حسینؑ سردار کرمن ہائے حسینؑ نور چشم
رسول ثقلین ص ہائے حسینؑ دلبند علیؑ مرتضٰے ہائے حسینؑ جگر گوشہ فاطمہؑ زہرا افسوس صد افسوس کہ تمہیں اشقیائے اُمت نے تشنہ
لب قتل کیا اور بے جرم و گناہ آپ کو مثل گوسفند قربانی ذبح کیا وَبَعْضُهُمْ يَقُوْلُ يَا بُنَيَّ يَعِزُّ عَلَيَّ اَنْ اَسْمَعَ النَّاعِيَ
بِقَتْلِكَ وَاَنَا حَيٌّ اور کسی بی بی کی یہ آواز آتی تھی کہ اے حسینؑ فرزند میرے مقام حسرت اور افسوس ہے کہ تجھ سے بارہ
جگر نور نظر کے مرنے کی خبر سننے کیلئے آج تک میں زندہ رہی اور قبل اسکے نہ مر گئی فَبَيْنَا كَذٰلِكَ اِذَا خَرَجَتْ اُمُّ
لُقْمَانَ بِنْتُ عَقِيْلِ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ حَاسِرَةَ الرَّاْسِ حَافِيَةَ الْاَقْدَامِ وَمَعَهَا اُمُّ هَانِيْ وَاَسْمَاءُ وَ
رَمْلَةُ وَاُمُّ الْبَنِيْنَ وَزَيْنَبُ عَلٰى بَاكِيَاتٍ نَائِحَاتٍ سَائِلَاتٍ محلہ بنی ہاشم میں قیامت آ رہی تھی کہ ناگاہ دیکھا
میں نے کہ ایک گھر سے ایک بی بی روتی پیٹتی باہر نکلی اور پیچھے پیچھے اُن کے اور بہت سی مستورات مخدرات باحالِ

پریشان کہ عصمت اور عفت اُن سب کی شان سے نمایاں تھی یا دیدہ گویاں واحسینا گویاں سر عریاں یا موئے پریشان
پردے سے باہر نکلیں پس اُس وقت میں نے یہ حال تباہ اُن کا دیکھ کر لوگوں سے پوچھا کہ یہ بی بی با عظمت و جلالت کہ جو سب سے
آگے پیٹتی جاتی ہے اور یہ سب بی بیاں پیچھے اُنکے باحال تباہ اور پریشان گریاں و نالاں ہیں کون ہیں اہل محلہ نے
کہا کہ اے شخص آنکھیں اپنی بند کر اور نگاہ اپنی بلند نہ کر کہ یہ وہ سب مخدومات و معظمات ہیں کہ جن کی کنیزوں کو بھی ڈیوڑھی
تک آنا ننگ و عار تھا لیکن افسوس صد افسوس کہ آج مرنے نے حسینؑ کے ان پردگیان عصمت و طہارت کو بیتاب
کر گھروں سے باہر نکالا وہ بی بی معظمہ آگے سب کے مخدومۂ زماں جناب ام لقمان دختر عقیل بن ابی طالبؑ ہیں اور
یہ سب پیچھے اُنکے پیٹتی جاتی ہیں یہ سب بہنیں اُنکی جناب اُم ہانی اور اسما اور رملہ اور زینب ہیں اور یہ بی بی معظمہ
حضرت اُم البنینؑ مادر عباسؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں فَاَتَیْنَا اِلٰی مَرْقَدِ الرَّسُوْلِ بَاکِیَاتٍ وَاَحْدَقْنَ
حَوْلَ قَبْرِہٖ نَائِحَاتٍ سَالِبَاتٍ وَنَادَیْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ نَحْنُ نَاعِیَاتٌ بِقَتْلِ فَرْخِکَ وَابْنِ فَرْخِکَ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قُتِلَ فَتَاکَ وَاسْتُبِیْحَ اَھْلُکَ وَحِمَاکَ پس دختران عقیل اسی طرح روتی ہوئیں مرقد مطہر جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ پر پہنچیں اور گرد قبر مطہر جناب سید البشرؐ کے حلقہ کر کے منھ اپنے پیٹنے لگیں اور یہ کہتی جاتی
تھیں کہ یا رسول الثقلینؐ فرزند آپ کا حسینؑ نور چشم فاطمۂ زہرا زمین کربلا پر مثل گوسفند تشنہ لب قتل ہوا اور بیٹیاں آپ کی
مثل بندیان ترک و روم کے مقید ہو کر سر بازار سر برہنہ پھرائی گئیں یا رسول اللہ ہم بے وارث و سردار اور بے حامی و مددگار
بعد آپکے ذلیل و خوار ہو گئیں ہم اس لئے روتی پیٹتیں حضرت تک آئی ہیں تاکہ آپ کو خبر مرگ آپ کے نوجوان ذیشان حسینؑ
کی سنائیں اور آپ سے شکایت اپنی مصیبت کی کریں فَانْزَعَجَ بِہٖ مَرْقَدُ الرَّسُوْلِ وَبَکٰی بِقَلْبِہِ الْمَھُوْلِ وَاَمَّا
اُمُّ الْبَنِیْنَ اُمُّ عَبَّاسٍ زَوْجَۃُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ تَبْکِیْ بِقَلْبٍ کَئِیْبٍ وَتَدْمَعُ بِدَمْعٍ سَکِیْبٍ وَتُنَادِیْ
وَا حُسَیْنَاہُ وَا اِبْنَاہُ وَخَرَّتْ مَغْشِیَّۃً عَلَی الْاَرْضِ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب دختران عقیل بن ابی طالبؑ نے خبر قتل
امام حسین علیہ السلام جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کو سنائی سنتے ہی اس خبر کے قبر مطہر جناب خیر البشر کی کانپنے لگی اور جناب
رسولخداؐ اس مصیبت عظیم میں با دل محزون اور جگر مغموم بہت روئے اور بسبب شور گریہ و بکا اُن مخدرات عقیلیہ اور
ہاشمیہ کی روضۂ رسولخداؐ میں قیامت برپا تھی راوی کہتا ہے واللہ نہیں بھولتا مجھے رونا اور پیٹنا جناب اُم البنینؑ مادر جناب عباسؑ
بن امیر المومنینؑ کا کہ وہ معظمہ اس کرب و قلق سے بین کرتی تھیں اور روتی تھیں کہ در و دیوار سے آواز رونے کی آتی تھی اور وہ

معظمہ یہ نوحہ کرتی ہیں کہ ہائے حسین فرزند میرے ہائے حسین دلبند میرے افسوس صد افسوس کہ تم تشنہ لب شہید ہوئے اور میں سخت جان اس پیرانہ سالی میں تمہارے مرنے کی خبر سننے کو زندہ رہی کاش مجھے قبل اس کے موت آتی کہ یہ خبر ہلاکت اثر نہ سنتی پس وہ خاتون معظمہ اسقدر روئیں اور پیٹیں کہ غش کھا کر زمین پر گر پڑیں حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب تک جناب ام البنین زندہ رہیں ہمیشہ صبح سے اٹھ کر قبرستان بقیع میں تشریف لیجاتی ہیں اور موہنہ پر طمانچے مارتی اور گریہ کیکر روتی ہیں واحسیناہ واعباساہ واجعفراہ تم سب قتل ہو گئے اور مجھے رونے کو چھوڑ گئے اور وہ بی بی ضعیفہ ہمیشہ اس کرب سے روتی ہیں اور تڑپتی ہیں کہ تمام اہل مدینہ بین سننے کو اُن مخدومہ کے جاتے تھے یہاں تک کہ مروان علیہ اللعن باوصف عداوت خاندان رسالت کے قبرستان بقیع میں جا کر بین حضرت ام البنین کے سنتا تھا اور روتا تھا منقول ہے کہ جب تک وہ سب عورات مخدرات بقید حیات رہیں جب تک کسی بی بی نے عداوت بنی امیہ سے نہ سر میں تیل ڈالا اور نہ کسی نے کنگھی کی اور نہ کسی نے آنکھوں میں سرمہ ڈالا یہاں تک کہ اسی ماتم میں دنیا سے رحلت کی اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَىَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُوْنَ

مجلس چون ۵۴ مشتمل ہے انتقال پر دختر امام حسینؑ کے قید خانہ میں

يَا عَيْنُ اِبْكِىْ لِلْحُسَيْنِ وَمَا جَرٰى ❊ عَلَيْهِ وَمَا اُجْرِتْ عَلَيْهِ الْخَذَالِمُ ❊ لِاَىِّ مُصَابٍ اَمْ لِاَىِّ رَزِيَّةٍ ❊ تُصَابُ بِهَا دُوْنَ الْحُسَيْنِ مَدَامِعُ اے چشم گریاں ہو مصیبت پر امام حسین علیہ السلام کی اور یاد کر وہ مصائب کہ جو آنحضرت پر ہاتھ سے اُمت جفا کار اور قوم مکار کے گذری ہیں پس اے چشم اگر مصائب امام حسین فرزند رسول ثقلین پر تجھ سے آنسو نہ جاری ہوئے تو پھر وہ کونسی مصیبت ہے کہ جس پر تو گریاں ہو گی اور اشک بہائے گی ❊ فَكُلُّ مُصَابٍ دُوْنَ رُزْءِ ابْنِ فَاطِمٍ ❊ حَقِيْرٌ وَرُزْءُ السِّبْطِ وَاللّٰهِ فَادِحٌ ❊ اے چشم خوب رو تو مصائب پر امام حسینؑ مظلوم کی اس لئے ہر چند انبیائے سلف اور اوصیائے ماسبق ابتدائے آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام سے تا حضرت عیسیٰ علیہ السلام انواع اور اقسام کے مصائب وآلام میں مبتلا ہوئے لیکن قسم بخدائے عزوجل کہ مصائب اُن سب کے سامنے مصیبت فرزند محمد مصطفیٰ اور دلبند فاطمہ زہرا کے پست اور حقیر ہیں فَابْكِىْ عَلٰى مُصَابِ سِبْطِ الرَّسُوْلِ وَبِنْتِ فَاطِمَةَ الْبَتُوْلِ بس اے چشم لازم ہے تجھے گریاں بجوں ہو مصیبت پر اس امام بیکس مظلوم کی خاصۂ مصائب دختران فاطمہ زہرا اور ذریت

رسولخدا م پر ہوں اَصْبَحْنَ فِي الْمَنَازِلِ وَالْقِفَارِ مُكَشَّفَاتِ الْوُجُوهِ بَيْنَ الْعَبِيدِ وَالْأَحْرَارِ
ثُمَّ حُبِسْنَ فِي بَيْتٍ وَمِيمٍ فِي الشَّامِ بِحَيْثُ لَيْلُهُمْ مِنْ حَرٍّ وَلَا قُرٍّ حَتَّى تَقَشَّرَتْ وُجُوهُهُنَّ مقام تأسف ہے
کہ وہ پردگیان عصمت وطہارت کہ جنکے دروازے پر فرشتہائے مقرب طالب اذن ہوتے تھے اور بے اجازت کسی کو اُن
میں سے جرأت اسکی نہ تھی کہ اُن کے گھر میں داخل ہوں ایکدن وہ تہا کہ وہ سب مستورات مخدرات سر برہنہ
بے مقنعہ وچادر دربدر پھرائی جاتی تھیں کبھی اشقیائے امت جفاکار مثل ہندیان ترک در روم کے طرف صحرا کے کشاں کشاں لئے
پھرتے تھے اور کسی بستی اور شہر میں واسطے نظارہ تماشائیوں کے بلداروں میں تشہیر کرتے تھے اور یہ ذلت وخواری بھی
اُن بیکسوں کی ان بیحیاؤں کو کافی نہوئی بلکہ اُن بیرحموں نے دختران فاطمہ زہرا کو شہر دمشق میں ایسے گھر میں مقید کیا کہ جو
نہایت ہی بوسیدہ اور خراب تہا حدیث میں وارد ہوا ہے کہ بسبب شدت ذکی دہوپ کے اور رات کی شبنم کے ان سب
غزالان حرم اور اُن مخدومات عرب اور عجم کو یہ اذیت پہنچی تھی کہ پوست چہرہ ہائے نورانیہ کے اڑ گئے تھے نوبت بگوشت
اور اُستخوان پہنچی تھی فِي الْأَنْوَارِ النُّعْمَانِيَّةِ عَنْ مِنْهَالٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ سَيِّدَ السَّاجِدِينَ زَيْنَ
الْعَابِدِينَ فِي دِمَشْقَ أَنَّهُ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَصَاهُ وَرِجْلَاهُ كَأَنَّهُمَا قَصَبَتَانِ وَالدَّمُ يَسِيلُ عَنْ سَاقَيْهِ
وَالصُّفْرَةُ قَدِ ازْدَادَتْ عَلَيْهِ انوار نعمانیہ میں منہال سے منقول ہے اُسنے کہا میں شہر دمشق میں جناب
زین العابدین کو دیکہا اس حالت سے کہ وہ حضرت باجسم نحیف وزار ایک عصا پر تکیہ کئے کہڑے ہیں جب نگاہ میری
طرف قدم مبارک کے پڑی دیکہا میں نے کہ پاہائے اقدس مانند چوب خشک ہو رہی ہیں اور ہر ساق پائے مبارک سے بھی
مثل خون جاری ہے اور چہرہ نورانی مثل زعفران کے زرد ہے فَخَنَقَتْنِي الْعَبْرَةُ فَقُلْتُ لَهُ كَيْفَ أَصْبَحْتَ
يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ فَبَكَى وَقَالَ لِي كَيْفَ حَالُ مَنْ أَصْبَحَ أَسِيرًا لِيَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ میں یہ دیکھ کر میں اس قدر
رویا کہ بسبب شدت گریہ کے حلق میں گرہ پڑ گئی پس میں نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ کیسا ہے مزاج مبارک حضرت کا اور
کیا حال ہے آپ کا یہ سنکر وہ حضرت بہت روئے اور فرمایا کہ اے منہال کیا حال پوچہتا ہے اُس شخص کا کہ جو قیدی اور اسیر
ہو یزید بن معاویہ کا اِنَّ اُمَّهَاتِهِ وَأَخَوَاتِهِ مَا أَشْبَعْنَ بُطُونَهُنَّ وَلَا كَسَيْنَ رُؤُوسَهُنَّ إِلَى الْآنَ وَهُنَّ
نَائِحَاتٌ بَاكِيَاتٌ [illegible] اور اے منہال کیا مزاج پوچہتا ہے تو اُس مجبور ومظلوم کا کہ جس کی ماں اور بہنیں ابتک
مقید بہ قید ستم اعدا [illegible] ہوں اور آجتک اُن بیکسوں کو کسی نے اسقدر کھانا نہ دیا ہو کہ جس سے کف جوع اُن کا ہو

اور نہ کسی نے ان پردگیان عصمت و طہارت کو کوئی مقنعہ اور چادر دی کہ جس سے سر اپنے نامحرموں سے چھپائیں اور دن
اور رات انہیں رونے اور پیٹنے میں گذرتا ہو یا منہال اَمسَتِ العَرَبُ تَفتَخِرُ عَلَی العَجَمِ بِاَنَّ مُحَمَّداً مِنهُم
وَ اَمسَینَا اَهلَ البَیتِ مَغصُوبِینَ مَقتُولِینَ مُشَرَّدِینَ اے منہال عرب فخر کرتے ہیں عجم پر کہ ہم بہتر اور افضل
ہیں عجم سے اسلئے کہ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ ہم میں سے ہیں اور قریش فخر و مباہات کرتے ہیں تمام عرب پر کہ جناب محمد
ہم میں سے ہیں پھر کیف ہم اہلبیت رسول خدا کی تعظیم تمام عرب و عجم پر واجب ہے لیکن افسوس صد افسوس کہ اس امت جفا
کار نے حقوق ہمارے غصب کئے اور اولاد رسول مختار کو قتل کیا اور ذریت کو اپنے نبی کی مثل بندیان ترک و روم کے مقید
اور اسیر کرکے بکمال ذلت اور رسوائی در بدر پھرایا مَا یَدعُونَ یَزِیدُ اِلَیهِم مَرَّةً اِلَّا وَ نَظُنُّ القَتلَ اِنَّا لِلّٰهِ
وَ اِنَّا اِلَیهِ رَاجِعُونَ قُلتُ لَهُ یَا سَیِّدِی وَ اِلیٰ اَینَ تُرِیدُ اے منہال یزید وہ ظالم بے رحم ہے کہ جب وہ ملعون ہمیں
اپنے سامنے طلب کرتا ہے تو ہمیں اسوقت گمان اسکا ہوتا ہے کہ وہ ملعون ہمیں کیا تکلیف دے گا - انا للہ و انا الیہ
راجعون منہال کہتے ہیں کہ میں نے یہ حکایت پر درد و الم اس امام اکرم سے سنکر عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
اسوقت کہاں تشریف لیجانے کا قصد ہے قَالَ لِی یَا مِنهَالُ المَحبَسُ الَّذِی نَحنُ فِیهِ لَیسَ لَهُ سَقفٌ
وَ الشَّمسُ تَصهَرُنَا بِهِ وَ لَا نَرَی فِیهِ الهَوَاءَ فَاَخرُجُ مِنهُ لِضَعفِ بَدَنِی سُوَیعَةً فَاَرجِعُ
خَشیَةً عَلَی النِّسَاءِ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے منہال سوا اس قیدخانہ کے کہ جسمیں میں مع الحرم کے مقید ہوں اور
کہاں جا سکتا ہوں لیکن یہ قیدخانہ عجیب جائے اذیت اور تکلیف ہے کہ بسبب نہ ہونے سایہ سقف کے اس شدت گرما
میں ہم سب عورات اور اطفال دھوپ میں جلتے ہیں اور وہ اسقدر جگہ تنگ ہے کہ کسی طرف سے ہوا بھی ہم تک نہیں آتی
ہے کہ جس کے سبب سے فی الجملہ شدت حرارت میں تخفیف ہو از بسکہ میں بیمار اور ناتوان اور نہایت ہی ضعیف ہوں اسلئے
گھبرا کر تھوڑی دیر کے لئے باہر نکل آتا ہوں تاکہ کچھ راحت ملے لیکن یہاں آکر یہ خیال آتا ہے کہ حال سب عورات اور اطفال
کا بسبب تکالیف بیحد اور مصائب لاتعداد کی نہایت ہی متغیر تھا فقط میرے وہاں ہونے سے سب کو تسکین تھی ایسا نہ
ہو کہ میرے چلے آنے سے کوئی گھبرا کر مر جائے بس اس خوف سے پھر اسی مجلس تنگ و تاریک میں چلا جاتا ہوں قَالَ مِنهَالٌ
بَینَا اَنَا کَذٰلِكَ قَد سَمِعتُ صَوتَ کَرِیمَةٍ تُنَادِی یَا قُرَّةَ عَینِی یَا ثَمَرَةَ فُؤَادِی یَا عَلِیُّ اَینَ اَنتَ
فَتَرَکَنِی وَ رَجَعَ اِلَی المَحبَسِ مُبَاکِیاً منہال کہتے ہیں کہ ابھی وہ حضرت مجھ سے یہ فرما رہے تھے کہ

یکایک ایک معظمہ کی آواز قیدخانہ سے آئی کہ وہ مخدومہ بکمال اضطراب بیتاب ہوکر یہ چلاتی ہیں کہ اے نورنظر اے پارۂ جگر یا علیؑ تم کہاں ہو کہ تمہاری اتنی بھی مفارقت اس ضعیفہ ناتواں دراز کو ناگوار ہے جلد اپنے تئیں مجھ تک پہنچاؤ ایسا نہو کہ مجھے نہ پاؤ پس یہ سنتے ہی جناب سیدالساجدین بیتاب ہوکر اُسی وقت اُس محبس میں روتے ہوئے تشریف لے گئے فَعَرَفْتُ اَنَّھَا کَانَتْ زَیْنَبَ بِنْتَ اَمِیْرِالْمُؤْمِنِیْنَ وَفِی الْمُنْتَخَبِ وَغَیْرِہٖ اَنَّہٗ کَانَتْ لِمَوْلٰنَا الْحُسَیْنِ بِنْتٌ صَغِیْرَۃٌ فِیْ ذٰلِکَ الْمَحْبَسِ وَھُوَ یُحِبُّھَا حُبًّا شَدِیْدًا منہال کہتے ہیں کہ میں متحیر تھا کہ یہ مخدومہ کون ہے کہ جسے ایکدم بھی جدائی امام زین العابدین علیہ السلام کی ناگوار ہے معلوم کیا میں نے کہ وہ خاتون معظمہ جناب زینبؑ دختر امیرالمومنین علیہ السلام تھیں اور کتاب منتخب وغیرہ کتب احادیث میں منقول ہے کہ اُسی قیدخانہ میں ایک شاہزادی کم سن دختر امام حسین علیہ السلام بھی مقید تھی اور حضرت اُس صاحبزادی کو بہت دوست رکھتے تھے اور وہ دختر یتیم اپنے باپ سے بہت مانوس تھی وَمِنَ الْیَوْمِ الَّذِیْ قُتِلَ اَبُوْھَا تَبْکِیْ لِفِرَاقِ اَبِیْھَا وَتَضْطَرِبُ وَلَا تَتَسَلّٰی بِشَیْءٍ اور جس روز سے کہ پدر بزرگوار اُس دختر آفت رسیدہ کے جناب امام حسین علیہ السلام معرکہ کربلا میں قتل ہوئے تھے اُسی روز سے وہ بچی یتیم اپنے باپ کو یاد کرتی تھی اور روتی تھی اور مفارقت میں اُن حضرت کی مثل ماہی بے آب تڑپتی تھی اور کسی طرح اُس شیفتہ دیدار پدر کو تسکین نہوتی تھی اور ہرگز رونا اور چلانا اس کا موقوف نہوتا تھا ؂ فَلَنْ لَھَا یَاتِیْ فَنَصِیْبَ تٍ ؛ ثُمَّ اَخْبَرَتْ مِنْ بَعْدِ ثَانِیْ مَرَّۃٍ ؛ مَازَالَ ھٰذَا دَابُھُمْ مَعَھَا اِلٰی ؛ اَنِ الْعَبْرَۃُ لَیْلَۃً فِیْ ھَجْعَۃٍ پس جب کہ وہ شاہزادی تڑپ کر اپنے باپ کو پکارتی تھی اور روتی تھی تو ماں اور پھوپھیاں اُس مظلومہ کی واسطے تسکین کے کہتی تھیں کہ اب رو رو کر اپنے تئیں ہلاک نہ کر انشاءاللہ کل باپ تیرے حسینؑ سفر سے ضرور تشریف لائیں گے اور تجھے گود میں لیں گے اور پیار کریں گے پس اس وعدہ کو سُنکر وہ صاحبزادی کچھ چپ ہو جاتی تھی لیکن بعد تھوڑی دیر کے جب کہ محبت پدری جوش میں آتی تھی تو پھر اُسی طرح ہائے بابا ہائے بابا کہتی تھی اور پیٹتی تھی اور ہمیشہ از صبح تا شام اور از شام تا صبح اُس دختر ناکام کا یہی حال تھا کہ ناگاہ ایک شب روتے روتے اُس معصومہ کو نیند آگئی اور تھوڑی دیر کو آنکھ جھپک گئی ؂ فَتَنَبَّھَتْ وَلَمْ تَنْتَھِ مِنَ الْبُکَاءِ ؛ تَدْعُوْ لِعَمَّتِھَا الزَّکِیَّۃِ عَمَّتِیْ ؛ فَتَصَارَخَتْ فِیْ وَجْھِھَا عَمَّاتُھَا ؛ فَعَلٰی یَزِیْدُ صَاخَ تِلْکَ النِّسْوَۃِ پس بعد تھوڑی دیر کے وہ بچی یتیم خواب سے بیدار ہوئی اور مانند مرغ نیم بسمل کے زمین پر تڑپنے لگی اور چلائی کہ اے اماں جان اے پھوپھی جان ابھی باپ میرے بعد مدت کے سفر سے آئے تھے بلکہ مجھے

گود میں لیا اور بہت پیار کیا لیکن پھر مجھ سے چھپ کر کہیں تشریف لے گئے پس میں اپنے باپ کو تم سے لونگی ورنہ جان اپنی دونگی جب کہ یہ حکایت پر درد و بکا اور یہ واقعہ جانگزا سب اہل حرم نے سنا سب کی نظر دیں تصویر امام حسین کی پھر گئی اور سب کو یقین اسکا ہو گیا کہ حضرت اس قیدخانہ میں واسطے تسکین اپنی دختر یتیم کے ضرور تشریف لائے تھے پس کسی کو یارائے ضبط نہ رہا سب بی بیاں اور بچے اسقدر روئے اور پیٹے کہ قیدخانہ میں قیامت برپا ہوئی اور اس قدر شور رونے اور پیٹنے اہلبیت اطہار کا بلند ہوا کہ یزید ملعون سوتے سوتے چونک اٹھا ٭ فَاسْتَخْبَرَ الْحُضَّارَ مِمَّا قَدْ جَرٰی فَحَکَوْا لَهُ عَنْ شَیْءٍ بِتِلْكَ الْقِصَّةِ ٭ قَالَ اطْرَحُوْا رَأْسَ الْحُسَیْنِ بِحِجْرِهَا ٭ فَعَسٰی اِذَا نَظَرَتْ اِلَیْهِ تَسَلَّتِ اور اس ملعون نے اپنے ملازموں سے حکم دیا کہ جلد ابھی خبر لاؤ کہ کون گھر آباد برباد ہوا اور کس مظلوم پر ایسی آفت عظیم اور بلائے جسیم نازل ہوئی ہے کہ جس کے سبب سے ایسا شور ماتم بلند ہے کہ میں نے کبھی ایسا رونا نہیں سنا ہے تب ملازم اس بے رحم کے دروازہ قیدخانہ پر آئے اور حال پر اختلال اسیروں کا دریافت کر کے اس شقی سے جا کر کہا کہ اے امیر اس محبس میں بہت سی عورات اور بچے مقید ہیں اور ان میں سے ایک دختر امام حسین علیہ السلام کی کہ بہت ہی کم سن ہے ہر روز اپنے باپ کو یاد کرتی تھی اور رویا کرتی تھی اور جس روز سے کہ باپ اس دختر یتیم کا تیرے حکم سے قتل ہوا اس روز سے شب و روز تڑپ کر بسر کرتی تھی اور ایک ساعت بھی نہ سوتی تھی آج کی شب اتفاقاً آنکھ اس بچی کی بند ہوئی تھی اور تھوڑی دیر کو اسے نیند آ گئی تھی کہ اس حالت خواب میں اپنے باپ کو دیکھ کر بیدار ہوئی ہے اور اسی وقت سے زمین پر تڑپتی ہے اور اپنی ماں اور پھوپھیوں سے کہتی ہے کہ میرے باپ کو بلا دو کہ وہ مجھے پھر قیدخانہ میں چھوڑ کر سفر کو تشریف لے گئے ہیں اب اگر وہ ابھی نہ آئیں گے تو میں جان اپنی دونگی پس سب عورات اس کے تڑپنے اور رونے سے ساتھ اسکے روتی ہیں اور پیٹتی ہیں مشغول ہیں کہ یہ حکایت سنکر اس بے حیا نے حکم دیا کہ سر اسکے باپ حسین کا قیدخانہ میں لیجاؤ اور اسے دو کہ وہ اس سر کو چھاتی سے لگا کر رونا اپنا موقوف کرے ٭ فَاَلْوَابِهِ فِی الطَّسْتِ یَلْمَعُ نُوْرُهَا ٭ کَالشَّمْسِ بَلْ هُوَ فَوْقَهَا فِیْ بَهْجَةٍ ٭ قَالَتْ فَمَا ذَا قِیْلَ رَأْسُ اَبِیْكَ ذَا ٭ قَالَتْ اَمَذْبُوْحٌ اَلٰی وَاحَسْرَتِیْ پس ملازمان یزید نے سر اطہر امام حسین کا ایک خوان میں رکھا اور اس پر ایک رومال دیا ڈھانپ کر سامنے اس دختر بیکس کے رکھ دیا اس شاہزادی نے اس خوان کو دیکھ کر پوچھا کہ خوان کیسا ہے کہ نور اس سے مثل آفتاب کے بلکہ زیادہ اس سے روشن اور تاباں ہے ان لوگوں نے جواب دیا کہ اس خوان میں سر ہے تیرے باپ امام حسین کا کہ جن کی مفارقت میں

ہیں تو روتی تہی اور تڑپتی ہی جب کہ رومال اُس خوان سے اٹھالیا اور نگاہ اُس مظلومہ کی سرِ اقدس امام حسین علیہ السلام پر پڑی پوچھا کہ کیا میرے باپ قتل ہوئے لوگوں نے کہا کہ البتہ انکو شہید کیا پس سنتے ہی اُس کے وہ دختر مشتاق دیدار پدر دوڑی اور سر اطہر اُٹھا کر اپنی چھاتی سے لگایا اور منھ پر منھ رکھ کر بکمال حسرت و یاس روتی تہی اور یہ بین کرتی تہی ؏ مَنْ جَنَّ رَاْسَاكَ وَمَنْ اَرْتَقٰى : مِنْ فَوْقِ صَدْرِكَ قَابِضًا لِلّٰہِ اے پدر بزرگوار افسوس صد افسوس کہ آپ کو ظالمان نے شہید کیا اور مجھے یتیم کیا اب کون حامی اور مددگار ہے ہمارا کہ اسوقت بیکسی میں ہماری حمایت کرے اور ہمیں تسکین دے اور ہمیں قید سے چھڑائے ابتک میں یہ جانتی ہی کہ آپ مجھ چھوڑ کر کہیں سفر کو تشریف لیگئے ہیں مجھ یہ نہ معلوم تہا کہ آپکو ظالموں نے شہید کیا اور ہمیں بے وارث اور بے سرپرست کر دیا ؏ تَبْكِيْ وَتَلْطِمُ وَجْهَهَا وَخُدُوْدَهَا : وَعُيُوْنُهَا تَجْرِيْ دَمًا وَتَقْطُرِيْ : حَتّٰى تَضَعَ فَمَهَا عَلٰى فَمِهٖ فَقَدْ : خَرَّتْ عَلَيْهِ وَلَمْ تَزَلْ فِيْ سَكْرَةٍ پس وہ دختر یتیم سر کو اپنے باپ کے گود میں لئے ہوئے مونھ اپنا پیٹتی تہی اور روتی تہی یہاں تک کہ روتے روتے مونھ اپنا مونھ پر حضرت کے رکھ کر چپ ہو گئی اور غش آگیا فَلَمَّا سَكَنَتْ وَفَتَرَتْ حَرَكَتُهَا عَلِمُوْا اَنَّ رُوْحَهَا قَدْ فَارَقَتْ مِنْ جَسَدِهَا فَلَطَمَتْ خُدُوْدَهَا عَلَيْهَا وَاُمُّهَا فَقَامَتِ الْقِيٰمَةُ فِي الْمَحْبَسِ پس جب کہ اُس شاہزادی سے دیر تک آواز رونے کی کسی نے نہ سُنی سب نے جانا کہ شاید کچھ اُس دختر ستم رسیدہ کو تسکین ہوئی جب کہ بعد تہوڑی دیر کے عورات نے ہاتھ پکڑ کر ہلایا معلوم ہوا کہ وہ دختر یتیم دنیا سے رحلت کر گئی اور اپنے باپ سے ملحق ہوئی پس سب بی بیوں نے بال اپنے کہولے اور گرد لاش اُس بچی کے سب نے حلقہ کیا اور پیٹنا شروع کیا راوی کہتا ہے قسم بخدائے عزوجل ایسا شور گریہ و ماتم اسوقت اُس قیدخانہ میں بپا ہوا کہ از مشرق تا مغرب اس طرح کا ماتم عالم میں کہیں بپا ہوا اور نہو گا اور جو کچھ قیامت کہ بوقت تجہیز اور تکفین اُس بچی معصومہ کے بپا ہوئی کسکی مجال ہی کہ بیان اُس کا کر سکے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس پچپن مشتمل ہی خواب دیکھنے پر ہند کے کہ رسول خدا سر حسین آغوش میں لئے ہیں

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ الْبُكَاءَ عَلَى الْحُسَيْنِ يَحُطُّ الذُّنُوْبَ الْعِظَامَ فرمایا جناب صادق علیہ السلام نے کہ رونا مصیبت امام حسین علیہ السلام پر گناہان کبیرہ کو محو کرتا ہے فَنُوْحُوْا عَلٰى مُصَابِهٖ بِالْقَلْبِ

الْمَهُوْلِ وَعَلٰی مَصَائِبِ عِتْرَةِ الرَّسُوْلِ وَذُرِّيَّةِ الْبَتُوْلِ فَاِنَّهُمْ اُصِيْبُوْا فِیْ اِبْتِلَاءٍ عَظِيْمٍ وَ
اُصْحِبُوْا فِیْ مَجْلِسٍ مُلِيْمٍ پس نوحہ و بکا کرو مصائب امام مظلوم پر اور مصائب پر اہلبیت طاہرین ۴ اور دختران سید الثقلین
کے کہ وہ بیکس و مجبور بعد شہادت امام حسینؑ کے انواع و اقسام کے مصائب میں مبتلا ہوئے او رمثل کنیزان حبش و زنگبار
کے ہر شہر و دیار میں پھرائی گئیں اور مدت دراز تک قیدخانہ بوسیدہ میں محبوس رہیں لَقَدْ رُوِیَ عَنْ هِنْدٍ زَوْجَةِ
يَزِيْدَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ اَهْلَبَيْتِ سَيِّدِ الْاَنَامِ مُدَّةً مَحْبُوْسًا فِی الشَّامِ وَكَانَ رَاْسُ
الْحُسَيْنِ فِیْ حُجْرَةٍ مُظْلِمَةٍ چنانچہ ہندز وجہ یزید سے منقول ہے کہ کہا اُس نے جب امام حسین علیہ السّلام فرزند رسول الثقلین
بہ ظلم کوفیان پر دغا شہید ہو چکے او راہلبیت اُنکے مقید ہو کر داخل دمشق ہوئے پس یزید پلید نے سب پردگیان عصمت و
طہارت کو بعد تذلیل و تشہیر کے ایک مکان بوسیدہ اور خراب میں مقید کیا اور سر اقدس اُس امام کونینؑ کا ایک حجرہ
تاریک میں مقفل کیا وَكُنْتُ لَمْ اَزَلْ بَاكِيَةً مَحْزُوْنَةً عَلٰی مُصَابِهِمْ فَرَقَدْتُ لَيْلَةً عَلٰی مَضْجَعِیْ
فَرَاَيْتُ اَبْوَابَ السَّمَاءِ قَدْ فُتِحَتْ وَالْمَلٰئِكَةُ كَتَائِبُ كَتَائِبُ تَنْزِلُ عَلٰی رَاْسِ الْحُسَيْنِ اور جسے اہلبیت
مع سر اقدس جناب سید الشہداء اس مصیبت عظیم میں مبتلا او رمقید ہوئے تھے اسی روز سے حال میرا نہایت ہی متغیر
تھا اور دن اور رات مجھے اس مصیبت میں روتے اور پیٹتے گذرتا تھا پس ایک شب میں روتے روتے اپنے فرش خواب
پر سو گئی تھی کہ ناگاہ دیکھا میں نے درہائے آسمان کھل گئے اور فوج فوج ملائکہ آسمان سے واسطے زیارت سر
اقدس امام حسینؑ کے اُس حجرہ میں نازل ہوئے وَقَالُوْا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَبَيْنَا كَذٰلِكَ اِذْ نَزَلَتْ سَحَابَةٌ مِّنَ السَّمَاءِ وَفِيْهَا رِجَالٌ تَفُوْحُ مِنْهُمْ
رَائِحَةُ الْمِسْكِ وَالْعَنْبَرِ اور سُنا میں نے کہ وہ افواج ملائکہ بکمال ادب اور تعظیم یہ کہتے ہیں کہ سلام ہو تم
آپ پر ہمارا یا اباعبداللہ سلام ہو تم آپ پر یا ابن رسول اللہؐ پس وہ سب ملائکہ مصروف بہ زیارت تھے ناگاہ
دیکھا میں نے کہ ایک ٹکڑا ابر سفید آسمان سے اُس جگہ نازل ہوا اور اسمیں سے چند مرد نورانی صورت ملائک و سیرت
کہ اُن سے خوشبو بہتر از مشک و عنبر میرے دماغ میں آتی تھی باہر آئی فَاَقْبَلَ مِنْهُمْ رَجُلٌ دَارَةُ وَجْهِهٖ كَالْقَمَرِ
لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰی ثَنَايَا الْحُسَيْنِ وَيُقَبِّلُهُمَا وَيَبْكِیْ اور بعد اُس کے دیکھا میں نے کہ اُن میں سے ایک مرد
جلیل القدر کہ چہرۂ انور اُن کا مثل ماہ شب چاردہ کے روشن تھا قریب سر اقدس امام حسین علیہ السّلام کے آئے

اور مُنہ اپنا لب و دندان مُبارک اس امام مظلوم پر رکھدیا اور بکمال محبت اُن حضرت کے بوسے لیتے تھے اور روتے تھے وَيَقُولُ يَا وَلَدِي يَا نُورَ عَيْنِي اَنَا جَدُّكَ مُحَمَّدٌ الْمُصْطَفٰى وَهٰذَا اَبُوكَ عَلِيٌّ الْمُرْتَضٰى وَهٰذَا اَخُوكَ وَهٰذَا عَمُّكَ حَمْزَةُ سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ فَبَكَى يَبْكِي كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ اور فرماتے تھے کہ اے فرزند دلبند اے حسین میں ہوں نانا تمہارا محمدؐ مصطفےٰ اور یہ ہے باپ علیؑ مرتضیٰ اور یہ ہے بھائی تمہارا حسنؑ مجتبیٰ اور یہ ہے چچا تمہارا حمزہ سید الشہدا یہ سب تیری مُصیبت پر روتے ہیں اور جان کھوتے ہیں افسوس صد افسوس کہ تجھ سے ماہ لقا کو بے جُرم اور بے گناہ پیاسا قتل کیا اور کسی بے رحم نے تجھے ایک قطرہ پانی کا نہ دیا غرض ذکہ رسولخداؐ کے رونے سے سب بیتاب تھے اور روتے تھے قَالَتْ فَانْتَبَهْتُ مِنْ نَوْمِي بَاكِيَةً فَمَا وَجَدْتُهُمْ اِلَّا وَرَاَيْتُ نُوْرًا يَسْطَعُ مِنَ الْحُجْرَةِ الَّتِي فِيهَا رَاْسُ الْحُسَيْنِؑ ہند کہتی ہے کہ یہ دیکھتے ہی آنکھ میری کھل گئی اور میں فرش خواب سے روتی ہوئی اٹھی پس دیکھا میں نے کہ کوئی انحضرات میں سے یہاں نہیں ہے مگر وہ حجرہ کہ جس میں سر انور امام حسینؑ کا تھا وہ مملو ہے نور سے اور اُس حجرہ سے تا آسمان نور روشن ہے فَجَعَلْتُ اَطْلُبُ يَزِيدَ فَمَا وَجَدْتُهُ اِلَّا فِي بَيْتٍ مُظْلِمٍ قَدْ دَارَ وَجْهَهُ اِلَى الْحَائِطِ وَيَبْكِي يَقُولُ مَالِي وَلِقَتْلِ الْحُسَيْنِ پس میں روتی ہوئی وہاں سے اٹھی اور یزید ملعون کو ہر چند ان مکانوں میں کہ جنمیں وہ بیٹھا اکثر رہتا تھا ڈھونڈا لیکن وہاں نہ پایا پس بعد تفحص اور تجسس کے دیکھا میں نے کہ ایک خانہ تاریک میں موہنہ بجانب اپنا طرف دیوار کے کئے بے اختیار رو رہا ہے اور یہ کہتا ہے کہ ہائے کیا غضب ہو گیا کہ میں نے ناحق حسینؑ فرزند رسول الثقلین کو قتل کیا حالانکہ وہ امام مظلوم بے گناہ تھے فَقَصَصْتُ رُؤْيَایَ وَقُلْتُ لَهُ يَا لَعِينُ سَوَّدَ اللّٰهُ وَجْهَكَ مَا اَقَلَّ حَيَاءَكَ قَتَلْتَ ابْنَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ پس میں اس ملعون کے سامنے گئی اور کہا میں نے کہ اے شقی عجب بے حیا ہے تو خداوند قہار تجھے اپنے غضب میں گرفتار کرے کہ تو نے فرزند رسول مختار کو ناحق قتل کیا اور دختران جناب امیر المومنین کو مقید اور محبوس کیا اے ملعون میں ابھی دیکھ آئی ہوں کہ جناب رسولخداؐ اور جناب علی مرتضیٰؑ اور حسنؑ مجتبیٰ سب کے سب سر اقدس امام حسین علیہ السلام پر موہنہ اپنا رکھے رو رہے تھے اور قاتل پر اپنے فرزند کی لعنت کرتے تھے فَنَدِمَ فَلَمَّا اَصْبَحَ اسْتَدْعٰى حَرَمَ رَسُولِ اللّٰهِ مِنَ السِّجْنِ وَقَالَ لَهُمْ يَا اَهْلَ بَيْتِ النُّبُوَّةِ اَيُّمَا اَحَبُّ اِلَيْكُمُ الْمُقَامُ فِي دِمَشْقَ اَوِ الرُّجُوعُ اِلَى الْمَدِينَةِ ہند کہتی ہے جب اُس ملعون سے میں نے

خواب اپنا نقل کیا اور بہت لعن و طعن کی پس وہ ملعون نادم ہوا اور اُسکی صبح کو اہلبیتؑ رسول خدا کو قید خانہ سے رو برو
اپنے بلایا اور عرض کی کہ اے اہلبیتؑ رسول مختار جو امر شدنی تھا وہ ہوا اور لعنت خدا ابن مرجانہ پر کہ اس ملعون نے امام حسینؑ
کو بے جرم قتل کیا حالانکہ میری رضا نہ تھی پس میرا قصور عفو کرو اور قید سے میں نے تمہیں رہائی دی اب تمہیں اختیار ہے چاہے
تو دمشق میں توطن اختیار کرو اور چاہو اپنے وطن کو تشریف لیجاؤ فَبَكَتِ النِّسَاءُ وَقُلْنَ يَا يَزِيدُ نَحْنُ نُحِبُّ
اَوَّلًا اَنْ نَبْكِيَ وَنَنُوحَ عَلٰى سَيِّدِنَا الْحُسَيْنِ فَاِنَّهُ لَمْ يَتَهَيَّأْ لَنَا الْبُكَاءُ عَلَيْهِ پس یہ سنکر اہلبیت اطہارؑ بہت روئے
اور فرمایا کہ اے یزید ملعون پہلے اس سے ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں تو اجازت دی کہ تا ہم خوب دلیں مصائب پر اپنے امام مظلوم علیہ
حسینؑ کے اس لئے کہ جب سے تیری فوج نے آنحضرت کو قتل کیا اور ہمیں مقید کر کے اسطرف لائے ہیں ہمیں رونے نہیں دیا
ہے اور اگر ہم میں سے کوئی اس مصیبت عظیم پر روتا تھا تو وہ بیرحم ہمارے سروں پر نیزے مارتے تھے قَالَ اَهْلُبَيْتِ
الرِّسَالَةِ فَافْعَلُوا مَا بَدَا لَكُمْ فَخَلّٰى لَهُمْ دَارَ الْمَاتَمِ الْحُسَيْنِ پس یزید ملعون نے کہا کہ اے اہلبیت تمکو
تمہیں اجازت ہے جس قدر چاہو تم ماتم حسینؑ میں گریہ و بکا کرو کوئی تمہارا مانع نہیں ہے چنانچہ اُس بیحیا نے دمشق میں ایک مکان
وسیع واسطے مجلس ماتم کے خالی کروا دیا فَلَمْ يَبْقَ هَاشِمِيَّةٌ وَلَا قُرَشِيَّةٌ فِي الشَّامِ اِلَّا وَلَبِسْنَ السَّوَادَ
وَاجْتَمَعْنَ كُلُّهُنَّ بَاكِيَةً فِي ذٰلِكَ الْمَكَانِ پس جب کہ جا بجا خبر مجلس عزائے حسینؑ اُس شہر اور اُس دیار میں مشہور
ہوئی اور یہ سنکر سب عورات ہاشمیہ و قریشیہ لباس ماتمی سیاہ پہنکر پیٹیں اور روئیں اور شریک مجلس ماتم ہوئیں وَ فِي
مُحْرِقِ الْقُلُوْبِ اَنَّهُ لَمَّا اجْتَمَعَ الْمَجْلِسُ قُلْنَ النِّسَاءُ يَا يَزِيدُ بِحَقِّ اللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهِ اِلَّا اَنْ تُرْسِلَ
اِلَيْنَا رَاْسَ الْحُسَيْنِؑ مَعَ رُؤُسِ الشُّهَدَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ حَتّٰى نُوَدِّعَهَا اور کتاب محرق القلوب میں منقول
ہے کہ جب مجلس ماتم و عزا برپا ہوئی اور سب عورات ہاشمیہ و قریشیہ جمع ہو چکیں اسوقت دختران فاطمہ زہراؑ نے یزید پاس کہلا
بھیجا کہ اے یزید ملعون واسطے خدا اور رسولؐ کے اگر تو نے ہمیں اجازت رونے پیٹنے کی دی ہے تو سر انور ہمارے بھائی مظلوم کا
مع سرہائے شہدا ہمارے پاس بھجوا دے کہ تا ہم زیارت آخری اپنے بھائی کی کرلیں اور رخصت ہولیں کہ پھر کاہے کو زیارت
اُن حضرت کی ہمیں میسر ہوگی فَاَمَرَ اللَّعِيْنُ بِهٖ فَلَمَّا رَاَيْنَ النِّسَاءُ رُؤُسَ الشُّهَدَاءِ لَطَمْنَ الْخُدُوْدَ
وَشَقَقْنَ الْجُيُوْبَ وَبَكَيْنَ بُكَاءً شَدِيْدًا پس جب کہ یہ پیام الحرم کا یزید پلید پاس پہنچا اُس بے
حیا نے سر اقدس جناب سید الشہداءؑ مع سرہائے شہداءؑ کے اہلبیت اطہارؑ پاس بھیجدئے راوی کہتا ہے کہ جب بیبیوں

سرہائے شہدا کو آتے دیکھا سبھوں نے گریبان اپنے چاک کیے اور بال سروں کے کھولے اور اسقدر روئیں اور پیٹیں کہ قریب تھا روح اُن بیبیوں کی تن سے نکلجائے فَاَخَذَتْ اُمُّ لَیْلیٰ رَاْسَ اِبْنِهَا عَلِیِّ الْاَکْبَرِ وَاَخَذَتْ اُمُّ الْقَاسِمِ رَاْسَ اِبْنِهَا وَاُمُّ کُلْثُوْمٍ رَاْسَ اَخِیْهَا عَبَّاسٍ فِیْ حُجُوْرِهِنَّ وَیَبْکِیْنَ بُکَاءً شَدِیْدًا پس سب پردگیان عصمت وطہارت سر و پا برہنہ روتی پیٹتی دروازہ تک پہونچیں اور ہر ایک معظمہ نے اپنے اپنے عزیز کا سر اپنی گود میں لے لیا چنانچہ اُم لیلا نے سر اپنے فرزند علی اکبرؑ کا اپنی آغوش میں لیا اور مادر قاسمؑ نے سر اپنے دلبند قاسمؑ کا چھاتی سے لگالیا اور اُم کلثوم نے سر اپنے بھائی عباسؑ کا سینہ سے لگالیا اور اس حسرت و یاس سے اُنکی صورتوں کو دیکھ دیکھ کر روتی تھیں کہ ان کے رونے سے تمام جن و انس روتے تھے قَالَ وَاللّٰهِ لَا اَنْسیٰ زَیْنَبَ بِنْتَ عَلِیٍّ لَمَّا رَاَتْ رَاْسَ اَخِیْهَا الْحُسَیْنِ خَرَّتْ عَلَی الْاَرْضِ مَغْشِیَّةً فَاَخَذَتْهُ وَضَمَّتْهُ اِلیٰ صَدْرِهَا وَوَضَعَتْ فَمَهَا عَلیٰ فَمِهٖ راوی کہتا ہے کہ اسوقت میں سے اُن سب مخدرات کی ایک قیامت برپا تھی لیکن واللہ مجھے نہیں بھولتا ہے تڑپنا جناب زینبؑ خاتون دختر امیرالمومنینؑ کا جسوقت اُن معظمہ نے سر اپنے بھائی کا دیکھا آہ کی اور ہائے حسینؑ کہا اور غش کھا کر زمین پر گر پڑیں جب کہ غش سے افاقہ ہوا اُس سر انور کو اپنی چھاتی سے لگالیا ؎ تَنُوْحُ وَدَمْعُ الْعَیْنِ یَسْبِقُ نُطْقَهَا ÷ وَفِیْ قَلْبِهَا رَاْسُ الْمَصَائِبِ صُبَّتِ ÷ اَخِیْ یَا هِلَالًا غَابَ قَبْلَ کَمَالِهٖ ÷ فَمَنْ فَقْدِهٖ اَضْحیٰ نَهَارِیْ کَلَیْلَةٍ وہ مخدومہ عجب کیسے نوحہ کرتی تھی کہ دل ہر ایک شخص کا وہ بین سنکر شق ہوتا تھا اور ہر چند چاہتی تھی کہ کچھ کہوں لیکن کثرت گریہ و بکا سے بات نہ کی جاتی تھی اور قلب مبارک میں آتش غم و الم مشتعل تھی اور سر اقدس سے اپنے بھائی کے خطاب کرکے یہ بین کرتی تھی کہ اے بھائی اے چاند میرے افسوس ہے کہ ابھی تم ماہ کامل اور خوب روشن نہوئے تھے کہ ہماری نظروں سے غائب ہوگئے اور ہمارے روز امید کو اپنے نہونے سے مثل شب تیرہ و تاریک کے سیاہ کرگئے ؎ اَخِیْ یَا اَخِیْ اَیَّ الْمَصَائِبِ اَشْتَکِیْ ÷ فِرَاقَكَ اَمْ هَتْکِیْ وَذُلِّیْ وَغُرْبَتِیْ ÷ اَخِیْ بَعْدَ ذٰلِكَ الصَّوْنِ وَالسِّتْرِ وَالْحَیَاءِ ÷ یَدَهُ حُطْنَا الْاَرْذَالُ فِیْ دَارِ غُرْبَةٍ یعنی اے بھیا یہ بہن ستم رسیدہ کس کس مصیبت کا اپنی آپ سے شکوہ کرے آیا یہ بیان کروں کہ تم سا وارث میرا اس بیوطنی اور غربت میں مجھے اکیلا چھوڑکر شہید ہوگیا یا یہ بیان کروں کہ بعد آپکے ہتک عزت اور آبروریزی میری ہوئی اور میں بعد آپ کے ذلیل و خوار سر برہنہ جابجا پھرائی گئی حالانکہ ہماری یہ عزت اور آبرو تھی کہ فرشتہ ہائے مقرب بھی ہمارے گھر میں بے اجازت قدم نہ رکھتے تھے اور ہماری کنیزوں کیلئے بھی گھر سے باہر نکلنا ننگ و عار تھا یا

اب ہماری یہ نوبت پہنچی کہ ہم مثل کنیزان حبش اور زنگبار کے بکمال رسوائی دربدر پھرائے گئے اور ہرایک بد بین نے
مجمع عام میں ہمیں سر برہنہ دیکھا فَاُقِیْمَ الْمَاتَمُ فِیْ دِمَشْقَ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ ثُمَّ دَعَاھُنَّ یَزِیْدُ وَقَالَ لَھُنَّ
یَا اَھْلَبَیْتِ سَیِّدِ الْاَنَامِ اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ عَلَیْکُمُ الْمَقَامُ بِدِمَشْقَ اَمْ لَا وَقُلْنَ لَہٗ یَا بْنَ یُدْعٰی نُحِبُّ
زِیَارَۃَ جَدِّنَا رَسُوْلِ اللّٰہِ منقول ہے کہ سات شبانہ روز مجلس ماتم جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا دمشق میں بپا رہی
اور تمام شہر میں ایک قیامت عظیم بپا رہی پس روز ہشتم پھر یزید ملعون نے خدمت بابرکت اہلبیت رسولِ خدا میں عرض
کی کہ مجھے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ دمشق میں تشریف رکھیں اور میں خدمت گذار آپ کا ہمیشہ ہوں یہ سنکر ان
بیکسوں نے فرمایا کہ اے یزید ہمیں کسی طرح یہاں رہنا منظور نہیں ہے بلکہ ہم مشتاق زیارت روضۂ منورہ رسولِ خدا کے
ہیں ہمیں ہمارے وطن میں پہنچا دے فَاَحْضَرَ لَھُنَّ الْمَحَامِلَ وَزَیَّنَھَا بِاَنْطَاعِ الْاِبْرِیْسَمِ وَصَبَّ عَلَیْھَا
اَلْاَمْوَالَ وَقَالَ لِاُمِّ کُلْثُوْمٍ خُذِیْ ھٰذَا الْمَالَ عِوَضَ مَا اَصَابَکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ وَمَا اَصَابَ الْخِیَاثَ اِلَخْ
پس جب کہ یزید نے دیکھا کہ اہلبیت رسول مختار کسی طرح دمشق میں نہ رہیں گے اسوقت ناقہائے تیز رفتار مزین بہودج
زرنگار اور مہر عماری آراستہ بہ پردہ ہائے زرتار واسطے سواری اہلبیتؑ اطہار کے حاضر کئے اور بہت سے اونٹوں پر مال
اور اسباب بیش قیمت اور نفیس بار کرکر سامنے اہلحرم کے کیا اور جناب امّ کلثوم دختر امیر المومنین سے عرض کی کہ اے امّ کلثوم
میں امیدوار اسکا ہوں کہ جو کچھ قصور مجھ سے آپ کی خدمت میں ہوا ہے اُسے معاف کیجئے اور یہ مال اور اسباب کہ خونبہا
ہے حسینؑ کا اسے قبول فرمائیے اور مجھے خون سے حسینؑ کے بری کیجئے فَلَمَّا سَمِعَتْ ذٰلِکَ اُمُّ کُلْثُوْمٍ بَکَتْ وَقَالَتْ
وَیْحَکَ یَا یَزِیْدُ مَا اَقَلَّ حَیَاءَکَ سَوَّدَ اللّٰہُ وَجْھَکَ قَتَلْتَ سَیِّدِیْ وَھَتَکْتَ عِزِّیْ وَتُعْطِیْنِیْ
عِوَضَہٗ مَالًا مِنَ الدُّنْیَا راوی کہتا ہے جب کہ جناب امّ کلثومؑ نے یہ بیحیائی اُس سگ ناپاک کی مشاہدہ فرمائی
بہت روئیں اور نہایت غضبناک ہوکر فرمایا کہ اے ملعون عجب بے حیا ہے تو خدا تیرا مونہہ سیاہ کرے تو نے دختران فاطمہؑ
زہرا کو مثل بندیان ترک و روم کے ہر شہر و دیار اور کوچہ و بازار میں پھرایا اور حسینؑ سے امام کو نبی فرزند رسول الثقلین
کو ناحق قتل کیا پس یہ وہ ظلم عظیم ہے کہ جس کا کچھ عوض نہیں ہوسکتا ہے اور تو ہمیں عوض اس کا یہ مال دنیا دیتا ہے
اور اس زخارف دنیوی پر ہمیں راضی کیا چاہتا ہے وَاللّٰہِ لَوْ کَانَ وَجْہُ الْاَرْضِ کُلُّہٗ ذَھَبًا وَفِضَّۃً
لَمْ یَکُنْ عِوَضًا لِقَتْلِ الْحُسَیْنِ فَاِذَا اَقَامَتِ الْقِیَامَۃُ وَتُنَادِیْ فَاطِمَۃُ بَاکِیَۃً اور اے ملعون قسم بخدائے

عزو جل اگر تمام روئے زمین نقرہ اور طلا ہو اور تو وہ سب خوں بہا دے حسینؑ کا تو ہرگز وہ عوض ایک سرمو حسینؑ کا نہیں ہو سکتا ہے اے بے حیا جب کہ بروز قیامت عرصہ محشر میں جناب فاطمہؑ زہرا بنت محمد مصطفیٰؐ با حال پریشان گریاں اور نالاں تشریف لائینگے اور اُس حالت کرب میں زیر عرش سر برہنہ ہونگی ؂ تَقُوْلُ اَیَا عَدْلُ اُحْکُمْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ مَنْ ﴿﴾ تَعَدّٰی عَلَی ابْنِیْ بَعْدَ ہَمِّیْ وَ قَسْرَۃٍ ﴿﴾ اَجَالُوْا اِلَیْہِ بِالصَّوَارِمِ وَ الْقَنَا وَ کَمْ جَالَ فِیْہِمْ مِنْ سِنَانٍ وَ شَفْرَۃٍ ﴿﴾ فَیَا یَزِیْدُ فَاسْتَعِدَّ لِلْجَوَابِ وَ اَنّٰی لَکَ ذٰلِکَ اور جناب قدس الٰہی میں اس طرح سے استغاثہ اور فریاد کرینگی کہ اے مالک دو عادل آج یہ کنیز بھی اُمیدوار ہے کہ حکم کر تو درمیان میرا اور ان ظالموں کے کہ جن بیرحموں نے میرے نور نظر پارۂ جگر حسینؑ پر ظلم کیا اور میرے بچے کو تیر اور نیزہ و شمشیر سے قتل کیا اور اس ماہ رو کو چھری اور خنجر سے ذبح کیا پس اے یزید اسوقت خداوند عادل تجھ سے اُس خون ناحق کا سوال کرے گا پس تو آمادہ جواب ہو اور جواب سکا تجھ سے کیا ہو سکے مگر یہ کہ تو داخل جہنم ہو منقول ہے کہ یہ سنکر وہ ملعون سر جھکا کر رونے لگا اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَ سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس اٹھاونؔ متضمن ہے روانگی پر اہلبیتؑ اطہار کی دمشق سے بجانب کربلا

فِی الْمُنْتَخَبِ اَنَّہٗ لَمَّا نَدِمَ یَزِیْدُ عَلٰی اَفْعَالِہٖ فَاسْتَدْعٰی بِحَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَ قَالَ لَہُمْ یَا اَہْلَبَیْتِ الرِّسَالَۃِ اَیُّمَا اَحَبُّ اِلَیْکُنَّ الْمَقَامُ فِی الشَّامِ اَوِ الرُّجُوْعُ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ کتاب منتخب میں منقول ہے جب یزید ملعون اپنے گناہوں سے نادم اور پشیمان ہوا اسوقت اہلحرم کو قید خانہ سے اپنے روبرو طلب کیا اور اُن سے بہت سے عذر تقصیرات اور اظہار ندامت اور پشیمانی اپنی بیان کی اور یہ عرض کی کہ اے اہلبیتؑ رسالت ما ارشاد ہو کہ آپ کو اسی شہر میں رہنا ہے یا اپنے وطن مدینہ منورہ کو جانا منظور ہے فَقُلْنَ النِّسَاءُ یَا یَزِیْدُ نَحْنُ نُحِبُّ زِیَارَۃَ رَوْضَۃِ جَدِّنَا رَسُوْلِ اللّٰہِ فَقَالَ لَعَلِیٍّ اُذْکُرْ حَاجَتَکَ حَاجَاتِکَ پس اہلبیت اطہارؑ نے فرمایا کہ اے یزید ہمیں ایک مدت مدید گذری ہے کہ زیارت روضۂ انور جناب رسولخداؐ سے محروم ہیں اب ہم کمال مشتاق ہیں کہ جس طرح ہو سکے افتاں و خیزاں اُس آستان ملائک پاسبان پر پہنچکر سعادت حاصل کریں یہ سنکر یزید نے جناب سید الساجدینؑ سے عرض کی کہ یا علیؑ جو کوئی حاجت آپ کو در پیش ہو تو کہئے

بیان کروں میں بجالاؤں فَقَالَ عَلِیٌّ یَا یَزِیْدُ لَیْسَ لِیْ اِلَیْکَ حَاجَۃٌ اِلَّا اَنْ تُرِیَنِیْ وَجْہَ سَیِّدِیْ
الْحُسَیْنِ فَاُدَعِّمُوْا وَاَنْ تَرُدَّ عَلَیْنَا مَا ذَھَبَ مِنَّا پس یہ سنکر جناب سید الساجدینؑ نے فرمایا کہ اے یزید مجھ کو کوئی
حاجت دنیا طرف تیرے نہیں ہے مگر اتنا چاہتا ہوں کہ تھوڑی دیر کیلئے سر اقدس فرزند رسول الثقلینؑ میرے پدر عالیمقدار امام
حسینؑ کا مجھے دیدے تاکہ اُس چہرہ پرنور کی زیارت سے مشرف ہوں اور حضرت سے رخصت ہولوں اور اگر ہوسکے تجھسے تو جو اسباب
ہمارا تیری فوج نے لوٹا ہے وہ ہمیں اُن سے دلادے وَاِنْ عَزَمْتَ عَلٰی قَتْلِیْ فَوَجِّہْ مَعَ ھٰؤُلَاءِ النِّسْوَۃِ
مَنْ یَرُدُّھُنَّ اِلٰی حَرَمِ جَدِّھِنَّ اور تیسرا امر یہ ہے کہ اگر تجھے قتل کرنا میرا بھی منظور ہے تو کوئی
شخص ہمراہ ان پردگیان عصمت وطہارت کے کرکہ تا وہ ان سب دار ثوں کو روضۂ رسول خدا پر باحتیاط پہنچا دے فَقَالَ
یَا عَلِیُّ اَمَّا وَجْہُ اَبِیْکَ فَلَنْ تَرَاہُ اَبَدًا وَاَمَّا قَتْلُکَ فَقَدْ عَفَوْتُ عَنْکَ فَلَا یُسَیِّرُھُنَّ
غَیْرُکَ وَاَمَّا مَا اُخِذَ مِنْکُمْ فَاَنَا اُعَوِّضُکُمْ عَنْہُ جب کہ جناب سید الساجدین امام زین العابدینؑ مطالب
قلبیہ اپنے بیان کرچکے اسوقت یزید پلید نے جواب دیا کہ یاعلیؑ سر تمہارے باپ کا تمہیں ہرگز نہ ملے گا اگر قتل سے تمہارے میں دست
بردار ہوں اب سوائے تمہارے کوئی ایسا امین نہیں ہے کہ اہل حرم کو مدینہ منورہ میں پہونچائے اور جو یہ کہ آپ نے
واسطے اپنے اسباب کے فرمایا ہے اب پھرنا اُس اسباب کا ممکن نہیں ہے لیکن جس قدر کہ مال اور اسباب
آپ کا لٹ گیا ہے عوض اس کے مجھ سے مال جس قدر چاہوے لو فَقَالَ عَلِیٌّ یَا یَزِیْدُ اَمَّا مَالُکَ
فَھُوَ مُوَفَّرٌ عَلَیْکَ وَاِنَّمَا طَلَبْتُ مَا اُخِذَ مِنَّا لِاَنَّ فِیْہِ مِغْزَلَ جَدَّتِیْ وَمِقْنَعَتَھَا
وَقِلَادَتَھَا وَقَمِیْصَھَا حضرت نے فرمایا کہ اے یزید مال تیرا تیرے لئے باعث فخر اور افتخار ہے ہمیں
مال تیرا ہرگز درکار نہیں ہے اور میں نے اسباب اپنا اس لئے طلب کیا ہے کہ اُس میں چند تبرکات ہیں
میرے بزرگوں کے چنانچہ اُس میں ایک چرخا ہے میری جدہ ماجدہ جناب فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا
کا اور مقنعہ اور گلوبند اور پیراہن ہے اُن معصومہ کا فَاَمَرَ اللَّعِیْنُ بِرَدِّ ذٰلِکَ وَزَادَ عَلَیْہِ مِائَتَیْ
دِیْنَارٍ فَاَخَذَھَا عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ وَفَرَّقَھَا عَلَی الْمَسَاکِیْنِ آخرکار اس بدکردار نے اکثر اسباب
لٹا ہوا اُن حضرت کو منگادیا اور سوا اسکے دوسو اشرفی بھی روبرو کیں راوی کہتا ہے کہ حضرت نے پھیرنا اُن
کا مصلحت بجانا اور نہیں قبول کیا لیکن اسی وقت فقرا اور مساکین پر تقسیم کیں فَاَمَرَ اللَّعِیْنُ بِرَدِّھِمْ

اِلیٰ اَوْطَانِہِمْ فَسَارَ الْقَائِدُ مَعَہُمْ اِلیٰ اَرْضِ کَرْبَلَاءَ فَوَصَلُوْا اِلیٰ مَصَارِعِ الشُّہَدَاءِ وَکَانَ
ذٰلِکَ فِیْ عِشْرِیْنَ مِنْ صَفَرٍ بعد اس کے اُس ملعون نے بشیر کو کہ وہ دوستدار خاندان رسالت ع سے
تھا ہمراہ اہلبیت اطہار ع کے کر کے روانہ مدینہ منورہ کے کیا اُس نے بکمال حفظ و احتیاط انحضرات کو پہلے
زمین کربلا پر پہونچایا موافق روایت مشہور کے وہ تاریخ بیسویں ماہ صفر کی تھی فَوَجَدَ ھُنَاکَ جَابِرَ بْنَ
عَبْدِ اللّٰہِ الْاَنْصَارِیَّ وَجَمَاعَۃً مِنْ بَنِیْ ھَاشِمٍ فَتَلَاقَوْا فِیْ وَقْتٍ وَاحِدٍ فَاَخَذُوْا بِالنِّیَاحِ
وَالْبُکَاءِ عَلَی الشُّہَدَاءِ جب کہ جناب امام زین العابدین علیہ السّلام مع الحرم کے اس صحرائے پر بلا
میں پہونچے اور یہہ خبر تشریف آوری کی جابر بن عبداللہ انصاری نے کہ وہ ساتھ جماعت بنی ہاشم کے واسطے
زیارت قبر مطہر جناب سید الشہداء ع کی مدینہ منورہ سے آئے تھے سنتے ہی پس اُسی وقت سب کے سب خدمت
باسعادت حضرت میں حاضر ہوئے اور ہمراہ اہلبیت اطہار ع کے روتے پیٹتے مقتل شہدا پر پہونچے راوی
کہتا ہے کہ اُسوقت شور گریہ و بکائے اہلبیت طاہرین سے اور نوحہ و ماتم زائرین سے اُس صحرائے پر بلا میں
ایک قیامت بپا تھی اور ہر طرف سے صدائے واحسینا ہائے حسینؑ کے بلند تھی اَمَّا زَیْنَبُ بِنْتُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ
لَمَّا رَاَتْ قَبْرَ اَخِیْہَا الْحُسَیْنِ اِنْکَبَّتْ عَلَیْہِ وَبَکَتْ حَتّٰی غُشِیَ عَلَیْہَا وَکَذَا النِّسَاءُ
یَبْکِیْنَ بُکَاءَ الثَّوَاکِلِ اور وہ وقت عجب قیامت کا تھا کہ جسوقت جناب زینب خاتون نے قبر مطہر کو اپنے
بھائی کی دیکھا پس دیکھتے ہی ہاتھ پھیلا کر قبر سے لپٹ گئیں اور اس قدر پیٹیں کہ بیہوش ہو گئیں اور قریب تھا کہ
روح اقدس اُس مخدومہ کی بدن اطہر سے مفارقت کر جائے اور اسی طرح سب بی بیوں نے گرد قبر مطہر کے حلقہ
کر کے پیٹنا اور رونا شروع کیا وَاجْتَمَعَتْ نِسَاءُ بَنِیْ اَسَدٍ مِنَ الْغَاضِرِیَّۃِ وَنِسَاءُ ذٰلِکَ السَّوَادِ
وَاَقَمْنَ الْمَاتَمَ الْمُفْرِحَۃَ لِلْاَکْبَادِ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ اَوْ سَبْعَۃَ اَیَّامٍ منقول ہے کہ جب شور گریہ و بکا
اہلبیت اطہار کا بنی اسد اور اہل غاضریہ نے سُنا وہ سب عورات سر و پا برہنہ روتی پیٹتی شریک ماتم اور
عزائے جناب سید الشہداء ع ہوئیں اور تین شبانہ روز اور موافق ایک روایت کے سات شبانہ روز مقتل شہدا
پر ماتم بپا رہا فَقَالَ بَشِیْرُ بْنُ حَذْلَمٍ فَقُلْتُ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَوْ رَاَیْتَ لَرَحَلْنَا مِنْ ھُنَا فَاِنَّہُنَّ غَیْرُ مَاْمُوْنَاتٍ جب کہ کئی روز
قافلۂ اہلبیت ع کو اس صحرائے پر بلا میں گذر چکے اسوقت بشیر بن حذلم نے کہ او نحضرات کے ساتھ بہ ہمت تھا خدمت باسعادت

جناب سید الساجدین میں عرض کی کہ یا بن رسول اللہ الحمد للہ کئی روز آپ کو اس جنگل میں بخیر گذری لیکن یہ جگہ خوف کی ہے اور مجھے شر اعدا سے ہرگز اطمینان نہیں ہے اگر حضرت ارشاد فرمائیں تو یہاں سے کوچ کریں فَرَضِيَ عَلِيٌّ عَلَى الرَّحِيلِ وَوَدَّعَ قَبْرَ سَيِّدِ الشُّهَدَاءِ وَقُبُورَ الْأَقْرِبَاءِ بِالنِّيَاحِ وَالْبُكَاءِ پس یہ سنکر امام زین العابدین علیہ السلام نے التماس کو بشیر کے قبول فرمایا اور قبر جناب سید الشہداء اور قبور شہداء اور قبور شہدا سے بکمال حسرت و یاس وداع ہوئے اور اسی طرح سب اہلبیت اطہار بھی زوار مزار اقربا سے رخصت ہوئے اَمَّا زَيْنَبُ بِنْتُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَهِيَ لَا تَرْقِىْ دَمْعَتُهَا وَتَنْدُبُ عَلَى اَخِيْهَا وَكُلَّمَا يُسَلِّيْهَا اَحَدٌ يَزْدَادُ نَحِيْبُهَا وَبُكَاءُهَا لیکن جناب زینب خاتون دختر امیر المومنین کا یہ حال تھا کہ کسی طرح قبر مطہر اپنے بھائی حسین سے جدا ہوتی تھیں اور اشک چشم مبارک سے مثل ابر بہار کے مسلسل جاری تھے اور جگر اقدس آتش غم والم سے بریاں تھا اور جس قدر کوئی اُن معظمہ کو سمجھاتا تھا اور زیادہ آتش رنج والم سینۂ اطہر میں مشتعل ہوئی تھی پس جب کہ جناب سید الساجدین نے بہت سا سمجھایا ناچار چلنے پر آمادہ ہوئیں اور وقت رخصت کے قبر مطہر امام حسین علیہ السلام کے لپٹ کر بین کرتی تھیں اور روتی تھیں ؎ رَحَلْنَا يَا اَخِيْ بِالرَّغْمِ مِنَّا ؛ اَلَا فَانْظُرْ اِلٰى مَا حَلَّ فِيْنَا ؛ اَلَا يَا كَرْبَلَا اَوْدَعْتُ جِسْمًا ؛ بِلَا غُسْلٍ وَلَا كَفَنٍ دَفِيْنَا

یعنی آگاہ ہو اے بھائی کہ یہ بہن ستمدیدہ اُمیدوار اس کی ہے کہ تا زیست اپنی اس قبر مطہر سے جدا نہوں اور ہمیشہ مجاور اس قبر مطہر کے رہوں لیکن کیا کروں کہ بناچاری اس مزار کو چھوڑتی ہوں اور تمہیں اس جنگل میں چھوڑکر مدینہ کو جاتی ہوں پس بعد اس کے وہ معظمہ متوجہ طرف زمین کربلا کے ہوئے اور فرمایا کہ اے ارض کربلا خبردار رہنا اس جسم اطہر شہید راہ خدا سے کہ جو بے غسل وکفن تجھ میں دفن ہوا ہے ؎ اَلَا يَا كَرْبَلَا اَوْدَعْتُ نُوْرًا ؛ وَذُخْرَ الْقَاصِدِيْنَ الزَّائِرِيْنَا ؛ وَدَعْنَا فِيْكِ فِلْذًا مِنْ عَلِيٍّ ؛ وَمِنْ زَهْرَاءَ سِتِّ الْعَالَمِيْنَا اور اے ارض کربلا میں تجھے بطور امانت سونپتی ہوں اُس نور خدا کو کہ جو باعث تحصیل سعادت دنیا اور آخرت ہے واسطے اُن لوگوں کے کہ جو زیارت کو اس نور کے آئیں گے اور اے زمین کربلا سپرد کرتی ہوں میں تجھے پارۂ جگر علی مرتضیٰ اور نازپر وردۂ فاطمہ زہرا کو کہ جو سردار ہیں عورات عالم کی فَبَكَتْ وَسَادَتْ بَاكِيَةً اِلَى الْمَدِيْنَةِ بعد اُس کے قبر مطہر سے ملکر بہت روئیں اور ناچار بحکم جناب سید الساجدین

ہمراہ الحرم کے طرف مدینہ منورہ کے روانہ ہوئیں اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس ساٹھویں متضمن ہے روانگی اہلبیت پر شام سے مدینہ کی طرف

عَنْ زُرَارَۃَ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ لِیْ اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ یَا زُرَارَۃِ اِنَّ السَّمَآءَ بَکَتْ عَلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا بِالدَّمِ زرارہ سے منقول ہے کہ کہا اُس نے کہ فرمایا مجھ سے حضرت جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے کہ اے زرارہ بہ تحقیق کہ آسمان رویا مصیبت میں امام حسین علیہ السّلام کی چالیس روز تک بخون وَاِنَّ الْاَرْضَ بَکَتْ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا بِالسَّوَادِ وَاِنَّ الشَّمْسَ بَکَتْ عَلَیْہِ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا بِالْکُسُوْفِ وَالْحُمْرَۃِ وَاِنَّ الْجِبَالَ تَقَطَّعَتْ وَاِنَّ الْبِحَارَ تَفَجَّرَتْ وَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ بَکَتْ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا عَلَی الْحُسَیْنِ اے زرارہ بہ تحقیق کہ زمین بھی روئی اُس امام مظلوم پر چالیس روز بہ سیاہی اور آفتاب رویا اس امام بیکس پر چالیس روز تک ساتھ کسوف اور سرخی کے یعنی چالیس روز تک آفتاب کو گہن رہا اور جب نکلتا تھا تو نہایت سرخ نکلتا تھا اور اے زرارہ پہاڑ اس غم میں ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اور دریا اس غم میں جوش و خروش میں آئے اور تحقیق کہ فرشتہائے آسمان روئے امام حسینؑ پر چالیس روز تک وَمَا اخْتَضَبَتْ اِمْرَاَۃٌ مِّنْ بَنِیْ ہَاشِمٍ وَلَا ادَّہَنَتْ وَلَا اکْتَحَلَتْ وَلَا رَجَّلَتْ حَتّٰٓی اَتَانَا رَاْسُ الْحُسَیْنِ ثُمَّ مَا زِلْنَا فِیْ عَبْرَۃٍ بَعْدَہٗ فرمایا کہ اے زرارہ جس وقت سے کہ جد عالیمقدار میرے امام حسینؑ شہید ہوئے اُسی روز سے کسی عورت نے عورات ہاشمیہ سے نہ خضاب کیا اور نہ مہندی لگائی اور نہ سر میں تیل ڈالا اور نہ کنگھی کی اور نہ آنکھوں میں سرمہ ڈالا جب تک سر عبداللہ بن زیاد کا کٹ کر ہمارے پاس نہ آیا اور اے زرارہ ہم ہمیشہ سب رویا کرتی ہیں غم میں امام حسینؑ کے پس حضرات تمہیں لازم ہے کہ تمام عمر رویا کرو مصیبت پر امام حسین کی خاصتہً ایام چہلم میں کہ تمام مخلوقات از آسمان تا زمین اور آفتاب اور پہاڑ اور دریا اور فرشتہائے مقربین ان ایام میں تا اربعین روئے اور روتے ہیں رَوَی الشَّیْخُ الْمُفِیْدُ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَصَاحِبُ الْمَنَاقِبِ اَنَّ یَزِیْدَ لَعَنَہُ اللّٰہُ لَمَّا نَدِمَ عَلٰی اَفْعَالِہٖ عَرَضَ عَلٰٓی اَہْلِبَیْتِ سَیِّدِ الْاَنَامِ الْمَقَامَ بِدِمَشْقَ شیخ مفید علیہ الرّحمہ اور صاحب مناقب نے روایت کی

ہے کہ جب یزید پلید اپنے کردار بد پر پشیمان اور نادم ہوا اُسوقت الحرم کو اپنے سامنے طلب کیا اور عرض کی کہ اے
اہلبیت رسول مختارؐ میں امیدوار اسکا ہوں کہ قصور میرا معاف ہو اور تم سب دمشق میں میرے پاس تشریف
رکھو کہ میں ہمیشہ خدمت گذار رہونگا اور آپ کو بجز راحت کے کسی طرح کی تکلیف نہ ہوگی فَاَبَوْا عَنْہُ وَقَالُوْا
یَا یَزِیْدُ بَلْ رُدَّنَا اِلٰی مُہَاجِرِ جَدِّنَا فَقَالَ لِنُعْمَانَ بْنِ بَشِیْرٍ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ جَہِّزْ ہٰؤُلَاءِ
بِمَا یُصْلِحُہُمْ وَابْعَثْ مَعَہُمْ خَیْلًا وَاَعْوَانًا پس یہ سنکر سب الحرم روئے اور کہا کہ اے یزید ہمیں ہرگز
یہاں رہنا قبول نہیں ہے بلکہ ہم مشتاق زیارت مرقد اقدس رسولخداؐ ہیں ہمیں مدینہ میں پہونچوا دے پس یہ سنکر یزید پلید
نے بشیر بن نعمان کو کہ نعمان اصحاب رسولخداؐ سے تھے حکم دیا کہ جو اسباب اور سامان سفر واسطے اہلبیتؑ کے ضرور ہو وہ
مہیا کر اور بہت سے سوار واسطے حفاظت الحرم کے اپنے ہمراہ لے اور اہلبیت عصمت و طہارت کو بکمال حفظ و احتیاط
مدینہ منورہ میں پہونچادے ثُمَّ دَعَا بِعَلِیِّ ابْنِ الْحُسَیْنِ وَقَالَ لَہٗ یَا عَلِیُّ لَعَنَ اللّٰہُ ابْنَ مَرْجَانَۃَ اَمَا
وَاللّٰہِ لَوْ کُنْتُ صَاحِبَہٗ مَا سَاَلَنِیْ خَلَّۃً اِلَّا اَعْطَیْتُہَا اِیَّاہُ وَلَدَفَعْتُ عَنْہُ الْحَتْفَ بِکُلِّ مَا قَدَرْتُ عَلَیْہِ
وَلَوْ بِہَلَاکِ بَعْضِ وُلْدِیْ پھر سید الساجدینؑ کو اپنے قریب بلایا اور عرض کی کہ یا علی خدا لعنت کرے ابن زیاد پر کہ اُس ملعون نے
آپ کے باپ کو ناحق قتل کیا قسم بخدائے عزوجل اگر میں آنحضرت کے قریب ہوتا تو جو کچھ کہ وہ مجھ سے طلب کرتے میں
وہی حاضر کرتا اور کسی طرح حضرت کو قتل نہ ہونے دیتا اگرچہ کوئی میری اولاد سے قتل ہو جاتا وَلٰکِنْ قَضَی اللّٰہُ مَا
رَاَیْتَ فَکَاتِبْنِیْ فَاِنَّہٗ اِلٰی کُلِّ حَاجَۃٍ تَکُوْنُ لَکَ فَنَادَوْا وَکَانَ مَعَہُمْ بَشِیْرٌ اَمَامَہُمْ فَاِذَا نَزَلُوْا تَنَحّٰی
عَنْہُمْ وَتَفَرَّقَ ہُوَ وَاَصْحَابُہٗ کَہَیْئَۃِ الْحَرَسِ لکن یا علی جو امر کہ مقدر تھا وہ ہوا اب بجز حسرت و افسوس کے کیا ہو سکتا ہے
اب آپ مع الحرم کے مدینہ کو تشریف فرما ہوں لیکن امیدوار اسکا ہوں کہ آپ رسم خط و کتابت مجھ سے رکھیئے گا اور
جو کوئی ضرورت آپ کو دربیش ہو تو مجھے اُس سے مطلع کیجئے گا کہ میں اُسے بجالاؤنگا پس یہ عذر کر کے حضرت کو رخصت کیا راوی
کہتا ہے کہ جب اہلبیت اطہارؑ روانہ مدینہ منورہ ہوئے بشیر بن نعمان بہت سے سوار اپنے ہمراہ لیکر آگے آگے اہلبیت کے
روانہ ہوا اور جسوقت کسی جگہ الحرم ٹہرتے تھے تو وہ سب سوار دور دور بطور نگہبان اور پاسبانوں کے متفرق ہو جاتے
تھے اور جو کوئی ضرورت اہلبیتؑ میں سے کسی کو دربیش ہوتی تھی اُسے بطور خدمتگاروں کے بجالاتے تھے قَالَ حَرْثُ
بْنُ کَعْبٍ قَالَتْ لِیْ فَاطِمَۃُ بِنْتُ عَلِیٍّ قُلْتُ لِاُخْتِیْ قَدْ وَجَبَ عَلَیْنَا حَقُّ ھٰذَا الْقَائِدِ

فَهَلْ لَكِ اَنْ تَصِلَهُ حرث بن کعب سے منقول ہے کہ فرمایا مجھ سے جناب فاطمہؑ دختر امیرالمومنینؑ نے کہ جب
میں نے حال فرمانبرداری اور خدمت گذاری بشیر بن نعمان کا بہ نسبت ہم اہلبیتؑ کے دیکھا تو اپنی بہن زینب خاتون سے
عرض کی کہ اے بہن اس شخص نے راہ میں کوئی دقیقہ ہماری اطاعت کا فرو گذاشت نہیں کیا ہے پس اگر آپ کچھ حق خدمت
سے عنایت فرمائیں تو نہایت ہی مناسب ہے فَقَالَتْ لِي اُخْتِي زَيْنَبُ وَاللّٰهِ مَا لَنَا اَنْ نَصِلَهُ بِهِ اِلَّا حُلِيَّنَا
فَاَخَذْنَاهَا فَبَعَثْنَا اِلَيْهِ وَاعْتَذَرْنَا مِنْ قِلَّتِهَا، پس یہ سنکر میری بہن جناب زینب خاتون نے فرمایا
کہ اے بہن ہم نادار ونکے پاس مال دنیا سے کیا چیز ہے کہ ہم اُسے دیں اور وہ قبول کرے البتہ جو کچھ قسم زیور سے کہ بعد
لٹنے کے تمہیں واپس ملا ہے وہ بہجوا دو شاید وہ شخص اُسے قبول کرے چنانچہ میری بہن نے میرے کنگن اور بازو بند اور
اسی طرح میری اور بہنوں کا زیور مثل کنگن وغیرہ کے اوتار کر ایک شخص کو دیا کہ یہ اسباب بشیر پاس لیجا اور ہماری طرف
سے بہت سا عذر کرنا کہ ہم سے عوض تیری خدمت گذاری کا کچھ نہیں ہو سکتا ہے لیکن یہ اقل قلیل تیرے پاس بہجوایا ہے اگر
تو اسے قبول کرے تو باعث ہمارے سرور کا ہے فَقَالَ لَوْ كَانَ الَّذِي صَنَعْتُ لِلدُّنْيَا كَانَ فِي دُونِ هٰذَا
رِضَائِي وَلٰكِنْ مَا فَعَلْتُهُ اِلَّا لِلّٰهِ وَقَرَابَتِكُمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ پس جبکہ وہ زیور دختران فاطمہ زہراؑ کا اُس
مرد دیندار پاس پہونچا کانپ گیا اور وہ اسباب واپس کیا اور عرض کر بھیجا کہ اگر اس فدوی نے خدمت آپکی واسطے مال دُنیا
کے کی ہوتی تو اس سے بہی کم مال باعث میری خوشنودی کا ہوتا لیکن میں نے خدمت آپکی فقط واسطے خوشی خدا اور رضائے
جناب محمد مصطفےؐ کی ہے مجھے ہرگز مال دُنیا مقصود نہیں ہے قَالَ بَشِيْرٌ فَلَمَّا قَرُبْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ نَزَلَ عَلِيُّ الْحُسَيْنِ
فَحَطَّ رِحَالَهُ وَضَرَبَ فُسْطَاطَهُ وَاَنْزَلَ نِسَائَهُ فَقَالَ لِي رَحِمَ اللّٰهُ اَبَاكَ لَقَدْ كَانَ شَاعِرًا فَهَلْ تَقْدِرُ عَلٰى
شَيْءٍ مِنْهُ قُلْتُ بَلٰى بشیر کہتا ہے کہ جب ہم قریب مدینہ منورہ کے پہونچے اُسوقت جناب سید الساجدین علیہ السلام
نے عیال خیمیں بپا کیے اور اہل حرم کو اُتروایا اور مجھ سے فرمایا کہ اے بشیر خدا رحمت نازل کرے تیرے باپ پر کہ وہ مرد شاعر تہا
آیا تجہے بہی کچھ فن شعر میں دخل ہے میں نے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ میں بہی شعر کہتا ہوں قَالَ فَادْخُلِ الْمَدِيْنَةَ
وَانْعَ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنِ فَرَكِبْتُ فَرَسِي وَدَخَلْتُ الْمَدِيْنَةَ وَرَفَعْتُ صَوْتِي بِالْبُكَاءِ
پس حضرت علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ اے بشیر تو مدینہ میں جا اور شہادت جناب امام حسین علیہ السلام سے اہل مدینہ
کو آگاہ کر چنانچہ حسب الارشاد میں گہوڑے پر سوار ہو کر داخل مسجد نبویؐ ہوا اور وہاں پہونچکر آواز بلند یہ اشعار متضمن

شہادت امام ابرار پر پڑھے ۔ یَا اَهْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ بِهَا قُتِلَ الْحُسَیْنُ فَاَدْمُعِیْ مِدْرَارٌ اَلْجِسْمُ
بِكَرْبَلَاءَ مُضَرَّجٌ وَالرَّاسُ مِنْهُ عَلَى الْقَنَاةِ یُدَارُ یعنی اے اہل یثرب اب یہ شہر قابل بود و باش کے
نہیں ہے اسلئے کہ رئیس اور مالک اس شہر کا یعنی جناب امام حسینؑ فرزند رسول الثقلینؐ ظلم کوفیان پر دغا سے تشنہ جگر
اقربا کے زمین کربلا پر شہید ہوئے اور جسم نازنین اُن کا خاک گرم کربلا پر بے غسل و بے کفن پڑا رہا اور سر اطہر اُس امام مظلوم
مدت دراز تک نیزہ پر رکھکر پھرایا گیا یَا اَهْلَ الْمَدِیْنَةِ هٰذَا عَلِیُّ ابْنُ الْحُسَیْنِ مَعَ عَمَّاتِهٖ وَاَخَوَاتِهٖ قَدْ نَزَلَ
بِفِنَائِكُمْ وَاَنَا رَسُوْلُهٗ اِلَیْكُمْ اور اے اہل مدینہ جناب امام زین العابدین مع اپنی پھوپھیوں اور
بہنوں کے قید یزید پلید سے رہائی پاکر قریب شہر کے اترے ہیں اور مجھے بھیجا ہے کہ تا میں تم سب کو اُن حضرت کے آنے سے خبر
دوں فَمَا بَقِیَتْ فِی الْمَدِیْنَةِ مُخَدَّرَةٌ وَلَا مُحَجَّبَةٌ اِلَّا بَرَزْنَ مِنْ خُدُوْرِهِنَّ مَكْشُوْفَةً
شُعُوْرُهُنَّ وَیَبْكِیْنَ بُكَاءَ الثَّوَاكِلِ بشیر بن جذلم کہتا ہے سنتے ہی اس خبر ہلاکت اثر کے تمام عورات مدینہ
اپنے گھروں سے سر و پا برہنہ مونہہ پیٹتیں اور روتیں ہوئیں باہر نکل آئیں اور کسی کو ہوش اپنے پردے کا نہ رہا اور تمام
شہر سے صدائے گریہ و بکا اور شور وامصیبتاہ کا ایسا بلند ہوا کہ ایسا رونا اور ماتم میں نے کسی مصیبت میں کبھی نہ سنا تھا
وَسَمِعْتُ جَارِیَةً تَنُوْحُ عَلَى الْحُسَیْنِ وَتَبْكِیْ وَتَقُوْلُ ۔ نَعٰی سَیِّدِیْ نَاعٍ نَعَاهُ فَاَوْجَعَا وَاَمْرَضَنِیْ
نَاعٍ نَعَاهُ فَاَفْجَعَا قَالَتْ لِیْ اَیُّهَا النَّاعِیْ جَدَّدْتَ حُزْنَنَا مَنْ اَنْتَ بشیر کہتا ہے اُسی حالت میں آواز رنج
و بیٹھی ایک صاحبزادی کی سنی میں نے کہ وہ دختر یتیم تڑپتی ہے اور یہ نوحہ کرتی ہے کہ ہائے افسوس خبر قتل ہونے میرے
مسیحا کی اس شخص نے سناکر مجھ بیکس کو دردمند کر دیا اور یہ خبر ہلاکت اثر مجھے سناکر ایسا مریض کر دیا کہ بجز رونے اور پیٹنے
کے مدت العمر کچھہ علاج اسکا نہیں ہے پس اُس شاہزادی نے مجھے در دولت پر بلایا اور پس پردہ سے فرمایا کہ اے شخص
کیا قیامت کی تو نے اور کیونکر تیری زبان سے یہ نکلا کہ امام حسین سردار مشرقین قتل ہوئے آیا یہ سچ کہتا ہے تو یا کہ
غلط ہے قُلْتُ یَا سَیِّدَتِیْ اَنَا بَشِیْرُ بْنُ جَذْلَمٍ وَجَّهَنِیْ سَیِّدِیْ عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ وَهُوَ نَازِلٌ قَرِیْبًا
مِنَ الْمَدِیْنَةِ ، بشیر کہتا ہے کہ میں نے اُس شاہزادی سے عرض کی کہ اے سیدہ میرے غلام کا نام بشیر بن جذلم ہے
میری مجال کب تھی کہ میں ایسی خبر ہلاکت اثر کو برملا بیان کرتا لیکن کیا کروں کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام قریب
مدینہ کے مع اپنی پھوپھیوں اور بہنوں کے تشریف لائے ہیں اور مجھ سے ارشاد کیا کہ تو مدینہ میں خبر قتل امام حسینؑ سنا

اور خبر کرکہ ہم قریب مدینہ کے اُترے ہیں پس حکم سے حضرت کے ناچار تھا فَبَيْنَا كَذٰلِكَ اِذْ خَرَجَتْ اُمُّ هَانِیْ وَ
رَمْلَةُ بَنَاتُ عَقِیْلِ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ مَعَ جَمَاعَةِ نِسَاءِ بَنِیْ هَاشِمٍ وَتَرَكُوْنِیْ فِیْ مَكَانِیْ ۔ بشیر کہتا ہے کہ میں
بھی اُس شاہزادی سے یہ عرض کررہا تھا کہ ناگاہ اُمّ ہانی اور رملہ اور اُم لقمان تمام دختران عقیل بن ابیطالبؑ اور
ساتھ اُنکے تمام عورات ہاشمیہ سروپا برہنہ بے مقنعہ و چادر روتی اور پیٹتیں گھروں سے باہر نکلیں اور مجھے وہیں چھوڑ کر طرف
امام زین العابدینؑ کے روانہ ہوئیں فَرَكِبْتُ فَرَسِیْ حَتّٰی اَتَيْتُ اِلَيْهِمْ فَمَا وَجَدْتُ الطَّرِيْقَ فَنَزَلْتُ
عَنْ فَرَسِیْ فَقَرَبْتُ مِنَ الْفُسْطَاطِ کہتا ہے پس میں بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور چاہا کہ روانہ
ہوں لیکن کثرت سے آدمیوں کے تمام راہیں بند تھیں ناچار میں گھوڑے سے اُترا اور پیادہ پا آدمیوں کے سروں پر پاؤں
رکھکر خیمہ اطہر جناب امام زین العابدین علیہ السلام تک پہونچا وَكَانَ عَلِیُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ دَاخِلًا فَخَرَجَ
وَمَعَهٗ خِرْقَةٌ يَمْسَحُ دُمُوْعَهٗ بِهَا وَخَلْفَهٗ خَادِمٌ مَعَهٗ كُرْسِیٌّ فَجَلَسَ عَلَيْهِ پس جبکہ میں قریب
خیمہ انور کے پہونچا دیکھا میں نے کہ جناب سید الساجدین علیہ السلام خیمہ سے نکلے اور حضرت کے ساتھ خادم کرسی لیئے ہے
پس اُس نے کرسی بچھادی اور حضرت اُس پر بیٹھے وَهُوَ لَا يَتَمَالَكُ مِنَ الْبُكَاءِ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُ النَّاسِ
بِالْبُكَاءِ وَالنَّاسُ مِنْ كُلِّ نَاحِيَةٍ يُعَزُّوْنَهٗ فَضَجَّتْ تِلْكَ الْبُقْعَةُ ضَجَّةً اور دیکھا میں نے
کہ حضرت بے اختیار روتے ہیں اور تمام مرد و زن اُن حضرت کو روتے دیکھکر بآواز بلند رونے لگے اور ہر طرف سے اہل مدینہ
قریب حضرت کے آتے تھے اور کلمات ماتم پرسی کے عرض کرتے تھے پس شور گریہ و بکا سے اُس جگہ قیامت عظیم بپا تھی۔
فَاَوْمٰی بِيَدِهٖ اَنِ اسْكُتُوْا فَسَكَنَتْ فَوْرَتُهُمْ پس اُس حالت گریہ و بکا میں حضرت نے دست مبارک اُٹھایا
اور سب کو اشارہ سے حکم سکوت فرمایا پس جبکہ وہ سب فی الجملہ ساکت ہوئے اُسوقت حضرت نے فرمایا نَحْمَدُهٗ عَلٰی
عَظَائِمِ الْاُمُوْرِ وَفَجَائِعِ الدُّهُوْرِ اَيُّهَا النَّاسُ قُتِلَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنُ وَعِتْرَتُهٗ وَسُبِیَ نِسَاۤؤُهٗ
وَدَارُوْا بِرَاْسِهٖ فِی الْبُلْدَانِ مِنْ فَوْقِ عَالِی السِّنَانِ ایہا الناس شکر کرتے ہیں
ہم خدائے عزوجل کا اُن مصائب پر کہ جو اعظم المصائب ہیں کہ جن کے سبب سے تمام عالم مغموم اور محزون ہے وہ یہ
کہ جناب امام حسینؑ کو اشقیائے اُمت نے مع عزیز و اقربا کے شہید کیا اور سر اقدس اُنکا نیزہ پر رکھکر مع اُن کے
اہل حرم کے ہر شہر میں لیئے پھرے ایہا الناس یہ وہ مصیبت عظیم ہے کہ تمام آسمان اور زمین اور دریا اور پہاڑ اور ملائکہ

مقربین اس ماتم میں روئے پس حضرتؑ کے اس بیان سے صدا گریہ وبکا کی از زمین تا آسمان بلند تھی بعد اسکے حضرت نے قصد داخل ہونے مدینہ کا کیا اور تمام مرد وزن مدینہ کے ہمراہ حضرت کے روتے پیٹتے روانہ ہوئے جبکہ قریب شہر تک کے پہونچے اُسوقت جناب اُمّ کلثوم طرف مدینہ منورہ کے مخاطب ہوئیں اور یہ مرثیہ کہ جس کے سننے سے پہاڑ ٹکڑے ہو جائے پڑھا ؎ مَدِیْنَةَ جَدِّنَا لَا تَقْبَلِیْنَا ؛ فَبِالْحَسَرَاتِ وَالْاَحْزَانِ جِئْنَا ؛ خَرَجْنَ مِنْكِ بِالْاَهْلِیْنَ جَمْعًا ؛ رَجَعْنَا لَا رِجَالَ وَلَا بَنِیْنَا یعنی اے شہر ہمارے نانا کے آج ہم بیکس اور دکھیارئیوں پر یہ احسان کر کہ ہمارے آنیکو اپنے میں قبول نہ کر کہ ہم تجھ میں بکمال حسرت اور یاس آتے ہیں جائے انصاف ہے کہ کیونکر گوارا ہو ہمیں اپنا داخل ہونا شہر میں کہ ایک دن وہ تھا کہ تمام کنبہ ہمارا ہمارے ساتھ تھا اور ہم بکمال فرحت اور سُرور تجھ سے رخصت ہوکر گئے تھے اور آج اس بیکسی سے تجھ میں داخل ہوتے ہیں کہ کوئی شخص ہمارے وارثوں سے اور اولاد سے ہمارے ساتھ نہیں ہے ؎ وَمَوْلَیْنَا الْحُسَیْنُ لَنَا اَنِیْسٌ ؛ رَجَعْنَا وَالْحُسَیْنُ بِهٖ دَفَنَّا ؛ اَلَا اَخْبِرْ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَنَّا ؛ بِاَنَّا قَدْ فُجِعْنَا فِیْ اَخِیْنَا اور اے مدینہ کیونکر پسند ہو ہمیں آج تجھ میں اپنا آنا کہ جس روز ہم یہاں سے چلے تھے تو عونؑ و جعفرؑ و عبداللہؑ اور محمدؑ اور علی اصغرؑ اور قاسمؑ و علی اکبرؑ شبیہ پیغمبرؐ اور عباسؑ ماہ بنی ہاشم اور حسینؑ سے آقا ہمارے ساتھ تھے اور آج اس بیکسی اور تنہائی سے ہم پھر کر آئے ہیں کہ کوئی اُن اٹھارہ جوانان ہاشمیہ سے ہمارے ساتھ نہیں ہے بلکہ وہ سب اے سب مع حسینؑ کے صحرائے کربلا میں مثل گوسفندان قربانی ایک ساعت واحدہ میں ذبح ہو گئے اور سب کو اُس جنگل میں سوتا چھوڑ کر ہم چند بیوہ پھر کر آئیں ہیں اور اے شہر ہمارے جد کے ہمارے نانا رسول خداؐ کو خبر کر کہ یا رسول اللہؐ بیٹیاں آپکی ماتم میں اپنے بھائی کے روتیں پیٹتیں شہر میں داخل ہوتی ہیں ؎ وَقَدْ ذَبَحُوا الْحُسَیْنَ وَلَمْ یُرَاعُوْا ؛ جَنَابَكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِیْنَا ؛ وَرَهْطُكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَضْحَوْا ؛ عُرَایَا بِالطُّفُوْفِ مُسْتَكِیْنَا ، اور اے مدینہ خبر دے ہمارے نانا رسول کونینؐ کو کہ آپ کی اُمت جفا کار نے آپکے فرزند دلبند حسینؑ کو قتل کیا اور مطلق آپ کا پاس اور لحاظ نہ کیا اور دختران فاطمہ زہراؑ کو سر برہنہ بے مقنعہ و چادر در بدر پھرایا اور کسی نے رعایت آپکی نہ کی ؎ فَلَوْ نَظَرَتْ عُیُوْنُكَ لِلْاُسَارٰی ؛ عَلٰی اَقْتَابِ الْجِمَالِ مُحَمَّلِیْنَا ؛ رَسُوْلَ اللّٰهِ بَعْدَ الصَّوْنِ صَارَتْ ؛ عُیُوْنُ النَّاسِ نَاظِرَةً اِلَیْنَا اور یا رسول اللہؐ کاش دیکھتے آپ اپنی بیٹیوں کو کہ وہ پردگیان عصمت و عفت کہ جنکے گھر سے رواج پردہ داری کا عالم میں جاری ہوا وہ سب بیکس و مجبور

شتران بے کجاوہ پر سر برہنہ سوار مثل بندیان حبش و زنگبار کے مجمع کفار میں پھرائی جاتی تھیں اور کوئی پرسان حال
اُن بیوارثوں کا نہ تھا۔ اَفَاطِمُ لَوْ نَظَرْتِ اِلَی الْحَیَارٰی ؛ وَلَوْ اَبْصَرْتِ زَیْنَ الْعَابِدِیْنَا ؛ اَفَاطِمُ
لَوْ رَاَیْتِنَا سَھَارٰی ؛ وَمِنْ سَھَرِ اللَّیَالِیْ قَدْ عَمِیْنَا ؛ فَبَعْدَھُمْ عَلَی الدُّنْیَا تُرَابٌ ؛ فَکَاسُ الْمَوْتِ
فِیْھِمْ قَدْ سَقِیْنَا پس بعد اُسکے جناب اُم کلثوم متوجہ ہوئیں طرف روضۂ مقدسہ جناب فاطمہ زہراؑ کے اور رو رو
کر عرض کی کہ اے اماں جان ہم سوا آپکے کس سے شکایت کریں اپنی مصیبت کی کہ جو ہم بیکسوں پر بعد شہادت
حسینؑ کے گذری ہے کاش آپ دیکھتی کہ ہمیں کس ذلت و رسوائی سے اُونٹوں پر سوار کیا تھا اور زین العابدینؑ
کو کہ نہایت ہی ناتوان اور بیمار تھا اُسے طوق و زنجیر میں گرفتار کرکے ہر کوچہ و بازار میں پھراتے تھے اور ہمیں
اُس تمام مدت قید میں اُن بیرحموں نے ایک دم بھر سونے نہ دیا یہاں تک کہ شب روز کے جاگنے سے بینائی ہماری
جاتی رہی اور ہم نابینا ہوگئے پس بعد اس رسوائی اور ذلت کے اور بعد قتل ہونے ایسے وارثوں کے اب
خاک ہے اس دنیا اور زندگانی دنیا پر اور جب تک کہ ہم زندہ رہیں گے زندگی ہماری بدتر از موت ہے
قَالَ فَلَمَّا دَخَلُوْا رَوْضَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَخَذَتْ زَیْنَبُ بِنْتُ عَلِیٍّ بِعِضَادَتِیِ الْبَابِ وَنَادَتْ
یَا جَدَّاہُ اِنِّیْ نَاعِیَۃٌ بِاَخِی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ پس جبکہ وہ قافلہ بے وارثوں کا داخل شہر ہوا اُس
وقت تمام شہر میں ایک آفت بپا تھی اور ہر گھر سے صدا واحسیناؑ کی بلند تھی یہاں تک کہ سب اہلحرم پیٹتے اور
روتے باشیون و شین روضۂ جناب رسول الثقلینؐ پر پہونچے اور جناب زینب خاتونؑ دختر امیرالمومنینؑ نے
دروازہ رسولخداؐ کو پکڑکر بکمال حسرت و یاس آواز دی کہ اے نانا رسولخداؐ یہ بیٹی آپ کی زینبؑ ستم رسیدہ اپنے بھائی
حسینؑ کے مرنے کی خبر سنانے آئی ہے وہ حسینؑ دلبند آپکا کہ جسے آپ نے اپنی آغوش مبارک میں پرورش کیا تھا
وہ پارہ جگر آپ کا زمین کربلا پر پیاسا شہید ہوا اور لاش اطہر اُس کی کئی روز تک عریان خاک اور خونیں غلطان
ریگستان گرم پر پڑی رہی منقول ہے کہ اس خبر ہلاکت اثر سے قبر مطہر رسول مقبولؐ کی کانپنے لگی جبکہ اہلحرمؑ
مرقد رسولخداؐ پر پہونچے جناب اُم سلمہؓ زوجہ رسولخداؐ مع دختر جناب سید الشہداؑ کہ ہونا ایک صاحبزادی حضرتؑ
کا بعض اشعار منقولہ صاحب بحار سے معلوم ہوتا ہے اور ہمراہ اُنکے جناب اُم البنین مادر عباسؑ اور سب دختران
عقیلیہ اور جعفریہ اور تمام عورات ہاشمیہ سر و پا برہنہ ہائے حسینؑ ہائے حسینؑ کہتی ہوئیں سر پیٹتی ہوئیں روضہ

رسولخدا میں داخل ہوئیں اور اُس قافلہ ستم رسیدہ سے ملیں اور بین حضرت زینبؑ کے سنکر ہر ایک بی بی نے
بیٹھے بیٹھے حال اپنا غیر کیا پس بین سے ہر ایک معظمہ کے روضۂ رسولخدا میں قیامت بپا تھی خاصةً اُسوقت عجب
مصیبت ہوگی کہ جسوقت دختر جناب مظلوم کربلا اپنی پھوپھیوں سے اور ماں اور بہنوں سے ملکر پوچھتی ہوگی
اَيْنَ اَبِيْ اَيْنَ اَخِي الْقَاسِمُ وَاَيْنَ عَلِيُّ الْاَكْبَرُ وَاَيْنَ عَلِيُّ اَصْغَرُ وَاَيْنَ عَمِّيَ الْعَبَّاسُ
وَاَيْنَ جَعْفَرُ یعنی اے پھوپھی جان کہاں ہیں پدر عالیوقار میرے حسینؑ اے اماں جان کہاں ہے بہائی
میرا علی اکبرؑ کہاں ہے چھوٹا بہائی میرا علی اصغرؑ کہاں ہیں بہائی میرے عبداللہؑ اور قاسمؑ کہاں ہیں چچا جان
میرے عباسؑ دلاور اور جعفر غرض کہ رونے اور تڑپنے سے اُن سب مخدرات کے قریب تہا کہ تمام مدینہ اُلٹ
جائے اور ہر در و دیوار سے آواز گریہ و بکا کی آتی تھی پس وہ سب مخدرات باحال تباہ بکمال حسرت و یاس
داخل دولت سرا ہوئیں اور وہ گہر کہ جو وارثوں سے بہرا ہوا تہا اُسے خالی دیکھکر سب غش کہا کر زمین پر گر
پڑیں اور بیہوش ہوگئیں اور اُس روز سے جب تک کہ وہ سب معظمات بقید حیات رہیں جب تک ماتم امام
حسینؑ میں دن اور رات رویا کیں اور کسی بی بی سوگوار نے نہ سر میں کنگھی کی اور نہ سر میں تیل ڈالا اور نہ
مہندی لگائی اور نہ کسی نے آنکھوں میں سُرمہ ڈالا اور نہ سیاہ پوشاک اپنی اُتاری یہانتک کہ اسی حالت
غم و الم میں دُنیا سے رحلت کی وَاَمَّا رَبَابُ اُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّضِيْعِ بَقِيَتْ بَعْدَهُ لَمْ يُظِلَّهَا دَ
سَقْفٌ حَتّٰى مَاتَتْ كَمَدًا عَلَيْهِ كَمَا ذُكِرَ اور حال پر اختلال جناب عفت مآب حضرت رباب سے مجملاً
یوں منقول ہے کہ جب وہ محترمہ معظمہ مدینہ منورہ میں پہونچیں اُس روز سے کبھی سایہ میں نہ بیٹھیں اور جب
تک زندہ رہیں شب و روز اس غم و الم میں بسر کرتی رہیں آخر کار روتے ہی روتے دنیا سے رحلت کر گئیں چنانچہ
حال اُن معظمہ کا مجلس رخصت امام علیہ السلام میں بتفصیل مذکور ہو چکا ہے وَاَمَّا اُمُّ الْبَنِيْنَ اُمُّ
عَبَّاسٍ زَوْجَةُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ مَا زَالَتْ مُعَصَّبَةَ الرَّاْسِ بَاكِيَةَ الْعَيْنَيْنِ مُحْتَرِقَةَ الْقَلْبِ
تَخْرُجُ اِلَى الْبَقِيْعِ فَتَبْكِيْ عَلَى الْحُسَيْنِ وَعَلٰى بَنِيْهَا بِاَشْجٰى نُدْبَةٍ وَاَحْرَقِهَا اور حال اُم البنینؑ مادر عباسؑ دلاور
اور مادر جعفر کا بالاجمال یوں منقول ہے کہ بعد اس مصیبت عظیم کے وہ معظمہ ایسی ضعیف و ناتوان ہوگئیں
کہ ہمیشہ بسبب درد سر کے سر اطہر پر ایک رومال بندہا رہتا تھا اور چشم انور سے ہر وقت متصل اشک جاری

اور ہائے حسین ہائے عباسؑ ہائے جعفر ہائے عبداللہ زبان اقدس پر جاری تھا اور علیحدہ قبرستان بقیع میں جاکر نوحہ اور بین کرتی تھیں اور ایک ایک اپنے فرزند نوجوان کا نام لیکر رویا کرتی تھیں اور اہل مدینہ بقیع میں جمع ہوتے تھے اور بین اُن مخدومہ کے سنکر روتے تھے بلکہ مروان علیہ اللعن با وصف شقاوت اور قساوت قلبی اور عداوت خاندان نبوت کے ہمیشہ قبرستان بقیع میں جاتا تھا اور بین جناب ام البنین کے سنتا تھا اور روتا تھا پس جناب ام البنین جب تک زندہ رہیں اسی طرح روتی رہیں یہاں تک مغموم ومحزون دنیا سے رحلت کر گئیں

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ،

خاتمہ مشتمل ہی فضائل زیارت جناب امام حسین علیہ السلام پر اور تاریخ

ولادت اور وفات اور مصائب جناب امام زین العابدینؑ اور امام موسیٰ کاظم اور امام رضاؑ کی اور اُس میں چار مجلسیں ہیں **مجلس پہلی** بیچ فضائل زیارت امام حسینؑ کے عَنِ الرِّضَا اَنَّهٗ قَالَ مَنْ تَرَكَ السَّعْیَ فِیْ حَوَائِجِهٖ یَوْمَ عَاشُوْرَا قَضَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ حَوَائِجَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ منقول ہے کہ فرمایا جناب امام رضا علیہ الصلوۃ والسلام نے کہ جو مومن روز عاشورا یعنی دسویں تاریخ ماہ محرم کو اپنی حاجتوں میں سعی نہ کرے عوض اس کے حق سبحانہ تعالےٰ تمام حاجات دنیا اور آخرت اسکی برلائے گا وَمَنْ كَانَ یَوْمَ عَاشُوْرَا یَوْمَ مُصِیْبَتِهٖ وَحُزْنِهٖ وَبُكَائِهٖ جَعَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَوْمَ فَرَحِهٖ وَسُرُوْرِهٖ وَقَرَّتْ بِنَا فِی الْجِنَانِ عَیْنُهٗ اور جو مومن کہ روز عاشورا کو روز مصیبت وغم اور روز رنج والم اور گریہ و ماتم قرار دے حق سبحانہٗ تعالےٰ عوض اس کے روز قیامت کو واسطے اُس کے دن فرحت اور سرور کا گردانے گا اور وہ شخص ہمارے ساتھ بادیدۂ خنداں داخل بہشت ہوگا وَمَنْ سَمّٰى یَوْمَ عَاشُوْرَا یَوْمَ بَرَكَةٍ وَادَّخَرَ فِیْهِ لِمَنْزِلِهٖ شَیْئًا لَمْ یُبَارَكْ لَهٗ فِیْمَا ادَّخَرَ وَحُشِرَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَعَ یَزِیْدَ مُعَاوِیَةَ وَعُبَیْدِ اللّٰهِ ابْنِ زِیَادٍ وَعُمَرَ بْنِ سَعْدٍ لعنہ اللہ اور جو شخص کہ روز عاشورا کو بروز برکت جان کر اپنے گھر میں ذخیرہ جمع کرے حق تعالےٰ

تعالےٰ ہرگز اُنہیں برکت نہ دے گا اور بروز قیامت اسے محشور کرے گا ساتھ یزید بن معاویہ اور عبید اللہ بن
زیاد اور عمر سعد ملعون کے فَيَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ اَنْ لَا يَشْتَغِلَ بِالنَّوْحِ وَالْبُكَاءِ وَالْجَزَعِ وَالرِّثَاءِ
عَلٰى سَيِّدِ الشُّهَدَاءِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَمَا يَقُومُ الْمَاتَمُ لِاَعَزِّ اَوْلَادِهٖ
اور سزاوار ہے ہر مومن کو کہ اس روز نجس اور شوم کو بخس جانے اور ہرگز طرف کسی عمل کے اعمال دنیا سے
متوجہ نہو بلکہ بمقتضائے محبت اور دینداری کے چاہئے کہ وہ تمام روز اپنا غم والم اور گریہ وماتم مصیبت
خاتم آل عبا میں بسر کرے اور اپنے عیال اور اطفال اور غلام اور کنیز کو حکم کرے کہ گھر میں اپنے صف ماتم
بچھاؤ اور اس کرب اور قلق سے امام مظلوم پر روؤ کہ جس طرح سے اپنے عزیز کے مرنے میں روتے اور پیٹتے
ہو اور چاہئے کہ کوئی بی بی اپنی کنیز سے اور کنیز اپنی بی بی سے اور شوہر اپنی زوجہ سے اور زوجہ شوہر سے
رونے اور پیٹنے میں شرم وحیا نہ کرے بلکہ اس مصیبت عظیم میں ہر ایک کو لازم ہے کہ خوب پیٹے اور
روتے روتے غش کر جائے وَلْيُعَزِّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا قَائِلًا عَظَّمَ اللّٰهُ اُجُوْرَنَا وَاُجُوْرَكُمْ بِمُصَابِنَا
بِالْحُسَيْنِ وَجَعَلَنَا وَاِيَّاكُمْ مِنَ الطَّالِبِيْنَ بِثَارِهٖ مَعَ وَلِيِّهِ الْاِمَامِ الْمَهْدِيِّ مِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اور لازم ہے مومنین کو کہ روز عاشورہ باہم ملاقات کریں تو یہ کلمات تعزیت
یعنے عَظَّمَ اللّٰهُ اُجُوْرَنَا وَاُجُوْرَكُمْ آخر تک کہیں وَيَزُوْرُ قَبْرَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ يُصَلِّيْ
رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَلْعَنُ قَتَلَتَهٗ مِائَةَ مَرَّةٍ وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ الَّذِيْنَ اسْتُشْهِدُوْا مَعَهٗ مِائَةَ مَرَّةٍ
اور لازم ہے ہر مومن اور مومنہ کو کہ زیارت بجالائے قبر مطہر امام حسینؑ کی قریب سے ہو یا دور سے ہو اور
بعد اسکے دو رکعت نماز زیارت عاشورا بجالائے اور بعد اس کے سو مرتبہ لعنت کرے اُن اشقیا پر کہ جن
ملعونوں نے قتل کیا امام حسینؑ کو اور لعنت کرے تمام ظلمہ اولین اور آخرین پر ساتھ کلمات اَللّٰهُمَّ الْعَنْ
اَوَّلَ ظَالِمٍ ظَلَمَ حَقَّ مُحَمَّدٍ آخر تک اور بعد اُسکے سو مرتبہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ وَعَلَى الْاَرْوَاحِ
الَّتِيْ حَلَّتْ بِفِنَائِكَ آخر تک کہے وَيَنْبَغِيْ لِلْمُؤْمِنِ الْاِمْسَاكُ فِيْهِ مِنَ الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ بِدُوْنِ نِيَّةِ الصَّوْمِ
ثُمَّ يُفْطِرُ عَلٰى شَرْبَةٍ مِنَ الْمَاءِ وَيَلْعَنُ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ اَلْفَ مَرَّةٍ عَلٰى قَتَلَةِ الْحُسَيْنِ چاہیے کہ مومن روزہ عاشورا کا
بغیر بدون نیت روزہ کے اور بعد عصر کے فاقہ شکنی کرے پانی سے فَاِذَا فَعَلَ الْمُؤْمِنُ ذٰلِكَ كَتَبَ اللّٰهُ تَعَالٰى

لَہٗ اَلفَ حَجَّۃٍ وَ اَلفَ عُمرَۃٍ وَ اَلفَ غَزوَۃٍ مَعَ رَسُولِ اللّٰہِ وَکَانَ لَہٗ ثَوَابُ مُصِیبَۃِ کُلِّ نَبِیٍّ
وَرَسُولٍ وَوَصِیٍّ وَصِدِّیقٍ وَشَہِیدٍ مَاتَ اَو قُتِلَ مُنذُ خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالیٰ الدُّنیَا اِلیٰ اَن تَقُومَ السَّاعَۃُ
پس جو مومن کہ تمام روز عاشورا اسطرح سے بسر کرے حق سبحانہ تعالےٰ بعوض اسکے اُسی ثواب عطا کرے گا
ہزار حج اور ہزار عمرہ اور ہزار جہاد کا کہ جو ہمراہ رکاب سعادت انتساب جناب رسالتمآبؐ کے بجالایا ہو اور حق
سبحانہ تعالےٰ اُسے ثواب عطا کرے گا مثل ثواب مصیبت ہر نبی اور ہر وصی اور ہر صدیق اور مصیبت ہر شہید
کی ابتدائے خلقت دُنیا سے تا قیام قیامت خواہ مرجائے یا قتل ہو رُوِیَ اَنَّ الصَّادِقَ عَلَیہِ السَّلَامُ
اَصَابَہٗ مَرَضٌ فَاَمَرَ لِمَولَاہُ اَن یَستَاجِرَ اَجِیرًا یَدعُوا لَہٗ بِالعَافِیَۃِ عِندَ قَبرِ الحُسَینِ
عَلَیہِ السَّلَامُ کتب احادیث میں منقول ہے کہ ایکمرتبہ جناب صادقؑ علیل و بیمار ہوئے پس حضرت نے کسی خادم سے
ارشاد فرمایا کہ کسی شخص کو اُجرت دیکر قبر مطہر امام حسینؑ پر بھیجائے کہ تا وہ شخص قبر منور پر آنحضرت کے بھیجکر واسطے
صحت کے دعا کرے فَخَرَجَ مَولَاہُ وَوَجَدَ مُومِنًا عَلَی البَابِ فَحَکیٰ لَہٗ مَا اَمَرَہُ الصَّادِقُ فَقَالَ لَہٗ اَنَا
اَمضِی وَ اَدعُوا لَہٗ عِندَ قَبرِ الحُسَینِ وَلٰکِنَّ الصَّادِقَ اِمَامٌ مُفتَرَضُ الطَّاعَۃِ مِثلُہٗ
فَلِمَ یَستَاجِرُ اَجِیرًا لِلدُّعَاءِ عِندَ قَبرِہٖ پس خادم حضرت کا باہر آیا اور کسی مومن سے ارشاد حضرت کا بیان
کیا اُس شخص نے جانا قبر مطہر پر امام حسینؑ کے قبول کیا اور خادم سے کہا کہ میں متعجب ہوں اس میں کہ جیسے امام حسینؑ امام تھے
اپنے زمانے کے اُسی طرح جناب صادقؑ امام ہیں اپنے زمانے کے پس کیا سبب ہے اس کا کہ حضرت واسطے دعا کے
صحت کے مجھے قبر مطہر پر امام حسینؑ کے بھیجتے ہیں فَعَرَّفَہٗ بِمَقَالَۃِ الرَّجُلِ قَالَ الصَّادِقُ صَدَقَ الرَّجُلُ
فِی مَقَالَتِہٖ لٰکِنَّ لِلّٰہِ سُبحَانَہٗ بِقَاعًا یُستَجَابُ فِیہَا الدُّعَاءُ فَقَبرُ الحُسَینِ عَلَیہِ السَّلَامُ
مِن تِلکَ البِقَاعِ پس اُس خادم نے التماس اس مومن کی عرض کی حضرت نے فرمایا کہ سچ کہا اُس
شخص نے جو کچھ کہ کہا لیکن وجہ اسکی یہ ہے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے کئی مقام محل استجابت دعا قرار دئیے ہیں اور انمیں
سے قبر مطہر و منور امام حسینؑ کی ہے وَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ عَوَّضَہٗ مِن قَتلِہٖ اَن جَعَلَ الاَئِمَّۃَ فِی ذُرِّیَّتِہٖ
وَالشِّفَاءَ فِی تُربَتِہٖ وَاِجَابَۃَ الدُّعَاءِ تَحتَ قُبَّتِہٖ وَاَن لَا تُعَدَّ اَیَّامُ زَائِرِہٖ جَائِیًا
وَرَاجِعًا مِن عُمرِہٖ پھر فرمایا جناب صادقؑ نے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے امام حسینؑ کو عوض انکی شہادت کے کئی امر

عطا فرمائے ہیں ایک اُن میں سے یہ ہے کہ امامت منحصر کی خداوند عالم نے اُن حضرت کی اولاد میں اور تربت قبر مطہر میں آنحضرت کے شفا عطا کی واسطے ہر مرض کے اور دوسرے اُنمیں سے یہ ہے کہ جس قدر مدت زائر کو اُس جناب کے آنے اور جانے میں گذرے وہ مدت اُس زائر کی عمر میں نہ محسوب ہوگی عَنِ الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُرُوا شِيعَتَنَا بِزِيَارَةِ قَبْرِ الْحُسَيْنِ فَإِنَّ زِيَارَتَهُ تَدْفَعُ الْهَدْمَ وَالْحَرْقَ وَالْغَرَقَ وَأَكْلَ السَّبُعِ اور فرمایا جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ امر کرو ہمارے شیعوں کو کہ زیارت امام حسینؑ کی بجا لائیں اسلئے کہ زیارت اُس جناب کی کئی بلاؤں ناگہانی سے بچاتی ہے ایک اُنمیں سے یہ ہے کہ زائر اُن حضرت کا آفت سے مکان گرنے کے اور آفت سے آگ میں جلنے کے بچتا ہے اور زائر اُن حضرت کا پانی میں نہیں ڈوبتا ہے اور کوئی جانور درندہ گوشت اُس کا نہیں کھاتا ہے عَنْ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ قَالَ مَنْ زَارَ قَبْرَ الْحُسَيْنِ عَارِفاً بِحَقِّهِ غَفَرَ اللّٰهُ تَعَالَى لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ امام کاظمؑ نے فرمایا کہ جو مومن زیارت بجا لائے قبر امام حسینؑ کی بشرطیکہ عارف ہو حق اُس جناب کا حق سبحانہ تعالےٰ تمام گناہ گذشتہ اور آئندہ اسکے بخشے گا عَنِ الصَّادِقِ اَنَّهُ قَالَ مَنْ اَرَادَ زِيَارَةَ قَبْرِ الْحُسَيْنِ لَا اَشَراً وَلَا بَطَراً وَلَا رِيَاءً وَلَا سُمْعَةً مُحِّصَتْ ذُنُوبُهُ كَمَا يُمَحَّصُ الثَّوْبُ مِنَ الْمَاءِ فَلَا يَبْقَى عَلَيْهِ دَنَسٌ وَيَكْتُبُ اللّٰهُ تَعَالَى لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ حَجَّةً وَبِكُلِّ مَا رَفَعَ قَدَمَهُ عُمْرَةً فرمایا جناب صادقؑ نے جو مومن قصد کرے زیارت قبر مطہر امام حسینؑ کا بشرطیکہ مقصود اُسکا سوائے رضائے خدا کے اور کچھ مثل ریا اور ناموری اور خود نمائی کے نہو تو تمام گناہ اس مومن کے عفو ہوجاتے ہیں اور وہ مومن گناہوں سے ایسا صاف ہوجاتا ہے کہ جسطرح لباس نجس آلودہ بہ چرک بعد دھونے کے پاک اور صاف ہوجاتا ہے اور جو قدم کہ اُٹھاتا ہے ثواب ایک عمرہ کا اُسے عنایت ہوتا ہے وَفِي الْخَبَرِ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَخْلُقُ مِنْ عَرَقِ زُوَّارِ الْحُسَيْنِ مِنْ كُلِّ عَرَقَةٍ سَبْعِينَ اَلْفَ مَلَكٍ يُسَبِّحُونَ اللّٰهَ وَيَسْتَغْفِرُونَ لَهُ اِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ ہر عرق زوار امام حسینؑ سے ستر ہزار فرشتہ پیدا کرتا ہے کہ وہ سب فرشتے تسبیح خدائے عزّوجل بجا لاتے ہیں اور واسطے اُس زائر کے طلب مغفرت کیا کرتے ہیں یہاں تک کہ قیامت بپا ہو قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ لَمْ يَاْتِ قَبْرَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى يَمُوتَ كَانَ مُنْتَقَصَ الْاِيْمَانِ وَمُنْتَقَصَ الدِّيْنِ وَاِذَا دَخَلَ الْجَنَّةَ كَانَ دُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فرمایا جناب صادقؑ نے کہ جو مومن زیارت قبر مطہر امام حسینؑ کی نہ بجا لائے یہاں تک کہ دنیا سے

سے رحلت کرے پس وہ شخص ناقص الدین اور ناقص الایمان اس جہان سے گذرا اور بسبب اعمال خیر کے داخل بہشت ہوگا تو رتبہ اسکا کم ہوگا بہ نسبت مومنین زائرین کے وَقَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ حَجَّ وَمَا زَارَ قَبْرَ الْحُسَيْنِ لَقَدْ تَرَكَ حَقًّا مِنْ حُقُوقِ رَسُولِ اللّٰهِ لِاَنَّ حَقَّ الْحُسَيْنِ فَرِيضَةٌ مِنَ اللّٰهِ وَوَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اور فرمایا جناب صادق نے کہ جو شخص حج سے خانہ کعبہ کے مشرف ہو اور زیارت امام حسینؑ کی نہ بجالائے پس اس شخص نے ترک کیا حق کو حقوق رسولخدا صلعم سے اس لئے کہ حق امام حسینؑ کا فرض اور واجب ہے جانب خدا سے ہر مسلمان پر قَالَ الصَّادِقُ مَنْ زَارَ قَبْرَ الْحُسَيْنِ يَوْمَ عَرَفَةَ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ اَلْفَ حِجَّةٍ مَعَ الْقَائِمِ وَاَلْفَ عُمْرَةٍ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ وَعِتْقَ اَلْفِ نَسَمَةٍ وَحُمْلَانَ اَلْفِ فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ فرمایا جناب صادق نے کہ جو مومن زیارت بجالائے قبر مطہر امام حسینؑ کی بروز عرفہ یعنی نویں تاریخ ماہ ذالحجہ کی حق سبحانہ تعالے عوض اسکے ثواب ہزار حج اور ہزار عمرہ کا کہ جو ساتھ جناب صاحب الامر اور جناب رسالتمآب کے بجالایا ہو عطا فرمائے گا اور حق سبحانہ تعالے عطا کرے گا اسکو ثواب ہزار غلام آزاد کرنے کا اور ثواب صرف کرنے ہزار گھوڑوں کا کہ جو جہاد میں کام آئے ہوں وَسَمَّاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى الصِّدِّيقَ بِوَعْدِهِ اور نزدیک حق سبحانہ تعالےٰ کے نام اسکا صدیق بوعدہ خدا ہوگا عَنِ الصَّادِقِ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَبْدَءُ بِالنَّظَرِ اِلٰى زُوَّارِ الْحُسَيْنِ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ قَبْلَ نَظَرِهِ اِلٰى اَهْلِ الْمَوْقِفِ لِاَنَّ فِيهِمْ اَوْلَادُ زِنَا وَلَيْسَ فِيهِمْ مِثْلُهُمْ اور فرمایا جناب صادق نے کہ حق سبحانہ تعالے شب عرفہ کو اول نظر رحمت کرتا ہے طرف زائرین امام حسینؑ کے اور بعد اس کے نظر کرتا ہے طرف ان لوگوں کے جو واسطے حج کے خانہ کعبہ میں جمع ہوتے ہیں اسلئے کہ انمیں اولاد زنا بھی شریک ہیں اور یہاں کوئی مثل انکے نہیں ہے عَنِ الصَّادِقِ اَنَّهُ قَالَ مَنْ زَارَ قَبْرَ الْحُسَيْنِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فرمایا جناب صادق نے کہ جو مومن زیارت بجالائے قبر مطہر امام حسینؑ کی روز عاشورا پس بہشت اس مومن پر واجب ہے وَمَنْ بَاتَ عِنْدَ قَبْرِ الْحُسَيْنِ لَيْلَةَ عَاشُورَاءَ لَقِيَ عِنْدَ قَبْرِهِ لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى بِثَوَابِ اَلْفِ حِجَّةٍ وَاَلْفِ عُمْرَةٍ وَاَلْفِ غَزْوَةٍ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَالْاَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اور فرمایا جناب صادق نے کہ جو مومن شب عاشورا بسر کرے قبر مطہر امام حسینؑ پر اور گریہ و بکا کرے مصائب پر انحضرتؑ کے پس روز قیامت ملاقات کرے گا وہ مومن حق سبحانہ تعالے سے دراں حالیکہ

عطا ہوگا اُس شخص کو ثواب دو ہزار حج اور دو ہزار عمرہ اور دو ہزار جہاد کا کہ یہ سب ساتھ رسولخدا اور ائمہ ہدا علیہم السلام کے بجا

لایا ہو عَنِ الصَّادِقِ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ الْحُسَیْنُ مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ زُرْتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَوْ لَمْ یَکُنْ اِلَّا فِی النَّارِ

فرمایا جناب صادق نے کہ میری جد مظلوم امام حسینؑ نے فرمایا ہے کہ جو مومن بعد میری شہادت کے میری قبر کی زیارت کو آئے گا تو میں

بروز قیامت ضرور اُس مومن سے ملاقات کرونگا اگرچہ وہ شخص داخل دوزخ بھی ہوگا ہر چند کہ احادیث فضائل زیارت امام حسینؑ

لاتعد و لاتحصیٰ ہیں لیکن یہ چند احادیث بھی کہ جو خادم زائرین نے واسطے رغبت مومنین کے ذکر کی ہیں کافی ہیں پس لازم ہے ہر مومن کو

کہ بہر حال زیارت بجا لائے قبر مطہر امام حسینؑ اور ہمیشہ رویا کرے مصیبت پر اس امام مظلوم کی کہ یہ دونوں بہترین اعمال خیر میں

اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ۞

مجلس دوسری مشتمل ہے فضائل اور مصائب پر جناب امام زین العابدینؑ کے

فِی الْبِحَارِ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ الْحُسَیْنِ وُلِدَ فِی الْمَدِیْنَۃِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ لِخَمْسَۃَ عَشَرَ مَضَیْنَ مِنْ جُمَادَی الْاُوْلٰی کتاب بحار الانوار میں منقول ہے کہ جناب امام

زین العابدینؑ بروز جمعہ کہ وہ پندرہویں تاریخ ماہ جمادی الاول کی تھی مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے وَقِیْلَ یَوْمَ الْخَمِیْسِ

لِخَمْسَۃَ عَشَرَ مِنْ جُمَادَی الثَّانِیَۃِ سَنَۃَ سِتٍّ اَوْ ثَمَانٍ وَثَلٰثِیْنَ مِنَ الْھِجْرَۃِ اور ایک روایت میں وارد ہوا ہے

کہ وہ جناب روز پنجشنبہ پندرہویں تاریخ ماہ جمادی الثانی کو کہ اُس روز چھتیس ۳۶ یا اڑتیس ۳۸ سنہ ہجری تھی مدینہ منورہ میں متولد ہوئے

وَتُوُفِّیَ فِیْھَا مَسْمُوْمًا یَوْمَ السَّبْتِ لِاِحْدٰی عَشَرَۃَ لَیْلَۃً بَقِیَتْ مِنَ الْمُحَرَّمِ سَنَۃَ خَمْسٍ وَّتِسْعِیْنَ

لِلْھِجْرَۃِ وَھُوَ ابْنُ سَبْعٍ وَّخَمْسِیْنَ سَنَۃً وَدُفِنَ بِالْبَقِیْعِ مَعَ عَمِّہِ الْحَسَنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اور وہ حضرت بروز پنجشنبہ بتاریخ

۱۹ ماہ محرم کی کہ سن پچانوے ہجری تھی زہر سے شہید ہوئے اور قریب قبر مطہر اپنے عم بزرگوار جناب امام حسنؑ کی بقیع میں دفن ہوئے

وَاسْمُہٗ عَلِیٌّ وَکُنْیَتُہٗ اَبُوْ مُحَمَّدٍ وَّاَبُو الْحَسَنِ وَاُمُّہٗ شَھْرَبَانُوْ بِنْتُ یَزْدَجَرْدَ بْنِ شَھْرِیَارَ بْنِ کِسْرٰی مَلِکِ الْفُرْسِ اور اسم مبارک حضرت کا علیؑ

اور کنیت ابو محمد اور ابو الحسن ہے اور والدہ ماجدہ آنحضرت کی جناب شہربانو دختر یزدجرد بن شہریار کسرے بادشاہ فارس ہیں

وَاَبُوْہُ حُسَیْنُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْقَابُہٗ کَثِیْرَۃٌ اَشْھَرُھَا زَیْنُ الْعَابِدِیْنَ وَ

سَیِّدُ السَّاجِدِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَالزَّکِیُّ وَالْاَمِیْنُ وَالْخَاشِعُ وَالسَّجَّادُ وَالْبَکَّاءُ

اور والد ماجد اُس معصوم مسموم کے امام مظلوم جناب امام حسینؑ بن امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہم السلام ہیں اور القاب اُن

حضرت کی بہت ہیں لیکن زیادہ تر مشہور آپ میں سے زین العابدین اور سید العابدینؑ اور زکی اور امین اور خاشع اور سجاد اور بکّا ہے
وَھُوَ کَانَ اَفْضَلَ خَلْقِ اللّٰہِ بَعْدَ اَبِیْہِ الْحُسَیْنِ عِلْمًا وَحِلْمًا وَعَمَلًا وَفَصَاحَۃً وَسَمَاحَۃً وَکَانَ
اَشْبَہَ بِجَدِّہٖ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ زُھْدِہٖ وَلِبَاسِہٖ وَطَعَامِہٖ اور وہ حضرت بعد اپنے پدر بزرگوار امام حسینؑ کے افضل تھے
تمام خلق خدا سے علم اور حلم اور عمل اور فصاحت اور بلاغت اور ہمت اور عبادت میں اور بہت مشابہ تھے اپنے جد عالی وقار جناب حیدر کرار
سید الوصیین امیر المومنینؑ سے زہد اور تقویٰ اور عبادت اور لباس اور طعام میں فَیَلْبَسُ مِنَ اللِّبَاسِ اَخْشَنَہٗ وَیَاْکُلُ مِنَ
الطَّعَامِ اَجْشَبَہٗ وَھُوَ کَانَ یَبْعَثُ اِلَی الْاَرَامِلِ وَالْاَیْتَامِ وَیَحْمِلُ عَلٰی ظَھْرِہِ الْحَطَبَ وَالطَّعَامَ
پس لباس کندہ اور خشن پہنتے تھے اور کہانا کہ جو بے مزہ ہوتا تھا وہ تناول فرماتے تھے اور پشت اقدس پر انبار روٹیوں اور غلہ اور لکڑیوں
کے رکھ کر تاریکی شب میں گھروں پر یتیم اور بیوہ زنوں اور فقرا اور مساکین کے لیجاتے تھے اور اسطرح سے کہانا اور سب ضروریات
انکو دے آتے تھے کہ کسی کو نہ معلوم ہوتا تھا کہ کون شخص یہ سب لباس اور طعام ہمکو دے جاتا ہے فَلَمَّا تُوُفِّیَ فَقَدُوْا مَا کَانُوْا
فَعَلِمُوْا اَنَّہٗ مَنْ یَاْتِیْ اَبْوَابَنَا کُلَّ لَیْلَۃٍ وَیُطْعِمُنَا کَانَ زَیْنُ الْعَابِدِیْنَ پس جبکہ آنحضرت نے دنیا سے
رحلت فرمائی اور کہانا ان سب بیوہ زنوں اور یتیموں اور فقرا اور مساکین کو نہ پہونچا اسکو معلوم ہوا کہ جو شخص شب تاریک میں
ہمیں کہانا پہونچاتا تھا اور ہر روز ہماری خبر لیتا تھا وہ جناب سید الساجدین امام زین العابدینؑ تھے اور حدیث میں وارد ہوا
ہوا ہے کہ جب حضرت کو غسل دینے لگے دیکھا کہ پشت مبارک پر بسبب اٹھانے انبار کے نشان پڑے ہیں فِی الْاِرْشَادِ اَنَّہٗ دَخَلَ اَبُوْ
جَعْفَرٍ اِبْنُہٗ فَاِذَا ھُوَ قَدْ بَلَغَ مِنَ الْعِبَادَۃِ مَا لَمْ یَبْلُغْہُ اَحَدٌ فَرَاٰہُ قَدِ اصْفَرَّ لَوْنُہٗ مِنَ السَّھَرِ وَ
رَمِصَتْ عَیْنَاہُ مِنَ الْبُکَاءِ کتاب ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمہ میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب امام محمد باقرؑ آنحضرت کی خدمت میں حاضر
ہوئے دیکھا کہ حال حضرت کا بسبب عبادت کثرت کے نہایت ہی متغیر ہے اور رنگ چہرہ انور کا بیداری شب سے مثل زعفران کے زرد
ہے اور بسبب کثرت گریہ و بکا کے خوف خدا سے چشم مبارک چرک آلودہ ہیں وَدَبِرَتْ جَبْھَتُہٗ وَانْخَرَمَ اَنْفُہٗ مِنَ السُّجُوْدِ
وَوَرِمَتْ سَاقَاہُ فِی الصَّلٰوۃِ مِنْ کَثْرَۃِ الْقِیَامِ وَالْقُعُوْدِ دیکھا کہ تمام پیشانی انور اور بینی اطہر
بسبب کثرت سجدہ کے شق ہو گئی اور ساقہائے پائے اقدس بسبب کثرت نماز کے ورم کر گئے ہیں قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ فَلَمْ اَمْلِکْ حِیْنَ رَاَیْتُہٗ
فَبَکَیْتُ رَحْمَۃً لَہٗ فَاِذَا ھُوَ یُفَکِّرُ فَالْتَفَتَ اِلَیَّ فَقَالَ لِیْ یَا بُنَیَّ اَعْطِنِیْ بَعْضَ تِلْکَ الصُّحُفِ الَّتِیْ
فِیْھَا عِبَادَۃُ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ یہ حال زار اپنے پدر بزرگوار کا دیکھکر مجھے تاب ضبط نہ رہی پس میں نے جناب

رنج لگا حضرت محمود رونے دیکھ کر سمجھی کہ یہ بسبب محبت کے میرے حال پر روتا ہے اسوقت مجھ سے فرمایا کہ ای فرزند اٹھا لا وہ کتاب کہ جس میں حال
عبادت جناب امیرالمومنین علی ابن ابیطالب کا منقول ہے حسب الارشاد میں نے وہ صحیفہ حال عبادت جناب امیرالمومنین کا حاضر کیا حضرت کچھ
حال تقوی اور عبادت جناب سید الوصیین کا پڑھا اور مجھکو سنایا اور بعد اسکے اس کتاب کو زمین پر رکھدیا اور فرمایا کہ ای فرزند ہرگز کسی سے نہیں ہو
سکتا ہے کہ متحمل ہو اس مشقت کا کہ جو جناب علی ابن ابیطالب نے عبادت خدا میں مشقت کی ہے وَكَانَ اِذَا تَوَضَّاءَ اصْفَرَّ لَوْنُهٗ
فَيَقُوْلُ لَهٗ اَهْلُهٗ مَا هٰذَا فَيَقُوْلُ لَهُمْ اَتَدْرُوْنَ لِمَنْ اَتَاَهَّبُ بَيْنَ يَدَيْهِ اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب حضرت وضو
کا کرتے تھے تو رنگ چہرہ اقدس کا زرد ہوجاتا تھا پس عیال حضرت کے یہ حال دیکھکر عرض کرتے تھے کہ کیا سبب ہے آپکا کہ رنگ چہرہ انور کا
زرد ہوجاتا ہے حضرت فرماتے ہیں کہ کیونکر ایسا حال نہو جائے اس بندہ ذلیل کا کہ جو قصد رکھتا ہو حاضر ہونے کا سامنے شہنشاہ
جلیل کے عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ اَبِیْ يُصَلِّیْ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ اَلْفَ رَكْعَاتٍ وَكَانَتِ الرِّيْحُ
تُمِيْلُهٗ بِمَنْزِلَةِ السُّنْبُلَةِ اور فرمایا جناب امام محمد باقر نے کہ پدر عالی قدر میرے جناب سید الساجدین شب و روز میں ہزار
رکعت نماز پڑھتے تھے اور بسبب کثرت عبادت کی اسقدر ضعیف و ناتوان تھے کہ صدمہ سے ہوا کی مثل برگ گل کے ہلتے تھے اور جب واسطے
نماز کو آمادہ ہوتے تھے تو اس خشوع اور خضوع سے کھڑے ہوتے تھے کہ جیسے کوئی عبد ذلیل کسی بادشاہ جلیل کے سامنے کھڑا ہوتا ہے
اور تمام اعضائے بدن خوف خدا سے کانپتے تھے اور اعضائے ہفتگانہ وضو بسبب کثرت سجود کے بلا تشبیہ مثل زانوہای شتر
اسقدر سخت ہوجاتی تھی کہ ہر سال دو جلد سخت کاردیزہ سے کاٹی جاتی تھی وَفِیْ مُجَلَّدِهٖ يَبْكِیْ وَيَقُوْلُ اِلٰهِیْ وَسَيِّدِیْ
عُبَيْدُكَ بِفِنَائِكَ مِسْكِيْنُكَ بِفِنَائِكَ فَقِيْرُكَ بِفِنَائِكَ سَائِلُكَ بِفِنَائِكَ اور جب سجدہ باری کرتے تھے تو اسقدر
روتے تھے کہ ریش مطہر انکی آنسو سے تر ہوجاتی تھی اور بکمال تضرع و زاری سجدہ میں یہ التماس کرتے تھے کہ ای سید اور مالک میرے بندہ
کمترین بندگان تیرے در پر حاضر ہے مسکین اور فقیر اور سائل تیرا تیرے در دولت پر حاضر ہے قَالَ طَاوُسٌ فَمَا دَعَوْتُ
بِهِنَّ فِیْ كَرْبٍ اِلَّا فَرَّجَ اللّٰهُ عَنِّیْ ، ابن طاؤس کہتا ہے کہ جب کبھی کوئی امر دشوار اور سخت مجھ در پیش ہوا اور
میں نے یہ کلمات سجدہ میں کہے تو ضرور حق سبحانہ تعالی نے اس امر دشوار کو مجھپر سہل آسان کر دیا وَاِذَا وَقَفَ فِی الصَّلٰوةِ لَمْ
يَشْتَغِلْ بِغَيْرِهَا وَلَمْ يَسْمَعْ شَيْئًا لِشُغْلِهٖ اور جب وہ امام معصوم نماز پڑھتے تھے تو اس حضور قلب سے بجا لاتے تھے کہ ہرگز کسی
طرف متوجہ نہوتے تھے اور ہر چند کوئی شخص کچھ شور مچاتا تھا یا چلاتا تھا لیکن حضرت مطلق نہ سنتے تھے لَقَدْ كَانَ لَيْلَةً فِیْ
تَهَجُّدِهٖ فَتَمَثَّلَ لَهُ الشَّيْطَانُ فِیْ صُوْرَةِ ثُعْبَانٍ يَشْغَلُهٗ عَنْ عِبَادَتِهٖ فَلَمْ يَلْتَفِتْ اِلَيْهِ پس ایک شب حضرت نماز تہجد میں

مشغول تھے کہ شیطان ملعون بصورت اژدہا متمثل ہوا اور قریب حضرت آیا اور بہت چاہا کہ کسی طرح نماز سے میری طرف متوجہ
ہوں لیکن مطلق حضرت کو توجہ اس شیطان کی طرف نہوئی فَجَاءَ حَتّٰى اَلتَقَمَ اِبْهَامَهُ فَلَمْ يَلْتَفِتْ اِلَيْهِ وَلَمْ يَقْطَعْ
صَلٰوتَهُ فَسَمِعَ صَوْتًا لَا يُرٰى قَائِلُهُ اَنْتَ زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ فَاشْتَهَرَتْ هٰذِهِ الْكَلِمَةُ لَقَبًا لَهُ پس جب شیطان
نے دیکھا کہ اُن حضرت کو سوای خدائے عزوجل کے ہرگز میری طرف توجہ نہیں ہے اسوقت اس ملعون نے انگشت ابہام آنحضرت
کی اپنے منہہ نجس میں لیکر دیر تک چبایا کیا لیکن اُس عاشق باری کو مطلق تکلیف اُسکی محسوس نہوئی اور نماز کو قطع نہ کیا پس اُس وقت
جانب رب جلیل سے آواز آئی کہ انت زین العابدین یعنی تو زینت ہے تمام عابدوں کی اور اُسی روز سے یہ لقب اُس جناب کا مشہور
ہوا اور حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ ایک شب وہ حضرت نماز میں مشغول تھے کہ کوئی صاحبزادہ حضرت کا کنوئیں میں گر گیا
اور ہاتھ اُس بچے کا مفصل سے نکل گیا اور ہر چند گھر میں شور رونے اور پیٹنے کا بلند ہوا لیکن مطلق حضرت کو خبر اسکی نہوئی اور
اسی طرح ایک شب آگ دہلیز میں لگ گئی اور بہت سا شور بلند ہوا اور اہل محلہ جمع ہوئے اور اُس آگ کو سب نے بجھایا
لیکن جناب سید الساجدین نے ہرگز نماز کو قطع نہ کیا اور مطلق طرف اُس کے توجہ نہ کی وَمِنْ مَكَارِمِ اَخْلَاقِهِ اَنَّهُ مَا
ضَرَبَ اَحَدًا مِنْ عَبِيْدِهِ وَاِمَائِهِ عَبَدًا وَاِنْ كَانُوْا يَعْصُوْنَ حَتّٰى لَمْ يَضْرِبْ نَاقَتَهُ سَوْطًا وَاحِدًا
اور مکارم اخلاق سے اُس امام آفاق کی یہ ہے کہ ہر چند غلام اور کنیز آنحضرت کی قصور کرتے تھے لیکن کبھی ان کو نہ مارتے تھے بلکہ حیوانات
تک کو کبھی نہ مارا چنانچہ اپنی ناقہ کو کہ جس پر بیس حج کئے تھے اس مدت دراز میں کبھی ایک تازیانہ بھی نہ مارا وَلَقَدْ رُوِيَ اَنَّ
رَجُلًا وَقَعَ فِيْهِ وَذَهَبَ فَقَامَ مَعَ اَصْحَابِهِ وَانْطَلَقَ اِلَيْهِ فَلَمَّا اَتَاهُ قَالَ لَهُ مَا هٰذَا اِنْ كَانَ مَا قُلْتَهُ فِيَّ
حَقًّا فَاللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَغْفِرُ لِيْ وَاِنْ كَانَ بَاطِلًا فَاللّٰهُ تَعَالٰى يَغْفِرُ لَكَ ، اور بعض اخلاق سے آنحضرت کے
یہ ہے کہ ایک شخص نے سامنے حضرت کے بہت سے کلمات سخت اور بیہودہ کہے اور چلا گیا پس وہ امام کونین مع اپنے اصحاب کے اُس شخص کے گھر
تشریف لے گئے اور اس سے فرمایا کہ اے شخص جو کچھ کہ کلمات سخت و درشت تو نے مجھے کہے ہیں اگر کہنا تیرا سچ ہے تو میں حق سبحانہ تعالیٰ
سے امیدوار ہوں کہ مجھے بخشدے اور اگر وہ کلمات ناحق اور باطل ہیں تو میں خدا سے تیرے لئے دعا کرتا ہوں کہ تجھ کو بخشدے
اور تجھے تنبیہ نہ کرے اور دوسری حدیث میں وارد ہے کہ باوصف اس صبر و تحمل کی ماتم امام حسینؑ میں ہرگز صبر و تحمل نہ تھا
بلکہ بعد شہادت پدر بزرگوار کے چالیس برس کامل اس ماتم میں روئے کئے فِي الْبِحَارِ اِنَّهُ سُئِلَتْ عَنْهُ مَوْلَاتُهُ
يَوْمًا فَقَالَتْ اُطْنِبُ اَوْ اَخْتَصِرُ فَقِيْلَ لَهَا اَخْتَصِرِيْ قَالَتْ مَا اَتَيْتُهُ بِطَعَامٍ نَهَارًا قَطُّ وَمَا فَرَشْتُ لَهُ فِرَاشًا بِلَيْلٍ قَطُّ

بحار الانوار میں منقول ہے کہ کسی شخص نے کنیز سے حضرت کی کہا کہ کچھ حال سے حضرت کی اور اپنی خدمتگزاری سے بیان کر اُس کنیز نے جواب دیا کہ اے شخص آیا بیان کو اپنے طول دوں یا بطریق ایجاز و اختصار کے حال اپنے آقا کا اور اپنی خدمتگزاری کا بیان کروں اُس سائل نے کہا کہ مختصر بیان کر اُس کنیز نے کہا کہ حسب و نسب میں کنیزی میں اُنحضرت کی آئی ہوں اس روز سے نہ کبھی میں نے دن کو سامنے حضرت کے کھانا رکھا ہے اور نہ کبھی شب کو میں نے فرش اور بچھونا واسطے حضرت کے بچھایا ہے کہ جس پر وہ امام کونین سوئے ہوں بلکہ وہ امام عابدین تمام شب عبادت خدا میں بسر کرتے ہیں اور ہمیشہ روزہ رکھتے ہیں وَاِذَا یُفْطِرُ یَبْکِیْ بُکَاءً شَدِیْدًا وَیَقُوْلُ وَااَسَفَاهُ قُتِلَ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ جَائِعًا قُتِلَ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ عَطْشَانًا فَاَشْرَبُ هٰذَا الْمَاءَ فَیَکْمَعُ بِدَمٍ فِی الْاِنَاءِ اور جب بوقت افطار کا آب سامنے حضرت کے رکھا جاتا ہے تو اُسے دیکھ کر بیتاب ہو جاتے ہیں اور رو کر فرماتے ہیں کہ افسوس صد افسوس کہ فرزند رسول ثقلین امام کونین پدر بزرگوار میرے حسینؑ بالب تشنہ و گرسنہ مثل گوسفند قربانی کے شہید ہوں اور میں یہ آب سرد پیوں پس مثل اسی کلمات فرماتے ہیں اور اس قدر روتے تھے کہ اکثر بجائے اشک چشم مبارک سے قطرات خون نکلکر اس کاسہ آب میں گرتے تھے حضرات لعنت خدا اُن اشقیا پر کہ جن بیرحموں نے ایسے عابد اور زاہد اور حلیم اور تارک دنیا کو ستایا اور اُن پر وہ ظلم و ستم کئے کہ کوئی بے رحم ایسے جور و ستم کسی کافر گنہگار پر بھی نہیں کرتا ہے چنانچہ تفصیل اسکی مجالس سابقہ میں دیکھ کر وہ مصائب پڑھیں اور رستگار ہوں اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَنْقَلِبُوْنَ

مجلس تیسری مشتمل ہے تاریخ ولادت اور شہادت پر امام موسی کاظمؑ کے اور بعض فضائل کے

فِی الْبِحَارِ اَنَّ مُوْسَی بْنَ جَعْفَرٍ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ وُلِدَ بِمَنْزِلٍ بَیْنَ الْمَکَّةِ وَالْمَدِیْنَةِ یُقَالُ لَهُ الْاَبْوَاءُ لِسَبْعٍ خَلَوْنَ مِنْ صَفَرٍ سَنَةَ ثَمَانٍ وَعِشْرِیْنَ وَمِائَةٍ مِنَ الْهِجْرَةِ کتاب بحار الانوار میں منقول ہے کہ امام جن و بشر جناب موسیٰ بن جعفرؑ ساتویں تاریخ ماہ صفر کی کہ سن ایکسو اٹھائیس ۱۲۸ ہجری تھی منزل ابوا میں کہ درمیان مکہ اور مدینہ کے واقع ہے پیدا ہوئے وَقُبِضَ مَسْمُوْمًا فِیْ حَبْسِ السِّنْدِیِّ لَعَنَهُ اللّٰہُ فِی الْبَغْدَادِ لِخَمْسٍ بَقِیْنَ مِنْ رَجَبٍ وَقِیْلَ لِخَمْسٍ خَلَوْنَ مِنْهُ سَنَةَ ثَلٰثٍ وَثَمَانِیْنَ وَمِائَةٍ مِنَ الْهِجْرَةِ وَلَهُ یَوْمَئِذٍ خَمْسٌ وَخَمْسُوْنَ سَنَةً اور اس امام مسموم نے قید میں سندی ملعون کے شہر بغداد میں پچیسویں ۲۵ تاریخ کو ماہ رجب کی یا پانچویں ۵ تاریخ ماہ مذکور کو اُس روز ایکسو تراسی ۱۸۳ سن ہجری تھی

دنیا سے رحلت فرمائی واسمه الاقدس موسی وکنیته ابو الحسن الاول والقابه الصالح والکاظم
وزین المجتهدین والوفی والصابر والامین اور اسم اقدس آنحضرت کا موسیٰ ہے اور کنیت مبارک ابو الحسن
اول ہے اور القاب اس امام کونین کے صالح اور کاظم اور زین المجتہدین اور وفی اور صابر اور امین ہیں ولم یکن احد
مثله فی العلم والحلم والزهد والورع فی زمانه اما معجزاته کثیرة منها فی عیون اخبار
الرضا علیه السلام عن علی ابن یقطین انه استدعی الرشید رجلا یبطل امر ابی الحسن
علیه السلام اور وہ حضرت علم اور حلم اور زہد اور تقویٰ میں مثل اپنا نہ رکھتے تھے بلکہ اپنے زمانہ میں تمام عالم سے افضل اور اشرف
تھے تمام صفات حسنہ میں اور معجزات ان کے بہت ہیں ایک انمیں سے عیون اخبار الرضا میں علی بن یقطین سے منقول ہے کہ ہارون
رشید ملعون نے ایک شخص ساحر اور شعبدہ باز کو اپنی مجلس میں بلایا کہ وہ ساحر اپنے سحر سے مجمع عام میں حضرت کو نادم اور منفعل کرے
فلما حضرت المائدة عمل ناموسا علی الخبز فکلما رام الامام لیتناول رغیفا من الخبز
طار من یده فضحک هارون به پس ہارون ملعون نے دستر خوان بچھوایا اور امام موسیٰ کاظم علیه السلام کو اپنے قریب دستر خوان
پر جگہ دی اور اس ساحر سے اشارہ کیا پس اس شخص نے بعمل نیرنج یہ کیا کہ جب امام علیه السلام دست مبارک کسی روٹی پر ڈالتے
تھے وہ گردہ نان ہاتھ سے نکلکر اڑ جاتا تھا چنانچہ یہ دیکھکر ہارون ملعون اور تمام رفقا اس کے باواز بلند ہنسنے لگے فرفع
الامام علیه السلام راسه الی اسد مصور علی بعض الستور فقال له یا اسد الله خذ عدو الله فوثبت
تلك الصورة کاعظم ما یکون من السباع فافترست ذلك المعزم پس جبکہ امام علیه السلام نے اس ساحر
بد انجام سے اس درجہ بیباکی مشاہدہ فرمائی سر اقدس بلند کر کے طرف تصویر شیر کی کہ ایک پردہ پہ کھنچی ہوئی تھی دیکھا اور فرمایا
کہ اے شیر خدا قتل کر اس ساحر دشمن خدا کو راوی کہتا ہے کہ ساتھ ہی اس ارشاد کے وہ تصویر شیر صحرائی ہو گئی اور اس ساحر
ملعون کو چیر پھاڑ کر نگل گیا فخر هارون وندماؤه علی وجوههم مغشیا علیهم فلما افاقوا قال
هارون یا ابا الحسن سألتك بالله ان تامر بالصورة ان ترد الرجل یہ اعجاز ان حضرت سے دیکھ کر ہارون اور
اصحاب اس کے خوف سے غش کھا کر مونہہ کے بل زمین پر گر پڑے جبکہ غش سے افاقہ ہوا ہارون نے دست بستہ ہوکر حضرت سے عرض کی
کہ یا ابن رسول الله واسطے خدا کے اس شیر مصور کو ارشاد ہو کہ اس ساحر کو اگل دے اور آپ خاندان رحمت سے ہیں رحم و کرم
فرمائیں فقال علیه السلام یا هذا ان کانت عصا موسی علیه السلام ردت ما ابتلعته من حبال

الْقَوْمِ وَعِصِيِّهِمْ فَهٰذِهِ الصُّوْرَةُ اَيْضًا تَرُدُّهٗ حضرت نے فرمایا کہ اے ہارون اگر عصای حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام
کا اور ریسمان ساحران فرعونیہ کو بعد نگلجانے کی اگل دیتا تو ممکن تہا کہ یہ شیر مصور بھی اس حرکت کذاب کو اگل دیتا اب
زندہ ہونا اسکا ممکن نہیں ہے وَفِي الْبِحَارِ اِنَّ عَلِيَّ بْنَ يَقْطِيْنَ كَتَبَ اِلٰى مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اخْتُلِفَ
فِي الْمَسْحِ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فَاِنْ رَاَيْتَ اَنْ يَكْتُبَ مَا يَكُوْنُ عَلَيْهِ فَعَلْتُ کتاب بحار الانوار میں منقول ہے کہ ایکمرتبہ علی بن یقطین
کہ معتقدین جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے تہا اور وزیر تہا ہارون ملعون کا ایک عرضی خدمت امام میں اس مضمون
کی لکھی کہ یا ابن رسول اللہ مسح پا میں یہاں اختلاف ہے امیدوار ہوں کہ حال مسح پا کا مع حال وضو کے کہ جو حضرت کے صحیح ہے ارشاد
ہو کہ تا میں اسی معمول بہ بنا گردانوں فَكَتَبَ الَّذِيْ اٰمُرُكَ اَنْ تَتَمَضْمَضَ ثَلٰثًا وَتَسْتَنْشِقَ ثَلٰثًا وَتَغْسِلَ
وَجْهَكَ ثَلٰثًا وَخَلِّلْ شَعْرَ لِحْيَتِكَ ثَلٰثًا وَتَغْسِلَ يَدَيْكَ ثَلٰثًا وَتَمْسَحَ ظَاهِرَ اُذُنَيْكَ وَبَاطِنَهُمَا
وَتَغْسِلَ رِجْلَيْكَ ثَلٰثًا وَلَا تُخَالِفْهُ حضرت نے جواب میں اسکے لکھا کہ تجھے لازم ہے کہ تین مرتبہ کلی کرنا اور تین
مرتبہ ناک میں پانی دینا اور تین مرتبہ ناک میں پانی دینا اور تین مرتبہ منھ دہونا اور موئے ریش کو تین مرتبہ خلال کرنا اور تین مرتبہ
ہاتھوں کو دہونا اور ظاہر اور باطن کانوں کو مسح کرنا تین مرتبہ اور پھر دونوں پاؤں کو دہونا تین مرتبہ اور خلاف اسکے
ہرگز نہ کرنا فَامْتَثَلَ ابْنُ يَقْطِيْنَ اَمْرَهٗ فَقَالَ الرَّشِيْدُ يَوْمًا اُحِبُّ اَنْ اَرٰى اَمْرَ عَلِيِّ بْنِ
يَقْطِيْنَ فَاِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ رَافِضِيٌّ وَالرَّافِضِيُّ يُخَفِّفُوْنَ فِي الْوُضُوْءِ علی بن یقطین حسب الارشاد اپنے امام کے
اسی طرح وضو کرنے لگا چنانچہ ایکمرتبہ ہارون نے اپنے دل میں کہا کہ لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ علی بن یقطین رافضی ہے پس آج دیکھوں میں کہ وہ وضو
کس طرح کرتا ہے اگر اس نے وضو میں تخفیف کی کہ وہ شعار روافض کا ہے تو البتہ کہنا لوگوں کا سچ ہے اور وہ رافضی ہے فَنَاطَهٗ
بِشَيْءٍ مِنَ الشُّغْلِ فِي الدَّارِ حَتّٰى دَخَلَ وَقْتُ الصَّلٰوةِ وَوَقَفَ الرَّشِيْدُ وَرَاءَ حَائِطِ الْحُجْرَةِ
بِحَيْثُ يَرَاهُ وَلَا يَرَاهُ هُوَ وَقَدْ بَعَثَ اِلَيْهِ بِالْمَاءِ الْوُضُوْءِ پس اس روز رشید پلید نے علی بن یقطین
کو دیکھے اور وہ اسکو نہ دیکھے اور خادم سے حکم کیا کہ اسکے پاس پانی واسطے وضو کے فوراً کے پہنچا فَتَوَضَّاَ كَمَا اَمَرَهٗ مُوسَى
بْنُ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَقَامَ وَقَالَ كَذَبَ مَنْ زَعَمَ اَنَّهٗ رَافِضِيٌّ فَوَرَدَ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ يَقْطِيْنَ
كِتَابُ اَبِي الْحَسَنِ بِاَنْ تَوَضَّاْ مِنَ الْاٰنِ پس رشید پلید وضو علی بن یقطین کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور کہا کہ جو لوگ مجھسے کہتے ہیں کہ علی بن
یقطین رافضی ہے قول ان سب کا محض غلط ہے راوی کہتا ہے کہ ابھی امتحان تمام نہوا تھا کہ اسی وقت نامہ خاص جناب امام کاظم

لکھا علی بن یقطین کے پاس پہنچا کہ اس میں یہ لکھا ہے کہ چاہئے تجھے کہ اس وقت سے تو وضو اس طرح سے کرنا کہ جس طرح سے حکم خدا ہے
فَاغْسِلْ وَجْهَكَ مَرَّةً فَرِيضَةً وَالْأُخْرَى إِسْبَاغًا وَاغْسِلْ يَدَيْكَ مِنَ الْمِرْفَقِ كَذَلِكَ وَامْسَحْ مُقَدَّمَ
رَأْسِكَ وَظَاهِرَ قَدَمَيْكَ مِنْ فَضْلِ نَدَاوَةِ الْوُضُوءِ فَقَدْ زَالَ مَا يُخَافُ عَلَيْكَ اور طریقہ کرنے وضو کا یہ ہے کہ ایک مرتبہ
منہ اپنا بہ نیت فرض دھونا اور دوسری مرتبہ اس نیت سے کہ پانی سب جگہ منہ پر پہنچائے اور پھر دونوں ہاتھوں کو کہنی سے
تا سر انگشتاں بہ ترتیب دھونا اور بعد اسکے مقدم سر پر اور پشت قدمیں پر تا کعب بترتیب مسح کرنا اور تری سے کہ جو منہ
اور ہاتھوں سے باقی رہے اب لازم ہے تجھے کہ وضو ہمیشہ اسی طرح سے کرنا کہ اب محل خوف باقی نہیں ہے چنانچہ اس روز
سے علی بن یقطین موافق ارشاد ہدایت بنیاد کے وضو کرتا اور کسی کو کوئی معترض نہوا فِي الْبِحَارِ أَنَّ الرَّشِيدَ دَخَلَ
الْمَدِينَةَ وَإِلَى قَبْرِ رَسُولِ اللهِ وَرَأَى أَبَا الْحَسَنِ يُصَلِّي عِنْدَ قَبْرِ جَدِّهِ فَأَمَرَ بِقَبْضِهِ فَأَخَذُوهُ يَنْظُرُ إِلَى قَبْرِ
جَدِّهِ نَظَرَ الْآيِسِ مِنْهُ وَيَبْكِي عَلَى مُفَارَقَتِهِ فَأَرْسَلَهُ الْمَلْعُونُ عِنْدَ عِيسَى وَأَمَرَهُ بِحَبْسِهِ کتاب بحار الانوار میں منقول ہے
کہ ایکمرتبہ ہارون رشید پلید مدینہ منورہ میں گیا اور داخل روضۂ مقدسہ جناب رسالتمآب کا ہوا دیکھا کہ امام موسیٰ کاظم
قریب مطہر اپنے جد امجد کے نماز میں مشغول ہیں پس اُس ملعون نے بعداوت قلبی اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ اس جناب کو مقید
کرو پس ملازمان رشید نے اُس امام مظلوم کو کہ نماز میں مشغول تھے کھینچکر مقید کیا راوی کہتا ہے کہ جس وقت اشقیا انحضرت
کو بجبر و قہر قبر مطہر سے جدا کرتے تھے تو وہ امام کونین بکمال حسرت و یاس طرف قبر مطہر رسول خدا کے دیکھتے تھے اور مفارقت
روضۂ اقدس پر روتے تھے آخر کار ہارون رشید بدکردار نے اُس امام ابرار کو مقید کرکے طرف بصرہ کے عیسیٰ حاکم بصرہ کے پاس روانہ کیا
اور اُسے لکھ بھیجا کہ انحضرت کو مقید رکھے فَحَبَسَهُ فِي حُجْرَةٍ مُظْلِمَةٍ وَأَقْفَلَهَا وَكَانَتْ تِلْكَ الْحُجْرَةُ لَا تُفْتَحُ إِلَّا
فِي الْحَالَيْنِ أَحَدُهُمَا عِنْدَ الطَّهُورِ وَثَانِيهِمَا عِنْدَ الْفُطُورِ پس عیسیٰ ملعون نے موافق حکم ہارون کے اس امام بیکس کو
ایک حجرۂ تنگ و تاریک میں قید کیا اور اُسے مقفل رکھتا تھا مگر دو وقت دروازہ حجرہ کا کھولتا تھا ایک اُسوقت کہ جب بوقت نماز
حضرت کو حاجت طرف وضو کے ہوتی تھی یا جبکہ وقت افطار صوم آتا تھا فَبَعْدَ مُدَّةٍ نُقِلَ مِنَ الْبَصْرَةِ وَحُبِسَ
فِي الْبَغْدَادِ وَهُوَ يَصُومُ نَهَارًا وَيَسْجُدُ وَيُصَلِّي لَيْلًا وَيُصْبِحُ عَنِ الْبِلَادِ پس بعد مدت دراز کے بصرہ سے
بغداد میں بھیج دیا اور فضل بن ربیع کو کہ حاکم بغداد تھا حکم دیا کہ انحضرت کو مقید بقید شدید کرے چنانچہ اس ملعون نے اس امام
غریب کو پابزنجیر بقید سخت حجرۂ تنگ و تاریک میں مقید کیا باوصف اسکے کہ وہ امام بیکس تکلیف شدید میں مبتلا تھے لیکن بسبب

طریقہ آپ کا یہ تھا کہ ہر روز روزہ رکھتے تھے اور ہر شب عبادت خدا میں بسر کرتے تھے اور بجز صبر اور شکر کے مطلق زبان قدس شکوہ سے
آشنا نہ تھی جبکہ ایک مدت دراز آنحضرت کو قید میں گذری اور ہارون ملعون نے ہر چند چاہا کہ کوئی شخص اُس امام بیگناہ کو حالت
قید میں تلوار سے قتل کرے اور کسی نے اس امر عظیم پر جرأت نہ کی آخرکار ہارون شقی نے سندی بن شاہک ملعون کو کہ داروغہ قیدخانہ تھا
حکم دیا کہ اُن حضرت کو زہر سے ہلاک کرے پس اُس ملعون نے چند دانے رطب کے زہر سے آلودہ کرکے حضرت کو کھلائے پس وہ امام
مسموم کھاتے ہی اُس زہر ستم کے بیمار اور علیل ہو گئے عَنْ مُسَیَّبِ بْنِ زُہَیْرٍ اَنَّہٗ قَبْلَ وَفَاتِہٖ بِثَلٰثَةِ اَیَّامٍ دَعَانِیْ
وَھُوَ عَلِیْلٌ لِسُمِّ الْجَفَا وَاَنَا مُوَکَّلٌ بِہٖ مسیب بن زہیر کہتا ہے کہ تین روز قبل اپنی شہادت کے جناب موسیٰ کاظم نے مجھے اندر قیدخانہ کے طلب
کیا اور میں طرف سے ہارون کے موکل اور داروغہ قیدخانہ کا تھا فَقَالَ لِیْ یَا مُسَیَّبُ اِنِّیْ ظَاعِنٌ فِیْ ھٰذِہِ اللَّیْلَةِ
اِلَی الْمَدِیْنَةِ فَقُلْتُ لَہٗ یَا سَیِّدِیْ کَیْفَ اَفْتَحُ لَکَ الْاَبْوَابَ وَاَقْفَالُھَا وَالْحَرَسُ مَعِیْ عَلَیْھَا پس حضرت نے فرمایا
کہ اے مسیب آج کی شب میرا قصد مدینہ جانے کا ہے میں نے عرض کی کہ اے فرزند رسول خدا یہ امر مجھ سے کیونکر ہو سکے کہ میں دروازہ ہائے مقفل کو
کھول دوں حالانکہ ہر دروازہ پر بہت سے نگہبان موجود ہیں فَقَالَ لِیْ اِنِّیْ اَدْعُو اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ بِاسْمِہِ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ
دَعَا بِہٖ اٰصَفُ حَتّٰی جَاءَ بِسَرِیْرِ بِلْقِیْسَ وَوَضَعَہٗ بَیْنَ یَدَیْ سُلَیْمٰنَ قَبْلَ ارْتِدَادِ طَرْفِہٖ حضرت نے ارشاد کیا اے مسیب
بیان سے مجھے یہ مقصود نہیں ہے کہ تو دروازہ کھولے تا میں مدینہ جاؤں بلکہ وہ اسم اعظم پڑھ کر مدینہ جاتا ہوں کہ جس اسم اعظم کو پڑھ کر
آصف نے ایک چشم زدن میں تخت بلقیس کا منگا کر سامنے حضرت سلیمان کے رکھ دیا حَتّٰی یَجْمَعَ اللّٰہُ بَیْنِیْ وَبَیْنَ ابْنِیْ عَلِیٍّ
الرِّضَا بِالْمَدِیْنَةِ قَالَ فَسَمِعْتُہٗ یَدْعُوْا فَفَقَدْتُّہٗ عَنْ مُصَلَّاہُ فَلَمْ اَزَلْ قَائِمًا عَلٰی قَدَمَیَّ
حَتّٰی رَاَیْتُہٗ قَدْ عَادَ اِلٰی مَکَانِہٖ وَعَادَ الْحَدِیْدُ اِلٰی رِجْلَیْہِ، اور فرمایا کہ اے مسیب میں اس لیے
مدینہ جاتا ہوں کہ تا جناب احدیت مجھے میرے فرزند علی رضا سے ملا دے بس یہ فرما کر حضرت نے کچھ کلمات دعا کے زبان مبارک سے
جاری کیے اور دفعتہ میری نظر سے غائب ہو گئے دیکھا میں نے کہ مصلے خالی ہے اور زنجیریں دست و پائے مبارک کی اُسی جگہ پڑی
ہیں پس میں نہایت متحیر ہوا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہوا تھا کہ ناگاہ دیکھا میں نے کہ حضرت اُسی جگہ موجود ہو گئے اور زنجیریں آپ کی پھر
اسی طرح ہاتھ اور پاؤں میں پہن لیں فَقَالَ لِیْ یَا مُسَیَّبُ اِنِّیْ رَاحِلٌ اِلَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فَبَکَیْتُ فَقَالَ لِیْ
یَا مُسَیَّبُ لَا تَبْکِ فَاِنَّ عَلِیًّا ابْنِیْ اِمَامُکَ بَعْدِیْ حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ اے مسیب میں آج دنیا سے رحلت کرتا ہوں یہ سنتے
ہی میری آنکھوں میں اشک بھر آئے اور میں رونے لگا حضرت نے فرمایا کہ تو اسقدر میری مفارقت پر نہ رو کہ فرزند میرا علی رضا امام ہے تیرا

فَقَالَ لِیْ اِذَا اَدْعُوْتُکَ اللَّیْلَ لِشَرْبَۃٍ مِنَ الْمَاءِ وَشَرِبْتُهَا وَرَاَیْتَنِیْ قَدِ اصْفَرَّ لَوْنِیْ وَاخْضَرَّ
وَتَلَوَّنَ بِاَلْوَانٍ فَاعْلَمْ اَنِّیْ قَضَیْتُ نَحْبِیْ فَاِیَّاکَ اَنْ تُخْبِرَ بِهٖ وَلَا مَنْ عِنْدِیْ اِلَّا بَعْدَهٗ
پس ای مسیب آج کی شب جبکہ میں تجھ سے پانی طلب کروں اور اُس پانی کے پیتے ہی رنگ میرا زرد اور سبز ہو جائے اور رنگ میرے چہرے
کے مختلف ہونے لگیں اسوقت یقین کرنا کہ میں نے دنیا سے رحلت کی اور خبردار میرے مرنے سے اور جو کوئی کہ میرے پاس ہو انکو حال کسی کو خبر نہ
کرنا لیکن بعد چلے جانے اُس شخص کے میری مرگ سے اطلاع کرنا قَالَ فَبَعْدَ ذٰلِکَ دَعَا بِشَرْبَۃٍ مِنَ الْمَاءِ فَشَرِبَهَا
ثُمَّ رَاَیْتُ غُلَامًا حَسَنًا جَمِیْلًا وَالنُّوْرُ یَسْطَعُ مِنْهُ کَالشَّمْسِ الطَّالِعَۃِ وَهُوَ یُشْبِهُ بِاَبِی
الْحَسَنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ مسیب کہتا ہے کہ جب شب آئی تو حضرت نے مجھ سے پانی طلب فرمایا پس میں نے پانی حاضر کیا حضرت نے اُسے نوش
فرمایا کہ ناگاہ ایک شاہزادہ کم سن ہمصورت جناب امام موسیٰ کاظم ع کی نہایت ہی خوبصورت اور حسین طلعت و ماہ جبین کہ نور چہرہ انکو
سے اُس شاہزادے کے تمام وہ مکان روشن اور منور ہوگیا اسلئے مجھے نظر آیا فَجَلَسَ عِنْدَهٗ وَهُوَ یَنْظُرُ اِلَیْهِ
کَاَنَّهٗ یَنْتَظِرُ حَتّٰی قَضٰی نَحْبَهٗ فَبَکٰی وَبَکَیْتُ مَعَهٗ فَغَابَ ذٰلِکَ الْغُلَامُ فَاَعْلَمْتُ الْخَبَرَ لِلسِّنْدِیِّ پس وہ شاہزادہ قریب
حضرت کے بیٹھ گیا اور حضرت طرف انکی اسطرح سے دیکھتے تھے کہ جس طرح کوئی کسی کا منتظر ہو اور وہ بعد کمال انتظار کے اُسے ملتا ہے پس انکی
طرف دیکھتے ہی حضرت راہی جنت ہوئے اور اُس قفس جان کا ہے وہ صاحبزادہ رونے لگا اور میں بھی بہت رویا پس ایک مرتبہ وہ
شاہزادہ میری نظر سے غائب ہوگیا اور میں نے خبر رحلت جناب موسیٰ کاظم ع کی سندی ملعون سے کی فَجَاءَ السِّنْدِیُّ عِنْدَهٗ
وَرَاٰی اَنَّهٗ تُوُفِّیَ فَرَفَعَ اللَّعِیْنُ الْحَدِیْدَ عَنْ یَدَیْهِ وَرِجْلَیْهِ بَعْدَ سَبْعِ سِنِیْنَ
وَقَصَدَ غُسْلَهٗ پس سنتے ہی اس خبر کے وہ ملعون قیدخانہ میں آیا دیکھا کہ حضرت رحلت فرما چکے ہیں جبکہ اس ملعون کو یقین حضرت
کی شہادت کا ہوگیا اُسوقت آہنگر کو بلا کر زنجیر ہائے آہنی دست و پائے اطہر سے بعد سات برس کے نکلوائیں اور قصد کیا کہ حضرت کو غسل دے
وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَیْتُهُمْ اَنَّهُمْ یُغَسِّلُوْنَهٗ بِزَعْمِهِمْ وَاَیْدِیْهِمْ لَا تَصِلُ اِلَیْهِ بَلْ رَاَیْتُ الْغُلَامَ اَنَّهٗ یَتَوَلّٰی غُسْلَهٗ
وَحَنُوْطَهٗ وَکَفَنَهٗ وَهُوَ یُظْهِرُ الْمُعَاوِنَۃَ لَا یَعْرِفُوْنَهٗ مسیب کہتا ہے کہ قسم بخدائے عزوجل کی جب وہ اشقیا متوجہ طرف غسل اس امام مظلوم کے
ہوئے دیکھا میں نے کہ اپنے زعم میں سب حضرت کو غسل دیتے تھے لیکن ہرگز ہاتھ نجس انکے بدن اطہر تک نہیں پہونچتے ہیں بلکہ وہ شاہزادہ یعنی
امام رضا مشغول غسل اور حنوط اور کفن اپنے پدر بزرگوار کے ہیں فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ اَمْرِهٖ قَالَ لِیْ عَلِیُّ بْنُ الرِّضَا یَا مُسَیَّبُ لَا
تَشُکَّنَّ فِیَّ فَاِنِّیْ حُجَّۃُ اللّٰهِ عَلَیْکَ بَعْدَ اَبِیْ پس جبکہ امام رضا ع غسل سے فارغ ہوچکے اُسوقت طرف میری متوجہ

ہوئی اور فرمایا کہ اے مسیب آگاہ ہو کہ میں امام اور حجت خدا ہوں بعد اپنے پدر عالیمقدار کے تجھے لازم ہے کہ اسمیں کسی طرح کا شک نہ کرے فَحَمَلُوا نَعْشَ الْإِمَامِ وَنُودِيَ عَلَيْهِ هٰذَا إِمَامُ الرَّافِضَةِ فَلَمَّا أُتِيَ بِهِ مَجْلِسَ الشُّرْطَةِ أَقَامَ أَرْبَعَةً نَفَرٍ فَنَادَوْا أَلَا مَنْ أَرَادَ أَنْ يَرَى مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ وَقَالُوا مَا قَالُوا بعد اسکے ان مشرکین نے لاش اطہر امام مسموم کی اٹھائی اور آواز دی کہ ایہا الناس یہ لاش اس شخص کی ہے کہ جو پیشوا اور امام ہے رافضیوں کا جس وقت کہ مجلس شرطہ تک پہنچے وہاں لاش قدس کو چار مزدوروں کے حوالے کی کہ اسے مقابر قریش میں دفن کر آئیں پس وہ سب ملعون بہ تعلیم دون اشقیا کے لاش اس امام کونین اور پیشوائے دارین کی لیے ہوئے یہ کہتے جاتے تھے کہ اے اہل بغداد آگاہ ہو کہ یہ لاش ہے موسیٰ بن جعفر کی جس رافضی کو دیکھنا ہو وہ دیکھے کہ کس ذلت سے لاش انکے امام کی اٹھائی گئی ہے اور ساتھ اسکے وہ ملعون ایسے کلمات بیہودہ شان میں اس امام انس و جان کے کہتے جاتے تھے کہ جن کا ذکر کرنا خالی از بے ادبی نہیں ہے فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ مِنْ قَصْرِهِ جَاءَ إِلَى الشَّطِّ وَأَخَذَ نَعْشَ الْإِمَامِ وَأَقَامَ الْمُنَادِيْنَ أَلَا مَنْ أَرَادَ أَنْ يَرَى الطَّيِّبَ ابْنَ الطَّيِّبِ مُوسَى ابْنَ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَلْيَخْرُجْ فِي تَشْيِيْعِهِ راوی کہتا ہے جبکہ لاش اطہر اس امام جن و بشر کی جسر بغداد پر پہنچی اور آواز ان اشرار بدکردار کی سلیمان بن ابی جعفر نے سنی اسی وقت اپنے محل سے نکلا اور بکمال سرعت کنارہ دجلہ پر پہنچا اور لاش قدس حضرت کی ان اشقیا سے چھین لی اور بہت سے لوگ مقرر کیے کہ آگے آگے لاش مبارک کے کہتے چلیں کہ ایہا الناس آگاہ ہو یہ لاش ہے اس برگزیدہ باری کی کہ جو طیب ہے پاک ہے نجاسات ظاہریہ اور باطنیہ سے اور فرزند ہے ان سادات کرام ذوی الاحترام کا کہ جنکی شان میں خداوند قدیر نے آیہ تطہیر نازل فرمائی ہے فَحَضَرَ الْخَلْقُ فَغَسَّلَهُ وَحَنَّطَهُ بِحَنُوطٍ فَاخِرٍ وَكَفَّنَهُ بِكَفَنٍ فِيهِ حِبَرَةٌ اُسْتُعْمِلَتْ لَهُ بِأَلْفَيْنِ وَخَمْسِمِائَةِ دِينَارٍ عَلَيْهَا الْقُرْآنُ كُلُّهُ منقول ہے کہ سنتے ہی آواز منادیوں کی ایک خلق عظیم جمع ہو گئی پس سلیمان نے اپنے رفقا اور اصحاب و اقربا کو جمع کیا اور بکمال پاکیزگی اور احتیاط کے آنحضرت کو غسل دیا اور کفن بہت عمدہ تھا کہ اسمیں حلہ درمیں تھی اور وہ پانسو دینار طلائی کی خرید تھی اور اسپر تمام قرآن مجید لکھا ہوا تھا آنحضرت کو کفن دیا وَاحْتَفَى وَمَشَى فِي جَنَازَتِهِ مُتَسَلِّبًا مَشْقُوقَ الْجَيْبِ إِلَى مَقَابِرِ قُرَيْشٍ فَدَفَنَهُ ثُمَّ رَجَعُوا بَاكِيْنَ مَحْزُوْنِيْنَ چاک گریبان ننگے پاؤں با دیدہ گریان جنازہ اس امام مسموم ساتھ سوگ کثیر کے مقابر قریش تک اٹھا کے گیا اور حسب طلبہ قبران حضرت کی بالفعل ہے وہاں دفن کیا اور بعد دفن کے روتے پیٹتے ساتھ جماعت کثیر کے اپنے گھروں کو پھر آئے اے جائے گریہ و بکا ہے بیکسی امام حسین علیہ السلام پر ع يَا عَيْنُ ابْكِي لِلْحُسَيْنِ وَأَهْلِهِ : بِدَمٍ إِذَا مَا قَلَّ مِنْكِ الْمَدْمَعُ إِبْكِي لَهُ مُلْقًا

غُسِلَ وَلَا کُفِّنَ وَلَا دُفِنَ ہٰذَا لَشِیْعَۃٌ اے چشم ہرچند کہ حال پرملال جناب امام موسیٰ کاظمؑ پر اور آنحضرتؑ کی بیکسی پر تجھ سے اشک جاری ہوئے
لیکن تجھے لازم ہے کہ گریاں رہو تو غربت اور بیکسی حسینؑ فرزند رسول الثقلینؑ اور بیکسی پر اُنکے عیال و اطفال کے اور اسقدر تجھے رونا چاہیے
کہ اگر اشک کمی کریں تو بجائے اشک تجھ سے خون جگر جاری ہوئے چشم گریاں ہو ایسے شہید راہ خدا اور ایسے بیکس مظلوم غریب الغربا پر
کہ جو تشنہ لب شہید ہوا اور لاش بے سر اُسکی بے غسل و بے کفن اور بے حنوط ریگستان گرم پر کئی روز تک پڑی رہی اور کوئی شخص
متوجہ طرف تجہیز و تکفین لاش اقدس کے نہوا ۵ اِبْکِیْ لِنِسْوَانِ الْحُسَیْنِ حَوَاسِرًا ؛ فِی الْبِیْدِ مَا مِنْہُنَّ مَا تَتَقَنَّعُ
اِبْکِیْ عَلَی السَّجَّادِ وَھُوَ مُقَیَّدٌ ؛ بِالْقَیْدِ مَکْتُوْفُ الْیَدَیْنِ مُکَنَّعٌ ؛ اے چشم گریان غربت اور بیکسی پر اہلحرم کی
کہ وہ پردگیان عصمت و طہارت بے مقنعہ و چادر سر عریاں با حال پریشان صحرا و بیابانمیں پھرائی گئیں اور اے چشم گریان ہو حال پر
جناب امام حضرت زین العابدینؑ کی کہ وہ حضرت مقید بقید غل تھے دونوں ہاتھ اس امام مظلومؑ کے زنجیر آہنی سے بندھے تھے
اور غلبہ مرض میں پیادہ پا ہمراہ اہلحرم کے جابجا پھرائے گئے اور ایک مدت دراز تک اس مصیبت عظیم میں مبتلا رہے
اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس چوتھی مشتمل ہے تاریخ ولادت اور شہادت جناب امام رضاؑ پر

فِی الْبِحَارِ عَنِ الْاِرْشَادِ وَغَیْرِہٖ اَنَّ عَلِیَّ الرِّضَا وُلِدَ بِالْمَدِیْنَۃِ یَوْمَ الْخَمِیْسِ لِاَحَدَ عَشَرَ لَیْلَۃً خَلَتْ
مِنْ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ سَنَۃَ ثَلٰثٍ وَخَمْسِیْنَ وَمِائَۃٍ مِنَ الْہِجْرَۃِ ، کتاب بحار الانوار اور ارشاد وغیرہ کتب
احادیث میں مذکور ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام گیارھویں تاریخ ماہ ربیع الاول کو کہ اُس روز پنجشنبہ تھا ۱۵۳ سن ہجری تھی مدینہ منورہ
میں پیدا ہوئے وَقِیْلَ تُوُفِّیَ فِیْ آخِرِہٖ وَقِیْلَ فِیْ اَرْبَعَ عَشَرَۃَ خَلَتْ مِنْ صَفَرٍ وَقِیْلَ فِیْ سَبْعٍ خَلَوْنَ
مِنْ شَہْرِ رَمَضَانَ وَقِیْلَ فِیْ اَوَّلِہٖ وَقِیْلَ فِیْ ثَلٰثٍ وَعِشْرِیْنَ مِنْ ذِی الْقَعْدَۃِ اور تاریخ شہادت اس امام مسموم
میں روایات مختلف وارد ہوئی ہیں ایک اُنمیں سے یہ ہے کہ وہ حضرت آخر ماہ ربیع الاول میں زہر سے شہید ہوئے اور ایک روایت میں
وارد ہوا ہے کہ چودھویں تاریخ ماہ صفر کو راہی جنت ہوئے اور ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ ساتویں تاریخ ماہ رمضان کو ظرف
بیابان خلد کو تشریف فرما ہوئے اور بعضوں نے لکھا ہے کہ وہ پہلی تاریخ ماہ صیام کو وہ امام عالیمقام شہید ہوئے اور بعضی روایات
میں منقول ہے کہ تیئیسویں تاریخ ماہ ذی قعدہ کی تھی کہ وہ حضرت شہر طوس میں زہر سے شہید ہوئے اور ابن بابویہ علیہ الرحمہ

نے لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ اکیسویں تاریخ ماہ رمضان کو بروز جمعہ کہ عمر و سن شریف ان حضرت کا اڑتالیس برس کا تھا
حضرت شہید ہوئے وَاسْمُهُ الْاَقْدَسُ عَلِيٌّ وَكُنْيَتُهُ اَبُو الْحَسَنِ وَاَلْقَابُهُ الصَّابِرُ وَالرَّضِيُّ وَالْوَفِيُّ وَاَشْهَرُهَا
الرِّضَا وَنَقْشُ خَاتَمِهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اسم اقدس حضرت کا علی ہے اور کنیت
مبارک ابوالحسن ہے اور نگین پر انگشتری کے ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ کندہ تھا اور القاب حضرت کے صابر اور رضی اور وفی ہے
لیکن زیادہ تر مشہور رضا ہے فِي عُيُونِ اَخْبَارِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهُ قَالَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع)
سَيُقْتَلُ وَلَدِي فِي اَرْضِ طُوسٍ اِسْمُهُ اِسْمِي وَاسْمُ اَبِيهِ اِسْمُ ابْنِ عِمْرَانَ مُوسٰى کتاب اخبار عیون رضا میں منقول ہے کہ
فرمایا جناب امیرالمومنین ع نے کہ قریب ہے قتل ہوگا میرے فرزندوں سے ایک فرزند شہر طوس میں کہ نام اس کا میرا نام ہوگا اور نام
اس کے باپ کا وہ ہوگا کہ جو نام تھا فرزند عمران کا یعنی موسیٰ ہوگا فَمَنْ زَارَهُ فِي غُرْبَتِهِ غَفَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى ذُنُوبَهُ
مَا تَقَدَّمَ مِنْهَا وَمَا تَاَخَّرَ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ عَدَدِ النُّجُومِ وَقَطَرَاتِ الْاَمْطَارِ وَوَرَقِ الْاَشْجَارِ
پس جو شخص کہ ہمارے شیعوں سے ہوگا زیارت کرے گا اس میرے فرزند غریب کی حق سبحانہ تعالیٰ تمام گناہ اس کے
بخشدیگا خواہ گذشتہ ہوں یا آئندہ ہوں اگرچہ کثرت اس کے گناہوں کی مثل ستارہ ہائے آسمان اور قطرات باراں
اور برگ ہائے درختاں ہو وَفِيهِ عَنِ الرِّضَا اَنَّهُ قَالَ مَنْ زَارَنِي فِي اَرْضِ طُوسٍ كَانَ
كَمَنْ زَارَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ اور کتاب عیون رضا میں منقول ہے کہ فرمایا امام رضا نے
جو مومن زیارت کرے میری قبر کی شہر طوس میں گویا کہ زیارت کی اُسنے رسولخدا کی وَكَتَبَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهُ ثَوَابَ اَلْفِ
حَجَّةٍ مَبْرُورَةٍ وَاَلْفِ عُمْرَةٍ مَقْبُولَةٍ وَكُنْتُ اَنَا وَاٰبَائِي شُفَعَاءَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور حق سبحانہ تعالیٰ
اُسے ثواب عطا کرے گا ہزار حج اور ہزار عمرہ مقبول کا اور میں اور آبائے طاہرین میرے اُس مومن کے شفیع ہونگے
بروز قیامت عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهُ قَالَ يُقْتَلُ وَلَدِي بِاَرْضِ خُرَاسَانَ مَنْ زَارَهُ عَارِفًا
بِحَقِّهِ اَخَذْتُهُ بِيَدِي يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ وَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْكَبَائِرِ فرمایا جناب صادق نے کہ قتل ہوگا
فرزند میرا شہر طوس میں کہ وہ ایک شہر ہے ملک خراسان سے پس جو مومن کہ زیارت کرے اس میرے فرزند کی درحالیکہ
عارف ہو ساتھ میرے فرزند کے بروز قیامت میں اس مومن کا ہاتھ پکڑ کے داخل بہشت کروں گا اگرچہ اُس مومن نے
گناہ کبیرہ کئے ہوں قَالَ قُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ وَمَا عِرْفَانُ حَقِّهِ قَالَ اَنْ يَعْلَمَ اَنَّهُ اِمَامٌ مُفْتَرَضُ الطَّاعَةِ

لِمَنْ زَارَہٗ عَارِفًا بِحَقِّہٖ اَعْطَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَجْرَ سَبْعِیْنَ اَلْفَ شَہِیْدٍ مِمَّنِ اسْتُشْہِدَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ عَلٰی حَقِیْقَۃٍ
راوی کہتا ہے کہ میں نے جناب صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ فدا ہو جان میری آپ پر سے
ارشاد ہو کہ یعنی معرفت حق امام کے کیا ہیں حضرت نے فرمایا کہ معنی معرفت امام کے یہ ہیں کہ اطاعت انکی ہر امر میں جانب
خداوند جلیل سے واجب اور فرض جانے پس جو شخص کہ زیارت کرے گا اس میرے فرزند کی بشرطیکہ اُن کو امام ع
مفترض الطاعت جانتا ہو تو حق سبحانہ تعالے اُس زائر کو ثواب ستر ہزار شہیدوں کا کہ جو سامنے جناب رسالتمآب کے راہ
راہ خدا میں شہید ہوئے ہوں عطا کرے گا عَنِ الرِّضَا عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ زَارَنِیْ فِیْ غُرْبَتِیْ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ اَجْرَ
مِائَۃِ اَلْفِ شَہِیْدٍ وَمِائَۃِ اَلْفِ صِدِّیْقٍ وَمِائَۃِ اَلْفِ حَاجٍّ وَمُعْتَمِرٍ وَمِائَۃِ اَلْفِ مُجَاہِدٍ کتاب عیون اخبار الرضا
میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا اُن حضرت نے کہ جو مومن زیارت کرے مجھ غریب کی دار غربت میں
حق سبحانہ تعالے نامہ اعمال میں اُسکے ثواب لاکھ شہید اور لاکھ صدیق کا لکھے گا اور عطا کرے گا اُس زائر کو لاکھ حج اور
لاکھ عمرہ اور لاکھ جہاد کا وَحَشَرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ زُمْرَتِنَا وَجَعَلَ فِی الدَّرَجَاتِ الْعُلٰی فِی الْجَنَّۃِ رَفِیْقًا
اور حق سبحانہ تعالے محشور کرے گا میرے زائر کو ہمارے ساتھ اور درجات عالیہ بہشت میں اُسے ہمارا رفیق گردانے گا
اَللّٰہُمَّ ارْزُقْنَا ہٰذَا عَنِ الرِّضَا اَنَّہٗ قَالَ مَنْ زَارَنِیْ وَہُوَ عَلٰی غُسْلٍ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ
فرمایا جناب حضرت امام رضا علیہ السلام نے کہ جو شخص اول غسل کرے بعد اُسکے بجا لائے زیارت میری پس وہ شخص
گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے کہ جیسا شکم مادر سے پاک اور پاکیزہ گناہوں سے پیدا ہو عَنْ اَبِیْ نَصْرٍ الْبَزَنْطِیِّ قَالَ
رَاَیْتُ فِیْ کِتَابِ اَبِی الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَیْہِ السَّلَامُ اَبْلِغْ شِیْعَتَنَا اَنَّ زِیَارَتِیْ تَعْدِلُ
عِنْدَ اللّٰہِ اَلْفَ حَجَّۃٍ ابی نصر بزنطی سے منقول ہے کہ کہا اُس نے ایک مرتبہ دیکھا میں نے کہ بخط خاص جناب امام رضا علیہ السلام
لکھا ہے کہ یہ خبر پہنچا ہمارے شیعوں کو کہ زیارت میری خداوند عادل کے نزدیک برابر ہے ہزار حج کے فَقُلْتُ لِمُحَمَّدٍ
اَلتَّقِیِّ زِیَارَۃُ اَبِیْکَ تَعْدِلُ اَلْفَ حَجَّۃٍ قَالَ اَیْ وَاللّٰہِ اَلْفَ حَجَّۃٍ لِمَنْ زَارَہٗ عَارِفًا بِحَقِّہٖ ،
ابی نصر کہتا ہے کہ اس حکایت کو عرض کی میں نے جناب امام محمد تقی علیہ السلام سے اور کہا میں نے کہ اے فرزند رسول خدا کیا
زیارت آپ کے پدر بزرگوار کی برابر ہے ہزار حج کے حضرت نے فرمایا کہ قسم بخدائے عز و جل کہ زیارت میری پدر عالی مقدار
کی برابر ہے دس ہزار حج کے بشرطیکہ عارف ہو ساتھ حق اُس جناب کے یعنی اس امام کو من کو وہ زائر مفترض الطاعت جانتا ہو

اب حضرات سنو مصائب امام رضاء اور گریہ و بکا کرو اُس مصیبت و غم پر کہ رونا مصائب پر آنحضرت کے باعث ثواب جمیل اور موجب اجر جزیل ہے فِی الْبِحَارِ یَعْنِی لَمَّا وَرَدَ الْبَرِیْدُ بِاِشْخَاصِ الْاِمَامِ الْغَرِیْبِ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ اِلٰی خُرَاسَانَ وَشَاعَ ذٰلِکَ فِیْھَا انْقَلَبَتِ الْمَدِیْنَۃُ بِاَھْلِھَا فَجَمَعَ اَھْلَہٗ وَعِیَالَہٗ وَقَالَ لَھُمْ اِنِّیْ خَارِجٌ اِلٰی دَارِ الْغُرْبَۃِ فَاَوْدِعُکُمْ وَفَرَّقَ اِثْنَا عَشَرَ اَلْفَ دِیْنَارٍ کتاب بحار الانوار میں منقول ہے کہ جب جناب امام رضا علیہ السلام کو مامون ملعون نے کسی شخص کو واسطے طلب اُس جناب کے بھیجا اور حضرت آمادہ سفر خراسان ہوئے اور یہ خبر ہلاکت اثر مدینہ منورہ میں شائع ہوئی اُس روز ہر گھر میں مدینہ کے ایسا کہرام بپا ہوا کہ قریب تھا صدائے گریہ و بکا سے مدینہ الٹ جائے پس اس بیکس و غریب نے اپنے عزیزوں اور اقربا کو جمع کیا اور اُن سے فرمایا کہ میں نے تم سب کو خدائے عزوجل کے سپرد کیا اور میں تم سے رخصت ہوتا ہوں اور بعد اُس کے پھر کبھی تم سے ملاقات نہ ہوگی یہ فرما کر حضرت نے بارہ ہزار دینار اپنے عزیز اور اقربا پر تقسیم کئے پس جو قیامت کہ گھر میں اس امام مظلوم کے بپا تھی اور جو شور گریہ و بکا کا عزیز اور اقربا و اہل و عیال سے حضرت کے بوقت وداع بلند تھا ایسا غم و الم اور شور و ماتم کسی مصیبت میں کسی گھر میں بلند نہ ہوا ہوگا پس حضرت ایک ایک کو رخصت کرتے تھے اور بے اختیار روتے تھے فَخَرَجَ مِنْ بَیْتِہٖ بَاکِیًا وَدَخَلَ رَوْضَۃَ جَدِّہٖ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ قَالَ الرَّاوِیْ فَرَاَیْتُہٗ یُوَدِّعُہٗ وَیَخْرُجُ ھٰکَذَا یُوَدِّعُہٗ مِرَارًا وَیَعْلُوْ صَوْتُہٗ بِالْبُکَآءِ وَیَنْظُرُ اِلٰی قَبْرِہٖ پس امام رضا علیہ السلام سب اہلبیت سے رخصت ہو کر اور سب کو روتے پیٹتے چھوڑ کر باحال پریشان با دیدہ گریاں دولت سرا سے باہر تشریف لائے اور واسطے رخصت کے داخل روضہ اقدس جناب رسولخدا کے ہوئے راوی کہتا ہے کہ اس وقت دیکھتا تھا میں کہ وہ امام مسموم قبر مطہر جناب سالتمآب سے وداع ہوتے تھے اور باہر نکلکر بیتاب ہو کر پھر قبر سے لپٹ کر روتے تھے اور پھر باہر آتے تھے اور پھر قبر مطہر پر اپنے نانا کی جاتے تھے اور روتے تھے اور اس حسرت و یاس سے طرف روضہ اقدس کی دیکھتے تھے کہ جیسے وہ شخص دیکھتا ہے کہ پھر کبھی ملنا نہ ہوگا آخرکار بہزار دشواری آواز بلند روتے ہوئے مدینہ منورہ سے طرف خراسان کے روانہ ہوئے فَلَمَّا قَرُبَ مِنْ طُوْسٍ اِسْتَقْبَلَہُ الْمَامُوْنُ مَعَ وُجُوْہِ مَمْلَکَتِہٖ وَاَدْخَلَہٗ فِیْھَا بِالْاِکْرَامِ پس جب کہ وہ حضرت قریب شہر طوس کے پہنچے اور تشریف لانا حضرت کا مامون کو معلوم ہوا وہ ملعون مع اپنے ارکان دولت کے واسطے استقبال کے باہر شہر کے آیا اور اس امام عالیمقام کو بکمال تعظیم

واکرام شہر میں داخل کیا فَبَعَثَ مُرُودِ الْاَیَّامِ قَالَ لَہٗ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ الْخِلَافَۃُ لَکَ وَاَنِّیْ اُبَایِعُکَ
فَلَمْ یَقْبَلْہُ فَقَالَ مَامُوْنُ اِنْ اَبَیْتَ مِنَ الْخِلَافَۃِ نَجْعَلُکَ وَلِیَّ عَہْدِیْ پس بعد چند روز کے ماموں رشید ملعون نے
اُن حضرت سے عرض کی کہ یا ابن رسول اللہؐ آپ لائق خلافت ہیں تمنا میری یہ ہے کہ آپ تخت خلافت پر جلوہ گر ہوں
حضرت نے قبول نہ فرمایا اُسنے عرض کی کہ اگر آپ خلافت نہیں قبول فرماتے ہیں تو میں نے آپ کو ولیعہد اپنا کیا۔
قَالَ الرِّضَا اِنَّ ذٰلِکَ یَنْبَغِیْ لِمَنْ یَبْقٰی بَعْدَکَ وَاَنَا اَمُوْتُ قَبْلَکَ غَرِیْبًا مَسْمُوْمًا وَیَبْکِیْ
عَلَیْہِ مَلٰٓئِکَۃُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ اے مامون مجھے ولیعہد ہونا اپنا ہی
قبول نہیں ہے اسلیے کہ ولیعہدی اُس شخص کو سزاوار ہے کہ جو بعد تیرے زندہ رہے اور جو بیکس اور غریب الوطن پہلے تجھ
سے زہر سے شہید ہو اور اُسکی مصیبت پر تمام ملائکہ آسمان وزمیں گریاں ہوں تو اُسے کب زیبا ہے کہ ولیعہد تیرا ہو
فَغَضِبَ الْمَامُوْنُ وَقَالَ یَا عَلِیُّ لَاُبَدَّ لَکَ وَاِلَّا قَتَلْتُکَ فَسَکَتَ حَتّٰی بَایَعَہٗ جَمِیْعُ اَہْلِ مَمْلَکَتِہٖ وَاَوْلَادِہٖ
منقول ہے پس یہ سنکر وہ ملعون نہایت ہی غضبناک ہوا اور کہا کہ یا علیؑ اگر تم ولیعہدی میری قبول نہ کروگے
تو میں تمہیں قتل کرونگا پس یہ سنکر حضرت نے سکوت فرمایا پس اُسی وقت سب ارکان سلطنت اور اولاد اور اصحاب
نے اُسکے بیعت حضرت سے کی منقول ہے کہ ولیعہد ہونا حضرت کا اعدائے دین کو بہت شاق ہوا اور مامون ملعون کو اغوا کرکے
آمادہ قتل اُس امام غریب کا کیا فَلَمَّا ضَاقَ الْمَلْعُوْنُ ضَیْلُہٗ فِیْ نَفْسِہٖ وَکَانَ لَیْلَۃً اَرْسَلَ عَلَیْہِ اَنَّہٗ لِیَقْتُلَہٗ سِرًّا
لٰکِنَّ اللّٰہَ دَفَعَہُمْ عَنْہُ پس وہ شقی ازلی ہمیشہ اس فکر میں رہتا تھا کہ کسی طرح حضرت کو قتل کرے چنانچہ ایک شب اپنے
غلاموں کو حکم دیا کہ انحضرت کو نماز تہجد میں چھپکر قتل کریں اور وہ سب غلام شمشیر بکف آمادہ بقتل داخل دولت سرا
ہوئے لیکن وہاں پہونچکر ہاتھ اور پاؤں سب کے کانپنے لگے اور کسی کو جرات قتل کی نہ ہوئی حالانکہ وہ امام کونین سجدہ
میں تھے پس وہ سب کے سب ناکام پھر آئے فَلَمَّا ضَاقَ وَصَدْرُہٗ طَلَبَ عِنْدَہٗ یَوْمًا وَوَضَعَ بَیْنَ یَدَیْہِ
طَبَقًا مَمْلُوًّا مِنَ الرُّطَبِ الْمَسْمُوْمِ وَقَالَ یَا عَلِیُّ کُلْ مِنْہَا مَا شِئْتَ فَاِنَّہَا اَطْیَبُ وَاَلَذُّ جبکہ مامون
ملعون قتل سے اُس امام غریب کے عاجز و ناچار ہوا پس ایک روز اُس شقی نے بہت سے رطب آلودہ بسم کرکے ایک طشت
میں بھر کر اپنے حضرت کے رکھے اور کہا کہ یا علیؑ یہ رطب کھاؤ کہ نہایت ہی شیریں اور لذیذ ہیں قَالَ رُطَبُ الْجَنَّۃِ اَطْیَبُ
مِنْہَا فَاَبٰی عَنْہُ فَاَلَحَّ وَاَطْعَمَ عَلَیْہِ حَتّٰی اَکَلَ مِنْہَا ثَلٰثَ حَبَّاتٍ وَتَغَیَّرَتْ حَالُہٗ فَقَامَ فِیْ مَجْلِسِہٖ

وَهُوَ يَمْنَعُهُ مِنَ الرُّجُوْعِ فَاَتٰى اِلٰى مَنْزِلِهٖ حضرت نے فرمایا کہ رطب جنت کے ان سے زیادہ نفیس اور لذیذ ہیں اور طرف اُن کے میل نہ فرمایا پس مامون ملعون نے بہت اصرار کیا اور اس قدر آنحضرت کو تنگ کیا کہ ناچار اُس امام مجبور نے چند دانہ ہائے رطب مسموم تناول کئے راوی کہتا ہے کہ کھاتے ہی اُس زہر قاتل سے حال جناب امام رضا علیہ السلام کا متغیر ہوگیا پس حضرتؑ وہاں سے کھڑے ہوگئے ہر چند کہ وہ بے رحم منع کرتا رہا لیکن کہنا اُس بے حیا کا نہ مانا اور اُفتاں و خیزاں اپنی منزل پر پہونچے قَالَ اَبُو الصَّلْتِ رَاَيْتُهُ اَنَّهُ يَتَمَلْمَلُ عَلٰى فِرَاشِهٖ مِنَ الْاَذٰى وَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مِنَ الْاَقْرِبَاءِ وَالْاَصْدِقَاءِ اَحَدٌ يُعَلِّلُهُ فَاَمَرَنِيْ بِاِغْلَاقِ بَابِ الْمَنْزِلِ فَغَلَّقْتُهُ منقول ہے۔ کہ ابو الصلت کہتا ہے کہ دیکھا میں نے جناب امام رضا علیہ السلام کو کہ اذیت اور تکلیف سے اُس زہر قاتل کے حضرت مانند ماہی بے آب کے فرش خواب پر تڑپتے تھے اور کسی کروٹ اُن حضرت کو چین نہ آتا تھا جبکہ حال حضرت کا نہایت متغیر ہوا مجھ سے فرمایا کہ ابو الصلت دروازہ اس گھر کا بند کر دے پس میں نے حسب الارشاد دروازہ اُس گھر کا بند کر دیا وَاَنَا فِيْ صَحْنِ الدَّارِ اَبْكِيْ عَلَيْهِ اِذْ دَخَلَ عَلَيَّ صَبِيٌّ حَسَنُ الْوَجْهِ سَاعِيٌّ قَطَطُ الشَّعْرِ اَشْبَهُ النَّاسِ بِالرِّضَا وَهُوَ ابْنُهُ مُحَمَّدُ بْنِ الْجَوَادُ وَالْبَابُ مُغْلَقٌ پس میں صحن خانہ میں بیکسی اور تنہائی جناب امام رضا علیہ السلام پر کھڑا رو رہا تھا کہ ناگاہ ایک شاہزادہ ماہ طلعت آفتاب صورت نہایت حسین صغیر السن ہفت سالہ با موہائے مجعد کہ نہایت اشبہ تھا امام رضا علیہ السلام سے صورت اور سیرت اور رفتار اور گفتار میں اُس صحن خانہ میں نمودار ہوا معلوم کیا میں نے کہ وہ شاہزادہ والا نژاد فرزند امام رضا علیہ السلام کے جناب محمد جواد علیہ السلام ہیں فَدَخَلَ بَاكِيًا عَلٰى اَبِيْهِ فَلَمَّا نَظَرَ اِلَيْهِ بَكٰى وَضَمَّهٗ اِلٰى صَدْرِهٖ وَقَبَّلَهٗ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَكَلَّمَ مِنْهُ شَيْئًا لَمْ اَفْهَمْهُ ثُمَّ قَضٰى نَحْبَهٗ پس وہ شاہزادہ روتا ہوا داخل حجرۂ امام رضا علیہ السلام کے ہوئے جبکہ اُن حضرت نے اُس پارہ جگر اور نور نظر کو دیکھا رونے لگے اور ہاتھ پھیلا کر سینۂ اطہر سے لگا لیا اور بار بار پیشانیٔ انور اُس ماہ جبین کے بوسہ لیتے تھے اور روتے تھے یہاں تک کہ حضرتؑ نے اپنے فرزند کو اپنے فرش پر لٹا لیا اور کچھ باتیں کیں کہ میں مطلق اُسے نہ سمجھا اور بعد اُسکے طرف جنت کے تشریف فرما ہوئے گویا کہ فقط منتظر آنے اپنے نور چشم کے تھے پس امام محمد تقی علیہ السلام اس مصیبت عظیم

میں اس بے قراری سے ہائے بابا ہائے بابا کہتے تھے اور روتے تھے کہ دل میرا پھٹا جاتا تھا اور در و دیوار سے آواز رونے کی آتی تھی فَغَسَّلَهُ بِيَدِهِ وَحَنَّطَهُ وَكَفَّنَهُ وَوَضَعَهُ فِي التَّابُوتِ وَصَلَّى عَلَيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهُ مِنْهُ وَوَضَعَهُ عَلَى فِرَاشِهِ كَأَنَّهُ لَمْ يُغَسَّلْ وَلَمْ يُكَفَّنْ فَغَابَ عَنْ عَيْنَيْهِ اور اس شاہزادہ کونین نے اپنے ہاتھ سے اپنے پدر بزرگوار کو غسل دیا اور حنوط کیا اور کفن اور تابوت میں رکھ کر حضرت پر نماز پڑھی اور بعد فراغ نماز کے لاش اطہر کو اس جگہ کہ جہاں حضرت نے انتقال فرمایا تھا لٹا دیا گویا کسی نے آنحضرت کو ابھی غسل نہیں دیا ہے پس یکایک امام محمد تقی علیہ السلام میری نظروں سے پوشیدہ ہو گئے فَبَيْنَا كَذَلِكَ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهِ الْمَأْمُونُ وَرَأَى أَنَّهُ تُوُفِّيَ فَبَكَى وَشَقَّ جَيْبَهُ وَلَطَمَ وَجْهَهُ فَغَسَّلَهُ وَكَفَّنَهُ وَحَمَلَ نَعْشَهُ وَخَرَجَ بَاكِيًا مِنَ النَّاسِ مِنَ الْأَعْيَانِ بعد اس کے مامون ملعون نے خبر وفات حضرت کی سنکر مع اپنے رفقا اور اصحاب کے اس جگہ آیا اور ظاہر میں باواز بلند رونے لگا اور گریبان اپنا چاک کیا اور منھ اپنا پیٹا بعد اس کے اُن حضرت کو غسل و کفن دے کر لاش حضرت کی اٹھائی اور ہمراہ جنازہ کے خود مع تمام ارکان دولت کے گریاں و نالاں روانہ ہوا اور اسوقت تمام شہر طوس میں قیامت عظیم واقع ہوئی اور ہر گھر میں صدائے واعلیاہ و غریباہ کی بلند تھی پس مامون بیدین نے مع اشراف طوس جنازہ اقدس پر نماز پڑھی اور امام بیکس و غریب کو دفن کیا وَفِي الْبِحَارِ أَنَّ فَاطِمَةَ أُخْتَهُ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ وَقَصَدَتْ أَخَاهَا فَلَمَّا وَصَلَتْ إِلَى سَاوَةَ مَرِضَتْ فَسَأَلَتْ كَمْ بَيْنَهَا وَبَيْنَ قُمَّ قَالُوا عَشَرَةُ فَرَاسِخَ فَقَالَتْ احْمِلُونِي إِلَيْهَا شَيْئًا كتاب بحار الانوار میں منقول ہے کہ جناب فاطمہ بہن امام رضا علیہ السلام کی کہ عاشق تھیں اپنے بھائی کی جب ایک مدت دراز مفارقت میں اپنے بھائی غریب کی رو یا کیں اور وہ حضرت سفری نہ آئے بیتاب ہو کر مدینہ سے طرف شہر طوس کے روانہ ہوئیں جب کہ منزل ساوہ پر پہنچیں تو وہاں بیمار ہو گئیں اور وہاں کے باشندوں سے پوچھا کہ یہاں سے شہر قم کسقدر دور ہے لوگوں نے عرض کی کہ اے مخدومہ عالم شہر قم یہاں سے دس فرسخ ہے فرمایا کہ مجھے جلد شہر قم میں پہنچاؤ فَلَمَّا قَرُبَتْ مِنْهُ وَبَلَغَ ذَلِكَ إِلَى أَهْلِ قُمَّ اسْتَقْبَلَهَا أَشْرَافُهُمْ وَتَقَدَّمَ مِنْهُمْ مُوسَى بْنُ الْخَزْرَجِ وَأَخَذَ بِزِمَامِ نَاقَتِهَا وَأَدْخَلَهَا

فِیْ قُمَّ یَا اٰلِ آدَمِ پس جب کہ وہ مخدومۂ کونین قریب شہر قم کے پہنچیں اور یہ خبر اہل قم کو پہنچی سب اشراف اُس شہر کے واسطے استقبال اُس شاہزادی کے باہر شہر کے آئے اور سب سے پہلے موسیٰ بن خزرج کہ رئیس قم تھا خدمت معصومہ میں پہنچا اور مہار ناقہ جناب فاطمہؑ کی اپنے ہاتھ میں لے اور سب اہل شہر پیادہ باکمال ادب ہمراہ رکاب ہوئے اور اُن مخدومہ کو شہر میں داخل کیا فَلَمَّا دَخَلَتْ فِیْ قُمَّ سَمِعَتْ مِنْ دُوْرِهِمْ اَصْوَاتَ النِّیَاحِ وَرَاَتْ لِبَاسَهُمُ السَّوْدَاءَ فَقَالَتْ لَهُمْ لِمَنْ هٰذَا الْمَاتَمُ، منقول ہے پس جب کہ وہ معظمہ داخل شہر قم ہوئیں دیکھا کہ تمام شہر ماتم داری اور ہر گھر سے صدائے گریہ و بکا کی ملند ہے اور سب زن و مرد لباس سیاہ ماتمی پہنے ہیں پس یہ دیکھ کر وہ مخدومۂ عالم نہایت متوحش ہوئیں اور پوچھا کہ اس شہر میں کس رئیس قم کا ماتم بپا ہے کہ ہر گھر سے آواز رونے اور پیٹنے کی آتی ہے اور ہر زن و مرد لباس ماتمی پہنے ہیں اور ہر شخص مغموم و محزون ہے یہ سُنکر کسی نے کچھ جواب نہ دیا سب ساکت ہو گئے پھر اُس مخدومۂ دارین نے فرمایا کہ قسم ہے تمہیں ہمارے حق کی جلد خبر دو کہ یہ ماتم عظیم کس شخص کا شہر میں بپا ہے فَبَکَوْا وَدَمَوْعُهُمْ عَلَی الْوَجْهِ وَ قَالُوْا یَا سَیِّدَتِیْ اِنَّ بُکَاءَ نَا عَلٰی سَیِّدِنَا غَرِیْبِ الْغُرَبَاءِ اَخِیْكِ عَلِیِّ سَیِّدِ الرِّضَاءِ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَلَیْهِ التَّحِیَّةُ وَالثَّنَاءُ فَاِنَّهُ قُتِلَ مَسْمُوْمًا مَظْلُوْمًا جب ان معظمہ نے بہت اصرار کیا تمام اہل شہر رونے لگے اور عمامہ اپنے سروں سے زمین پر پھینکدئے اور عرض کی کہ اے شاہزادی سبب ہمارے گریہ و ماتم کا یہ ہے کہ کئی روز گذرے ہیں کہ مامون ملعون نے آپ کے بھائی سید بیکس جناب امام رضا علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا ہے پس جس وقت سے ہم نے یہ خبر ہلاکت اثر سنی ہے ہر گھر میں ہمارے ماتم بپا ہے اور ہر زن و مرد رونے اور پیٹنے میں مشغول ہے فَلَمَّا سَمِعَتْ صَاحَتْ وَا اَخَاهُ وَا سَیِّدَاهُ لَیْتَ الْمَوْتَ اَعْدَمَنِی الْحَیٰوةَ فَبَکَتْ عَلَیْهِ سَبْعَةَ عَشَرَ یَوْمًا حَتّٰی تُوُفِّیَتْ وَدُفِنَتْ فِیْ قُمَّ وَبُنِیَتْ عَلٰی قَبْرِهَا سَقِیْفَةٌ اِلٰی اَنْ زَیْنَبُ بِنْتُ مُحَمَّدِ الْجَوَادِ بَنَتْ عَلَیْهَا قُبَّةً پس جب کہ اُن معظمہ نے خبر شہادت امام مسموم کی سُنی سنتے ہی اُس کے غش کھا کر زمین پر گر پڑیں اور بعد افاقہ کے روتی تھیں اور پیٹتی تھیں اور یہ کہتی تھیں کہ ہائے بھائی میرے ہائے سیّد غریب میرے افسوس صد افسوس کہ یہ بہن خستہ جگر خبر آپ کے

آپ کے مرنے کی سننے کو جیتی رہی اور آپ شہید ہوئے کاش مجھے بھی موت آئی منقول ہے کہ وہ شاہزادی سترہ روز تک ہر وقت اس مصیبت کبرے میں رو یا کیں یہاں تک کہ سترہ‌ویں دن دُنیا سے رحلت فرمائی پس مرنے سے اُن معصومہ کے قم میں اور قیامت بپا ہوئی اور ان مومنین پاک اعتقاد نے اُن معظمہ کو بکمال اہتمام جائے پاکیزہ میں دفن کیا اور قبر مطہر کو مسقف کر دیا پس بعد چند سال کے زینبؑ خاتون دختر حضرت امام محمد تقی علیہ السّلام نے مزار ان معصومہ کو قبہ دار بنوا دیا اب حضرات مقام تاسف ہے مصیبت پر جناب زینب خاتون دختر امیر المومنینؑ پر سبحان اللہ کیا صابرہ تھیں کہ وہ اپنے بھائی امام حسین علیہ السّلام کو اپنی آنکھوں سے زیر خنجر دیکھا اور بجز صبر و شکر خدا کے حرف شکایت زبان سے نہ ادا کیا لیکن بسبب فرط غم و الم کے اشک چشم مبارک سے مسلسل جاری تھے اور ہر مرتبہ قصد کرتی تھیں کہ قریب اپنے بھائی کے جاؤں لیکن ہرگز وہ ملعون قریب حضرت کے نہ آنے دیتے تھے اور ہٹا دیتے تھے پس جو کچھ کہ اسوقت اور بعد اسکے از کربلا تا شام ان صابرہ دختر صابرین پر گذرا تفصیل اسکی مجالس سابقہ میں مذکور ہو چکی ہے مَنْ شَاءَ فَلْيَرْجِعْ اِلَيْهَا۔

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

تمام شد

اعلان

بحمد اللہ کتاب بحر المصائب حسب فرمائش جناب حاجی خواجہ شریف حسینؑ صاحب مشہدی کربلائی اور باہتمام کاظم بک ڈپو دہلی گندہ نالہ گلی باغ بکھاری سے چھپ کر تیار ہو گئی ہے کوئی صاحب اسکے چھاپنے کا قصد نہ فرمائیں بعوض نفع نقصان نہ اٹھائیں حق طباعت اسکا محفوظ ہے، اور مومنین ذاکرین سے التماس ہے کہ بعد ذکر جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا دعائے خیر سے یاد فرمائیں،

المعلن کاظم بک ڈپو دہلی گندہ نالہ گلی باغ بکھاری